

سُنَنُ الْيُودِ وَالدَّوْدِ (اُردو)

تأليف

امام ابو داود سليمان بن اشعث سجستاني رحمته الله

ترجمہ و فوائد

فیضانِ اہلِ اُمرار عمر فاروق سعیدی رحمته الله

تحقیق و تخریج

حافظ ابو الطاهر زبیر علی زئی رحمته الله

نظارت، تصحیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یوسف رحمته الله

اعْتَقَلْنَا بِبَيْتِ الشَّيْخِ الْفَارُوقِ

۳۹۵ رستورسید احمد روڈ دریا گنج

نئی دہلی ۱۱۰۰۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنہ ڈاٹ کام پر تمام ”پی ڈی ایف“ کتب
قارئین کے مطالعے اور دعوتی و اصلاحی مقاصد کے
لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر
استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو
تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی
، قانونی و شرعی جرم ہے۔

منہاج السنہ النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم

سُننُ الْبُودَاوُد (اُردو)

کتاب الطّب کتاب الادب

تالیف

امام البوداؤد و سلیمان بن اشعث بجاتانی رحمہ اللہ

ترجمہ و فائدہ

فیاض البوعمار عسقرافق سعیدی رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ البوطا ہرنزیس علی زئی رحمہ اللہ

تقریظ، تصحیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ

بہار مصری مہائل

پروفیسر مسند کبیری رحمہ اللہ

جلد اول

اعْتَقِلْ بِبَيْتِكَ هَافِسَ الْبُودَاوُدِ

۳۹۵ / مسرستید احمد دؤد دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۲



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نام :	عَنْ اَبُو داوُد
جلد :	اول
تالیف :	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث بختیانی رحمہ اللہ
ترجمہ :	فیضانِ انوارِ عمر فاروق سعیدی رحمہ اللہ
اشاعت اول :	اگست 2012ء
باہتمام :	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس (پرائیویٹ لمیٹڈ)
تعداد :	500
مطبع :	گلشن آفیسٹ پرنٹرس، دہلی

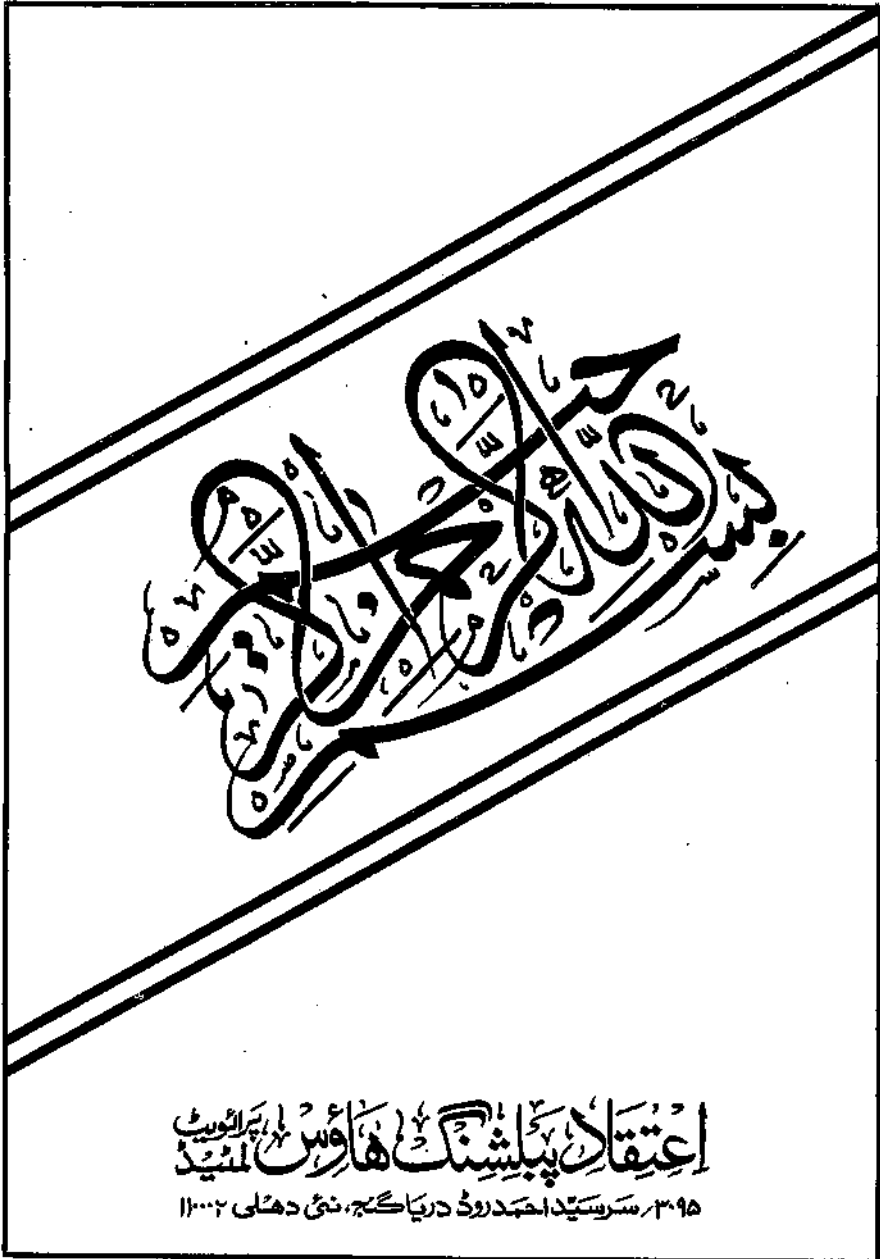
استدھا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔
نشانہ دی کے لیے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔ (ادارہ)



ATEQAD PUBLISHING HOUSE Pvt. Ltd.

3025, Sir Syed Ahmed Road, Darya Gah, New Delhi 2 Ph: 2911-23276879, 23286879 Fax: 23286894
e-mail: ateqad@gmail.com





ATEQAD PUBLISHING HOUSE Pvt. Ltd.

3095, Sir Syed Ahmed Road, Darya Ganj, New Delhi 2 Ph.:011- 23276879, 23266879 Fax:23256661
e-mail: ateqad@gmail.com

بارگاہ الہی میں اطہارِ شہزاد اور ایک عاجزانہ التجا

اللہ العالمین! خدمتِ حدیث کی اس توفیق پر جس سے تو نے ہمیں نوازنا ہماری جبینِ نیاز تیری بارگاہِ عالی میں جھکی ہوئی ہے ہمارے قلوب جذباتِ تشکر سے مملو ہیں اور زبان پر تیری حمد و ثناء کے ترانے جاری ہیں۔

یا رب لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك ولعظيم سلطانك.

بارِ الہا! ہماری التجا ہے کہ جس طرح تو نے اپنے حقیر بندوں کو اس عظیم خدمت کے شرف سے مشرف فرمایا ہے اسی طرح اسے دنیا اور آخرت میں قبولیت کا اعزاز بھی عطا فرما۔

اللهم تقبل مِنَّا كما تتقبل من عبادك الصالحين.

دنیا میں اس طرح کہ احادیث کی ان مترجم کتابوں کو لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کا باعث بنا اور آخرت میں ہماری اس سعی بے بضاعت کو ہماری نجات کا نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا اور اپنی رحمت و مغفرت کا ذریعہ بنا۔ آمین یا رب العالمین.

ایں دعا ازمن واز جملہ جہاں آمین باد

(مدیرِ دفنائے ادارہ)



قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نَضَّ اللَّهُ أَمْرًا

مَعًا يَتْلُو فَنُفِطِرُهُ

صَدَقَ حَبِيبُ اللَّهِ

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ اور شاداب رکھے جس نے ہم سے
کوئی حدیث سنی، پھر اسے یاد کر کے لوگوں تک پہنچا دیا

(مشن الجود اؤد - العلم ، حدیث ۳۶۶)

الَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ
الْحِکْمَافِ
الَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ
الْقُرْآنِ
مِثْلَهُ

اچھی طرح سن لو! مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ
اس کی مثل (سنت) بھی، خیردار! مجھے قرآن دیا گیا ہے
اور اس کے ساتھ اس کی مثل (سنت) بھی۔ (مسند احمد ۴/۱۳۱)

فہرست مضامین (جلد اول)

31	عرض ناشر
37	عرض مترجم
41	مترجم کا شخصی تعارف
43	مقدمہ
59	مقدمۃ التحقیق (سنن ابوداود تحقیق و تخریج احادیث کا اسلوب)
64	حالات زندگی امام ابوداود رحمہ
69	سنن ابوداود اور اس کی امتیازی خصوصیات
77	اصطلاحات محدثین
88	سنن ابوداود سے استفادے کا طریقہ

91	طہارت کے مسائل	۱- کتاب الطہارۃ

93	باب: قضاء حاجت (پیشاب پاخانے) کیلئے لوگوں سے علیحدہ اور دور ہونے کا بیان	۱۰- بَابُ التَّخَلُّی عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ
94	باب: پیشاب کے لیے (نرم) جگہ تلاش کرنا	۲- بَابُ الرَّجُلِ یَبْثُو لَیْتُولِی
95	باب: آدمی بیت الخلا میں داخل ہونا چاہے تو کیا پڑھے؟	۳- بَابُ مَا یَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ
97	باب: قضاء حاجت کے وقت قبلہ رخ ہونا مکروہ ہے	۴- بَابُ كَرَاهِيَةِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ
100	باب: اس مسئلے میں رخصت کا بیان	۵- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
101	باب: قضاء حاجت کے وقت کپڑا اتارنے کا لاپ	۶- بَابُ كَيْفِ التَّكْشُفِ عِنْدَ الْحَاجَةِ
102	باب: قضاء حاجت کے دوران بات چیت مکروہ ہے	۷- بَابُ كَرَاهِيَةِ الْكَلَامِ عِنْدَ الْخَلَاءِ
103	باب: پیشاب کرتے ہوئے سلام کا جواب دینا؟	۸- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَذْكُرُ السَّلَامَ وَهُوَ يَبْثُو؟
104	باب: طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا	۹- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى عَلَى غَيْرِ طَهْرٍ
105	باب: ایسی اگلی جس میں اللہ کا ذکر کندہ ہو بیت الخلا میں لے جانا	۱۰- بَابُ الْحَاثِمِ يَكُونُ فِيهِ ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى يَدْخُلُ بِهِ الْخَلَاءَ

- ۱۱- بَابُ الْإِسْتِبْرَاءِ مِنَ النُّبُولِ باب: پیشاب سے خوب اچھی طرح پاک ہونے کا بیان 105
- ۱۲- بَابُ النُّبُولِ قَائِمًا باب: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا 109
- ۱۳- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَبُولُ بِاللَّيْلِ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ يَضَعُهُ عِنْدَهُ باب: انسان رات کو کسی برتن میں پیشاب کرے اور پھر اسے اپنے پاس پڑا رہنے دے 110
- ۱۴- بَابُ الْمَوَاضِعِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ النُّبُولِ فِيهَا باب: وہ مقامات جہاں پیشاب کرنا منع ہے 110
- ۱۵- بَابُ فِي النُّبُولِ فِي الْمُسْتَحَمِّ باب: غسل خانے میں پیشاب کا مسئلہ 111
- ۱۶- بَابُ النَّهْيِ عَنِ النُّبُولِ فِي الْجُحْرِ باب: بل میں پیشاب کی ممانعت 112
- ۱۷- مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ باب: بیت الخلا سے نکل کر انسان کیا پڑھے؟ 113
- ۱۸- بَابُ كَرَاهِيَةِ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِينِ فِي الْإِسْتِبْرَاءِ باب: استنجاء میں شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے چھونے کی ممانعت 113
- ۱۹- بَابُ الْإِسْتِبْرَاءِ فِي الْخَلَاءِ باب: قضائے حاجت کے وقت پردہ کرنا 116
- ۲۰- بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ أَنْ يُسْتَنْجَى بِهِ باب: وہ چیزیں جن سے استنجاء منع ہے 117
- ۲۱- بَابُ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْأَخْجَارِ باب: ڈھیلوں کے ساتھ استنجاء کرنا 119
- ۲۲- بَابُ فِي الْإِسْتِبْرَاءِ باب: استنجاء کا بیان 120
- ۲۳- بَابُ فِي الْإِسْتِنْجَاءِ بِالنَّمَاءِ باب: پانی سے استنجاء کرنا 120
- ۲۴- بَابُ الرَّجُلِ يَذْكُرُ يَدَهُ بِالْأَرْضِ إِذَا اسْتَنْجَى باب: استنجاء کے بعد آدی اپنا ہاتھ زمین پر رگڑ لے 121
- ۲۵- بَابُ السُّوَاكِ باب: مسواک کا بیان 122
- ۲۶- بَابُ كَيْفَ يُسْتَاكُ باب: مسواک کیسے کی جائے؟ 124
- ۲۷- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَسْتَاكُ بِسُوَاكِ غَيْرِهِ باب: انسان کسی دوسرے کی مسواک استعمال...؟ 125
- ۲۸- بَابُ غَسْلِ السُّوَاكِ باب: مسواک دھونے کا بیان 125
- ۲۹- بَابُ السُّوَاكِ مِنَ الْفِطْرَةِ باب: مسواک اعمالِ فطرت میں سے ہے 126
- ۳۰- بَابُ السُّوَاكِ لِمَنْ قَامَ بِاللَّيْلِ باب: رات کو اٹھنے والے کیلئے مسواک کا بیان 128
- ۳۱- بَابُ فَرَضِ الْوُضُوءِ باب: وضو کی فرضیت 130
- ۳۲- بَابُ الرَّجُلِ يُجَدِّدُ الْوُضُوءَ مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ باب: جو انسان با وضو ہوتے ہوئے نیا وضو کرے 132
- ۳۳- بَابُ مَا يُنْجَسُ الْمَاءُ باب: پانی کو کیا چیز نجس کرتی ہے؟ 132
- ۳۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَثْرِ بُضَاعَةٍ باب: بضاعہ کے کنوئیں کا ذکر 134

- ۳۵- بَابُ الْمَاءِ لَا يَحْتَبُ
باب: (جنبی کا مستعمل) پانی ”جنبی“ نہیں ہوتا 136
- ۳۶- بَابُ الْبُؤْلِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ
باب: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا؟ 137
- ۳۷- بَابُ الْوُضُوءِ بِسُورِ الْكَلْبِ
باب: کتے کے جوٹھے پانی سے وضو کرنا.....؟ 137
- ۳۸- بَابُ سُورِ الْهَرَّةِ
باب: بلی کے جوٹھے کا بیان 139
- ۳۹- بَابُ الْوُضُوءِ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ
باب: عورت کے (استعمال سے) بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا 141
- ۴۰- بَابُ التَّهْنِي عَنْ ذَلِكَ
باب: عورت کے مستعمل پانی سے وضو کی ممانعت کا ذکر 143
- ۴۱- بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَخْرِ
باب: سمندر کے پانی سے وضو 143
- ۴۲- بَابُ الْوُضُوءِ بِالنَّبِيذِ
باب: کھجور اور مٹکی کے شراب (نبیذ) سے وضو کرنا...؟ 144
- ۴۳- بَابُ أَبِيصْلِي الرَّجُلُ وَهُوَ حَاقِنٌ؟
باب: پیشاب پاخانہ کی حاجت ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ 146
- ۴۴- بَابُ مَا يُجْزَى مِنَ الْمَاءِ فِي الْوُضُوءِ
باب: وضو کے لیے کس قدر پانی کافی ہے؟ 149
- ۴۵- بَابُ الْإِسْرَافِ فِي الْوُضُوءِ
باب: وضو میں اسراف منع ہے 151
- ۴۶- بَابُ فِي إِسْبَاحِ الْوُضُوءِ
باب: وضو مکمل کرنے کا بیان 152
- ۴۷- بَابُ الْوُضُوءِ فِي آيَةِ الصُّفْرِ
باب: پیتل کے برتن سے وضو 152
- ۴۸- بَابُ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوءِ
باب: وضو شروع کرتے ہوئے ”بسم اللہ“ کہنا 153
- ۴۹- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ يَدُهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا
باب: جو شخص اپنے ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں ڈال دے؟ 154
- ۵۱- بَابُ صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ
باب: نبی ﷺ کے وضو کا بیان 156
- ۵۲- بَابُ الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا
باب: اعضا کو تین تین بار دھونے کا بیان 171
- ۵۳- بَابُ الْوُضُوءِ مَرَّتَيْنِ
باب: دودو بار اعضائے وضو دھونا 172
- ۵۴- بَابُ الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً
باب: اعضائے وضو کا ایک ایک بار دھونا 173
- ۵۵- بَابُ فِي الْفَرْقِ بَيْنَ الْمَضْمُضَةِ وَالْإِسْتِنْشَاقِ
باب: کلی اور ناک میں پانی لینے میں فرق کرنا 174
- ۵۶- بَابُ فِي الْإِسْتِنْشَاقِ
باب: ناک جھانسنے کا بیان 174
- ۵۷- بَابُ تَخْلِيلِ اللَّحْيَةِ
باب: ڈاڑھی میں غلال کرنے کا بیان 177

178	باب: پگڑی پر مسح کرنے کا بیان	۵۸- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ
179	باب: پاؤں دھونے کا بیان	۵۹- بَابُ غَسْلِ الرَّجْلِ
179	باب: موزوں پر مسح کرنے کا بیان	۶۰- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ
185	باب: مسح کے لیے مدت کا بیان	۶۱- بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ
187	باب: جرابوں پر مسح کرنا	۶۲- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْجُوزَرَيْنِ
189	باب:	----- بَابُ -----
190	باب: مسح کیسے ہو؟	۶۳- بَابُ كَيْفَ الْمَسْحِ
192	باب: چھینٹے مارنے کا بیان	۶۴- بَابُ فِي الْإِنْتِصَاحِ
193	باب: وضو کے بعد آدمی کیا پڑھے؟	۶۵- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا تَوَضَّأَ
195	باب: ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھنا؟	--- بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ
196	باب: وضو میں تسلسل قائم نہ رہے تو.....؟	۶۶- بَابُ تَفْرِيقِ الْوُضُوءِ
197	باب: اگر بے وضو ہونے میں شک ہو تو.....؟	۶۷- بَابُ إِذَا شَكَّ فِي الْحَدَثِ
198	باب: بوسہ لینے سے وضو کا مسئلہ.....؟	۶۸- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ
200	باب: شرمگاہ کو چھونے سے وضو	۶۹- بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ
201	باب: اس میں رخصت کا بیان	۷۰- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
202	باب: اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو	۷۱- بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ
203	باب: کچے گوشت کو ہاتھ لگانے سے وضو.....	۷۲- بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ اللَّحْمِ النَّيِّءِ وَغَسْلِهِ
204	باب: مردار کو ہاتھ لگانے سے وضو نہ کرنا	۷۳- بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الْمَيْتَةِ
204	باب: آگ پر پکی چیز کے استعمال سے وضو نہ کرنا	۷۴- بَابُ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ
208	باب: مذکورہ مسئلے میں تشدید کا بیان	۷۵- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ
209	باب: دودھ پی کر وضو کرنے کا مسئلہ	۷۶- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ اللَّبَنِ
209	باب: اس سے کلی نہ کرنے کی رخصت	۷۷- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
209	باب: خون نکلنے سے وضو کا مسئلہ.....؟	۷۸- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الدَّمِ
211	باب: نیند سے وضو	۷۹- بَابُ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ
215	باب: اگر کوئی گندگی کو روند کر آئے تو.....؟	۸۰- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَطَأُ الْأَذَى بِرِجْلِهِ

- باب: جو شخص نماز کے دوران میں بے وضو ہو جائے؟ 216 ۸۱- بَابُ فِيمَنْ يُحْدِثُ فِي الصَّلَاةِ
- باب: مذی کا مسئلہ 216 ۸۲- بَابُ فِي الْمَذْيِ
- باب: (مباشرت کے موقع پر) اگر جذبات ٹھنڈے ۸۳- بَابُ فِي الْإِكْسَالِ
- ہو جائیں.....؟ 221
- باب: جنبی (اگر غسل کرنے سے پہلے) اپنی بیوی ۸۴- بَابُ فِي الْجُنْبِ يَعُودُ
- کے پاس دوبارہ آئے تو.....؟ 223
- باب: جو دوبارہ جماعت کرنا چاہے تو وضو کر لے! 223 ۸۵- بَابُ فِي الْوُضُوءِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ
- باب: جنبی اگر سونا چاہے تو.....؟ 224 ۸۶- بَابُ الْجُنْبِ يَتَأَمُّ
- باب: جنبی اگر کچھ کھانا چاہے.....؟ 225 ۸۷- بَابُ الْجُنْبِ يَأْكُلُ
- باب: جو یہ کہتا ہے کہ جنبی وضو کرے! 226 ۸۸- بَابُ مَنْ قَالَ: الْجُنْبُ يَتَوَضَّأُ
- باب: جنبی غسل مؤخر کر سکتا ہے! 227 ۸۹- بَابُ الْجُنْبِ يُؤَخِّرُ الْغُسْلَ
- باب: جنبی آدمی کا قرآن پڑھنا.....؟ 229 ۹۰- بَابُ فِي الْجُنْبِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ
- باب: جنبی کا مصافحہ کرنا 230 ۹۱- بَابُ فِي الْجُنْبِ يُصَافِحُ
- باب: جنبی کا مسجد میں داخل ہونا 231 ۹۲- بَابُ فِي الْجُنْبِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ
- باب: جنبی آدمی لوگوں کو بھولے سے نماز پڑھائے 232 ۹۳- بَابُ فِي الْجُنْبِ يَصَلِّي بِالْقَوْمِ وَهُوَ نَاسٍ
- باب: نیند سے بیداری پر انسان اپنے جسم یا کپڑوں ۹۴- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَّةَ فِي مَتْنَمِهِ
- پر نمی محسوس کرے تو.....؟ 235
- باب: عورت (خواب میں) وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ۹۵- بَابُ الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يَرَى الرَّجُلُ
- ہے تو.....؟ 236
- باب: پانی کی مقدار جو غسل کیلئے کافی ہو سکتی ہے 237 ۹۶- بَابُ مِقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِي يُجْزِي بِهِ الْغُسْلُ
- باب: غسل جنابت کا بیان 239 ۹۷- بَابُ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ
- باب: غسل کے بعد وضو کرنا 245 ۹۸- بَابُ الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ
- باب: کیا عورت غسل میں اپنے سر کے بال کھولے؟ 246 ۹۹- بَابُ الْمَرْأَةِ هَلْ تَنْقُصُ شَعْرَهَا عِنْدَ الْغُسْلِ؟
- باب: جنبی آدمی کا غسل کرتے ہوئے محطی سے سر دھونا 248 ۱۰۰- بَابُ فِي الْجُنْبِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ بِالْخَطْمِيِّ
- باب: وہ پانی جو مرد اور عورت کے مابین ہے.....؟ 248 ۱۰۱- بَابُ فِيمَا يَفِيضُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنَ الْمَاءِ

- ۱۰۲- بَابُ مُوَآكَلَةِ الْحَائِضِ وَمُجَامَعَتِهَا باب: حائضہ عورت سے مل کر کھانا اور (گھر میں)
- 249 اس سے میل جول رکھنا
- ۱۰۳- بَابُ الْحَائِضِ تَنَاوُلِ مِنَ الْمَسْجِدِ باب: حائضہ عورت مسجد سے کوئی چیز اٹھائے...
- 251
- ۱۰۴- بَابُ فِي الْحَائِضِ لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ باب: حائضہ ایام حیض کی نمازوں کی قضاء نہ کرے
- 252
- ۱۰۵- بَابُ فِي إِثْبَانِ الْحَائِضِ باب: حائضہ سے مجامعت کا مسئلہ
- 253
- ۱۰۶- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنْهَا مَا دُونَ الْجَمَاعِ باب: شوہر اپنی اہلیہ سے (ایام حیض میں) جماع کے علاوہ سب کچھ کر سکتا ہے
- 255
- ۱۰۷- بَابُ فِي الْمَرْأَةِ تُسْتَحَاضُ وَمَنْ قَالَ تَدْعُ الصَّلَاةَ فِي عِدَّةِ الْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ باب: مستحاضہ کا بیان اور یہ کہ (غیر میترہ) اپنے حیض کے دنوں کے برابر نماز چھوڑ دیا کرے
- 258
- ۱۰۸- بَابُ مَنْ رَوَى أَنَّ الْحَيْضَةَ إِذَا أَذْبَرَتْ لَا تَدْعُ الصَّلَاةَ باب: جب حیض ختم ہو جائے تو پھر نماز نہ چھوڑے
- 264
- ۱۰۹- بَابُ إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ تَدْعُ الصَّلَاةَ باب: (مستحاضہ کو) جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے
- 265
- ۱۱۰- بَابُ مَا رَوَى أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ باب: وہ روایات جن میں ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لیے غسل کرے
- 271
- ۱۱۱- بَابُ مَنْ قَالَ تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَتَغْتَسِلُ لَهُمَا غُسْلًا باب: ان حضرات کے دلائل جو قائل ہیں کہ مستحاضہ نمازیں جمع کرے اور ہر نماز...
- 275
- ۱۱۲- بَابُ مَنْ قَالَ تَغْتَسِلُ مِنْ طَهْرٍ إِلَى طَهْرٍ باب: ان حضرات کے دلائل جو کہتے ہیں کہ مستحاضہ طہر سے طہر تک ایک ہی غسل کرے
- 277
- ۱۱۳- بَابُ مَنْ قَالَ تَغْتَسِلُ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً وَلَمْ يَقُلْ عِنْدَ الظُّهْرِ باب: ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ (مستحاضہ) ہر روز ایک بار غسل کرے....
- 280
- ۱۱۴- بَابُ مَنْ قَالَ تَغْتَسِلُ بَيْنَ الْأَيَّامِ باب: ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ مستحاضہ ان ایام میں (موقع بموقع) غسل کرتی رہے
- 282
- ۱۱۵- بَابُ مَنْ قَالَ تَوَضَّأَ لِكُلِّ صَلَاةٍ باب: ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ (مستحاضہ)

- 283 ہر نماز کے لیے وضو کرے
- 116- بَابُ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الْوُضُوءَ إِلَّا عِنْدَ الْحَدَثِ باب: ان لوگوں کی دلیل جو (مستحاضہ کو علاوہ خون کے) کسی حدیث کے لائق ہونے...
- 284
- 117- بَابُ فِي الْمَرْأَةِ تَرَى الصُّفْرَةَ وَالْكُذْرَةَ بَعْدَ الطَّهْرِ باب: عورت اگر طہر کے بعد پیلا (زرد) یا میلا پانی محسوس کرے؟
- 284-
- 118- بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ يَغْسَاها زَوْجُهَا باب: مستحاضہ سے اس کا شوہر جماعت کر سکتا ہے
- 285
- 119- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ النِّسَاءِ باب: ایام نفاس کے احکام ومسائل
- 286
- 120- بَابُ الْإِغْتِسَالِ مِنَ الْخَيْضِ باب: غسل حیض کے احکام ومسائل
- 287
- 121- بَابُ التَّيْمِمِ باب: تیمم کے احکام ومسائل
- 290
- 122- بَابُ التَّيْمِمِ فِي الْحَضَرِ باب: تیمم کے لیے تیمم کا بیان
- 298
- 123- بَابُ الْجُنُبِ يَتَيَّمُ باب: جنبی کے لیے تیمم کا بیان
- 300
- 124- بَابُ إِذَا خَافَ الْجُنُبُ الْبُرْدَ أَيْتَيَّمُ؟ باب: کیا جنبی کو سردی کا ڈر ہو تو تیمم کرے؟
- 303
- 125- بَابُ الْمَجْدُورِ يَتَيَّمُ باب: چمک زدہ (یا زخمی) کے لیے تیمم کا بیان
- 304
- 126- بَابُ الْمُتَيَّمِ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ مَا يُصَلِّي فِي الْوَقْتِ باب: تیمم والے کو نماز پڑھ لینے کے بعد پانی مل جائے اور نماز کا وقت ابھی باقی ہو تو.....؟
- 306
- 127- بَابُ فِي الْغُسْلِ لِلْجُمُعَةِ باب: جمعہ کے لیے غسل کا بیان
- 307
- 128- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ باب: جمعہ کے روز غسل نہ کرنے کی رخصت کا بیان
- 314
- 129- بَابُ الرَّجُلِ يُسَلِّمُ فَيُؤْمَرُ بِالْغُسْلِ باب: نو مسلم کے لیے غسل کا حکم
- 316
- 130- بَابُ الْمَرْأَةِ تَغْسِلُ ثَوْبَهَا الَّذِي تَلْبَسُهُ فِي خَيْضِهَا باب: عورت اپنے ایام حیض میں استعمال ہونے والے کپڑے کو دھوئے
- 317
- 131- بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثُّوبِ الَّذِي يُصِيبُ أَهْلَهُ فِيهِ باب: جس کپڑے میں انسان اپنی اہلیہ سے صحبت کرے اس میں نماز پڑھنا.....؟
- 321
- 132- بَابُ الصَّلَاةِ فِي شُعْرِ النِّسَاءِ باب: عورتوں کے کپڑوں میں نماز
- 321
- 133- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ باب: اس میں رخصت کا بیان
- 322
- 134- بَابُ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ باب: کپڑے کو اگر منی لگ جائے تو.....؟
- 323

باب: بچہ اگر کپڑے پر پیچ شاپ کر دے تو.....؟	325	۱۳۵- بَابُ بَوْلِ الصَّبِيِّ يُصِيبُ النَّوْبَ
باب: زمین پر پیچ شاپ پڑے تو.....؟	328	۱۳۶- بَابُ الْأَرْضِ يُصِيبُهَا الْبَوْلُ
باب: یہ بیان کہ زمین کا خشک ہو جانا اس کی پاکی ہے	329	۱۳۷- بَابُ فِي طُهُورِ الْأَرْضِ إِذَا بَيَسَتْ
باب: (اگر راہ چلتے ہوئے) پلو میں نجاست لگ جائے تو.....؟	330	--- بَابُ الْأَدَى يُصِيبُ الذَّنِيلَ
باب: جوئے کو نجاست لگ جائے تو.....؟	331	--- بَابُ الْأَدَى يُصِيبُ الثَّمَلَ
باب: نجاست لگے کپڑے کی وجہ سے نماز کے اعادہ کا مسئلہ	332	۱۳۸- بَابُ الْإِعَادَةِ مِنَ النَّجَاسَةِ تَكُونُ فِي النَّوْبِ
باب: کپڑے کو تھوک لگ جائے تو.....؟	333	۱۳۹- بَابُ الْبُرَاقِ يُصِيبُ النَّوْبَ
2- نماز کے احکام و مسائل	335	۲- كِتَابُ الصَّلَاةِ
باب: نماز کی فرضیت کا بیان	337	۱- بَابُ فَرَضِ الصَّلَاةِ
باب: اوقات نماز کے احکام و مسائل	339	۲- بَابُ فِي التَّمَوِاقِيتِ
باب: نبی ﷺ کی نمازوں کے اوقات اور آپ کا طریقہ نماز	344	۳- بَابُ وَفْتِ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّيْهَا
باب: ظہر کی نماز کا وقت	345	۴- بَابُ وَفْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ
باب: آٹھواں عصر کا وقت	348	۵- بَابُ وَفْتِ الْعَصْرِ
باب: نماز مغرب کا وقت	354	۶- بَابُ وَفْتِ الْمَغْرِبِ
باب: نماز عشاء کا وقت	356	۷- بَابُ وَفْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ
باب: نماز فجر کا وقت	358	۸- بَابُ وَفْتِ الصُّبْحِ
باب: نمازوں (کے وقت) کی پابندی کا بیان	359	۹- بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ
باب: جب امام نماز کو وقت سے مؤخر کرے	364	۱۰- بَابُ إِذَا أَخَّرَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ عَنِ الْوَقْتِ
باب: جو شخص نماز کے وقت میں سوتا رہ جائے یا نماز (پڑھتا) بھول جائے؟	367	۱۱- بَابُ فِي مَنْ نَامَ عَنِ صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا
باب: تعمیر مساجد کا بیان	376	۱۲- بَابُ فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ
باب: محلوں میں مساجد بنانے کا بیان	381	۱۳- بَابُ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ

382	باب: مساجد میں روشنی کا اہتمام کرنا	۱۴- بَابُ فِي السُّرُجِ فِي الْمَسَاجِدِ
383	باب: مسجد میں کنکریاں بچھانا	۱۵- بَابُ فِي حَصَى الْمَسْجِدِ
384	باب: مسجد میں جھاڑو دینے کا بیان	۱۶- بَابُ كَنْسِ الْمَسْجِدِ
385	باب: مسجد میں عورتوں کا مردوں سے علیحدہ رہنا	۱۷- بَابُ اغْتِرَالِ النِّسَاءِ فِي الْمَسَاجِدِ عَنِ الرِّجَالِ
386	باب: مسجد میں داخل ہونے کی دعا	۱۸- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ عِنْدَ دُخُولِهِ الْمَسْجِدَ
387	باب: مسجد میں داخل ہونے پر نماز کا بیان	۱۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ
388	باب: مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت	۲۰- بَابُ فَضْلِ الْقُعُودِ فِي الْمَسْجِدِ
390	باب: مسجد میں گم شدہ چیزوں کے اعلان کی کراہت	۲۱- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ اِنْشَادِ الصَّالَةِ فِي الْمَسْجِدِ
390	باب: مسجد میں تھوکنے کی کراہت	۲۲- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الْبُرَاقِ فِي الْمَسْجِدِ
396	باب: کسی شہرک کا مسجد میں داخل ہونا	۲۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُشْرِكِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ
398	باب: وہ مقامات جہاں نماز جائز نہیں	۲۴- بَابُ فِي الْمَوَاضِعِ الَّتِي لَا تَجُوزُ فِيهَا الصَّلَاةُ
400	باب: اونٹوں کے بازوؤں میں نماز پڑھنے کی ممانعت	۲۵- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ
401	باب: بچے کو کس عمر میں نماز کا حکم دیا جائے؟	۲۶- بَابُ مَتَى يُؤْمَرُ الْعُلَامُ بِالصَّلَاةِ
403	باب: اذان کی ابتدا	۲۷- بَابُ بَدْءِ الْأَذَانِ
405	باب: اذان کیسے دی جائے؟	۲۸- بَابُ كَيْفَ الْأَذَانُ
420	باب: اقامت کا بیان	۲۹- بَابُ فِي الْإِقَامَةِ
421	باب: یہ مسئلہ کہ ایک شخص اذان کہے اور دوسرا اقامت (تکبیر کہے)	۳۰- بَابُ الرَّجُلِ يُؤَدِّنُ وَيَقِيمُ آخَرَ
423	باب: بلند آواز سے اذان کہنا	۳۱- بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْأَذَانِ
424	باب: مؤذن کے لیے واجب ہے کہ وقت کی پابندی کرے	۳۲- بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى الْمُؤَذِّنِ مِنْ تَعَاهِدِ الْوَقْتِ
425	باب: مینار پر اذان کہنا	۳۳- بَابُ الْأَذَانِ فَوْقَ الْمَنَارَةِ
426	باب: مؤذن اذان کہتے ہوئے گھومے	۳۴- بَابُ الْمُؤَذِّنِ يَسْتَدِيرُ فِي أَذَانِهِ
427	باب: اذان اور اقامت کے درمیان دعا کی اہمیت	۳۵- بَابُ فِي الدُّعَاءِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ
428	باب: مؤذن کو سننے تو کیا کہے؟	۳۶- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ

431	باب: اقامت سے تو کیا کہے؟	--- بابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْإِقَامَةَ
432	باب: اذان کے بعد دُعا	۳۷- بابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْآذَانِ
433	باب: مغرب کی اذان کے وقت دُعا	۳۸- بابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ آذَانِ الْمَغْرِبِ
433	باب: اذان پر اجرت لینا؟	۳۹- بابُ أَخْذِ الْأَجْرِ عَلَى التَّأْذِينِ
434	باب: قتل از وقت اذان کہہ دی جائے تو؟	۴۰- بابُ فِي الْآذَانِ قَبْلَ دُخُولِ الْوَقْتِ
436	باب: نابینے شخص کا اذان کہنا	۴۱- بابُ الْآذَانِ لِلْأَعْمَى
436	باب: اذان کے بعد مسجد سے نکلتا	۴۲- بابُ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْآذَانِ
437	باب: مؤذن امام کا انتظار کرے	۴۳- بابُ فِي الْمُؤَذِّنِ يَنْتَظِرُ الْإِمَامَ
437	باب: تحویب کا مسئلہ	۴۴- بابُ فِي التَّوْبِ
	باب: اگر اقامت کے بعد امام نہ پہنچا ہو تو مقتدی	۴۵- بابُ فِي الصَّلَاةِ تَقَامُ وَلَمْ يَأْتِ الْإِمَامُ
438	حضرات بیٹھ کر اس کا انتظار کریں	يَنْتَظِرُونَهُ فُعُودًا
442	باب: جماعت چھوڑنے پر انکار شدید	۴۶- بابُ التَّشْدِيدِ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ
446	باب: باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت	۴۷- بابُ فِي فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ
448	باب: نماز کے لیے پیدل چل کر جانے کی فضیلت	۴۸- بابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ
	باب: اندھیرے میں نماز کے لیے پیدل جانے	۴۹- بابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ فِي الظُّلَمِ
451	کی فضیلت	
451	باب: نماز کے لیے جانے کا ادب	۵۰- بابُ مَا جَاءَ فِي الْهَدْيِ فِي الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ
	باب: جو شخص نماز کی غرض سے آیا مگر دیکھا کہ نماز ہو	۵۱- بابُ فِي مَنْ خَرَجَ يُرِيدُ الصَّلَاةَ فَسَبَقَ بِهَا
453	پہلی ہے؟	
454	باب: عورتوں کا مسجد میں جانا	۵۲- بابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ
456	باب: اس مسئلے میں تشدید کا بیان	۵۳- بابُ التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ
457	باب: نماز کے لیے دوڑ کر آنا	۵۴- بابُ السَّعْيِ إِلَى الصَّلَاةِ
460	باب: مسجد میں دو بار جماعت کا ہونا	۵۵- بابُ فِي الْجَمْعِ فِي الْمَسْجِدِ مَرَّتَيْنِ
	باب: جو شخص اپنی منزل میں نماز پڑھ کر آیا ہو پھر	۵۶- بابُ فِيمَنْ صَلَّى فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أَذَرَ الْجَمَاعَةَ
460	جماعت کو پائے تو ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھے	يُصَلِّي مَعَهُمْ

- ۵۷- بَابُ إِذَا صَلَّى فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ أَدْرَكَ جَمَاعَةً يُعِيدُ
باب: جب کسی آدمی نے جماعت سے نماز پڑھ لی
461 ہو پھر دوسری جماعت پائے تو.....
- ۵۸- بَابُ جُمَاعِ الْإِمَامَةِ وَفَضْلِهَا
باب: امامت کی فضیلت
461
- ۵۹- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ التَّدَاخُعِ عَنِ الْإِمَامَةِ
باب: امامت کا بار ایک دوسرے پر ڈالنے کی کراہیت
464
- ۶۰- بَابُ مَنْ أَحَقَّ بِالْإِمَامَةِ؟
باب: امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟
464
- ۶۱- بَابُ إِمَامَةِ النِّسَاءِ
باب: عورتوں کی امامت کا مسئلہ
470
- ۶۲- بَابُ الرَّجُلِ يُؤْمُ الْقَوْمَ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ
باب: اس آدمی کا امامت کرانا جسے لوگ ناپسند
472 کرتے ہوں
- ۶۳- بَابُ إِمَامَةِ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ
باب: صالح اور فاجر کی امامت
472
- ۶۴- بَابُ إِمَامَةِ الْأَعْمَى
باب: نابینے کی امامت
473
- ۶۵- بَابُ إِمَامَةِ الزَّائِرِ
باب: زائر (مہمان) کی امامت
474
- ۶۶- بَابُ الْإِمَامِ يَقُومُ مَكَانًا أَرْفَعَ مِنْ مَكَانِ الْقَوْمِ
باب: امام کا مقتدیوں سے بلند مقام پر کھڑا ہونا
474
- ۶۷- بَابُ إِمَامَةٍ مَنْ صَلَّى يَقُومُ وَقَدْ صَلَّى تِلْكَ الصَّلَاةَ
باب: جو کوئی کسی قوم کو نماز پڑھائے حالانکہ خود وہی
476 نماز پڑھ چکا ہو
- ۶۸- بَابُ الْإِمَامِ يُصَلِّي مِنْ قُعُودٍ
باب: امام اگر بیٹھ کر نماز پڑھائے
476
- ۶۹- بَابُ الرَّجُلَيْنِ يُؤْمُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ كَيْفَ يَقُومَانِ
باب: جب دو آدمی ہوں، ایک امام ہو تو کیسے
481 کھڑے ہوں؟
- ۷۰- بَابُ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً كَيْفَ يَقُومُونَ
باب: اگر تین افراد ہوں تو کیسے کھڑے ہوں؟
482
- ۷۱- بَابُ الْإِمَامِ يَنْحَرِفُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ
باب: امام سلام کے بعد قبلے کی طرف سے پھر جائے
484
- ۷۲- بَابُ الْإِمَامِ يَتَطَوَّعُ فِي مَكَانِهِ
باب: امام کا اپنی جگہ (اپنے مصلے) پر سنت یا نفل ادا کرنا
484
- ۷۳- بَابُ الْإِمَامِ يُحَدِّثُ بَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ
آخِرِ رَكْعَةٍ
باب: امام نے آخری رکعت کے سجدے سے سر اٹھایا
485 اور اس کا وضو ٹوٹ گیا تو؟
- ۷۴- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ الْمَأْمُومُ مِنْ اتِّبَاعِ الْإِمَامِ
باب: مقتدی کو امام کی (پوری طرح) پیروی
486 کرنے کا حکم
- ۷۵- بَابُ التَّشْدِيدِ فِيمَنْ يَرْفَعُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَوْ يَضَعُ قَبْلَهُ
باب: امام سے پہلے سر اٹھانے یا رکھنے پر وعید
488

- ۷۶- بَابُ فِيمَنْ يَنْصَرِفُ قَبْلَ الْإِمَامِ
باب: امام سے پہلے اٹھ کر جانے کا مسئلہ 488
- ۷۷- بَابُ جَمَاعٍ أَنْوَابٍ مَا يُصَلِّي فِيهِ
باب: کتنے کپڑوں میں نماز پڑھی جائے؟ 489
- ۷۸- بَابُ الرَّجُلِ يَغْفِدُ التَّوْبَ فِي مَقَاهُ ثُمَّ يُصَلِّي
باب: کوئی اپنے تہ بند کے پلوں کو اپنی گردن میں گمراہ دے کر نماز پڑھے؟ 491
- ۷۹- بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي فِي تَوْبٍ بَعْضُهُ عَلَى غَيْرِهِ
باب: انسان ایسے کپڑے میں نماز پڑھے کہ اس کا کچھ حصہ دوسرے پر ہو؟ 491
- ۸۰- بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي فِي قَمِيصٍ وَاحِدٍ
باب: انسان ایک قمیص میں نماز پڑھے 492
- ۸۱- بَابُ إِذَا كَانَ التَّوْبُ ضَيْقًا يَتَرَدُّ بِهِ
باب: جب کپڑا تنگ ہو تو اس کا تہ بند باندھ لے 493
- ۸۲- بَابُ الْإِسْبَالِ فِي الصَّلَاةِ
باب: نماز میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا الٹکانا 495
- ۸۳- بَابُ فِي كَمْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ
باب: عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے؟ 497
- ۸۴- بَابُ الْمَرْأَةُ تُصَلِّي بِغَيْرِ خِمَارٍ
باب: عورت کا اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھنا 498
- ۸۵- بَابُ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ
باب: نماز میں ”سدل“ کرنا 500
- ۸۶- بَابُ الصَّلَاةِ فِي شُعْرِ النِّسَاءِ
باب: عورتوں کے زیر استعمال کپڑوں میں نماز 501
- ۸۷- بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي عَاقِصًا شَعْرَهُ
باب: کوئی مرد اپنے بالوں کا جوڑا بنا کر نماز پڑھے؟ 501
- ۸۸- بَابُ الصَّلَاةِ فِي التَّغْلِي
باب: جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا مسئلہ 503
- ۸۹- بَابُ الْمُصَلِّي إِذَا خَلَعَ تَغْلِيهِ أَيْنَ يَضَعُهُمَا
باب: نمازی اپنے جوتے اتارے تو کہاں رکھے؟ 506
- ۹۰- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمُرَةِ
باب: چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا 507
- ۹۱- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيرِ
باب: بڑی چٹائی پر نماز پڑھنا 507
- ۹۲- بَابُ الرَّجُلِ يَسْجُدُ عَلَى نَوْبِهِ
باب: انسان اپنے کپڑے پر سجدہ کرے 509

فہرست ابواب الصفوف

- ۹۳- بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ
باب: صفیں سیدھی کرنے کا مسئلہ 510
- ۹۴- بَابُ الصُّفُوفِ بَيْنَ السَّوَارِي
باب: ستونوں کے درمیان صفیں بنانے کا مسئلہ 516
- ۹۵- بَابُ مَنْ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَلِيَ الْإِمَامَ فِي الصَّفِّ وَكَرَاهِيَةُ التَّأَخُّرِ
باب: امام کے قریب کون کھڑا ہو اور پیچھے رہنے کی کراہت 517
- ۹۶- بَابُ مَقَامِ الصَّبْيَانِ مِنَ الصَّفِّ
باب: بچے صف میں کہاں کھڑے ہوں؟ 519

باب: عورتوں کی صف کا بیان اور یہ کہ وہ پہلی صف سے پیچھے ہو	۹۷- بَابُ صَفِّ النِّسَاءِ وَالتَّأَخُّرِ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ
باب: امام کے کھڑے ہونے کی جگہ	۹۸- بَابُ مَقَامِ الْإِمَامِ مِنَ الصَّفِّ
باب: جو شخص صف کے پیچھے اکیلا ہی نماز پڑھے	۹۹- بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي وَخَلْفَهُ خَلْفَ الصَّفِّ
باب: جو شخص صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کر لے	۱۰۰- بَابُ الرَّجُلِ يَرْكَعُ دُونَ الصَّفِّ
باب: اگر کسی نے کسی کو سترہ بنا دیا تو خطا ہے	تَفْرِيعُ الْبُيُوتِ الْمَسْرُورَةِ
باب: کون سی چیز سترہ ہو سکتی ہے؟	۱۰۱- بَابُ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّي
باب: اگر سترہ کیلئے لاشی نہ ملے تو خطا کھینچنے کا مسئلہ	۱۰۲- بَابُ الْخَطِّ إِذَا لَمْ يَجِدْ عَصَا
باب: سواری کو سترہ بنا کر نماز پڑھنا	۱۰۳- بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ
باب: کسی ستون وغیرہ کو سترہ بنائے تو اسے کس انداز میں اپنے سامنے رکھے؟	۱۰۴- بَابُ إِذَا صَلَّى إِلَى سَارِيَةٍ أَوْ نَحْوِهَا أَيْنَ يَجْمَعُهَا مِنْهُ
باب: باتوں میں مشغول یا سونے والوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا	۱۰۵- بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الْمُتَحَدِّثِينَ وَالنِّيامِ
باب: سترے کے قریب کھڑے ہونے کا بیان	۱۰۶- بَابُ الذُّنُوبِ مِنَ السُّتْرَةِ
باب: نمازی کو یہ حکم کہ اپنے آگے سے گزرنے والے کو روک دے	۱۰۷- بَابُ مَا يُؤْمَرُ الْمُصَلِّي أَنْ يَذْرَأَ عَنِ الْمَمَرِ بَيْنَ يَدَيْهِ
باب: نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت	۱۰۸- بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنَ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي
باب: اگر کسی نے کسی کو سترہ بنا دیا تو خطا ہے	تَفْرِيعُ الْبُيُوتِ الْمَسْرُورَةِ
باب: کس چیز (کے گزرنے) سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟	۱۰۹- بَابُ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ
باب: امام کا سترہ اس کے پیچھے والوں کا بھی سترہ ہوتا ہے	۱۱۰- بَابُ سُتْرَةِ الْإِمَامِ سُتْرَةٌ مَنِ خَلْفَهُ
باب: ان کے دلائل جو قائل ہیں کہ عورت کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹی	۱۱۱- بَابُ مَنْ قَالَ الْمَرْأَةُ لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ
باب: ان کے دلائل جو کہتے ہیں کہ گدھے کے	۱۱۲- بَابُ مَنْ قَالَ الْجِمَارُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ

540	گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹی	۱۱۳- بَابُ مَنْ قَالَ الْكَلْبُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ
542	باب: ان حضرات کی دلیل جو کہتے کہ نماز کا قاطع نہیں سمجھتے	۱۱۴- بَابُ مَنْ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ
543	باب: ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی	
نماز شروع کرنے کے احکام و مسائل		أَبْوَابُ تَفْصِيلِ الْمَبْتَدِئِ فِي الصَّلَاةِ
544	باب: نماز میں رفع الیدین کا بیان (یعنی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا)	۱۱۵، ۱۱۶- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ
549	باب: نماز کے افتتاح کا بیان	۱۱۵، ۱۱۶- بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ
560	باب: دو رکعتوں کے بعد تیسری کے لیے اٹھنے پر رفع الیدین	--- بَابُ مَنْ ذَكَرَ أَنَّهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا قَامَ مِنَ الثَّلَاثِينَ
563	باب: جس نے رکوع کے وقت رفع الیدین کرنے کا ذکر نہیں کیا	۱۱۶، ۱۱۷- بَابُ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ
667	باب: نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا	۱۱۷، ۱۱۸- بَابُ وَضْعِ الْيَمَنِ عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ
670	باب: نماز شروع کرتے ہوئے کون سی دعا پڑھی جائے	۱۱۸، ۱۱۹- بَابُ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ
581	باب: افتتاح نماز میں [سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ] والی دعا پڑھنا	۱۱۹، ۱۲۰- بَابُ مَنْ رَأَى الْإِسْتِفْتَاحَ بِسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ
583	باب: افتتاح نماز کے موقع پر کہنے کا بیان	۱۲۰، ۱۲۱- بَابُ السَّكَنَةِ عِنْدَ الْإِفْتِتَاحِ
586	باب: ان حضرات کے دلائل جو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کو اونچی آواز سے نہیں پڑھتے	۱۲۱، ۱۲۲- بَابُ مَنْ لَمْ يَرَأِ الْجَهْرَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
589	باب: بسم اللہ جہری پڑھنے والوں کے دلائل	--- بَابُ مَنْ جَهَرَ بِهَا
591	باب: کسی عارض کی وجہ سے نماز کو ہلکا (مختصر) کر دینا	۱۲۲، ۱۲۳- بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ لِلْأَمْرِ يَخْذُ
592	باب: نماز مختصر (ہلکی) پڑھانی چاہیے	۱۲۳، ۱۲۴- بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ

- 595 باب: نماز کے ثواب میں کی کا بیان باب: مَا جَاءَ فِي نَقْصَانِ الصَّلَاةِ
- 596 باب: نماز ظہر میں قراءت کا بیان باب: الْفَرَاءَةُ فِي الظُّهْرِ ۱۲۵، ۱۲۴
- 599 باب: آخری دو رکعتوں کو ہلکا رکھے کا بیان باب: تَخْفِيفُ الْآخِرَتَيْنِ ۱۲۶، ۱۲۵
- باب: نماز ظہر اور عصر میں قراءت کی مقدار باب: قَدْرُ الْفَرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ ۱۲۷، ۱۲۶
- 600 وَالْعَصْرِ
- 602 باب: مغرب میں قراءت کی مقدار باب: قَدْرُ الْفَرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ ۱۲۸، ۱۲۷
- باب: ان حضرات کی دلیل جو مغرب میں تخفیف کے باب: مَنْ رَأَى التَّخْفِيفَ فِيهَا ۱۲۹، ۱۲۸
- 603 قائل ہیں
- 605 باب: دو رکعتوں میں ایک ہی سورت کا تکرار باب: الرَّجُلُ يُعِيدُ سُورَةً وَاحِدَةً فِي الرَّكْعَتَيْنِ ۱۳۰، ۱۲۹
- 605 باب: فجر میں قراءت کا بیان باب: الْفَرَاءَةُ فِي الْفَجْرِ ۱۳۱، ۱۳۰
- باب: جو کوئی اپنی نماز میں سورۃ فاتحہ کی قراءت باب: مَنْ تَرَكَ الْفَرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ ۱۳۲، ۱۳۱
- 606 چھوڑ دے بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
- باب: ان حضرات کے دلائل جو سری نمازوں میں باب: مَنْ رَأَى الْفَرَاءَةَ إِذَا لَمْ يَجْهَرْ ۱۳۳، ۱۳۲
- 612 قراءت کے قائل ہیں
- باب: ان پڑھ اور عجمی آدمی کو کس قدر قراءت کافی ہو باب: مَا يُجْزِيءُ الْأُمِّيَّ وَالْأَعْجَمِيَّ ۱۳۵، ۱۳۴
- 616 سکتی ہے؟ مِنَ الْفَرَاءَةِ
- 619 باب: نماز میں تکبیرات کہنے کا بیان باب: تَمَامِ التَّكْبِيرِ ۱۳۶، ۱۳۵
- باب: (سجدوں کیلئے جھکتے ہوئے) گھٹنوں کو ہاتھوں باب: كَيْفَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ ۱۳۷، ۱۳۶
- 622 سے پہلے کیونکر رکھے؟
- 624 باب: طاق رکعت (پہلی اور تیسری) سے اٹھنے کا طریقہ باب: الْتَهْوِضُ فِي الْفَرْدِ ۱۳۸، ۱۳۷
- باب: دونوں سجدوں کے درمیان اتقاء کرنا (ایڑیوں باب: الْإِفْتَاءُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ۱۳۹، ۱۳۸
- 625 پر بیٹھنا)
- 625 باب: رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے؟ باب: مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ۱۴۰، ۱۳۹
- 628 باب: دو سجدوں کے درمیان کی دعا باب: الدُّعَاءُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ۱۴۱، ۱۴۰

باب: عورتیں جب امام کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھیں تو سجدے سے کب سر اٹھائیں؟	۱۴۱، ۱۴۲- بَابُ رَفْعِ النِّسَاءِ إِذَا كُنَّ مَعَ الْإِمَامِ رُؤُوسَهُنَّ مِنَ السَّجْدَةِ
باب: رکوع کے بعد کے قیام اور سجدوں کے درمیان کے قعدہ کو طویل کرنے کا بیان	۱۴۲، ۱۴۳- بَابُ طَوْلِ الْقِيَامِ مِنَ الرُّكُوعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ
باب: اس آدمی کی نماز جو رکوع اور سجدے میں اپنی کمر برابر نہ کرے؟	۱۴۳، ۱۴۴- بَابُ صَلَاةٍ مَنْ لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ
باب: نبی ﷺ کا فرمان: بروہ (فرض) نماز جسے نمازی نے پورا نہ کیا ہو اسے اس کے نوافل سے پورا کیا جائے گا	۱۴۴، ۱۴۵- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُتِمُّهَا صَاحِبُهَا تَمُّ مِنْ تَطَوُّعِهِ
باب: رکوع و سجود کے احکام اور ہاتھوں کا گھٹنوں پر رکھنا	۱۴۵، ۱۴۶- بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَوَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ
باب: رکوع اور سجدے میں آدمی کیا پڑھے؟	۱۴۶، ۱۴۷- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ
باب: رکوع اور سجدے میں دعا کرنے کا بیان	۱۴۷، ۱۴۸- بَابُ الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ
باب: نماز میں دعا کرنا	۱۴۸، ۱۴۹- بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ
باب: رکوع اور سجدے کی مقدار	۱۴۹، ۱۵۰- بَابُ مِقْدَارِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ
باب: آدمی جب امام کو سجدے میں پائے تو کیسے کرے؟	۱۵۱، ۱۵۲- بَابُ الرَّجُلِ يُدْرِكُ الْإِمَامَ سَاجِدًا كَيْفَ يَضُنُّ؟
باب: سجدے کے اعضاء کا بیان	۱۵۰، ۱۵۱- بَابُ أَعْضَاءِ السُّجُودِ
باب: سجدے میں ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھنا	۱۵۲، ۱۵۳- بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ وَالْجَبْهَةِ
باب: سجدہ کیسے کیا جائے؟	۱۵۳، ۱۵۴- بَابُ صِفَةِ السُّجُودِ
باب: ضرورت کے لیے اس میں رخصت کا بیان	۱۵۴، ۱۵۵- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ لِلضَّرُورَةِ
باب: پہلوؤں پر ہاتھ رکھنا اور اقعاء کرنا	۱۵۵، ۱۵۶- بَابُ التَّخَضُّعِ وَالْإِقْعَاءِ
باب: نماز میں رونا	۱۵۶، ۱۵۷- بَابُ الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ
باب: نماز کے دوران میں وسوسے اور خیالات کی کراہت	۱۵۷، ۱۵۸- بَابُ كَرَاهِيَةِ الْوَسْوَاسَةِ وَحَدِيثِ النَّفْسِ فِي الصَّلَاةِ

662	باب: امام کو نماز میں لقمہ دینا	۱۵۸، ۱۵۹- بَابُ الْفَتْحِ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ
663	باب: امام کو لقمہ دینے کی ممانعت کا مسئلہ	۱۵۹، ۱۶۰- بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّلْقِينِ
664	باب: نماز میں ادھر ادھر دیکھنا	۱۶۰، ۱۶۱- بَابُ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ
664	باب: ناک پر سجدہ کرنا	۱۶۱، ۱۶۲- بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ
665	باب: نماز میں نظر اٹھانے کا مسئلہ	۱۶۲، ۱۶۳- بَابُ النَّظَرِ فِي الصَّلَاةِ
667	باب: نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی رخصت	۱۶۳، ۱۶۴- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
667	باب: نماز میں عمل (حرکات وغیرہ جو مباح ہیں)	۱۶۴، ۱۶۵- بَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ
671	باب: نماز کے دوران میں سلام کا جواب دینا	۱۶۵، ۱۶۶- بَابُ رَدِّ السَّلَامِ فِي الصَّلَاةِ
675	باب: نماز میں چھینک کا جواب دینا	۱۶۶، ۱۶۷- بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ فِي الصَّلَاةِ
678	باب: امام کے پیچھے آمین کہنا	۱۶۷، ۱۶۸- بَابُ التَّأْمِينِ وَرَاءَ الْإِمَامِ
682	باب: نماز میں تالی بجانا	۱۶۸، ۱۶۹- بَابُ التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ
685	باب: نماز میں اشارہ کرنا	۱۶۹، ۱۷۰- بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ
685	باب: نماز میں ننگریاں چھوننا یا درست کرنا	۱۷۰، ۱۷۱- بَابُ مَسْحِ الْخَصَا فِي الصَّلَاةِ
686	باب: پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا	۱۷۱، ۱۷۲- بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي مُخْتَصِرًا
687	باب: نماز میں لاٹھی کا سہارا لینا	۱۷۲، ۱۷۳- بَابُ الرَّجُلِ يَعْتَمِدُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَصَا
688	باب: نماز میں گفتگو منع ہے	۱۷۳، ۱۷۴- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ
688	باب: جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے	۱۷۴، ۱۷۵- بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ
692	باب: تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت	۱۷۵، ۱۷۶- بَابُ كَيْفِ الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ
	باب: چوتھی رکعت میں تورک کا بیان (یعنی سرین پر بیٹھنا)	۱۷۶، ۱۷۷- بَابُ مَنْ ذَكَرَ التَّوَرُكَ فِي الرَّابِعَةِ
694		
697	باب: تشہد کا بیان	۱۷۷، ۱۷۸- بَابُ التَّشَهُّدِ
705	باب: تشہد کے بعد نبی ﷺ کے لیے درود کا بیان	۱۷۸، ۱۷۹- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ التَّشَهُّدِ
709	باب: تشہد کے بعد کیا پڑھے؟	۱۷۹، ۱۸۰- بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ
711	باب: تشہد خاموشی سے پڑھنا	۱۸۰، ۱۸۱- بَابُ إِخْفَاءِ التَّشَهُّدِ
711	باب: تشہد میں (انگلی سے) اشارہ کرنا	۱۸۱، ۱۸۲- بَابُ الْإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ

باب: نماز میں ہاتھ کا سہارا لینے کی کراہت	۱۸۱، ۱۸۲ - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْاِعْتِمَادِ عَلَى الْيَدِ فِي
714	الصَّلَاةِ
باب: درمیانی تشہد کو مختصر رکھنا	۱۸۲، ۱۸۳ - بَابُ فِي تَخْفِيفِ الْقُعُودِ
716	
باب: سلام کا بیان	۱۸۳، ۱۸۴ - بَابُ فِي السَّلَامِ
716	
باب: امام کو سلام کا جواب دینا	۱۸۴، ۱۸۵ - بَابُ الرَّدِّ عَلَى الْاِمَامِ
720	
باب: نماز کے بعد (بآواز بلند) تکبیر کہنا	--- بَابُ التَّكْبِيرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ
720	
باب: سلام کو لمبا کیے بغیر کہنا	۱۸۵، ۱۸۶ - بَابُ حَذْفِ السَّلَامِ
721	
باب: جب نماز کے دوران میں بے وضو ہو جائے تو نماز دہرائے	۱۸۶، ۱۸۷ - بَابُ إِذَا أَخَذْتَ فِي صَلَاتِهِ يَسْتَقْبِلُ
722	
باب: جس جگہ آدمی نے فرض پڑھے ہوں وہیں نفل ادا کرنا کیسا ہے؟	۱۸۷، ۱۸۸ - بَابُ فِي الرَّجُلِ يَتَطَوَّعُ فِي مَكَانِهِ
723	
باب: سجود سہو کے احکام و مسائل	الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْمَكْنُونَةُ
724	
باب: جب پانچ رکعتیں پڑھ جائے؟	۱۸۸، ۱۸۹ - بَابُ السَّهْوِ فِي السَّجْدَتَيْنِ
731	
باب: جب دو یا تین رکعات میں شک ہو تو شک کو چھوڑ دے	۱۸۹، ۱۹۰ - بَابُ إِذَا صَلَّى خَمْسًا
734	
باب: ان حضرات کے دلائل جو کہتے ہیں کہ ظن غالب پر بنا کرے	۱۹۰، ۱۹۱ - بَابُ إِذَا شَكَّ فِي الثَّانِيَةِ وَالثَّلَاثِ
737	
باب: ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ سلام کے بعد سجدہ کرے	مَنْ قَالَ يُلْقِي الشَّكَّ
739	
باب: جو شخص دو رکعتوں کے بعد کھڑا ہو جائے اور تشہد نہ پڑھے؟	۱۹۱، ۱۹۲ - بَابُ مَنْ قَالَ يَتِمُّ عَلَى أَكْثَرِ ظَنِّهِ
740	
باب: جو شخص بیٹھے ہوئے تشہد پڑھنا بھول جائے؟	۱۹۲، ۱۹۳ - بَابُ مَنْ قَالَ بَعْدَ التَّسْلِيمِ
741	
باب: سجود سہو میں تشہد اور سلام کا بیان	۱۹۳، ۱۹۴ - بَابُ مَنْ قَامَ مِنْ ثُنَيْتَيْنِ وَلَمْ يَتَشَهَّدْ
743	
	۱۹۴، ۱۹۵ - بَابُ مَنْ نَسِيَ أَنْ يَتَشَهَّدَ وَهُوَ جَالِسٌ
	۱۹۵، ۱۹۶ - بَابُ سَجَدَتِي السَّهْوِ فِيهِمَا تَشَهُدٌ
	وَتَسْلِيمٌ
باب: نماز کے بعد عورتیں مردوں سے پہلے واپس ہوں	۱۹۶، ۱۹۷ - بَابُ انْصِرَافِ النِّسَاءِ قَبْلَ الرِّجَالِ

744	مِنَ الصَّلَاةِ
744	۱۹۷، ۱۹۸- بَابُ كَيْفِ الْإِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ باب: نماز کے بعد کس طرح اپنا رخ پھیرے؟
745	۱۹۸، ۱۹۹- بَابُ صَلَاةِ الرَّجُلِ التَّطَوُّعِ فِي بَيْتِهِ باب: گھر میں نفل پڑھنے کا بیان
746	۱۹۹، ۲۰۰- بَابُ مَنْ صَلَّى لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ ثُمَّ عَلِمَ باب: جو شخص قبلے کے علاوہ کسی اور طرف کو نماز پڑھ لے اور اسے بعد میں علم ہو
747	بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْجُمُعَةِ
747	۲۰۰، ۲۰۱- بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ باب: جمعے کے دن اور اس کی رات کی فضیلت
747	۲۰۱، ۲۰۲- بَابُ الْإِجَابَةِ أَيُّ سَاعَةٍ هِيَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ باب: قبولیت کی گھڑی جمعہ کے روز کس وقت ہے؟
750	الْجُمُعَةِ
751	۲۰۲، ۲۰۳- بَابُ فَضْلِ الْجُمُعَةِ باب: جمعے کی فضیلت کا بیان
753	۲۰۳، ۲۰۴- بَابُ التَّشْلِيدِ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ باب: جمعہ چھوڑ دینے کی وعید
753	۲۰۴، ۲۰۵- بَابُ تَفَارُقِ مَنْ تَرَكَهَا باب: جمعہ چھوڑنے کا کفارہ
754	۲۰۵، ۲۰۶- بَابُ مَنْ تَجِبَ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ باب: جمعہ کس پر واجب ہے؟
756	۲۰۶، ۲۰۷- بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْيَوْمِ الْمَطِيرِ باب: بارش والے دن جمعہ
756	۲۰۷، ۲۰۸- بَابُ التَّخْلُفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلِ الْبَارِدَةِ أَوِ اللَّيْلِ الْمَطِيرَةِ باب: سردی یا بارش کی رات میں جماعت سے پیچھے رہنا؟
757	۲۰۸، ۲۰۹- بَابُ الْجُمُعَةِ لِلْمَمْلُوكِ وَالْمَرْأَةِ باب: غلام اور عورت کے لیے جمعہ
760	۲۰۹، ۲۱۰- بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى باب: بستیوں میں جمعہ قائم کرنا
761	۲۱۰، ۲۱۱- بَابُ إِذَا وَافَقَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمَ عِيدِ باب: عید اور جمعہ اکٹھے آجائیں تو؟
762	۲۱۱، ۲۱۲- بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ باب: جمعہ کے روز فجر کی نماز میں قراءت؟
764	الْجُمُعَةِ
765	۲۱۲، ۲۱۳- بَابُ اللِّبْسِ لِلْجُمُعَةِ باب: جمعہ کے لیے خاص لباس کا اہتمام
767	۲۱۳، ۲۱۴- بَابُ التَّحْلُفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ باب: جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقہ بنا کے بیٹھنا
767	منع ہے
768	۲۱۴، ۲۱۵- بَابُ اتِّخَاذِ الْمِئْبَرِ باب: (خطبے کے لیے) منبر استعمال کرنا

770	باب: منبر نبوی کی جگہ	۲۱۶، ۲۱۵ - بَابُ مَوْضِعِ الْمِنْبَرِ
770	باب: جمعہ کے روز زوال سے پہلے نماز	۲۱۷، ۲۱۶ - بَابُ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الزَّوَالِ
771	باب: جمعہ پڑھنے کا وقت	۲۱۸ - بَابُ وَقْتِ الْجُمُعَةِ
772	باب: جمعہ کے روز اذان	۲۱۹، ۲۱۷ - بَابُ النَّدَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
774	باب: امام خطبے کے دوران میں کسی سے بات کرے	۲۲۰، ۲۱۸ - بَابُ الْإِمَامِ يُكَلِّمُ الرَّجُلَ فِي خُطْبَتِهِ
775	باب: منبر پر آنے کے بعد بیٹھ جانا	۲۲۱، ۲۱۹ - بَابُ الْجُلُوسِ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرُ
776	باب: کھڑے ہو کر خطبہ دینا	۲۲۲، ۲۲۰ - بَابُ الْقُحْبَةِ قَائِمًا
777	باب: خطیب کا خطبے میں کمان سے سہارا لینا	۲۲۳، ۲۲۱ - بَابُ الرَّجُلِ يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ
782	باب: (دوران خطبہ) منبر پر ہاتھ اٹھانا	۲۲۴، ۲۲۲ - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْمِنْبَرِ
783	باب: خطبہ مختصر ہونا چاہیے	۲۲۵، ۲۲۳ - بَابُ إِقْصَارِ الْخُطْبِ
783	باب: وعظ و خطبہ میں امام کے قریب ہونا	۲۲۶، ۲۲۴ - بَابُ الدُّنُوِّ مِنَ الْإِمَامِ عِنْدَ الْمُوْعِظَةِ
783	باب: امام کسی عارضے کے باعث خطبے کا تسلسل توڑ دے تو جائز ہے	۲۲۷، ۲۲۵ - بَابُ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الْخُطْبَةَ لِلْأَمْرِ يَخْذُلُ
784	باب: خطبے کے دوران میں اختیاء (ممنوع ہے)	۲۲۸، ۲۲۶ - بَابُ الْإِخْتِيَاءِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ
786	باب: خطبے کے دوران میں بات چیت	۲۲۹، ۲۲۷ - بَابُ الْكَلَامِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ
787	باب: جس کا وضو ٹوٹ جائے وہ امام کو کیونکر خبر دے کر جائے	۲۳۰، ۲۲۸ - بَابُ اسْتِثْنَاءِ الْمُخْبِرِ لِلْإِمَامِ
788	باب: جب کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو.....	۲۳۱، ۲۲۹ - بَابُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ
789	باب: جمعہ کے روز (اثنائے خطبہ میں) لوگوں کی گردنیں پھلانگنا منع ہے	۲۳۲، ۲۳۰ - بَابُ تَخْطِي رِقَابِ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
790	باب: خطبے کے دوران میں کسی کو اڈگھ آنے لگے تو...؟	۲۳۳، ۲۳۱ - بَابُ الرَّجُلِ يَنْعَسُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ
791	باب: منبر سے اترنے کے بعد امام کسی سے کوئی بات کرے	۲۳۴، ۲۳۲ - بَابُ الْإِمَامِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ
791	باب: جس شخص کو جمعے کی ایک رکعت مل جائے	۲۳۵، ۲۳۳ - بَابُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً
792	باب: نماز جمعہ میں قراءت	۲۳۶، ۲۳۴ - بَابُ مَا يَقْرَأُ بِهِ فِي الْجُمُعَةِ

794	باب: امام اور مقتدی کے درمیان دیوار حائل ہو تو اقتداء کا حکم؟	۲۳۷، ۲۳۵ - بَابُ الرَّجُلِ يَأْتُمُ بِالْإِمَامِ وَيَتَّبِعُهُمَا جَدَارًا
794	باب: جمعہ کے بعد نماز کا بیان	۲۳۸، ۲۳۶ - بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ
798	باب: دو خطبوں کے درمیان میں بیٹھنا	۲۲۱، ۲۱۹ - بَابُ فِي الْقُعُودِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ
798	باب: نماز عیدین کے احکام و مسائل	۲۳۹ - بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ
799	باب: عید کے لیے جانے کا وقت	۲۴۰، ۲۳۷ - بَابُ وَقْتِ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ
799	باب: عورتوں کا عید کے لیے جانا	۲۴۱، ۲۳۸ - بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدِ
801	باب: عید کے روز خطبہ	۲۴۲، ۲۳۹ - بَابُ الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ
804	باب: خطبے میں کمان کا سہارا لینا	۲۴۳، ۲۴۰ - بَابُ يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ
804	باب: عید میں اذان نہیں	۲۴۴، ۲۴۱ - بَابُ تَرْكِ الْأَذَانِ فِي الْعِيدِ
806	باب: نماز عید میں تکبیرات کا بیان	۲۴۵، ۲۴۲ - بَابُ التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ
808	باب: عیدین میں قراءت	۲۴۶، ۲۴۳ - بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ
808	باب: خطبہ سننے کے لیے بیٹھنا	۲۴۷، ۲۴۴ - بَابُ الْجُلُوسِ لِلْخُطْبَةِ
809	باب: عید گاہ کے لیے ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا	۲۴۸، ۲۴۵ - بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ وَتَرْجُعُ فِي طَرِيقٍ
810	باب: اگر عید کے روز عید نہ پڑھی جائے تو امام اگلے دن پڑھائے	۲۴۹، ۲۴۶ - بَابُ إِذَا لَمْ يَخْرُجِ الْإِمَامُ لِلْعِيدِ مِنْ يَوْمِهِ يَخْرُجُ مِنَ الْعَدِ
811	باب: نماز عید کے بعد نماز پڑھنا؟	۲۵۰، ۲۴۷ - بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيدِ
811	باب: بارش کی وجہ سے مسجد میں عید پڑھنا	۲۵۱، ۲۴۸ - بَابُ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِيدَ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ يَوْمٌ مَطَرٌ
813	3- نماز استسقاء کے احکام و مسائل	3- كِتَابُ صَلَاةِ الْاسْتِسْقَاءِ
815	باب: نماز استسقاء اور اس کے ضمنی مسائل	۱- بَابُ جَمَاعِ آبْوَابِ صَلَاةِ الْاسْتِسْقَاءِ وَتَفْرِيعُهَا
817	باب: استسقاء میں کس وقت اپنی چادر ہٹائی جائے	-- بَابُ فِي أَيِّ وَقْتٍ يُحَوَّلُ رِذَاءُهُ إِذَا اسْتَسْقَى
818	باب: استسقاء میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا	۲- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْاسْتِسْقَاءِ
826	باب: نماز کسوف کا بیان	۳- بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ

- باب: نماز کسوف میں چار رکوع کرنے کا بیان 827 ۴- بَابُ مَنْ قَالَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ
- باب: نماز کسوف میں قراءت کا بیان 833 ۵- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ
- باب: نماز کسوف کے لیے اعلان 834 ۶- بَابُ يُنَادِي فِيهَا بِالصَّلَاةِ
- باب: سورج گہن کے موقع پر صدقہ کرنا 835 ۷- بَابُ الصَّدَقَةِ فِيهَا
- باب: اس موقع پر غلام آزاد کرنا 835 ۸- بَابُ الْعِتْقِ فِيهَا
- باب: ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ (کسوف میں معروف نماز کی طرح) دو رکعتیں پڑھے 835 ۹- بَابُ مَنْ قَالَ يَرْكَعُ رَكَعَتَيْنِ
- باب: تاریکی چھا جانے یا اس طرح کے دیگر حوادث کے موقع پر نماز پڑھنا 837 ۱۰- بَابُ الصَّلَاةِ عِنْدَ الظُّلْمَةِ وَنَحْوَهَا
- باب: جب کوئی بڑا واقعہ یا حادثہ پیش آئے تو سجدہ کرنا چاہیے 838 ۱۱- بَابُ السُّجُودِ عِنْدَ الْآيَاتِ

- ۴- کتاب صلاة السفر 839 ۱- بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ
- باب: مسافر کی نماز کا بیان 841 ۲- بَابُ مَنْ يَقْصُرُ الْمُسَافِرُ
- باب: مسافر کب قصر کرے؟ 842 ۳- بَابُ الْأَذَانِ فِي السَّفَرِ
- باب: سفر میں نماز کے لیے اذان کہنا 843 ۴- بَابُ الْمُسَافِرِ يُصَلِّي وَهُوَ يَشْكُ فِي الْوَقْتِ
- باب: مسافر کو نماز کے وقت میں شک ہو اور وہ (امام کے ساتھ) نماز پڑھ لے تو؟ 844 ۵- بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ
- باب: دو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان 845 ۶- بَابُ قَصْرِ قِرَاءَةِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ
- باب: سفر میں نماز کی قراءت مختصر کرنا 853 ۷- بَابُ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ
- باب: سفر میں نوافل پڑھنا 854 ۸- بَابُ التَّطَوُّعِ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَالْوَتْرِ
- باب: سواری پر نفل اور وتر پڑھنا 855 ۹- بَابُ الْقَرِيبَةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ مِنْ عُذْرِ
- باب: عذر کی وجہ سے سواری پر فرض پڑھنا 857 ۱۰- بَابُ مَنْ يُسَمُّ الْمُسَافِرِ
- باب: مسافر کتنے دن تک قصر کرے؟ 857 ۱۱- بَابُ إِذَا أَقَامَ بِأَرْضِ الْعَدُوِّ يَقْصُرُ
- باب: دشمن کے علاقے میں ٹھہرے تو قصر کرے 861 ۱۲- بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ
- باب: نماز خوف کے احکام و مسائل 861

- ۱۳- بَابُ مَنْ قَالَ يَقُومُ صَفًّا مَعَ الْإِمَامِ وَصَفًّا
بَاب: (نماز خوف کی ایک اور کیفیت) ایک صف امام
864 کے ساتھ ہو اور دوسری دشمن کے سامنے
وَجَاءَ الْعَدُوُّ
- ۱۴- بَابُ مَنْ قَالَ إِذَا صَلَّى رَكْعَةً
بَاب: (ایک اور کیفیت) امام (دونوں گروہوں کو
865 ایک) ایک رکعت پڑھائے
- ۱۵- بَابُ مَنْ قَالَ يُكَبِّرُونَ جَمِيعًا
بَاب: (ایک اور کیفیت) سب اکٹھے تکبیر (تحریرہ)
866 کہیں
- ۱۶- بَابُ مَنْ قَالَ يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً ثُمَّ
بَاب: (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک ایک
870 رکعت پڑھائے پھر سلام پھیر دے اور...
- ۱۷- بَابُ مَنْ قَالَ يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً ثُمَّ
بَاب: (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک رکعت
پڑھائے پھر سلام پھیر دے تو لوگ اس کے
پیچھے ہوں وہ کھڑے ہو کر اپنی (دوسری) رکعت
870 پڑھ لیں، پھر دوسرے ان کی جگہ پر آ جائیں
- ۱۸- بَابُ مَنْ قَالَ يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً وَلَا
بَاب: (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک رکعت
872 پڑھائے اور وہ (بعد میں خود) کوئی...
- ۱۹- بَابُ مَنْ قَالَ يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ
بَاب: (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو دو رکعتیں
873 پڑھائے
- ۲۰- بَابُ صَلَاةِ الطَّالِبِ
بَاب: دشمن کو ڈھونڈنے نکلے تو نماز کس طرح
874 پڑھے؟.....

عرض ناشر

انسانیت کی ہدایت اور صراطِ مستقیم پر چلنے کے لیے ایک بندہ مسلم کے سامنے صرف دو مستند حوالے اور راستے ہیں جن کا مقصود اور منزل ایک ہے۔ ان میں سے ایک طریق قرآن حکیم کی آیات پینات سے ملتا ہے جب کہ اس سے ہم آہنگ اور ہم رنگ ایک دوسرا جادہ شریعت ہے جسے ہم سنت یا حدیث کہتے ہیں۔ قرآن ہو یا سنت ان دونوں کا مقصود و مطلوب اور مقام ایک ہی ہے۔ دونوں کی نوعیت اور دونوں کا لزوم ایک دوسرے کے لیے تکمیلی شان پیدا کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اپنی اصولی اور اجمالی تعلیمات کی تشریح و تفسیر اور توضیح و تصریح کے لیے خود سنت اور اسوۂ حسنہ کی ضرورت کو بیان کیا ہے۔ قرآن مجید کے احکام و نصوص کے لیے اگر ذخیرہ سنت اور سرمایہ احادیث موجود نہ ہو تو دین و شریعت کا ماخذ اول خود چیستان بن جائے گا۔ پیش نظر رہے کہ سنت اور احادیث میں جو تشریحی اور توضیحی سرمایہ ہے یہ کسی ایک شخص کی ذاتی اور ذہنی اختراعات نہیں بلکہ نبی صادق و مصدوق ﷺ کو یہ علم بھی اللہ تعالیٰ سے جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے سے میسر آتا تھا۔ یہی باعث ہے کہ قرآن مجید کو وحی مملو اور حدیث کو وحی غیر مملو کہا جاتا ہے۔

انسان نے آج تک علم و فن کی تاریخ میں جتنے علمی تحقیقی اور فنی کارنامے سرانجام دیے ہیں ان میں علم حدیث ایک ممتاز اور منفرد مقام رکھتا ہے۔ قرآن مجید کی طرح تو بہت سی الہامی کتابوں اور صحائف کا ذکر ملتا ہے مگر علم حدیث کی مانند کسی دوسرے علم کا وجود دکھائی نہیں دیتا حتیٰ کہ علم الحدیث کی وضاحت و تشریح کے لیے جو دوسرے علوم و فنون ایجاد ہوئے ان کی طرح کسی دوسرے علم و فن کا نمونہ ہمارے سامنے نہیں ہے۔ علم حدیث کی ضرورت و اہمیت اور جمع و ترتیب کے لیے خود قرآن مجید میں واضح اشارات اور ترغیبات موجود ہیں۔ احادیث کے حصول کے لیے محدثین نے جس قدر محنت و مشقت کی ہے اور اس کی صحت و استناد کے لیے جو سائنٹیفک اسلوب اختیار کیا ہے اور پھر اس کی تدوین کے لیے جس نوع کی ریاضت کی ہے یہ سب امور باہم مل کر اس علم کو اسلامی علوم کا افتخار بنا دیتے ہیں۔ محدثین کے اس جذب و شوق کے نتیجے میں صحاح ستہ کا عظیم ذخیرہ امت کی

ہدایت کے لیے مرتب ہوا، صحاح ستہ کے علاوہ مؤطا، الصحيح، المصنف، الجامع، السنن، المسند، المستدرک، المستخرج اور المعجم کے عناوین کے تحت احادیث کا سرمایہ جمع کیا گیا۔ محدثین نے امت کی دینی ضرورتوں کے تحت ان کے بہت سے انتخابات بھی شائع کیے جن میں مشارق الأنوار، جامع الأصول، الترغیب والترہیب، شرح السنۃ، ریاض الصالحین، عمدۃ الأحکام، منتقى الأخبار، مشکوٰۃ المصابیح، مجمع الزوائد، زاد المعاد، بلوغ المرام، کنز العمال، الجامع الصغير، تيسير الوصول، عقود الجواهر، التاج الجامع، اور اللؤلؤ والمرجان وغیرہ معروف ہیں۔

عربی زبان میں ”حدیث“ کا لفظ بہت سے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ لغوی طور پر یہ لفظ گفتگو، نئی بات، قابل ذکر واقعہ، نئی چیز یا کلام کے معنی میں مستعمل ہے، مگر جب حدیث کا لفظ ایک اصطلاح کے بطور استعمال ہو تو اس سے مراد رسول کریم ﷺ کے اقوال و افعال اور اعمال و احوال ہوتے ہیں یا یوں کہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور رسالت سے متعلق راویوں (صحابہ کرام اور ان کے فیض یافتگان) کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو دیگر اصطلاحات میں سنت، خبر اور اثر بھی کہتے ہیں۔ یہ تمام ذخیرہ حدیث قوی، فعلی یا تقریری نوعیت سے تعلق رکھتا ہے۔ البتہ بعض حضرات نے آپ کے شامل (خصائل و عادات) کو بھی گنجینہ حدیث میں شامل رکھا ہے۔

ذخیرہ حدیث کی وسعت، قطعیت، حجت، صداقت اور عالمگیریت ایک امر مسلم ہے۔ رسول کریم ﷺ کی بعثت کے آغاز ہی سے قلم و قراطس اور تحریر و نگارش کا سلسلہ شروع ہوا۔ (الذی علم بالقلم) (العلق) اور (ن) والقلم وما یسطرون (القلم) کی آیات کے حوالے سے عہد رسالت میں کتابت کے فن کو فروغ ملا۔ عرب و حجاز کے لوگ جو استحضر (حفظ و ضبط) کو اپنا شرف و افتخار سمجھتے تھے اب ان کے ہاں تحریر و تسوید کا پہلو بھی سامنے آیا۔ قرآن مجید کے پچاس سے زائد کاتبوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ مگر احادیث کی روایت و کتابت کا عہد بہ عہد ایک وسیع نظام دکھائی دیتا ہے۔ خود عہد رسالت میں جن امور کو باقاعدہ لکھا جا رہا تھا ان میں قرآن مجید کے علاوہ اسلامی ریاست کے سرکاری مراسلے، مکتوبات نبوی، دستور مملکت، خطبات نبوی، معاہدات، ہبہ نامے، امان نامے، مردم شماری، غلاموں کی آزادی کے پروانے، مختلف علاقوں اور صوبوں کے گورنروں اور عمال کے نام سرکاری ہدایات، بیت المال میں آمد و خرچ کی تفصیلات اور متعدد صحابہ کا ذخیرہ احادیث جو آپ کے افعال کی رویت یا

گفتگو کی سماعت پر مشتمل ہوتا تھا..... یہ مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تحریری ذخیرہ آپ کے زمانہ نبوت سے متعلق ہے جسے ایک شرعی مسؤلیت اور کمال ضبط و احتیاط سے لکھا جاتا رہا تھا اور عہد صحابہ میں احادیث کے ذخیرے کو جس توجہ اور ذمے داری کے ساتھ لکھا گیا اس کی مستند تفصیلات ہمارے سامنے موجود ہیں۔

نبی ﷺ نے متعدد مواقع پر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت کی کہ وہ علم کو قید کتابت میں لائیں۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر یمن کے ابو شاہ کی درخواست پر اسے لکھوایا گیا۔ یوں آپ ﷺ نے جب دین و شریعت کی تعلیمات کو دوسرے لوگوں تک پہنچانے کی دعوت دی تو شاہدین نے عالم الغیاب میں رہنے والوں تک نبی ﷺ کی سنت اور احادیث کو تحریر و تقریر کے ذریعے سے منتقل کیا۔

عہد نبوی اور دور صحابہ کی ان روایات کو جب بعد کے طبقات و ادوار میں جمع کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی تو اس کے حوالے سے روایت و درایت، جرح و تعدیل اور مصطلحات حدیث کا ایک ایسا علم وجود میں آیا جس نے اس ذخیرہ حدیث کی حفاظت، ثقاہت، وضاحت اور استناد میں ایک سائنٹیفک اسلوب اختیار کیا۔ ان علوم الحدیث میں اسماء الرجال تو تاریخ عالم کا سب سے امتیازی علم اور فن ہے جس پر ”الإصابة فی تمییز الصحابة، کوائیڈٹ کرتے ہوئے جرنل مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر نے اپنے مقدمہ میں یہ تاریخی الفاظ لکھے:

”دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری اور نہ آج کہیں موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم المرتبت فن ایجاد کیا ہو جس کے باعث پانچ لاکھ مسلمانوں کے احوال معلوم ہو سکتے ہیں۔“

ہمیں اعتراف ہے کہ دشمنان اسلام، منافقین اور بعض دجاہلہ نے احادیث کو اپنی جانب سے وضع کر کے پھیلانے کی کوشش کی۔ اس موقع پر محدثین نے جس ایمانی غیرت، مشاہداتی قوت، علمی ادراک، تاریخی ذوق اور سائنسی شعور کے ساتھ ان وضاعین کا مقابلہ کیا اور ذخیرہ حدیث سے ان وضاعین کی روایات کو صاف نکال باہر کیا اور اس موضوع پر اپنے منہج کی سائنسی بنیادوں کو جس وضاحت و صراحت سے بیان کیا، یہ تاریخ علوم انسانی کا سب سے بڑا انجاز ہے۔ محدثین نے قیامت تک کی نسلوں کے لیے ذخیرہ حدیث کے متن کو محفوظ کر دیا۔ یوں ایک طرف روایت و کتابت کے ذریعے سے اور دوسری طرف مسنون شخصیات کے اعمال کے ذریعے سے یہ ذخیرہ سنت، گنجینہ سیرت اور سرمایہ علم و معرفت جمع اور محفوظ ہو رہا تھا۔ اس طریق اور منہج کی تفصیلات سے علوم الحدیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں مگر ہم یہاں اپنے قارئین کے لیے ایک تاریخی دلچسپی کو بیان کرتے ہیں:

عباسی عہد میں ہارون الرشید نے ایک زندیق کو گرفتار کر کے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا جو وضع حدیث کے جرم میں گرفتار تھا اس موقع پر اس زندیق نے ہارون سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ ان چار ہزار احادیث کا کیا کریں گے جو میں نے وضع کی ہیں؟ جن میں میں نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا ہے حالاں کہ ان میں ایک لفظ بھی رسول کریم ﷺ نے بیان نہیں فرمایا۔ اس پر ہارون نے کہا:

”أین أنت يا عدو الله من أبي إسحاق الفزاري وعبد الله بن مبارك ينخلانها“
فیخر جانها حرفاً حرفاً“

”اے اللہ کے دشمن! تم ابو اسحاق فزاری اور عبد اللہ بن مبارک سے بچ کر کہاں جاؤ گے؟ جو ان کو چھلنی کی طرح چھان کر ایک ایک حرف نکال باہر پھینکیں گے۔“

علم حدیث کی حفاظت، قطعیت، حجیت اور دفاع میں محدثین نے جو بے مثال اور تاریخی خدمات انجام دی ہیں اس کے تذکارِ جلیل کا یہ موقع نہیں مگر یہ حقیقت الم نشرح ہے کہ اس امت کی ہدایت کے لیے قرآن کے بعد اس چشمہ صافی کو محدثین عظام رحمہم اللہ کی علمی اور تحقیقی کاوشوں نے استناد اور اعتماد عطا کر دیا۔ روایت و درایت، جرح و تعدیل اور اسماء الرجال کے علوم و فنون کی روشنی میں جب تمام ذخیرہ حدیث کی تنقیحات و تصریحات سامنے آ گئیں تو پھر ان کی روشنی میں تدوین حدیث کا عظیم الشان مرحلہ سامنے آیا جس کی ضوفنائیوں میں کتب ستہ کے علاوہ مصنفات، جوامع، سنن، مسانید، معاجم، مستدرکات اور مستخرجات کا عظیم ذخیرہ محدثین عظام رحمہم اللہ کی جلیل القدر محنت و ریاضت اور عقیدت و مسئولیت کے نتیجے میں امت کے ہاتھ آیا۔ جس کے ہزاروں مخطوطات عہد بہ عہد شروح و حواشی اور تحقیق و تخریج کے ساتھ مرتب ہوئے جو آج بھی عالمی کتب خانوں میں ارباب تحقیق کی توجہات کا مرکز ہیں۔ مگر ان میں صحاح ستہ کی کتب گلستان حدیث میں گل سرسبد کی حیثیت رکھتی ہیں۔

میرے لیے یہ سعادت کی بات ہے کہ میرا خاندانی تعلق علمائے کرام اور کتابتِ کتاب و سنت سے ہے۔ مدت العمر سے مجھے اسلام کے ایمانی اور روحانی مرکز حجاز میں قیام کے مواقع حاصل ہیں۔ میں اپنی اس خوش نصیبی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ چند سال قبل ”دار السلام“ کے نام سے ہم نے جس مرکزِ علم و تحقیق اور ادارہ طبع و اشاعت کی بنا ڈالی تھی اس نے اسلامی موضوعات کے مختلف عنوانات پر سینکڑوں کتابیں دنیا کی متعدد زبانوں میں شائع کی ہیں۔ ان کتب نے اپنے تحقیقی مزاج، اسلام کے مصادرِ اصلیہ اور طباعتی ذوق کے باعث

قبولیت عامہ کا درجہ حاصل کیا ہے، مگر ایک مدت سے میرے دل میں اس بات کی آرزو تھی کہ صحاح ستہ کا جدید اور شگفتہ اردو زبان میں ایسا ترجمہ پیش کیا جائے جس میں ہر ہر حدیث کے نتائج و فوائد بھی درج کیے جائیں اور ان تمام ممکنہ مقامات پر جہاں کسی عصری اور زمانی موضوع پر کوئی حدیث بیان کی گئی ہو تو اس پر ایک تفصیلی اور تحقیقی شذرہ اس اسلوب سے لکھا جائے کہ دورِ جدید میں شبہات کی دلدل میں گھرا ہوا ذہن کامل اطمینان اور مکمل یقین حاصل کر سکے۔ کتب ستہ کے ان تراجم و فوائد پر ایک مدت سے خاموشی کے ساتھ برصغیر کے اہل علم اور محققین بڑی دل جمعی اور طمانیت کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ واللہ الحمد کہ صحیحین کے بعد سنن اربعہ میں سے ایک جزو اعظم سنن ابی داود پر کام مکمل ہو گیا ہے۔

اس کتاب کے فاضل مترجم مولانا ابوعمار عمر فاروق سعیدی فاضل مدینہ یونیورسٹی، شیخ الحدیث و مدیر التعليم جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی رحمہ اللہ ہیں جنہوں نے بڑی عمدگی کے ساتھ اس کا ترجمہ مکمل کیا اور اکثر و بیشتر احادیث کے فوائد و مسائل بھی تحریر کیے۔ اس مجموعے کی جملہ احادیث کی تخریج عظیم محقق حافظ ذہیر علی زئی رحمہ اللہ نے کی ہے جس کی تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کے فرائض رفقاء ادارہ مولانا سلیم اللہ زمان اور حافظ عبدالخالق رحمہ اللہ نے نہایت جاں فشانی اور ذمہ داری سے نبھائے۔ ترجمہ کی متن کے ساتھ مراجعت اور تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کی ذمہ داری مولانا ابو عبداللہ محمد عبدالجبار اور حافظ محمد آصف اقبال رحمہ اللہ نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے ادا کی۔ علاوہ ازیں فوائد و مسائل میں تحقیقی اور علمی اضافے بھی کیے نیز ثانی الذکر نے جدید اسلوب کے مطابق کتابیات کی ابتدا میں کتاب میں مذکور مسائل کا خلاصہ علمی و تحقیقی انداز میں بھی تحریر کیا ہے تاکہ قارئین جملہ مسائل کو ایک ہی جگہ ملاحظہ کر سکیں۔

ادارے کے سینئر ریسرچ سکارلر محترم پروفیسر محمد یحییٰ جلاپوری رحمہ اللہ نے جدید عصری مسائل کے حل اور ان کے شرعی انطباق میں خصوصی طور پر علمی و تحقیقی شذرے تحریر فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں مفسر و مترجم اور مصنف کتب کثیرہ فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ مدیر شعبہ تحقیق و تصنیف دارالسلام لاہور نے دن رات کی ان تھک محنت سے اس پر نظر ثانی کی اور علمی و تحقیقی فوائد و مسائل کا اضافہ کیا۔ آخری مرحلہ میں مرکز علمی دارالسلام ریاض میں قاری محمد اقبال عبدالعزیز اور ان کے ساتھیوں نے دقت نظر سے پوری کتاب کا مراجعہ کیا اور حسب ضرورت اصلاحات کا اہتمام کیا۔ فجزاہم اللہ أحسن الجزاء فی الدنيا والاخرۃ۔ سنن ابوداود کی

تیاری کے فنی مراحل کیپوزنگ، ڈیزائننگ وغیرہ میں محمد عامر رضوان، اخلاص الحق ساجد، شیخ محمد یعقوب اور عبد الجبار غازی نے اسے خوب سے خوب تر بنانے میں بھرپور محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام جملہ احباب کی مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

ان جملہ احباب کی شانہ روز محنت کے باعث سنن ابی داود کا یہ ترجمہ ان شاء اللہ العزیز اُردو خواں حضرات، علمائے دین، قانون دانوں، اساتذہ، طلبہ اور عامۃ المسلمین میں قبولیت حاصل کرے گا۔ اس سلسلے میں برادر عزیز حافظ عبد العظیم اسد نے جس مسلسل محنت اور اس منصوبے کے لیے جس اشہاک اور ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے اللہ تعالیٰ انھیں اس کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ قارئین محترم سے درخواست ہے کہ وہ کتب ستہ کے بقیہ جاری شدہ منصوبے کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق خاص سے اسے جلد از جلد مکمل کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

خادم کتاب و سنت

عبد المالك مجاهد

مدیر: دار السلام، الرياض۔ لاہور

ربیع الاول 1427ھ / اپریل 2006ء



عرضِ مترجم

قرآن مجید فرقانِ حمید اللہ عزوجل کی آخری کتاب اور دین اسلام کی اساس ہے۔ حدیث نبوی اس کی شرح و تفسیر اور بیان ہے۔ اس کا پڑھنا پڑھانا فرض کفایہ اور انتہائی سعادت اور برکت کا کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث نبویہ کی محبت اور ان کے حفظ و ضبط کا شوق، درس، تدریس اور اشاعت کا اہتمام امت مسلمہ کے اندر روزِ اوّل سے موجزن رہا ہے۔ اور یہ ایک نہ ختم ہونے والا جذبہ ہے جو اسلام کے دین فطرت ہونے اور اس کی حقانیت کی زبردست دلیل ہے۔ اللہ عزوجل کی حکمت عجیبہ ہے کہ ہر دور میں انتہائی قابل اعتماد مقبول خلائق اور نابغہ روزگار قسم کے علماء اور شخصیات پیدا ہوتی رہی ہیں جنہوں نے دین کی دعوت و تبلیغ اور شریعت اسلامیہ کی نگہبانی کے لیے حفاظت حدیث کے مشکل ترین عمل کو اپنے جیتے جی ایک محبوب ترین دل پسند مشغلہ بنائے رکھا۔ دنیائے دُور کی کوئی کشش، سفر و حضر کی کوئی مشقت اور اپنے پرائے کی کوئی الفت انہیں اپنے اس محبوب مشغلے سے باز نہ رکھ سکی۔ تقبل اللہ جہودہم و جزاہم عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد زریں کے بعد دو تابعین، تبع تابعین اور ائمہ عظام سے لے کر اب تک یہ علم بطور ایک فن انتہائی تروتازہ اور شاداب ہے دنیا کا کوئی گوشہ ایسے افراد سے خالی نہیں رہا ہے جہاں اس علم نبوت کی آبیاری نہ ہو رہی ہو۔ کم یا زیادہ ہر جگہ ایسے لوگ موجود ہیں اور حدیث کا ڈنکا بجا رہے ہیں۔ اللہ کریم ان کی مساعی قبول فرمائے۔

ان سعادت مندوں میں ادارہ دار السلام کے کارپردازان بالخصوص اس کے مدیر محترم جناب عبدالملک مجاہد صاحب رحمہ اللہ کی فکری و عملی جولان گاہ انتہائی مبارک اور قابل داد ہے کہ اشاعت اسلام کے لیے اپنی تمام تر مساعی بروئے کار لا رہے ہیں۔ قرآن مجید، کتب سنہ اور دیگر دواوین حدیث کے متون و تراجم بنی نوع انسان تک پہنچانے کا عزم کیے ہوئے ہیں اور بڑی حد تک اسے عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔ اللہ عزوجل قبول فرمائے استقامت دے اور نظر بد سے محفوظ رکھے۔

”سنن ابوداود“ شریعت اسلامی اور احادیث نبویہ کا وہ عظیم الشان دیوان ہے جسے امت مسلمہ کے علماء و عوام میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس میں فقہائے امت اور مفتیان شرع متین کیلئے وہ تمام حدیثی دلائل جمع کر دیے گئے ہیں جو فقہائے اسلام نے اختیار کیے ہیں اور ان کا مستدل رہے ہیں۔ ضرورت تھی کہ اس عظیم کتاب کا ایک عمدہ اور آسان ترجمہ مع فوائد و مسائل ایک نئے قالب میں اردو خواں طبقہ کے سامنے پیش کیا جائے جو ان کی روحانی غذا کا کام دے۔ اس سے پہلے مولانا نواب وحید الزمان خان صاحب رحمہ اللہ کا ترجمہ جو ایک عرصے سے متداول اور معروف چلا آ رہا ہے اپنی زبان کی قدامت کی بنا پر بعض طبیعتوں کیلئے گراں اور نامانوس محسوس کیا جاتا تھا اور نواب صاحب مرحوم نے فوائد حدیث بھی خاص خاص مقامات ہی پر درج فرمائے تھے۔

چنانچہ اس غرض کے لیے احباب ادارہ بالخصوص حافظ عبدالعظیم اسد صاحب رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء کرام نے راقم عمر فاروق السعیدی سے ملاقات کر کے اس کا رِخیر میں حصہ لینے کی دعوت دی جو میں نے اپنی سعادت جانتے ہوئے قبول کر لی۔ یہ کام محض سعادت ہی نہیں بلکہ انتہائی بھاری بوجھ اور بڑی سخت ذمہ داری کا تھا جسے رحمت باری کے بعد ان مخلصین کی حوصلہ افزائی اور دعاؤں کے طفیل کسی قدر ادا کرنے کے قابل ہوا ہوں..... گر قبول افتد زہے عز و شرف!

اس عمل میں بنیادی نکات یہ تھے کہ ① ترجمہ سلیس اردو زبان میں ہو۔ ② عربی متن کے قریب تر ہو۔ ③ صحیح احادیث کے آخر میں اختصار سے فوائد و مسائل کی نشاندہی کی جائے۔ ④ اور فقہی قیل و قال سے بچتے ہوئے براہ راست ارشادات نبویہ سے سیراب و مستفید ہونے میں اپنے قارئین کی مدد کی جائے..... چنانچہ یہ ”بضاعت مزجاة“ (حقیر سی پونجی) پیش خدمت ہے اس میں جو خیر و خوبی ہے وہ سراسر اللہ عز و جل کا فضل و کرم ہے اور پھر اپنے فاضل اجلہ اساتذہ کرام کی تفہیمات ہیں اور اپنے سلف صالحین کی خوشہ چینی۔ اور جو خطا و قصور ہے میں ہی اس کا ذمہ دار ہوں۔ اللہ عز و جل ہر قسم کی کج فکری یا غلط کیشی سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ اہل نظر اگر کسی خطا و زلل سے آگاہ ہوں تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں تاکہ اصلاح کر لی جائے۔

میں ”دار السلام“ کے ادارہ تحقیقات اور برادرانِ مراجعین کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے بیاضات کو انتہائی خوبی و کمال سے پُر کیا ہے اور کمزوریوں کی اصلاح کر دی ہے۔ جَزَاهُمْ اللہُ خَيْرًا وَأَحْسِنُ الْحَزَاءَ.

* ترجمہ و فوائد کے مراجع: یہ علم سراسر علم منقول ہے۔ اس میں اجتہاد و صنعت کا کہیں کوئی دخل نہیں سوائے اس کے کہ الفاظ و تراکیب اور ترتیب مضامین میں کوئی جدت ہو یا پھر مختلف الاحادیث میں جمع و تلیق یا ترجیح کی کوئی نئی صورت اللہ عز و جل کسی کے دل میں ڈال دے اور پھر یہ سب باتیں بھی ہمارے سلف رحمہم کی تراش میں موجود ہیں۔ اس وراثت کا مطالعہ کر لینا اور اسے سمجھ لینا اور ہضم کر لینا ہی بڑی بات ہے۔ بہر حال اس کام میں درج ذیل اہم مراجع میرے پیش نظر رہے ہیں اور اپنے عزیز طلبہ کو بھی انہیں مرکز توجہ بنانے کی نصیحت کرتا ہوں:

ترجمہ قرآن مجید مع تفسیر احسن البیان * عون المعبود * بذل المجہود * معالم السنن * تہذیب السنن لابن القيم * التلخیص الحبیر * فتح الباری * شرح نووی * نیل الأوطار * سبل السلام * تیسیر العلام * التعليقات السلفیہ علی النسائی * مرعاة المفاتیح * فتاویٰ ابن تیمیہ * زاد المعاد ابن القيم * فقہ السنہ (سید سابق) * محدث عصر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تالیفات بالخصوص * صحیح سنن ابی داود * ضعیف سنن ابی داود اور ارواء الغلیل وغیرہ۔ اور لغت میں * النہایۃ فی غریب الحدیث (ابن الاثیر) * المنجد اور مصباح اللغات۔ مترجم اوّل جناب علامہ نواب وحید الزمان خان رحمہ اللہ کی عمدہ تعبیرات اور مضامین کے اقتباسات بھی حسب مواقع درج کیے گئے ہیں۔

اللہ عز و جل ہمارے سلف صالحین اور اساتذہ کرام کو اعلیٰ علیین میں بلند ترین مقام دے کہ ان کے فضائل و خیرات سے خوش چینی کر کے ہی ہم کچھ بیان کرنے یا لکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ رحمہم اللہ رحمۃ واسعة۔

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی کا وسیع علمی ماحول اس کا جامع مکتبہ اور جامع الفاروق ماڈل کالونی کراچی کا ایک پرسکون زاویہ میرے لیے اس کا خیر کی تسوید و تکمیل میں انتہائی مدد و معاون رہا ہے کہ میں یہ تحفہ علم و حکمت اپنے قدردانوں کی خدمت میں پیش کرنے کے قابل ہوا۔ اور گھر میں امّ عمار صاحبہ (عطیہ دختر حکیم فیض عالم صاحب مرحوم) کا شکر یہ میرے ذمے ہے کہ اس نے اپنی بیماری تک کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے میری غیر حاضری کو قبول اور برداشت کیا اور میرے لیے حتی الامکان راحت کا سامان پیدا کیا کہ میں یہ ایک ملّی فریضہ انجام دے سکا ہوں۔ المختصر

غرض نقشے ست کز ما یاد ماند کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحب دلے روزے بر حمت کند در حق ایں مسکین دعائے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

ناچیز طالب العلم:

ابوعمار عمر فاروق السعیدی

نزیل جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی

شعبان ۱۴۲۶ھ - ستمبر ۲۰۰۵ء



مترجم کا شخصی تعارف

- نام : عمر فاروق بن الشیخ عبدالعزیز السعیدی السلفی بن دین محمد
- ولادت : 1371 ہجری بمطابق 1951ء
- وطن : قصبہ منکیرہ ضلع بھکر، پنجاب، پاکستان
- شہادات : الشهادة العاليه : دار الحديث محمدیہ جلال پور پیر والا ضلع ملتان 1973ء
- شهادة الفروع : دار الحديث رحمانیہ سولجر بازار کراچی 1974ء
- الشهادة العاليه : الجامعة السلفیہ فیصل آباد 1976ء
- الشهادة العاليه : کلیة الحديث الشریف الجامعة الاسلامیہ مدینہ منورہ 1981ء
- الشهادة العاليه : وفاق المدارس السلفیہ پاکستان 1984ء
- اجازة الزواہد : حضرت الشیخ المحدث سلطان محمود رحمہ اللہ جلال پور پیر والا
- حضرت الشیخ المحدث عبدالغفار حسن رحمہ اللہ مدینہ منورہ
- حضرت الشیخ المحدث حافظ عبدالمتان عبدالحق رحمہ اللہ گوجرانوالا
- حضرت الشیخ المحدث حافظ ثناء اللہ عیسیٰ خان المدنی رحمہ اللہ لاہور
- علاوہ ازیں حضرت الشیخ مولانا حاکم علی رحمہ اللہ کراچی اور حضرت الوالد الشیخ عبدالعزیز السعیدی رحمہ اللہ سے بھی سماع حدیث اور ان کے سامنے قراءت کا شرف حاصل ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک.
- عصری شہادات : ❊ میٹرک: 1966ء ❊ ایف اے: 1972ء ❊ فاضل عربی: 1973ء
- تدریسی خدمات : الجامعة السلفیہ فیصل آباد 1981ء سے 1985ء تک ان میں ابتدائی دو سال بطور مبعوث از جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ
- اعمال اداریہ : مدیر الامتحانات جامعہ البی بکر الاسلامیہ 1990ء سے 1999ء تک

مدیرِ تعلیم و عمیدِ کَلیۃ الحدیث الشریف، جامعۃ ابی بکر الاسلامیہ 2000ء

علمی خدمات : ❊ ”الامام ثناء اللہ الامر تشری حیات و خدمات“ کَلیۃ الحدیث الشریف مدینہ منورہ میں آخری سال کا مقالہ

❊ ”جائز اور ناجائز تبرک“ ترجمہ: التبرک المشروع وغير المشروع، د/ علی بن نفیع العلیانی.

❊ ”علوم الحدیث“ ترجمہ: علوم الحدیث، الشیخ محمد علی قطب.

❊ ”تیسیر اصول حدیث“ ترجمہ: تیسیر مصطلح الحدیث، د/ محمود الطحان رحمہ اللہ.

❊ ”حج نبوی کا آنکھوں دیکھا حال“ ترجمہ: کیف حج رسول اللہ ﷺ، ابو تراب الظاہری.

❊ ”فضائل اعمال“ ترجمہ: کفایۃ التبعبد و تحفۃ التزہد، حافظ عبد العظیم منذری رحمہ اللہ.

❊ تہذیب و تلخیص ”الخط فی ذکر الصحاح السنۃ“، نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ.

❊ ”اسلام کا نظام طلاق“ ترجمہ: نظام الطلاق فی الاسلام، علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ.

❊ ”تبویب احادیث بلوغ المرام“، یعنی احادیث کی ذیلی عنوان بندی

❊ ”سنن ابوداود۔ ترجمہ و فوائد“ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک



مقدمہ

قرآن کریم اور حدیث رسول دونوں شریعت کے بنیادی مآخذ اور حجت ہیں

اَوَّلُ شَرْعِیہ اور مصادِرِ شریعت کے تذکرے میں قرآن کریم کے بعد حدیث رسول کا نمبر آتا ہے، یعنی قرآن کریم کے بعد شریعتِ اسلامیہ کا یہ دوسرا مآخذ ہے۔ حدیث کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات پر ہوتا ہے۔ تقریر سے مراد ایسے امور ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کیے گئے لیکن آپ نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی بلکہ خاموش رہ کر اس پر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرما دیا۔ ان تینوں قسم کے علومِ نبوت کے لیے بالعموم چار الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ ① خبر ② اثر ③ حدیث ④ سنت۔

خبر: ویسے تو ہر واقعے کی اطلاع اور حکایت کو خبر کہا جاتا ہے، مگر نبی ﷺ کے ارشادات کے لیے بھی ائمہ کرام اور محدثین عظام نے اس کا استعمال کیا ہے اور اس وقت یہ لفظ حدیث کے مترادف اور اخبار الرسول کے ہم معنی ہوگا۔
اثر: کسی چیز کے بقیہ اور نشان کو اثر کہتے ہیں، اور نقل کو بھی اثر کہا جاتا ہے۔ اسی لیے صحابہ و تابعین سے منقول مسائل کو آثار کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آثار کا لفظ مطلقاً بولا جائے گا تو اس سے مراد آثارِ صحابہ ہی ہوں گے۔ لیکن جب اس کی اضافت 'الرسول' کی طرف ہوگی یعنی "آثار الرسول" کہا جائے گا تو اخبار الرسول کی طرح آثار الرسول بھی احادیث الرسول ہی کے ہم معنی ہوگا۔

حدیث: اس کے معنی گفتگو کے ہیں اور اس سے مراد وہ گفتگو اور ارشادات ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے۔

سنت: عادت اور طریقہ کو سنت کہتے ہیں اور اس سے مراد عادات و اطوارِ رسول ﷺ ہیں، اس لیے جب سنت نبوی یا سنت رسول کہیں گے تو اس سے مراد نبی ﷺ ہی کے عادات و اطوار ہوں گے۔

اَوَّلُ الذِّكْرِ وَلَفْظُ (خبر اور اثر) کے مقابلے میں ثانی الذکر الفاظ (حدیث اور سنت) کا استعمال علوم نبوت کے لیے عام ہے اور اس میں اتنا خصوص پیدا ہو گیا ہے کہ جب بھی حدیث یا سنت کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد نبی ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریرات ہی مراد ہوتے ہیں۔ اس مفہوم کے علاوہ کسی اور طرف ذہن منتقل ہی نہیں ہوتا۔ اگرچہ بعض لوگوں نے حدیث اور سنت کے مفہوم میں بھی فرق کیا ہے کہ سنت سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اعمال و عادات ہیں اور حدیث سے مراد اقوال۔ اور بعض لوگوں نے اس سے بھی تجاوز کر کے یہ کہا کہ آپ کے اعمال و عادات عرب کے ماحول کی پیداوار تھیں اس لیے ان کا اتباع ضروری نہیں، صرف آپ کے اقوال قابل اتباع ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں نے اس کے برعکس یہ کہا کہ آپ کے اقوال پر عمل ضروری نہیں، جسے وہ حدیث سے تعبیر کرتے ہیں۔ تاہم آپ کے اعمال مستترہ (دائمی اعمال) قابل عمل ہیں، اسے وہ سنت کہتے ہیں۔ لیکن یہ سب باتیں صحیح نہیں۔ محدثین نے سنت اور حدیث کے مفہوم کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ وہ سنت اور حدیث دونوں کو مترادف اور ہم معنی سمجھتے ہیں۔ اسی طرح سنت سے صرف عادات و اطوار مراد لے کر ان کی شرعی حجت سے انکار بھی غلط ہے اور انکار حدیث کا ایک چور دروازہ۔ اور اسی طرح صرف اعمال مستترہ کو قابل عمل کہنا احادیث کے ایک بہت بڑے ذخیرے کا انکار ہے اور منکرین حدیث کی بہ انداز دیگر ہم نوائی۔

بہر حال حدیث اور سنت رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات کو کہا جاتا ہے اور یہ بھی قرآن کریم کی طرح دین کا ماخذ، شریعت کا مصدر اور مستقل بالذات قابل استناد ہے۔ چنانچہ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[إِعْلَمَ أَنَّهُ قَدْ تَفَقَّ مَنْ يُعْتَدُّ بِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ السُّنَّةَ الْمُطَهَّرَةَ مُسْتَقِلَّةٌ بِتَشْرِيعِ الْأَحْكَامِ وَأَنَّهَا كَالْقُرْآنِ فِي تَحْلِيلِ الْحَلَالِ وَتَحْرِيمِ الْحَرَامِ] (ارشاد الفحول، ص: ۳۳)

”معلوم ہونا چاہیے کہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سنت مطہرہ تشریع احکام میں مستقل حیثیت کی حامل ہے اور کسی چیز کو حلال قرار دینے یا حرام کرنے میں اس کا درجہ قرآن کریم ہی کی طرح ہے۔“

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:

[إِنَّ بُيُوتَ حُجَّيَةِ السُّنَّةِ الْمُطَهَّرَةِ وَاسْتِقْلَالِهَا بِتَشْرِيعِ الْأَحْكَامِ ضَرُورَةٌ دِينِيَّةٌ وَلَا تُخَالِفُ فِي ذَلِكَ إِلَّا مَنْ لَا حَظَّ لَهُ فِي دِينِ الْإِسْلَامِ] (حوالہ مذکور)

”سنت مطہرہ کی حجت کا ثبوت اور تشریع احکام میں اس کی مستقل حیثیت ایک اہم دینی ضرورت ہے اور

اس کا مخالف وہی شخص ہے جس کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔“

سنت کا مستقل حجت شرعی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ کی صحیح حدیث سے جو حکم ثابت ہو وہ مسلمان کے لیے قابل اطاعت ہے چاہے اس کی صراحت قرآن میں ہو یا نہ ہو۔ آپ کے صرف وہی فرمودات قابل اطاعت نہیں ہوں گے جن کی صراحت قرآن کریم میں آگئی ہے، جیسا کہ گمراہ فرقوں نے کہا ہے اور اس کے لیے ایک حدیث بھی گھڑی کہ ”میری بات کو قرآن پر پیش کرو جو اس کے موافق ہو اسے قبول کر لو اور جو اس کے مخالف ہو اسے رد کر دو۔“^(۱) بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ہر فرمان پر عمل کرنا ضروری ہے بشرطیکہ وہ صحیح سند سے ثابت ہو۔

اس لیے کسی بھی حدیث رسول کو ظاہر قرآن کے خلاف باور کرا کے اسے رد کرنا اہل اسلام کا شیوہ نہیں۔ یہ طریقہ صرف اہل زلیغ اور اہل ابواء کا ہے جنہوں نے موافقت قرآن کے خوش نما عنوان سے بے شمار احادیث رسول کو ٹھکرا دیا۔ چنانچہ امام ابن عبد البر (المتوفی ۴۶۳ ہجری) لکھتے ہیں:

[وَقَدْ أَمَرَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ بِطَاعَتِهِ وَاتِّبَاعِهِ أَمْرًا مُطْلَقًا مُجْمَلًا وَلَمْ يُقَيِّدْ بِشَيْءٍ ۖ وَلَمْ يَقُلْ مَا وَافَقَ كِتَابَ اللَّهِ كَمَا قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الزَّيْغِ] (جامع بیان العلم و فضله: ۱۹۰/۲)

”اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اطاعت کا مطلقاً حکم فرمایا ہے اور اسے کسی چیز سے مقید (مشروط) نہیں کیا ہے اور اللہ نے یہ بھی نہیں کہا کہ نبی ﷺ کی بات تم اس وقت مانو جب وہ اللہ کی کتاب کے موافق ہو جس طرح کہ بعض اہل زلیغ کہتے ہیں۔“

اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[إِنَّ قَوْلَ مَنْ قَالَ: تُعَرَضُ السُّنَّةُ عَلَى الْقُرْآنِ فَإِنْ وَافَقَتْ ظَاهِرُهُ وَإِلَّا اسْتَعْمَلْنَا ظَاهِرَ الْقُرْآنِ وَتَرَكْنَا الْحَدِيثَ، جَهْلٌ] (اختلاف الحديث في هامش كتاب ”الام“ ۳۵/۷ دار الشروق، بيروت)

یعنی ”قبولیت حدیث کو موافقت قرآن سے مشروط کرنا جہالت (قرآن و حدیث سے بے خبری) ہے۔“

اور امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَالسُّنَّةُ مَعَ الْقُرْآنِ عَلَى ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ :

① امام شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: فَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: إِنَّهُ مَوْضُوعٌ وَضَعَتْهُ الزَّانِدَةُ (ارشاد الفحول، ص: ۳۳)

”امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ قرآن پر حدیث کو پیش کرنے والی روایت موضوع ہے جسے بے دینوں نے گھڑا ہے۔“

أَحَدَهَا: أَنْ تَكُونَ مُوَافِقَةً لَهُ مِنْ كُلِّ وَجْهِ، فَيَكُونُ تَوَارُدُ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ عَلَى الْحُكْمِ الْوَاحِدِ مِنْ بَابِ تَوَارُدِ الْأَدِلَّةِ وَتَطَافُرِهَا۔ الثَّانِي: أَنْ تَكُونَ بَيِّنَاتٍ لِمَا أُرِيدَ بِالْقُرْآنِ وَتَفْسِيرِهَا۔ الثَّلَاثُ: أَنْ تَكُونَ مُوجِبَةً لِحُكْمٍ سَكَتَ الْقُرْآنُ عَنْ إِجَابِهِ أَوْ مُحَرِّمَةً لِمَا سَكَتَ عَنْ تَحْرِيمِهِ، وَلَا تَخْرُجُ عَنْ هَذِهِ الْأَقْسَامِ، فَلَا تُعَارِضُ الْقُرْآنَ بِوَجْهِ مَا۔ فَمَا كَانَ مِنْهَا زَائِدًا عَلَى الْقُرْآنِ فَهُوَ تَشْرِيعٌ مُبْتَدَأٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ تَحِبُّ طَاعَتُهُ فِيهِ، وَلَا تَحِلُّ مَعْصِيَتُهُ، وَلَيْسَ هَذَا تَقْدِيمًا لَهَا عَلَى كِتَابِ اللَّهِ بَلِ امْتِثَالٌ لِمَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ مِنْ طَاعَةِ رَسُولِهِ وَلَوْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُطَاعُ فِي هَذَا الْقِسْمِ لَمْ يَكُنْ لَطَاعَتِهِ مَعْنَى، وَسَقَطَتْ طَاعَتُهُ الْمُخْتَصَّةُ بِهِ وَإِنَّهُ إِذَا لَمْ تَحِبُّ طَاعَتُهُ إِلَّا فِيمَا وَافَقَ الْقُرْآنَ، لَا فِيمَا زَادَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ طَاعَةٌ خَاصَّةٌ تَخْتَصُّ بِهِ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ [النساء: ٨٠] (اعلام الموقعين، ٣١٣/٢ بتحقيق عبدالرحمن الوكيل)

یعنی ”حدیثی احکام کی تین صورتیں ہیں:

❖ ایک تو وہ جو سن کل الوجوہ قرآن کے موافق ہیں۔

❖ دوسرے وہ جو قرآن کی تفسیر اور بیان کی حیثیت رکھتے ہیں۔

❖ تیسرے وہ جن سے کسی چیز کا وجوب یا اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے حالانکہ قرآن میں اس کے وجوب یا حرمت کی صراحت نہیں۔

احادیث کی یہ تینوں قسمیں قرآن سے معارض نہیں ہیں۔ جو حدیثی احکام زائد علی القرآن ہیں وہ نبی ﷺ کی تشریحی حیثیت کو واضح کرتے ہیں یعنی ان کی تشریع و تقنین (قانون سازی) آپ ﷺ کی طرف سے ہوئی ہے جس میں آپ کی اطاعت واجب اور نافرمانی حرام ہے۔ اور اسے تقدیم علی کتاب اللہ بھی نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ اللہ کے اس حکم کی فرماں برداری ہے جس میں اس نے اپنے نبی ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اگر اس (تیسری) قسم میں نبی کریم ﷺ کی اطاعت نہ کی جائے اور یہ کہا جائے کہ آپ کی اطاعت صرف انہی باتوں میں کی جائے گی جو قرآن کے موافق ہوں گی تو آپ کی اطاعت کا حکم بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے اور آپ کی وہ خاص اطاعت ہی ساقط ہو جاتی ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے: ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾۔“

حدیث کی اس تیسری قسم (زائد علی القرآن) ہی کی بابت نبی ﷺ نے بھی اپنی امت کو تنبیہی انداز میں فرمایا تھا:

[أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَ مِثْلُهُ مَعَهُ] (سنن ابی داود، السنۃ، باب لزوم السنۃ، حدیث :

۴۶۰۴ و مسند احمد ۱۳۱/۴)

”خبردار، مجھے قرآن بھی عطا کیا گیا ہے اور اس کی مثل (یعنی سنت) بھی۔“

اور آپ کا یہی وہ منصب ہے جو قرآن کریم کی اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴)

”اے پیغمبر! ہم نے آپ کی طرف قرآن اس لیے اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو اس کی تشریح و تبیین کر کے بتلائیں۔“

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس منصب کے مطابق توضیح و تشریح کی اور اس کے اجمالات کی تفصیل بیان فرمائی، جیسے نماز کی تعداد اور رکعات، اس کے اوقات اور نماز کی وضع و ہیئت، زکوٰۃ کا نصاب، اس کی شرح، اس کی ادائیگی کا وقت اور دیگر تفصیلات۔ قرآن کریم کے بیان کردہ اجمالات کی یہ تفسیر و توضیح نبوی امت مسلمہ میں حجت سمجھی گئی اور قرآن کریم کی طرح اسے واجب الاطاعت تسلیم کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ نماز و زکوٰۃ کی یہ شکلیں عہد نبوی سے آج تک مسلم و متواتر چلی آرہی ہیں۔ اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔

قرآن کریم کے اجمال کی تفصیل و تفسیر جس طرح نبی ﷺ کا منصب ہے بالکل اسی طرح عموماً قرآنی کی تخصیص اور اطلاقات (مطلق) کی تنقید بھی تبیین قرآنی کا ایک حصہ ہے اور قرآن کے عموم و اطلاق کی آپ نے تخصیص و تنقید بھی فرمائی ہے۔ اور اسے بھی امت مسلمہ نے متفقہ طور پر قبول کیا ہے، اسے زائد علی القرآن کہہ کر رد نہیں کیا جاسکتا، جیسا کہ آج کل بعض گمراہ اذہان اس طرح کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

حدیث رسول کے متعلق معاندین کا تعجب انگیز رویہ

اسلام کی ابتدائی دو صدیوں کے بعد معتزلہ نے بعض احادیث کا انکار کیا، لیکن اس سے ان کا مقصود اپنے گمراہ گن عقائد کا اثبات تھا، اسی طرح گزشتہ ایک ڈیڑھ صدی پہلے نجیر پرستوں نے احادیث کی حجت شرعیہ میں مین میکھ نکالی، اس سے بھی ان کا مقصود اپنی نجیر پرستی کا اثبات اور معجزات قرآنی کی من مانی تاویلات تھا۔ نجیر پرستوں کا یہی گروہ اب مستشرقین کی ”تحقیقات نادرہ“ سے متاثر، ساحرانِ مغرب کے افسوس سے مسحور اور شلبد تہذیب کی عشوہ طرازیوں سے مرعوب ہو کر ایک منظم طریقے سے قوم رسولِ ہاشمی کو ان کی تہذیب و معاشرت سے

محروم کرنا اور اسلامی اقدار و روایات سے بیگانہ کر کے تہذیب جدید کے سانچے میں ڈھالنا چاہتا ہے۔ چنانچہ مغربی نو مسلم فاضل علامہ محمد اسد مرحوم لکھتے ہیں:

”آج جب کہ اسلامی ممالک میں مغربی تہذیب کا اثر و نفوذ بہت بڑھ چکا ہے، ہم ان لوگوں کے تعجب انگیز رویے میں، جن کو ”روشن خیال مسلمان“ کہا جاتا ہے، ایک اور سبب پاتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا اور زندگی میں مغربی تہذیب کو اختیار کرنا ناممکن ہے۔ پھر موجودہ مسلمان نسل اس کے لیے تیار ہے کہ ہر مغربی چیز کو عزت کی نگاہ سے دیکھے اور باہر سے آنے والے ہر تمدن کی اس لیے پرستش کرے کہ وہ باہر سے آیا ہے اور طاقتور اور چمک دار ہے۔ مادی اعتبار سے یہ افرنگ پرستی ہی اس بات کا سب سے بڑا سبب ہے کہ آج احادیث رسول اللہ ﷺ اور سنت کا پورا نظام رواج نہیں پا رہا ہے۔ سنت نبوی ان تمام سیاسی افکار کی کھلی اور سخت تردید کرتی ہے جن پر مغربی تمدن کی عمارت کھڑی ہے۔

اس لیے وہ لوگ جن کی نگاہوں کو مغربی تہذیب و تمدن خیرہ کر چکا ہے، وہ اس مشکل سے اپنے کو اس طرح نکالتے ہیں کہ حدیث و سنت کا بالکل یہ کہہ کر انکار کر دیں کہ سنت نبوی کا اتباع مسلمانوں پر ضروری نہیں، کیونکہ اس کی بنیاد ان احادیث پر ہے جو قابل اعتبار نہیں ہیں اور اس مختصر عدالتی فیصلے کے بعد قرآن کریم کی تعلیمات کی تحریف کرنا اور مغربی تہذیب و تمدن کی روح سے انہیں ہم آہنگ کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔“ (اسلام ایٹ دی کراس روڈز، بحوالہ ”اسلامی مزاج و ماحول کی تشکیل و حفاظت میں حدیث کا بنیادی کردار“، ص: ۲۲، طبع ہند، لکھنؤ)

یہی علامہ محمد اسد، سنت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”سنت نبوی ﷺ ہی وہ آہنی ڈھانچہ ہے جس پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے۔ اگر آپ کسی عمارت کا ڈھانچہ ہٹا دیں تو کیا آپ کو اس پر تعجب ہوگا کہ عمارت اس طرح ٹوٹ جائے جس طرح کاغذ کا گھر وندا۔“
”یہ اعلیٰ مقام جو اسلام کو اس حیثیت سے حاصل ہے کہ وہ ایک اخلاقی، عملی، انفرادی اور اجتماعی نظام ہے اس طریقے سے (یعنی حدیث اور اتباع سنت کی ضرورت کے انکار سے) ٹوٹ کر اور بکھر کر رہ جائے گا۔“ (حوالہ مذکور)

ایسے مدعیان اسلام کی بابت جو اتباع رسول سے گریزاں اور حجیت احادیث کے منکر ہیں علامہ فرماتے ہیں:

”ایسے لوگوں کی مثال اس شخص کی ہے جو کسی محل میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس کنجی کو استعمال کرنا نہیں چاہتا جس کے بغیر دروازے کا کھلنا ممکن ہی نہیں۔“

(اسلام ایٹ دی کر اس روڈز بحوالہ ”معارف“ اعظم گڑھ دسمبر ۱۹۳۲ء ص: ۴۲۱)

چند قابل غور و فکر پہلو

1- اللہ کا نازل کردہ دین ایک ہی ہے اور وہ اسلام اور صرف اسلام ہے۔ ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران: ۱۹/۳) ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (آل عمران: ۸۵/۳) اس دین کو اللہ تعالیٰ نے یا اللہ کے رسول نے ”مذہب“ میں تقسیم نہیں فرمایا بلکہ اس ایک دین ہی کو مل کر مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا اور جدا جدا ہونے سے منع فرمایا ہے۔ ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (آل عمران: ۱۰۳/۳) اور اپنے رسول کے ذریعے سے بھی اعلان کروایا۔ ﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾ (الانعام: ۱۵۳/۶)

”یہ میرا سیدھا راستہ ہے تم اسی کی پیروی کرو اور کئی راستوں کے پیچھے مت لگو وہ تمہیں اس سیدھے راستے سے پلٹا دیں گے۔“

2- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر تفرق سے روکا ہے جس کا مطلب فرقوں اور گروہوں میں بٹ جانا ہے۔ علاوہ ازیں نبی ﷺ نے بھی ایک ہی راستے پر چلنے کی تلقین فرمائی ہے اور دوسرے تمام راستوں کو غلط قرار دیا ہے۔ اس اعتبار سے حق کا راستہ ایک ہی ہو سکتا ہے نہ کہ متعدد۔ عقل و نقل کے اعتبار سے متعدد راستے بہ یک وقت کس طرح ”حق“ ہو سکتے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾ (یونس: ۳۲/۱۰) ”حق ایک ہی ہے باقی سب گمراہی۔“

3- یہ دین اسلام یا صراطِ مستقیم کیا ہے؟ اور کہاں ہے؟ یہ بنیادی طور پر دو چیزوں پر مشتمل ہے: ایک قرآن مجید اور دوسری حدیث رسول مقبول ﷺ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

[تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا، كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ] (موطأ امام

مالك، كتاب القدر، حديث: (۳)

”میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں، تم جب تک ان دونوں کو تھامے رہو گے، ہرگز گمراہ نہیں ہو گے“ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری اس کے نبی کی سنت۔“

4- یہ دین سابقہ دینوں کی طرح غیر محفوظ نہیں رہا۔ لیکن چونکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے یہی دین راہ نجات ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا بھی ذمہ لیا اور فرمایا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: ۹۱/۵)

”ہم ہی نے اس ”الذکر“ کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

﴿الذکر﴾ سے مراد قرآن مجید ہے جو محفوظ ہے اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا ہے اور نہ آئندہ ہی ہو سکے گا۔ اور چونکہ حدیث رسول کے بغیر اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ناممکن تھا، اس لیے اس کی حفاظت کے مفہوم میں حدیث کی حفاظت بھی شامل ہے۔ چنانچہ حدیث کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے محدثین کا گروہ پیدا فرمایا جس نے بے مثال کاوش و محنت سے حدیث کی حفاظت کا عظیم الشان کام سرانجام دیا۔

اس لیے اس دین کے مآخذ صرف اور صرف قرآن کریم اور احادیث صحیحہ ہیں البتہ ان کو سمجھنے کے لیے صحابہ کرام کے منہج اور سلف صالحین کی تعبیر و تشریح سے استفادہ ضروری ہے۔

5- ائمہ کرام میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ان کی بات حرف آخر ہے بلکہ اس کے برعکس انہوں نے یہ کہا ہے کہ ان سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ اسی لیے انہوں نے اس امر کی بھی تاکید کی ہے کہ ان کے قول کے مقابلے میں صحیح حدیث آ جائے تو ہماری بات کو چھوڑ دینا اور حدیث پر عمل کرنا۔ علاوہ ازیں خود ان کا بھی کئی باتوں میں رجوع ثابت ہے۔ اور بعض مسائل میں ان کے شاگردوں کی بھی یہ صراحت موجود ہے کہ یہ حدیث ہمارے استاد اور امام کے سامنے نہیں تھی اس لیے انہوں نے اس کے برعکس رائے اختیار کی اگر انہیں یہ حدیث مل جاتی تو وہ یقیناً اپنی رائے سے رجوع کر لیتے۔ ائمہ کے دور میں احادیث کی جمع و تدوین اور ان کی جانچ پرکھ کا وہ کام نہیں ہوا تھا جو کتب ستہ اور دیگر کتابوں کے مؤلفین نے کیا چونکہ ان کے سامنے احادیث کے یہ مجموعے نہیں تھے اس لیے وہ تو اپنی اجتہادی خطا پر معذور بلکہ مأجور ہی ہوں گے۔ لیکن احادیث صحیحہ کے مجموعے مرتب و مدوّن ہو جانے کے بعد حدیث کے مقابلے میں کسی فقہی رائے پر اصرار کرنے کا اور مختلف انداز سے حدیثوں کو مسترد

کرنے کا کیا جواز ہے؟

6- ان ائمہ کے شاگردانِ رشید نے بہت سے مسائل میں دلیل کی بنیاد پر اپنے ائمہ اور اساتذہ سے اختلاف کیا ہے۔ اور اس اختلاف کے باعث کسی نے انہیں قابلِ مذمت نہیں گردانا بلکہ یہ اختلاف ان کی حق گوئی اور علمی قابلیت پر ہی محمول کیا گیا۔ چنانچہ آج بھی اگر دلیل شرعی کی بنا پر کوئی عالم دین ائمہ کرام کی بعض آراء سے اختلاف کرتا ہے تو وہ حق بجانب ہے اور اس کے اس نقطہ نظر کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا جانا چاہیے۔

چند گزارشات سنن اربعہ کے حوالے سے

سنن اربعہ سے مراد سنن ابو داؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں ”صحاحِ سنہ“ کی اصطلاح معروف اور زبان زد عام و خاص ہے۔ اور اس سے حدیث کی چھ کتابیں مراد ہوتی ہیں۔ چار مذکورہ سنن اربعہ اور صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ ان آخری دو کتابوں کو الگ ”صحیحین“ کہا جاتا ہے۔ ان آخرا ل ذکر دونوں کتابوں کی بابت تو اہل سنت کے ہاں یہ بات مسلمہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں صحیح احادیث کے مجموعے ہیں ان میں کوئی بھی روایت سند کے اعتبار سے ضعیف نہیں ہے اسی لیے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ان دونوں کتابوں کی بابت کہا ہے:

[اما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على ان جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع وانهما متواتران الى مصنفيهما وانه كل من يهون امرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين] (حجة الله البالغة: ۱۳۶/۱ طبع المكتبة السلفية، لاہور)

”صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی بابت محدثین کا اتفاق ہے کہ ان میں جتنی بھی متصل مرفوع احادیث ہیں وہ قطعی طور پر صحیح ہیں اور وہ اپنے مصنفین تک متواتر ہیں نیز یہ کہ جو شخص بھی ان دونوں (مجموعہ ہائے حدیث) کی شان گھٹاتا ہے وہ بدعتی ہے اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے کا پیر و کار ہے۔“

البتہ سنن اربعہ کی بابت سب تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں کچھ حصہ ضعیف احادیث کا بھی ہے انہیں ”صحیحین“ کے ساتھ ملا کر جو ”صحاحِ سنہ“ (حدیث کی چھ صحیح کتابیں) کہا جاتا ہے اسکی وجہ ان میں صحاح کی تعداد کا زیادہ ہونا اور ضعاف کا کم ہونا ہے۔ گویا انہیں بہ حیثیت مجموعی صحیح قرار دیا گیا ہے نہ کہ اس اعتبار سے کہ وہ

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی طرح من حیث الکل صحیح ہیں۔ تاہم ”صحاح ستہ“ کی اصطلاح سے عوام میں یہ تاثر ضرور پھیلا کہ یہ چھ کی چھ کتابیں صحیح احادیث کے مجموعے ہیں اور علماء سے تعلق رکھنے والا ایک بہت بڑا طبقہ بھی جو فنِ نقدِ حدیث اور اسماء الرجال سے بالعموم نا آشنا ہے کسی حدیث کا سنن اربعہ میں سے کسی کے اندر ہونے کو صحت کے لیے کافی سمجھتا ہے۔ بالخصوص بحث و جدال میں اس اصطلاح سے خوب فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور ان کتابوں کا حوالہ دے کر ان کی ضعیف احادیث کو بھی صحیح یا در کرایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں خود علماء کی اکثریت کے لیے بھی یہ معلوم کرنا کہ ان میں صحیح کون سی ہے اور ضعیف کون سی نہایت مشکل امر تھا کیونکہ اصول حدیث اور اسماء الرجال میں دسترس کے بغیر یہ فیصلہ کیا ہی نہیں جاسکتا۔ اور علوم حدیث میں اس قسم کی مہارت اور عبور رکھنے والے علماء نہایت اقل قلیل ہوتے ہیں۔

یہ صورت حال عرصہ دراز سے یوں ہی چلی آ رہی تھی کہ اس دور میں محدث عصر اور عظیم محقق علامہ شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1999ء) کو اللہ تعالیٰ نے تجدیدی شان کے ساتھ احادیث کی تحقیق کا مہم بالشان کام کرنے کی توفیق سے نوازا۔ شیخ کی مساعی حسنہ کی بدولت تحقیق حدیث کا یہ کام جو مؤلفین کتب حدیث کے بعد جمود یا تساہل کا شکار چلا آ رہا تھا نئے آہنگ اور نئے عزم کے ساتھ شروع ہوا۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طرف تو اپنے تلامذہ کی ایسی ٹیم تیار کی جو شیخ ہی کی طرح تحقیق حدیث کے محدثانہ ذوق سے بہرہ ور ہے اور دوسری طرف خود بھی نہایت وسیع پیمانے پر تحقیق حدیث کا کام سرانجام دیا جس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے:

ان کی ایک عظیم خدمت حدیث یہ ہے کہ انہوں نے سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق اور چھان پھنگ کر کے ضعیف اور صحیح دونوں قسم کی روایات کی نشاندہی کر دی جس سے اس بات کی وضاحت ہو گئی کہ ان چاروں کتابوں کی حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم کی طرح ساری کی ساری صحیح نہیں ہیں۔ اور کسی حدیث کا محض سنن میں ہونا ہی اس کے مستند ہونے کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ محدثانہ اصول کی روشنی میں ان کی صحت و ضعف کا فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ کر کے اور دو دوصوں میں تقسیم کر کے علماء کو آسانی مہیا فرمادی۔ اب ہر عالم جو تحقیق حدیث کے فن سے آشنائی یا اس میں درک اور تجربہ نہیں رکھتا (اور اکثریت ایسے ہی علماء کی ہے) وہ بھی ان میں موجود روایات سے آگاہی حاصل کر سکتا ہے کہ کون سی روایت صحیح ہے اور کون سی ضعیف؟ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ موقف بھی تھا کہ ”صحاح ستہ“ کی اصطلاح قابل اصلاح ہے وہ فرماتے تھے کہ بخاری و مسلم کو

صحیحین (حدیث کے دو صحیح مجموعے) اور باقی چار کتابوں کو سنن اربعہ کہا جائے اور صحاح ستہ کی اصطلاح ترک کر دی جائے تاکہ لوگ سنن اربعہ کو بھی صحیحین کی طرح صحیح احادیث کا مجموعہ نہ سمجھیں۔ اور ان سب کو کتب ستہ سے تعبیر کیا جائے۔

* دارالسلام کا جذبہ خدمت حدیث اور اس کے لیے ادارے کا شاندار کردار: ان تہیدی گزارشات اور شیخ البانی کی خدمات کے تذکرے کے بعد ضروری ہے کہ ”دارالسلام“ کے ارباب بست و کشاد کے جذبہ خدمت حدیث کا ذکر کیا جائے جن میں برادر عزیز حافظ عبدالعظیم اسد جنرل منبر دارالسلام لاہور اور برادر عظیم مولانا عبدالملک مجاہد ڈائریکٹر جنرل دارالسلام الریاض لاہور رحمہما سب سے نمایاں ہیں۔ دارالسلام نے جب یہ فیصلہ کیا کہ کتب ستہ کو اردو میں از سر نو نئے تراجم اور فوائد کے ساتھ شائع کیا جائے کیونکہ مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ کے تراجم کی زبان کی گہمی کی وجہ سے ایک نئے ترجمہ کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی تو معائنہ کے ذہن میں یہ بھی آیا کہ تحقیق حدیث کا جو ذوق عام ہوا ہے (جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں بیان ہوئی) اس کے پیش نظر سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر ان کو اردو زبان میں شائع کرنا اس ذوق کی نفی ہے جب کہ ضرورت اس ذوق کی نشوونما اور اس کی آبیاری کرنے کی ہے۔ یہ اگرچہ نہایت ٹھنکے کام تھا اور اس کے لیے کثیر وسائل کی ضرورت تھی جس کے لیے عام ناشرین تیار نہیں ہوتے، لیکن دارالسلام کے پیش نظر چونکہ محض تجارت نہیں تھی بلکہ منہج محدثین کے مطابق حدیث کی خدمت اور عوام کی صحیح دینی رہنمائی تھی اس لیے انہوں نے دنیوی نفع نقصان سے بالا ہو کر محض رضائے الہی کی خاطر یہ فیصلہ کیا کہ چاہے اس پر کتنے ہی وسائل صرف ہو جائیں لیکن ہم سنن اربعہ کو ان کی احادیث کی تحقیق کے بغیر شائع نہیں کریں گے۔

چنانچہ جہاں کتب ستہ کے اردو تراجم و فوائد کے لیے مختلف علماء کی خدمات حاصل کی گئیں وہاں سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق کے لیے شیخ زبیر علی زئی (حضر ڈاکٹر) رحمہ اللہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ شیخ زبیر علی زئی عظیم محقق خدمت حدیث کے جذبے سے بہرہ ور، تحقیق حدیث کے ذوق سے آشنا اور فن اسماء الرجال کے ماہر ہیں۔ علوم حدیث پر بھی ان کی نظر گہری ہے اور فقہائے محدثین کی طرح صحیح حدیث کو ضعیف سے امتیز کرنے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں اور اس کام کی اہلیت و صلاحیت بھی۔ چنانچہ دارالسلام کی درخواست پر مولانا موصوف نے سنن اربعہ کی مکمل تحقیق و تخریج کی ہے جو ان شاء اللہ اردو ایڈیشن کے علاوہ عربی اور انگریزی ایڈیشنوں میں بھی شامل ہوگی۔ کتب

ستہ کے عربی اور انگلش ایڈیشن بھی (مع تخریج) دارالسلام کی طرف سے ان شاء اللہ عنقریب اشاعت پذیر ہوں گے۔ اس تحقیق و تخریج میں شیخ زبیر علی زئی نے ہر حدیث پر اپنی تحقیق کے مطابق حکم لگایا ہے کہ وہ صحیح، حسن یا ضعیف ہے۔ صحیح یا حسن ہے تو اس کی تخریج کی ہے یعنی وہ حدیث کتب ستہ میں سے کس کس کتاب میں ہے اور کہاں کہاں ہے؟ بعض جگہ حسب ضرورت دوسری حدیث کی کتابوں کے حوالے بھی ہیں۔ اور اگر روایت ضعیف ہے، تو مختصر اوجہ ضعف بھی بیان کر دی ہے، مثلاً اس میں فلاں راوی مدلس ہے اور اس نے اسے عن کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ایسی حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے، الا یہ کہ تحدیث کی صراحت مل جائے، یا مثلاً اس میں فلاں راوی ضعیف ہے، یا آخر عمر میں وہ سوء حفظ اور اختلاط کا شکار ہو گیا تھا، ایسے راویوں کی بعد الاختلاط کی روایات بھی ضعیف ہوتی ہیں۔

یہ سارا فیصلہ شیخ موصوف نے مکمل طور پر اپنی تحقیق کی بنیاد پر کیا ہے جس میں محنت کے علاوہ امانت و دیانت بھی شامل ہے اور محدثانہ تنقیح و تحقیق میں یہی دو بنیادی عنصر ہوتے ہیں، جگر کاوی و محنت اور امانت و دیانت۔ ایک محدث کے اپنے کوئی ذہنی تحفظات ہوتے ہیں، نہ کوئی فقہی مسلک اور نہ کسی قسم کا حزبی تعصب۔ مدارس دینیہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر رونق افروز علمائے کرام کو بھی یہی زیبا ہے کہ وہ ہر قسم کے ذہنی تحفظات یا حزبی تعصبات کو بالائے طاق رکھ کر محدثانہ شان سے اور علمی امانت و دیانت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے سنت مطہرہ کی خدمت فرمائیں۔

قارئین کرام سے ایک گزارش

ہمارے وہ معزز کرم فرما جن کی نظر سے دارالسلام کی مطبوعہ کتب ستہ (حدیث کی چھ کتابیں) ابو داود ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور صحیح بخاری و صحیح مسلم (گزریں گی) ہماری ان سے گزارش ہے کہ وہ ان کتب کو پڑھتے پڑھاتے وقت سب سے پہلے اپنی نیتوں کو خالص کر لیں، یعنی ان کے دل میں یہ نیت ہو کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی ایک ایک حدیث کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے اور اس کو دوسروں کی رائے کے مقابلے میں ترجیح دینا ہے۔

دوسرے اللہ سے صحیح راستے کی رہنمائی کی دعا کریں، یہ ہم ہر نماز میں پڑھتے بھی ہیں۔ ﴿هُدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ ”اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا“، لیکن ترجمہ نہ جاننے کی وجہ سے اس کا ہمیں صحیح معنوں میں احساس و شعور نہیں ہوتا۔ آپ دل کی گہرائیوں سے یہ دعا کریں، اور خاندانی طور پر یا مخصوص ماحول کے زیر اثر

آپ نے جس مسلک کو اپنایا ہوا ہے اس پر قانع نہ رہیں اور ہدایت کی طلب صادق اپنے دل میں پیدا کریں اور اس کے پانے کی دعا بھی کریں۔

تیسرے یہ کہ اللہ نے آپ کو عقل و فہم سے نوازا ہے اسے آپ جس طرح اپنی دنیا بہتر سے بہتر بنانے کے لیے استعمال کرتے ہیں ہماری استدعاء ہے کہ اپنی آخرت کے سنوارنے کے لیے بھی اسے استعمال کریں۔ آپ دنیا کے اتنے ہی اسباب و وسائل پر قناعت نہیں کرتے جو آپ کو اپنے والدین سے ورثے میں ملتے ہیں بلکہ آپ اپنی محنت اور جدوجہد کے ذریعے سے اس میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس دنیا کے لیے جو عارضی فانی اور چند روزہ ہے اس کے لیے تو آپ شب و روز مصروف رہیں زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کے لیے وقف رکھیں اپنی تمام توانائیاں اس پر صرف کرتے رہیں آپ کی دوستیاں اور دشمنیاں بھی اسی محور پر گھومیں لیکن آخرت کی زندگی جو دائمی ہے جسے فنا اور زوال نہیں اس کی بہتری اور اصلاح کے لیے آپ کے پاس نہ کوئی وقت ہو اور نہ اس کے لیے آپ اپنی عقل و فہم کو استعمال کرنے کی ضرورت ہی محسوس کریں بلکہ انہی مذہبی روایات پر عمل کر لینے کو کافی سمجھتے رہیں جو آپ کو اپنے خاندان یا ماحول سے ورثے میں ملیں۔ یہ عدل و انصاف نہیں ہے اللہ کی دی ہوئی نعمت عقل و فہم کا صحیح استعمال نہیں ہے یہ اپنے نفس پر اور اپنی آل و اولاد پر ظلم ہے۔ آپ اپنے آپ کو بھی اور اپنی آل و اولاد کو بھی اس خسرانِ آخرت سے بچانے کی کوشش کریں جو صراطِ مستقیم سے انحراف کی صورت میں آپ کا مقدر بن سکتا ہے۔ اور اس کا طریقہ وہی ہے جو ہم نے گزشتہ سطور میں بیان کیا ہے۔

* ہمارا طرزِ عمل اور عند اللہ باز پرس کا احساس: جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم بھی مذکورہ باتوں سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اور الحمد للہ ہم اللہ عز و جل کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم نے حدیث کی صحت و ضعف کا فیصلہ کرنے میں کسی حزبی تعصب اور جانب داری کا مظاہرہ نہیں کیا ہے اپنے ذہنی تحفظات کو سامنے نہیں رکھا ہے اور اپنے خاندان اور ماحول کے اثرات کو اس پر اثر انداز نہیں ہونے دیا ہے بلکہ پوری امانت و دیانت سے نقد و تحقیق کے محدثانہ اصول ہی کی روشنی میں احادیث کو جانچا اور پرکھا ہے اور پھر انہی مسائل کا اثبات یا ان کی ارجحیت کا فیصلہ کیا ہے جو احادیث صحیحہ کا اقتضاء ہے۔ احادیث کو توڑ مروڑ کر ان کی دُور از کار تاویل کرنا یا صحیح حدیث کو ضعیف اور ضعیف حدیث کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا یا بلا دلیل کسی حدیث کو ناخ یا منسوخ قرار دینا یہ سب طریقے ہمارے نزدیک دجل و تلہیس اور رکتہ مانِ حق کی ذیل میں آتے ہیں۔ ہم ان سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور قارئین کرام کو بھی پورے اعتماد

اور اذعان سے یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہمارا دامن ان تمام چابک دستیوں سے یکسر پاک ہے۔ محدثانہ اصول کے انطباق میں ہم سے غلطی ہو سکتی ہے، معلومات میں کمی یا عدم رسائی کی وجہ سے غلطی ہو سکتی ہے، فہم و استنباط میں ہم سے غلطی ہو سکتی ہے (اور ان پر متنبہ کرنے والوں کے ہم معنون ہوں گے اور ان شاء اللہ ان غلطیوں کی اصلاح کر دی جائے گی) لیکن ان کوتاہیوں میں الحمد للہ کسی قسم کی بددیانتی کا عنصر شامل نہیں ہے، مسلکی پس منظر کا دخل نہیں ہے کسی اور جذبے اور مفاد کی اس میں کارفرمائی نہیں ہے۔ وَاللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُولُ وَكِیْلٌ۔

چند باتیں تصحیح و طباعت کے حوالے سے

اب صحیحین اور سنن اربعہ کے ترجمہ و فوائد، تصحیح و نظر ثانی اور اشاعت کے بارے میں چند گزارشات۔ جب دار السلام نے کتبِ سنن کے اردو ترجمے کا پروگرام بنایا تو مختلف علماء اور شیوخ الحدیث کو ایک ایک کتاب کے ترجمہ و فوائد کا کام دے دیا گیا، چنانچہ انہوں نے اپنا اپنا کام مکمل کر کے ادارے کے سپرد کر دیا۔ صرف صحیح بخاری کے ترجمہ و فوائد کا کام ابھی جاری ہے اس کی تکمیل اب تک بہ وجوہ نہیں ہو سکی۔ دوسری کتابوں کے طباعتی مراحل کی تکمیل تک امید ہے کہ اس کے ترجمہ و تحشیہ کا کام بھی ان شاء اللہ مکمل ہو جائے گا۔

ان ترجمہ شدہ کتابوں کی کمپوزنگ، ترجمہ و متن کا مقابلہ، فوائد و تراجم میں ترمیم و اصلاح اور اضافہ اور پھر پروف ریڈنگ علاوہ ازیں سنن اربعہ کی حد تک تحقیق و تخریج کی وجہ سے احادیث کی صحت و ضعف کی روشنی میں فوائد میں تبدیلی وغیرہ اور اس طرح کے دیگر بہت سے امور جن سے عام لوگ تو آشنا نہیں ہیں، لیکن طباعت کی دنیا سے آگاہی رکھنے والے ان مراحل کی مشکلات اور درجہ بدرجہ کٹھنائیوں سے باخبر ہیں، بالخصوص جب مقصد صرف دولت کمانا نہ ہو بلکہ اصل مقصد ہر لحاظ سے معیاری کتب عوام کو فراہم کرنا ہو، جیسا کہ دار السلام کا نصب العین (Motto) ہے تو اس راہ کی دشواریوں میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

دار السلام کا یہ عظیم منصوبہ بھی انہی کٹھن مراحل سے گزرا ہے اور ابھی گزر رہا ہے اور اس کی تفصیل بہت لمبی بھی ہے اور صبر آزما بھی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا عبد المالک مجاہد اور حافظ عبد العظیم اسد علیہ السلام کو کہ ان دونوں حضرات نے کمال صبر و ضبط کا ثبوت دیا اور مالی تعاون میں بھی کوئی دریغ نہیں کیا۔ ان کے مثالی تعاون اور

کتاب وسنت کی اشاعت کے جذبہ بے پایاں سے اب اس منصوبے کی تکمیل کا سر و سامان بہم ہونے لگا ہے۔ اور سنن اربعہ میں سے ایک کتاب سنن ابو داود تمام مراحل سے گزر کر قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہے۔ ہم اس توفیق الہی پر بارگاہ الہی میں سجدہ ریز ہیں کہ جو کچھ بھی ہوا ہے اس کے کرم اور توفیق ہی سے ہوا ہے اور آئندہ بھی جو کچھ ہوگا اس کے کرم ہی سے ہوگا۔

ہمارے ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں اس التجا کے لیے پھیلے ہوئے ہیں کہ وہ بقیہ پانچوں کتابوں کی بھی جلد از جلد تکمیل کی توفیق ہمیں عنایت فرمائے اور راستے کی تمام مشکلات کو ہمارے لیے آسان فرمادے۔ قارئین کرام سے بھی خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

چنانچہ ارشاد نبوی: [مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ] (ترمذی، حدیث: ۱۹۵۵) ”جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا، اس نے اللہ کا شکر بھی نہیں کیا۔“ کی روشنی میں مذکورہ دونوں عظیم القدر بھائیوں کا شکر یہ ادا کرنا ضروری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات صبر و ضبط اور ایثار و قربانی کا یہ عظیم مظاہرہ نہ کرتے جو انہوں نے اس عظیم منصوبے کے لیے کیا ہے تو یہ کام بظاہر نہایت مشکل تھا۔ یہ عظیم کام اللہ تعالیٰ نے ان دونوں عظیم بھائیوں کے لیے مقدر کر رکھا تھا جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے ایک صدی کے بعد ان کے نصیب میں رکھ دی۔ بَارَكَ اللَّهُ فِيْ عُمْرِهِمَا وَجُھُوْدِهِمَا وَتَقَبَّلَ اللَّهُ مَسَاعِيَهُمَا آمین۔

للہ سنن ابو داود کے اس ترجمے میں شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی تخریج و تحقیق کے علاوہ ادارے کے حسب ذیل رفقاء گرامی نے تصحیح و پروف ریڈنگ اور ترمیم و اصلاح کے فرائض سرانجام دیے ہیں۔

للہ پروفیسر محمد یحییٰ صاحب جلاپوری رحمہ اللہ، جنہوں نے بطور خاص کتاب الزکوۃ، کتاب البیوع، کتاب الاجارۃ، کتاب الاطعمۃ، کتاب الاقصیۃ اور کتاب الطب پر نظر ثانی فرمائی اور نہایت مفید اضافے فرمائے۔

للہ مولانا سلیم اللہ زمان اور ابوالحسن حافظ عبدالخالق رحمہ اللہ دونوں نے بڑی ذمہ داری اور محنت سے تخریج و تحقیق کی تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کے فرائض سرانجام دیے۔

للہ حافظ محمد آصف اقبال اور مولانا ابو عبد اللہ محمد عبد الجبار رحمہ اللہ دونوں نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے ترجمہ و متن کا مقابلہ کرنے کے علاوہ بہت سے مفید اضافے بھی کیے اور بڑی جاں فشانی سے تصحیح و پروف ریڈنگ کا کام بھی سرانجام دیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

آخر میں راقم الحروف نے پوری کتاب پر نظر ثانی کر کے اور حسب ضرورت اصلاح و ترمیم اور اضافے کر کے اس کو آخری شکل دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم منصوبے کے بقیہ حصوں کی بھی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور جلد از جلد انہیں بھی منظر عام پر لانے کے اسباب و وسائل مہیا فرمائے۔ ویرحمہ اللہ عبد اُ قال آمینا۔

حافظ صلاح الدین یوسف

مدرس: شعبہ تحقیق و تالیف و ترجمہ

دارالسلام 36/B لوئر مال لاہور

۱۳۳۱/۳۰ شاداب کالونی علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور

شعبان ۱۴۲۶ھ - ستمبر ۲۰۰۵ء



مقدمة التحقيق

سنن ابوداود تحقیق و تخریج احادیث کا اسلوب

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ،
وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،
أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرُّ الْأُمُورِ
مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَالَّةٌ۔

اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے ”سنن اربعہ“ (سنن ابوداود سنن ترمذی سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ) کی تحقیق و تخریج کی توفیق بخشی وَالْحَمْدُ لِلَّهِ۔ سنن اربعہ میں سے سنن ابوداود کو اولین حیثیت حاصل ہے۔ اس پر عربی تعلیق و تحقیق ”نَيْلُ الْمَقْصُودِ فِي التَّعْلِيقِ عَلَى سُنَنِ أَبِي دَاوُدَ“ کی تکمیل کے بعد میں نے ”تَلْخِصُ نَيْلِ الْمَقْصُودِ“ کے نام سے اس کا خلاصہ تحقیق و تخریج مع فوائد لکھا۔ یہی خلاصہ مترجم ابوداود میں ”تخریج“ کے عنوان سے شامل ہے۔ [تَلْخِصُ نَيْلِ الْمَقْصُودِ] میں راقم الحروف کے منج و عمل کو جاننے کیلئے درج ذیل نکات کا جاننا ضروری ہے:

⊗ سنن ابوداود میں دو طرح کی حدیثیں ہیں:

(ا) جو صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) یا صحیحین میں سے کسی ایک کتاب میں موجود ہیں۔

(ب) جو صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود نہیں ہیں۔

میری تحقیق میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کی تمام (مرفوع مسند) روایات صحیح ہیں جیسا کہ علمائے امت کا بھی اس بات پر اتفاق ہے۔ دوسری روایات پر میں نے صحت و ضعف کے لحاظ سے حکم لگا دیا ہے۔ مثلاً دیکھیے حدیث

نمبر: ۱- إسناده حسن اور حدیث نمبر: ۳- إسناده ضعيف۔

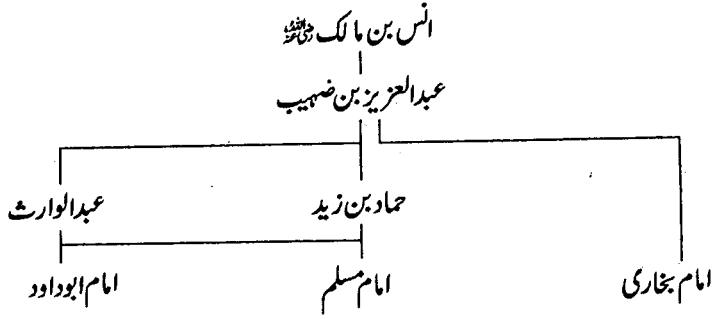
❊ جن روایات پر ضعف کا حکم لگایا گیا ہے وہاں وجہ ضعف بھی مختصر بیان کر دی ہے، مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: 3 کی سند [حدثنا موسى بن اسماعيل حدثنا حماد حدثنا أبو التياح حدثني شيخ قال: لما قدم عبدالله بن عباس البصرة] پر ضعف کا حکم لگانے کے بعد لکھا ہے: [شيخ لم اعرفه] ”شیخ راوی کو میں نے نہیں پہچانا۔“

❊ جس روایت کو حسن یا صحیح قرار دیا گیا ہے اگر اس کی تصحیح و تحسین کسی دوسرے محدث سے ثابت ہے تو اس کا حوالہ دے دیا ہے دیکھیے حدیث نمبر: 1 [إسناده حسن.....] وقال الترمذی: حسن صحيح وصححه ابن خزيمة، حدیث: ۵۰، والحاكم: ۱۳۹/۱، علی شرط مسلم ووافقه الذهبي]

❊ سنن ابوداؤد کی جو روایات صحیحین اور دوسری کتابوں میں موجود ہیں ان کی تخریج میں صرف صحیحین پر اکتفاء کرتے ہوئے عام طور پر صحیحین ہی کا حوالہ دیا ہے، مثلاً: حدیث نمبر: ۵۸، وخرجه مسلم، حالانکہ یہ روایت سنن نسائی (حدیث: ۱۷۰۶) میں بھی موجود ہے۔ کئی مقامات پر صحیحین کے ساتھ سنن اربعہ کے حوالے بھی دیے گئے ہیں، مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: ۷، أخرجه مسلم..... ورواه الترمذی، ح: ۶۱، والنسائی، ح: ۴۱، وابن ماجه، ح: ۳۱۶۔ اور دیکھیے حدیث نمبر: ۹، أخرجه البخاری..... و مسلم..... ورواه الترمذی، ح: ۸، والنسائی، ح: ۲۴-۲۰، وابن ماجه، ح: ۳۱۸۔

❊ أخرجه البخاری، وخرجه مسلم کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ یہ روایت سنن وعن اسی متن کے ساتھ صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ روایت اس سند کے ساتھ مختصر آیا مطولاً صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود ہے۔ اصل متن کا مفہوم ایک ہے الفاظ میں کمی بیشی اور اختلاف ہو سکتا ہے۔

❊ اہل تحقیق کے نزدیک صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح حاصل ہے، لہذا تخریج میں صحیح بخاری کو مقدم کیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر تخریج میں صحیح مسلم کا ذکر اس لیے پہلے آیا ہے کہ ان روایات کی سند کا زیادہ حصہ صحیح مسلم میں ہے۔ مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: ۳، أخرجه مسلم من حديث حماد بن زيد... والبخاری من حديث عبدالعزيز بن صهيب) اسے درج ذیل جدول کے ساتھ سمجھ لیں:



سند مذکور میں امام مسلم، امام ابوداود کے زیادہ قریب ہیں لہذا ان کا ذکر مقدم کیا گیا ہے۔

بعض فوائد حدیثیہ، مثلاً تصریح سماع مدلس وغیرہ کی وجہ سے صحاح ستہ سے باہر کے حوالے بھی دیے ہیں دیکھیے حدیث نمبر: ۱۸، زکریا بن ابی زائدة، صرح بالسماع عند احمد: ۲۷۸/۶۔

امام ابوداود جن راویوں سے روایات لائے ہیں اگر ان کی مطبوع کتاب میں وہ روایت ملی ہے تو اس کا حوالہ دے دیا ہے۔ یعنی سنن ابوداود کے مصادر کی تخریج کا بھی التزام کیا ہے، مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: ۱۲ حدثنا عبد اللہ بن مسلمة عن مالك وهو في الموطأ (رواية يحيى بن يحيى الليثي) ۱۹۳/۱۹۳۔

سنن ابوداود کی جو روایتیں حدیث کی کتابوں میں امام ابوداود کی سند سے موجود ہیں ان کی تخریج ”نبیل المقصود“ میں کر دی گئی ہے اور ”تلخیص نبیل المقصود“ میں عند الضرورت ان روایات کا حوالہ دیا ہے، مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: ۱۱ أخرجه البيهقي (۹۲/۱) من حديث أبي داود به۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ نسخوں کا اختلاف اور سند یا متن کی بعض اغلاط کی تصحیح ہو جاتی ہے۔

مدلسین کے بارے میں دو باتیں مد نظر رہیں:

(۱) جن پر تدلیس کا الزام بالکل باطل ہے، مثلاً: امام بخاری، امام مسلم، ابوقلابہ الحری، مکحول الشامی، زید بن اسلم، جبیر بن نفیر، حماد بن اسامہ وغیرہم، یہ تمام ائمہ و رواۃ طبقہ اولی کے ہیں۔ ان کی معنعن (عن کے لفظ سے بیان کردہ) روایات بغیر کسی قرینہ صارفہ کے سماع پر محمول ہیں۔

(۲) جن پر تدلیس کا الزام ثابت ہے، مثلاً: قتادہ، اعش، سفیان ثوری، ابواسحاق السبعی وغیرہم، ان کی غیر صحیحین میں معنعن روایت عدم سماع وعدم متابعت کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ

فرماتے ہیں: [لَا نَقْبَلُ مِنْ مُدْلِسٍ حَدِيثًا حَتَّى يَقُولَ فِيهِ حَدَّثَنِي أَوْ سَمِعْتُ] (کتاب الرسالة ص: ۳۸۰) یعنی ”ہم مدلس کی صرف وہی حدیث قبول کرتے ہیں جس میں حَدَّثَنِي کے الفاظ ہوں یا تصریح سماع (یا معتبر متابعت) ہو۔“ تدلیس کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول ہی رائج ہے۔ بعض علماء سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، عیسیٰ بن عمار، وغیرہم کی معتن روایات کو صحیح اور حسن بصری، ابوالزبیر و ابواسحاق وغیرہم کی معتن روایات کو ضعیف کہتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ منہج صحیح نہیں ہے بلکہ مدلسین کے بارے میں واضح اور دو ٹوک موقف اختیار کرنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے میرا رسالہ ”التأسیس فی مسئلة التدلیس۔“

✽ جس راوی کی توثیق و تضعیف میں محدثین کرام کا اختلاف ہے وہاں عدم تطبیق اور عدم جمع بین الاقوال کی صورت میں راقم الحروف نے جمہور محدثین کو ہر جگہ ترجیح دی ہے۔

✽ اسماء الرجال کے متساہل ماہرین مثلاً: امام ترمذی، ابن حبان اور حاکم وغیرہم کا اگر کسی راوی کی توثیق پر تفرد الواحد ہے تو ایسے راوی کو مستور و مجہول قرار دیا ہے اگر توثیق کرنے والے دو ہیں مثلاً: امام ترمذی و ابن حبان تو موثق راوی کو حسن الحدیث و صدوق قرار دیا ہے۔

تنبیہ: بعض علماء امام عجل کو متساہل سمجھتے ہیں راقم الحروف کے نزدیک یہ موقف صحیح نہیں ہے بلکہ امام عجل عام محدثین امام احمد اور ابن معین وغیرہم کی طرح معتدل ہیں۔

✽ روایت کی تصحیح و تخمین اس کے ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے مثلاً: نافع بن محمود المقدسی کی حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے حسن یا صحیح قرار دیا ہے لہذا یہ راوی دارقطنی اور بیہقی کے نزدیک ثقہ ہے۔ نیز دیکھیے نصب الراية: ۳۹/۱ و ۲۶۳/۳ و السلسلة الصحيحة: ۱۶/۷۷ حدیث: ۳۰۰۷۔ ایسے راوی کو مجہول یا مستور قرار دینا غلط ہے۔

✽ تصحیح حدیث و تخمین میں شواہد و متابعات کا بھی اعتبار کیا گیا ہے لہذا بعض روایات کو شواہد و متابعات کے ساتھ صحیح اور حسن قرار دیا گیا ہے۔

✽ ان منہجی اصولوں کے باوجود انسان خطا کا پتلا ہے۔ یہاں میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میری جس تحقیق

وخریج میں خطا ثابت ہوئی تو مجھے رجوع کرنے میں تامل نہیں ہوگا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ا
 * راویوں پر جرح و تعدیل میں راقم الحروف نے اسماء الرجال کی اصل کتابوں کی طرف رجوع اور مکمل تحقیق
 کر کے اعدل الاقوال اور راجع قول لکھا ہے اگر کسی سابق محدث کا حوالہ بغیر تنبیہ کے دیا ہے تو اس کا مطلب
 یہ ہے کہ میں اس سے متفق ہوں۔

ابوظہر حافظ زبیر علی زکی

مارچ 2005ء



حالات زندگی امام ابو داود رحمہ اللہ

* نام و نسب: ابو داود سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن ہشام بن عمرو بن عمران۔ یمن کے معروف قبیلہ ازد کی نسبت سے ازدی اور علاقہ سیتان یا بختان کی طرف نسبت سے بختانی یا بختری کہلاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے جد اعلیٰ عمران جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اسی میں قتل ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔

* ولادت و نشو و نما: ۲۰۲ ہجری میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ سن شعور کو پہنچے تو معروف اسلامی انداز و اطوار سے آپ کی تعلیم و تربیت کا مرحلہ طے ہوا۔ اور بقول ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات، آپ ذہانت و فطانت کی وہی صلاحیتوں سے مالا مال تھے۔ پہلے اپنے علاقے کے علماء و اساتذہ سے بھرپور استفادہ کیا۔ اس کے بعد کامل طور پر علم حدیث کی طرف راغب ہو گئے اور علمی مراکز کا رخ کیا۔ عراق، جزیرہ شام، مصر اور حجاز وغیرہ جہاں بھی علمائے حدیث اور مشائخ کے متعلق سنا، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا دامن علم زیادہ سے زیادہ بھرنے کی کوشش کی۔ اور اس مسافرت میں ہر علاقے کی تہذیب و ثقافت سے بھی خوب آگاہ ہوئے۔

* اساتذہ کرام: امام صاحب نے وقت کے عظیم ترین اساطین علم سے استفادہ کیا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ”سنن ابو داود“ وغیرہ میں آپ کے معروف اساتذہ کی تعداد تین سو کے قریب ہے۔ ان میں امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، عثمان بن ابی شیبہ، اسحاق بن راہویہ، ابو الولید طیار، قتیبہ بن سعید اور مسدد بن مسرود وغیرہ رحمہم اللہ کے عظیم الشان نام بہت نمایاں ہیں۔ اور یہ سب امام ابو داود رحمہ اللہ کی سر بلندی اور علمی عظمت و وقار کی شاندار سند ہیں۔

* تلامذہ: حصول علم کے بعد آپ عفوان شباب ہی میں مسند تدریس پر فائز ہو گئے اور ساتھ ساتھ انتخاب احادیث اور تالیف کا عمل بھی شروع کر دیا۔ آپ طرسوس میں تقریباً بیس سال رہے اور وہاں آپ اپنی یہ عظیم کتاب ”السنن“ ترتیب دے چکے تھے۔ ایک زمانہ نے آپ سے احادیث رسول کا درس لیا۔ آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے ائمہ کے نام آتے ہیں۔ آپ کے جلیل القدر شیخ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی آپ سے ایک حدیث لی تھی اور اس پر آپ بہت فخر کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں امام ترمذی، نسائی، ابو عوانہ، اسفرائینی، زکریا ساجی، ابو بشر محمد

بن احمد دولابی، محمد بن نصر مروزی آپ کے وہ معروف شاگرد ہیں جو امت کے امام کہلائے ہیں اور اصحاب تصانیف بھی ہیں۔

* سنن ابوداود کے راوی: ان کے علاوہ وہ حضرات جو سنن ابوداود کے راوی ہونے کی شہرت رکھتے ہیں آپ کے خاص معروف شاگرد ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو اللؤلؤی، ابوبکر محمد بن بکر بن عبدالرزاق بن داسہ التمار، ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد الاعرابی، ابوالحسن علی بن الحسن بن عبدالنصاری، ابواسامہ محمد بن عبدالملک الرواسی، ابوسالم محمد بن سعید الجبلودی اور ابو عمرو احمد بن علی بن حسن البصری رحمہ اللہ

* امام صاحب کا علمی وقار و مرتبہ: درج ذیل واقعہ امام ابوداود رحمہ اللہ کی جلالت علمی اور اس دور کے علمی حلقات میں آپ کی اہمیت کی بہترین دلیل ہے۔ ہوا یہ کہ ۲۵۷ ہجری میں بصرہ میں کچھ ہنگامے پھوٹ پڑے اور ان کا اثر یہ ہوا کہ بصرہ باوجود یکہ ایک پُر رونق تجارتی منڈی اور شاندار علاقہ تھا لوگوں نے وہاں سے کوچ کرنا شروع کر دیا۔ شہر اور منڈی اجڑنے لگی تو اس بڑھتی ہوئی ویرانی کو روکنے کے لیے وہاں کے امیر ابو احمد الموفق نے امام ابوداود رحمہ اللہ کے ساتھ بغداد میں خصوصی ملاقات کی اور درخواست کی کہ آپ بصرہ تشریف لے چلیں اور اسے ہی اپنا وطن بنالیں تاکہ آپ کی وجہ سے طلبہ اور علماء اس شہر کا رخ کریں اور اس علاقہ کی آبادی کا سامان ہو جائے۔ چنانچہ امام صاحب نے امیر بصرہ کی یہ درخواست قبول کر لی اور آپ نے بصرہ کو اپنا مرکز دعوت و تدریس بنالیا تو اس کی رونقیں واپس آنے لگیں۔ یہ واقعہ دلیل ہے کہ بھلے وقتوں میں عوام و امراء اپنے علماء کو اپنے شہروں کی زینت سمجھتے تھے اور ان کا وجود اپنے لیے باعث عزت و برکت گردانتے تھے۔

ایک بار جناب سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ امام صاحب کی زیارت کے لیے آئے۔ آپ نے ان کا بھرپور استقبال کیا اور ان کو عزت و احترام سے نوازا۔ انہوں نے عرض کیا، حضرت الامام! میں آپ کی خدمت میں ایک اہم کام سے آیا ہوں۔ آپ نے پوچھا، فرمائیے؟ کہا کہ پہلے وعدہ فرمائیں کہ حتی الامکان ضرور کریں گے۔ آپ نے وعدہ فرمالیا کہ جہاں تک ہو سکا میں آپ کا کام ضرور کروں گا۔ تو جناب سہل رحمہ اللہ نے عرض کیا حضرت! میں آپ کی اس مبارک زبان کا بوسہ لینا چاہتا ہوں، جس سے آپ احادیث رسول بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ امام صاحب نے اپنی زبان باہر نکالی اور انہوں نے اس کا بوسہ لیا۔

✽ امام ابراہیم حربی رحمہ اللہ نے کہا: امام ابوداود رحمہ اللہ کے لیے حدیث ایسے ہی نرم کردی گئی تھی جیسے کہ سیدنا داود علیہ السلام

کے لیے لوہا۔

✽ جناب موسیٰ بن ہارون رحمہ اللہ نے کہا: امام ابو داود دنیا میں حدیث کے لیے اور آخرت میں جنت کے لیے پیدا کیے گئے تھے اور میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔

✽ جناب احمد بن محمد بن یسین ہروی کہتے ہیں: امام ابو داود اسلام کے ممتاز ترین حفاظ میں سے تھے۔ انہیں علم حدیث اور اس کی اسانید و علل پر کامل عبور حاصل تھا، عبادت، عفت اور اصلاح و تقویٰ میں ان کا درجہ بہت بلند تھا۔ آپ فن حدیث کے ماہر ترین محدثین میں سے تھے۔

✽ امام ابو حاتم بن حبان کا قول ہے: امام ابو داود اپنے علم، فقہ، حفظ، عبادت، ورع و تقویٰ اور پختگی علم میں یگانہ روزگار تھے، انہوں نے احادیث جمع کیں، کتب تصانیف کیں اور سنت رسول کا کامل دفاع کیا۔

✽ امام ابو عبد اللہ بن مندہ کہتے ہیں: وہ ممتاز ائمہ جنہوں نے احادیث کی تخریج کی اور صحیح و خطا میں امتیاز کیا چار ہیں: امام بخاری، امام مسلم اور ان کے بعد امام ابو داود اور نسائی رحمہ اللہ۔

الغرض اس قسم کے دسیوں اقوال ائمہ وقت نے حضرت الامام ابو داود رحمہ اللہ کی مدح و ثنا میں بیان کیے ہیں۔
* اقوال حکمت: امام صاحب کے ذکر جمیل میں بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کے کچھ اقوال بھی نقل کیے ہیں جو یقیناً حکمت بھرے ہیں۔ مثلاً:

✽ [الشَّهْوَةُ الْحَقِيقَةُ حُبُّ الرِّئَاسَةِ] ”سرکاری و سربراہی کی خواہش مخفی شہوات میں سے ہے۔“
✽ [خَيْرُ الْكَلَامِ مَا دَخَلَ الْأُذُنَ بِدُونِ إِذْنٍ] ”بہترین بات وہ ہے جو بلا اجازت ہی کان میں داخل ہو جائے۔“

✽ [مَنْ اقْتَصَرَ عَلَى لِبَاسِ دُونِ وَ مَطْعَمِ دُونِ أَزَاحَ جَسَدِهِ] ”جس نے کمتر سادہ لباس اور کمتر سادہ کھانے پر قناعت کر لی اس نے اپنے جسم کو بہت راحت دی۔“

اس ضمن میں آپ کا وہ مقولہ بھی بڑا حکمت بھرا ہے کہ میں نے اپنی کتاب ”سنن“ میں چار ہزار آٹھ سو احادیث جمع کی ہیں۔ ان میں صحیح اس کے مشابہ اور اس کے قریب درجہ کی روایات ہیں۔ کسی بھی انسان کی دینداری کے لیے ان میں سے صرف چار حدیثیں کافی ہیں:

① اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

⑤ انسان کے بہترین اسلام کی علامت یہ ہے کہ بے مقصد امور کو چھوڑ دے۔
 ⑥ کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔

⑦ حلال واضح ہے اور حرام بھی اور ان کے درمیان بہت سی چیزیں شبہ والی ہیں۔
 * اپنی اولاد کے لیے سماع حدیث کا شوق: امام صاحب جہاں امت کے لیے عظیم داعی اور محدث تھے وہاں اپنی اولاد کے لیے بھی یہی شوق رکھتے تھے۔ اور ہر باپ کی طرح چاہتے تھے کہ یہ مراحل جلد از جلد طے ہوں اور وہ سماع حدیث کی فضیلت حاصل کریں۔ یا قوت حموی نے ابن عساکر سے نقل کیا ہے کہ امام صاحب کے شیخ احمد بن صالح نو عمر مرد بچوں کو اپنی مجلس میں سماع کی اجازت نہ دیا کرتے تھے۔ امام ابو داود رحمہ اللہ کا ایک صاحبزادہ نو عمر تھا اور آپ چاہتے تھے کہ کسی طرح شیخ احمد سے سماع حدیث کا شرف حاصل کر لے۔ تو اس غرض کے لیے آپ نے ایک حیلہ اختیار کیا کہ بچے کے چہرے پر بناوٹی ڈاڑھی لگا دی تاکہ بڑا نظر آئے۔ مگر یہ بات کھل گئی۔ اور پھر دوسرے بڑے بڑے علماء کے سامنے اس بچے کی ذہانت و فطانت واضح بھی ہو گئی مگر شیخ احمد نے مزید سماع کی اجازت نہ دی۔

* جرأت و بے باکی: علمائے حق کی ایک صفت یہ رہی ہے کہ وہ حکام وقت سے بالخصوص کسی طرح مرعوب نہ ہوتے تھے اور حق کا اظہار کر دیا کرتے تھے۔ امیر بصرہ ابو احمد الموفق نے درخواست کی کہ آپ میرے بچوں کو اپنی ”سنن“ کا درس دیں، مگر مجلس ان کے لیے خاص ہو کیونکہ امراء کے بچے عوام کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔ آپ نے پہلی بات تو قبول کی اور دوسری سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ علم کے معاملے میں عوام و خواص سب برابر ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کی عام مجلس میں آتے تھے مگر درمیان میں پردہ ہوتا تھا۔

* وفات: امام ابو داود رحمہ اللہ اپنی زندگی کی تہتر بہاریں دیکھنے کے بعد ۱۵ شوال ۲۷۵ ہجری کو بصرہ میں اپنے رب کے مہمان جا بنے اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ رحمہ اللہ رحمة واسعة۔
 * امام صاحب کی تصنیفی خدمات: آپ نے علم حدیث کی زبانی اشاعت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ جو قلمی ذخیرہ چھوڑا ہے وہ انتہائی وقیع اور قابل قدر ہے۔ درج ذیل کتب آپ کا علمی ورثہ ہیں:

(۱) السنن (۲) مسائل احمد (۳) النسخ والمنسوخ (۴) اجاباتہ عن سؤالات ابی عیید

محمد بن علی بن عثمان الآجری (۵) رسالة فی وصف کتاب السنن (۶) کتاب الزهد (۷) تسمیة الإخوة الذین روی عنهم الحدیث (۸) أسئلة الإمام احمد بن حنبل عن الرواة والثقات (۹) کتاب القدر (۱۰) کتاب البعث والنشور (۱۱) المسائل التي حلف عليها الإمام احمد (۱۲) دلائل النبوة (۱۳) التفرد فی السنن (۱۴) فضائل الأنصار (۱۵) مسند مالک (۱۶) الدعاء (۱۷) ابتداء الوحی (۱۸) أخبار الخوارج (۱۹) ماتفرده أهل الأمصار (۲۰) معرفة الإخوة و الأخوات (۲۱) الآداب الشرعية۔^①



① یہ مضمون جناب ڈاکٹر محمد بن لطفی الصباغ رحمہ اللہ کے مقالہ ”ابو داود‘ حیاتہ و سنتہ“ سے ماخوذ ہے۔ یہ رسالہ مکتب اسلامی بیروت سے طبع شدہ ہے۔

سنن ابوداود اور اس کی امتیازی خصوصیات

✽ تعریف السنن: علمائے حدیث کی اصطلاح میں ”السنن“ اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں احادیث و احکام کتاب الطہارۃ سے لے کر کتاب الوصایا تک فقہی ترتیب سے جمع کی گئی ہوں۔

✽ زمانہ تالیف: امام صاحب تقریباً بیس سال تک طرسوس (جنوبی ترکی) میں مقیم رہے۔ غالباً اسی دور میں آپ نے یہ کتاب تالیف فرمائی ہے۔ اس کی تکمیل کے بعد آپ نے اپنے جلیل القدر شیخ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے اس کی بہت تعریف کی۔ امام احمد رحمہ اللہ کی وفات 241 ہجری میں ہوئی ہے۔

✽ اقوال ائمہ: محمد بن مخلد کا کہنا ہے کہ امام ابوداود نے السنن تالیف کی اور لوگوں پر اس کی قراءت کی تو اہل الحدیث کے ہاں یہ کتاب مصحف کی مانند طلب کی جانے لگی اور اہل زمانہ نے ان کے حفظ و ضبط کا اقرار و اعتراف کیا۔
✽ ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے پاس قرآن مجید کے ساتھ یہ کتاب موجود ہو تو اسے ان کے بعد کسی اور علم کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔

✽ علامہ خطابی کہتے ہیں کہ سنن ابوداود وہ عظیم کتاب ہے کہ علم دین میں اس جیسی اور کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی اور اسے لوگوں میں انتہائی مقبولیت حاصل ہوئی ہے، بلکہ علماء و فقہاء کے علمی حلقات میں یہ علامت امتیاز ٹھہری ہے اور ہر طبقے کے علماء اس سے فیض یاب ہیں۔ اہل عراق، مصر، مغرب اور اکثر اسلامی ممالک میں اس کی شہرت مسلم ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم کا مقام بجا) مگر سنن ابوداود کا بھی اپنی شاندار ترتیب اور فقہی مسائل کے احاطہ کے اعتبار سے ایک خاص مقام ہے۔

✽ اور بقول علامہ سبکی فقہائے کرام سنن ابوداود اور ترمذی کیلئے لفظ ”الصحيح“ بلا جھجک استعمال کرتے ہیں۔^①
✽ امام صاحب نے اپنی کتاب کے متعلق بیان کیا ہے کہ اس میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جس کے ترک پر علماء کا اجماع ہو یا بالفاظ دیگر اس میں کسی ایسے راوی کی حدیث نہیں ہے جو متروک الحدیث ہو۔^②

① امام صاحب نے اپنی تحقیق کے مطابق اپنی اس رائے کا اظہار فرمایا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ واقعاً ایسا ہی ہو۔ کیونکہ تحقیق

سنن ابو داود ————— سنن ابی داود اور اس کی امتیازی خصوصیات

④ حافظ ابوالطاہر السلفی نے اپنی سند سے حسن بن محمد بن ابراہیم سے ان کا ایک خواب نقل کیا ہے کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص سنن پر عمل کرنا چاہتا ہے وہ سنن ابوداود پڑھے۔

* احادیث سنن ابوداود باعتبار درجات : امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ سنن ابوداود کی احادیث چھ مراتب پر ہیں :

- ① سب سے اعلیٰ وہ ہیں جو صحیحین (بخاری و مسلم) میں روایت کی گئی ہیں اور یہ تقریباً آدھی کتاب کے برابر ہیں۔
- ② وہ احادیث جو صحیحین میں سے کسی ایک میں ہیں اور دوسری میں نہیں۔
- ③ وہ احادیث جو ان دونوں نے بیان نہیں کی ہیں مگر سند کے اعتبار سے جید (عمدہ) ہیں۔ ان میں کوئی شذوذ اور علت خفیہ نہیں ہے۔

④ وہ احادیث جن کی اسانید صالح (بہتر) ہیں اور علماء نے انہیں قبول کیا ہے اس طور پر کہ وہ کم از کم دو اسانید سے مروی ہوں، خواہ وہ ضعیف ہی ہوں۔

⑤ وہ روایات جنہیں ضعیف قرار دیا گیا ہے کہ ان کے راوی اپنے حفظ و ضبط میں کمزور تھے۔ اس نوع پر امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ بالعموم سکوت اختیار کرتے ہیں۔

⑥ اور وہ روایات جو واضح طور پر بہت ہی ضعیف ہیں، اس قسم پر امام صاحب خاموش نہیں رہتے بلکہ اس کے ضعف کی صراحت کر دیتے ہیں اور جہاں کہیں روایت اپنے ضعف میں مشہور ہو تو یہ خاموش بھی رہتے ہیں۔

* ضعیف احادیث بیان کرنے کی وجہ : اس بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ امام صاحب نے اپنی کتاب میں وہ تمام روایات جمع کرنے کی کوشش کی ہے جو علمائے مذاہب کی دلیل ہیں، قطع نظر اس سے کہ وہ صحیح ہے یا ضعیف۔ اس بارے میں انہوں نے اسانید کا ذکر کر کے اہل نظر کو دعوتِ فکر دی ہے کہ خود تقابل کریں۔

⑦ دوسری وجہ یہ ہے کہ جب کسی مسئلے میں صحیح حدیث وارد نہ ہو تو وہ ضعیف بیان کر دیتے ہیں اور بقول بعض : لوگوں کی رائے اور قیاس کے مقابلے میں ضعیف حدیث بہر حال بہتر ہوتی ہے۔

⑧ یا اگر روایت انتہائی ضعیف ہو تو وہ طلبہ کو متنبہ کرنے کے لیے اسے درج کر دیتے ہیں کہ اس سے خبردار رہنا، یہ

« احادیث کے بعد سنن ابوداود میں کچھ احادیث ضعیف بھی پائی گئی ہیں۔ تاہم اس سے امام ابوداود اور ان کی سنن ابوداود کی ثقاہت پر اثر نہیں پڑتا۔ (ص ۱) »

روایت اپنی سند وغیرہ کے اعتبار سے قابل حجت نہیں ہے۔

* ضعیف حدیث پر عمل کا مسئلہ: فقہائے امت میں یہ مسئلہ ایک بڑا معرکہ آرا مسئلہ ہے۔ تفصیلات کے لیے مطولات کی طرف رجوع کیا جانا چاہیے۔ مختصراً ”الھلہ فی ذکر الصحاح السنۃ“ میں ہے کہ احکام شریعت میں حجت صرف اور صرف خبر صحیح ہی ہے اور اس پر پکا جماع ہے یا اس کے ساتھ علماء کے نزدیک حسن لذاتہ بھی ملحق ہے اس کا مرتبہ اگرچہ صحیح سے کم ہے لیکن مقبول ہے اور ضعیف حدیث جو کثرت طرق سے حسن لغیرہ کے درجے کو پہنچ جائے وہ بھی قابل احتجاج ہوتی ہے۔ اور یہ قول جو مشہور ہے کہ ”ضعیف حدیث فضائل اعمال میں مقبول ہے“ اس سے مراد مفردات (یعنی کسی ایک سند سے مروی احادیث) ہیں نہ کہ مجموعات (یعنی متعدد طرق سے مروی احادیث) کیونکہ مجموعی طرق کے باعث یہ درجہ حسن میں داخل ہو جاتی ہے ضعیف نہیں رہتی۔ اور ائمہ نے اس کی تصریح کی ہے۔^①

بعض نے کہا کہ ضعف حدیث کا باعث اگر راوی کے حفظ کی خرابی یا اختلاط یا تدلیس ہو اور راوی بذاتہ صادق اور متدین ہو تو ایسا ضعف تعدد طرق سے دور ہو جاتا ہے، لیکن اگر ضعف کا سبب جھوٹ کی تہمت، شذوذ یا فحش الغلط ہو تو کثرت اسانید سے یہ عیب دور نہیں ہوتا اور ایسی روایت ضعیف ہی رہتی ہے لیکن فضائل اعمال میں قبول کر لی جاتی ہے نہ کہ احکام یا حلال و حرام میں۔ محدثین کے اس قول کے یہی معنی ہیں جو انہوں نے کہا کہ ”ضعیف روایت کا دوسری ضعیف سے ملنا اسے کوئی فائدہ نہیں دیتا۔“ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مقدمہ مشکوٰۃ)

امام نووی رحمہ اللہ ”الاذکار“ میں لکھتے ہیں: فقہاء و محدثین نے کہا ہے کہ فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب میں ضعیف حدیث ذکر کرنا جائز ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہو۔ لیکن احکام یعنی حلال و حرام اور معاملات میں صحیح اور حسن حدیث ہی قابل عمل ہے الا یہ کہ کوئی معاملہ احتیاطی ہو۔ مثلاً کچھ ضعیف روایات میں چند بیوع یا نکاح کی بعض مکروہ صورتیں بیان ہوئی ہیں تو مستحب یہ ہے کہ ان سے بچا جائے، لیکن واجب نہیں ہے۔

اور ابن العربی مالکی نے اس قاعدہ کے خلاف کہا ہے کہ ”ضعیف حدیث قطعاً قابل عمل ہے۔“ شیخ سخاوی نے ”القول البدیع“ میں لکھا ہے کہ ”میں نے اپنے شیخ ابن حجر رحمہ اللہ سے بارہا سنا، فرماتے تھے کہ ضعیف حدیث پر

① لیکن ایسا تب ہی ہوتا ہے جب متعدد طرق میں ضعف خفیف ہو۔ اگر سب میں ضعف شدید ہو، مثلاً ہر طریق میں کوئی نہ کوئی راوی کذاب و ضاع، مترک اور فاش غلطیاں کرنے والا وغیرہ ہو تو اس قسم کے شدید ضعف کی حامل روایات کا مجموعہ کسی حدیث کو قابل قبول نہیں بنا سکے گا، بلکہ وہ روایت ضعیف اور ناقابل عمل ہی رہے گی۔ (عسّی)

عمل کی تین شرطیں ہیں:

- ⊙ پہلی شرط متفق علیہ ہے کہ ضعف شدید نہ ہو۔ یعنی کوئی راوی کذاب، متہم بالکذب اور فحش الغلط قسم کا نہ ہو۔
- ⊙ دوسری شرط یہ ہے کہ یہ حکم کسی عام معروف شرعی قاعدہ کے تحت آتا ہو۔ اس طرح اس روایت کی حیثیت تخریج و استنباط کی ہوگی نہ کہ اصل الاصول کی۔

⊙ تیسری شرط یہ ہے کہ اس پر عمل کرتے ہوئے اس کے قطعی ثبوت کا اعتقاد نہ ہو تا کہ نبی ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے نہیں فرمائی۔

یہ آخری دو شرطیں شیخ ابن عبدالسلام اور ابن دقیق العید کی بیان کی ہوئی ہیں اور پہلی پر امام غزالی نے بھی اتفاق ذکر کیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب کوئی صحیح حدیث نہ ملے تو ضعیف پر عمل کر لیا جائے۔ ان کے ایک دوسرے بیان میں یوں ہے: ”ہمارے نزدیک ضعیف حدیث لوگوں کی رائے سے زیادہ محبوب ہے۔“

علامہ ابن القیم ”اعلام الموقعین“ میں کہتے ہیں کہ ”امام احمد رحمہ اللہ کے اصولوں میں سے چوتھا اصول یہ ہے کہ جب کسی مسئلے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہ ہو تو مرسل اور ضعیف حدیث قبول کر لی جائے۔ اور یہی قسم قیاس پر رائج ہے۔ اور اس ضعیف سے مراد وہ ضعیف نہیں جو بالکل باطل یا منکر ہو یا اس کا راوی متہم ہو کہ اس کی طرف رجوع کرنا کسی طرح بھی جائز نہ ہو۔ امام موصوف کے نزدیک ضعیف حدیث پر عمل گویا صحیح یا حسن حدیث کی ایک قسم پر عمل ہے۔ ان کے نزدیک حدیث کی دو قسمیں ہیں صحیح اور ضعیف اور ضعیف کے ان کے ہاں کئی مراتب ہیں۔ اگر اس باب میں کوئی روایت نہ ملے یا صحابی کا قول یا اجماع امت ثابت نہ ہو جس سے اس ضعیف روایت کی تردید ہوتی ہو تو ان کے نزدیک اس پر عمل کرنا قیاس سے بہتر ہوتا ہے اور تقریباً تمام ائمہ ان کے اس قاعدہ میں مؤید و موافق ہیں سب ہی نے ضعیف حدیث کو قیاس پر ترجیح دی ہے۔“

(اقتباس از الحطّٰی فی ذکر الصحاح السنۃ، نواب صدیق حسن خان، باب ثالث، فصل ثانی)

* سنن ابوداود کے امتیازات: کتاب فقہی ابواب پر مرتب ہے۔ ابواب کے عناوین مختصر جامع اور واضح ہیں۔

⊙ احادیث بالعموم دو یا زیادہ اسانید سے بیان کی ہیں اور ہر سند میں کوئی دقیق نکتہ یا ایسے خاص الفاظ ہوتے ہیں جو علماء و فقہاء کے لیے اضافہ و افادہ علمی کے حامل ہوتے ہیں اور ان سے احکام و مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔

⊙ اختصار کے پیش نظر دوسری سند میں بالعموم ”بمعناہ یا مثله“ وغیرہ کے الفاظ لاتے ہیں۔

سنن ابو داود

❖ رواۃ حدیث میں جہاں کسی کے تعارف و تعیین اور اشتباہ کو دور کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں وہاں راویوں کا مختصر تعارف کراتے ہیں۔

❖ ایسے ہی غیر معروف مقامات کا تعارف بھی کراتے ہیں۔

❖ مشکل الفاظ کے معانی موقع بموقع بیان کیے گئے ہیں۔

❖ حسب ضرورت حدیث کا پس منظر بھی بتایا گیا ہے۔

❖ اہم اسنادی فوائد کے ضمن میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث مسلسل ہے یا یہ حدیث اہل شام کی ہے یا اہل بصرہ اس میں متفرد ہیں وغیرہ۔

❖ اہم مسائل میں، فقہی اختیارات میں صحابہ و تابعین اور دیگر ائمہ کے نام شمار کرتے ہیں۔

❖ انتہائی ضعیف احادیث کی صراحت کرتے ہیں۔

❖ اور جن پر کوئی کلام ہے اور یہ خاموش رہتے ہیں تو وہ حدیث بالعموم ان کے نزدیک قابل عمل ہوتی ہے۔

سنن ابوداؤد کی شروحات: اس مبارک کتاب کی علمائے امت نے بہت خدمت کی ہے۔ کچھ شروحات مطبوع اور متداول ہیں اور بہت سی مخطوط صورت میں عالمی مکتبات میں محفوظ ہیں۔ مثلاً:

۱- معالم السنن: تالیف ابوسلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب البستی الخطابی، وفات: ۳۸۸ ہجری، یہ حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت سے خطاب کیا جاتا ہے۔

۲- مختصر سنن ابی داؤد: تالیف امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری، وفات: ۶۵۶ ہجری، اس کتاب میں اسانید کو حذف کر دیا گیا ہے اور باقی کتب خمسہ سے اس کی تخریج کی گئی ہے اور مختصر فوائد بھی لکھے گئے ہیں۔

۳- تہذیب ابن القیم: تالیف امام محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد الزرعی دمشقی المعروف بہ ابن قیم الجوزی، وفات: ۷۵۱ ہجری۔ یہ سنن ابوداؤد پر ایک عمدہ حاشیہ ہے، اس میں حسب ضرورت نادر حدیثی و فقہی مباحث کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

۴- عون المعبود شرح سنن ابی داؤد: تالیف علامہ الشیخ شمس الحق عظیم آبادی، وفات: ۱۹۱۱ء۔ یہ حقیقت میں ان کی تفصیلی شرح غایۃ المقصود فی حل ابی داؤد کا خلاصہ ہے جو افسوس کہ مکمل نہ ہو سکی۔ غایۃ المقصود کا

سنن ابو داود _____ سنن ابی داود اور اس کی امتیازی خصوصیات

ابتدائی کچھ حصہ طبع ہوا تھا۔ اب اس کے کچھ اور قلمی حصے ”خدا بخش لائبریری“ پٹنہ (بھارت) سے ملے ہیں، سنا ہے کہ وہ چھپ گئے ہیں۔ یہ شروع فکر اصحاب الحدیث کی بہترین ترجمان ہیں۔

۵۔ بذل المجہود فی حل ابی داود: اس میں مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابو داود کو بڑی خوبی کے ساتھ حل کیا ہے اور مختلف فیہ مسائل میں علمائے احناف کا موقف تفصیل سے بیان کیا ہے۔

۶۔ المنہل العذب المورود شرح سنن ابی داود: تالیف الشیخ محمود محمد خطاب السبکی المصری۔ ابتدائی حصے شیخ موصوف نے تالیف کیے۔ بعد میں ان کے صاحبزادے جناب امین محمود خطاب نے کچھ حصے تحریر کیے۔ کتاب مصر میں طبع ہوئی ہے۔

۷۔ درجات مرقاة الصعود إلی سنن ابی داود: تالیف شیخ علی بن سلیمان دنتی باجمعی۔ یہ دراصل امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح ”مرقاة الصعود الی سنن ابی داود“ کی تلخیص ہے جو ۱۲۹۸ ہجری میں مصر میں طبع ہوئی تھی۔

۸۔ اردو ترجمہ: از علامہ نواب وحید الزمان خان رحمۃ اللہ علیہ۔

۹۔ اردو ترجمہ: از مولانا خورشید حسن قاسمی (دیوبند)۔

◎ علاوہ ازیں درج ذیل شروع کا تذکرہ بھی ملتا ہے ان میں سے کچھ عالمی مکتبات میں مختلف مقامات پر محفوظ ہیں:

۱۔ عیالہ العالم من کتاب المعالم: تالیف حافظ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابراہیم المقدسی، وفات: 765 ہجری، یہ عالم السنن (خطابی) کا اختصار ہے۔

۲۔ انتحاء السنن واقتفاء السنن: یہ حافظ شہاب الدین احمد کی تالیف ہے جن کا اوپر ذکر ہوا۔

۳۔ شرح الامام نووی: ناقص رہی۔

۴۔ العدة المودود فی حواشی سنن ابی داود: حافظ منذری۔

۵۔ شرح السنن: شہاب الدین احمد بن حسین بن ارسلان الرملی، وفات: ۸۴۴ ہجری۔

۶۔ شرح السنن: قطب الدین ابوبکر احمد بن دین البیہقی الشافعی، وفات: ۵۲۲ ہجری۔

۷۔ شرح السنن: الشیخ مغلطائی بن قلیچ، وفات: ۶۲۰ ہجری (ناقص)

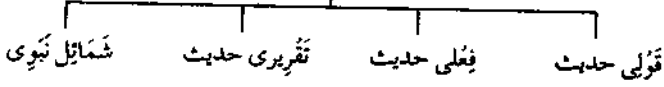
۸۔ شرح السنن: الشیخ عمر بن ارسلان بن نصر البقینی، وفات: ۸۰۵ ہجری۔

سنن ابو داود _____ سنن ابی داود اور اس کی امتیازی خصوصیات

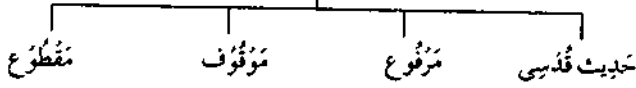
- ۹- شرح السنن : امام ابو زرہ العراقی ولی الدین احمد بن ابراہیم وفات: ۸۲۶ ہجری۔
- ۱۰- شرح السنن : الشیخ العلامہ محمود بن احمد العینی الحنفی وفات: ۸۵۵ ہجری (ناقص)
- ۱۱- فتح الودود علی سنن ابی داود: علامہ ابوالحسن محمد بن عبدالہادی السندی وفات: ۱۱۳۸ ہجری۔
- ۱۲- مختصر محمد بن الحسن بن علی البلخی: یہ ساتویں ہجری کے علماء میں سے ہیں۔
- ۱۳- آیات قرآنیہ : الشیخ زکریا ساجی نے ایسی تمام آیات قرآنیہ جمع کی ہیں جو احادیث کے موافق ہیں۔
وفات: ۳۰۷ ہجری
- ۱۴- تسمیۃ شیوخ ابی داود: شیخ ابوعلی حسین بن محمد بن احمد الجبائی وفات: ۳۹۸ ہجری۔
- ۱۵- زوائد السنن علی الصحیحین: شیخ سراج الدین عمر بن علی السلقن الشافعی وفات: ۸۰۴ ہجری یہ کتاب ان زوائد کی شرح ہے۔



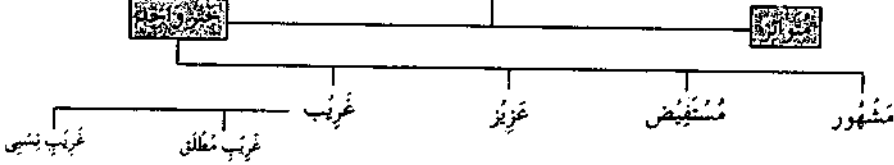
حدیث کی اقسام



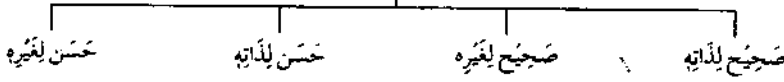
حدیث کی اقسام ————— نسبت کے اعتبار سے



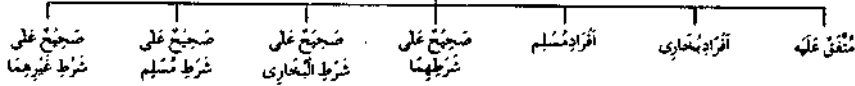
حدیث کی اقسام ————— راویوں کی تعداد کے اعتبار سے



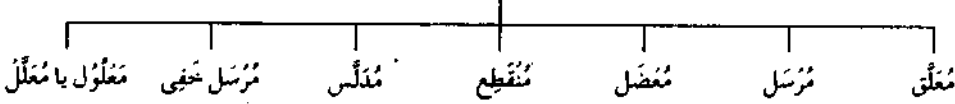
مقبول حدیث کی اقسام



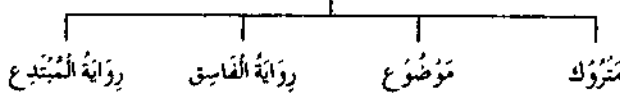
مقبول حدیث کے درجات



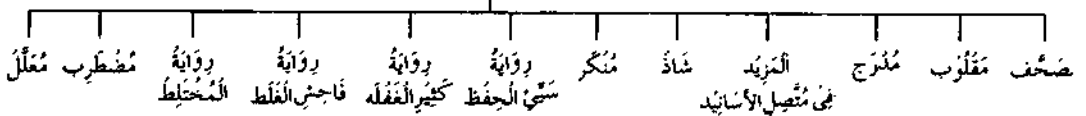
① مردود حدیث کی اقسام ————— انقطاع سند کے اعتبار سے



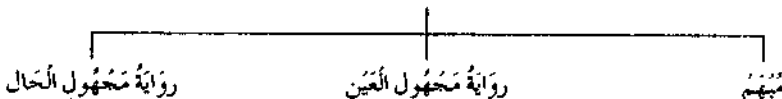
② مردود حدیث کی اقسام ————— راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے



③ مردود حدیث کی اقسام ————— راوی کے ضابط نہ ہونے کی وجہ سے



④ مردود حدیث کی اقسام ————— راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے



اصطلاحاتِ محدثین

* حدیث کی تعریف: رسول اللہ ﷺ سے متعلق راویوں کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو بعض دفعہ سنت، خبر اور اثر بھی کہا جاتا ہے۔

* بنیادی اقسام:

❁ قَوْلِي حَدِيثٌ : وہ حدیث جس میں آپ کا فرمان مذکور ہو۔

❁ فِعْلِي حَدِيثٌ : وہ حدیث جس میں آپ کا فعل مذکور ہو۔

❁ تَقْرِيرِي حَدِيثٌ : وہ حدیث جس میں آپ کا کسی بات پر خاموش رہنا مذکور ہو۔

❁ شَمَائِلِ نَبَوِي : وہ احادیث جن میں آپ کے عادات و اخلاق یا بدنی اوصاف مذکور ہوں۔

نوٹ: کسی حدیث کی اصل عبارت ”مَتْنُ“ کہلاتی ہے۔ متن سے پہلے راویوں کے سلسلے کو سند کہتے ہیں۔ سند کا کوئی راوی حذف نہ ہو تو وہ ”مُتَّصِلُ“ ہوتی ہے ورنہ ”مُنْقَطِعُ۔“

* نسبت کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

❁ حَدِيثٌ قُدْسِي : اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان جسے نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو راویوں کے ذریعے سے ہم تک پہنچا ہو اور قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔

❁ مَرْفُوعٌ : وہ حدیث جس میں کسی قول، فعل یا تقریر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

❁ مَوْقُوفٌ : وہ حدیث جس میں کسی قول، فعل یا تقریر کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

❁ مَقْطُوعٌ : وہ حدیث جس میں کسی قول یا فعل کو تابعی یا تبع تابعی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

* راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

❁ مُتَوَاتِرٌ : وہ حدیث جس میں تو اثر کی چار شرطیں پائی جائیں:

(۱) اسے راویوں کی بڑی تعداد روایت کرے۔

(ج) انسانی عقل و عادت ان کے جھوٹا ہونے کو محال سمجھے۔

(ح) یہ کثرت عہد نبوت سے لے کر صاحب کتاب محدث کے زمانے تک سند کے ہر طبقے میں پائی جائے۔

(د) حدیث کا تعلق انسانی مشاہدے یا سماعت سے ہو۔

نوٹ: راویوں کی جماعت جس نے ایک استاد یا زیادہ اساتذہ سے حدیث کا سماع کیا ہو ”طبقہ“ کہلاتی ہے۔

✽ فَخْبَرٌ وَاحِدٌ : وہ حدیث جس میں متواتر حدیث کی شرطیں جمع نہ ہوں۔ اس کی چار قسمیں ہیں:

✽ مَشْهُورٌ : وہ حدیث جس کے راویوں کی تعداد ہر طبقے میں دو سے زیادہ ہو مگر یکساں نہ ہو مثلاً کسی طبقے میں

تین، کسی میں چار اور کسی میں پانچ راوی اسے بیان کرتے ہوں۔

✽ مُسْتَفِيضٌ : وہ حدیث جس کے راوی ہر طبقے میں دو سے زیادہ اور یکساں تعداد میں ہوں یا سند کے اول و

آخر میں ان کی تعداد یکساں ہو۔

✽ عَزِيزٌ : وہ حدیث جس کے راوی کسی طبقے میں صرف دو ہوں۔

✽ غَرِيبٌ : وہ حدیث جسے بیان کرنے والا کسی زمانے میں صرف ایک راوی ہو۔ اگر وہ صحابی یا تابعی ہے تو

اسے غَرِيبٌ مُطْلَقٌ کہیں گے اور اگر کوئی اور راوی ہے تو اسے غَرِيبٌ نِسْبِيٌّ کہیں گے۔

نوٹ: مذکورہ بالا اقسام میں سے متواتر حدیث علم الباقین کی حد تک سچی ہوتی ہے۔ باقی اقسام مقبول یا مردود ہو سکتی ہیں۔

✽ قَبُولٌ وَرَدٌّ کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

✽ مَقْبُولٌ : وہ حدیث جو واجب العمل ہو۔

✽ مَرْدُودٌ : وہ حدیث جو مقبول نہ ہو۔

✽ مقبول حدیث کی اقسام و درجات (شرائط قبولیت کے اعتبار سے):

① صَحِيحٌ لِدَايَةِ ② صَحِيحٌ لِعَبْرَةٍ ③ حَسَنٌ لِدَايَةِ ④ حَسَنٌ لِعَبْرَةٍ

✽ صَحِيحٌ لِدَايَةِ : وہ حدیث جس میں صحت کی پانچ شرطیں پائی جائیں:

(ا) اس کی سند متصل ہو، یعنی ہر راوی نے اسے اپنے استاد سے اخذ کیا ہو۔

(ب) اس کا ہر راوی عادل ہو، یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو، صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو، شائستہ طبیعت کا

مالک اور بااخلاق ہو۔

(ج) وہ کَامِلُ الضَّبْطِ ہو یعنی حدیث کو تحریر یا حافظے کے ذریعے سے کما حقہ محفوظ کرے اور آگے پہنچائے۔

(9) وہ حدیث شاذ نہ ہو (ہ) معلول نہ ہو۔ (شاذ اور معلول کی وضاحت آگے آرہی ہے۔)

⊗ حَسَنٌ لِذَاتِهِ: وہ حدیث جس کے بعض راوی صحیح حدیث کے راویوں کی نسبت خَفِيفُ الضَّبْطِ (ہلکے ضبط والے) ہوں باقی شرطیں وہی ہوں۔

نوٹ: حَسَنٌ لِذَاتِهِ کا درجہ صَحِيحٌ لِغَيْرِهِ کے بعد ہے مگر تعریفات کو آسان تر کرنے کیلئے ترتیب بدلی گئی ہے۔
⊗ صَحِيحٌ لِغَيْرِهِ: جب حسن حدیث کی ایک سے زائد سندیں ہوں تو وہ حسن کے درجے سے ترقی کر کے صحیح کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ اسے صحیح لغیرہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے غیر (دوسری سندوں) کی وجہ سے درجہ صحت کو پہنچی۔

⊗ حَسَنٌ لِغَيْرِهِ: وہ حدیث جس کی متعدد سندیں ہوں ہر سند میں معمولی ضعف ہو مگر متعدد سندوں سے اس ضعف کی تلافی ہو جائے تو وہ حسن لغیرہ کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔

* صحیح حدیث کی اقسام و درجات (کتب حدیث میں پائے جانے کے اعتبار سے):

⊗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: وہ حدیث جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں پائی جائے، متفق علیہ کہلاتی ہے اور صحت کے سب سے اعلیٰ درجہ پر ہوتی ہے۔

⊗ أَفْرَادٌ بُخَارِي: ہر وہ حدیث جو صحیح بخاری میں پائی جائے صحیح مسلم میں نہ پائی جائے۔

⊗ أَفْرَادٌ مُسْلِمٍ: ہر وہ حدیث جو صحیح مسلم میں پائی جائے صحیح بخاری میں نہ پائی جائے۔

⊗ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِہِمَا: وہ حدیث جو صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں میں نہ پائی جائے لیکن دونوں ائمہ کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔

⊗ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِي: وہ حدیث جو امام بخاری کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح بخاری میں موجود نہ ہو۔

⊗ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ: وہ حدیث جو امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح مسلم میں موجود نہ ہو۔

⊗ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ غَيْرِہِمَا: وہ حدیث جو امام بخاری و امام مسلم کے علاوہ دیگر محدثین کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔

* مردود حدیث کی اقسام انقطاع سند کی وجہ سے:

⊗ مُعْلَق: وہ حدیث جس کی سند کا ابتدائی حصہ یا ساری سند ہی (عمداً) حذف کر دی گئی ہو۔

⊗ مُرْسَل: وہ حدیث جسے تابعی بلا واسطہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرے۔

⊗ مُعْضَل: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے دو یا دو سے زیادہ راوی اکٹھے حذف ہوں۔

⊗ مُنْقَطِع: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے ایک یا ایک سے زائد راوی مختلف مقامات سے حذف ہوں۔

⊗ مُذَلَّس: وہ حدیث جس کا راوی کسی وجہ سے اپنے استاد یا استاد کے استاد کا نام (یا تعارف) چھپائے لیکن

سننے والوں کو یہ تاثر دے کہ میں نے ایسا نہیں کیا، سند متصل ہی ہے حالانکہ اس سند میں راویوں کی ملاقات

اور سماع تو ثابت ہوتا ہے مگر متعلقہ روایت کا سماع نہیں ہوتا۔

⊗ مُرْسَل خَفِی: وہ حدیث جس کا راوی اپنے لیے ہم عصر سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ثابت نہ ہو۔

⊗ مَعْلُول یا مُعْلَل: وہ حدیث جو بظاہر مقبول معلوم ہوتی ہو لیکن اس میں ایسی پوشیدہ علت یا عیب پایا جائے جو

اسے غیر مقبول بنادے۔ ان عیوب و علل کا پتہ چلانا ماہرین فن ہی کا کام ہے، ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔

* مردود حدیث کی اقسام راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے:

⊗ رِوَايَةُ الْمُتَّبِعِ: وہ حدیث جس کا راوی بدعت مقلد کا قائل و فاعل ہو لیکن اگر راوی کی بدعت، مکفرہ نہ

ہو اور وہ عادل و ضابط بھی ہو تو پھر اس کی روایت معتبر ہوگی۔ یاد رہے بدعت مقلدہ (کافر بنانے والی بدعت)

سے ارتداد لازم آتا ہے۔

⊗ رِوَايَةُ الْفَاسِقِ: وہ حدیث جس کا راوی کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو لیکن حد کفر کو نہ پہنچے۔

⊗ مَتْرُوك: وہ حدیث جس کا راوی عام بول چال میں جھوٹ بولتا ہو اور محدثین نے اس کی روایت کو قبول

کرنے سے انکار کر دیا ہو۔

⊗ مَوْضُوع: وہ حدیث جس کے راوی نے کسی موقع پر حدیث کے معاملہ میں جھوٹ بولا ہو ایسے راوی کی ہر

روایت کو موضوع (من گھڑت) کہتے ہیں۔

* مردود حدیث کی اقسام راوی کے ضابط نہ ہونے کی وجہ سے:

⊗ مُصَحَّف: وہ حدیث جس کے کسی لفظ کی ظاہری شکل تو درست ہو مگر نقطوں، حرکات یا سکون وغیرہ کے

بدلنے سے اس کا تلفظ بدل گیا ہو۔

❊ مَقْلُوبٌ: وہ حدیث جس کے الفاظ میں راوی کی بھول سے تقدیم و تاخیر واقع ہو گئی ہو یا سند میں ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی رکھا گیا ہو۔

❊ مُدْرَجٌ: وہ حدیث جس میں کسی جگہ راوی کا اپنا کلام عہد آیا ہو اور جہاں پر الفاظ حدیث ہونے کا شبہ ہوتا ہو۔

❊ اَلْمَزِيدُ فِي مُتَّصِلِ الْأَسَانِيدِ: جب دو راوی ایک ہی سند بیان کریں ان میں ایک ثقہ اور دوسرا زیادہ ثقہ ہو۔ اگر ثقہ راوی اس سند میں ایک راوی کا اضافہ بیان کرے تو اس کی روایت کو مزید فی متصل الاسانید کہتے ہیں۔

❊ شَاذٌ: وہ حدیث جس کا راوی ثقہ ہو اور بیان حدیث میں اپنے سے زیادہ ثقہ یا اپنے جیسے بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کرے (شاذ کے بالمقابل حدیث کو محفوظ کہتے ہیں)۔

❊ مُنْكَرٌ: وہ حدیث جس کا راوی ضعیف ہو اور بیان حدیث میں ایک یا زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت کرے (منکر کے بالمقابل حدیث کو معروف کہتے ہیں)۔

❊ رِوَايَةُ سَبِيٍّ الْحِفْظِ: وہ حدیث جس کا راوی سببی الحفظ یعنی پیدائشی طور پر کمزور حافظے والا ہو۔

❊ رِوَايَةُ كَثِيرِ الْغَفْلَةِ: وہ حدیث جس کا راوی شدید غفلت یا کثیر غلطیوں کا مرتکب ہو۔

❊ رِوَايَةُ فَاحِشِ الْغَلَطِ: وہ حدیث جس کے راوی سے فاحش قسم کی غلطیاں سرزد ہوں۔

❊ رِوَايَةُ الْمُخْتَلِطِ: وہ حدیث جس کا راوی بڑھاپے یا کسی حادثے کی وجہ سے یادداشت کھو بیٹھے یا اس کی تحریر کردہ احادیث ضائع ہو جائیں۔

❊ مُضْطَرِبٌ: وہ حدیث جس کی سند یا متن میں راویوں کا ایسا اختلاف واقع ہو جو حل نہ ہو سکے۔

* مردود حدیث کی اقسام راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے:

❊ رِوَايَةُ مَجْهُولِ الْعَيْنِ: وہ حدیث جس کا راوی مجہول العین ہو یعنی اس کے متعلق ائمہ فہن کا کوئی ایسا تبصرہ

نہ ملتا ہو جس سے اس کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا پتہ چل سکے اور اس سے روایت کرنے والا بھی صرف ایک ہی

شاگرد ہو جس کے باعث اس کی شخصیت مجہول ٹھہرتی ہو۔

❊ رِوَايَةُ مَجْهُولِ الْحَالِ: وہ حدیث جس کا راوی مجہول الحال ہو یعنی اس کے متعلق ائمہ فہن کا کوئی تبصرہ نہ

ملتا ہوا اور اس سے روایت کرنے والے کُل دو آدمی ہوں جس کے باعث اس کی شخصیت معلوم اور حالت مجہول
نظہرتی ہو۔ ایسے راوی کو مستور بھی کہتے ہیں۔

⊗ مَبْہَمٌ: وہ حدیث جس کی سند میں کسی راوی کے نام کی صراحت نہ ہو۔



کتب احادیث کی اقسام

- ❁ کُتُبِ صِحَاح: ہر وہ کتاب جس کے مؤلف نے اپنی کتاب میں صحیح روایات لانے کا التزام کیا ہو اور ”صحیح“ کے لفظ کو کتاب کے نام کا حصہ بنایا ہو۔ ایسی کتاب کی روایات کم از کم اس کے مؤلف کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں۔ اور اگر وہ خود ہی کسی حدیث کی علت بیان کر دے تو اس سے اس کتاب کے صحیح ہونے پر حرف نہیں آتا۔
- ❁ صِحَاحِ سِتَّة: حدیث کی چھ کتب صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔ انہیں ”أُصُولِ سِتَّة“ یا ”کُتُبِ سِتَّة“ بھی کہا جاتا ہے۔ پہلی دو کتابیں ”صحیحین“ کہلاتی ہیں اور یہ صرف اپنے مؤلفین کے نزدیک ہی صحیح نہیں ہیں بلکہ پوری امت کے نزدیک صحت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ ان پر اعتراض برائے اعتراض کرنے والا شخص شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بقول: اجماع امت کا مخالف اور بدعتی ہے جبکہ آخری چار کتابوں کو سنن اربعہ کہتے ہیں۔ گوان میں ضعیف احادیث موجود ہیں، تاہم صحیح حدیثوں کی کثرت کی وجہ سے اکثر علماء انہیں ”صحاح ستہ“ میں شمار کرتے ہیں۔
- ❁ جَامِع: جس کتاب میں اسلام سے متعلق تمام موضوعات (مثلاً عقائد، احکام، تفسیر، جنت، دوزخ وغیرہ) سے تعلق رکھنے والی احادیث روایت کی گئی ہوں، مثلاً صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہ۔
- ❁ سُنَن: جس کتاب میں صرف عملی احکام سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہوں، مثلاً سنن ابوداؤد۔
- ❁ مُسْنَد: جس کتاب میں ایک صحابی یا متعدد صحابہ کی روایات کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو، مثلاً مسند احمد، مسند حمیدی۔
- ❁ مُسْتَخَرَج: جس کتاب میں مصنف کسی دوسری کتاب کی حدیثوں کو اپنی سندوں سے روایت کرے، مثلاً مستخرج اسماعیلی علی صحیح البخاری۔
- ❁ مُسْتَدْرَك: جس کتاب میں مصنف ایسی روایات جمع کرے جو کسی دوسرے مصنف کی شرائط کے مطابق ہوں لیکن اس کی کتاب میں نہ ہوں، مثلاً مستدرک حاکم۔
- ❁ مُعْجَم: جس کتاب میں مصنف ایک خاص ترتیب کے ساتھ اپنے ہر استاد کی روایات کو الگ الگ جمع کرے

مثلاً معجم طبرانی۔

⊗ اَرَبَعِيْنَ: جس کتاب میں کسی ایک یا مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کی گئی ہوں، مثلاً اَرَبَعِيْنَ نووی، اَرَبَعِيْنَ سنائی وغیرہ۔

⊗ جُزْء: وہ کتاب جس میں صرف ایک راوی یا ایک موضوع کی روایات جمع کی گئی ہوں، جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی ”جُزْء رَفَعَ الْيَدَيْنِ“ اور ”جُزْء الْقِرَاءَةِ وَ خَلْفَ الْإِمَامِ“ یا امام بیہقی رحمہ اللہ کی ”كِتَابُ الْقِرَاءَةِ وَ خَلْفَ الْإِمَامِ“ وغیرہ۔



کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات

① پہلا طبقہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مؤطا امام مالک پر مشتمل ہے۔ مؤطا امام مالک زمانہ تالیف کے لحاظ سے صحیحین سے مقدم، لیکن مرتبہ و مقام کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے ہم خیال علماء کی رائے کے مطابق اس کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ دوسرے محدثین کے نزدیک اس کی منقطع یا مرسل روایات (مختلف کتابوں میں) دیگر سندوں سے متصل ہیں (لیکن صرف اتصال سند صحت حدیث کے لیے کافی نہیں ہوتا)

② دوسرا طبقہ سنن اربعہ پر مشتمل ہے۔ بعض کے نزدیک مسند احمد اور سنن دارمی بھی غالباً اسی طبقے میں شامل ہیں۔ ان کے مؤلفین علم حدیث میں تجربت، ثقافت و عدالت اور ضبط حدیث میں معروف تھے۔ انہوں نے جن مقاصد اور شرائط کو مد نظر رکھا، ان کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ ان کی کتابوں کو ہر دور کے محدثین اور دیگر اہل علم میں بے پناہ پذیرائی ملی۔

③ وہ مسانید، جوامع اور مصنفات جو صحاح ستہ سے پہلے یا ان کے زمانے میں یا ان کے بعد لکھی گئیں۔ ان کے مؤلفین کی غرض محض احادیث کو جمع کرنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں ہر قسم کی احادیث پائی جاتی ہیں۔ محدثین میں گو یہ کتابیں اجنبی نہیں، تاہم زیادہ معروف و مقبول بھی نہیں، چنانچہ جو احادیث پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں موجود نہیں بلکہ صرف اسی طبقے کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں، فقہاء نے ان کا زیادہ استعمال نہیں کیا اور محدثین نے بھی ان کی صحت و سقم، قبول و رد اور تشریح و توضیح کا زیادہ اہتمام نہیں کیا، مثلاً ”مصنف عبدالرزاق“ مصنف ابن ابی شیبہ، مسند طبرانی، بیہقی، طحاوی اور طبرانی وغیرہ۔

④ وہ کتابیں جن کے مؤلفین نے زمانہ دراز کے بعد ان احادیث کو جمع کیا جو پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں نہیں تھیں بلکہ ایسے مجموعوں میں پائی جاتی تھیں جن کی (علمی دنیا میں) کوئی وقعت نہ تھی۔ یہ احادیث عموماً واعظین کے استدلالات، حکماء کے اقوال و زریں اور اسرائیلی روایات پر مشتمل ہیں جنہیں ضعیف راویوں نے سہواً یا عمداً

سنن ابو داود ————— کتب احادیث کے مختلف طبقات یاد رجات

احادیث نبویہ سے خلط ملط کر دیا یا کتاب وسنت کے بعض احتمالات ہیں جنہیں بعض جاہل صوفیاء نے بالمعنی روایت کر دیا اور انہیں مرفوع احادیث سمجھ لیا گیا یا چند احادیث سے جملے منتخب کر کے ایک نئی حدیث بنا دی گئی وغیرہ۔ مثلاً ابن حبان کی ”کِتَابُ الضُّعْفَاء“ ابن عدی کی ”الْکَامِلُ“ اور خَطِيبُ بَعْدَادِي، أَبُو نُعَيْمٍ أَصْبَهَانِي، ابْنِ عَسَاكِر، جَوْزَقَانِي، ابْنِ نَجَّار اور دَيْلَمِي کی کتب۔ اسی طرح ”مُسْنَدُ خَوَارِزْمِي“ ابْنِ بَوَزْی اور ملا علی قاری کی ”الْمَوْضُوعَات“ وغیرہ بھی اسی طبقے میں شامل ہیں۔

⑤ اس طبقے کی کتابوں میں وہ احادیث شامل ہیں جو فقہاء، صوفیاء، مؤرخین اور مختلف فنون کے ماہرین کی زبانوں پر مشہور تھیں، نیز وہ احادیث بھی شامل ہیں جو بے دین زبان دانوں نے کلام بلیغ سے وضع کیں اور ان کے لیے سندیں بھی گھڑ لیں۔

⊗ پہلے اور دوسرے طبقے کی کتابوں پر محدثین کو کامل اعتماد ہے۔ انہیں ہمیشہ ان کتابوں سے وابستگی رہی ہے۔
⊗ تیسرے طبقے کی احادیث سے استدلال کرنا ان ماہرین حدیث کا کام ہے جو راویوں کے حالات اور حدیث کی مخفی علتوں کے جاننے والے ہوں۔ عموماً ایسی احادیث خود دلیل نہیں بن سکتیں، البتہ کسی مقبول حدیث کی تائید میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

⊗ پہلے دو طبقوں کی احادیث کی تقویت میں چوتھے طبقے کی احادیث کو جمع کرنا اور ان سے استدلال کرنا علماء متاخرین کا محض تکلف ہے۔ اہل بدعت اسی قسم کی احادیث سے اپنے اپنے مذاہب کی تائید میں شواہد مہیا کرتے ہیں لیکن محدثین کے نزدیک اس طبقے کی احادیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ (مُلَخَّصٌ از حُجَّةُ اللَّهِ الْبَالِغَةُ)
* مصادر اور مراجع کا مفہوم:

⊗ مَصَادِر: وہ کتب جن میں مصنفین نے احادیث کو اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہو۔ مذکورہ بالا طبقات میں جو درجہ بندی کی گئی ہے ان میں عموماً مصادر ہی مراد ہیں۔

⊗ مَرَاجِع: وہ کتب جن میں احادیث کو مختلف مصادر سے منتخب کر کے جمع کیا گیا ہو۔ ان کی تین اقسام ہیں:
(ا) وہ مراجع جن میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا گیا ہے، مثلاً ”الْلَوْلُوْهُ وَالْمَرْجَانُ فِيمَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الشَّيْخَانِ“ اور ”عُمْدَةُ الْأَحْكَامِ“ وغیرہ۔

(ب) وہ مراجع جن میں عموماً مستند مصادر سے احادیث منتخب کی گئی ہیں لیکن ان میں ضعیف احادیث بھی موجود

کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات

ہیں، جیسے ”مَشْكُوهُ الْمَصَائِيحِ، رِيَاضُ الصَّالِحِينَ، التَّرْغِيبُ وَالتَّرْهِيْبُ، بُلُوْغُ الْمَرَامِ“ وغیرہ۔

(ج) وہ مراجع جن میں کسی معیار اور تحقیق کے بغیر بہت سے مستند اور غیر مستند مصادر سے احادیث لے کر جمع کر دی گئی ہوں، مثلاً ”کنز العمال“ وغیرہ۔

نوٹ: دوسری اور تیسری قسم کے مراجع میں مذکور کسی حدیث سے تحقیق کے بغیر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

* دو مقبول احادیث کے ظاہری تعارض کو دور کرنے کی مختلف صورتیں

① سب سے پہلے ان کا کوئی ایسا مشترک مفہوم مراد لیا جائے گا جس سے ہر حدیث پر عمل کرنا ممکن ہو جائے اور اس سلسلے میں اس مفہوم کو ترجیح دی جائے گی جو کسی تیسری حدیث میں بیان ہوا ہو یا فقہاء محدثین نے اسے بیان کیا ہو۔

② اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر یہ تحقیق کی جائے گی کہ آیا ان میں سے کوئی حدیث منسوخ تو نہیں ہے۔ اس صورت میں منسوخ کو چھوڑ کر ناخ پر عمل کیا جائے گا۔

③ اگر نسخ کا ثبوت نہ ملے تو پھر ایک حدیث کو کسی مسلک کا لحاظ کیے بغیر محض وجوہ ترجیح (فنی خوبیوں) کی بنا پر ترجیح دی جائے گی اور دوسری حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا، مثلاً کوئی حدیث صحت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو یا اعلیٰ طبقے کی کسی کتاب میں مروی ہو تو کمتر درجے یا طبقے کی حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا..... وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ: اگر مقبول اور مردود حدیثوں کا تعارض آئے گا تو وہاں مردود حدیث کو رد کر کے صرف مقبول حدیث پر عمل کیا جائے گا۔



سنن ابوداؤد سے استفادے کا طریقہ

○ تعارف کتاب: سنن ابوداؤد حدیث کے بنیادی مراجع میں سے ہے۔ کتب ستہ (صحاح ستہ) میں صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) کے بعد اس کتاب کا تیسرا درجہ بنتا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب موضوع وار ہے۔ اسے امام ابوداؤد طرٹ (202ھ تا 275ھ) نے موضوع کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: (1) کتب (2) ابواب (3) احادیث۔ اس تقسیم و ترتیب کو اصطلاح میں ”فقہی ترتیب“ یا ”فقہی تہویب“ (باب بندی) کا نام دیا جاتا ہے۔ سنن ابوداؤد کی کل کتابیں 143 اور کل احادیث 5274 ہیں۔

○ کتب: سب سے پہلے کتاب کی فقہی ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے موضوع کے اعتبار سے عنوان قائم کیا گیا ہے مثلاً ”کتاب الطہارۃ“ کتاب الصلوٰۃ“ کتاب الادب وغیرہ۔ اس طرز پر سنن ابوداؤد کی کل 43 کتابیں بنتی ہیں جن کی الگ سے ایک صفحے میں فہرست دے دی گئی ہے۔

○ ابواب: کتاب میں ”فقہی موضوعات“ میں سے ہر موضوع کے متعلق ذیلی ابواب (عناوین) دیے گئے ہیں مثلاً ”کتاب الطہارۃ کے 143 ذیلی ابواب قائم کیے گئے ہیں اسی طرح کتاب الصلوٰۃ وغیرہ۔

○ احادیث: ہر باب اور عنوان کے تحت احادیث کو خوبصورت معنوی ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے جو حسب ضرورت کسی باب میں کم اور کسی باب میں زیادہ ہیں۔ قارئین کرام کو جس مسئلے کے متعلق حدیث تلاش کرنی ہو انہیں اسی ترتیب کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔

○ المعجم اور التحفة: سنن ابوداؤد کے عربی حصے میں ہر کتاب اور باب کے شروع میں (المعجم) اور آخر میں (التحفة) کا لفظ آتا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(1) ”المعجم“ سے مراد ”المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث“ ہے جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب کتب ستہ (9 کتابیں) یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، سنن ترمذی (جامع ترمذی)، سنن نسائی،

سنن ابن ماجہ، مسند احمد، مؤطا امام مالک اور سنن دارمی کی احادیث کے متن کی مادے کے اعتبار سے حروف تہجی کا لحاظ رکھتے ہوئے فہرست ہے۔ اس کا مقصد حدیث کے متن کی تلاش میں آسانی پیدا کرنا ہے کہ ایک حدیث ان مذکورہ بالا کتابوں میں کہاں کہاں بیان کی گئی ہے۔ احادیث کی فہرست مستشرقین کی ٹیم (غیر مسلم اسکالر) نے 1922ء سے 1987ء تک 65 سال کے طویل عرصے میں مرتب کی۔ یہ فہرست آٹھ بڑی جلدوں میں ہے۔

(ج) ”التحفة“ سے مراد ”تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف“ ہے۔ یہ کتاب جمال الدین ابی الحجاج یوسف الحمزلی رحمہ اللہ نے مرتب کی۔ اسے امام مزی رحمہ اللہ نے 696ھ سے 722ھ تک تقریباً 27 سال کے طویل عرصے میں تیار کیا۔ یہ کتب ستر کے علاوہ ”السنن الکبریٰ للنسائی“ اور ”شمائل ترمذی“ کی احادیث کے متن کی فہرست ہے جس کا اسلوب صحابہ کرام ان کے شاگرد تابعین اور ان کے شاگرد تابعین کے ناموں کے حوالے سے حروف تہجی کے اعتبار سے ان کی احادیث کو جمع کرنا ہے۔ اس ترتیب کو اصطلاح میں ”مسند“ کہا جاتا ہے۔ سنن ابوداود عربی حصے میں ”المعجم“ اور ”التحفة“ کے ساتھ کچھ نمبر دیے گئے ہیں جن سے رہنمائی کی گئی ہے کہ یہ احادیث ”المعجم المفہرس“ اور ”تحفة الاشراف“ میں کہاں کہاں آئی ہیں تاکہ قاری ان کتابوں کی فہرست کی مدد سے احادیث کے دیگر مراجع تک باسانی پہنچ جائے۔ محققین کو حدیث کی تلاش میں ان کتابوں سے بہت آسانی ہو گئی ہے۔

○ رقم الحدیث: محمد فواد عبدالباقی رحمہ اللہ نے آج سے ساٹھ ستر سال پہلے صحیحین اور ابن ماجہ کی احادیث کے شروع میں حدیث نمبر کا اضافہ کیا تاکہ احادیث کی تلاش آسان ہو جائے۔ اسے عربی میں ”رقم الحدیث“ کہتے ہیں۔ اب تقریباً حدیث کی تمام کتابوں کے شروع میں حدیث نمبر کا سلسلہ ملتا ہے۔ آپ ان نمبروں کے ذریعے سے مطلوبہ حدیث کو فوراً تلاش کر سکتے ہیں۔

○ سند حدیث: محدث حدیث بیان کرتے وقت اپنے استاد سے لے کر ہر راوی حدیث کو صحابی رسول تک بیان کرتا ہے راویوں کے اس سلسلے کو ”سند“ کہا جاتا ہے۔

○ متن حدیث: سند کے اختتام پر جو کلام شروع ہوا اسے ”متن“ کہا جاتا ہے۔

○ فوائد و مسائل: اردو ایڈیشن میں ہر حدیث کا مفہوم واضح کرنے کے لیے اور اس حدیث سے جو جو مسائل

نکلتے ہیں انہیں بیان کرنے کے لیے ”فوائد ومسائل“ کا عنوان دیا گیا ہے۔ فوائد ومسائل لکھتے وقت قرآن مجید اور دیگر کتب احادیث سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جن کا مکمل حوالہ درج کیا گیا ہے۔ بعض اوقات فوائد کے ضمن میں حدیث کے نمبر کا حوالہ دیا جاتا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ اس حدیث نمبر کے ذریعے سے مزید فوائد بھی دیکھ سکتے ہیں۔

○ تخریج: قارئین کرام اردو ایڈیشن میں ”تخریج“ کا عنوان بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہ ایک فنی چیز ہے جس سے بھرپور فائدہ تو علمائے کرام اور ماہرین فن حدیث ہی صحیح معنوں میں اٹھا سکتے ہیں مگر اس میں حدیث کی صحت و ضعف کا حکم ضرور دیکھا جاسکتا ہے کہ کون سی حدیث صحیح اور کون سی ضعیف ہے۔ اس سلسلے میں چند بنیادی اصطلاحات حدیث بھی پیچھے بیان کی جا چکی ہیں جن کو پڑھ کر ذہن نشین کرنا مفید ہوگا۔



گندگی و نجاست سے صفائی ستھرائی جو شرعی اصولوں کے مطابق ہو، اسے شرعی اصطلاح میں ”طہارت“ کہتے ہیں۔ نجاست خواہ حقیقی ہو، جیسے کہ پیشاب اور پاخانہ، اسے [خَبَث] کہتے ہیں یا حکمی اور معنوی ہو، جیسے کہ دُبر سے رتخ (ہوا) کا خارج ہونا، اسے [حَدَث] کہتے ہیں۔ دین اسلام ایک پاکیزہ دین ہے اور اسلام نے اپنے ماننے والوں کو بھی طہارت اور پاکیزگی اختیار کرنے کو کہا ہے اور اس کی فضیلت و اہمیت اور وعدہ و وعید کا خوب تذکرہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے طہارت کی فضیلت کی بابت فرمایا: [الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ] (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۲۳) ”طہارت نصف ایمان ہے۔“ ایک اور حدیث میں طہارت کی فضیلت کے متعلق ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وضو کرنے سے ہاتھ منہ اور پاؤں کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔“ (سنن النسائی، الطہارۃ، حدیث: ۱۰۳) طہارت اور پاکیزگی کے متعلق سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے: [لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ] (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۲۳) ”اللہ تعالیٰ طہارت کے بغیر کوئی نماز قبول نہیں فرماتا۔“ اور اسی کی بابت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: [مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ] (سنن ابن ماجہ، الطہارۃ، حدیث: ۲۷۶، ۲۷۵) ”طہارت نماز کی کنجی ہے۔“ طہارت سے غفلت برتنے کی بابت نبی ﷺ سے مروی

۱- کتاب الطہارۃ

ہے: ”قبر میں زیادہ تر عذاب پیشاب کے بعد طہارت سے غفلت برتنے پر ہوتا ہے۔“ (صحیح الترغیب والترہیب، حدیث: ۱۵۲)

ان مذکورہ احادیث کی روشنی میں ایک مسلمان کے لیے واجب ہے کہ اپنے بدن، کپڑے اور مکان کو نجاست سے پاک رکھے۔ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو سب سے پہلے اسی بات کا حکم دیا تھا: ﴿وَيَا بَنِيَّ فَقَطِّهِمْ ۖ وَالرَّجُزَ فَاهْجُرْ﴾ (المذثر: ۵۴) ”اپنے لباس کو پاکیزہ رکھیے اور گندگی سے دور رہیے۔“ مکان اور بالخصوص مقام عبادت کے سلسلہ میں سیدنا ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کو حکم دیا گیا: ﴿أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾ (البقرہ: ۱۲۵) ”میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعرکاف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھیں۔“

اللہ عزوجل اپنے طاہر اور پاکیزہ بندوں ہی سے محبت کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (البقرہ: ۲۲۲) ”بلاشبہ اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“ نیز اہل قباء کی مدخ میں فرمایا: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ﴾ (التوبہ: ۱۰۸) ”اس میں ایسے آدمی ہیں جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ عزوجل پاک صاف رہنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔“



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱) - كِتَابُ الطَّهَارَةِ (التحفة ۱)

طہارت کے احکام و مسائل

(المعجم ۱) - باب التَّخْلِی عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ (التحفة ۱)

باب ۱- قضائے حاجت (پیشاب پاخانے) کے لیے لوگوں سے علیحدہ اور دور ہونے کا بیان

۱- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ جب خلا (پیشاب پاخانے) کے لیے جاتے تو (آبادی سے) دور چلے جاتے۔

۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنُ قَعْنَبِ الْقَعْنَبِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَغْنِي ابْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، يَغْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ أَبْعَدَ.

۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کو جب پیشاب پاخانے کی حاجت ہوتی تو (آبادی سے) دور چلے جاتے حتیٰ کہ آپ کو کوئی نہ دیکھ سکتا۔

۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ الْبَرَّازَ انْطَلَقَ حَتَّى لَا يَرَاهُ أَحَدٌ.

فوائد و مسائل: دوسری روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم پہلی حدیث صحیح ہے اس میں بھی یہی بات بیان کی گئی

۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء أن النبي ﷺ كان إذا أراد الحاجة أبعد في المذهب، ح: ۲۰، والنسائي، ح: ۱۷، وابن ماجه، ح: ۳۳۱ من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۰، والحاكم، ۱/ ۱۴۰، على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب التباعد للبراز في القضاء، ح: ۳۳۵ من حديث إسماعيل بن عبد الملك به، وهو ضعيف، ضعفه أحمد وغيره، ولبعض الحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

ہے۔ اس سے حسب ذیل مسائل کا اثبات ہوتا ہے: ① دیہات میں یعنی کھلے علاقے میں تضائے حاجت کے لیے آبادی سے دور جانا ضروری ہے تاکہ کسی شخص کی نظر نہ پڑے۔ شہروں میں چونکہ باپردہ بیت الخلاء بنے ہوتے ہیں، اس لیے وہاں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ ② نبی ﷺ کا معمول مبارک انسانی اور اسلامی فطرت کا آئینہ دار ہے جس میں شرمگاہ کو انسانی نظر سے محفوظ رکھنے کے علاوہ ماحول کی صفائی ستھرائی کے اہتمام کا بھی درس ملتا ہے اور مزید یہ کہ آبادی کے ماحول کو کسی طرح بھی آلودہ نہیں ہونا چاہیے۔ ③ یہ اور اس قسم کی دیگر احادیث واضح کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عام انسانی اور بشری تقاضوں سے بالاتر نہ تھے۔ ④ نیز آپ ﷺ کا عظیم پیکر تھے۔ ⑤ ان احادیث میں اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی بالغ نظری بھی ملاحظہ ہو کہ انہوں نے نبی ﷺ کی نشست و برخاست تک کے ایک ایک پہلو کو کس دقت نظر اور شرعی حیثیت سے ملاحظہ کیا، اسے اپنے اذہان میں محفوظ رکھا اور امت تک پہنچایا۔ (مجموعہ)

(المعجم ۲) - باب الرَّجُلِ يَتَبَوَّأُ لِبَوْلِهِ
(التحفة ۲)

باب: ۲- پیشاب کیلئے (نرم) جگہ تلاش کرنا

۳- ابو یٰحٰیج کہتے ہیں کہ مجھے ایک شیخ نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب بصرہ میں (بحیثیت گورنر) تشریف لائے تو لوگ انہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سنی ہوئی احادیث بیان کرتے تھے..... (تو اس ضمن میں) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا جس میں ان سے کچھ مسائل دریافت کیے چنانچہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب میں لکھا: میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تھا تو آپ نے پیشاب کرنے کا ارادہ کیا پس آپ ایک دیوار کی جڑ میں نرم مٹی کے پاس آئے اور پیشاب کیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ”تم میں سے جب کوئی پیشاب کرنا چاہے تو اس کے لیے (مناسب نرم) جگہ تلاش کر لیا کرے۔“

۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ: حَدَّثَنِي شَيْخٌ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ الْبَصْرَةَ فَكَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى، فَكَتَبَ عَبْدُ اللَّهِ إِلَى أَبِي مُوسَى يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو مُوسَى أَنِّي كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَرَادَ أَنْ يَبُولَ فَأَتَى دِمْنًا فِي أَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ، ثُمَّ قَالَ ﷺ: «إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَبُولَ فَلْيَرْتِدْ لِبَوْلِهِ مَوْضِعًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت اگرچہ ایک مجہول راوی (شیخ) کی بنا پر ضعیف ہے مگر دیگر صحیح احادیث سے یہ مسئلہ

۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۹۶/۴ من حديث أبي التياح به، شيخ، لم أعرفه، والسند ضعيف النووي، المجموع: ۸۳/۲.

اسی طرح ثابت ہے کہ پیشاب سے از حد احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ انسان کا پیشاب نجس عین ہے اگرچہ اس کا جرم نظر نہیں آتا۔ اس سے بچنا اور طہارت حاصل کرنا فرض ہے۔ دودھ پیتا بچہ یا سَلْسُسُ المُول کا مریض اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ پیشاب کرنے کے لیے ایسی جگہ ڈھونڈنی چاہیے جہاں سے چھینٹے پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔

جگہ نرم نہ ہو تو نرم کر لی جائے۔ یا ڈھلان ایسی ہو کہ پیشاب کے چھینٹوں سے آلودہ ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”ان دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور باعث عذاب کوئی بڑی چیز نہیں ان دونوں میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔“ (صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۲۱۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب کے چھینٹوں سے سخت پرہیز کرنا چاہیے۔ وہ لوگ جو پیشاب کرتے وقت چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتے، اپنے کپڑوں کو نہیں بچاتے، پیشاب کر کے (پانی کی عدم موجودگی میں ٹشو یا مٹی وغیرہ سے) استنجائیے بغیر فوراً اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، ان کے پا جائے، چتلون، شلوار اور جسم وغیرہ پیشاب سے آلودہ ہو جاتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ پیشاب سے نہ بچنا باعث عذاب اور کبیرہ گناہ ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبر میں زیادہ تر عذاب پیشاب کے معاملے میں (طہارت سے غفلت برتنے پر) ہوتا ہے، لہذا اس سے احتیاط کرو۔“ (صحیح الترغیب والترہیب، الجزء الأول، حدیث: ۱۵۸) (۷) اسلام دینِ نفاذ و طہارت ہے جو کہ فرد اور معاشرے کو داخلی و ظاہری ہر لحاظ سے طہارت و نفاذ کا پابند بناتا ہے۔ (۸) خیر القرون میں لوگ اصحاب علم و فضل سے مسائل معلوم کیا کرتے تھے اور احادیث کی تحقیق بھی کرتے تھے، نیز دیگر علماء کی بیان کردہ روایات اور فتوے کی جانچ پرکھ کا اہتمام بھی کرتے تھے۔ (۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی باوجودیکہ آپ اہل بیت کے ذی وجاہت فرد اور طلیل القدر صحابی تھے، تحقیق مسائل میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مراجعت میں کوئی باک محسوس نہیں فرمایا۔ علمائے حق کی یہی شان ہے اور طلبہ و عوام کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

(المعجم ۳) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ باب: ۳- آدمی بیت الخلا میں داخل

إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ (التحفة ۳) ہونا چاہے تو کیا پڑھے؟

۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَعَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ ۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو درج ذیل دعا پڑھتے..... حماد بن زید کے الفاظ ہیں: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ]

۴- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب ما يقول إذا أراد دخول الخلاء، ح: ۳۷۵ من حدیث حماد بن زید، والبخاری، الوضوء، باب ما يقول عند الخلاء، ح: ۱۴۲ من حدیث عبد العزیز بن صہیب بہ.

تغائے حاجت کے احکام و مسائل

الْخَلَاءُ - قَالَ: عَنْ حَمَّادٍ - قَالَ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ» وقال: عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: «أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ»، وقال مَرَّةً: «أَعُوذُ بِاللَّهِ»، وقال وَهَيْبٌ: فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ.

وَالْخَبَائِثُ] اور عبد الوارث کے الفاظ ہیں: «أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ» [اے اللہ! میں خبیث جنوں اور خبیثوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔] امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شعبہ عبد العزیز سے [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ.....] کے الفاظ منقول ہیں جبکہ انہوں نے ایک بار [أَعُوذُ بِاللَّهِ.....] کے الفاظ بھی بیان کیے۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ وہیب سے [فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ] [اے اللہ کی پناہ لینی چاہیے۔] کے الفاظ منقول ہیں۔

۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرِو يَغْنِي السَّدُوسِي، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ هُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ»، وقال شُعْبَةُ: وقال مَرَّةً: «أَعُوذُ بِاللَّهِ».

۵- شعبہ عبد العزیز یعنی ابن صہیب سے، وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہی (مذکورہ بالا) حدیث نقل کرتے ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ ...] اور شعبہ کہتے ہیں کہ عبد العزیز نے (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے) ایک بار [أَعُوذُ بِاللَّهِ ...] کے الفاظ بیان کیے۔

فوائد و مسائل: ① محدثین کرام رحمہم اللہ کی حفاظت حدیث کے سلسلے میں کاوشوں کی داد دی جانی چاہیے، دیکھیے! رسول اللہ ﷺ کے مبارک الفاظ نقل کرنے میں کس قدر امانت اور دیانت کا ثبوت دیتے ہیں۔ ایک استاذ نے [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ] بیان کیا ہے تو دوسرے نے جو سنا اور یاد رکھا وہی پیش کر دیا ہے، یعنی [اللَّهُمَّ إِنِّي] کی بجائے صرف [أَعُوذُ بِاللَّهِ] اور محدث نے دونوں کے الفاظ الگ الگ بعینہ ویسے ہی یاد رکھے اور بیان کیے۔ ② اس حدیث میں تعلیم ہے کہ بیت الخلا خواہ گھر میں ہو یا جنگل میں ہر موقع پر یہ کلمات پڑھنے چاہئیں۔ ③ خیال رہے کہ یہ الفاظ بیت الخلا سے باہر ہی پڑھے جائیں کیونکہ بیت الخلا اللہ کے ذکر کا مقام نہیں ہے۔ اگر جنگل میں ہو تو کپڑا اتارنے سے قبل یہ الفاظ کہے جائیں۔ ④ محدثین بیان کرتے ہیں کہ دعا کے الفاظ میں [الْخُبْثُ] کو اگر ”با“ کے ضمہ کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ [خَبِيثٌ] (مذکر) کی جمع ہے۔ اور [خَبَائِثُ] خَبِيثَةٌ مؤنث کی۔ مراد ہے جنوں میں مذکر و مؤنث افراد۔ اور اگر [خُبْثٌ] ہی ”با“ کو ساکن پڑھا جائے تو معنی ہوگا: ”اے اللہ! میں تمام کروہات، محرمات، برائیوں اور گندگیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء، ح: ۵ من حديث وكيع به، وقال: ”حديث أنس أصح شيء في هذا الباب وأحسن“، وانظر الحديث السابق.

۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ هَذِهِ الْحُشُوشَ مُحْتَضَرَةٌ، فَإِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ».

۶- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”یہ بیت الخلا جنوں اور شیطانوں کے آنے جانے کی جگہیں ہیں، لہذا تم میں سے جب کوئی بیت الخلا جانا چاہے تو یہ کلمات کہہ لیا کرے: [أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ] ”میں خبیث جنوں اور جتنیوں (کے شر) سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ خبر امور غیبیہ میں سے ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے اور تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ آپ کی دی ہوئی خبروں پر من و عن اور بلا چون و چرا ایمان لائیں۔ ② معلوم ہوا کہ اس دعا کی پابندی سے انسان کئی طرح کی ظاہری و باطنی پریشانیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور آج کل جو گھر گھر میں جنوں اور آسیب کے حملوں کا چرچا ہے اس کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگ خود ناپاک رہتے ہیں یا اس سنت مطہرہ کے تارک ہوتے ہیں۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهَا.

باب ۴: قضائے حاجت کے وقت

(المعجم ۴) - باب كَرَاهِيَةِ اسْتِقْبَالِ

قبلہ رخ ہونا مکروہ ہے

الْقِبْلَةَ عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ (التحفة ۴)

۷- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کسی نے ان سے کہا کہ تمہارے نبی نے تو تمہیں سبھی چیزیں سکھائی ہیں حتیٰ کہ پیشاب پاخانے کا طریقہ بھی! انہوں نے کہا: ہاں! بلاشبہ (اس میں ہمارے لیے کوئی عیب کی بات نہیں) آپ نے ہمیں پیشاب پاخانے کے وقت قبلہ رخ ہونے اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہ کہ ہم میں سے کوئی تین ڈھیلوں سے کم میں استنجا نہ کرے اور گوبر یا ہڈی سے بھی استنجا نہ کرے۔

۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قِيلَ لَهُ: لَقَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ. قَالَ: أَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ، وَأَنْ لَا نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ، وَأَنْ لَا يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ،

۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء، ح: ۲۹۶ من حديث

شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۶۹، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۴۰۵، والحاكم: ۱/۱۸۷، ووافقه الذهبي.

۷- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ۲۶۲ من حديث أبي معاوية الضرير به، ورواه

الترمذي، ح: ۱۶، والنسائي، ح: ۴۱، وابن ماجه، ح: ۳۱۶.

أَوْ نَسْتَجِي بِرَجْعٍ أَوْ عَظْمٍ.

۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ میں تمہارے لیے والد کی مانند ہوں، تمہیں سکھاؤں گا ہوں۔ جب تم میں سے کوئی پاخانے کے لیے آئے تو قبلہ رخ ہو کر نہ بیٹھے اور نہ قبلے کی طرف پشت کرے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔“ اور نبی ﷺ حکم دیا کرتے تھے کہ (کم از کم) تین ڈھیلے استعمال کیا کریں اور گوبر اور ہڈی سے منع فرمایا کرتے تھے۔

۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ، عَنْ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ أَعْلَمُكُمْ، فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ الْغَائِطُ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَذِيرُهَا وَلَا يَسْتَنْطِبُ بِبِمِينِهِ»، وَكَانَ يَأْمُرُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، وَيَنْهَى عَنِ الرَّوْثِ وَالرَّمَّةِ.

 فوائد و مسائل: ① بول و براز کے وقت عمدہ قبلے کی طرف منہ یا پشت کرنا بالکل ناجائز ہے۔ چھوٹے بچے اگرچہ غیر مکلف ہوتے ہیں مگر والدین یا سرپرستوں کی ذمہ داری ہے کہ اس مسئلے کا خیال رکھا کریں۔ ② استنجا میں اگر تین ڈھیلے اسی طرح نشو و نما استعمال کر لیے ہوں اور طہارت حاصل ہوگئی ہو تو ان کے بعد پانی استعمال نہ بھی کیا جائے تو طہارت ہر طرح سے کامل ہوتی ہے۔ ③ استنجا کے لیے دائیں ہاتھ کا استعمال بھی جائز نہیں۔ ④ گوبر اور پلید چیزوں سے طہارت حاصل نہیں ہوتی۔ ⑤ ہڈی چونکہ جنوں کا طعام ہے اس لیے جائز نہیں۔ دیگر کھانے پینے کی چیزوں سے بھی استنجا جائز نہیں۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ امت کے لیے روحانی باپ اور آپ کی ازواج مطہرات روحانی ماؤں کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ (دیکھیے سورۃ الاحزاب، آیت: ۶ اور ۴۰) ⑦ باپ کے فرائض میں سے ہے کہ اپنی اولاد کو ان کی زندگی میں پیش آنے والے تمام مسائل بالخصوص دینی امور کی تعلیم دے حتیٰ کہ مخصوص مسائل بھی سمجھائے اور نو جوان اولاد کو آزاد منش لوگوں کا شکار نہ ہونے دے۔ اسی طرح ماؤں کے ذمے بھی ہے کہ اپنی بچیوں کو ان کی زندگی کے مخصوص لازمی مسائل سے بالضرور آگاہ کیا کریں۔ ⑧ احکام شریعت کو چھوٹے (صغیرہ) اور بڑے (کبیرہ) میں تقسیم کرنے یا ان کو ہلکا جانے سے ہمیشہ گریز کرنا چاہیے۔ اللہ عزوجل کے تمام احکام اور نبی ﷺ کی تمام تعلیمات انتہائی عظیم اور ذی شرف ہیں۔ مسلمان کو ان کے اختیار کرنے یا ان کی دعوت دینے میں معذرت خواہانہ انداز سے بچ کر فخر و شرف اور شکر سے ان پر عمل کرنا چاہیے ان کا اظہار کرنا چاہیے اور ان کی طرف دعوت دینی چاہیے جیسا کہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کیا اور کہا۔

۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب النهي عن الاستطابة بالروث، ح: ۴۰، وابن ماجه، ح: ۳۱۲، ۳۱۳ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۰، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۴۳۲، ورواه مسلم، ح: ۲۶۵ من طريق آخر عن القعقاع به مختصراً.

۱- کتاب الطہارۃ۔

۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَوَايَةً قَالَ: «إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ، وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا»، فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَّاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ قَبْلَ الْقِبْلَةِ، فَكُنَّا نَنْحَرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَعْفِرُ اللَّهَ.

۹- حضرت ابوالیوب انصاری رحمہ اللہ سے مروی روایت ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) ”جب تم بیت الخلا میں آؤ تو پیشاب پاخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ نہ کیا کرو بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کیا کرو۔“ (ابوالیوب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ) جب ہم شام میں آئے تو دیکھا کہ (وہاں کے) بیت الخلا قبلہ رخ پر بنے ہوئے تھے چنانچہ ہم اس سے منہ پھیر کر بیٹھتے تھے اور استغفار کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مدینہ منورہ میں قبلہ چونکہ جنوب کی طرف ہے اس لیے انہیں مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا، لہذا جن علاقوں میں قبلہ مغرب یا مشرق کی طرف بنتا ہے انہیں شمال یا جنوب کی طرف رخ کرنا ہوگا۔ ② حضرت ابوالیوب رحمہ اللہ اس نبی کو عام سمجھتے تھے اور شہر یا جنگل میں تفریق کے قائل نہ تھے اور بہت سے اہل علم کا یہی مذہب ہے اور یہی رائج ہے۔

۱۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ أَبِي مَعْقِلٍ الْأَسَدِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَتَيْنِ بِبَوْلٍ أَوْ غَائِطٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَبُو زَيْدٍ هُوَ مَوْلَى بَنِي نَعْلَبَةَ. آزاد کردہ غلام تھے۔

۱۰- حضرت معقل بن ابی معقل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب پاخانے کے وقت قبلتین (بیت الحرام اور بیت المقدس) کی جانب منہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”ابوزید بنو نعلبہ قبیلے کے آزاد کردہ غلام تھے۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، شیخ البانی نے بھی اسے ”مکڑ“ کہا ہے، تاہم جن کے نزدیک صحیح ہے انہوں نے اس کی توجیہ کی ہے، مثلاً علامہ خطابی کہتے ہیں کہ اس حکم کی دو توجیہات ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ جو شخص مدینہ منورہ میں بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کی طرف منہ کرے گا وہ لازماً بیت المقدس کی طرف پشت کرے گا۔ دوسری توجیہ یہ ہو سکتی ہے

۹- تخریج: أخرجه البخاري، الصلاة، باب قبة أهل المدينة وأهل الشام والمشرق، ح: ۳۹۴، ومسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ۲۶۴ من حديث سفیان بن عیینہ بہ، ورواه الترمذی، ح: ۳۱۸، والنسائی، ح: ۲۰-۲۲، وابن ماجہ، ح: ۳۱۸ وقال الترمذی: ”حسن“.

۱۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن استقبال القبلة بالغائط والبول، ح: ۳۱۹ من حديث عمرو بن يحيى به، قال البوصيري في الزوائد: ”أبو زيد مجهول الحال، فالحديث ضعيف به“، وضعفه الحافظ في فتح الباري: ۲۴۶/۱.

کہ چونکہ بیت المقدس بھی مسلمانوں کا قبلہ رہا ہے اس لیے اس کا احترام بھی ضروری ہے اور یہ نئی تہذیبی ہے۔

۱۱- مروان اصغر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی سواری قبلہ رخ بٹھائی اور پھر اس کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے لگے۔ میں نے کہا: اے ابو عبدالرحمن! کیا اس سے منع نہیں کیا گیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! کھلی فضا میں اس سے روکا گیا ہے، مگر جب تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ فَارِسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى عَنْ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْغَرَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ أَتَانَا رَاحِلَتَهُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ جَلَسَ يَبُولُ إِلَيْهَا، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَلَيْسَ قَدْ نُهِِيَ عَنْ هَذَا؟ قَالَ: بَلَى، إِنَّمَا نُهِِيَ عَنْ ذَلِكَ فِي الْقَضَاءِ، فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ.

🕌 قاعدہ: یہ روایت ضعیف ہے بشرط صحت یہ عمل ان حضرات کی دلیل ہے جو بندگان (یعنی بیت الخلا) یا اوٹ میں قبلہ کی طرف منہ پاشت کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور معروف فقہی قاعدہ ہے کہ جہاں رسول اللہ ﷺ کے صریح فرمان اور آپ کے فعل میں تعارض محسوس ہو وہاں امت کے لیے معتبر آپ کا فرمان ہوا کرتا ہے، اس لیے یہاں آپ کے صریح فرمان اور فعل میں تعارض نہیں بلکہ آپ کا فعل آپ کیلئے خاص اور امت کے لیے وہی فرمان ہے جس کا بیان اوپر گزرا ہے۔ یا بقول امام شافعی رحمہ اللہ: نبی عام ہے البتہ گھروں یا تعمیر شدہ بیت الخلاؤں میں رخصت ہے اور بقول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ: نبی تہذیبی ہے اور فعل بیان جواز کیلئے ہے۔ بہر حال احتیاط اسی میں ہے کہ پیشاب پاخانے کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ پاشت نہ کی جائے۔ (نیل الاوطار ج: ۱ باب نہی المنخلی عن استقبال القبلة و استدبارھا)

(المعجم ۵) - باب الرخصة في ذلك باب ۵- اس مسئلے میں رخصت کا بیان (التحفة ۵)

۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۱۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں (ایک بار) گھر کی چھت پر چڑھا تو دیکھا کہ

۱۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۹۲/۱ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۶۰، والدارقطني: ۵۸/۱، والحاكم على شرط البخاري: ۱۵۴/۱، ووافقه الذهبي، وحسنه الحازمي في "الاعتبار في النسخ والمسنوخ من الأخبار" الحسن بن ذكوان مدلس، ولم أجد تصريح سماعه.

۱۲- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب من تبرز على لبتين، ح: ۱۴۵ من حديث مالك، ومسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ۲۶۶ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الموطأ (رواية يحيى بن يحيى الليثي: ۱۹۳/۱، ۱۹۴).

يَخْبِي بِنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: لَقَدْ أَرْتَقَيْتُ عَلَى
ظَهْرِ النَّبِيِّ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى لَبَتَيْنِ
مُسْتَقْبِلِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ.

۱۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ ہم پیشاب کے لیے قبلے کی
طرف نہ کریں۔ پھر میں نے آپ کی وفات سے ایک
سال پہلے آپ کو دیکھا کہ آپ قبلے کی طرف نہ کر کے
(قضائے حاجت کے لیے) بیٹھے تھے۔

۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي
قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ
عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَى نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ
أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ، فَرَأَيْتُهُ قَبْلَ أَنْ
يُقْبِضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا.

فائدہ: ان احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ گھروں میں تعمیر شدہ بیت الخلاؤں میں بیت اللہ کی طرف پشت
کرنا جائز ہے جبکہ اس مسئلہ کی جملہ احادیث سے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے جیسا کہ
حدیث نمبر ۱۱ کے فوائد و مسائل میں گزرا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (الروضة الندية شرح الدرر البهية) باب
ترك الاستقبال واستدبار القبلة

باب ۶- قضائے حاجت کے وقت

کپڑا اتارنے کا ادب

(المعجم ۶) - بَابُ: كَيْفَ التَّكْشِفُ

عِنْدَ الْحَاجَةِ (التحفة ۶)

۱۴- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ رَجُلٍ،
عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ
۱۳- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی
ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو جب تک
زمین کے قریب نہ ہو جاتے اپنا کپڑا اٹھاتے تھے۔

۱۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء من الرخصة في ذلك، ح: ۹، وابن ماجه،
ح: ۳۲۵ عن محمد بن بشار به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۸، وابن
حبان (موارد)، ح: ۱۳۴، والحاكم: ۱/۱۵۴، ووافقه الذهبي.

۱۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۹۶/۱ من حديث أبي داود به، * رجل: مجهول، ورواه
الترمذي، ح: ۱۴ من طريق الأعمش عن أنس، والإسماعيلي والبيهقي من طريق الأعمش عن القاسم بن محمد
عن ابن عمر به، وقال الدارقطني: "وكلاهما غير ثابت" * والأعمش مدلس ولم أجد تصريح سماعه.

قضاء حاجت کے احکام و مسائل

حَاجَةٌ لَا يَرْفَعُ ثَوْبَهُ حَتَّى يَذْنُو مِنَ الْأَرْضِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَهُوَ ضَعِيفٌ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو عبد السلام بن حرب نے اعمش سے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے مگر یہ سند ضعیف ہے۔

🌞 فائدہ: ① یہ روایت ضعیف ہے تاہم بہتر یہی ہے کہ انسان کو عیال میں بھی عریاں (ننگا) ہونے میں از حد احتیاط کرنی چاہیے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ ہتھیار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔

(المعجم ۷) - باب كَرَاهِيَةِ الْكَلَامِ عِنْدَ الْخَلَاءِ (التحفة ۷)

باب: ۷- قضاء حاجت کے دوران بات چیت مکروہ ہے

۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عِيَّاضٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَأَشْفَقَيْنِ عَنْ عَوْرَتَيْهِمَا يَتَحَدَّثَانِ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَمَقُّتُ عَلَى ذَلِكَ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا لَمْ يُسْنِدْهُ إِلَّا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ.

۱۵- حضرت ابو سعید خدری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: ”دو شخص اس طرح پاخانے کے لیے نہ نکلیں کہ وہ اپنی شرم گاہیں کھولے پاخانہ کر رہے ہوں اور باتیں بھی کیے جا رہے ہوں بلاشبہ اللہ عزوجل اس بات پر ناراض ہوتا ہے۔“

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف عکرمہ بن عمار نے مسند بیان کیا ہے۔

🌞 فائدہ: یہ روایت اگرچہ سند ضعیف ہے لیکن دوسری صحیح روایات سے قضاء حاجت کے وقت ایک دوسرے کے سامنے اپنی شرم گاہیں کھولنے اور باہم گفتگو کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے جیسے حدیث ہے: ”مرؤہ مرد کی شرم گاہ اور عورت عورت کی شرم گاہ کی طرف نہ دیکھے۔“ (صحیح مسلم، الحیض، حدیث: ۳۳۸) دوسری حدیث میں ہے: ”ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزر رہا تھا کہ آپ پیشاب کر رہے تھے اس نے آپ کو سلام کیا لیکن

۱۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن الاجتماع على الخلاء، ح: ۳۴۲ من حديث عكرمة بن عمار به، والنسائي في السنن الكبرى، ح: ۳۳، ۳۲، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۱، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۷، والحاكم: ۱۵۷/۱، ووافقه الذهبي * عكرمة بن عمار مضطرب الحديث عن يحيى بن أبي كثير، وقيل: تابعه أبان بن يزيد ولم أجده، وللحديث لون آخر عند الطبراني في الأوسط، ح: ۱۲۸۶، وسنده ضعيف، وله طريق آخر عند ابن السكن (بيان الوهم والإيهام: ۵/۲۶۰، ح: ۲۴۶۰)، وسنده ضعيف.

آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (صحیح مسلم، الحیض، حدیث: ۳۷۰) حالانکہ سلام کا جواب دینا ضروری ہے اس کے باوجود آپ نے جواب نہیں دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب سلام کا جواب دینا پسند نہیں تو دوسری باتیں کرنا کس طرح جائز ہوگا؟ غالباً اسی وجہ سے بعض علماء نے ابوداؤد کی زیر بحث حدیث کو صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الموسوعة الحديثية، مسند الامام احمد، ج: ۱۷، حدیث: ۱۱۳۱۰ - صحیح الترغیب، ۱/۱۷۵)

(المعجم ۸) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَرُدُّ
بَاب: ۸- پیشاب کرتے ہوئے
السَّلَامَ وَهُوَ يَبُولُ؟ (التحفة ۸)
سلام کا جواب دینا؟

۱۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: (ایک بار) نبی کریم ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس سے گزرا اس نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دوسروں سے روایت کی گئی ہے: ”نبی ﷺ نے (فارغ ہو کر) تیمم کیا اور پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔“

۱۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرِ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَغَيْرِهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَيَمَّمَ ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ.

۱۷- حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس سے گزرے اور آپ پیشاب کر رہے تھے۔ انہوں نے سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا حتیٰ کہ آپ نے وضو کیا (اور جواب دیا) اور معذرت کرتے ہوئے فرمایا: ”مجھے یہ بات ناپسند آئی کہ طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں۔“

۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ الْمُثَنِّرِ أَبِي سَاسَانَ، عَنْ الْمُهَاجِرِ بْنِ قَنْفَذٍ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى تَوَضَّأَ، ثُمَّ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: «إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ

۱۶- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب التیمم، ح: ۳۷۰ من حدیث سفیان الثوری به، ورواه الترمذی، ح: ۹۰، والنسائی، ح: ۳۷، وابن ماجه، ح: ۳۵۳، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ۴۳۵/۸.

۱۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب رد السلام بعد الوضوء، ح: ۳۸، وابن ماجه: ۳۵۰ من حدیث سعید بن أبي عروبہ به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۰۶، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۸۹، والحاكم ۱/۱۶۷، ۳/۴۷۹ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، الحسن البصري مدلس وعتم، ولاصل الحديث شواهد دون قوله: ”حتى توضع“.

۱- کتاب الطہارۃ

اللہ، تَعَالٰی ذِکْرُہٗ، اِلَّا عَلٰی طَہْرٍ» اَوْ قَالَ : راوی کو شبہ ہے کہ آپ ﷺ نے [عَلٰی طَہْرٍ] کہا تھا یا «عَلٰی طَہَارَۃٍ»۔ (معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت ایک دوسرے طریق سے آتی ہے اور وہ صحیح ہے اس میں صرف یہاں تک بیان ہے کہ نبی ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۳۷۰) اس لیے ابو داؤد کی حدیث نمبر ۱۷ کا اگلا حصہ کہ آپ نے وضو کیا..... یہ صحیح نہیں، اس لیے یہ بات تو صحیح ثابت ہوئی کہ پیشاب پاخانہ کرتے ہوئے سلام کا جواب نہ دیا جائے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ سلام کا جواب یا اللہ کا ذکر وضو کے بغیر جائز نہیں۔ ② اس سے یہ بات بھی مستفاد ہوتی ہے کہ قضاء حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے شخص کو سلام نہ کیا جائے۔ (ص-ی)

(المعجم ۹) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَذْكُرُ
اللہ تَعَالٰی عَلٰی غَيْرِ طَہْرٍ (التحفة ۹)

۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا
ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ
سَلَمَةَ يَغْنِي الْفَأَفَاءَ، عَنْ الْبَيْهَقِيِّ، عَنْ
عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

🌞 فائدہ: کسی بھی مسلمان کو مرد ہو یا عورت کسی حال میں بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہیں رہنا چاہیے (سوائے بیت الخلا وغیرہ کے) با وضو ہو یا بے وضو ظاہر ہو یا مخفی۔ قرآن مجید بھی اللہ کا ذکر ہے مگر حالت جنابت میں ناجائز ہے۔ خواتین کو بھی ایام مخصوصہ میں عام ذکر اذکار کی پابندی کرنی چاہیے۔ مگر ان کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کے مسئلہ میں اختلاف ہے۔ امام مالک، طبری، ابن المذر، داؤد اور امام بخاری رحمہم اللہ کا میلان مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ ہے کہ مباح اور جائز ہے۔ بالخصوص ایسی خواتین جو قرآن مجید کی حافظہ ہوں یا علوم شرعیہ کے درس و تدریس سے متعلق ہوں ان کے لیے یہ تعطل انتہائی حارج ہوتا ہے۔ جبکہ جنابت کا حدث بہت مختصر وقت کے لیے ہوتا ہے۔ اگرچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ جنس کے لیے بھی تلاوت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح البخاری و فتح الباری، کتاب الحيض، باب تقضي الحائض المناسك كلها.....)

۱۸- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب ذكر الله تعالى في حال الجنابة وغيرها، ح: ۳۷۳ عن محمد بن العلاء به، ورواه الترمذي، ح: ۳۳۸۴، وابن ماجه، ح: ۳۰۲، وعلقه البخاري في صحيحه، الفتح: ۴۰۷/۱، ۱۱۴/۲ * ذكرها بن أبي زائدة صرح بالسماع عند أحمد: ۲۷۸/۶.

تقاضے حاجت کے احکام و مسائل

باب: ۱۰- ایسی انگوٹھی جس میں اللہ کا ذکر

کندہ ہو بیت الخلا میں لے جانا

(المعجم ۱۰) - باب الْخَاتَمُ يَكُونُ فِيهِ

ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى يَدْخُلُ بِهِ الْخَلَاءُ

(التحفة ۱۰)

۱۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ جب بیت الخلا جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار لیا کرتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے (یعنی ثقافت کی روایت کے خلاف ہے) جبکہ معروف

سند یوں ہے: عن ابن جریج، عن زیاد بن سعد، عن زہری، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہ نبی ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی پھر اسے اتار دیا..... مذکورہ بالا پہلی حدیث میں وہم ہمام کو ہوا ہے اور اسے صرف ہمام نے روایت کیا ہے۔

۱۹- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْحَقَفِيِّ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَضَعَ خَاتَمَهُ.

قال أبو داؤد: هذا حديثٌ مُنْكَرٌ، وَإِنَّمَا يُعْرِفُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قال: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرَقٍ ثُمَّ أَلْقَاهُ. وَالْوَهْمُ فِيهِ مِنْ هَمَّامٍ، وَلَمْ يَرَوْهُ إِلَّا هَمَّامٌ.

🌞 فائدہ: اصل روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور پھر اسے اتار دیا۔ گویا بیت الخلا میں جاتے وقت انگوٹھی اتار دینے کی روایت ضعیف ہے۔ تاہم ادب و احترام کا تقاضا ہے کہ ایسی انگوٹھی یا کتاب وغیرہ جس میں اللہ کا نام ہو بیت الخلا میں لے جانا مناسب نہیں ہے۔ مذکورہ بالا سند کے منکر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہمام نے حدیث کا لفظ روایت کرنے میں ثقافت کی مخالفت کی ہے اور اس متن کو ایک دوسری حدیث کے متن کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہے۔

باب: ۱۱- پیشاب سے خوب اچھی طرح

پاک ہونے کا بیان

(المعجم ۱۱) - باب الْإِسْتِبْرَاءِ مِنْ

الْبَوْلِ (التحفة ۱۱)

۲۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی

کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے

۲۰- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَهَنَادُ بْنُ

السَّرِيِّ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ

۱۹- تخریج: [إسناده ضعیف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ذكر الله عز وجل على الخلاء والخاتم في الخلاء، ح: ۳۰۳ عن نصر بن علي به، ورواه الترمذي، ح: ۱۷۴۶، والنسائي، ح: ۵۲۱۶، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب" * ابن جريج مدلس وعنعن.

۲۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأدب، باب الغيبة... الخ، ح: ۶۰۵۲، ومسلم، الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه، ح: ۲۹۲ من حديث وكيع به، ورواه الترمذي، ح: ۷۰، والنسائي، ح: ۳۱، وابن ماجه، ح: ۳۴۷.

تضائے حاجت کے احکام و مسائل

قال: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ،
عن ابن عَبَّاسٍ قال: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ
فَقَالَ: «إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ،
أَمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزَهُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا هَذَا
فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ»، ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ
رَطَبٍ فَسَقَّهُ بَاثْنَيْنِ، ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هَذَا
وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا وقال: «لَعَلَّهُ
يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَنْبَسَا» قال هَنَادٌ:
«يَسْتَنْزِرُ» مكان «يَسْتَنْزَهُ».

فرمایا: ”انہیں عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں کسی بہت
بڑی بات میں عذاب نہیں دیا جا رہا ہے۔ رہا یہ شخص! تو یہ
پیشاب سے نہ بچتا تھا اور یہ (دوسرا) تو یہ چغل خوری کیا
کرتا تھا۔“ پھر آپ نے کھجور کی ایک تازہ ٹہنی مگلوئی
اسے دو حصوں میں چیرا اور ہر دو قبروں پر ایک ایک کو گاڑ
دیا اور فرمایا: ”امید ہے کہ ان کے خشک ہونے تک ان
کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔“

ہناد کے الفاظ [يَسْتَنْزَهُ] ”پیشاب سے نہیں بچتا
تھا۔“ کی بجائے [يَسْتَنْزِرُ] ”پردہ نہ کرتا تھا“ ہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ اللہ عزوجل ہی کے بتانے سے ایسی خبریں دیا کرتے تھے۔ فرمایا: ﴿وَمَا
يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ۳-۴) ”وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے۔ جو کہتے
ہیں وحی ہوتی ہے ان پر نازل کردہ۔“ [اس حدیث سے بعض لوگ یہ مسئلہ اخذ کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ غیب جانتے
تھے حالانکہ امور غیب کے بارے میں اصل بات یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہیں انہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ارشاد
باری تعالیٰ ہے: ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنَ
رِزْقٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حِجَابَ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ﴾ (الانعام: ۵۹)
”اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب
چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری یا سوکھی
چیز نہیں مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔“ اور فرمایا: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ
إِلَّا اللَّهُ وَمَا يُشْعُرُونَ أَيَّانَ يُنْعَمُونَ﴾ (النمل: ۶۵/۶۷) ”اے پیغمبر! کہہ دیجیے کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں
ہیں اللہ کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کب (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں
گے۔“ البتہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے غیب کی جس بات پر چاہتا ہے مطلع فرما دیتا ہے۔ ارشاد
باری تعالیٰ ہے: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۖ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ
مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا﴾ (الحج: ۲۶، ۲۷) ”(وہی) غیب کی بات جاننے والا ہے اور کسی پر
اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا ہاں جس پیغمبر کو پسند فرمائے تو اس کو غیب کی باتیں بتا دیتا ہے اور اس کے آگے اور پیچھے
نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرَىٰ مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنْ
اتَّبَعُوا إِلَّا مَا يُوْحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾ (الأحقاف: ۹/۱۰) ”کہہ دیجیے کہ میں کوئی الوکھا رسول نہیں آیا اور

قضاء حاجت کے احکام و مسائل

میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی آتی ہے اور میرا کام تو صاف صاف (کھلم کھلا) ڈرانا ہے۔“ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور حدیث میں ہے کہ جب حضرت جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: [مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ] (صحیح البخاری الايمان) باب سؤال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الايمان..... حدیث ۵۰: ”صحیح مسلم الايمان“ حدیث ۸: ”اس کے بارے میں مسئلہ کو مسائل سے زیادہ علم نہیں ہے۔“ پھر آپ نے جبریل علیہ السلام کو قیامت کی چند نشانیوں کے بارے میں ضرور بتلایا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس اتنا علم غیب تھا جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم کروا دیا تھا، اسی کے بارے میں آپ نے بوقت ضرورت بتایا، غیب کے باقی امور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہیں بتایا، ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ تھا۔ [۲۰] پیشاب سے طہارت حاصل نہ کرنا یا اس کے چھینٹوں سے نہ بچنا یا پردہ نہ کرنا یعنی برسر عام پیشاب پاخانہ کرنے کے لیے بیٹھ جانا عذاب قبر کا باعث ہے۔ [۲۱] چغل خوری کو بھی عام سی بات نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یہ بھی بہت بڑا گناہ اور عذاب قبر کا باعث ہے۔ [۲۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبروں پر چھڑیاں رکھنے کا عمل آپ ہی سے مخصوص ہے۔ آپ کے بعد صحابہ میں سے کسی نے بھی عمل نہیں کیا اب جو لوگ کرتے ہیں ایک بدعت کے مرتکب ہوتے ہیں۔

۲۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۱- جناب عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ ہمیں جریر حدثنا جریر عن منصور، عن مجاهد، نے منصور کے واسطے سے مجاہد سے بیان کیا ہے انہوں عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بِمَعْنَاهُ قَالَ: نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔ جریر نے کہا: [كَانَ لَا يَسْتَنْزِعُ مِنْ بَوْلِهِ] وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: [كَانَ لَا يَسْتَنْزِعُهُ مِنْ بَوْلِهِ] .

فائدہ: [لَا يَسْتَنْزِعُ] کا ظاہر معنی ہے کہ ”پردہ نہ کرتا تھا۔“ اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ”وہ اپنے اور پیشاب کے درمیان کوئی چیز حائل نہ کرتا تھا تا کہ وہ اس کے جسم اور کپڑوں کو نہ لگے۔“ اس طرح دونوں لفظ معنوی طور پر ایک ہی مفہوم کے حامل ہیں۔

۲۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: ۲۲- حضرت عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن زیاد: حدثنا الأعمش عن زید بن وهب، میں اور عمرو بن عاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اسی دوران

۲۱- تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: من الكبائر أن لا يستن من بوله، ح: ۲۱۶ عن عثمان بن أبي شيبة به . ۲۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب البول إلى ستره يستتر بها، ح: ۳۰، وابن ماجه، ح: ۳۴۶ من حديث الأعمش به * الأعمش، تقدم (۱۴) وعنن .

تضائے حاجت کے احکام و مسائل

آپ باہر نکلے اور آپ کے پاس (چمڑے کی) ایک ڈھال تھی آپ نے اسی سے پردہ کیا اور پھر پیشاب کیا۔ ہم (میں سے بعض) نے کہا کہ دیکھو ایسے پیشاب کر رہے ہیں جیسے کہ عورت (چھپ چھپا کر) پیشاب کرتی ہے۔ یہ بات آپ نے سن لی آپ نے فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بنو اسرائیل کے ایک شخص کا کیا حال ہوا تھا؟ ان کو اگر پیشاب لگ جاتا تھا تو وہ اس حصے کو کاٹ ڈالتے تھے۔ اس شخص نے اپنی قوم کو اس کام سے روک دیا تو اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔“

عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَنَةَ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَجَ وَمَعَهُ دَرَقَةُ ثُمَّ اسْتَرَّ بِهَا ثُمَّ بَالَ، فَقُلْنَا: انْظُرُوا إِلَيْهِ يَبُولُ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ، فَسَمِعَ ذَلِكَ فَقَالَ: «أَلَمْ تَعْلَمُوا مَا لَقِيَ صَاحِبُ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ كَانُوا إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَطَعُوا مَا أَصَابَهُ الْبَوْلُ مِنْهُمْ فَفَنَهَاهُمْ فَعُذِبَ فِي قَبْرِهِ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ منصور نے ابو وائل سے انہوں نے ابو موسیٰ رحمہ اللہ سے اس حدیث میں یہ لفظ کہے: [جَلَدَ أَحَدِهِمْ] ”اپنے چمڑے کو کاٹ دیتے۔“ جب کہ عاصم نے ابو وائل سے انہوں نے ابو موسیٰ سے انہوں نے نبی ﷺ سے یہ لفظ کہے: [جَسَدَ أَحَدِهِمْ] ”اپنے جسم کو کاٹ دیتے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَنْصُورٌ: عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «جَلَدَ أَحَدِهِمْ»، وَقَالَ عَاصِمٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «جَسَدَ أَحَدِهِمْ».

 فوائد و مسائل: [قَطَعُوا مَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ] ”جس کو پیشاب لگتا تھا اسے کاٹ دیتے تھے۔“ اس میں ابہام ہے کہ کس چیز کو کاٹتے تھے؟ ابو داؤد کی دوسری روایات میں سے ایک میں [جلد] ”چمڑے“ کا اور دوسری میں [جسد] ”جسم“ کا ذکر ہے۔ جسد کے لفظ کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف ابی داؤد میں منکر کہا ہے اور جلد سے مراد چمڑے کا لباس مراد لیا گیا ہے جو پہنا جاتا ہے۔ اس طرح کاٹے جانے والی چیز جسم کا حصہ نہیں بلکہ لباس (کپڑا یا چمڑا) ہوتا تھا جسے پیشاب لگ جاتا تھا صحیح بخاری کی روایت سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے جس کے الفاظ ہیں: [إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ أَحَدِهِمْ قَرَضَهُ] [بخاری، الوضوء، حدیث: ۲۲۶] ”جب ان میں سے کسی کے کپڑے کو پیشاب لگ جاتا تو وہ اسے کاٹ دیتا تھا۔“ اس سے حسب ذیل باتیں مستفاد ہوتی ہیں: ① اسلام ہمیشہ سے طہارت و پاکیزگی کا داعی رہا ہے۔ بنی اسرائیل میں یہ احکام انتہائی سخت تھے۔ جس بد بخت نے لوگوں کو اس امر شرعی کی مخالفت پر ابھارا تھا اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔ ② اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے روکنا اس میں تحریف کرنا یا تاویل باطل سے اسے مہمل قرار دینا حرام اور شقاوت (بد بختی) کا کام ہے اور ایسا شخص عذاب الہی کا مستحق ہے۔

۱- کتاب الطہارۃ - قضاے حاجت کے احکام و مسائل

(المعجم ۱۲) - باب الْبَوْلِ قَائِمًا

باب: ۱۲- کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

(التحفة ۱۲)

۲۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمٌ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ حَسْبٍ: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ: وَهَذَا لَفْظُ حَفْصِ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سُبَّاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ: فَذَهَبْتُ أَتْبَاعُهُ، فَذَعَانِي حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ.

۲۳- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے کوڑے کے ایک ڈھیر پر آئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ پھر آپ نے پانی منگوا لیا اور (وضو کیا اس وضو میں آپ نے) اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (ان کے شیخ) مسدد نے کہا کہ راوی حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (اس موقع پر) میں آپ سے دور ہٹنے لگا تو آپ نے مجھے بلایا حتیٰ کہ میں (آپ کے قریب آ گیا اور) آپ کے پیچھے ایڑیوں کے پاس کھڑا ہو گیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ ضرورت کے موقع پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے بشرطیکہ چھینے پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ چنانچہ اس حدیث کے پیش نظر حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، ابن عمرؓ اور زید بن ثابتؓ سے منقول ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے لیکن سنت یہ ہے کہ آدمی بیٹھ کر پیشاب کرے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: ”جو شخص تمہیں یہ بیان کرے کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے تو اس کی بات کی تصدیق نہ کرو کیونکہ آپ ﷺ تو ہمیشہ بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے۔“ (جامع الترمذی، الطہارۃ، باب ما جاء فی النهی عن البول قائماً، حدیث: ۱۲، و سنن النسائی، الطہارۃ، حدیث: ۲۹) امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں سب سے زیادہ صحیح روایت یہی ہے اور پھر بیٹھ کر پیشاب کرنے میں پردہ پوشی بھی زیادہ ہے اور آدمی پیشاب کے چھینٹوں سے بھی زیادہ محفوظ رہتا ہے۔ آج کل ماڈرن قسم کے لوگ جو مغرب کی نقالی میں حد سے بڑھ چکے ہیں، ہونٹوں اور پارکوں میں کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں اور اس میں فخر محسوس کرتے ہیں، حالانکہ ہر معاملے میں غیروں کی نقالی کرنا سراسر حدیث رسول کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت نبوی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور انگریز کی اور غیر مسلموں کی نقالی سے بچائے۔ ② نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض حالات میں لوگوں کے قریب بھی پیشاب کیا جاسکتا ہے۔

۲۳- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب البول قائماً وقاعداً، ح: ۲۲۴ من حديث شعبة به، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ۲۷۳ من حديث سليمان الأعمش به، ورواه الترمذي، ح: ۱۳، والنسائي ۱۸، ۲۶، ۲۸، وابن ماجه، ح: ۳۰۵.

(المعجم ۱۳) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَبُولُ
باب: ۱۳- انسان رات کو کسی برتن میں پیشاب کرے اور پھر اسے اپنے پاس پڑا رہنے دے
۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا حَبَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ حُكَيْمَةَ بِنْتِ أُمِّيمَةَ ابْنَةِ رُقَيْقَةَ، عَنْ أُمِّهَا أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَدَحٌ مِنْ عِيدَانٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ.

۲۴- حضرت اُمیمہ بنت رُقیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: نبی ﷺ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جو آپ کی چارپائی کے نیچے رکھا ہوتا تھا۔ آپ رات کو اس میں پیشاب کر لیا کرتے تھے۔

☀ فائدہ: بیماری سردی یا کسی دوسرے عذر کی بنا پر انسان کسی برتن میں پیشاب کر لے اور بعد میں اسے باہر گرادیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ الْمَوَاضِعِ الَّتِي نَهَى عَنِ الْبَوْلِ فِيهَا (التحفة ۱۴)
باب: ۱۴- وہ مقامات جہاں پیشاب کرنا منع ہے
۲۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اتَّقُوا اللَّاعِنِينَ». قَالُوا: وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ ظِلِّهِمْ».

۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”لعت کے دو کاموں سے بچو۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! لعت کے وہ کون سے دو کام ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”جو لوگوں کے راستے میں یا ان کے سائے میں پاخانہ کرتا ہے۔“

۲۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيُّ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبُو حَفْصٍ وَحَدِيثُهُ
۲۶- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لعت کے تین کاموں سے

۲۴- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب البول في الإناء، ح: ۳۲ من حديث حجاج بن محمد به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۴۲۳، والحاكم ۱/۱۶۷، ووافقه الذهبي.

۲۵- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن التخلي في الطرق والظلال، ح: ۲۶۹ عن قتبية به.

۲۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن الخلاء على قارعة الطريق، ح: ۳۲۸ من حديث نافع بن يزيد به، وصححه الحاكم ۱/۱۶۷، ووافقه الذهبي، وضعفه البوصيري لعله الإرسال * أبو سعيد الحنجري لم يدرك معاذ بن جبل رضي الله عنه، وللحديث شاهد ضعيف عند أحمد: ۲۹۹/۱، وحديث مسلم، ح: ۲۶۹ يغني عنه.

أَتَمُّ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَهُمْ، بَجُو- (یعنی) پانی کے گھاٹ پر پاخانہ کرنے سے عین رستے میں یا (لوگوں کے) سائے میں۔“
 أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنِي حَيَوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْجَمِيرِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اتَّقُوا الْمَلَأَيْنِ الثَّلَاثَةَ: الْبَرَّازَ فِي الْمَوَارِدِ، وَقَارِعَةَ الطَّرِيقِ، وَالظَّلَّ».

☀ فائدہ: یہ روایت سداً ضعیف ہے۔ البتہ صحیح حدیث یہ ہے: دو لعنت والے کاموں سے بچو! ایک یہ کہ عام گزرگاہ میں پاخانہ کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ لوگوں کی سائے والی جگہ میں یہ کام کیا جائے۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۶۹)
 اس حدیث سے یہ استدلال صحیح ہے کہ گھاٹ سمیت ایسی تمام جگہوں پر بول و براز کرنا صحیح نہیں جس سے دوسرے لوگوں کو تکلیف ہو۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ: فِي الْبَوْلِ فِي

باب: ۱۵- غسل خانے میں پیشاب کا مسئلہ

الْمُسْتَحَمِّ (التحفة ۱۵)

۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ

۲۷- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص غسل خانے میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔ کہ بعد میں وہ وہیں نہائے گا۔“

وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قَالَ أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ: أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ، وَقَالَ الْحَسَنُ عَنْ أَشْعَثَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مُغْفَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ» قَالَ أَحْمَدُ: «ثُمَّ يَتَوَضَّأُ فِيهِ، فَإِنَّ عَامَّةَ الْوُضُوءِ مِنْهُ».

احمد روایت کرتے ہیں: ”پھر وہ وہیں وضو کرے گا“ کیونکہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔“

۲۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب كراهة البول في المغسل، ح: ۳۰۴ من حديث عبد الرزاق، والترمذي، ح: ۲۱ من حديث معمر به، وقال: ”غريب“، وعلقه البخاري: ۵۸۸/۸، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۲۵۲، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/۱۶۷، ۱۸۵، ووافقه الذهبي * الحسن البصري مدلس وعنعن والحديث الآتي يغني عنه.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے البتہ اگلی حدیث صحیح ہے جو اسی کے ہم معنی ہے۔

۲۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حُمَيْدِ الْجَمِيرِيِّ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا ضَحَبَ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا ضَحَبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ أَوْ يَتَوَلَّى فِي مُعْتَسِلِهِ.

۲۸- حمید حمیری، عبدالرحمن کے صاحب زادے کہتے ہیں کہ میں ایک صاحب سے ملا جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض یافتہ تھے جیسے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کی صحبت میں رہے تھے، انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ہمارا کوئی شخص ہر روز کنگھی کرے یا اپنے غسل خانے میں پیشاب کرے۔“

 فوائد و مسائل: ① غسل خانے میں پیشاب سے بچنا ہی افضل ہے خواہ وہ کچا ہو یا سینٹ اور چس و غیرہ سے بنا ہو کیونکہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ پیشاب کے لیے جگہ علیحدہ بنی ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ الغرض طہارت میں بداحتیاطی کی وجہ سے دوسرے لائق ہو سکتا ہے۔ ② ہر روز کنگھی سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عام دنیا داروں کی طرح ظاہری ٹیپ ٹاپ کا بہت زیادہ اہتمام نہیں ہونا چاہیے جیسے کہ عربوں کا عام معمول تھا کہ وہ بال بے رکھتے تھے، البتہ سادہ انداز میں کنگھی سے بالوں کو برابر کرنا کہ انسان باوقار نظر آئے ان شاء اللہ مباح ہے۔ عام مفہوم میں کنگھی کرنے کو بھی محدثین کرام نے نہی تنزیہی پر محمول کیا ہے۔ بہر حال مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی ذاتی زیب و زینت کو روزانہ کا معمول نہ بنائے جیسے کہ ہمارے گھروں میں یہ مصیبت درآئی ہے کہ حمام میں آئینہ کنگھا، تیل و عطر، دروازے پر آئینہ کنگھا اور ڈریسنگ میز وغیرہ بچے رہتے ہیں۔ کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر روز دوبار کنگھی کرتے تھے۔ ③ حدیث شریف میں وارد حکم مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کے لیے بھی ہے۔ اگرچہ زیب و زینت ان کے لیے ایک اعتبار سے مطلوب ہے مگر اس میں بھی اعتدال ضروری ہے، نہ یہ کہ انسان ہر وقت اپنی ظاہری اور مصنوعی افزائش حسن ہی پر لگا رہے۔

(المعجم ۱۶) - باب النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ باب: ۱۶- بیل میں پیشاب کی ممانعت

فِي الْجُحْرِ (التحفة ۱۶)

۲۹- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ ۲۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے

۲۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر النهي عن الاغتسال بفضل الجنب، ح: ۲۳۹ من حديث داود بن عبد الله به.

۲۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب كراهية البول في الجحر، ح: ۳۴ من حديث معاذ

ابن هشام به، وصححه الحاكم: ۱/۱۸۶ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * قتادة مدلس وعنن.

مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْجُحْرِ قَالَ: قَالُوا لِقَتَادَةَ: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْبَوْلِ فِي الْجُحْرِ؟ قَالَ: كَانَ يُقَالُ: إِنَّهَا مَسَاكِينُ الْجَنِّ.

کہ نبی ﷺ نے بل میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لوگوں نے قتادہ سے کہا کہ بل میں پیشاب کیوں مکروہ و ممنوع ہے؟ تو انہوں نے کہا: ”کہا جاتا ہے کہ ان میں جن رہتے ہیں۔“

☀ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ بلوں میں پیشاب نہ کیا جائے کیونکہ بلوں میں بالعموم موذی جانور بھی ہوتے ہیں تو ان میں پیشاب کرنے سے کوئی آزار بھی پہنچ سکتا ہے اس لیے کھلے باحول کو چھوڑ کر کسی بل یا سوراخ کو پیشاب کرنے کے لیے استعمال کرنا کوئی عقل و دانش کی بات نہیں ہے۔

(المعجم ۱۷) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- بیت الخلا سے نکل کر انسان کیا پڑھے؟

۳۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَائِشَةُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ قَالَ: «غُفْرَانُكَ».

۳۰- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ جب بیت الخلا سے فارغ ہو کر نکلتے تو کہتے: «غُفْرَانُكَ» [اے اللہ! میں تیری بخشش چاہتا ہوں۔]

☀ فائدہ: علاوہ ازیں اور بھی دعائیں آئی ہیں مگر یہ حدیث اور دعا دیگر دعاؤں کے مقابلے میں سند کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے۔ علامہ خطابی اس دعا کی حکمت یہ بتاتے ہیں کہ چونکہ یہ وقت اللہ کے ذکر کے بغیر گزرتا ہے اس لیے اس پر استغفار کی تعلیم دی گئی ہے۔

(المعجم ۱۸) - باب كَرَاهِيَةِ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِينِ فِي الْإِسْتِنَاءِ (التحفة ۱۸)

باب: ۱۸- استنجاء میں شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے چھونے کی ممانعت

۳۱- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ وَمُوسَى

۳۱- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی

۳۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما يقول إذا خرج من الخلاء، ح: ۷، وابن ماجه، ح: ۳۰۰ من حديث إسرائيل بن يونس به، وقال الترمذي: "غريب حسن"، وأصححه ابن خزيمة، ح: ۹۰، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۴۴۱، وابن الجارود، ح: ۴۲، والحاكم: ۱/ ۱۸۵، ووافقه الذهبي.

۳۱- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لا يمسك ذكره بيمينه إذا بال، ح: ۱۵۳، ۱۵۴، ومسلم، الطهارة، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، ح: ۲۶۷ من حديث يحيى بن أبي كثير به، ورواه الترمذي، ح: ۱۵، ۱۶.

ابنِ إسماعیل قال: حدثنا أبان: حدثنا يحيى عن عبد الله بن أبي قتادة، عن أبيه قال: قال نبي الله ﷺ: «إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمَسُّ ذَكَرَهُ يَمِينِهِ، وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَتَمَسَّحُ يَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلَا يَشْرَبُ نَفْسًا وَاحِدًا».

ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے بیٹھے تو اپنے ذکر (عضو مخصوص) کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے۔ اور جب کوئی پاخانے کے لیے آئے تو دائیں ہاتھ سے استنجہ نہ کرے اور جب کچھ پیے تو ایک سانس میں نہ پیے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جب استنجا جیسی اہم ضرورت کے وقت دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو چھونا یا اسے پکڑنا منع ہے تو عام حالات میں اور زیادہ بچنا چاہیے۔ عورتیں بھی اسی حکم کی پابند ہیں۔ ② کوئی چیز پینے کا شرعی ادب یہ ہے کہ اسے تین سانس میں پیاجائے۔

۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ الْمَصْبُحِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَيُّوبَ يَعْنِي الْإِفْرِيقِيَّ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ وَمَعْبُدٍ، عَنْ حَارِثَةَ ابْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَجْعَلُ يَمِينَهُ لَطْعَامِهِ وَشَرَابِهِ وَتَيْبَانِهِ، وَيَجْعَلُ شِمَالَهُ لِمَا سِوَى ذَلِكَ.

۳۲- حضرت حفصہ زوجہ نبی ﷺ بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ اپنا دایاں ہاتھ کھانے پینے اور پہننے (جیسے کاموں) میں استعمال کیا کرتے تھے اور بائیں ہاتھ اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں۔

🌞 فوائد و مسائل: یہ حدیث دلیل ہے کہ دائیں ہاتھ کو فضیلت حاصل ہے۔ ایک روایت میں نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بائیں ہاتھ سے کسی سے کوئی چیز پکڑے نہ بائیں ہاتھ سے کوئی چیز پکڑے۔“ (صحیح مسلم، الأشرہ، باب آداب الطعام والشراب و أحكامهما، حدیث: ۲۰۲۰) اس معاملے میں لوگ احتیاط نہیں کرتے اور چیز لیتے اور دیتے وقت بائیں ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں حالانکہ کھانے پینے کی طرح چیز لیتے اور دیتے وقت بھی صرف دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی بھی بائیں ہاتھ سے کھانے نہ پیے اس لیے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔“ (صحیح مسلم، الأشرہ، باب آداب الطعام والشراب و أحكامهما، حدیث: ۲۰۲۰) اس سے معلوم ہوا کہ

❧ والنسائي، ح: ۲۴، ۲۵، وابن ماجه، ح: ۳۱۰.

۳۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۱۰۹/۴ من حديث ابن أبي زائدة به وقال: "هذا حديث صحيح".

بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطانی کام ہے لیکن بدقسمتی۔۔۔ بت ہے مسلمان فرنگیوں کی نقالی میں بڑے فخر سے بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے ہیں حالانکہ کافروں کے ساتھ مشابہت کرنے پر نہایت سخت وعید ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ نے اسے فرمایا: ”دائیں ہاتھ سے کھا۔“ اس نے کہا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: ”تو نہ ہی طاقت رکھے۔“ اسے صرف تکبر نے ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔ اس حدیث کے راوی فرماتے ہیں اس کے بعد وہ شخص اپنا داہنا ہاتھ منہ کی طرف اٹھا ہی نہیں سکا۔ (صحیح مسلم، الأثریۃ، حدیث: ۲۰۲۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے جو بد دعا فرمائی وہ قبول ہوگئی اس لیے بائیں ہاتھ سے کھانا پینا بہت سخت گناہ ہے۔ نظافت اور صفائی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ کھانے اور پینے کے لیے صرف دایاں ہاتھ ہی استعمال کیا جائے کیونکہ استنجا وغیرہ کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کرنے کا حکم ہے تو جس ہاتھ سے انسان اپنی گندگی صاف کرتا ہے اس ہاتھ سے کھانا پینا کتنا معیوب ہے۔ ایسی پاکیزہ عادات و اطوار کو معمول زندگی بنانے کے لیے اپنی اولاد میں ابتدا ہی سے ان عادات کا اہتمام و التزام کرنا چاہیے تاکہ شرعی آداب کا حامل نیک اور صالح معاشرہ تشکیل پاسکے۔

۳۳- ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان

ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا داہنا ہاتھ وضو اور کھانے (جیسے کاموں) کے لیے (مخصوص) تھا اور بایاں ہاتھ خلا میں استنجا اور دیگر کمزور ہات وغیرہ میں استعمال کرتے تھے۔

۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ :

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْيُمْنَى لِطُهُورِهِ وَطَعَامِهِ، وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى لِيَخْلَاهُ وَمَا كَانَ مِنْ أَدَى.

۳۴- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے

(ایک دوسری سند سے بھی) مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کرتی ہیں۔

۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنِ بَزِيعٍ :

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

🌞 فائدہ: حدیث ۳۳ اور ۳۴ ضعیف ہیں۔ تاہم حدیث ۳۲ صحیح ہے اور اس سے یہ مسئلہ ثابت ہے جیسا کہ اس کے

فوائد کی تفصیل گزری۔

۳۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۶۵ من حديث سعيد بن أبي عروبة به * سعيد بن أبي عروبة مدلس وعن ابن إبراهيم لم يسمع من عائشة رضي الله عنها، والحديث السابق: ۳۲ يغني عنه.

۳۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۶۵ عن عبد الوهاب بن عطاء به، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ۷۲۲ (بتحقيق)، وانظر الحديث السابق: ۳۳.

(المعجم ۱۹) - باب الاستِئْذَارِ فِي

باب: ۱۹- قضائے حاجت کے وقت پردہ کرنا

الْخَلَاءِ (التحفة ۱۹)

۳۵- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جو شخص سرمہ لگائے تو طاق سلاخیاں لگائے جس نے ایسا کیا تو بہتر کیا اور جس نے نہ کیا اس پر کوئی حرج نہیں اور جو استنجا کرنے میں ڈھیلے استعمال کرے اسے چاہیے کہ طاق عدد لے جس نے ایسا کیا تو بہتر کیا اور جس نے نہ کیا اس پر کوئی حرج نہیں اور جس نے کچھ کھایا اور پھر تنکے سے غلال کیا تو چاہیے کہ منہ کے ریزوں کو پھینک دے اور جو کچھ اپنی زبان سے صاف کرے تو وہ نکل لے جس نے کیا خوب کیا اور جس نے نہ کیا اس پر کوئی حرج نہیں اور جو پاخانے کو آئے تو چاہیے کہ کوئی آڑ لے لے اگر کچھ نہ پائے تو ریت کی ڈھیری ہی بنا لے اور اس کی طرف پشت کر لے بلاشبہ شیطان بنی آدم کے سرینوں کے ساتھ کھیلتا ہے جس نے ایسا کیا بہت اچھا کیا اور جس نے نہیں کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔“

۳۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ الْحُصَيْنِ الْخُبَرَانِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ اِكْتَحَلَ فَلْيُؤَيِّرْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ اسْتَجَمَرَ فَلْيُؤَيِّرْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ أَكَلَ فَمَا تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ، وَمَا لَاكْ بِلِسَانِهِ فَلْيَتَلَعَّ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتِزِرْ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا أَنْ يَجْمَعَ كَثِيبًا مِنْ رَمْلِ فَلْيَسْتَذِبرْهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ».

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابو عاصم نے ثور سے روایت کیا تو راوی کا نام..... حصین حمیری بتایا (نہ کہ حمزانی) اور عبد الملک بن صباح نے روایت کیا تو کہا ابو سعید الخیری (نہ کہ صرف ابو سعید)۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ثَوْرٍ. قَالَ حُصَيْنُ الْخُبَرَانِيِّ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ ثَوْرٍ فَقَالَ: أَبُو سَعِيدٍ الْخَيْرِيُّ.

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو سعید الخیری رضی اللہ عنہ کے صحابہ میں سے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو سَعِيدٍ الْخَيْرِيُّ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

۳۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطبري، باب من اکتحل وترا، ح: ۳۴۹۸ من حدیث ثور بن یزید به ۴ حصین مجهول الحال.

۱- کتاب الطہارۃ

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں جو باتیں دوسری احادیث سے ثابت ہیں وہ قابل عمل ہیں۔ دیگر باتوں پر عمل کرنا ضروری نہیں۔

(المعجم ۲۰) - باب مَا يُنْهَى عَنْهُ أَنْ يُسْتَنْجَى بِهِ (التحفة ۲۰)

باب ۲۰- وہ چیزیں جن سے استنجا منع ہے

۳۶- شیبان قتبان روایت کرتے ہیں کہ مسلمہ بن مخلد نے (جو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر میں گورنر تھے) حضرت روفیع بن ثابت رضی اللہ عنہ کو زیریں مصر کی جانب اپنا نائب مقرر کیا۔ شیبان کہتے ہیں کہ ہم جناب روفیع بن ثابت کے ساتھ کوم شریک سے علقماء یا علقماء سے کوم شریک کی جانب چلے ان کی مراد علقام ہے تو حضرت روفیع بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم میں سے کوئی اپنے بھائی کی کمزوری سواری لے لیتا اس شرط پر کہ جو کچھ بھی غنیمت میں سے ملے گا اس میں سے نصف مالک کے لیے اور نصف ہمارے لیے ہوگا۔ اور پھر ایسا بھی ہوتا تھا کہ (تقسیم اموال میں) کسی کو تیر کا پھل ملتا، کسی کو اس کے پر اور کسی کو اس کی لاشی۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے روفیع! امید ہے تجھے میرے بعد لمبی زندگی ملے گی تو تم لوگوں کو بتا دینا کہ جو اپنی ڈاڑھی کو گرہ لگائے یا تانت باندھے یا جانور کے گوبر یا ہڈی سے استنجا کرے تو محمد (ﷺ) اس سے بری ہیں۔“

۳۶- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ: أَخْبَرَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابْنَ فَضَالَةَ الْمِصْرِيَّ، عَنْ عِيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقُتْبَانِيِّ، أَنَّ شَيْمَ بْنَ بَيْتَانَ أَخْبَرَهُ عَنْ شَيْبَانَ الْقُتْبَانِيِّ أَنَّ مُسْلِمَةَ بْنَ مُخَلَّدٍ اسْتَعْمَلَ رُوَيْفِعَ ابْنَ ثَابِتٍ عَلَى أَسْفَلِ الْأَرْضِ، قَالَ شَيْبَانُ: فَسَرْنَا مَعَهُ مِنْ كَوْمِ شَرِيكِ إِلَى عَلْقَمَاءَ، أَوْ مِنْ عَلْقَمَاءَ إِلَى كَوْمِ شَرِيكِ - يُرِيدُ عَلْقَمَاءَ - فَقَالَ رُوَيْفِعُ: إِنْ كَانَ أَحَدُنَا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيَأْخُذُ نِضْوًا حَيْثُ، عَلَى أَنْ لَهُ النِّصْفَ مِمَّا يَغْنَمُ وَلَنَا النِّصْفُ إِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَطِيرُ لَهُ النَّصْلُ وَالرَّيْشُ وَلِلْآخِرِ الْقِدْحُ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا رُوَيْفِعُ! لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ بَعْدِي فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ، أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا، أَوْ اسْتَنْجَى بِرَجِيعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا مِنْهُ بَرِيءٌ».

فوائد و مسائل: ① استنجا میں گوبر اور لید کا استعمال حرام ہے کیونکہ یہ سب جنوں کا طعام ہیں۔ (سنن ابی داؤد)

الطہارۃ حدیث: ۳۹) ② شراکت کا کاروبار جائز ہے۔ ③ مشترک چیز خواہ کتنی ہی معمولی ہو اسے حصہ داروں میں تقسیم کر لینا چاہیے بشرطیکہ اس کے اجزا قابل استفادہ ہوں اور نفس شے ضائع نہ ہوتی ہو۔ ④ داڑھی کو گرہ لگانا جائز

۳۶- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الزينة، باب عقد اللحية، ح: ۵۰۷۰ من حديث عياش بن عباس به، انظر الحديث الآتي.

۱- کتاب الطہارۃ

نہیں جیسے کہ عجمی کرتے تھے اور اب سکھ کرتے ہیں یا ایسے انداز میں بٹ دے کر رکھنا کہ بال گھنگریالے ہو جائیں یا دیکھنے والوں کو چھوٹی نظر آئے۔ واللہ اعلم۔ ⑤ کچھ لوگ جانوروں کو تانت اس غرض سے باندھتے تھے کہ نظر نہ لگے اور یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ غیر مسلموں کی طرح زنا باندھنا ناجائز ہے۔

۳۷- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ عِيَّاشٍ: أَنَّ شَيْبَةَ بْنَ يَثْنَانَ أَخْبَرَهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ أَيْضًا عَنْ أَبِي سَالِمٍ الْجَيْشَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، يَذْكُرُ ذَلِكَ وَهُوَ مَعَهُ مُرَابِطٌ بِحِصْنِ بَابِ الْيُونِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حِصْنُ الْيُونِ بِالْفُسْطَاطِ عَلَى جَبَلٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ شَيْبَانُ بْنُ أُمَيَّةَ، يُكْنَى أَبَا حُذَيْفَةَ.

۳۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا حدیث بیان کی جبکہ وہ (ابو سالم) ان کے ساتھ باب الیون کے قلعے پر مورچہ بند تھے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ الیون کا قلعہ علاقہ فسطاط میں پہاڑ پر واقع تھا۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ (گزشتہ حدیث میں مذکور) شیبان قتبانی وہ ابن امیہ ہے اور اس کی کنیت ابو حذیفہ ہے۔

۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَنْبَلٍ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ أَوْ بَعْرِ.

۳۸- سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ہڈی یا میٹگی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا تھا۔

۳۹- حَدَّثَنَا حَنُوفَةُ بْنُ شَرِيحٍ الْجَمْعِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ عِيَّاشٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيَّيَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الدَّبَلَمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَدِمَ

۳۹- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جنوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے کہا: اے محمد (ﷺ)! اپنی امت کو منع فرما دیجیے کہ وہ ہڈی یا گوبر یا کوئلے سے استنجا کریں، کیونکہ

۳۷- تخریج: [إسناده صحيح] انفرادہ ابو داؤد.

۳۸- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ۲۶۳ من حديث روح بن عبادة به.

۳۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱/ ۱۰۹ من حديث أبي داود به، وقال: "إسناده شامي غير قوي" * إسماعيل بن عياش صرح بالسماع من شيخه الشامي عند الدارقطني: ۱/ ۵۵، ۵۶، وروايته عن الشاميين مقبولة عند الجمهور.

۱- کتاب الطہارۃ : قضاے حاجت کے احکام و مسائل

وَفُذُّ الْجِنَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا : اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نَعَى ان في همار رزق رکھا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان سے روک دیا۔
يَا مُحَمَّدُ! إِنَّهُ أَمَتَكَ أَنْ يَسْتَنْجُوا بِعَظْمٍ أَوْ رَوْثَةٍ أَوْ حُمَمَةٍ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ لَنَا فِيهَا رِزْقًا. قَالَ : فَتَهَى النَّبِيُّ ﷺ.

(المعجم (۲۱) - باب الاستنجاء
بِالْأَخْبَارِ (التحفة ۲۱)

۴۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَفَتِيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَا : حَدَّثَنَا يَغْفُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ قُرَيْطٍ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ فَلْيَذْهَبْ مَعَهُ بِثَلَاثَةِ أَخْبَارٍ يَسْتَطِيبُ بِهِنَّ ، فَإِنَّهَا تُجْزِي عَنْهُ».

۳۰- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی پاخانے کے لیے جانے لگے تو اپنے ساتھ تین ڈھیلے لے جایا کرے ان سے استنجا کر لیا کرے۔ بے شک یہ اس کے لیے کفایت کریں گے۔“

☀ فوائد و مسائل : ① ہدایت ہے کہ رفع حاجت کے لیے بیٹھنے سے پہلے طہارت حاصل کرنے کا انتظام کر لیا جائے۔ ممکن ہے بروقع کوئی چیز مہیا نہ ہو لہذا غیر معتد مقامات پر تل کو پہلے دیکھ لیا جائے کہ آیا اس میں پانی بھی ہے یا نہیں۔ ② ڈھیلے کا حکم مسائل کے بدوی ہونے کی مناسبت سے ہے اور یہ ہے کہ تین ڈھیلوں سے استنجا پانی سے کفایت کرتا ہے۔ آج کل ٹشو پیپر اس کا قائم مقام ہے۔ تاہم افضلیت پانی ہی کے استعمال میں ہے۔

۴۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خُرَيْمَةَ ، عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ خُرَيْمَةَ ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَابِ قَالَ :

۴۱- حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے استنجا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”تین ڈھیلوں سے (استنجا کرے)“ ان میں گوبر نہ ہو۔“

۴۰- تخریج : [حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الاجزاء في الاستنابة بالحجارة دون غيرها، ح : ۴۴ عن فتية به، وصححه الدارقطني : ۵۴ / ۱، ۵۵، وللحديث شواهد.

۴۱- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الاستنجاء بالحجارة والنهي عن الروث والرمة، ح : ۳۱۵ من حديث هشام بن عروة به * عمرو بن خزيمة مجهول الحال، لم يوقعه غير ابن حبان، وحديث مسلم، ح : ۲۶۲ يغني عنه.

سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْاِسْتِطَابَةِ فَقَالَ: «ثَلَاثَةٌ أَحْجَارٌ، لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ».

قال أبو داود: وَكَذَا رَوَاهُ أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ. امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابواسامہ اور ابن نمیر نے بھی ہشام بن عروہ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم صحیح حدیث میں گوبر اور بڑی سے استنجا کی ممانعت ثابت ہے۔ (صحیح مسلم' حدیث: ۲۶۲) غالباً اسی لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

(المعجم ۲۲) - بَابُ: فِي الْاِسْتِنْجَاءِ
(التحفة ۲۲)

۴۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَخَلْفُ بْنُ هِشَامٍ الْمُقَرِّيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى التَّوَّامُ؛ ح. وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْقُوبَ التَّوَّامُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: بَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ عُمَرُ خَلْفَهُ يَكُوِّرُ مِنْ مَاءٍ، فَقَالَ: «مَا هَذَا يَا عُمَرُ؟» فَقَالَ: هَذَا مَاءٌ تَوَضَّأُ بِهِ. قَالَ: «مَا أُمِرْتُ كُلَّمَا بُلْتُ أَنْ أَتَوَضَّأَ، وَلَوْ فَعَلْتُ لَكَانَتْ سُنَّةً».

۴۳- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ نے پیشاب کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پانی کا لونا لیے آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ (بعد از فراغت) آپ نے پوچھا عمر! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ پانی ہے کہ آپ اس سے وضو فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے یہ حکم نہیں ہے کہ جب بھی پیشاب کروں (تو ساتھ) وضو بھی کروں۔ اگر میں نے ایسے کیا تو (امت کے لیے) سنت بن جائے گی۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم ہر وقت با وضو ہونا ایک اچھا عمل ہے۔ لیکن واجب نہیں ہے۔

(المعجم ۲۳) - بَابُ: فِي الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ
(التحفة ۲۳)

۴۳- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ خَالِدٍ ۴۲- تخریج: [مسندہ ضعیف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب من بال ولم يمس ماء، ح: ۳۲۷ من حدیث التَّوَّامِ بِهِ، وَهُوَ ضَعِيفٌ كَمَا فِي التَّهْذِيبِ وَالتَّقْرِيبِ وَغَيْرِهِمَا.

۴۳- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب حمل العترة مع الماء في الاستنجاء، ح: ۱۵۲، ومسلم، الطهارة، ۴۲

رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے ایک غلام آپ کے ساتھ تھا اس کے پاس لونا تھا اور وہ ہم میں سے چھوٹی عمر کا تھا تو اس نے اس برتن کو بیری کے پاس رکھ دیا آپ جب حاجت سے فارغ ہوئے تو ہمارے پاس تشریف لے آئے اور (اس موقع پر) آپ نے پانی سے استنجا کیا تھا۔

يَعْنِي الْوَاسِطِيَّ، عَنْ خَالِدٍ يَغْنِي الْحَدَّاءَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ حَائِطًا وَمَعَهُ غُلَامٌ مَعَهُ مِیْضَاءٌ وَهُوَ أَضْفَرُنَا، فَوَضَعَهَا عِنْدَ السُّدْرَةِ فَقَضَى حَاجَتَهُ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدِ اسْتَنْجَى بِالْمَاءِ.

۳۴- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا﴾ (التوبہ: ۱۰۸) ”اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔“ اہل قبائ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ پانی سے استنجا کرتے تھے تو ان کے بارے میں یہ آیت اتری۔

۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي أَهْلِ قُبَاءَ ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا﴾» [التوبہ: ۱۰۸] قَالَ: «كَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالْمَاءِ فَتَزَلَّتْ فِيهِمْ هَذِهِ الْآيَةُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔ ڈھیلے اور پانی دونوں کو جمع کرنا اور زیادہ افضل ہے۔ ② نوحہ بچوں سے خدمت لی جاسکتی ہے۔ ③ طہارت اللہ کو بہت پسند ہے اور ظاہر لوگ اللہ کے محبوب ہوتے ہیں۔ ④ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے ظاہری و باطنی طہارت کا التزام کرنا چاہیے۔

باب: ۲۳- استنجا کے بعد آدمی

(المعجم ۲۴) - باب الرَّجُلِ يَذْلُكُ يَدَهُ

اپنا ہاتھ زمین پر گرگڑلے

بِالْأَرْضِ إِذَا اسْتَنْجَى (التحفة ۲۴)

۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ

۴۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا

باب الاستنجاء بالماء من التبرز، ح: ۲۷۰ من حديث عطاء بن أبي ميمونة به، ورواه مسلم من حديث خالد الواسطي. ۴۴- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة التوبة، ح: ۳۱۰۰ عن محمد بن العلاء به، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۵۷، وقال الترمذي: ”غريب“، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ۳۵۵ وغيره.

۴۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذلك اليد بالأرض بعد الاستنجاء، ح: ۵۰ عن محمد بن عبدالله بن المبارك المخرمي به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۸ وقع في الأصول من سنن أبي داود خطأ، انظر عون المعبود: ۶۸/۱.

۱۔ کتاب الطہارۃ

أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، ح: جب خلا (رفع حاجت) کے لیے جاتے تو میں آپ کے
وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي الْمُخَرَّمِيَّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنِ الْمُغْبِرَةِ، عَنْ أَبِي
زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فِي تَوْرٍ أَوْ رَكْوَةٍ
فَاسْتَنْجَى [قَالَ أَبُو دَاوُدَ فِي حَدِيثٍ وَكِيعٍ:] ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِأَنَاءٍ
آخَرَ فَتَوَضَّأَ.

قال أبو داود: وَحَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ أَنَّهُ

فائدہ: کبھی جگہوں پر استنجا کرنے کے بعد ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر مزید صاف کر لینا مستحب ہے تاکہ بوکا شائبہ بھی نہ رہے اور جہاں مٹی میسر نہ ہو وہاں صابن اس کا قائم مقام ہوگا۔

(المعجم ۲۵) - باب السَّوَاكِ (التحفة ۲۵)

۴۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَزْفَعُهُ قَالَ: «لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ لِأَمْرَتِهِمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ، وَبِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

۴۷- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: حضرت زید بن خالد جعفی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں

۴۶- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ۲۵۲ عن قتيبة، والبخاري، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، ح: ۸۸۷، ۷۲۴۰ من حديث أبي الزناد به، ورواه النسائي، ح: ۷، وابن ماجه، ح: ۲۸۷.

۴۷- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في السواك، ح: ۲۳ من حديث محمد بن إسحاق به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه البغوي في شرح السنة، ح: ۱۹۸، وللحديث شواهد.

۱- کتاب الطہارۃ - مسواک کے احکام و مسائل

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لِأَمْرَتِهِمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”اگر میری امت کیلئے مشقت نہ ہوتی تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔“

قال أبو سلمة: فرأيت زيدا يجلس في المسجد وإن السواك من أذنيه موضع القلم من أذن الكائن، فكلما قام إلى الصلاة اشتاك.

ابو سلمہ کہتے ہیں چنانچہ میں نے دیکھا کہ حضرت زیدؓ مسجد میں بیٹھے ہوتے تھے اور مسواک ان کے کان پر رکھی ہوتی تھی جیسے کسی منشی کا قلم اس کے کان پر ہوتا ہے تو جب نماز کے لیے اٹھتے مسواک کر لیتے۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا لقب رحمۃ اللعالمین ہے چنانچہ آپ نے امت کی مشقت کے پیش نظر ہر نماز کے ساتھ مسواک کی پابندی کا باقاعدہ حکم نہیں دیا۔ اگر حکم دے دیتے تو واجب ہو جاتی اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین واجب الاتباع ہیں۔ ② نماز عشاء کو مؤخر کرنا افضل ضرور ہے مگر جماعت اگر جلدی ہو رہی ہو تو اسے چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ ③ حضرت زیدؓ کا شوق اتباع انتہائی قابل قدر ہے۔

٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِفِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قُلْتُ: أَرَأَيْتَ تَوَضَّؤَ ابْنِ عُمَرَ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا وَغَيْرَ طَاهِرٍ، عَمَّ ذَاكَ؟ فَقَالَ: حَدَّثَنِيهِ أَسْمَاءُ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حَنْظَلَةَ بْنَ أَبِي عَامِرٍ حَدَّثَهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِالْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا وَغَيْرَ

٢٨- محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عبد اللہ سے کہا کہ (تمہارے والد) حضرت ابن عمرؓ وضو سے ہوں یا بے وضو؟ ہر نماز کے لیے (پابندی سے) وضو کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اسماء بنت زید بن خطاب نے بتایا کہ عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کو (پہلے پہل) حکم دیا گیا تھا کہ ہر نماز کے لیے وضو کیا کریں خواہ پہلے وضو سے ہوں یا بے وضو۔ مگر جب انہیں مشقت ہوئی تو حکم دیا گیا کہ ہر نماز کے لیے

٤٨- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢٢٥/٥ من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٠، والحاكم على شرط مسلم: ١٥٦/١، ووافقه الذهبي. * ابن إسحاق صرح بالسماح.

طَاهِرٍ، فَلَمَّا شَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ أَمَرَ بالسَّوَاكِ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَى أَنَّ بِهِ قُوَّةً، فَكَانَ لَا يَدْعُ الْوُضُوءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

مسواک کیا کریں۔ چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سمجھتے تھے کہ ان میں ہمت ہے لہذا وہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرتے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ رَوَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن سعد نے محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے (عبداللہ کی بجائے) عبید اللہ بن عبداللہ کہا ہے۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پیروی رسول اللہ ﷺ اور عبادت کا شوق انتہائی درجے کا تھا اسی بنا پر وہ اہتمام سے وضو کی تجدید کیا کرتے تھے جو بڑے ثواب اور فضیلت والا عمل ہے۔

(المعجم ۲۶) - بَابُ: كَيْفَ يُسْتَاكُ (التحفة ۲۶)

باب: ۲۶- مسواک کیسے کی جائے؟

۴۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غِيلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَرَأَيْنَهُ يَسْتَاكُ عَلَى لِسَانِهِ.

۴۹- جناب ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے پاس آپ سے سواری طلب کرنے آئے تو میں نے دیکھا کہ آپ اپنی زبان پر مسواک کر رہے تھے۔ یہ مسدود کی روایت کے الفاظ ہیں۔

وقال سُلَيْمَانُ: قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَسْتَاكُ وَقَدْ وَضَعَ السَّوَاكَ عَلَى طَرَفِ لِسَانِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «إِهَاهُ»... يَغْنِي بَتَّهَوُّغٌ.

اور سلیمان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا آپ مسواک کر رہے تھے اور آپ نے اپنی مسواک زبان کے کنارے پر رکھی ہوئی تھی اور آپ سے ”اِہاہ“ کی آواز نکل رہی تھی جیسے کہ ابکاکی آرہی ہو۔

قال أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مُسَدَّدٌ: كَانَ حَدِيثًا طَوِيلًا اخْتَصَرَهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسدود نے کہا کہ حدیث لمبی تھی مگر میں نے اسے مختصر کر دیا ہے۔

فائدہ: اس میں بیان ہے کہ نبی ﷺ مسواک کرنے میں مبالغے سے کام لیتے تھے اور آپ صرف دانت ہی نہیں

۴۹- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب السواك، ح: ۲۴۴، ومسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ۲۵۴ من حديث حماد بن زيد به، ورواه النسائي، ح: ۳.

۱- کتاب الطہارۃ۔

مسواک کے احکام و مسائل

بلکہ اپنی زبان حلق کے قریب تک مسواک سے صاف کیا کرتے تھے۔

(المعجم ۲۷) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ

باب: ۲۷- انسان کسی دوسرے کی

يَسْتَاكُ بِسِوَاكِ غَيْرِهِ (التحفة ۲۷)

مسواک استعمال کرے.....؟

۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى: حَدَّثَنَا

۵۰- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول

عَنْبَسَهُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ هِشَامِ بْنِ

اللہ ﷺ مسواک کر رہے تھے اور آپ کے پاس دو شخص

عُرْوَةُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ

تھے۔ ان میں سے ایک بڑا (اور دوسرا چھوٹا) تھا۔ (اسی

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَنْتِ وَعِنْدَهُ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا

اشناء میں) آپ پر مسواک کی فضیلت کے بارے میں وحی

أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ، فَأَوْحِيَ إِلَيْهِ فِي فَضْلِ

کی گئی اور یہ کہ آپ یہ (مسواک) بڑے کو دے دیجیے۔

السَّوَاكِ أَنْ كَبُرَ، أَعْطِيَ السَّوَاكَ أَكْبَرَهُمَا. ①



فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ جب کسی کو کوئی چیز دینی ہو تو بڑی عمر والے کو نفیقت دی جائے بشرطیکہ ترتیب سے

نہ بیٹھے ہوں۔ اگر ترتیب سے بیٹھے ہوں تو دائیں طرف والے کا حق فائق ہوگا خواہ چھوٹا ہی ہو۔ ایسے ہی بات چیت

کرنے اور راہ چلنے میں بھی بڑی عمر والے کو اولیت دی جانی چاہیے۔ ② کوئی اپنی استعمال شدہ مسواک دوسرے کو

دے تو اس کے استعمال کر لینے میں کوئی حرج نہیں اور ظاہر ہے کہ دھو کر ہی استعمال ہوگی۔ مگر نئی تہذیب کے دلدادہ

لوگوں کو اس سے گھن آتی ہے۔ اور یہ ان کی شریعت سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ غَسْلِ السَّوَاكِ

باب: ۲۸- مسواک دھونے کا بیان

(التحفة ۲۸)

۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۵۲- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا

ﷺ مسواک کر رہے ہوتے تھے اور مجھے عنایت فرماتے کہ

عَنْبَسَهُ بْنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ الْحَاسِبُ: حَدَّثَنَا

میں اسے دھو دوں، مگر میں پہلے اسے اپنے منہ میں پھیرتی

كَثِيرٌ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ

پھر اسے دھو کر آپ کو واپس دے دیتی۔

ﷺ يَسْتَاكُ فَيُعْطِينِي السَّوَاكَ لِأَغْسِلَهُ فَأَبْدَأُ

بِهِ فَأَسْتَاكُ، ثُمَّ أَغْسِلُهُ وَأَذْفَعُهُ إِلَيْهِ.

۵۰- تخریج: [صحیح] وحسنہ الحافظ فی الفتح: ۲۴۶، وللحدیث شواہد کثیرة عند أحمد: ۱۳۸/۲ وغیرہ
وبعضها علقه البخاری فی صحیحہ: ۳۵۶/۱.

۵۲- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۳۹/۱ من حديث أبي داود به، وحسنه النووي في المجموع: ۲۸۳/۱.

① حدیث (51) صفحہ (130) پر ملاحظہ فرمائیں۔

۸۔ کتاب الطہارۃ

فوائد ومسائل: ① اس میں طہارت و نفاثت کی شرعی اہمیت واضح ہے کہ آپ اپنی مسواک کو بعد از استعمال دھو لیا کرتے تھے۔ ② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ آپ کے لعاب دہن سے تبرک حاصل کریں جس کی آپ نے توثیق فرمائی اور خیال رہے کہ یہ حصول تبرک صرف اور صرف نبی ﷺ ہی کی ذات سے مخصوص تھا۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ: السَّوَاكُ مِنَ الْفِطْرَةِ باب: ۲۹- مسواک اعمال فطرت میں سے ہے (التحفة ۲۹)

۵۳- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دس باتیں فطرت میں سے ہیں۔ (یعنی سابقہ انبیاء کی متواتر سنت ہیں اور وہ یہ ہیں:) مونچھیں کترنا، ڈاڑھی چھوڑنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا (اور صاف کرنا)، ناخن کاٹنا، (ہاتھوں) پیروں اور دیگر جوڑوں کا دھونا، بغلوں کے بال اکھیرنا، زیر ناف کے بال مونڈنا اور استنجا کرنا۔“ یعنی پانی سے۔ زکریا کی سند میں مصعب نے کہا کہ میں دسویں بات بھول گیا ہوں شاید یہ کلی کرنا ہو۔

۵۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللَّحْيَةِ، وَالسَّوَاكُ، وَالِاسْتِنْشَاقُ بِالْمَاءِ، وَقَصُّ الْأُظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَتَنْفُ الْإِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ» يَعْنِي الْاسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ، قَالَ زَكَرِيَّا: قَالَ مُصْعَبُ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمُضَةُ.

فائدہ: مذکورہ بالا امور انسان کے پیدائشی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے انہیں ”سنن فطرت“ کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ سنتیں جو جسم انسانی کے خط و خال سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آیت کریمہ ﴿وَإِذْ أَنْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ﴾ (البقرة: ۱۲۴) میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دس باتوں کا حکم دیا۔ جب وہ ان پر عمل پیرا ہوئے تو فرمایا: ﴿إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا﴾ (البقرة: ۱۲۴) ”میں تجھے لوگوں کا امام و مقتدا بناؤں گا۔“ تاکہ تیری اقتداء کی جائے اور لوگ تیرے نقش قدم پر چلیں۔ چنانچہ یہ امت محمدیہ خصوصی اعتبار سے ان کی پیروی کی پابند ہے جس کا آیت کریمہ ﴿ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنْ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا﴾ (النحل: ۱۲۳) میں ذکر ہے۔ ”پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ دین ابراہیم کی پیروی کریں جو کہ دیگر تمام دینوں سے منہ پھیرے ہوئے تھے۔“

۵۳- تخریج: أخرجه مسلم، الطہارۃ، باب خصال الفطرة، ح: ۲۶۱۱ من۔ حدیث وکیع بہ، ورواہ الترمذی۔ ح: ۲۷۵۷، والنسائی، ح: ۵۰۴۳، وابن ماجہ، ح: ۲۹۳.

۵۴- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ چیزیں فطری امور میں شامل ہیں یعنی کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا، مگر اس میں ڈاڑھی چھوڑنے کا ذکر نہیں، بلکہ غتھے کا ذکر مزید ہے۔ اور ان کی روایت میں [إِنْتِصَاح] کا لفظ بیان کیا گیا ہے [إِنْتِقَاصُ الْمَاءِ] کا لفظ نہیں کہا گیا۔ [إِنْتِصَاح] کے معنی ہیں بعد از وضو شرم گاہ کے مقام پر چھینے مارنا اور [إِنْتِقَاصُ] کے معنی پانی کے ساتھ استنجا کرنا ہیں۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پانچ امور (فطرت) سر سے متعلق ہیں۔ انہوں نے مانگ نکالنے کا ذکر کیا اور ڈاڑھی چھوڑنے کا نہیں کیا۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حماد کی مذکورہ بالا روایت کی طرح طلق بن حبیب، مجاہد اور بکر بن عبد اللہ مزی سے ان کے موقوف اقوال مروی ہیں۔ انہوں نے بھی ڈاڑھی بڑھانے کا ذکر نہیں کیا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اس میں ڈاڑھی بڑھانے کا ذکر آیا ہے۔

اور ابراہیم نخعی سے اسی طرح مروی ہے اور اس میں

۵۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَدَاوُدُ بْنُ شَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ مُوسَى: عَنْ أَبِيهِ، وَقَالَ دَاوُدُ: عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنَ الْفِطْرَةِ الْمَضْمَضَةَ وَالِاسْتِنْشَاقَ» فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ إِغْفَاءَ اللَّحْيَةِ، وَزَادَ «وَالِاخْتِنَانَ» قَالَ: «وَالِإِنْتِصَاحَ» وَلَمْ يَذْكُرْ إِنْتِقَاصَ الْمَاءِ يَغْنِي الْإِسْتِنْجَاءَ.

قال أبو داود: وَرَوَى نَحْوَهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: وَقَالَ: «خَمْسٌ كُلُّهَا فِي الرَّأْسِ» وَذَكَرَ فِيهِ الْفَرْقُ، وَلَمْ يَذْكُرْ إِغْفَاءَ اللَّحْيَةِ.

قال أبو داود: وَرَوَى نَحْوُ حَدِيثِ حَمَّادٍ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ وَمُجَاهِدٍ، وَعَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمَزْنِيِّ قَوْلَهُمْ، وَلَمْ يَذْكُرُوا إِغْفَاءَ اللَّحْيَةِ.

وفي حديثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيهِ: «وَإِغْفَاءُ اللَّحْيَةِ».

وعن إبراهيم النخعي نَحْوَهُ، وَذَكَرَ

۵۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الفطرة، ح: ۲۹۴ من حديث حماد به * علي بن زيد بن جدعان ضعيف، والحديث السابق: ۵۲ يغني عنه وحديث ابن عباس رواه عبدالرزاق في تفسيره، ح: ۱۱۶، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۲/ ۲۶۶، ووافقه الذهبي وهو كما قال.

۱- کتاب الطہارۃ

إِغْفَاءَ اللَّحْيَةِ وَالْخِتَانِ ڈاڑھی بڑھانے اور ختنے کا ذکر ہے۔

☀ فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے تاہم حدیث ۵۲ اسی مفہوم کی حامل ہے۔ اسی لیے بعض کے نزدیک یہ صحیح ہے۔

(المعجم ۳۰) - بَابُ السَّوَاكِ لِمَنْ قَامَ باب: ۳۰- رات کو اٹھنے والے کیلئے

بِاللَّيْلِ (التحفة ۳۰) مسواک کا بیان

۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَحُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاَهُ بِالسَّوَاكِ.

۵۵- سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو مسواک سے اپنا منہ صاف کیا کرتے تھے۔

۵۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ زُرَّارَةَ ابْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوضَعُ لَهُ وَضُوءُهُ وَسِوَاكُهُ، فَإِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ تَخَلَّى ثُمَّ اسْتَاكَ.

۵۶- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: (رات کو) نبی ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھا جاتا تھا چنانچہ جب آپ رات کو اٹھتے تو (پہلے) قضائے حاجت کرتے اور پھر مسواک کیا کرتے تھے۔

۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أُمِّ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرْفُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ فَيَسْتَقِظُ إِلَّا يَتَسَوَّكَ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ.

۵۷- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: نبی ﷺ دن یا رات میں جب بھی سو کر اٹھتے تو وضو سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔

☀ فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے اور بعض کے نزدیک [ولا نَهَارٍ] کے الفاظ ثابت نہیں۔ (یعنی سو کر اٹھنے کے بعد یہ اہتمام صرف رات کو کرتے تھے۔) ② مسواک کرنے کے بہت سے فائدے ہیں اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ مسواک اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا ذریعہ ہے اور اس سے منہ بھی پاک صاف ہو جاتا ہے جیسا

۵۵- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب السواك، ح: ۲۴۵، ۸۸۹، ومسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ۲۵۵ من حديث سفيان الثوري به، ورواه النسائي، ح: ۲، وابن ماجه، ح: ۲۸۶.

۵۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳۹/۱ من حديث أبي داود به * حماد هو ابن سلمة.

۵۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۲۱/۶، ۱۶۰ من حديث همام به * علي بن زيد ضعيف، تقدم: (۵۴) وأما محمد لم أجد من وثقها.

۱- کتاب الطہارۃ

کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ [الْبِسْوَاكُ مَطَهَّرَةٌ لِّلْفَمِّ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ] (سنن نسائی، حدیث: ۵) ”مسواک“ منہ کو پاک صاف کرنے والی اور رب کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔“ (۴) یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کام کرنے ہی سے اس کی رضامندی حاصل ہوتی ہے لہذا مسواک کرتے وقت یہی نیت اور ارادہ ہو کہ اس سے ہمارا اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔ اطباء اور ڈاکٹر حضرات نے بھی اس کے بہت سے فائدے ذکر کیے ہیں۔ (۵) مسواک کرنے سے منہ اور حلق کی آلائشیں بکثرت زائل اور ختم ہو جاتی ہیں۔ مسواک صرف دانتوں ہی تک محدود نہ رکھی جائے بلکہ زبان اور حلق کے قریب تک کی جائے، خصوصاً صبح سوکر اٹھنے پر اسی طرح کیا جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہی معمول تھا، آپ جب بھی سوکر بیدار ہوتے تو مسواک کرتے، اور اس میں مبالغہ کرتے جس کی وجہ سے آپ کے منہ مبارک سے ”عَامَا‘ اُع‘ اور اہ‘“ کی آوازیں نکلتیں۔ (۶) ہمارے پیش نظر یہ بات ہونی چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود مسواک کا اہتمام والتزام کیا ہے، نیز امت کو بھی اسی قدر تاکید فرمائی ہے اور اگر امت پر مشقت اور بارگراں کا خطرہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ اسے ہر وضو اور ہر نماز کے وقت ضروری قرار دیتے۔ (۷) رسول اللہ ﷺ منہ کی ذرا سی بو کو بھی پسند نہ کرتے تھے اسی لیے سوکر اٹھتے تو فوراً مسواک کرتے۔

۵۸- سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے ایک بار نبی ﷺ کے ہاں (ان کے گھر میں) رات گزاری۔ تو جب آپ بیدار ہوئے تو اس جگہ آئے جہاں پانی رکھا ہوا تھا، آپ نے مسواک لی اور مسواک کرنے لگے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں (سورۃ آل عمران کی آخری آیات) ﴿وَإِنْ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ.....﴾ حتیٰ کہ اختتام سورت کے قریب پہنچے بلکہ سورت ختم ہی کر دی۔ پھر آپ نے وضو کیا اور اپنی جائے نماز پر آ گئے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر آپ اپنے بستر پر لوٹ آئے اور سو گئے اور جتنا اللہ نے چاہا سوئے رہے، پھر (دوبارہ)

۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَثُّ لَيْلَةٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ أَتَى طَهُورَهُ فَأَخَذَ سِوَاكَهُ فَاسْتَاكَ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَاتِ ﴿وَإِنْ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ [آل عمران: ۱۹۰] حَتَّى قَارَبَ أَنْ يَخْتِمَ السُّورَةَ أَوْ خَتَمَهَا، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَأَتَى مُصَلَّاهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى فِرَاشِهِ فَتَنَامَ

۵۸- تخریج: أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ۱۹۱/۷۶۳ من حدیث حصین بن عبد الرحمن به، وسیاتی مطولاً: ۱۳۵۳.

مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى فِرَاشِهِ فَنَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، كُلُّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ وَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ.

جاگے اور پہلے کی مانند کیا اور پھر اپنے بستر پر لوٹ آئے اور جتنا اللہ نے چاہا سوئے رہے۔ پھر (سہ بارہ) جاگے اور پہلے کی مانند کیا۔ ہر بار مسواک کرتے اور دو رکعت پڑھتے۔ پھر آپ نے وتر پڑھے۔

قال أبو داود: رَوَاهُ ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ: فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن فضیل نے حصین کے واسطے سے روایت کیا کہ ابن عباس رحمہ اللہ نے کہا: ”آپ نے مسواک کی اور وضو کیا اور اس اثناء میں آپ آیات کریمہ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ پڑھ رہے تھے حتیٰ کہ سورت ختم کر دی۔“

فوائد و مسائل: ① اس قصے میں مسواک کے اہتمام کا ذکر ہے کہ نبی ﷺ جب بھی جاگے مسواک کی۔ ② حضرت عبداللہ بن عباس رحمہ اللہ کا یہ واقعہ ان کی کم عمری کا ہے۔ اس میں ان کی نجابت و سعادت کا واضح بیان ہے بالخصوص رسول اللہ ﷺ کے معمولات جاننے کا شوق اور اس غرض کے لیے رات کی بیداری کی مشقت۔ (رحمہ اللہ)

٥١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسَّوَاكِ. ①

٥١- مقدم اپنے والد شریح سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں تشریف لایا کرتے تو آپ کا پہلا کام کیا ہوتا تھا؟ فرمایا: ”مسواک۔“

فائدہ: راہ چلتے گھومتے پھرتے مسواک کرنا نبی ﷺ کے معمولات میں سے نہ تھا جیسے کہ آج کل لوگوں میں دیکھا جاتا ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ فَرَضِ الْوُضُوءِ (التحفة ٣١)

باب: ٣١- وضو کی فرضیت

٥٩- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ: ٥٩- ابوبلح اپنے والد (حضرت اسامہ بن عمیر ہمدانی

٥١- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ٢٥٣ من حديث مسعر به، ورواه النسائي، ح: ٨، وابن ماجه، ح: ٢٩٠.

٥٩- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: لا يقبل الله صلاة بغير طهور، ح: ٢٧١ من حديث شعبة به، ورواه النسائي، ح: ١٣٩.

① یہ حدیث اصل نسخہ کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

حدثنا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ، وَلَا صَلَاةَ بِغَيْرِ طَهُورٍ».

حدثنا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ، وَلَا صَلَاةَ بِغَيْرِ طَهُورٍ».

عن (ﷺ) سے روایت کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ خیانت کے مال سے کوئی صدقہ قبول نہیں فرماتا اور نہ کوئی نماز وضو کے بغیر قبول کرتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① خیانت چوری ڈاکہ رشوت اور بھتہ وغیرہ کے مال سے دیا جانے والا صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ ② نماز کے لیے وضو کرنا فرض ہے بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ اگر پانی استعمال نہ کیا جاسکتا ہو یا مہیا نہ ہو تو تیمم کرنا فرض ہوگا۔

۶۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنْبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَقْبَلُ اللَّهُ تَعَالَى - جَلَّ ذِكْرُهُ - صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أُحْدِثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ».

۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کسی بے وضو انسان کی نماز قبول نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ وضو کر لے۔“

۶۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ ابْنِ عَقِيلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطَّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ».

۶۱- سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کی کنجی وضو ہے اس کی تحریم اللہ اکبر کہنا اور اس کی تحلیل السلام علیکم کہنا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز کے لیے وضو لازمی اور شرط ہے۔ اثنائے نماز میں اگر وضو ٹوٹ جائے تو نماز چھوڑ کر وضو کیا جائے۔ ② اللہ اکبر کہنے ہی سے نماز شروع ہوتی ہے اور اس دوران میں باتیں اور دوسرے اعمال حرام ہو جاتے ہیں اس لیے اسے تکبیر تحریمہ کہا جاتا ہے۔ اور اس کا اختتام سلام پر ہوتا ہے اور اس طرح یہ پابندی بھی ختم ہو جاتی ہے۔

۶۰- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لا تقبل صلاة بغير طهور، ح: ۱۳۵، ومسلم، الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلاة، ح: ۲۲۵ من حديث عبد الرزاق به، وهو في المصنف له: ۱/ ۱۳۹، وصحيفة همام بن منبه، ح: ۱۰۹ باختلاف يسير.

۶۱- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن مفتاح الصلوة الطهور، ح: ۳، وابن ماجه، ح: ۲۷۵ من حديث وكيع به، وحسنه البغوي، شرح السنة، ح: ۵۵۸، وللحديث شواهد كثيرة، وهو بها حسن.

(المعجم ۳۲) - باب الرَّجُلِ يُجَدِّدُ

الْوُضُوءَ مِنْ غَيْرِ حَدِّثٍ (التحفة ۳۲)

باب: ۳۲- جو انسان با وضو ہوتے

ہوئے نیا وضو کرے

۶۲- ابو غطفیف ہذلی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ظہر کی اذان دی گئی تو انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر عصر کے لیے اذان ہوئی تو انہوں نے (دوبارہ) وضو کیا میں نے انہیں کہا: (جب آپ بے وضو نہیں ہوئے تو نیا وضو کرنے کی کیا ضرورت ہے؟) تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”جو شخص با وضو ہوتے ہوئے وضو کرے اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔“

۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ فَارِسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقَرِّيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَنَا لِحَدِيثِ ابْنِ يَحْيَى أَضْبَطُ عَنْ غُطَيْفٍ، وَقَالَ مُحَمَّدٌ: عَنْ أَبِي غُطَيْفٍ الْهَذَلِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَلَمَّا نُوْدِيَ بِالظُّهْرِ تَوَضَّأَ فَصَلَّى، فَلَمَّا نُودِيَ بِالْعَصْرِ تَوَضَّأَ، فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طَهْرٍ كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا حَدِيثُ مُسَدَّدٍ، وَهُوَ أَثَمٌ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت جناب مسدد کی ہے جو (محمد بن یحییٰ کی روایت سے) زیادہ کامل ہے۔

(المعجم ۳۳) - باب مَا يُتَجَسَّسُ الْمَاءُ

(التحفة ۳۳)

۶۳- حضرت عبداللہ بن عمر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے (ایسے) پانی کے متعلق پوچھا گیا جس پر جانور اور درندے وارد ہوتے

۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَعُثْمَانُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَغَيْرُهُمْ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ

۶۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء على الطهارة، ح: ۵۱۲ عن محمد بن يحيى الذهلي به، ورواه الترمذي، ح: ۵۹ وضعفه * وقال البوصيري: "هذا إسناده فيه عبد الرحمن بن زياد (الإفريقي) وهو ضعيف ومع ضعفه كان يدرس".

۶۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب التوقيت في الماء، ح: ۵۲ من حديث أبي أسامة حماد بن أسامة به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۸، والحاكم، ۱۲۲/۱، ۱۲۳، وغيرهما.

ہیں (مثلاً تالاب میں داخل ہو جاتے یا اس سے پیتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا: ”جب پانی دو مشکوں کے برابر ہو تو ناپاک نہیں ہوتا۔“

كثير، عن مُحَمَّد بن جَعْفَر بن الزُّبَيْر، عن عَبْدِ اللَّهِ بن عَبْدِ اللَّهِ بن عُمَرَ، عن أَبِيهِ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنْبُؤُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسَّبَاعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلْتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ».

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (محمد) ابن العلاء کی روایت میں ”محمد بن جعفر بن زبیر“ آیا ہے جب کہ عثمان بن ابی شیبہ اور حسن بن علی کی روایت میں ”محمد بن عباد بن جعفر“ منقول ہوا ہے اور یہی (ثانی الذکر) صحیح ہے۔

قال أبو داود: هَذَا لَفْظُ ابْنِ الْعَلَاءِ، وَقَالَ عُثْمَانُ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ بن جَعْفَرٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ الصَّوَابُ.

۶۴- جناب عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جو جنگل میں ہوتا ہے تو انہوں نے گزشتہ حدیث کی مثل روایت کیا۔

۶۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ أَبُو كَامِلٍ: ابْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بن عَبْدِ اللَّهِ بن عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمَاءِ يَكُونُ فِي الْفَلَاةِ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۶۵- جناب عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب پانی دو مشکوں کے برابر ہو تو ناپاک نہیں ہوتا۔“

۶۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بن عَبْدِ اللَّهِ بن عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:

۶۴- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذی، الطہارۃ، باب منه آخر، ح: ۶۷، وابن ماجہ، ح: ۵۱۷ من حدیث محمد ابن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۲، وابن الجارود، ح: ۴۵ وله علة غير قاذحة، والحديث الآتي شاهد له.

۶۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجہ، الطہارۃ، باب مقدار الماء الذي لا ينجس، ح: ۵۱۸ من حدیث حماد بن سلمة به، مطولاً.

«إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلْتَيْنِ فَإِنَّهُ لَا يَنْجُسُ».

قال أبو داود: حماد بن زید وقفه
عن عاصم
عاصم سے موقوف روایت کیا ہے۔
امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حماد بن زید نے اسے

🌞 فوائد و مسائل: ① [فَلَهُ] علاقہ ہجر کے معروف بڑے منکے کو کہا جاتا ہے۔ دو منکوں میں تقریباً دوسو سیس پانی سا جاتا ہے۔ ② ناپاک نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس مقدار کے پانی میں کوئی نجاست پڑ جائے اور اس کے تین اوصاف (رنگ، ذائقہ اور بو) میں سے کوئی ایک بھی تبدیل نہ ہوا ہو تو وہ پاک ہی ہوتا ہے۔ لہذا ظاہری نجاست اگر کوئی ہو تو نکال دی جائے اور پانی استعمال کر لیا جائے۔ ”مَاءٌ كَثِيرٌ“ کی کم از کم مقدار یہی دو قلعے ہے (یعنی دوسو سیس لیٹر) ③ اسلام قبول کر لینے کے بعد عرب کے ان بدوؤں کی نفسیات طہارت و نجاست کے بارے میں کس قدر حساس ہو گئی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس قسم کے سوالات کیے۔ (بخاری رحمہ اللہ)

(المعجم ۳۴) - باب مَا جَاءَ فِي بَثْرِ
بُضَاعَةِ (التحفة ۳۴)

۶۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ہم بضعہ کے کنویں سے وضو کر لیا کریں جب کہ یہ کنواں ایسا ہے کہ اس میں حیض کے چھتھرے، کتوں کا گوشت اور گندگی ڈال دی جاتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔“

۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ
وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
الْأَنْبَارِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ
الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ،
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّهُ قِيلَ لِرَسُولِ
اللَّهِ ﷺ: أَتَنَوَّضُ مِنْ بَثْرِ بُضَاعَةٍ وَهِيَ بَثْرُ
يُطْرَحُ فِيهَا الْحَيْضُ وَلَحْمُ الْكِلَابِ
وَالْتَّنُّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمَاءُ
طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ».

قال أبو داود: وقال بعضهم:
عبد الرحمن بن رافع.
امام ابو داود کہتے ہیں، بعض نے راوی کا نام عبد اللہ
بن رافع کی بجائے عبد الرحمن بن رافع بیان کیا ہے۔

۶۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن الماء لا ينجسه شيء، ح: ۶۶ عن الحسن
ابن علي به وقال: "هذا حديث حسن"، ورواه النسائي، ح: ۳۲۷.

۶۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور آپ کو بتایا جا رہا تھا کہ آپ کے لیے جو پانی لایا جاتا ہے وہ بضاعہ کے کنویں کا ہوتا ہے حالانکہ اس میں کتوں کا گوشت حیض کے چھتھرے اور انسانوں کی غلاظت تک ڈال دی جاتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانی پاک ہے اسے کوئی شے ناپاک نہیں کرتی۔“

۶۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّائِيَانِ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَلِيطِ بْنِ أَبِي ثَوْبٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعِ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْعَدَوِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُقَالُ لَهُ: إِنَّهُ يُسْتَقَى لَكَ مِنْ بَثْرِ بُضَاعَةٍ، وَهِيَ بَثْرٌ يُلْقَى فِيهَا لُحُومُ الْكِلَابِ وَالْمَحَائِضُ وَعَذِيرُ النَّاسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے قتیبہ بن سعید سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اس کنویں کے محافظ سے اس کی گہرائی کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: پانی زیادہ سے زیادہ پیو (ناف کے نچلے حصے) تک آتا ہے۔ میں نے کہا اور جب کم ہو تو.....؟ اس نے کہا کہ شرم گاہ سے کم (یعنی رانوں تک۔)

قال أبو داود: سَمِعْتُ قُتَيْبَةَ بْنَ سَعِيدٍ قَالَ: سَأَلْتُ قَيْمَ بَثْرِ بُضَاعَةٍ عَنْ عُمُقِهَا، قَالَ: أَكْثَرُ مَا يَكُونُ فِيهَا الْمَاءُ إِلَى الْعَانَةِ. قُلْتُ: فَإِذَا نَقَصَ؟ قَالَ: دُونَ الْعَوْرَةِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ذاتی طور پر خود اپنی چادر اس کنویں پر پھیلا کر اسے ناپا تو اس کا قطر چھ ہاتھ تھا اور میں نے اس کے محافظ سے پوچھا جس نے میرے لیے باغ کا دروازہ کھولا اور کنواں دکھلایا تھا کہ آیا اس کی بنا میں دو رنبوی سے کوئی تبدیلی کی گئی ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں اور میں نے اس کا پانی دیکھا تو اس کا رنگ بدلا ہوا تھا۔

قال أبو داود: وَقَدَّرْتُ أَنَا بَثْرَ بُضَاعَةٍ بِرِدَائِي مَدَدْتُهُ عَلَيْهَا ثُمَّ ذَرَعْتُهُ فَإِذَا عَرَضُهَا سِتُّهُ أَذْرُجٌ، وَسَأَلْتُ الَّذِي فَتَحَ لِي بَابَ الْبُسْتَانِ فَأَدْخَلَنِي إِلَيْهِ هَلْ غُبِرَ بِنَاؤُهَا عَمَّا كَانَتْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: لَا، وَرَأَيْتُ فِيهَا مَاءً مُتَغَيَّرَ اللَّوْنِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① بُضَاعَةُ "بَا" کے ضمہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے شمال میں دار بنی ساعدہ میں ایک مشہور کنواں تھا جو اس جگہ یا اپنے مالک کے نام سے موسوم تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب بھی ڈالا تھا۔ مریضوں کو اس کے پانی سے نہانے کا کہا جاتا، وہ اس سے غسل کرتے اور شفا یاب ہوتے تھے، گویا کسی بندھن سے کھل گئے ہوں۔ (عمون العبود) ② حدیث میں جو گندگی ڈالنے کا ذکر آیا ہے وہ اس میں عمداً نہیں ڈالی جاتی تھی بلکہ یہ کنواں ایسی جگہ پر واقع تھا کہ تیز ہوا یا بارش کے پانی وغیرہ سے بہہ کر یہ سب کچھ اس میں چلا جاتا تھا۔ ورنہ ایسے کام کا کوئی غیر مسلم بھی روادار نہیں ہوتا۔ ③ کنویں کا پانی جاری پانی تھا اور اس کے اوصاف سرگاندہ رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل نہ ہوتے تھے۔ ورنہ اگر نجاست کا اثر نمایاں ہو تو پانی بلاشبہ بالا جماع ناپاک ہوگا۔ ④ محدثین کرام کا ذوق تحقیق اور ان کی فقاہت قابلِ داد ہے کہ امام ابو داؤد کے دور یعنی تیسری صدی ہجری تک یہ کنواں محفوظ تھا۔ انہوں نے خود جا کر اسے ملاحظہ کیا اور ضروری معلومات حاصل کیں۔

(المعجم ۳۵) - بَابُ: الْمَاءِ لَا يَجْنُبُ باب: ۳۵- (جَنِبَ يَجْنُبُ) پانی "جنبی" نہیں ہوتا (التحفة ۳۵)

۶۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَفْنَةٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَتَوَضَّأَ مِنْهَا، أَوْ يَغْتَسِلَ، فَقَالَتْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ جُنْبًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْمَاءَ لَا يَجْنُبُ».

۶۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی کسی اہلیہ محترمہ نے لگن میں سے غسل کیا۔ نبی ﷺ تشریف لائے، آپ اس سے وضو یا غسل کرنا چاہتے تھے، تو اہلیہ محترمہ نے آپ کو بتایا کہ اے اللہ کے رسول! میں جنابت سے تھی (اور میں نے اسی پانی سے غسل کیا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تو کیا ہوا؟" پانی جنبی نہیں ہوتا۔ (پاک ہی رہتا ہے۔)

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم صحیح مسلم کی حدیث میں یہی بات بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے (غسل سے) بچے ہوئے پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ (حدیث: ۳۲۳) غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی نے حدیث ۶۸ کو صحیح کہا ہے۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کا استعمال بقیہ پانی پاک اور قابل استعمال رہتا ہے۔ ③ اور وہ حدیث جس میں مرد و عورت کو ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی کے استعمال سے منع کیا گیا ہے وہ نہی تنزیہی ہے۔ (یعنی اس ممانعت پر عمل کرنا بہتر ہے۔) (سنن نسائی، حدیث: ۲۳۹)

۶۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الرخصة في ذلك، ح: ۶۵ من حديث أبي الأحوص به وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۷۰، والنسائي، ح: ۳۲۶، سلسلة سماء عن عكرمة سلسلة ضعيفة، انظر سير أعلام النبلاء: ۵/ ۲۴۸، وحديث مسلم، ح: ۳۲۳، يعني عنه.

(المعجم ۳۶) - باب الْبَوْلُ فِي الْمَاءِ

الرَّائِدِ (التحفة ۳۶)

باب: ۳۶- ٹھہرے ہوئے پانی

میں پیشاب کرنا؟

۶۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ:

حَدَّثَنَا زَائِدَةُ فِي حَدِيثِ هِشَامٍ: عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ».

۶۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے

ہیں، آپ نے فرمایا: ”کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر اسی سے غسل کرے گا۔“

۷۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَجَلَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ، وَلَا يَغْتَسِلُ فِيهِ مِنَ الْجَنَابَةِ».

۷۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے اور نہ جنابت سے اس میں نہائے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حوض اور تالاب کے پانی کو پاک صاف رکھنا از حد ضروری ہے کیونکہ یہ عوام الناس کی

بنیادی ضرورتوں میں سے ہے۔ ② مستعمل پانی اگر چہ پاک رہتا ہے مگر گندا تو ضرور ہو جاتا ہے۔ نہانے کی ضرورت ہو تو الگ ہو کر نہانا چاہیے۔ لوگ اس میں اگر پیشاب کرنا شروع کر دیں تو یقیناً ناپاک ہو جائے گا۔

(المعجم ۳۷) - باب الْوُضُوءِ بِسُورِ

الْكَلْبِ (التحفة ۳۷)

باب: ۳۷- کتے کے جوٹھے پانی

سے وضو کرنا.....؟

۷۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ:

حَدَّثَنَا زَائِدَةُ فِي حَدِيثِ هِشَامٍ: عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «طَهُورٌ إِنَاءٌ أَحَدُكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنَّ

۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان

کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”جب تمہارے کسی کے برتن میں کتا منہ مار جائے تو اس کی پاکیزگی (کا طریقہ) یہ ہے کہ اسے سات بار دھویا جائے، ان میں پہلی بار مٹی سے ہو۔“

۶۹- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ۲۸۲ من حديث هشام بن حسان به.

۷۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ۳۴۴ من

حديث محمد بن عجلان به.

۷۱- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ۲۷۹ من حديث هشام بن حسان به.

يُغَسِّلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أَوْ لَا هُنَّ بِالتُّرَابِ.

قال أبو داود: وَكَذَلِكَ قَالَ أَيُّوبُ وَحَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ عَنْ مُحَمَّدٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایوب اور حبیب بن شہید نے بھی محمد (ابن سیرین) سے ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ (یعنی پہلی بار مٹی سے دھویا جائے۔)

۷۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعَاهُ، وَزَادَ: «وَإِذَا وَلَغَ الْهَرُّ غُسْلَ مَرَّةٍ».

۷۲- جناب محمد بن سیرین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ حدیث کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ اور مرفوع نہیں روایت کیا (بلکہ موقوف بیان کیا) اور اس میں اضافہ یہ ہے: ”جب بلی منہ مار جائے تو ایک بار دھویا جائے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”برتن میں منہ مارنے“ سے مراد یہ ہے کہ کتا زبان سے کچھ پیے یا چاٹے۔ ② کتے کے لعاب کے نجس ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور اس سے امام ابو داود رحمہ اللہ نے یہ استنباط کیا ہے کہ اس کے جوٹھے سے وضو نہیں ہو سکتا۔ ③ معلوم ہوا کہ تھوڑا پانی [ماء قلیل] نجس ہو جاتا ہے خواہ ظاہر میں اس کی کوئی صفت تبدیل ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ ④ ”بلی کے منہ مارنے سے ایک بار دھوئے“ کا جملہ اس روایت میں مدرج ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس کا جوٹھا پاک ہے جیسے کہ اگلے باب میں ذکر آ رہا ہے۔

۷۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، السَّابِغَةَ بِالتُّرَابِ».

۷۳- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”کتا جب برتن میں منہ مار جائے تو اسے سات بار دھوؤ ساتویں بار مٹی سے ہو۔“

قال أبو داود: وَأَمَّا أَبُو صَالِحٍ وَأَبُو ۷۲- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲۴۸/۱ من حديث أبي داود به، وقال الدارقطني: ۱/۶۴، ح: ۱۸۰ ”صحيح موقوف“، ورفعه الترمذي، ح: ۹۱ من حديث المعتمر بن سليمان به وقال: ”حسن صحيح“ قوله: ”وإذا ولغ الهرة غسل مرة“ مدرج في رواية الترمذي.

۷۳- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب تعفير الإناء بالتراب من ولوغ الكلب فيه، ح: ۳۴۰ من حديث قتادة به، وصححه الدارقطني: ۱/۶۴.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابو صالح اور ابو

وضو کے احکام ومسائل

اعرج، ثابت احف، ہام بن منہ اور ابو سدی عبدالرحمن نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور مٹی سے مانجے کا ذکر نہیں کیا۔

رَزِينَ وَالْأَعْرَجُ وَثَابِتُ الْأَخْنَفِ وَهَمَامُ ابْنُ مُنْبِهٍ وَأَبُو السُّدِّيَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ رَوَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَلَمْ يَذْكُرُوا: التَّرَابَ.

۷۴- حضرت (عبداللہ) ابن مغفل (مرنی)

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا مگر اس کے بعد فرمایا: ”لوگوں کو ان کے قتل کی ضرورت کیا ہے؟ اور ان کتوں کا قصور کیا ہے؟“ پھر آپ نے شکار اور بکریوں (وغیرہ) کی حفاظت کے لیے ان کے رکھنے کی اجازت دے دی اور فرمایا: ”جب کتابرتن میں منہ مار جائے تو اسے سات بار دھو اور آٹھویں بار مٹی سے مانجو۔“

۷۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَنْبَلٍ

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاجِ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ ابْنِ مُغْفَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، ثُمَّ قَالَ: «مَا لَهُمْ وَلَهَا؟» فَرَخَّصَ فِي كُلِّ الصَّيْدِ وَفِي كُلِّ الْغَنَمِ، وَقَالَ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَالثَّامِنَةَ عَفَرُوهُ بِالتَّرَابِ».

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن

قال أبو داؤد: وَهَكَذَا قَالَ ابْنُ مُغْفَلٍ.

مغفل رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کہا۔

🌞 فوائد ومسائل: ① کتا جس برتن میں منہ مار جائے اس میں موجود چیز (بشکل طعام وشراب) کو گرا دیا جائے اور برتن کو سات یا آٹھ بار دھویا جائے اور ایک بار مٹی سے ضرور مانجا جائے۔ ② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعض شاگردوں نے مٹی سے مانجے کا ذکر چھوڑ دیا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصل روایت میں یہ ہے ہی نہیں۔ احتمال ہے کہ انہوں نے اختصار سے کام لیا ہو۔ جبکہ محمد بن سیرین، ابویوب سختیانی، حسن بصری اور ابو رافع رضی اللہ عنہ نے مٹی سے مانجے کا ذکر کیا ہے۔ اور ”ثقی کی زیادت مقبول ہوا کرتی ہے.....“ اسی قاعدے کے تحت حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت آٹھویں بار کی قابل قبول ہے۔ ③ جدید تحقیقات مؤید ہیں کہ کتے کے جراثیم کیلئے مٹی ہی کا حلقہ قاتل ہے۔ ④ کتا خواہ شکاری ہو اس کا لعاب نجس ہے۔ شکار کے معاملے میں خاص استثناء معلوم ہوتا ہے۔ ⑤ کتوں کو بالعموم قتل کرنا منسوخ ہے تاکہ ان کی نسل کلی طور پر تباہ نہ ہو جائے۔ ⑥ شکار اور حفاظت کیلئے کتے کا رکھنا جائز ہے۔

باب: ۳۸- بلی کے جو ٹھٹھے کا بیان

(المعجم ۳۸) - باب سُورِ الْفِهْرَةِ

(التحفة ۳۸)

۷۴- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ۲۸۰ من حديث شعبة به، ورواه النسائي، ح: ۳۲۷، ۳۲۸، وابن ماجه، ح: ۳۶۵.

۷۵- کبشہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ (عبداللہ) ابن ابی قتادہ کے نکاح میں تھیں بیان کرتی ہیں کہ (ان کے خسر) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ (ان کے گھر) آئے تو اس نے ان کے لیے وضو کی خاطر پانی انڈیا تو ایک بلی آگئی اور اس (برتن) سے پانی پینے لگی۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بلی کے لیے برتن کو قدرے میڑھا کر دیا حتیٰ کہ اس نے پانی پی لیا۔ کبشہ کہتی ہیں کہ ابوقتادہ نے مجھے دیکھا کہ میں ان کے اس عمل کو حیرت سے دیکھ رہی ہوں تو انہوں نے کہا: اے بھتیجی! کیا تمہیں تعجب ہو رہا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”بلی نجس نہیں ہے یہ تم پر گھومنے پھرنے والے جانوروں میں سے ہے۔“

۷۶- داود بن صالح بن دینار التمار اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی والدہ کی مالکہ نے اسے (یعنی ام داود کو) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہریرہ (ایک قسم کا کھانا) دے کر بھیجا تو اس نے انہیں نماز پڑھتے پایا۔ انہوں نے (اثاثے نماز ہی میں) اشارہ کیا کہ رکھ دے۔ چنانچہ (اسی دوران میں) ایک بلی آئی اور اس میں سے کچھ کھا گئی جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے وہیں سے کھانا شروع کر دیا جہاں سے بلی

۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُيَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ - وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ - أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوءًا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، فَأَضْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ. قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَأَيْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يَا بِنْتُ أَخِي؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّهَا مِنَ الطَّوَافِينِ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَافَاتِ».

۷۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ دَاوُدَ بْنِ صَالِحٍ بْنِ دِينَارِ التَّمَارِ، عَنْ أُمِّهِ: أَنَّ مَوْلَاتَهَا أَوْسَلَتْهَا بِهَرِيرَةٍ إِلَى عَائِشَةَ فَوَجَدَتْهَا تُصَلِّي، فَأَشَارَتْ إِلَيَّ أَنْ ضَعِيهَا، فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَأَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ أَكَلْتُ مِنْ حَيْثُ أَكَلَتِ الْهِرَّةُ، فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّمَا هِيَ

۷۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في سؤر الهرة، ح: ۹۲، والنسائي، ح: ۶۸، ۳۴۱، وابن ماجه، ح: ۳۶۷، من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية يحيى): ۲۲/۱، ۲۳ (ورواية القعني، ص: ۴۵، ۴۶) وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۴، وابن حبان، ح: ۱۲۱، والحاكم: ۱/۱۶۰، ووافقه الذهبي.

۷۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۱/۶۹، ح: ۲۱۴، من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به * أم داود بن صالح لم أجد من وثقها "ولا هي معروفة عند أهل العلم" (مشكل الآثار: ۳/۲۷۰)، وقال ابن التركماني: "هي مجهولة".

۱۔ کتاب الطہارۃ

مِنْ الطَّوَافِينَ عَلَيْكُمْ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا .
نہیں نہیں ہے یہ تو تم پر گھومنے پھرنے والے جانوروں میں سے ہے۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ اس کے جوٹھے پانی سے وضو کر لیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت شیخ البانی کے نزدیک صحیح ہے۔ ② ”طَوَافِينَ“ اور ”طَوَافَاتِ“ کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ کبھی ”مچھر“، ”بھڑ“، ”کوا“ اور مرغی وغیرہ جانوروں سے تحفظ ممکن نہیں ہے اور ان کا جوٹھا بھی پاک ہے۔ اس کا کھا لینا اور اس سے وضو کر لینا سب درست ہے۔ ③ خمر، محرم رشتوں میں سے ہے اس سے پردہ نہیں اور خدمت اس کا حق ہے۔ ④ جانوروں سے حسن معاملہ حسن اخلاق کا حصہ اور اجر کا باعث ہے۔ ⑤ مسایوں اور دوستوں کو تحائف یا ہدایا دینا اور کھانا بھجوانا ایک اسلامی شعار ہے۔ ⑥ نماز میں مجبوری ہو تو مناسب اشارہ جائز ہے۔

باب ۳۹۔ المَعْجَم (۳۹) - باب التَّحْفَةِ (۳۹)
باب ۳۹۔ عورت کے (استعمال سے) بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا

۷۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَعْتَمِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَتَحْنُ جُبَّانٍ .
۷۷۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ”میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے نہالیا کرتے تھے جب کہ ہم دونوں جُبی ہوتے تھے۔“

فوائد ومسائل: ① میاں بیوی شری لحاظ سے ایک دوسرے کا لباس ہیں اس لیے دونوں کے اکٹھے نہالینے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ ② جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے برتن سے پانی لیا تو وہ عورت کا مستعمل ہو گیا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ پانی لیتے تو وہ ان کا مستعمل ہو جاتا۔ معلوم ہوا کہ بقیہ پانی کا استعمال جائز ہے خواہ عورت کا ہو یا مرد کا۔ بالخصوص جبکہ وہ اپنا اور سمجھدار ہوں اور ناقول طور پر پانی میں چھینٹے نہ ڈالتے ہوں۔

۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ۷۸۔ حضرت ام صبیہ جُہنیہ (خولہ بنت قیس)

۷۷۔ تخریج: أخرجه البخاري، الحيف، باب مباشرة الحائض، ح: ۲۹۹ من حديث سفيان الثوري به، وعزاه المؤيد في تحفة الأشراف: ۳۶۹/۱۱، ح: ۱۵۹۸۳ إلى صحيح مسلم، ح: ۶۸۶ من حديث زائدة عن منصور به .

۷۸۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه من ماجه، الطهارة، باب الرجل والمرأة يتوضآن من إناء واحد، ح: ۳۸۲ من طريق آخر عن أم صبيبه به، وله طريق آخر عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ۱۰۵۴، وأحمد: ۳۶۶/۶، وحسنه العراقي في طرح التثريب: ۳۲/۲ .

الثَّقَلَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ خَرَبُودَ، عَنْ أُمِّ صُبَيْةَ الْجُهَنِيَّةِ قَالَتْ: اخْتَلَفَتْ يَدَيَّ وَيَدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْوُضُوءِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

ﷺ کہتی ہیں کہ ایک برتن سے وضو کرتے ہوئے میرا اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ باری باری برتن میں پڑتا تھا۔

☀ توضیح: حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ سے محرم ہونے کا کوئی رشتہ ثابت نہیں ہے۔ یہ واقعہ شاید ۶ آیات حجاب کے نزول سے پہلے کا ہو۔

۷۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ الرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّئُونَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ مُسَدَّدٌ: مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ جَمِيعًا.

۷۹- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مرد اور عورتیں ایک برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے۔ مسدد کی روایت ہے: ”مرد اور عورتیں اکٹھے ایک ہی برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے۔“

۸۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَتَوَضَّأُ نَحْنُ وَالنِّسَاءُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ نُدْلِي فِيهِ أَيْدِينَا.

۸۰- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم (مرد) اور عورتیں ایک ہی برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے اور اسی (ایک ہی برتن) میں اپنے ہاتھ ڈالتے تھے۔

☀ فوائد و مسائل: ① یہ صورت حجاب سے پہلے کی رہی ہوگی اور حجاب کے بعد یہ معاملہ شوہروں اور ان کی بیویوں کے مابین یا محارم کے مابین محدود ہو گیا۔ اور مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ عورت کا مستعمل (بچا ہوا) پانی خواہ عورت محرم ہو یا غیر محرم پاک ہے اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔ ② جب غیر محرم مرد کا مستعمل (بچا ہوا) پانی عورت استعمال کر سکتی ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر محرم مرد کا بچا ہوا کھانا بھی عورت کھا سکتی ہے۔ شریعت میں اس سے ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

۷۹- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب وضوء الرجل مع امرأته... الخ، ح: ۱۹۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ، (يحيى): ۲۴/۱، ورواه النسائي، ح: ۳۴۳، ۷۱، وابن ماجه، ح: ۳۸۱.

۸۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۱۹۰ من حديث أبي داود به، ووقع في سنده وهم مطبعي.

باب: ۴۰- عورت کے مستقبل پانی

(المعجم ۴۰) - باب النِّهْيِ عَنْ ذَلِكَ

سے وضو کی ممانعت کا ذکر

(التحفة ۴۰)

۸۱- حمید حمیری کہتے ہیں کہ میں ایک ایسے شخص سے ملا جو چار سال تک نبی ﷺ کی صحبت میں رہا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کی صحبت میں رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے: ”عورت مرد کے یا مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔“

مسدود نے یہ اضافہ بیان کیا ہے: ”چاہیے کہ دونوں اکٹھے ہی (باری باری) چلو لیں۔“

۸۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حُمَيْدِ الْجَمِيرِيِّ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا صَحَبَ النَّبِيَّ ﷺ أَرْبَعَ سِنِينَ كَمَا صَحَبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ، أَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ. زَادَ مُسَدَّدٌ: وَلَيَغْتَرِفَا جَمِيعًا.

۸۲- حکم بن عمرو اور یہ اقرع ہیں سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔

۸۲- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ يَغْنِي الطَّلِيسِي، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي حَاجِبٍ، عَنْ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو، وَهُوَ الْأَقْرَعُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ.

☀️ فائدہ: یہ نبی یا تو رخصت سے پہلے کی ہے۔ یا احتیاط پر محمول ہے۔ تاہم کتاب العلل ترمذی میں ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حکم بن عمرو اقرع کی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور صحیح ترویج ہے جو کچھ باب میں مذکور ہوا کہ عورت مرد ایک دوسرے کے استعمال شدہ اور بچے ہوئے پانی سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں۔

باب: ۴۱- مسند رکے پانی سے وضو

(المعجم ۴۱) - باب الْوُضُوءِ بِمَاءِ

الْبَحْرِ (التحفة ۴۱)

۸۱ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر النهي عن الاغتسال بفضل الجنب، ح: ۲۳۹ من حديث أبي عوانة الوضاح بن عبدالله به، وصححه الحافظ في بلوغ المرام، ح: ۶ (بتحقيق).

۸۲ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كراهية فضل طهور المرأة، ح: ۶۴ عن محمد بن بشار به وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۷۴، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۲۵۷.

۸۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ مِنْ آلِ ابْنِ الْأَزْرَقِ قَالَ: إِنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَزَكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَتَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هُوَ الطَّهَوْرُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مِثْلُهُ».

۸۳- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ (پینے کے لیے) تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں۔ اگر ہم اس سے وضو کرنے لگیں تو پیا سے رہ جائیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیا کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سمندر کا پانی پاک اور اس کا مردہ حلال ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① سمندر دریا اور نہر کا پانی خود پاک ہوتا ہے اور پاک کرنے والا بھی تو اس سے پینا نہانا اور دھونا سب جائز ہے۔ اگر کہیں نجاست پڑی ہو تو وہ جگہ چھوڑ دی جائے۔ ② مچھلی کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ بغیر شکار اپنی موت مر گئی ہو تو بھی حلال ہے اور پانی پاک رہتا ہے اور مچھلی کی تمام انواع اس میں شامل ہیں۔

(المعجم ۴۲) - باب الوُضوءِ بالنَّيْبِ (التحفة ۴۲)

باب: ۴۲- کھجور اور منقہ کے شربت (نیب) سے وضو کرنا.....؟

۸۴- حَدَّثَنَا هَنَادٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي فَزَّارَةَ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ لَيْلَةَ الْجَنَّةِ: «مَا فِي إِذَاوَتِكَ؟» قَالَ: نَيْبٌ. قَالَ: «تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ».

۸۴- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے جنوں والی رات پوچھا کہ تمہارے برتن میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نیب (یعنی کھجور کا شربت) ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”کھجور پاکیزہ پھل ہے اور پانی پاک ہے۔“

۸۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في ماء البحر أنه طهور، ح: ۶۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ، (يحيى): ۲۲ / ۱، ورواه النسائي، ح: ۵۹، وابن ماجه، ح: ۳۸۶، ۳۲۴۶ وقال الترمذي: "هذا حديث حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۱۱، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۹.

۸۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء بالنبيذ، ح: ۸۸ عن هناد بن السري به ❦ وقال: "وأبو زيد، رجل مجهول عند أهل الحديث"، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۸۴.

قال سُبَلِّمَانُ بْنُ دَاوُدَ: عَنْ أَبِي زَيْدٍ،
أَوْ زَيْدٍ كَذَا قَالَ شَرِيكَ: وَلَمْ يَذْكُرْ
هَذَا لَيْلَةَ الْجَنِّ.
سليمان بن داود کی روایت میں ہے کہ شریک کو وہم
ہوا اور انہوں نے ابو زید یا زید کہا۔ (جبکہ ہناد کو وہم نہیں
ہوا اس نے ابو زید ہی کہا۔) ایسے ہی ہناد کی روایت میں
لَيْلَةُ الْجَنِّ کا ذکر نہیں ہے۔ (اور سليمان کی روایت
میں موجود ہے۔)

☀️ وضاحت: یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کا راوی ابو زید مجہول ہے۔ اس لیے یہ قابل عمل نہیں۔ نیز درج ذیل صحیح
حدیث اس کی توضیح کر رہی ہے۔

۸۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ عَامِرٍ،
عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ
مَسْعُودٍ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
لَيْلَةَ الْجَنِّ؟ فَقَالَ: مَا كَانَ مَعَهُ مِنَّا أَحَدٌ.

۸۵- علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ (رسول اللہ ﷺ کی)
جنوں سے ملاقات والی رات آپ لوگوں میں سے کون
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم میں
سے کوئی بھی آپ کے ساتھ نہ تھا۔

۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ
مَنْصُورٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ:
إِنَّهُ كَرِهَ الْوُضُوءَ بِاللَّيْلِ وَالنَّيِّدِ وَقَالَ: إِنَّ
التَّيْمَمَ أَعْجَبُ إِلَيَّ مِنْهُ.

۸۶- جناب عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ انہوں نے دودھ اور بنید سے وضو کو مکروہ کہا ہے۔ اور
فرمایا کہ مجھے ان سے وضو کرنے کی بجائے تیمم کرنا زیادہ
پسند ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے تو اس کے پاک رہنے میں کوئی شبہ نہیں مگر لازمی ہے کہ اس
اختلاط سے پانی پانی ہی رہے۔ اگر وہ مانع پانی کی بجائے شربت، لسی یا شوربے وغیرہ سے موسوم ہو جاتا ہے تو وہ پانی
نہ رہا اور اس سے وضو یا غسل کا کوئی معنی نہیں۔ ② ”نیز“ عرب کا خاص مشروب ہے جو وہ خشک کھجور یا خنقی کو پانی میں
بھگوئے رکھنے سے تیار کرتے تھے جیسے ہمارے ہاں اٹلی اور آلو بخارے سے شربت بنایا جاتا ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ
انسانوں کی طرح جنوں کی طرف بھی مبعوث کیے گئے تھے کئی ایک مواقع پر آپ نے انہیں تبلیغ اور وعظ بھی فرمایا تھا۔

۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الجهر بالقراءة في الصبح، والقراءة على الجن، ح: ۴۵۰ من حديث
داود بن أبي هند، مطولاً، ورواه الترمذي، ح: ۳۲۵۸ وقال: ”حسن صحيح“.

۸۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۹ من حديث أبي داود به.

قرآن مجید میں سورۃ جن بالخصوص اس مسئلے کو واضح کرتی ہے۔

۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَلْدَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنْ رَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ، وَلَيْسَ عِنْدَهُ مَاءٌ وَعِنْدَهُ نَبِيذٌ، أَيْغْتَسِلُ بِهِ؟ قَالَ: لَا.

۸۷- ابوخلدہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابوالعالیہ (تابعی) سے پوچھا کہ ایک شخص جسے جنابت لاحق ہوئی ہو اس کے پاس پانی نہ ہو مگر نبیذ (کھجور یا کشمش کا پانی) موجود ہو تو کیا وہ اس سے غسل کر لے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔

(المعجم ۴۳) - بَابُ: أَيُصَلِّي الرَّجُلُ وَهُوَ حَاقِنٌ؟ (التحفة ۴۳)

باب: ۴۳- پیشاب پاخانے کی حاجت ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

۸۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ: أَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا وَمَعَهُ النَّاسُ وَهُوَ يَوْمُهُمْ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَقَامَ الصَّلَاةَ - صَلَاةَ الصُّبْحِ - ثُمَّ قَالَ: لِيَتَفَدَّمُوا أَحَدُكُمْ وَذَهَبَ الْخَلَاءُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَذْهَبَ الْخَلَاءُ، وَقَامَتِ الصَّلَاةُ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ».

۸۸- سیدنا عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حج یا عمرے کے لیے نکلے۔ ان کی معیت میں کچھ لوگ بھی تھے اور وہ ان کے امام تھے۔ ایک دن نماز فجر کی اقامت ہوئی تو انہوں نے کہا کہ تم میں سے کوئی آگے ہو۔ (اور نماز پڑھائے) اور خود قضائے حاجت کے لیے چل دیے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”جب تم میں سے کسی کو بیت الخلا جانے کی حاجت ہو اور نماز بھی کھڑی ہو رہی ہو تو چاہیے کہ وہ پہلے قضائے حاجت کے لیے جائے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ وَأَبُو ضَمْرَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہیب بن خالد، شعب بن اسحاق اور ابوضرہ نے یہ حدیث ہشام بن عروہ عن ابیہ عن رجل حدیثہ عن عبد اللہ بن ارقم کی سند سے روایت کی ہے (یعنی اس میں ”عن رجل“ کا

۸۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۹/۱ من حديث أبي داود به .

۸۸- تخریج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء إذا أقيمت الصلوة... الخ، ح: ۱۴۲، والنسائي، ح: ۸۵۳، وابن ماجه، ح: ۶۱۶ من حديث هشام بن عروة به وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۳۲، ۱۶۵۲، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۹۴، والحاكم: ۱/۱۶۸، ووافقه الذهبي.

۱- کتاب الطہارۃ

أَرْقَمَ، وَالْأَكْثَرُ الَّذِينَ رَوَوْهُ عَنْ هِشَامٍ (اضافہ ہے) مگر ہشام کے اکثر شاگرد اسی طرح روایت کرتے ہیں جیسے کہ (مذکورہ البدر روایت میں) زہیر نے (عَنْ رَجُلٍ کے واسطے کے بغیر) روایت کیا ہے۔

 فوائد و مسائل: ① نماز کی قبولیت میں خشوع و خضوع انتہائی بنیادی امر ہے۔ اس کے لیے پوری پوری محنت اور کوشش کرنی چاہیے اور ہر اس حالت سے بچنا چاہیے جو اس میں خلل انداز ہو سکتی ہو۔ لہذا بیت الخلا جانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہو تو پہلے اس سے فارغ ہونا چاہیے۔ ② ایسے ہی کھانے کا مسئلہ ہے جب کھانا تیار ہو اور بھوک بھی ہو تو پہلے کھانا کھا لینا چاہیے۔ جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے۔ ③ لمبے سفروں میں مسنون یہ ہے کہ اجتماعیت قائم رکھی جائے۔ ایک شخص کو اپنا امیر سفر بنا لیا جائے جیسے کہ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کے بارے میں اوپر بیان ہوا ہے۔

۸۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْمَعْنَى، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي حَزْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ عِيسَى فِي حَدِيثِهِ: ابْنُ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ اتَّفَقُوا أَخُو الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ فَجِيءَ بِطَعَامٍ فَقَامَ الْقَاسِمُ يُصَلِّي، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُصَلِّي بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَانِ».

۸۹- جناب عبداللہ بن محمد بن ابی بکر (قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق کے بھائی) سے روایت ہے کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے کہ اس اثنا میں ان کا کھانا آ گیا تو جناب قاسم کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ”جب کھانا حاضر ہو تو نماز نہ پڑھی جائے نیز ایسی حالت میں بھی کہ آدمی پیشاب پاخانے کو روک رہا ہو۔“

 فوائد و مسائل: ① اس روایت کا ایک پس منظر ہے کہ جناب قاسم بن محمد کی والدہ ام ولد (لونڈی) تھیں اور اس کی تربیت کے اثر سے جناب قاسم کے عربی تکلم میں قدرے لُحْن تھا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں تادیب کی تو وہ کچھ خفا ہو گئے اور کھانا چھوڑ کر نماز پڑھنے لگے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ حدیث سنائی اور امر بالمعروف کا فریضہ ادا کیا۔ ② خیال رہے کہ بھوک اور قضاے حاجت ایسے فطری امور ہیں جو انسان کے اپنے کنٹرول میں نہیں

۸۹- تخریج: أخرجه مسلم، الساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام الذي يريد أكله في الحال... الخ ح: ۵۶۰ من حديث أبي حنزة القاص به، وهو في المسند للإمام أحمد: ۶/ ۴۳، ۵۴.

۱- کتاب الطہارۃ

ہوتے۔ شریعت نے خصوصی طور پر ان سے فراغت حاصل کر لینے کا حکم دیا ہے، مگر ایسے اعمال جو انسان کے اپنے بس میں ہوں مثلاً کوئی کام ادھور رہ رہا ہو یا ویسے ہی ذہن پر سوار ہو تو دینی تقاضا یہ ہے کہ انسان ان امور سے اپنے آپ کو خالی الذہن کر کے نماز کی طرف متوجہ ہو اور اپنے کام یا تو قبل از نماز نمٹالے یا بعد از نماز مکمل کرے، مثلاً سفر میں جمع بین الصلوٰتین کی رخصت موجود ہے۔ ماں کو بچہ پریشان کر رہا ہو تو اجازت ہے کہ اسے اٹھا کر نماز پڑھ لے۔

۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ :
 حَدَّثَنَا ابْنُ عِيَّاشٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ صَالِحٍ ،
 عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْجٍ الْحَضْرَمِيِّ ، عَنْ أَبِي
 حَيٍّ الْمُؤَدِّنِ ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ ﷺ : «ثَلَاثٌ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ
 يَفْعَلَهُنَّ : لَا يُؤْمَرُ رَجُلٌ قَوْمًا فَيَخْصُ نَفْسَهُ
 بِالِدُعَاءِ دُونَهُمْ ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ ،
 وَلَا يَنْظُرُ فِي قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْتَأْذِنَ فَإِنْ
 فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ ، وَلَا يُصَلِّي وَهُوَ حَقِيقٌ
 حَتَّى يَتَخَفَّفَ » .

۹۰- سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین کام کسی کو روانہ نہیں ہیں۔ یعنی: (۱) کوئی شخص کسی قوم کی امامت کرے تو اہل جماعت کو چھوڑ کر خاص اپنے لیے دعا نہ کرے۔ اگر ایسا کیا تو ان سے خیانت کی۔ (۲) اجازت ملنے سے پہلے ہی کسی کے گھر کے اندر نہ جھانکے۔ اگر ایسا کیا تو گویا (بغیر اجازت) اندر داخل ہوا۔ (۳) کوئی شخص پیشاب پاخانہ روکے ہوئے نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ فراغت حاصل کر لے۔“

🌞 فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں آخری دو باتیں تو دوسری احادیث سے بھی ثابت ہیں۔ لیکن اوّل الذکر بات محل نظر ہے اس لیے کہ نماز میں بعض دعائیں ایسی بھی ہیں جن میں صیغہ واحد ہی استعمال ہوا ہے اور امام سمیت ہر شخص انہیں صیغہ واحد ہی کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اس لیے اسے امام کی خیانت سے تعبیر کرنا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟

۹۱- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ السَّلْمِيُّ
 قَالَ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ : حَدَّثَنَا ثَوْرُ
 عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْجٍ الْحَضْرَمِيِّ ، عَنْ أَبِي
 حَيٍّ الْمُؤَدِّنِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۹۱- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ پیشاب پاخانہ روکے ہوئے نماز پڑھے حتیٰ کہ فارغ ہو

۹۰- [تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي ، الصلوة ، باب ماجاء في كراهية أن يخص الإمام نفسه بالدعاء ، ح: ۳۵۷ من حديث إسماعيل بن عياش به ، وتابعه بقية عند ابن ماجه ، ح: ۶۱۹ ، ۹۲۳ .
 ۹۱- [تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي ۱۲۹ / ۳ من حديث ثور بن يزيد به .

جائے۔“ پھر جناب ثور نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔ اور کہا کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے حلال نہیں کہ بغیر اجازت کے کسی قوم کی امامت کرائے اور نہ اہل جماعت کو چھوڑ کر خاص اپنے ہی لیے دعا کرے۔ اگر ایسا کرے تو ان سے خیانت کی۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ سند اہل شام کی اسانید میں سے ہے اس میں ان کا کوئی شریک نہیں۔ (سوائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے۔)

قال: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ أَنْ يُصَلِّيَ وَهُوَ حَقْنٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ» ثُمَّ
سَاقَ نَحْوَهُ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ قَالَ: «وَلَا يَحِلُّ
لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُؤْمَّ قَوْمًا
إِلَّا بِإِذْنِهِمْ، وَلَا يَخْتَصُّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ
دُونَهُمْ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ».

قال أبو داؤد: هَذَا مِنْ سُنَنِ أَهْلِ
الشَّامِ لَمْ يَشْرِكْهُمْ فِيهَا أَحَدٌ.

فائدہ: یہ روایت بھی شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک ضعیف ہے۔ اس میں بھی دو باتوں کی ممانعت تو دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ جیسے پیشاب پاخانہ روک کر نماز پڑھنا اور بغیر اجازت کسی قوم کی امامت کرنا، یہ دونوں باتیں ممنوع ہیں۔ لیکن یہ تیسری بات کہ امام صرف اپنے ہی لیے دعا نہ کرے صحیح نہیں۔ اس لیے کہ متعدد دعاؤں میں نماز میں واحد ہی کا میغدا استعمال ہوتا ہے۔

باب: ۴۴- وضو کے لیے کس قدر

(المعجم ۴۴) - باب مَا يُجْزَى مِنْ

پانی کافی ہے؟

الْمَاءِ فِي الْوُضُوءِ (التحفة ۴۴)

۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک صاع پانی سے غسل اور ایک مد سے وضو کر لیا کرتے تھے۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جناب ابان نے قتادہ سے روایت کیا تو (عَنْ صَفِيَّةَ كِي بَجَائِ) سَمِعْتُ صَفِيَّةَ كَمَا هِيَ۔ (یعنی میں نے حضرت صفیہ سے سنا۔)

۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا
هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ
عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ
وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَبَانٌ
عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ صَفِيَّةَ.

۹۳- سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ نبی

۹۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَبْلٍ

۹۲- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في مقدار الماء للوضوء والغسل من الجنابة، ح: ۲۶۸ من حديث همام به، ورواه النسائي، ح: ۳۴۷ وحديث أبان بن يزيد العطار، أخرجه البيهقي: ۱/ ۱۹۵ وإسناده صحيح.

۹۳- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۰۳ عن هشيم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۱۷، ورواه حصين عن سالم بن أبي الجعد عند البيهقي: ۱/ ۱۹۵، والحاكم: ۱/ ۱۶۱، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

ﷺ ایک صاع پانی سے غسل اور ایک مد سے وضو کر لیا کرتے تھے۔

قال: حدثنا هُشَيْمٌ قال: أخبرنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرٍ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ.

۹۴- سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وضو کرنا چاہا تو آپ کے لیے برتن لایا گیا۔ اس میں ایک مد کے دو تہائی جتنا پانی تھا۔

۹۴- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ قال: حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قال: حدثنا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ الْأَنْصَارِيِّ قال: سَمِعْتُ عَبَادَ بْنَ تَمِيمٍ عَنْ جَدَّتِي وَهِيَ أُمُّ عُمَارَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَأَتَيْتُ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَدَرْتُ لَتْنِي الْمُدَّ.

۹۵- سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ایسے برتن سے وضو کیا کرتے تھے جس میں دو رطل پانی آتا تھا اور آپ ایک صاع (پانی) سے غسل فرمایا کرتے تھے۔

۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَرَّازُ قال: حدثنا شَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ، عَنْ أَنَسٍ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِإِنَاءٍ يَسَعُ رَطْلَيْنِ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے شاگردوں کے نام اور اسناد میں اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے) کہا کہ شعبہ نے کہا: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا مِمَّنْ اس میں ہے کہ آپ ”مکوک“ (ایک مد) سے وضو کرتے تھے۔ اس میں دو رطل کا ذکر نہیں ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ قال: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ قال: سَمِعْتُ أَنَسًا، إِلَّا أَنَّهُ قال: يَتَوَضَّأُ بِمَكُوكٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ رَطْلَيْنِ.

یحییٰ بن آدم عن شريك کی روایت میں ہے

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ آدَمَ

۹۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب القدر الذي يكفي به الرجل من الماء للوضوء، ح: ۷۴ عن محمد بن بشار به، مطولاً، وله طريق آخر عند البيهقي: ۱۹۶/۱.

۹۵- تخریج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۱۷۹/۳ من حديث شريك به، ورواه البخاري، ح: ۲۰۱، ومسلم، ح: ۳۲۵ من حديث مسعر عن عبد الله بن جبر به، ورواه مسلم من حديث شعبه عن عبد الله بن جبر به.

عن شَرِيكَ قَالَ: عن ابنِ جَبْرِ بْنِ عَتِيكَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَيْسَى قَالَ: حَدَّثَنِي جَبْرُ بْنُ عَيْسَى قَالَ: حَدَّثَنِي جَبْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: الصَّاعُ خَمْسَةُ أَرْطَالٍ. قَالَ: أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ صَاعُ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، وَهُوَ صَاعُ النَّبِيِّ ﷺ.

عَنْ ابْنِ جَبْرِ بْنِ عَتِيكَ جَبْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي جَبْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: الصَّاعُ خَمْسَةُ أَرْطَالٍ. قَالَ: أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ صَاعُ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، وَهُوَ صَاعُ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سنا وہ کہتے تھے کہ صاع پانچ رطل ہے۔

ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہی صاع ابن ابی ذئب کا ہے اور نبی ﷺ کا صاع اسی طرح کا تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① پانی کی مذکورہ مقدار تحدید کے لیے نہیں بلکہ کفایت و ترغیب کے لیے ہے اور اشارہ ہے کہ پانی کم از کم استعمال کرنا چاہیے بے جا استعمال اور ضیاع ناجائز ہے۔ ② صاع اور مد چیزوں کے بھرنے کے پیمانے ہیں۔ ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں اور مختلف ادوار میں ان کا پیمانہ مختلف ہوتا رہا ہے۔ موجودہ پیمانے کے معیار سے مدنی صاع کی مقدار تین لیٹر دو سو لیٹر اور ایک مد کی مقدار آٹھ سو لیٹر بنتی ہے۔

🌞 ملحوظ: دور نبوی کا مد جس کا آخری باب میں ذکر آیا ہے اس کا ایک نمونہ راقم مترجم کو اپنے والد گرامی مولانا ابو سعید عبدالعزیز سعیدی رحمہ اللہ سے وراثت میں ملا ہے جس کی سند تعدیل و ممانکت حضرت مولانا احمد اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ سے سترہ واسطوں سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے۔ یہ دین اسلام کی حقانیت کی ایک ادنی دلیل ہے کہ اس کے اصول و احال محفوظ ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ شرعی پیمانوں میں حریم کے پیمانے ہی معتبر ہیں جیسے کہ سنن ابی داود کی حدیث: ۳۳۴۰ میں ہے کہ اَلْوَزْنُ وَزْنُ اَهْلِ مَكَّةَ وَ الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ”یعنی وزن اہل مکہ کا معتبر ہے اور بھرنے کا ماپ اہل مدینہ کا۔“

(المعجم ۴۵) - باب الإسراف فی الوُضوء (التحفة ۴۵)

۹۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَعَامَةَ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُغْفَلٍ سَمِعَ ابْنَهُ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ

۹۶- حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے (ایک بار) اپنے صاحبزادے کو دعا کرتے سنا (جویوں کہہ رہا تھا): ”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جب میں جنت میں داخل ہوں تو مجھے اس کی دائیں جانب سفید محل

۹۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب كراهية الاعتداء في الدعاء، ح: ۳۸۶۴ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، (موارد)، ح: ۱۷۱، ۱۷۲، والحاكم ۵۴۰/۱، ووافقه الذهبي.

القَصْرَ الْأَبْيَضَ عَنْ يَمِينِ الْجَنَّةِ إِذَا عَنَّا يَتَّيَّنُ هُوَ۔ اس پر حضرت عبداللہ ﷺ نے فرمایا: بیٹے! دَخَلْتُهَا۔ قال: يَا بَنِيَّ! سَلِ اللَّهَ الْجَنَّةَ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو۔ وَتَعَوِّذُ بِهِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے ﷺ یَقُولُ: «سَيَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ تھے: ”میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو طہارت یَعْتَدُونَ فِي الطُّهُورِ وَالِدُّعَاءِ“۔ میں اور دعا مانگنے میں حد سے زیادہ مبالغہ کریں گے۔“

 فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ طہارت (استنجا، وضو اور غسل وغیرہ) میں حد سے زیادہ پانی بہانا ناجائز ہے بالخصوص استنجا کے سلسلے میں وہم میں مبتلا رہنا شریعت نہیں بلکہ وضو کے بعد شرم گاہ والی جگہ پر چھینٹے مار لینے جائز ہیں۔ ② دعا بھی جامع ہونی چاہیے جیسے کہ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ سے ماثور اور مسنون ہیں۔

(المعجم ۴۶) - بَابُ: فِي اسْبَاغِ الْوُضُوءِ (التحفة ۴۶)

۹۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنصُورٌ عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى قَوْمًا وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوحُ، فَقَالَ: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ»۔

۹۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ (وضو میں جلدی کے باعث ان کے پاؤں خشک رہ گئے اور) ان کی ایڑیاں چمک رہی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا: ”(ایسی) ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔ وضو مکمل کیا کرو۔“

 فائدہ: معلوم ہوا کہ وضو میں کوئی جگہ بھی خشک نہیں رہنی چاہیے ورنہ مذکورہ وعید ثابت اور لاگو ہوگی۔ ایڑیوں کا ذکر بالخصوص اس لیے آیا کہ آدمی جلدی میں ہو اور ان کا خیال نہ کرے تو یہ خشک رہ جاتی ہیں۔ خاص طور پر ٹخنوں کے پیچھے کی گہری جگہ۔

(المعجم ۴۷) - بَابُ الْوُضُوءِ فِي آئِيَةِ الصُّفْرِ (التحفة ۴۷)

۹۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: ۹۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

۹۷- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكما لهما، ح: ۲۴۱ من حديث سفيان الثوري به، ورواه النسائي، ح: ۱۱۱، وابن ماجه، ح: ۴۵۰، ورواه البخاري، ح: ۶۰ من طريق آخر عن عبد الله بن عمرو بن العاص به۔

۹۸- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي ۳۱/۱ من حديث أبي داود به * حماد بن سلمة سمعه من شعبة عن هشام عن أبيه عن عائشة به، عند البيهقي ۳۱/۱ وبه صح الحديث۔

حدثنا حماد قال: أخبرني صاحب لي عن هشام بن عروة أن عائشة قالت: كنت أغتسل أنا ورسول الله ﷺ في تورٍ من شبيه.

میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے جو پیتل کا بنا ہوا تھا۔

۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ [عَنْ عَائِشَةَ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَنْحَوِرُهُ.

۹۹- جناب محمد بن علاء کی سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث کی مانند مروی ہے۔

۱۰۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ وَسَهْلُ بْنُ حَمَادٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ: جَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْرَجَنَا لَهُ مَاءً فِي تَوْرٍ مِنْ صُفْرِ فَنَوَضَّأَ.

۱۰۰- سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ کے لیے پیتل کے برتن میں پانی پیش کیا اور آپ نے اس سے وضو کیا۔

☀️ فائدہ: چونکہ پیتل اور کانسی کے برتنوں میں سونے کی سی رنگت ہوتی ہے اس لیے امام صاحب رحمہ اللہ نے اس شبہ کو زائل کرنے کے لیے یہ روایات پیش فرمائی ہیں۔ البتہ خالص سونے چاندی یا ان سے ملع شدہ برتن استعمال کرنا جائز نہیں ہیں۔ صرف ٹانگے کی حد تک جائز ہے۔

(المعجم ۴۸) - بَابُ: فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوءِ (التحفة ۴۸)

باب: ۴۸- وضو شروع کرتے ہوئے ”بسم اللہ“ کہنا

۱۰۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: ۱۰۱- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

۹۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، أخرجه البيهقي: ۳۱/۱، وأورده الحاكم في المستدرک: ۱/۱۶۹ من حديث حماد عن هشام عن أبيه عن عائشة به.

۱۰۰- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الغسل والوضوء في المبخضب... الخ، ح: ۱۹۷، وابن ماجه، ح: ۴۷۱ من حديث عبد العزيز بن عبد الله به، ورواه البخاري، ح: ۱۹۱، ومسلم، ح: ۲۳۵ من حديث عمرو ابن يحيى به.

۱۰۱- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في التسمية في الوضوء، ح: ۳۹۹ من حديث محمد بن موسى به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه ابن ماجه، ح: ۳۹۷ وسنده حسن.

نے فرمایا: ”جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں اور جو شخص وضو کے شروع میں اللہ کا نام نہ لے (بسم اللہ نہ پڑھے) اس کا وضو نہیں۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ، وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ».

۱۰۲- جناب ربیعہ (الرأی ایک تابعی اور مفتی مدینہ) نے نبی ﷺ کی حدیث: ”جو شخص وضو کے شروع میں اللہ کا نام نہ لے اس کا وضو نہیں۔“ کی شرح میں کہا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو وضو اور غسل کرتا ہے اور وضو سے نماز کی اور غسل سے طہارت کی نیت نہیں کرتا۔ (ایسے شخص کا وضو اور غسل درست نہ ہوگا۔)

۱۰۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ الدَّرَاوَزْدِيِّ قَالَ: وَذَكَرَ رَبِيعَةُ أَنَّ تَفْسِيرَ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ» أَنَّهُ الَّذِي يَتَوَضَّأُ وَيَغْتَسِلُ وَلَا يَنْوِي وُضُوءًا لِلصَّلَاةِ وَلَا غُسْلًا لِلْجَنَابَةِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① وضو کے شروع میں بسم اللہ کہنا واجب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: [بسم اللہ] کہتے ہوئے وضو کرو۔ (سنن النسائي، الطہارۃ، حدیث: ۷۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ کے علاوہ الفاظ سے وضو کی ابتدا کرنا درست نہیں ہے۔ جو حضرات ”بسم اللہ“ کے سوا کوئی دوسرے الفاظ کہنے کو درست خیال کرتے ہیں تو یہ بلا دلیل اور مذکورہ حدیث کے خلاف ہے۔ ② اگر بسم اللہ بھول گئی اور وضو کے دوران میں یاد آئی تو فوراً پڑھ لے تاہم وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ بھول چوک معاف ہے۔ ③ وضو اور غسل میں نیت بھی لازم ہے۔

(المعجم ۴۹) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا
(التحفة ۴۹)
باب: ۴۹- جو شخص اپنے ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں ڈال دے؟

۱۰۳- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

۱۰۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي

ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی رات کو جاگے تو اپنا

۱۰۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۴۱ من حديث أبي داود به.

۱۰۳- تخریج: أخرجه مسلم، الطہارۃ، باب كراهة غمس المتوضي، وغيره يده المشكوك... الخ، ح: ۲۷۸ من حديث أبي معاوية محمد بن خازم الضرير به.

ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں نہ ڈبوئے حتیٰ کہ تین بار دھو لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ (سوتے میں) کہاں کہاں لگتا رہا ہے۔“

صالح، عن أبي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَغْمِسُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّهُ لَا يَذْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ».

۱۰۴- امام مسدود سے عیسیٰ بن یونس کے واسطے سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے مگر اس میں ہے کہ دو بار دھوئے یا تین بار۔ اس سند میں ابورزین کا ذکر نہیں ہے۔

۱۰۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - يَعْنِي بِهِذَا الْحَدِيثِ قَالَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا رَزِينٍ.

۱۰۵- ابو مریم کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”جب تم میں سے کوئی نیند سے جاگے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے حتیٰ کہ اسے تین بار دھو لے کیونکہ تم میں سے کسی کو خبر نہیں ہوتی کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری۔“ یا فرمایا: ”اس کا ہاتھ نہ معلوم کہاں کہاں پھر تارہا۔“

۱۰۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَإِنْ أَحَدَكُمْ لَا يَذْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ أَوْ أَيْنَ كَانَتْ تَطُوفُ يَدُهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حکم ہر قسم کے برتن کے لیے ہے البتہ نہراور بڑا حوض و تالاب اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور ان میں ہاتھ داخل کرنا جائز ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی فتح الباری میں یہی رائے بیان کی ہے جمہور علماء کے نزدیک یہ حکم استحباب پر مبنی ہے مگر امام احمد رحمہ اللہ اسے واجب قرار دیتے ہیں لیکن جمہور کی رائے اقرب الی الصواب ہے البتہ جب اسے یقین ہو جائے کہ اس کا ہاتھ نجاست و گندگی سے آلودہ ہوا ہے تو ہاتھ برتن میں داخل کرنے سے پہلے

۱۰۴- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي ٤٥/١ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۱۰۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني ٥٠/١، ح ١٢٧ من حديث عبد الله بن وهب به وقال: "وهذا إسناده حسن"، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح ١٠٥٨.

دھونا ضروری ہے۔ ⑤ مذکورہ بالا حدیث میں صرف رات کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے کہ رات میں نجاست لگ جانے کا زیادہ احتمال ہوتا ہے بہ نسبت دن کے، بہر حال مذکورہ حکم دن اور رات دونوں کے لیے یکساں ہے لہذا دن کو سو کر جاگے تو بھی اس ارشاد پر عمل کرنا چاہیے۔

(المعجم ۵۱) - باب صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ
 (التحفة ۵۰)

۱۰۶- جناب حمران بن ابان، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، انہوں نے (پہلے) اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انہیں تین بار دھویا، پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ کہنی تک تین بار پھر بایاں اسی طرح، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنا دایاں پاؤں دھویا تین بار پھر بایاں اسی طرح۔ اس کے بعد کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے میرے اس وضو کی مانند وضو کیا پھر فرمایا: ”جو کوئی میرے اس وضو کی مانند وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے ایسے کہ ادھر ادھر کے خیالات میں مشغول نہ ہو تو اللہ اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔“

۱۰۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ تَمَضَّمَصَ وَاسْتَنْشَرَّ وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى يَسْتَلْ ذَلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوءِي هَذَا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوءِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۱۰۷- ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے کہا کہ جناب حمران کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو

۱۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۰۶- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب سواك الرطب واليابس للصائم، ح: ۱۹۳۴ من حديث معمر، ومسلم، الطهارة، باب صفة الوضوء وكماله، ح: ۲۲۶ من حديث الزهري به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۱۳۹، ورواه النسائي، ح: ۸۴، ۸۵.

۱۰۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ۹۱/۱، ح: ۲۹۹ من حديث أبي عاصم الضحاك بن مخلد به، وللحديث شواهد كثيرة.

دیکھا انہوں نے وضو کیا اور مذکورہ بالا روایت کی مانند ذکر کیا اس میں کلی اور ناک میں پانی چڑھانے کا ذکر نہیں کیا اور (ابو سلمہ نے) اپنی حدیث میں کہا کہ سر کا مسح تین بار کیا پھر اپنے دونوں پاؤں تین تین بار دھوئے پھر (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایسے ہی وضو کیا اور فرمایا: ”جو شخص اپنے اعضائے وضو کو اس سے کم بار دھوئے تو (بھی) کافی ہے۔“ اور (ابو سلمہ نے اپنی حدیث میں) نماز کا ذکر نہیں کیا۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ وَرْدَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمْرَانُ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ تَوَضَّأَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَضْمَضَةَ وَالِاسْتِشْقَاقَ، وَقَالَ فِيهِ: وَمَسَحَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ هَكَذَا، وَقَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ ذُوْنَ هَذَا كَفَّاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَمْرَ الصَّلَاةِ.

۱۰۸- عثمان بن عبد الرحمن تمبی کہتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ سے وضو کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا ان سے وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے پانی مگلوایا چنانچہ ایک برتن لایا گیا۔ انہوں نے اسے اپنے دائیں ہاتھ پر جھکایا پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا اور تین بار کلی کی تین بار ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا تین بار اپنا چہرہ دھویا پھر اپنا دایاں ہاتھ دھویا تین بار اور بایاں ہاتھ تین بار پھر اپنا ہاتھ (برتن میں) ڈالا اور پانی لیا اور سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا ان کے اندر اور باہر سے ایک بار پھر اپنے پاؤں دھوئے اور فرمایا: کہاں ہیں وضو کے بارے میں سوال کرنے والے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی وضو کرتے دیکھا تھا۔

۱۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ زِيَادٍ الْمُؤَدَّنُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّيْمِيِّ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ سُئِلَ عَنِ الْوُضُوءِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتَيْتِ بِمِضْأَةٍ فَأَضْغَاَهَا عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي الْمَاءِ فَتَمَضَّمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَشْرَّ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَأَخَذَ مَاءً فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ فَغَسَلَ بَطُونَهُمَا وَظُهُورَهُمَا مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُونَ عَنِ الْوُضُوءِ؟ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ.

۱۔ کتاب الطہارۃ

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تمام صحیح روایات دلالت کرتی ہیں کہ انہوں نے سر کا مسح ایک ہی بار کیا تھا۔ سب راوی وضو کو تین تین بار ذکر کرتے ہیں مگر (مسح کے بارے میں اتنا ہی) کہتے کہ ”انہوں نے اپنے سر کا مسح کیا“ اور اس میں عدد کا ذکر نہیں کرتے جیسے کہ باقی اعضا میں کرتے ہیں۔

۱۰۹۔ جناب ابو علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی منگوایا اور وضو کیا۔ (پہلے انہوں نے) اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھویا۔ علقمہ نے کہا: پھر کھلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا تین بار۔ اور پورے وضو میں تین تین بار اعضا کے دھونے کو بیان کیا اور کہا کہ پھر اپنے سر کا مسح کیا بعد ازاں پاؤں دھوئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا انہوں نے ایسے ہی وضو کیا تھا جیسے کہ تم نے مجھے وضو کرتے دیکھا ہے۔ پھر زہری کی حدیث کی مانند بیان کیا بلکہ اس سے بھی کامل بیان کیا۔ (یعنی جس میں خشوع، خضوع سے نماز پڑھنے اور اس پر اجر کا ذکر آیا ہے۔ سابقہ حدیث: ۱۰۶)

۱۱۰۔ شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے اپنی کلاںیاں تین تین بار دھوئیں اور اپنے سر کا مسح (بھی) تین بار کیا۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا آپ نے ایسے ہی کیا تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: أَحَادِيثُ عُثْمَانَ الصَّحَاحُ كُلُّهَا تَدُلُّ عَلَى مَسْحِ الرَّأْسِ أَنَّهُ مَرَّةً، فَإِنَّهُ ذَكَرُوا الْوُضُوءَ ثَلَاثًا، وَقَالُوا فِيهَا: وَمَسَحَ رَأْسَهُ لَمْ يَذْكُرُوا عَدَدًا كَمَا ذَكَرُوا فِي غَيْرِهِ.

۱۰۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبيدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي عُلْقَمَةَ: أَنَّ عُثْمَانَ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ فَافْرَغَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى ثُمَّ غَسَلَهُمَا إِلَى الْكُوعَيْنِ قَالَ: ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَذَكَرَ الْوُضُوءَ ثَلَاثًا، قَالَ: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ، وَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ مَا رَأَيْتُمُونِي تَوَضَّأْتُ ثُمَّ سَاقَ نَحْوَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ وَأَنَّمْ.

۱۱۰۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ بْنِ جَمْرَةَ، عَنْ شَقِيقِ ابْنِ سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَثَلَاثًا وَثَلَاثًا

۱۰۹۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۸۴، ح: ۲۷۹ من حديث عبيد الله بن أبي زياد به، وهو حسن الحديث.

۱۱۰۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۹۱، ح: ۲۹۸ من حديث هارون بن عبد الله به.

ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَّ هَذَا.

قال أبو داود: وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عَنْ
إِسْرَائِيلَ قَالَ: تَوَضَّأُ ثَلَاثًا قَطْ.
امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں اس روایت کو وکیع نے
اسرائیل سے روایت کیا تو اس میں صرف اتنا کہا کہ ”وضو
کیا تین تین بار۔“

☀ فائدہ: نبی ﷺ کا عمل مسح میں ایک بار کا ہے جیسے کہ اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہے، ممکن ہے بعض مواقع پر تین
بار بھی کیا ہو یا اجمالاً تین بار کا ذکر کرنے سے راوی نے سر کو بھی شامل سمجھ لیا ہو۔

۱۱۱- عبد خیر کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں
تشریف لائے اور وہ نماز پڑھ چکے تھے انہوں نے وضو
کے لیے پانی منگوایا، تو ہم نے کہا کہ وہ پانی کا کیا کریں
گے حالانکہ نماز پڑھ چکے ہیں، یہ شاید ہمیں سکھانا چاہتے
ہیں۔ چنانچہ ایک برتن میں پانی لایا گیا اور ساتھ ایک تسلا
(کھلا برتن) بھی تھا۔ انہوں نے برتن سے اپنے دائیں
ہاتھ پر پانی ڈالا اور ہاتھوں کو تین بار دھویا، پھر کھلی کی اور
ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا تین بار آپ نے اسی چلو
سے کھلی کی اور ناک جھاڑی، جس میں کہ پانی لیا تھا، پھر اپنا
چہرہ دھویا تین بار اور دایاں بازو تین بار، پھر بایاں بازو
تین بار، پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور اپنے سر کا مسح کیا
ایک بار۔ پھر اپنا دایاں پاؤں دھویا تین بار، پھر بایاں تین
بار، پھر فرمایا: جس کو پسند آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو
معلوم کرے، تو وہ یہی ہے۔

۱۱۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو
عَوَانَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ
قَالَ: أَتَانَا عَلِيٌّ وَقَدْ صَلَّى فَدَعَا بِطَهُورٍ،
فَقُلْنَا: مَا يَصْنَعُ بِالطُّهُورِ وَقَدْ صَلَّى مَا
يُرِيدُ إِلَّا لِيَعْلَمَنَا. فَأَتَيْتَنِي بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ
وَطَسْتِ، فَأَفْرَغَ مِنَ الْإِنَاءِ عَلَى يَمِينِهِ
فَعَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضَّمَضَ وَاسْتَشَرَّ
ثَلَاثًا فَمَضَّمَضَ وَنَثَرَ مِنَ الْكَفِّ الَّذِي
يَأْخُذُ فِيهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ
الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الشِّمَالِ ثَلَاثًا ثُمَّ
جَعَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً
وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَرِجْلَهُ
الْيُسْرَى ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَعْلَمَ
وُضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَهُوَ هَذَا.

☀ فائدہ: اس روایت سے ثابت ہوا کہ ایک ہی چلو سے آدھا پانی کھلی کے لیے کھینچ لیں اور آدھا ناک میں
چڑھالیں۔ پانی چڑھانے کے بعد ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑنا چاہیے، جیسا کہ سنن نسائی اور سنن دارمی کی
روایات میں صراحت سے وارد ہے کہ آپ ﷺ کا ناک میں پانی داخل کرنا دائیں ہاتھ سے اور اس کا جھاڑنا

۱۱۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب غسل الوجه، ح: ۹۲ من حديث أبي عوانة به،
وانظر الحديث الآتي.

بائیں ہاتھ سے تھا۔ (سنن نسائی، حدیث: ۹۱، سنن دارمی، حدیث: ۷۰۳)

۱۱۲- عبد خیر کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھائی اور پھر رجبہ میں آ گئے (کوفہ کے مرکزی محلے کا نام تھا) اور پانی منگوایا۔ ایک غلام برتن لایا اس میں پانی تھا اور اس کے ساتھ تسلا بھی تھا چنانچہ آپ نے برتن کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑا اور اپنے بائیں ہاتھ پر انڈیلا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا (پانی لیا) اور تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا اور پھر (زائدہ بن قدامہ نے سابقہ) حدیث ابو عوانہ کے قریب قریب بیان کی پھر اپنے سر کا مسح کیا اس کے اگلے اور پچھلے حصے کا اور مثل سابق حدیث بیان کی۔

۱۱۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عُلْقَمَةَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: صَلَّى عَلَيَّ الْغَدَاةَ ثُمَّ دَخَلَ الرَّحْبَةَ فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأَتَاهُ الْغَلَامُ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَطَسَبَ، قَالَ: فَأَخَذَ الْإِنَاءَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى وَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا. ثُمَّ سَاقَ قَرِيبًا مِنْ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ. ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ مُقَدِّمَهُ وَمُؤَخَّرَهُ. ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ نَحْوَهُ.

۱۱۳- عبد خیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک کرسی لائی گئی آپ اس پر بیٹھے پھر پانی کا ایک کوزہ (برتن) لایا گیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ تین بار دھویا پھر کلی کی ساتھ ہی ناک میں پانی بھی چڑھایا۔ دونوں ایک چلو کے ساتھ۔ اور حدیث بیان کی۔

۱۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ عُرْفُطَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ خَيْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا أَتَى بِكُرْسِيِّ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَتَى بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ يَدَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ مَعَ الْإِسْتِنْشَاقِ بِمَاءٍ وَاحِدٍ. وَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

🌞 فائدہ: اس حدیث سے ایک ہی چلو سے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا ثابت ہوتا ہے۔ مسنون اور مستحب عمل یہی ہے کہ ایک ہی چلو پانی لے کر کلی کی جائے اور اسی سے ناک میں پانی بھی دیا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا اپنا عمل

۱۱۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب: بأي اليدين يستنثر، ح: ۹۱ من حديث حسين

ابن علي به.

۱۱۳- تخریج: [صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب عدد غسل الوجه، ح: ۹۳، ۹۴ من حديث شعبة به، وقال: "هذا خطأ والصواب خالد بن علقمة، ليس مالك بن عرفة".

یہی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی صراحت موجود ہے۔ واللہ اعلم۔ (صحیح بخاری، الوضوء، حدیث: ۱۱۴)

۱۱۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رِبْعَةُ الْكَثَّانِيُّ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زُرِّ بْنِ حُبَيْشٍ: أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا وَسُئِلَ عَنْ وُضُوءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَقَالَ: وَمَسَحَ رَأْسَهُ حَتَّى لَمَّا يَقْطُرُ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا كَانَ وُضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۱۱۴- جناب زہر بن حبیش سے روایت ہے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سنا ان سے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ تو راوی نے حدیث بیان کی اور اس میں ذکر کیا کہ انہوں نے اپنے سر کا مسح کیا مگر پانی کے قطرات نہ گرے اور اپنے دونوں پاؤں تین تین بار دھوئے پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ایسے ہی تھا۔

🌞 فائدہ: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ آپ نے مسح کے لیے نیا پانی لیا اور ہاتھ خوب گیلے کیے مگر اتنے نہیں کرے پانی پکنے لگے۔

۱۱۵- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الطُّوسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنْ أَبِي قَرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَغَسَلَ بَرَأْسَهُ وَاحِدَةً، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۱۱۵- عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے وضو کیا تو اپنا چہرہ دھویا تین بار اور اپنی کلاسیاں دھوئیں تین بار اور سر کا مسح کیا ایک بار پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی وضو کیا تھا۔

۱۱۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو تَوْبَةَ قَالََا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو

۱۱۶- ابو حبیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اور ابو حبیہ نے بتایا کہ انہوں

۱۱۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۱۰/۱ من حديث ربيعة الكثاني به.

۱۱۵- تخریج: [إسناده حسن] وقال الحافظ في التلخيص الحبير: ۸۰/۱، ح: ۷۹ "سندہ صحیح".

۱۱۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في وضوء النبي ﷺ كيف كان؟، ح: ۴۸، والنسائي، ح: ۹۶، ۱۱۵ من حديث أبي الأخوص به، وقال الترمذي: "هذا حديث حسن صحيح"، وللحديث شواهد كثيرة.

ابن عَوْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ، فَذَكَرَ وُضُوءَهُ كُلَّهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، قَالَ: ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا أَحْبَبْتُ أَنْ أُرِيكُمْ طَهُورَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

نے سارا وضو تین تین بار کیا۔ اور کہا: پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ اس کے بعد اپنے دونوں پاؤں دھوئے ٹخنوں تک۔ پھر فرمایا: میں نے چاہا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وضو دکھلا دوں۔

۱۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَقَدْ أَهْرَاقَ الْمَاءَ، فَدَعَا بِوُضُوءٍ، فَأَتَيْنَاهُ بِتَوْرٍ فِيهِ مَاءٌ حَتَّى وَضَعْنَاهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! أَلَا أُرِيكَ كَيْفَ كَانَ يَتَوَضَّأُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: فَأَصْنَعِي الْإِنَاءَ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فَأَفْرَغَ بِهَا عَلَى الْأُخْرَى ثُمَّ غَسَلَ كَفَّهُ ثُمَّ تَمَضَّمَصَ وَاسْتَشَرَّ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي الْإِنَاءِ جَمِيعًا فَأَخَذَ بِهِمَا حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ أَلْقَمَ فِيهِمَا مِثْلَ مَا أَقْبَلَ مِنْ أَدْنَاهُ ثُمَّ الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّالِثَةَ سَلَّ ذَلِكَ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفِّهِ الْيُمْنَى فَبَضَّ مِنْ مَاءٍ

۱۱۷- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی یعنی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میرے ہاں تشریف لائے آپ استنجا کر چکے تھے آپ نے وضو کے لیے پانی منگوا یا، ہم ایک چھوٹے برتن میں پانی لائے اور آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے فرمایا: اے ابن عباس! کیا تمہیں دکھلاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کیا کرتے تھے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! چنانچہ انہوں نے برتن کو اپنے ہاتھ پر ٹیڑھا کیا اور ہاتھ دھویا پھر اپنا دایاں ہاتھ اس میں ڈالا اور دوسرے ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر کھلی کی اور ناک جھاڑی پھر اپنے دونوں ہاتھ اکٹھے ہی برتن میں ڈالے اور دونوں ہاتھوں سے ایک لپ پانی لیا اور اپنے چہرے پر ڈالا پھر اپنے دونوں انگوٹھوں کو کانوں میں ڈالا یعنی جو حصہ چہرے کی جانب تھا (اسے بھی دھویا) پھر دوسری بار پھر تیسری بار ایسے ہی کیا۔ پھر دائیں ہاتھ سے ایک چلو پانی لیا اور اسے پیشانی پر ڈالا اور اسے اپنے چہرے پر بہنے دیا پھر اپنی دونوں کلاسیاں کہنیوں تک دھوئیں تین تین بار پھر اپنے سر کا مسح

۱۱۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۸۲/۱ من حديث محمد بن إسحاق به وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۳، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۵۳.

کیا اور کانوں کے باہر کا (بھی) پھر اپنے دونوں ہاتھ برتن میں ڈالے اور پانی کی ایک لپ لے کر اپنے پاؤں پر ڈالی اور اس میں (چنل کا سا) جوتا تھا اپنے پاؤں کو اس پانی کے ساتھ ملا پھر دوسرے پاؤں کو بھی ایسے ہی کیا۔ (عبداللہ خولانی) کہتے ہیں میں نے کہا: جوتوں سمیت؟! (ابن عباس رضی اللہ عنہما) کہا: جوتوں سمیت! میں نے پھر کہا: جوتے پہنے پہنے؟ کہا کہ جوتا پہنے پہنے ہی۔ میں نے پھر کہا: جوتوں سمیت؟ کہا کہ (ہاں) جوتوں سمیت۔

فَصَبَّهَا عَلَى نَاصِيَتَيْهِ فَتَرَكَهَا تَسْتَنُّ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ وَظَهْرَهُ أَذْنَيْهِ ثُمَّ أَذْخَلَ يَدَيْهِ جَمِيعًا فَأَخَذَ حَفَنَةً مِنْ مَاءٍ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى رِجْلَيْهِ وَفِيهَا التَّلُّ فَتَلَّهَا بِهَا ثُمَّ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ. قَالَ: قُلْتُ: وَفِي التَّلْعَيْنِ؟ قَالَ: وَفِي التَّلْعَيْنِ. قَالَ: قُلْتُ: وَفِي التَّلْعَيْنِ؟ قَالَ: وَفِي التَّلْعَيْنِ. قَالَ: قُلْتُ: وَفِي التَّلْعَيْنِ؟ قَالَ: وَفِي التَّلْعَيْنِ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن جریج کی شبہ (بن نضاح) سے روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مشابہ ہے۔ اس روایت میں حجاج بن محمد نے ابن جریج سے نقل کیا ہے: ”اور اپنے سر کا ایک بار مسح کیا۔“ اور ابن وہب نے یہی روایت ابن جریج سے نقل کی تو کہا: ”سر کا مسح تین بار کیا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ شَيْبَةَ يُسَبِّهُ حَدِيثَ عَلِيٍّ، لَأَنَّهُ قَالَ فِيهِ حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً. وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ فِيهِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثَلَاثًا.

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ وضو ہے جو ہمارے ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے اور خود اس کے قائل و قائل تھے اور ہم بھی اسی پر کاربند ہیں۔ (الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ) ② اس روایت میں تین بار چہرہ دھو کر مزید ایک بار پانی بہانے کا ذکر آیا ہے۔ یہ بیان جواز کے لیے ہے جو شاید کبھی کبھی کیا گیا۔ راجح اور افضل صرف تین بار ہی ہے۔ نیز چہرے کے ساتھ کانوں کو بھی اندر کی جانب سے صاف کیا جاسکتا ہے۔ ③ جب جوتا کھلی چنل کی مانند ہو تو اسے اتارے بغیر پانی میں ویسے ہی مل لیا جائے تو پاؤں دھل جاتے ہیں۔

۱۱۸- عمرو بن یحییٰ مازنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد (یحییٰ مازنی) نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے کہا: اور یہ عمرو بن یحییٰ

۱۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ عَاصِمٍ

۱۱۸- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب مسح الرأس كله، ح: ۱۸۵، ومسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، ح: ۲۳۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱۸/۱.

کے دادا ہیں کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وضو کیسے کیا کرتے تھے؟ عبد اللہ بن زید نے کہا: ہاں! چنانچہ انہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور ہاتھ دھوئے پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر جھڑا تین بار پھر چہرہ دھویا تین بار پھر دونوں ہاتھ دھوئے کہیںوں تک دو دو بار۔ پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا اور انہیں آگے لائے اور پیچھے لے گئے سر کے اگلے حصے سے شروع کیا اور گدی تک لے گئے پھر انہیں واپس لائے اور وہاں تک لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

وَهُوَ جَدُّ عَمْرٍو بْنِ يَحْيَى: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرَبِّينِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ، فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ تَمَضَّمَضَ وَاسْتَنْشَرَّ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَذْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدِّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاءِ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

🌞 نوادہ و مسائل: ①: غیر القرون میں لوگ دین کی باتوں کو اہتمام سے سیکھنے اور سکھاتے تھے۔ ②: کچھ اعضائے وضو کو تین بار بار اور کچھ کو دو بار دھونا بھی جائز ہے۔ ③: مسح کا آسان سنسن طریقہ قابل توجہ ہے صرف اگلے حصے کا مسح یا چند بالوں کو چھو لینا کافی نہیں۔ بلکہ دونوں ہاتھوں کو سر کے اگلے حصے سے شروع کر کے پچھلے حصے گدی تک اور پھر گدی سے سر کے اگلے حصے تک واپس لے آنا چاہیے جہاں سے شروع کیا تھا۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گدی کے نیچے گردن کے الگ مسح کے بارے میں قطعاً کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ گردن کے مسح کی روایت کے متعلق امام نووی فرماتے ہیں: گردن کے مسح کی حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔

۱۱۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ عَاصِمٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ: فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَيْفٍ وَاحِدَةٍ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثًا. ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ.

۱۱۹- جناب مسدد کی سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے کہ کھلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا ایک ہی چلو سے ایسا تین بار کیا پھر راوی نے مذکورہ بالا حدیث کے مطابق روایت بیان کی۔

🌞 فائدہ: سنسن اور مستحب یہ ہے کہ کھلی اور ناک دونوں کے لیے ایک چلو پانی لیا جائے اس طرح کہ چلو کا آدھا پانی کھلی کے لیے کھینچ لے اور آدھا ناک میں چڑھا دے۔ جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

۱۱۹- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب من مضض واستنشق من عرفة واحدة، ح: ۱۹۱ عن مسدد، ومسلم، ح: ۲۳۵ من حديث خالد بن عبد الله بن، انظر الحديث السابق.

۱۲۰- حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کا وضو بیان کیا اور کہا: آپ نے سر کا مسح ہاتھوں کے نیچے ہوئے پانی کے علاوہ (نئے پانی) سے کیا اور اپنے پاؤں دھوئے حتیٰ کہ انہیں خوب صاف کیا۔

۱۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ حَبَّانَ بْنَ وَاسِعٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيَّ يَذْكُرُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ وَضُوءَهُ قَالَ: وَمَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلٍ يَدَيْهِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى أَتَقَاهُمَا.

🌞 فوائد و مسائل: ① سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہیے۔ ② اعضاء وضو کو مل کر دھونا اور صاف کرنا چاہیے۔

۱۲۱- حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا آپ نے وضو کیا۔ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں تین بار پھر کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا تین بار چہرہ دھویا تین بار کلائیوں دھوئیں تین تین بار پھر سر کا مسح کیا اور ساتھ ہی کانوں کے باہر اور اندر کا (بھی)۔

۱۲۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرِيزٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَيْسَرَةَ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُقْدَامَ بْنَ مَعْدِيكَرْبَ الْكِنْدِيَّ قَالَ: أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضَّمْ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأَذْنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا.

۱۲۲- حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے وضو کیا

۱۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْطَاكِيُّ لَفْظُهُ قَالَ:

۱۲۰- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة؛ باب آخر في صفة الوضوء، ح: ۲۳۶ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، ورواه الترمذي، ح: ۳۵ وقال: "هذا حديث حسن صحيح".

۱۲۱- تخریج: [إسناده حسن] هو في المسند للإمام أحمد: ۱۳۲/۴، ح: ۱۷۳۲۰ وزاد: "وغسل رجله ثلاثاً ثلاثاً"، وحسنه الحافظ في التلخيص الحبير: ۸۹/۱، ح: ۹۴.

۱۲۲- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۵۹/۱ من حديث أبي داود به، وأصله عند ابن ماجه، ح: ۴۴۲ من حديث الوليد بن مسلم بلفظ آخر، انظر الحديث الآتي.

جب سر کے مسح تک پہنچے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں سر کے اگلے حصے پر رکھیں اور انہیں سر پر پھیرا حتیٰ کہ گدی تک لے گئے۔ پھر اپنے ہاتھوں کو اسی جگہ واپس لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا۔

محمودؒ روایت میں [اٰخبرنی حریز] کی تصریح ہے۔

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ حَرِيزِ بْنِ عَثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرَبٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَلَمَّا بَلَغَ مَسْحَ رَأْسِهِ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى مُقَدِّمِ رَأْسِهِ فَأَمَرَهُمَا حَتَّى بَلَغَ الْقَفَا ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي مِنْهُ بَدَأَ. قَالَ مَحْمُودٌ: قَالَ أَخْبَرَنِي حَرِيزٌ.

☀️ فائدہ: گردن کا مسح علیحدہ سے ثابت نہیں ہے بلکہ سر کا مسح کرتے ہوئے ہاتھوں کو گدی تک لے جانا ہی ثابت ہے اور یہی عمل مسنون اور ماحور ہے۔ ہاتھوں کو ایک بار پیچھے لے جانا اور پھر واپس شروع کی جگہ پر لے آنا سب ایک ہی مسح ہے۔

۱۲۳- ولید بن مسلم نے مذکورہ بالا سند سے روایت کیا ہے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کانوں کے باہر اور اندر کی طرف مسح کیا۔ ہشام نے مزید کہا کہ آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں کانوں کے سوراخوں میں داخل کیں۔

۱۲۳- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ وَهَشَامُ بْنُ خَالِدٍ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: وَمَسَحَ بِأُذُنَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا - زَادَ هَشَامٌ: وَأَدْخَلَ أَصَابِعَهُ فِي صِمَاحِ أُذُنَيْهِ.

۱۲۴- سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وضو کر کے دکھلایا جیسے کہ خود انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ جب آپ سر کے مسح کو پہنچے تو آپ نے ایک چلو لیا اور بائیں ہاتھ پر ڈالا اور اس چلو کو سر کے درمیان کیا حتیٰ کہ پانی کے قطرات گرے یا گرنے کے قریب تھے پھر سر کے اگلے حصے سے آخر تک اور آخر سے اگلے حصے تک کا مسح کیا۔

۱۲۴- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَزْهَرِ الْمُغِيرَةُ بْنُ فَرْوَةَ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ تَوَضَّأَ لِلنَّاسِ كَمَا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ، فَلَمَّا بَلَغَ رَأْسَهُ عَرَفَ عُزْفَةً مِنْ مَاءٍ فَتَلَقَّاهَا بِشِمَالِهِ حَتَّى وَضَعَهَا عَلَى وَسْطِ رَأْسِهِ حَتَّى قَطَرَ

۱۲۳- [تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في مسح الأذنين، ح: ۴۴۲ من حديث الوليد بن مسلم به، مختصراً.]

۱۲۴- [تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۹۴/۴ من حديث الوليد بن مسلم به.]

الْمَاءِ أَوْ كَادَ يَقْطُرُ ثَمَّ مَسَحَ مِنْ مُقَدِّمِهِ إِلَى مُؤَخَّرِهِ وَمِنْ مُؤَخَّرِهِ إِلَى مُقَدِّمِهِ .

۱۲۵- جناب محمود بن خالد نے ولید سے مذکورہ بالا سند

۱۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ :

کے ساتھ یہ کہا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وضو کیا (تو وضو کے اعضا) تین تین بار (دھوئے) اور اپنے پاؤں دھوئے بغیر شمار کیے۔

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ : فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ بِغَيْرِ عَدَدٍ .

 فائدہ: اعضائے وضو کو دھونے میں تین تین بار کی برابری نہ بھی ہو تو وضو کامل ہوتا ہے۔

۱۲۶- حضرت ربیع بنت معوذہ رضی اللہ عنہا کہتی

۱۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : حَدَّثَنَا بِشْرُ

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک بار) فرمایا: ”میرے لیے پانی انڈیل کر لاؤ۔“ تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کرنا بیان کیا۔ اس میں کہتی ہیں کہ آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے تین بار چہرہ دھویا تین بار کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک بار اور اپنے دونوں ہاتھ دھوئے تین تین بار اور سر کا مسح کیا دو بار۔ سر کے آخر سے شروع کیا پھر اگلے حصے کی جانب سے مسح کیا اور دونوں کانوں کا مسح کیا ان کے باہر سے بھی اور اندر سے بھی۔ اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے تین تین بار۔

ابْنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنِ عَقِيلٍ عَنِ الرَّبِيعِ بِنْتِ مَعُوذَةَ ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْتِينَا فَحَدَّثَنَا أَنَّهُ قَالَ : «اسْكُبِي لِي وَضُوءًا» فَذَكَرَتْ وَضُوءَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ فِيهِ : فَغَسَلَ كَفَيْهِ ثَلَاثًا وَوَضَّأَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مَرَّةً وَوَضَّأَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ، يَبْدَأُ بِمُؤَخَّرِ رَأْسِهِ ثُمَّ بِمُقَدِّمِهِ وَيَبْذُنِيهِ كِلْتَانِيهِمَا ظُهُورَهُمَا وَبَطُونَهُمَا وَوَضَّأَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا .

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ روایت مسدود کی روایت کے ہم معنی ہے۔

قال أبو داؤد: وَهَذَا مَعْنَى حَدِيثِ مُسَدَّدٍ .

 فائدہ: اس روایت میں سر کے مسح کو دو بار کہا گیا ہے۔ جو کہ بیان جواز کے لیے ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ راوی کی تعبیر ہے راوی کا مطلب ہے ایک بار ہاتھ پیچھے سے آگے کو لائے اور دوسری بار آگے سے پیچھے کو لیکن پہلی بات

۱۲۵- [تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۹۴/۴ من حديث الوليد بن مسلم به .

۱۲۶- [تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أنه يبدأ بمؤخر الرأس، ح: ۳۳ من حديث بشر بن المفضل به وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۹۰ * ابن عقیل ضعیف علی الراجح ضعفه الجمهور، وللحديث شواهد عند ابن خزيمة، ح: ۱۴۸، ۱۵۲، وغيره .

زیادہ درست ہے، دوسرا اس میں مسح کی ابتدا سر کے آخری حصے سے بتلائی گئی ہے جو دوسری روایات کے خلاف ہے۔ اس لیے یہ روایت صحیح حدیث کے معارض ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ لیکن مذکورہ بالا دونوں احتمال کمزور ہیں کیونکہ یہ حدیث حسن درجے کی ہے اس میں اور ایک مسح والی روایت میں کوئی تضاد نہیں بلکہ تطبیق ممکن ہے اور وہ یوں ہے کہ اس کو کبھی کبھار پر محمول کر لیا جائے۔ واللہ اعلم۔

۱۲۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ عَقِيلٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ يُعَيِّرُ بَعْضَ مَعَانِي بِشْرِ قَالَ فِيهِ: وَتَمَضُّمُضَ وَاسْتَشْرَ ثَلَاثًا.

۱۲۷- جناب اسحاق بن اسماعیل کے واسطے سے یہ بھی روایت مروی ہے لیکن اس میں مذکورہ بالا روایت بشر (بن مفضل) کے بعض معانی میں فرق ہے۔ اس میں کہا ہے: ”کلی کی اور ناک جھاڑی تین بار۔“

۱۲۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيزيد بن خالد الهمداني قالوا: حدثنا الليث عن ابن عجلان، عن عبد الله بن محمد بن عقیل، عن الربيع بنت معوذ ابن عفرأ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَمَسَحَ الرَّأْسَ كُلَّهُ مِنْ قَرْنِ الشَّعْرِ، كُلَّ نَاحِيَةٍ لِمُنْصَبِ الشَّعْرِ، لَا يُحَرِّكُ الشَّعْرَ عَنْ هَيْئَتِهِ.

۱۲۸- حضرت ربیع بنت معوذ ابن عفرأ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاں وضو کیا تو پورے سر کا مسح کیا اوپر سے سر کا مسح شروع کرتے تھے ہر جانب سے بالوں کی لٹوں کے رخ پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ اور آپ بالوں کو ان کی ہیئت سے حرکت نہ دیتے تھے۔

🌞 فائدہ: حدیث میں مذکور سر کے مسح کا یہ طریقہ ان لوگوں کے لیے ہے جن کے بال لمبے ہوں (یعنی پٹے بال) جیسے رسول اللہ ﷺ کے تھے۔ عورتوں کے بال بھی لمبے ہوتے ہیں وہ بھی اس طریقے سے سر کا مسح کر سکتی ہیں۔

۱۲۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مَضَرٍّ، عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ

۱۲۹- حضرت ربیع بنت معوذ ابن عفرأ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا۔ وہ کہتی ہیں کہ آپ نے اپنے سر کا مسح کیا، اگلے حصے کا پچھلے

۱۲۷- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۳۵۸/۶ من حديث سفيان بن عيينة به، وانظر الحديث السابق.

۱۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] * محمد بن عجلان مدلس كما يأتي (۹۰۲)، ولم أجد تصريح سماعه، وابن عقیل ضعيف تقدم: ۱۲۶.

۱۲۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۲۲۵ من حديث أبي داود به، انظر الحديث السابق لعلته: ۱۲۸.

أَنَّ رُبَيْعَ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ :
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ ، قَالَتْ : فَمَسَحَ
رَأْسَهُ وَمَسَحَ مَا أَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا أَذْبَرَ وَصَدَّغِيهِ
وَأَذْنِيهِ مَرَّةً وَاحِدَةً .

۱۳۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ ،
عَنْ ابْنِ عَقِيلٍ ، عَنْ الرُّبَيْعِ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
مَسَحَ بِرَأْسِهِ مِنْ فَضْلِ مَاءٍ كَانَ فِي يَدِهِ .

فائدہ: بعض علماء کے نزدیک اس راوی کی حدیث میں اضطراب ہے کیونکہ یہی روایت ابن ماجہ میں ہے تو اس
میں نیا پانی لینے کی صراحت ہے۔ اور بعض نے یہ توجیہ کی ہے کہ نبی ﷺ نے نیا پانی لیا اور آدھا گرا دیا اور پھر ہاتھوں
کی تری سے سر کا مسح کیا۔ (عمون المعبود) بہر حال صحیح روایت سے سر کے مسح کے لیے نئے پانی کا لینا ثابت ہے اور وہی
صحیح ہے۔

۱۳۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ :
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ : حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ
صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ ،
عَنْ الرُّبَيْعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ
فَأَذْخَلَ إِصْبَعِيهِ فِي جُحْرِي أَذْنِيهِ .

۱۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى
وَمُسَدَّدٌ قَالَا : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ

۱۳۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: (۱/۲۳۷) من حديث أبي داود به * سفيان هو الثوري وهو مدلس
كما يأتي (۷۴۸)، وابن عقیل، تقدم، ۱۲۶.

۱۳۱- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: (۱/۶۵) من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء
في مسح الأذنين، ح: ۴۴۱ من حديث وكيع به، وله شواهد، انظر الحديث الآتي: ۱۳۵.

۱۳۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: (۱/۶۰) من حديث ليث بن أبي سليم به * وليث ضعيف
(التلخيص الحبير: ۱/۷۸، ح: ۷۹)، ضعفه الجمهور وهو مدلس أيضًا، وقال النووي: "فهو حديث ضعيف
بالإتفاق" (المجموع شرح المذهب: ۱/۴۶۴).

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ سر کا مسح ایک بار کرتے تھے حتیٰ کہ (ہاتھ) ”قَذَال“ تک لے جاتے تھے۔ ”قَذَال“ گدی کے شروع کو کہتے ہیں۔

جناب مسد (اپنی روایت میں) کہتے ہیں کہ آپ نے سر کا مسح کیا (سر کے) شروع سے لے کر آخر تک، حتیٰ کہ اپنے ہاتھ کانوں کے نیچے سے نکالے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسد نے کہا: میں نے یہ روایت یحییٰ (بن سعید القطان) کو بیان کی تو انہوں نے اس کو منکر کہا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو سنا وہ کہتے تھے کہ ابن عیینہ اس حدیث کا انکار کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ”طلحہ عن ایبہ عن جدہ“ یہ کیا اور کیسی سند ہے؟ (یعنی ضعیف ہے۔)

۱۳۳- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا اور ساری حدیث میں (اعضائے وضو کو دھونے کا) تین تین بار ذکر کیا۔ (مگر سر کے بارے میں کہا: ”اور اپنے سر اور کانوں کا مسح ایک بار کیا۔“)

لَيْثٌ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمَسِّحُ رَأْسَهُ مَرَّةً وَاحِدَةً حَتَّىٰ بَلَغَ الْقَذَالَ وَهُوَ أَوَّلُ الْقَفَا. وَقَالَ مُسَدَّدٌ: مَسَّحَ رَأْسَهُ مِنْ مُقَدِّمِهِ إِلَىٰ مُؤَخَّرِهِ حَتَّىٰ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ أُذُنَيْهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مُسَدَّدٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ يَحْيَىٰ فَأَنْكَرَهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ: إِنَّ ابْنَ عُيَيْنَةَ، زَعَمُوا أَنَّهُ كَانَ يُنْكِرُهُ وَيَقُولُ: أَيْشٍ هَذَا [يَعْنِي] طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ؟

۱۳۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ كُلَّهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا. قَالَ: وَمَسَّحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ مَسْحَةً وَاحِدَةً.

۱۳۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: سَيِّدُنَا ابُوَامَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ كَے وضو کا ذکر

۱۳۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۳۸/۴، ۳۹ من حديث أبي داود به * عباد بن منصور ضعيف مدلس.

۱۳۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء أن الأذنين من الرأس، ح: ۳۷ عن قتيبة به، وأعله، ورواه ابن ماجه، ح: ۴۴۴ * شهر بن حوشب حسن الحديث، وثقة الجمهور ولم يثبت الجرح القادح فيه.

کیا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی آنکھوں کے کوپوں (وہ گوشہ جو ناک کی طرف ہو) کا مسح بھی کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا: ”دونوں کان سر کا حصہ ہیں۔“

سلیمان بن حرب نے کہا کہ یہ بات ابو امامہ ذکر کرتے تھے۔ قتیبہ کہتے ہیں کہ حماد نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ آیا یہ قول: ”کان سر کا حصہ ہیں۔“ نبی ﷺ کا فرمان ہے یا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا قول۔ قتیبہ نے اپنی روایت میں [عَنْ سِنَانِ ابْنِ رِبْعَةَ] کہا ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: سنان بن ابی ربیعہ ہے اور اس کی کنیت بھی ابو ربیعہ ہی ہے۔

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ذَكَرَ وَضُوءَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمَسُّحُ الْمَاقِنِينَ. قَالَ وَقَالَ: الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ. قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: يَقُولُهَا أَبُو أُمَامَةَ، قَالَ قُتَيْبَةُ: قَالَ حَمَّادٌ: لَا أَذْرِي هُوَ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ أَبِي أُمَامَةَ يَعْنِي قِصَّةَ الْأُذُنَيْنِ. قَالَ قُتَيْبَةُ عَنْ سِنَانِ أَبِي رَبِيعَةَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ ابْنُ رَبِيعَةَ كُنْيَتُهُ أَبُو رَبِيعَةَ.

🌅 فائدہ: آنکھوں کے کنارے چلدی تہوں کے باعث خشک رہ سکتے ہیں اس لیے ان کو مسئلے کا اہتمام کرنا چاہیے۔
یہ روایت شیخ البانی کے نزدیک [مسح الماقنین] ”آنکھوں کے کوپوں“ کے اضافے کے بغیر صحیح ہے۔

(المعجم ۵۲) - باب الوضوء ثلاثاً
ثلاثاً (التحفة ۵۱)

۱۳۵- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! وضو کیسے کیا جاتا ہے؟ تو آپ نے برتن میں پانی منگوایا پھر اپنے ہاتھ دھوئے تین بار پھر چہرہ تین بار پھر دونوں کلاہیاں دھوئیں تین بار پھر سر کا مسح کیا اور اپنی شہادت کی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالیں اور انگوٹھوں سے کانوں کے اوپر کا مسح کیا اور شہادت کی انگلیوں سے ان کے اندر کا

۱۳۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ الطُّهُورُ؟ فَدَعَا بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّاحَتَيْنِ فِي أُذُنَيْهِ

۱۳۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الاعتداء في الوضوء، ح: ۱۴۰، وابن ماجه، ح: ۴۲۲ من حديث موسى بن أبي عائشة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۴.

۱- کتاب الطہارۃ - وضو کے احکام و مسائل

وَمَسَحَ بِإِبْهَامَيْهِ عَلَى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ
وَبِالسَّبَّاحَتَيْنِ بَاطِنِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ
ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: «هَكَذَا الْوُضُوءُ،
فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا أَوْ نَقَصَ فَقَدْ أَسَاءَ
وَزَلَمَ» أَوْ «ظَلَمَ وَأَسَاءَ».

پھر اپنے پاؤں دھوئے تین تین بار پھر فرمایا: ”وضو ایسے ہوتا ہے اور جو کوئی اس سے زیادہ کرے یا کم کرے تو اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔“ یا یوں فرمایا: ”ظلم کیا اور برا کیا۔“

☀ فائدہ: نبی ﷺ کے اندازِ تعلیم و تربیت کا ایک پہلو علمی مظاہرہ بھی ہوتا تھا اور اس طرح طالب علم کو جس قدر فائدہ ہوتا ہے محض زبانی تلقین سے نہیں ہوتا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ صرف ایک جملہ [أَوْ نَقَصَ] ”جس نے کم کیا“ شاذ ہے۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ) یعنی ایک راوی کا وہم ہے کیونکہ اعضائے وضو کو ایک ایک دودو مرتبہ بھی دھونا جائز ہے۔ تاہم یہاں اگر نقص کا مفہوم یہ لے لیا جائے کہ جو شخص اعضائے وضو کو دھونے میں پورا نہ دھوئے یا ویسے ہی چھوڑ دے تو اس نے ظلم کیا۔ تو اس طرح اس کا مفہوم دوسری روایات کے مطابق ہی رہتا ہے۔ (عون المجود)

(المعجم ۵۳) - باب الْوُضُوءِ مَرَّتَيْنِ
(التحفة ۵۲)

باب: ۵۳- دودو بار اعضائے وضو دھونا

۱۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ:
حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَغْنِي ابْنَ الْحُبَابِ، قَالَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَوْبَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيُّ عَنْ
الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ.

۱۳۶- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک بار) نبی ﷺ نے وضو کیا تو دودو بار کیا۔ (یعنی اعضائے وضو کو دودو بار دھویا۔)

۱۳۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا
هَشَامُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدٌ عَنْ عَطَاءٍ
ابْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ:

۱۳۷- جناب عطاء بن یسار نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں دکھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کیا کرتے تھے؟ چنانچہ آپ نے برتن منگوایا اس میں پانی تھا۔ تو

۱۳۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء مرتين مرتين، ح: ۴۳ من حديث زيد بن حباب به وقال: ”حسن غريب“.

۱۳۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۱/۱۴۷ من حديث هشام بن سعد به، وانظر الحديث الآتي.

آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے چلو لیا اور کبلی کی اور ناک میں پانی لیا۔ پھر دوسرا (چلو) لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کر لیا اور اپنا چہرہ دھویا۔ پھر اور چلو لیا اور اپنا دایاں بازو دھویا، پھر اور چلو لیا اور اپنا بایاں بازو دھویا۔ پھر ایک مٹھی میں پانی لیا اور اپنے ہاتھ کو جھاڑا اور اس سے سر اور کانوں کا مسح کیا۔ پھر مٹھی میں اور پانی لیا اور اسے اپنے دائیں پاؤں پر چھڑکا جبکہ اس میں جوتا بھی تھا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اسے ملا (اس طرح گویا کہ ان کو دھویا) ایک ہاتھ پاؤں کے اوپر سے اور ایک ہاتھ جوتے کے نیچے سے اور پھر بائیں پاؤں کے ساتھ بھی ایسے ہی کیا۔

أَتَجِبُونَ أَنْ أَرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ، فَدَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ فَأَغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ الْيُمْنَى فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ أَخَذَ أُخْرَى فَجَمَعَ بِهَا يَدَيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ أَخَذَ أُخْرَى فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُمْنَى، ثُمَّ أَخَذَ أُخْرَى فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرَى، ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ نَفَضَ يَدَهُ ثُمَّ مَسَحَ بِهَا رَأْسَهُ وَأُذُنَيْهِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً أُخْرَى مِنَ الْمَاءِ فَرَشَّ عَلَى رِجْلَيْهِ الْيُمْنَى وَفِيهَا النَّعْلُ ثُمَّ مَسَحَهَا بِيَدَيْهِ، يَدَ فَوْقَ الْقَدَمِ وَيَدَ تَحْتَ النَّعْلِ، ثُمَّ صَنَعَ بِالْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ.

🌞 ملاحظہ: اس روایت میں پیروں پر پانی چھڑک کر ان پر ہاتھوں سے مسح کرنے کا ذکر ہے، تو یہ دوسری روایات کے مخالف نہیں، کیونکہ پھر آپ نے ہاتھوں سے انہیں اس طرح ملا جیسے دھونے میں کیا جاتا ہے اس طرح اس میں [غسل] (دھونے) کا مفہوم آ جاتا ہے۔ صحیح بخاری کی روایت سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے اس میں ہے: ”آپ نے ایک چلو پانی لیا اور اسے دائیں پاؤں پر چھڑکا، یہاں تک کہ اسے دھویا۔“ (صحیح بخاری، حدیث: ۱۴۰- عون المعبود) البتہ اس میں آخری حصہ جس میں پاؤں کے اوپر نیچے مسح کرنے کا ذکر ہے شیخ البانی کے نزدیک شاذ ہے۔

(المعجم ۵۴) - باب الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً
(التحفة ۵۳)

۱۳۸- جناب عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وضو بتاؤں؟ چنانچہ انہوں نے اعضاء وضو کو

۱۳۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

۱۳۸- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء مرة مرة، ح: ۱۵۷ من حديث سفيان الثوري به، ورواه

الترمذي، ح: ۴۲، والنسائي، ح: ۸۰، وابن ماجه، ح: ۴۱۱.

۱- کتاب الطہارۃ

قال: أَلَا أَخْبِرُكُمْ بِوُضُوءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ایک ایک بار دھویا۔
فَتَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً.

(المعجم ۵۵) - بَابُ: فِي الْفَرْقِ بَيْنَ
الْمُضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ (التحفة ۵۴)

باب: ۵۵- کلی اور ناک میں
پانی لینے میں فرق کرنا

۱۳۹- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ لَيْثًا يَذْكُرُ عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: دَخَلْتُ - يَغْنِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ وَالْمَاءُ يَسِيلُ مِنْ وَجْهِهِ وَلَحْيَتَيْهِ عَلَى صَدْرِهِ فَرَأَيْتُهُ يَفْصِلُ بَيْنَ الْمُضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ.

۱۳۹- جناب طلحہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ وضو فرما رہے تھے اور پانی آپ کے چہرے اور ڈاڑھی سے سینے پر گر رہا تھا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کلی کرنے اور ناک میں پانی لینے میں فرق کرتے تھے۔ (یعنی کلی کے لیے علیحدہ اور ناک کیلئے علیحدہ پانی لیتے تھے۔)

🌞 **طوطہ:** اس حدیث میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے لیے الگ الگ پانی لینے کا ذکر ہے اسے امام نووی، حافظ ابن حجر اور محقق عصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ لہذا مسنون اور مستحب عمل یہی ہے کہ ایک ہی چلو پانی لے کر کلی کی جائے اور اسی سے ناک میں پانی ڈالا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا عمل بھی یہی تھا۔ جیسا صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی صراحت موجود ہے البتہ بعض علماء اس طرف بھی گئے ہیں کہ کلی اور ناک کے لیے علیحدہ علیحدہ دو چلو لینا بھی جائز ہے لیکن ایک چلو سے کلی اور ناک صاف کرنے والی روایات سند کے لحاظ سے زیادہ قوی اور مستند ہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۵۶) - بَابُ: فِي الْإِسْتِنْشَاقِ
(التحفة ۵۵)

۱۴۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا سِيدُنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُوهُ يَتَوَضَّأُ فَتَوَضَّأُوا مَعَهُ»

۱۳۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۵۱/۱ من حديث أبي داود به * ليث بن أبي سليم ضعيف كما تقدم: ۱۳۲.

۱۴۰- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الاستجمار وتراً، ح: ۱۶۲، والنسائي، ح: ۸۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱۹/۱، ورواه مسلم: ۲۳۷ من حديث أبي الزناد به.

۱۔ کتاب الطہارۃ

تَوْضُأً أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَشْرُ» .

مسئلہ: ناک میں پانی ڈالنا اور اسے صاف کرنا وضو کے واجبات میں سے ہے۔

۱۴۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ :

۱۴۱- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ناک جھاڑو (اور صاف کرو) دو بار یا تین بار خوب اچھی طرح۔“

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ قَارِظٍ ، عَنْ أَبِي عَطْفَانَ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «اسْتَنْشِرُوا مَرَّتَيْنِ بِالْغَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا» .

۱۴۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ فِي

۱۴۲- حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قبیلہ بنی مُتَشَقِّقِ کا جو وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا میں اس کا سردار تھا یا ایک فرد۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو ہم نے آپ کو گھر میں نہ پایا۔ ہم نے حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کو پایا۔ انہوں نے ہمارے لیے ”خزیرہ“ بنانے کا حکم دیا اور وہ ہمارے لیے بنا دیا گیا۔ پھر ہمارے سامنے ایک کھجوریں بھر طبق لایا گیا۔ قتیبہ نے لفظ ”قناع“ نہیں بولا۔ اور قناع ایسے طبق کو کہتے ہیں جس میں کھجوریں ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور دریافت فرمایا: ”کیا تمہیں کچھ ملا ہے یا تمہارے لیے کچھ کہا گیا ہے؟“ ہم نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول! (ہم نے خزیرہ کھا لیا ہے۔) اس اثنا میں جبکہ ہم آپ کے پاس بیٹھے تھے

آخَرِينَ قَالُوا : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ ، عَنْ أَبِيهِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ : كُنْتُ وَافِدَ بَنِي الْمُتَشَقِّقِ أَوْ فِي وَفْدِ بَنِي الْمُتَشَقِّقِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ : فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ نُصَادِفْهُ فِي مَنْزِلِهِ ، وَصَادَفْنَا عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ . قَالَ : فَأَمَرَتْ لَنَا بِخَزِيرَةٍ فَصَنَعَتْ لَنَا . قَالَ : وَأَتَيْنَا بِقِنَاعٍ . وَلَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ الْقِنَاعَ . وَالْقِنَاعُ : الطَّبَقُ فِيهِ تَمْرٌ . ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : «هَلْ أَصَبْتُمْ شَيْئًا» أَوْ «أَمِرَ لَكُمْ بِشَيْءٍ؟» قَالَ : قُلْنَا : نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ! قَالَ :

۱۴۱- تخریج : [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه ، الطهارة ، باب المبالغة في الاستنشاق والاستنثار ، ح : ۴۰۸ من حديث وكيع به .

۱۴۲- تخریج : [صحیح] أخرجه ابن ماجه ، الطهارة ، باب تخليل الأصابع ، ح : ۴۴۸ ، والنسائي ، ح : ۱۱۴ من حديث يحيى بن سليم به ، وقال الترمذي ، ح : ۷۸۸ ”حسن صحيح“ ، وصححه ابن خزيمة ، ح : ۱۵۰ ، ۱۶۸ ، وابن حبان (موارد) ، ح : ۱۵۹ ، والحاكم : ۱/ ۱۴۷ ، ۱۴۸ ، ووافقه الذهبي .

وضو کے احکام و مسائل

چرواہے نے رسول اللہ ﷺ کی بکریاں پاڑے کی طرف چلائیں اور اس کے پاس بکری کا ایک بچہ بھی تھا جو میاں رہا تھا۔ آپ نے پوچھا: ”ارے کیا جنوایا ہے؟“ اس نے کہا: ”ایک بچہ ہے۔“ آپ نے فرمایا: ”اب ہمارے لیے اس کے بدلے ایک بکری ذبح کر دو۔“ پھر (ہم سے) فرمایا: ”یہ نہ سمجھنا کہ ہم تمہاری خاطر اسے ذبح کر رہے ہیں۔ (جناب لقیط کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں لفظ [تَحْسِبَنَّ] سین کے کسرہ (زبر) کے ساتھ ادا فرمایا فتح (زبر) کے ساتھ نہیں۔) (دراصل) ہماری سو بکریاں ہیں، ہم نہیں چاہتے کہ اس سے بڑھ جائیں۔ تو یہ چرواہا جب بھی کسی بکری کے بچہ جننے کی خبر لاتا ہے تو ہم اس کے بدلے ایک بکری ذبح کر لیتے ہیں۔“ لقیط کہتے ہیں کہ (اس موقع پر) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی ہے اور اس کی زبان میں کچھ ہے۔ یعنی زبان دراز اور بدگو ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے طلاق دے دو۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا میرے ساتھ ایک وقت گزرا ہے اور میری اس سے اولاد بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر اسے نصیحت کرو۔ اگر اس میں خیر ہوئی تو سمجھ جائے گی۔ اور ایسے مت مارنا جیسے اپنی لوہڑی کو مارتے ہو۔“ پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے بارے میں ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: ”وضو خوب کامل کیا کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کیا کرو اور ناک میں خوب پانی چڑھایا کرو۔“

الایہ کہ روزے سے ہو۔“

فَبَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جُلُوسٌ - [إِذَا] دَفَعَ الرَّاعِي غَنَمَهُ إِلَى الْمَرَاةِ وَمَعَهُ سَخْلَةٌ تَبْعَرُ، فَقَالَ: «مَا وَلَدْتَ يَا فُلَانُ؟» قَالَ: بَهْمَةٌ، قَالَ: «فَإَذْبَحْ لَنَا مَكَانَهَا شَاةً» ثُمَّ قَالَ: «لَا تَحْسِبَنَّ» - وَلَمْ يَقُلْ لَا تَحْسِبَنَّ - «أَنَا مِنْ أَجْلِكَ ذَبَحْنَاهَا لَنَا غَنَمٌ مِائَةٌ لَا نَزِيدُ أَنْ تَزِيدَ، فَإِذَا وَلَدَ الرَّاعِي بَهْمَةً ذَبَحْنَاهَا مَكَانَهَا شَاةً». قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي امْرَأَةً وَإِنَّ فِي لِسَانِهَا شَيْئًا يَغْنِي الْبَدَاءَ، قَالَ: «فَطَلَّقْهَا إِذَا». قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لَهَا صُحْبَةً وَلِي مِنْهَا وَلَدٌ. قَالَ: «فَمُرَّهَا» - يَقُولُ: عِظْهَا - «فَإِنْ يَكُ فِيهَا خَيْرٌ فَسَيَفْعَلْ، وَلَا تَضْرِبْ ظَعْمَتَكَ كَضْرِبِكَ أُمِّيَّتَكَ». فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ. قَالَ: «أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ وَبَالِغِ فِي الْأَسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا».

۱۴۳- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ ، عَنْ أَبِيهِ وَافِدِ بْنِ الْمُتَنَفِّقِ أَنَّهُ أَمَى عَائِشَةَ . فَذَكَرَ مَعْنَاهُ قَالَ : فَلَمْ نَنْشُبْ أَنْ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَكَفَّمُ ، وَقَالَ : عَصِيدَةٌ مَكَانَ خَزِيرَةٍ .

۱۴۳- جناب عاصم بن لقیط بن صبرہ اپنے والد (لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ) سے راوی ہیں جو کہ وفد بنی مُتَنَفِّق کے سردار تھے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ اس روایت میں ہے: ”ہم بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ زور سے قدم اٹھاتے ہوئے آگے کو جھک کر چلتے ہوئے تشریف لائے۔ اور اس روایت میں خَزِيرَةُ کی بجائے عَصِيدَةُ ذکر ہے۔

۱۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ : «إِذَا تَوَضَّأَتْ فَمَضْمُضٌ» .

۱۴۴- جناب محمد بن یحییٰ بن فاریس کی سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ کہا کہ ”جب تو وضو کرے تو کلی کر۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مہمان کی میزبانی اس کا حق ہے اور حسب استطاعت عمدہ طور پر کی جائے۔ ② رسول اللہ ﷺ کی گزران بھرا اللہ بہت اچھی اور آپ کا فقر اختیاری تھا نہ کہ اضطراری۔ اور غنا تو کل کے خلاف نہیں ہے۔ ③ نبی ﷺ کی رفتار باوقار اور تیز ہوتی تھی۔ آپ قدم اٹھا کر چلتے تھے گویا آگے کو جھکے ہوں۔ ④ آپ پسند فرماتے تھے کہ آپ کی آمدنی ایک حد تک رہے۔ ⑤ مہمان یا ساتھی کے متوقع شہادت کا از خود ازالہ کر دینا مستحب ہے۔ ⑥ بیوی اگر زبان دراز ہو تو اس بنا پر وہ طلاق کی مستحق ٹھہرتی ہے۔ ⑦ اگر وہ نصیحت قبول نہ کرے تو ایک حد تک جسمانی سزا بھی دی جاسکتی ہے، مگر شدید نہ ہو۔ ⑧ وضو ہمیشہ مکمل کرنا چاہیے، خلال کرنا مستحب اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے۔ ⑨ رسول اللہ ﷺ بڑے فصیح اللسان تھے۔ ⑩ خزیرہ طعام کی وہ قسم ہے کہ اس میں گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے ابالے جاتے ہیں، جب وہ گل جاتا ہے تو اس پر آٹا ڈال دیتے ہیں۔ اگر گوشت کے بغیر پکا یا جائے تو اسے عصیدہ کہتے ہیں۔ بہر حال دونوں ہی اہل عرب کی غذا ہیں۔

(المعجم ۵۷) - باب تَخْلِيلِ اللَّحْيَةِ
باب: ۵۷- ڈاڑھی میں خلال کرنے کا بیان
(التحفة ۵۶)

۱۴۳- تخریج : [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق .

۱۴۴- تخریج : [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي : ۵۲ / ۱ من حديث أبي داود به .

۱۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ يَغْنِي رَيْعُ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِيحِ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ زُرَّانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ، وَقَالَ: «هَكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ».

۱۴۵- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو پانی کا ایک چلو لے کر اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے اور اس سے ڈاڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے: ”مجھے میرے رب عزوجل نے ایسے ہی حکم دیا ہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَالْوَلِيدُ بْنُ زُرَّانَ رَوَى عَنْهُ حَجَّاجُ بْنُ حَجَّاجٍ وَأَبُو الْمَلِيحِ الرَّقِّيُّ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ولید بن زوران سے حجاج بن حجاج اور ابوملیح رقی نے (بھی) روایت کیا ہے۔

☀ فائدہ: وضو میں ڈاڑھی کا خلال تاکیدی سنت ہے البتہ غسل جنابت میں اسے دھونا چاہیے اس لیے کہ ہر ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔

(المعجم ۵۸) - باب الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ (التحفة ۵۷)

باب: ۵۸- پگڑی پر مسح کرنے کا بیان

۱۴۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَبْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ثَوْرٍ [ابن يزيد]، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَرِيَّةً فَأَصَابَهُمُ الْبَرْدُ، فَلَمَّا قَلِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهُمْ أَنْ يَمَسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ.

۱۴۶- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک (جہادی) ہم بھیجی تو ان لوگوں کو سردی نے آلیا۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی پگڑیوں اور سوزوں پر مسح کر لیا کریں۔

۱۴۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ:

۱۴۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے

۱۴۵- تخریج: [إسناده ضعيف] * وليد بن زوران: لين الحديث، د، تق: ۷۴۲۳، وللحديث شاهد عند الحاكم: ۱/۱۴۹، ح: ۵۲۹ وسنده ضعيف * الزهرى عنن.

۱۴۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/۱۶۲ من حديث أبي داود به، وهو في المسند للإمام أحمد: ۵/۲۷۷، وصححه الحاكم: ۱/۱۶۹، ووافقه الذهبي، وللحديث علة غير قاذحة، انظر نصب الراية: ۱/۱۶۵.

۱۴۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في المسح على العمامة، ح: ۵۶۴ من حديث عبدالله بن وهب به * أبو معقل لا يعرف (ميزان الاعتدال: ۴/۵۷۶).

حدثنا ابن وهب قال: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ
صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ
أَبِي مَعْقِلٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ:
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ
قُطِيبِيَّةٌ، فَأَدْخَلَ [يَدَيْهِ] مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ
فَمَسَحَ مُقَدِّمَ رَأْسِهِ وَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ.

🌞 ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ علاوہ ازیں اس میں پگڑی پر مسح کرنے کی صراحت بھی نہیں ہے مگر حضرت
مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایات میں صراحت ہے کہ آپ نے باقی مسح پگڑی پر پورا کیا۔ یہاں عدم ذکر نفی اصل کی
بنیاد نہیں بن سکتا۔ پگڑی پر مسح صحیح سنت سے ثابت ہے۔ جیسے کہ حدیث نمبر ۱۳۶ میں اس کی اجازت گزری ہے اور
آگے حدیث نمبر ۱۵۰ میں بھی اس کی صراحت آ رہی ہے۔

باب: ۵۹- پاؤں دھونے کا بیان

(المعجم ۵۹) - باب غَسْلِ الرَّجْلِ
(التحفة ۵۸)

۱۴۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا ابْنُ لَهْيَعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ
أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُلَيْيِّ، عَنْ الْمُسْتَوْرِدِ
ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا
تَوَضَّأَ يَذْلُكُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِصْرِهِ.

🌞 فائدہ: معلوم ہوا کہ پاؤں کی انگلیوں کا خلال بھی کرنا چاہیے تاکہ کسی جگہ کے خشک رہنے کا احتمال نہ رہے۔

باب: ۶۰- موزوں پر مسح کرنے کا بیان

(المعجم ۶۰) - باب الْمَسْحِ عَلَى
الْخُفَّيْنِ (التحفة ۵۹)

۱۴۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ:
۱۳۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

۱۴۸- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في تخليل الأصابع، ح: ۴۰، عن قتيبة به،
وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۴۴۶، ورواه الليث بن سعد وغيره عن يزيد بن عمرو به عند ابن أبي حاتم
في مقدمة الجرح والتعديل، ص: ۳۱، ۳۲، والبيهقي ۱/ ۷۶، ۷۷، وعندهما فائدة هامة.

۱۴۹- تخریج: أخرجه مسلم، الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم إذا تأخر الإمام... الخ، ح: ۲۷۴
بعد ح: ۴۲۱ من حديث ابن شهاب الزهري به.

غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ نماز فجر سے پہلے ایک مقام پر آپ راستے سے ایک جانب کو ہو گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ مڑ گیا۔ نبی ﷺ نے اپنا اونٹ بٹھایا اور قضائے حاجت کے لیے چلے گئے۔ واپس آئے تو میں نے لوٹے سے آپ کے ہاتھ پر پانی ڈالا۔ آپ نے پہلے اپنے ہاتھ اور پھر چہرہ دھویا۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ کو جسے کی آستینوں سے نکالا چاہا مگر وہ تنگ تھیں تو آپ نے اپنے ہاتھ واپس آستین میں ڈال لیے اور انہیں جے کے نیچے سے نکالا اور انہیں کہنیوں تک دھویا پھر آپ نے اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنے موزوں پر مسح کیا پھر آپ سوار ہو گئے اور چل دیے حتیٰ کہ ہم نے لوگوں کو نماز میں پایا اور وہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو (بطور امام) آگے کر چکے تھے۔ انہوں نے نماز پڑھائی جبکہ نماز کا وقت ہو گیا تھا ہم نے پایا کہ حضرت عبدالرحمن انہیں نماز فجر کی ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے ساتھ صف میں کھڑے ہو گئے اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے دوسری رکعت پڑھی۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے (نماز مکمل ہونے پر) سلام پھیرا تو نبی ﷺ اپنی نماز پوری کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ (یہ دیکھ کر) مسلمان گھبرا گئے اور بہت زیادہ تسبیح کہنے لگے کیونکہ انہوں نے نماز میں نبی ﷺ سے سبقت کی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ”تم لوگوں نے درست کیا۔“ یا کہا: ”بہت اچھا کیا۔“

حدثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبَادُ بْنُ زِيَادٍ: أَنَّ غُرَؤَةَ بْنَ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ: عَدَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ فِي غُرَؤَةَ تَبُوكَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَعَدَلْتُ مَعَهُ، فَأَنَاحَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَبَرَّزَ، ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدِهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ، فَعَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ عَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ حَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَصَاقَ كَمَا جُبِّيهِ فَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا إِلَى الْمِرْفَقِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ رَكِبَ، فَأَقْبَلْنَا نَسِيرُ حَتَّى نَجِدَ النَّاسَ فِي الصَّلَاةِ قَدْ قَدَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، فَصَلَّى بِهِمْ حِينَ كَانَ وَقْتُ الصَّلَاةِ، وَوَجَدْنَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَفَّ مَعَ الْمُسْلِمِينَ فَصَلَّى وَرَاءَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ الرَّكْعَةَ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ سَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي صَلَاتِهِ فَفَزَعَ الْمُسْلِمُونَ، فَأَكْثَرُوا التَّسْبِيحَ، لِأَنَّهُمْ سَبَّحُوا النَّبِيَّ ﷺ بِالصَّلَاةِ، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُمْ: «قَدْ أَصَبْتُمْ أَوْ قَدْ أَحْسَنْتُمْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی قربت و خدمت اور حفاظت کو اپنا لازمی فریضہ جانتے تھے۔ تاہم

۱- کتاب الطہارۃ۔ وضو کے احکام و مسائل

سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مغیرہؓ کو از خود رکنے کا حکم دیا تھا۔ (سنن نسائی، حدیث: ۱۲۵) ④ صحابہ کرام نبی ﷺ کے تمام اعمال اور ان کی جزئیات تک کو شریعت کی نظر سے دیکھتے تھے جیسے کہ اس باب کی روایت میں موزوں پر مسح مذکور ہوا ہے۔ ⑤ صحابہ کرام اول وقت میں نماز پڑھنے کے عادی تھے۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ کی طبیعت میں تواضع تھی کہ عام مسلمانوں کے ساتھ صف میں مل کر نماز پڑھی اور یہی حکم شریعت ہے۔ ⑦ معلوم ہوا کہ افضل مفضل کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ ⑧ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا فضل و شرف ہے کہ صحابہ نے انہیں امامت کے لیے منتخب کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے پیچھے نماز پڑھی۔

۱۵۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنِ التَّيْمِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَاصِيَتِهِ - وَذَكَرَ - فَوْقَ الْعِمَامَةِ، قَالَ عَنِ الْمُعْتَمِرِ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَعَلَى نَاصِيَتِهِ وَعَلَى عِمَامَتِهِ قَالَ بَكْرٌ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ ابْنِ الْمُغِيرَةِ.

۱۵۰- حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) وضو کیا (تو) اپنے سر کے اگلے حصے پر مسح کیا۔ ساتھ ہی یہ کہا: پگڑی پر بھی۔

جناب معتمر کی روایت میں حضرت مغیرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ موزوں پر اپنے سر کے اگلے حصے اور اپنی پگڑی پر مسح کیا کرتے تھے۔ مگر کہتے ہیں کہ میں نے یہ روایت مغیرہ کے بیٹے سے براہ راست سنی ہے۔

🌞 فائدہ: پگڑی اور عمامہ پر مسح کی صحیح روایات بکثرت مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صرف سر پر یا صرف پگڑی پر یا سر اور پگڑی دونوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ (عون المعبود)

۱۵۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ

۱۵۱- جناب عروہؓ اپنے والد حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے

۱۵۰- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، ح: ۲۷۴/۸۲ من حديث المعتمر بن سليمان التيمي به.

۱۵۱- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: إذا أدخل رجله وهما طاهران، ح: ۲۰۶، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ۲۷۴/۷۹ من حديث عامر الشعبي به.

ہم رکاب تھے میرے پاس پانی کا برتن تھا، آپ قضائے حاجت کی غرض سے نکلے پھر ہماری جانب واپس آئے تو میں پانی لے کر آپ کی طرف بڑھا، میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا پھر آپ نے اپنے بازو آستینوں سے نکالنا چاہے جبکہ آپ نے جبہ پہنا ہوا تھا وہ رومی جبہ تھا اور اس کی آستینیں تنگ تھیں اس لیے آپ کے بازو نہ نکل سکے تو آپ نے جبے کے نیچے سے اپنے بازو نکالے۔ پھر میں جھکا کہ آپ کے موزے اتاروں تو آپ نے فرمایا: ”انہیں چھوڑو میں نے اپنے پاؤں ان میں ڈالے تو یہ دونوں طاہر تھے۔“ پھر آپ نے موزوں پر مسح فرمایا۔

(عیسیٰ بن یونس نے) کہا کہ میرے والد (یونس بن ابی اسحاق) نے کہا کہ شعبی نے کہا: مجھے عروہ نے اپنے باپ (مغیرہ) کے متعلق گواہی دی اور اس کے باپ نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق گواہی دی۔ (اس توضیح سے مراد حدیث کی توثیق مزید ہے۔)

الشَّعْبِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ يَذْكُرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَكْبِهِ وَمَعِيَ إِدَاوَةٌ، فَخَرَجَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَتَلَقَّيْنَاهُ بِالْإِدَاوَةِ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ، فَغَسَلَ كَفَيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ مِنْ جَبَابِ الرُّومِ ضَيَّقَهُ الْكُمَيْنِ فَضَاقَتْ فَأَذْرَعَهُمَا ادِّرَاعًا، ثُمَّ أَهْوَيْتُ إِلَى الْخُفَّيْنِ لَأَنْزِعَهُمَا، فَقَالَ لِي: «دَعِ الْخُفَّيْنِ فَإِنِّي أَدْخَلْتُ الْقَدَمَيْنِ الْخُفَّيْنِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ»، فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

قال أبي: قال الشعبي: شهد لي عروة على أبيه، وشهد أبوه على رسول الله ﷺ.

🌞 فوائد و مسائل: ① غیر ملکی لباس پہننا جائز ہے بشرطیکہ وہ اسلامی شعائر اور ثقافت کے خلاف نہ ہو اور غیر مسلموں کی نقالی کا مظہر بھی نہ ہو۔ ② موزوں پر مسح کے لیے شرط ہے کہ پہلے انہیں وضو کر کے پہننا ہو۔

۱۵۲- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ قافلے کے ساتھیوں سے پیچھے ہو گئے اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا اس میں ہے کہ پھر ہم لوگوں کے پاس آئے تو دیکھا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ انہیں نماز فجر پڑھا رہے ہیں۔ جب انہوں

۱۵۲- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ وَعَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ: تَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ هَذِهِ الْقِصَّةَ قَالَ: فَأَتَيْنَا النَّاسَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

۱۵۲- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۵۲/۲ من حديث أبي داود به * قتادة مدلس وعنعن، والحديث السابق، ح: ۱۴۹ يغني عنه، انظر الحديث رقم: ۱۴۹.

عَوْفٌ يُصَلِّي بِهْمُ الصُّبْحَ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ أَرَادَ أَنْ يَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ يَمْضِيَ. قَالَ: فَصَلَّيْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ خَلْفَهُ رُكْعَةً، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِي سَبَقَ بِهَا وَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا شَيْئًا.

نے نبی ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا مگر آپ نے ان کو اشارہ فرمایا کہ جاری رہیں۔ چنانچہ میں نے اور نبی ﷺ نے ان کے پیچھے ایک ایک رکعت پڑھی۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فوت شدہ رکعت پڑھی اور اس پر کوئی اور اضافہ نہیں کیا۔ (یعنی سجدہ سہو نہیں کیا۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عُمَرَ يَقُولُونَ: مَنْ أَذْرَكَ الْفَرْدَ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ سَجْدَتَا السَّهْوِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرات ابوسعید خدریؓ ابن زبیرؓ اور ابن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ جسے نماز کی ایک رکعت ملی ہو تو اس پر سہو کے دو سجدے ہیں۔

🌞 فائدہ: جس شخص کی جماعت سے کوئی رکعت یا رکعات رہ گئی ہوں وہ صرف فوت شدہ رکعات ہی دہرائے اس پر کوئی سجدہ سہو وغیرہ نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحابہ کی طرف منسوب اس قول کو ضعیف کہا ہے کہ جو جماعت کے ساتھ صرف ایک رکعت پائے تو وہ بقیہ رکعتیں پوری کرنے کے بعد سجدہ سہو بھی کرے ایسے حضرات کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ مسبوق شخص امام کے ساتھ تشہد بیٹھتا ہے جب کہ ابھی اس کی صرف ایک رکعت ہی ہوئی ہوتی ہے یعنی ابھی وہ تشہد بیٹھنے کی حالت کو نہیں پہنچا ہوتا، لیکن اسے امام کے ساتھ تشہد بیٹھنا پڑ جاتا ہے۔ لیکن یہ مسلک صحیح نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے نہیں کیا۔ علاوہ ازیں اسے تشہد میں امام کی متابعت کی وجہ سے بیٹھنا پڑتا ہے نہ کہ سہو کی وجہ سے۔

۱۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بَغْنِي ابْنِ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ، سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّهُ شَهِدَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ يَسْأَلُ بِلَالًا عَنْ وُضْوءِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يَخْرُجُ يَقْضِي حَاجَتَهُ فَأَتِيَهُ بِالْمَاءِ فَيَتَوَضَّأُ وَيَمْسَحُ عَلَى عِمَامَتِهِ وَمَوْقِفِهِ.

۱۵۳- جناب ابو عبد الرحمن سلمی روایت کرتے ہیں کہ وہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے اور وہ بلال رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے وضو کے بارے میں دریافت کر رہے تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آپ قضاے حاجت کے لیے جاتے تو میں آپ کے لیے پانی لے آتا اور آپ وضو کرتے اور اپنی پگڑی اور موزوں پر مسح کرتے۔

۱۵۳- تخریج: [حسن] أخرجه الحاكم: ۱/ ۱۷۰ من حديث عبد الله بن معاذ به، وصححه الحاكم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

۱۵۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ
الذَّرْهَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ دَاوُدَ عَنْ بُكَيْرِ
ابْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ
جَرِيرٍ: أَنَّ جَرِيرًا بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ
عَلَى الْخُفَّيْنِ وَقَالَ: مَا يَمْتَنِعُنِي أَنْ أَمْسَحَ
وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ. قَالُوا:
إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ قَبْلَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ. قَالَ:
مَا أَسْلَمْتُ إِلَّا بَعْدَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ.

🕌 فوائد و مسائل: ① حضرت جریر رضی اللہ عنہ دس ہجری کے شروع میں مسلمان ہوئے ہیں اور آیت وضو: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ﴾ سورہ مائدہ کی چھٹی آیت ہے۔ اس میں سر کے مسح کا ذکر ہے موزوں کا نہیں بلکہ پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ تو بعض لوگوں کا خیال تھا کہ موزوں پر مسح کرنا منسوخ ہے۔ جریر رضی اللہ عنہ نے واضح کیا کہ میں اس سورت کے نزول کے بعد اسلام لایا ہوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے اور موزوں پر مسح کرتے خود دیکھا ہے لہذا یہ عمل بلاشبہ صحیح جائز اور مسنون ہے۔ منسوخ سمجھا درست نہیں۔ شیعہ اور خوارج کے علاوہ اور کوئی اس کا منکر نہیں ہے۔ ② صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ اصول اٹل تھا کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کے مفسر اور مبین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴) ”اور ہم نے تمہاری طرف یہ ذکر اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے بالوضاحت بیان کروں۔“

۱۵۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْخَرَّائِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: ۱۵۵- حضرت بریدہ (بن حبیب) رضی اللہ عنہما روای ہیں کہ نجاشی (والی حبشہ) نے رسول اللہ ﷺ کے لیے سیاہ

١٥٤- تخريج: [صحيح] أخرجه الحاكم: ١/١٦٩ من حديث علي بن الحسين به، وصححه، ووافقه الذهبي، والمحدث شواهد كثيرة.

١٥٥ - تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ما جاء في الخف الأسود، ح: ٢٨٢٠ من حديث وكيع
به وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ٥٤٩، ٣٢٢٠ * دلهم بن صالح ضعيف (تقريب)، ولا أصل الحديث شواهد.

رنگ کے دوسادہ موزے ہدیہ بھجوائے تو آپ نے انہیں پہنا پھر وضو کیا تو ان پر مسح کیا۔

جناب مسدود نے (احمد بن شعیب کی روایت کے بالمقابل ”حَدَّثَنَا“ کی بجائے ”عَنْ“ سے روایت کی اور) ”عَنْ دَلْهَمِ بْنِ صَالِحٍ“ کہا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت اہل بصرہ کے تفردات میں سے ہے۔

حَدَّثَنَا دَلْهَمُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حُجْبِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خُفَيْنِ اسْوَدَّيْنِ سَادَجَيْنِ، فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. قَالَ مُسَدَّدٌ عَنْ دَلْهَمِ بْنِ صَالِحٍ.

قال أبو داود: هَذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الْبَصْرَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ہدیہ قبول کرنا اور قبول کے بعد فوراً استعمال میں لانا بھی جائز ہے اور یہ قبول کر لیے جانے کی علامت ہوتی ہے۔ ② چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ ③ اس روایت کو اہل بصرہ کے تفردات میں سے شمار کرنا امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے تسامحات میں سے ہے۔ (عمون العبود)

۱۵۶- حضرت مغیرہ بن شعبہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (جب اپنے) موزوں پر مسح کیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ بھول رہے ہیں؟ فرمایا: ”(نہیں) بلکہ تم بھول رہے ہو۔ مجھے میرے رب نے اسی بات کا حکم دیا ہے۔“

۱۵۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ حَيٍّ هُوَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَامِرٍ الْبَجَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَيْنِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَسِيتَ؟ قَالَ: «بَلْ أَنْتَ نَسِيتَ، بِهَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ».

🌞 فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے۔ تاہم دوسری صحیح روایت سے یہ مسئلہ یعنی موزوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔

باب: ۶۱- مسح کے لیے مدت کا بیان

(المعجم ۶۱) - باب التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ (التحفة ۶۰)

۱۵۷- حضرت خزیمہ بن ثابت رحمہ اللہ نبی ﷺ سے

۱۵۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ:

۱۵۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۴۶/۴، ۲۵۳ من حديث بكير بن عامر به، وصححه الحاكم: ۱/۱۷۰، ووافقه الذهبي * بكير بن عامر ضعيف، ضعفه الجمهور.

۱۵۷- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب المسح على الخفين للمسافر والمقيم، ح: ۹۵ من حديث إبراهيم التيمي به وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۵۵۳، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۸۱.

وضو کے احکام و مسائل

حدثنا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ وَحَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ حُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ، لِلْمَسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ».

بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”موزوں پر مسح کرنے کی مدت مسافر کیلئے تین دن اور مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات ہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التِّيمِيِّ بِإِسْنَادِهِ قَالَ فِيهِ: وَلَوْ اسْتَرَدَّاهُ لَرَادَنَا.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو منصور بن معتمر نے اپنی سند سے ابراہیم تمیمی سے روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ اگر ہم مسح کی مدت میں اضافہ چاہتے تو آپ اضافہ فرمادیتے۔

۱۵۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَزِينَ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ قَطَنِ عَنْ أَبِي بِنِ عِمَارَةَ قَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ - وَكَانَ قَدْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْقِبْلَتَيْنِ - أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أُمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ قَالَ: «نَعَمْ». قَالَ: يَوْمًا؟ قَالَ: «يَوْمًا». قَالَ: وَيَوْمَيْنِ؟ قَالَ: «وَيَوْمَيْنِ». قَالَ: وَثَلَاثَةً؟ قَالَ: «نَعَمْ وَمَا شِئْتَ».

۱۵۸- حضرت ابی بن عمارہ رحمہ اللہ جن کے بارے میں یحییٰ بن ایوب کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں دونوں قبلوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے ان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں موزوں پر مسح کر لیا کروں؟ فرمایا: ”ہاں۔“ انہوں نے کہا (کیا) ایک دن؟ آپ نے فرمایا: ”(ہاں) ایک دن۔“ انہوں نے کہا: کیا دو دن (بھی؟) فرمایا: ”(ہاں) دو دن (بھی۔)“ کہا: کیا تین دن (بھی؟) فرمایا: ”(ہاں)..... اور جو تو چاہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ الْبُصْرِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَزِينَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو ابن ابی مریم مصری نے (سند) یحییٰ بن ایوب، عن عبد الرحمن بن رزین، عن محمد بن یزید بن ابی زیاد، عن عبادہ بن نعیم، عن ابی

۱۵۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۷۹/۱ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح: ۵۵۷ من حديث أيوب بن قطن عن عبادة بن نسي عن أبي بن عمارَةَ الخ * وقال الدارقطني: "هذا الإسناد لا يثبت... وعبد الرحمن ومحمد بن يزيد وأيوب بن قطن مجهولون كلهم".

یَزِيدُ بْنُ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نَسِيٍّ، عَنْ أَبِي بِنِ عِمَارَةَ قَالَ فِيهِ: حَتَّى بَلَغَ سَبْعًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَعَمْ مَا بَدَأَ لَكَ».

بن عمارہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ (دُلوں کا اضافہ) سات دُلوں تک پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: ”جو تیری سمجھ میں آئے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: قَدْ اخْتَلَفَ فِي إِسْنَادِهِ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيٍّ. وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ السَّيْلَحِينِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، وَاخْتَلَفَ فِي إِسْنَادِهِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کی اسناد میں اختلاف ہے اور یحییٰ بن ایوب قوی نہیں ہے۔ اس حدیث کو ابن ابی مریم اور یحییٰ بن اسحاق السیلعینی اور یحییٰ بن ایوب سے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد میں اختلاف کیا گیا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مقیم اپنے موزوں پر ایک دن رات اور مسافر تین دن تین رات تک مسح کر سکتا ہے جیسا کہ حدیث ۱۵۷ میں ہے۔ ② مسح کی ابتدا حدث کے بعد پہلے مسح سے شمار کی جائے گی۔ ③ ابی بن عمارہ رحمہ اللہ والی روایت جس میں تین دن سے زیادہ کا ذکر ہے ضعیف ہے۔ امام احمد بن حنبل اور امام بخاری رحمہما نے اسے ضعیف کہا ہے۔ (عون المعبود) شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس کی تضعیف کی ہے۔

(المعجم ۶۲) - باب الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَيْنِ (التحفة ۶۱)

باب ۶۲- جرابوں پر مسح کرنا

۱۵۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي قَتْسِبِ الْأَوْدِيِّ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَرْوَانَ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شَرْحِبِيلٍ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَيْنِ وَالتَّغْلَيْنِ.

۱۵۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) وضو کیا تو اپنی جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ لَا يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ لِأَنَّ

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن مہدی اس حدیث کو روایت نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ حضرت

۱۵۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المسح على الجوربين والتغليين، ح: ۹۹، وابن ماجه، ح: ۵۵۹ من حديث وكيع به، وسنده ضعيف من أجل عتنة الثوري ومع ذلك قال الترمذي: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد واجماع الصحابة يؤيده، انظر الأوسط لابن المنذر: ۴۶۵، ۴۶۶/۱، والمغني لابن قدامة: ۱۸۱/۱، مسئلة: ۴۲۶، والمحلى لابن حزم: ۸۷/۲.

المَعْرُوفَ عَنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ .
مغیرہ رضی اللہ عنہ سے معروف روایت یہ ہے کہ نبی ﷺ نے موزوں پر مسح کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى هَذَا أَيْضًا عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْجَوْرَيْنِ وَلَيْسَ بِالْمُتَّصِلِ وَلَا بِالْقَوِيِّ .
امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مروی ہے: ”نبی ﷺ نے جرابوں پر مسح کیا۔“ مگر یہ متصل ہے نہ قوی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَيْنِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ مَسْعُودٍ وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْبَوَامَةُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَعُمَرُ بْنُ حُرَيْثٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْجَوْرَيْنِ وَلَيْسَ بِالْمُتَّصِلِ وَلَا بِالْقَوِيِّ .
امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب ابن مسعود براء بن عازب انس بن مالک ابوامامہ سہل بن سعد اور عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے بھی جرابوں پر مسح کیا ہے اور یہی بات حضرت عمر بن خطاب اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

فوائد و مسائل: ① پاؤں میں پہنا جانے والا لافانڈا اگر سوتی یا اونٹنی ہو تو اسے [جَوْرَب] اس کے نیچے چڑھا لگا ہو تو [مَنْعَل] اوپر نیچے دونوں طرف چڑھا ہو تو [مُحَلَّد] اور اگر سارا ہی چڑے کا ہو تو اسے ”خُف“ کہتے ہیں۔ ② بقول شیخ البانی رحمہ اللہ کے یہ روایت سنداً صحیح ہے۔ نیز دیگر صحیح روایات سے بھی جرابوں اور نعلین (موزوں اور جوتوں) پر مسح کرنا ثابت ہے۔ (دیکھیے: المسح علی الجوربین (عربی) از علامۃ الشام جمال الدین قاسمی رحمہ اللہ اور مسنون نماز۔ از حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ) ③ علامہ احمد محمد شاہ رحمہ اللہ سنن ترمذی کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے وضو اور مسح کے باب میں کئی احادیث کئی لوگوں نے روایت کی ہیں۔ بعض نے موزوں پر مسح، بعض نے پگڑی پر مسح اور بعض نے جرابوں پر مسح کرنا نقل کیا ہے۔ اور ان میں کوئی تضاد و خلاف نہیں ہے، کیونکہ یہ متعدد احادیث ہیں اور مختلف مواقع کے بیانات ہیں۔ اور ان کی معیت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانچ سال تک رہی ہے اور عین معقول ہے کہ آپ نے وضو کے بارے میں مختلف مواقع کے مشاہدات پیش فرمائے ہوں تو بعض راویوں نے کچھ سنا اور دوسروں نے کچھ سنا اور۔ ④ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام شمار کر دیے ہیں جو جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے اور ان میں جرابوں کا کوئی وصف یعنی چڑھا لگا ہونا یا سوتا ہونا مذکور نہیں ہے۔ ”اور اصل یہی ہے کہ جراب پر مسح صحیح ہے۔“ علامہ دلالی نے کتاب الاسماء و الکفی (۱۸۱/۱) میں جناب ازرق بن قیس (تابعی) سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کا وضو ٹوٹ گیا تو انہوں نے (تجدید وضو میں) اپنا چہرہ دھویا ہاتھ دھوئے اور اپنی ”اون کی

جراہوں“ پر مسح کیا۔ میں نے کہا: آپ ان پر بھی مسح کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ”یہ [خُفَّان] ہیں یعنی موزے ہی ہیں اگرچہ اون کے ہیں۔“ اور اس کی سند جید ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے صالح بن محمد ترمذی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو مقاتل سرقندی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضر ہوا وہ مرض وفات میں تھے، انہوں نے پانی منگوایا اور وضو کیا، جراہیں پہن رکھی تھیں، تو اپنی جراہوں پر مسح کیا اور کہا: میں نے آج ایسا کام کیا ہے جو پہلے نہ کرتا تھا۔ میں نے غیر منقل جراہوں پر مسح کیا ہے، (یعنی ان پر چڑا نہیں لگا ہوا تھا۔) تفصیل کیلئے دیکھیے: (تعلیق جامع ترمذی از علامہ احمد محمد شاکر، باب ماجاء فی المسح علی الجوربین والنعلین ۱۱/ ۱۶۷-۱۶۹) ⑤ ایسی جراہیں اور موزے جو پرانے ہو جائیں یا پھٹ جائیں اور ان میں سوراخ ہو جائیں، جنہیں پہننے میں انسان عرفاً و عادتاً عیب محسوس نہیں کرتا ان پر مسح کرنا جائز ہے۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مہاجرین اور انصار کے موزے پھٹنے سے محفوظ نہ رہتے تھے، اگر اس میں کوئی رکاوٹ ہوتی تو اس کا ذکر ہوتا اور ممانعت آ جاتی۔ (نقد النسخ سید سابق)

باب

(المعجم . . .) - بَابُ (التحفة ۶۲)

۱۶۰- حضرت اوس بن ابی اوس ثقفی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو اپنے جوتوں اور قدموں پر مسح کیا۔ عباد بن موسیٰ نے (اپنی روایت میں) یہ الفاظ بیان کیے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایک قوم کے کظامہ پر آئے..... یعنی مقام وضو پر..... مگر جناب مسدد نے (اپنی روایت میں) مِیْضَاۃ اور کِظَامَہ کا ذکر نہیں کیا۔ پھر دونوں مشائخ (مسدد اور عباد بن موسیٰ) حدیث کے باقی الفاظ بیان کرنے میں متفق ہیں: ”آپ نے وضو کیا تو اپنے جوتوں اور قدموں پر مسح کیا۔“

۱۶۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَعَبَّادُ بْنُ مُوسَى

قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَبَّادُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَوْسُ بْنُ أَبِي أَوْسٍ الثَّقَفِيُّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ. وَقَالَ عَبَّادُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى عَلَى كِظَامَةِ قَوْمٍ - يَعْنِي الْمِیْضَاۃَ - وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدُ الْمِیْضَاۃَ وَالْكِظَامَةَ، ثُمَّ اتَّفَقَا: فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ.

☀ فائدہ: بشرط صحت (جیسا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا ہے) یہ روایت سابقہ روایت پر محمول ہے۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جراہوں اور جوتوں پر مسح کیا۔ اور ”قدموں پر مسح“ سے مراد ایسی صورت ہے جس میں جراہیں پہنی ہوئی تھیں۔ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بظاہر ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جوتے یا چپل کی پٹی پر مسح فرمایا جو کہ پاؤں کے اوپر ہوتی ہے۔

۱۶۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۸/۴ عن هشيم به، مختصراً جداً، وصرح بالسماع عند الحازمي في الاعتبار، ص: ۴۲ * عطاء العامري مجهول الحال كما قال ابن القطان.

(المعجم ۶۳) - بَابُ: كَيْفَ الْمَسْحِ
(التحفة ۶۳)

باب: ۶۳- مسح کیسے ہو؟

۱۶۱- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ موزوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ محمد بن صباح کے علاوہ (دوسرے مشائخ) نے کہا کہ آپ نے موزوں کی پشت (یعنی پاؤں کی اوپر والی جانب) پر مسح کیا۔

۱۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ: ذَكَرَهُ أَبِي عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَيْنِ. وَقَالَ غَيْرُ مُحَمَّدٍ: مَسَحَ عَلَى ظَهْرِ الْخُفَيْنِ.

۱۶۲- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اگر دین رائے اور قیاس پر مبنی ہوتا تو موزوں کا نیچے والا حصہ اوپر والے کی بہ نسبت مسح کا زیادہ مستحق ہوتا مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اپنے موزوں کے اوپر ہی مسح کیا کرتے تھے۔

۱۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَيْهِ.

🌟 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم جو بات اس میں بیان ہوئی ہے وہ صحیح ہے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ اسی طرح اگلی دونوں روایتیں (۱۶۳، ۱۶۴) بھی شیخ البانی کے نزدیک صحیح ہیں۔

۱۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: ۱۶۳- جَنَابُ الْأَعْمَشِ ابْنِ ابْنِ سِنْدٍ عَنْ اس حدیث کو

۱۶۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في المسح على الخفين، ظاهرهما، ح: ۹۸ من حديث عبد الرحمن بن أبي الزناد به وقال: "حديث حسن"، قال الذهبي في عبد الرحمن بن أبي الزناد: "حديثه من قبيل الحسن" (سير أعلام النبلاء: ۱۶۸/۸، ۱۶۹).

۱۶۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۹۸/۱، ح: ۷۵۹ من حديث حفص بن غياث به، وتابعه يزيد ابن عبد العزيز وعيسى بن يونس ووکیع، انظر مسند الإمام أحمد مع زوائده: ۹۵/۱، ۱۱۴، ۱۲۴ * أبو إسحاق عنمن، وحديث الحميدي: ۴۷ يعني عنه.

۱۶۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۹۲/۱ من حديث أبي داود به، وللحديث طرق عند الحميدي، ح: ۴۷ (بتحقيق)، وأحمد: ۱۴۸/۱ وغيرهما * أبو إسحاق عنمن.

روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: میں پاؤں کے نیچے والے حصے ہی کو زیادہ لائق سمجھتا تھا کہ اسے دھویا جائے حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے موزوں کے اوپر کے حصے ہی کا مسح کرتے تھے۔

اس حدیث کو کعب نے اعمش سے اپنی سند سے روایت کیا تو کہا: میں سمجھتا تھا کہ پاؤں کا نیچے والا حصہ ہی اس بات کے زیادہ لائق ہوتا ہے کہ ان کا مسح کیا جائے حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے اوپر کی جانب مسح کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: مَا كُنْتُ أَرَى بَاطِنَ الْقَدَمَيْنِ إِلَّا أَحَقَّ بِالْغُسْلِ حَتَّى رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمَسِّحُ عَلَى ظَهْرِ خُفَّيْهِ. وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: كُنْتُ أَرَى أَنَّ بَاطِنَ الْقَدَمَيْنِ أَحَقُّ بِالْمَسْحِ مِنْ ظَاهِرِهِمَا حَتَّى رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمَسِّحُ ظَاهِرَهُمَا.

کعب نے کہا کہ ”قَدَمَيْنِ“ سے مراد ”موزے“ ہیں۔

اس حدیث کو عیسیٰ بن یونس نے اعمش سے ویسے ہی روایت کیا ہے جیسے کعب نے روایت کیا ہے اور اسے ابوالسوداء نے ابن عبدخیر سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا تو کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا تو اپنے قدموں کے اوپر کے حصے کو دھویا اور کہا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کرتے نہ دیکھا ہوتا..... (تو میں یہی سمجھے رہتا کہ ان کا نیچے والا حصہ ہی دھونے کے لائق ہوتا ہے۔) اور آخر تک حدیث اسی طرح بیان کی۔

قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي الْخُفَيْنِ. وَرَوَاهُ عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ. كَمَا رَوَاهُ وَكِيعٌ. وَرَوَاهُ أَبُو السَّوْدَاءِ عَنْ ابْنِ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ ظَاهِرَ قَدَمَيْهِ وَقَالَ: لَوْ لَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۱۶۴- جناب حفص بن غیاث نے اعمش سے یہ روایت بیان کی تو کہا: اگر دین رائے اور قیاس پر مبنی ہوتا تو قدموں کے تلوے ان کے اوپر والے حصے کی نسبت مسح کے زیادہ حق دار ہوتے جب کہ نبی ﷺ نے موزوں کی پشت (اوپر والے حصے) پر مسح کیا ہے۔

۱۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ بَاطِنُ الْقَدَمَيْنِ أَحَقَّ بِالْمَسْحِ مِنْ ظَاهِرِهِمَا، وَقَدْ مَسَحَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى

[ظہر] خَفِیْہ .

۱۶۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ وَمَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدَّمَشْقِيُّ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: مَحْمُودُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيَوَةَ، عَنْ كَاتِبِ الْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ الْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: وَضَّأْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَمَسَحَ [أَعْلَى] الْخَفَيْنِ وَأَسْفَلَهُمَا .

۱۶۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سہریوک میں نبی ﷺ کو وضو کروایا تو آپ نے (اس موقع پر) موزوں کے اوپر اور نیچے مسح کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَبَلَغَنِي أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ ثَوْرَ هَذَا الْحَدِيثِ مِنْ رَجَاءِ .

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جناب ثور نے یہ حدیث رجاء سے نہیں سنی۔

فائدہ: موزوں پر مسح میں شروع یہ ہے کہ ان کے اوپر کی جانب گایا ہاتھ پھیرا جائے۔ صحیح احادیث کی دلالت یہی ہے اور جن میں یہ آیا ہے کہ موزوں کے نیچے بھی مسح کیا تو ان کی اسانید میں کلام ہے۔ اس لیے ان میں تعارض ہے نہ تطبیق کی ضرورت جیسا کہ بعض حضرات نے جمع و تطبیق سے کام لیا ہے۔

(المعجم ۶۴) - بَابُ: فِي الْإِتِّصَاحِ
(التحفة ۶۴)

۱۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ الْحَكَمِ الثَّقَفِيِّ - أَوْ الْحَكَمِ ابْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ - قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا بَالَ يَتَوَضَّأُ وَيَنْتَضِحُ .

۱۶۶- حضرت سفیان بن عکرم ثقفی یا حکم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پیشاب کرتے اور وضو کرتے تو (اس کے بعد شرمگاہ والی جگہ پر) چھینٹے مار لیتے۔

۱۶۵- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المسح على الخفين أعلاه وأسفله، ح: ۹۷، وابن ماجه، ح: ۵۵۰ من حديث الوليد بن مسلم به، وأعله الترمذي * ثور لم يسمعه من رجاء، وجاء تصريح سماعه عند الدارقطني: ۱/ ۱۹۵، ح: ۷۴۲ والسند إليه ضعيف، ورجاء لم يسمعه من كاتب المغيرة رضي الله عنه .

۱۶۶- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في النضح بعد الوضوء، ح: ۴۶۱، والنسائي، ح: ۱۳۴، ۱۳۵ من حديث منصور به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۱۷۱، ووافقه الذهبي * شيخ مجاهد اختلف في صحبته فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وانظر التلخيص الحبير: ۷۴/ ۱.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ محدثین کی جماعت نے اس سند میں راوی کا نام ”سفیان بن حکم“ کو رائج قرار دیا ہے۔ جبکہ بعض نے حکم یا ابن حکم ذکر کیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَافَقَ سُفْيَانَ جَمَاعَةٌ عَلَى هَذَا الْإِسْنَادِ، قَالَ بَعْضُهُمُ: الْحَكَمُ أَوْ ابْنُ الْحَكَمِ.

۱۶۷- مجاہد..... بنو ثقیف کے ایک شخص سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب کیا اور پھر اپنی شرمگاہ پر چھینے مارے۔

۱۶۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَالَ ثُمَّ نَضَحَ فَرْجَهُ.

۱۶۸- مجاہد حکم یا ابن حکم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور اپنی شرمگاہ پر پانی کے چھینے مارے۔

۱۶۸- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرِو: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ الْحَكَمِ - أَوْ ابْنِ الْحَكَمِ - عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ.

☀️ فائدہ: وضو کے بعد شرمگاہ والی جگہ پر چھینے مار لینا مسنون و مستحب ہے۔ سنت پر ثواب کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہے کہ مثانہ کی کمزوری کے باعث بعض اوقات قطرات آ جانے کا جو اندیشہ ہوتا ہے اس سے دھواں کا دغیہ (خاتمہ) ہو جاتا ہے۔

باب: ۶۵- وضو کے بعد آدمی کیا پڑھے؟

(المعجم ۶۵) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا تَوَضَّأَ (التحفة ۶۵)

۱۶۹- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہوتے تھے اور اپنے کام خود ہی سرانجام دیتے تھے اور باری باری اونٹ چرایا

۱۶۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَغْنِي ابْنَ صَالِحٍ، يُحَدِّثُ

۱۶۷- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۱۶۸- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابقين.

۱۶۹- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، ح: ۲۳۴ من حديث معاوية صالح به، ورواه النسائي، ح: ۱۵۱.

کرتے تھے۔ میری باری آئی تو سہ پہر کو میں انہیں واپس لایا (اور رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آ حاضر ہوا) میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں پایا کہ آپ لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے۔ میں نے آپ کو سنا آپ کہہ رہے تھے: ”تم میں سے کوئی وضو کرے اور اچھی طرح (مکمل) وضو کرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھے اپنے دل اور چہرے سے نماز ہی میں مگن رہے تو اس نے اپنے لیے (جنت) واجب کر لی۔“ میں نے کہا: بہت خوب! بہت خوب! کس قدر بہترین عمل ہے۔ تو میرے سامنے سے ایک شخص بولا: اے عقبہ! جو اس سے پہلے فرمایا ہے وہ اس سے بھی خوب تر ہے۔ میں نے نظر اٹھائی تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے کہا اے ابو حفص! وہ کیا ہے؟ کہا کہ تمہارے آنے سے پہلے ابھی ابھی یہ ارشاد فرمایا ہے: ”تم میں سے جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح (مکمل مسنون) وضو کرے اور وضو کے بعد یہ کلمات کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ“ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی سا جہی نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے اس میں داخل ہو جائے۔“

معاویہ بن صالح کہتے ہیں کہ مجھے ربیعہ بن یزید نے ابواذرہ سے اس نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا۔

عن ابي عُثْمَانَ، عن جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ، عن عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ خُدَامَ اَنْفُسِنَا. نَتَنَاوَبُ الرِّعَايَةَ - رِعَايَةَ اِبِلِنَا - فَكَانَتْ عَلَيَّ رِعَايَةُ الْاِبِلِ، فَرَوَّحْتُهَا بِالْعَشِيِّ، فَادْرَكْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحَسِّنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُومُ فَيَرْكَعُ رَكَعَتَيْنِ، يَقْبَلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ، اِلَّا فَقَدْ اَوْجَبَ». فَقُلْتُ: يَبَخَّ بِخَ مَا اُجَوِّدُ هَذِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيَّ: اَلَّتِي قَبْلَهَا يَاعُقْبَةُ! اُجَوِّدُ مِنْهَا. فَانْظَرْتُ فَاِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. قُلْتُ: مَا هِيَ يَا اَبَا حَفْصٍ؟ قَالَ: اِنَّهُ قَالَ اِنْفَا قَبْلَ اَنْ تَجِيءَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحَسِّنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ حِينَ يَقْرَعُ مِنْ وُضُوئِهِ: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ، اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ، يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ».

قال مُعَاوِيَةُ: وَحَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ.

۱۷۰- ابو عقیل نے اپنے چچیرے بھائی سے انہوں نے عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا کی مانند روایت کی ہے اور اس میں اونٹوں کے چرانے کا ذکر نہیں کیا اور ”اچھی طرح وضو کرنے“ کے موقع پر کہا کہ پھر وہ (وضو کرنے والا) اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائے (اور یہ دعا پڑھے) اور معاویہ بن صالح کی روایت کی مانند بیان کیا۔

۱۷۱- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقَرِّيُّ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شَرِيحٍ، عَنْ أَبِي عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ عَمَّةٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَمْرَ الرَّعَايَةِ قَالَ عِنْدَ قَوْلِهِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ: «ثُمَّ رَفَعَ نَظْرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ.

 فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے اس لیے وضو کے بعد دعا پڑھتے ہوئے آسمان کی طرف نظر اٹھانا یا انگلی اٹھانا صحیح نہیں ہے۔ ② اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں جبکہ دوزخ کے سات ہیں۔

باب: ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھنا؟

(المعجم . . .) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ (التحفة ۶۶)

۱۷۱- جناب عمرو بن عامر بجلي یعنی ابواسد محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وضو کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے جبکہ ہم ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

۱۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الْبَجَلِيِّ، قَالَ مُحَمَّدٌ: هُوَ أَبُو أَسَدٍ بْنُ عَمْرِو قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، وَكُنَّا نَصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.

 توضیح: اس میں نبی ﷺ کا عمل یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کیا کرتے تھے تو یہ آپ کا غالب معمول تھا درنہ بعض مواقع پر آپ نے بھی ایک ہی وضو سے متعدد نمازیں پڑھی ہیں جیسا کہ اگلی روایت سے بھی واضح ہے۔

۱۷۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي: ۱/ ۱۸۲، ح: ۷۲۲ عن عبدالله بن يزيد المقرئ به * ابن عم

زهرة مجهول، قاله المنذري.

۱۷۱- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من غير حدث، ح: ۲۱۴ من حديث عمرو بن عامر به،

ورواه الترمذي، ح: ۶۰، وابن ماجه، ح: ۵۰۹.

۱۷۲- جناب سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں، اور آپ نے اپنے موزوں پر مسح بھی کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے دیکھا ہے کہ آج آپ نے ایک ایسا کام کیا ہے جو پہلے نہ کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے جان بوجھ کر ایسے کیا ہے۔“

🌞 توضیح: تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ایک وضو سے متعدد نمازیں نہیں پڑھی جاسکتیں۔

(المعجم ۶۶) - باب تَفْرِيقِ الْوُضُوءِ (التحفة ۶۷)

۱۷۳- جناب قتادہ بن دعامہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں آیا وہ وضو کر چکا تھا، مگر اس نے اپنے پاؤں پر ناخن بھر جگہ (خشک) چھوڑ دی تھی (دھوئی نہ تھی) تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو۔“

۱۷۳- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ قَتَادَةَ بْنَ دِعَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ تَوَضَّأَ وَتَرَكَ عَلَى قَدَمِهِ مِثْلَ مَوْضِعِ الظُّفْرِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ».

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث جریر بن حازم سے معروف نہیں ہے۔ اسے اکیلے ابن وہب ہی نے بیان کیا ہے اور یہ روایت بہ سند معتقل بن عبید اللہ جزری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مذکورہ بالا کی مانند مروی ہے کہ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ وَلَمْ يَرَوْهُ إِلَّا ابْنُ وَهْبٍ وَحْدَهُ. وَقَدْ رَوَى عَنْ مَعْقِلِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ

۱۷۲- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب جواز الصلوات كلها بوضوء واحد، ح: ۲۷۷ من حديث يحيى القطان به.

۱۷۳- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب من توضأ فترك موضعاً لم يصبه الماء، ح: ۶۶۵ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۴.

۱- کتاب الطہارۃ

جابر، عن عَمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ قَالَ: "وَأَمَّا جَابِرٌ فَأَخْبَسَ وَضُوءًا".
 نبی ﷺ نے فرمایا: "واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو۔"

۱۷۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ وَحُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى قَتَادَةَ.
 ۱۷۴- جناب حسن بصری نے بھی نبی ﷺ سے قتادہ کی روایت کے ہم معنی بیان کیا ہے۔

۱۷۵- حَدَّثَنَا حَبِوَةُ بْنُ شَرِيحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ بَجِيرٍ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَصْلِي وَفِي ظَهْرِ قَدَمِهِ لُمْعَةٌ قَدَرُ الذَّرْهِمِ لَمْ يُصْبِحْهَا الْمَاءُ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ.
 ۱۷۵- خالد (ابن معدان) ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جبکہ اس کے پاؤں میں درہم برابر جگہ خشک رہ گئی تھی اسے پانی نہیں پہنچا تھا تو نبی ﷺ نے اسے وضو اور نماز کے اعادے کا حکم دیا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ وضو میں تسلسل لازم ہے۔ ② اگر کوئی شخص تسلسل قائم نہ رکھے اور کچھ اعضا دھو کر اٹھ جائے حتیٰ کہ پہلے والے اعضا خشک ہو جائیں تو اسے وضو دوبارہ کرنا چاہیے۔ ③ معمولی جگہ بھی خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا اور پھر نماز بھی نہ ہوگی۔

(المعجم ۶۷) - بَابُ: إِذَا شَكَّ فِي الْحَدِيثِ (التحفة ۶۸)
 باب: ۶۷- اگر بے وضو ہونے میں شک ہو تو.....؟

۱۷۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلْفٍ قَالَا: حَدَّثَنَا اسْتَفْيَانُ بْنُ الزَّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَبَادِ بْنِ تُوَيْمٍ، عَنْ عَمْرِو قَالَ: شَكَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يَجِدُ الشَّيْءَ
 ۱۷۶- جناب عباد بن تمیم اپنے چچا (حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ سے شکایت کی گئی کہ ایک شخص دوران نماز میں (پہیٹ میں) کچھ (حرکت) محسوس کرتا ہے اور اسے خیال آتا ہے (کہ شاید ہوا نکلی ہے) تو آپ نے فرمایا: "نماز چھوڑ کر نہ"

۱۷۴- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۸۳/۱ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۱۷۵- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/۲۴۴ من حديث بقیة به، وصرح بالسماع عنده، وللمحدث شواهد.

۱۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن، ح: ۱۳۷، ومسلم، الحيض، باب الدليل على أن من يقن الطهارة ثم شك... الخ، ح: ۳۶۱ من حديث سفيان بن عيينة به.

۱- کتاب الطہارۃ

فِي الصَّلَاةِ حَتَّى يُخَيَّلَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: «لَا يَنْقُتِلُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا».

جائے حتی کہ (ہوا نکلنے کی) آواز سنے یا بوحسوس کرے۔“

۱۷۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَوَجَدَ حَرَكَةً فِي دُبُرِهِ أَخَذَتْ أَوْ لَمْ يُخَذِثْ فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ فَلَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا».

۱۷۷- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو اور اپنی دبر میں کوئی حرکت محسوس کرے آیا ہوا خارج ہوئی ہے یا نہیں اور اسے شبہ ہو گیا ہو تو نماز چھوڑ کر نہ جائے حتی کہ آواز سنے یا بوحسوس کرے۔“

🌞 فائدہ: جب طہارت کا یقین ہو اور وضو ٹوٹنے کا محض شبہ ہو تو نمازی کو چاہیے کہ اپنے یقین پر عمل کرے۔ اور ویسے بھی مسلمان کو شبہات کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے بلکہ شبہات سے بچنا چاہیے۔ اسی لیے فقہ کا قاعدہ ہے کہ یقین شک سے رازل نہیں ہوتا۔ (الاشاہد والنظار)

(المعجم ۶۸) - باب الوُضوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ (التحفة ۶۹)

باب: ۶۸- بوسہ لینے سے وضو کا مسئلہ.....؟

۱۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي رَوْقٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبَّلَهَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۱۷۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (ایک بار) ان کا بوسہ لیا اور وضو نہیں کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُرْسَلٌ، وَإِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے (یعنی ابراہیم تمیمی اور حضرت عائشہ کے مابین راوی

۱۷۷- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب الدلیل علی أن من یقن الطہارۃ ثم شک . . . الخ، ح: ۳۶۲ من حدیث سہیل بن ابی صالح بہ.

۱۷۸- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الطہارۃ، باب ترك الوضوء من القبلة، ح: ۱۷۰ من حدیث یحیی بن سعید القطان بہ، وللحدیث شواہد، انظر نصب الراية: ۱/ ۷۱، ۷۶، وسنن الدارقطني: ۱/ ۱۳۶.

شَيْئًا. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ
الْفَرَبَائِيُّ وَغَيْرُهُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمَاتَ
إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ وَلَمْ يَبْلُغْ أَرْبَعِينَ سَنَةً،
وَكَانَ يُكْنَى أَبَا أَسْمَاءَ.

محذوف ہے) اور ابراہیمؑ بھی نے حضرت عائشہؓ سے
کچھ سنا نہیں ہے اور فریابی وغیرہ نے ایسے ہی (غیر
موصول) بیان کیا ہے اور امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ ابراہیم
بھی چالیس سال کے نہیں ہوئے تھے کہ وفات پا گئے۔
ان کی کنیت ابواسماء تھی۔

۱۷۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ
عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ قَبَّلَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى
الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. قَالَ عُرْوَةُ: فَقُلْتُ
لَهَا: مَنْ هِيَ إِلَّا أَنْتِ فَصَحَحْتُ.

۱۷۹- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی
ﷺ نے (ایک بار) اپنی کسی بیوی کا بوسہ لیا اور نماز کے
لیے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا۔ عروہ بن زبیر کہتے
ہیں (یہ حضرت عائشہؓ کے بھانجے تھے) میں نے کہا:
یہ آپ ہی ہوں گی تو وہ ہنس دیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رَوَاهُ زَائِدَةُ
وَعَبْدُ الْحَمِيدِ الْجَمَانِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ
الْأَعْمَشِ.

امام ابو داؤدؒ کہتے ہیں: زائدہ اور عبد الحمید جمانی نے
سلیمان اعمش سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

۱۸۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَخْلَدٍ
الطَّلَقَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَعْرَاءَ
قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا
أَصْحَابُ لَنَا عَنْ عُرْوَةَ الْمُزْنِيَّ عَنْ عَائِشَةَ
بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۱۸۰- ابراہیم بن مخلد کی سند سے اعمش سے منقول
ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھیوں نے عروہ مزنی سے
روایت کیا وہ حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث روایت
کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ
الْقَطَّانُ لِرَجُلٍ: اخْلِكَ عَنِّي أَنْ هَذَيْنِ -
يَعْنِي حَدِيثَ الْأَعْمَشِ هَذَا عَنْ حَبِيبٍ

امام ابو داؤدؒ نے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید القطان
نے ایک شخص سے کہا: میری طرف سے یہ بات بیان کرو کہ
اعمش کی حدیث سے یہ روایت اور اسی سند سے مسئلہ استحاضہ

۱۷۹- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في ترك الوضوء من القبلة، ح: ۸۶، وابن ماجه،
ح: ۵۰۲ من حديث وكيع به، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق.

۱۸۰- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱/ ۱۲۶ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين السابقين.

وَحَدِيثُهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ: والی روایت جس میں ہے کہ استحاضہ والی عورت ہر نماز کے لیے وضو کرے۔ یحییٰ نے کہا میری طرف سے یہ بیان کرو کہ یہ دونوں حدیثیں نہ ہونے کے برابر (یعنی ضعیف) ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى عَنْ الثَّوْرِيِّ قَالَ: مَا حَدَّثَنَا حَبِيبٌ إِلَّا عَنْ عُرْوَةَ الْمُزَنِيِّ - يَنْعِي لَمْ يُحَدِّثْنَاهُمْ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ بِشَيْءٍ. امام ابو داود و ترمذی کہتے ہیں کہ سفیان ثوری سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہمیں حبیب نے جو روایات بیان کی ہیں وہ سب عروہ مزنی ہی سے روایت ہوئی ہیں عروہ بن زبیر سے کچھ بیان نہیں کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ رَوَى حَمْرَةُ الزِّيَّاتُ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ حَدِيثًا صَحِيحًا. امام ابو داود و ترمذی کہتے ہیں کہ حمزہ زیات نے حبیب سے اس نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور یہ سند صحیح ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① شوہر اگر اپنی بیوی کا بوسہ لے تو اس سے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑتا بشرطیکہ اس سے مذی کا اخراج نہ ہو۔ سورہ نساء کی آیت: ۴۳ اور سورہ مائدہ کی آیت: ۶ میں ﴿وَأَوْ لَا مَسْتَمُ السَّنَاءِ...﴾ "اگر تم نے عورتوں کو چھوا ہو تو..." سے مراد مباشرت ہے۔ ② امام ابو داود و ترمذی نے مختلف اسانید سے اس اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے اور صراحت کرانے والے ان کے اپنے بھانجے عروہ بن زبیر ہی ہیں۔ دوسرے راوی عروہ مزنی ان سے یہ صراحت کروائیں از حد محال ہے۔ ③ اس قسم کے جملے اور باتیں جو جناب عروہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مابین نقل ہوئی ہیں عزیزوں میں حدادب کے اندر مباح اور جائز ہیں اور چونکہ یہ شرعی مسائل ہیں اس لیے ان کا نقل کیا جانا کوئی بری بات نہیں۔

(المعجم ۶۹) - باب الْوُضُوءِ مِنْ مَسٍّ

باب: ۶۹- شرمگاہ کو چھونے سے وضو

الذِّكْرِ (التحفة ۷۰)

۱۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَذَكَّرْنَا مَا يَكُونُ مِنْهُ الْوُضُوءُ، ۱۸۱- جناب عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں مروان بن حکم کے پاس گیا وہاں یہ موضوع چھڑ گیا کہ کس کس چیز سے وضو لازم آتا ہے؟ مروان نے کہا کہ شرمگاہ کو چھونے سے بھی..... (وضو لازم آتا ہے؟) عروہ کہتے

۱۸۱- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الوضوء من مس الذكر، ح: ۱۶۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية يحيى) ۴۲/۱: (ورواية القعني، ص: ۵۰)، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱۵۱/۱، ح: ۲۵ بقوله: "رواه الأربعة بإسناد ثابت لا مطعن فيه".

 **مسئلہ:** زیر نظر مسئلہ میں شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کی دونوں احادیث وارد ہیں اور دونوں ہی صحیح ہیں۔ محدثین ان کے مابین تطبیق یہ دیتے ہیں کہ اگر براہ راست بغیر کسی حائل کے ہاتھ لگے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن درمیان میں کپڑا ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ یا اگر شہوانی جذبات کے تحت ہاتھ لگایا ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اس کے بغیر ہو تو نہیں ٹوٹتا۔ کچھ محدثین کے نزدیک زیر نظر حدیث (بسرہ بنت صفوان) دوسری حدیث (طلق) کی ناسخ ہے۔ خیال رہے کہ عورتوں کے لیے بھی یہی مسئلہ ہے۔

۱۸۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَلَا زِمُ بْنُ عَمْرِو الْحَبَقِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَذْرِ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ كَانَتْهُ بَدَوِيٌّ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا تَرَى فِي مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ بَعْدَمَا يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ ﷺ: «هَلْ هُوَ إِلَّا مُضَغَةٌ مِنْهُ أَوْ بَضْعَةٌ مِنْهُ».

۱۸۲- جناب قیس بن طلق اپنے والد (طلق بن حنیف) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک آدمی آیا وہ بظاہر بدوی (دیہاتی) تھا کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس نے وضو کے بعد اپنے ذکر کو ہاتھ لگایا ہو؟ تو آپ ﷺ فرمایا: ”یہ اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے!“

امام ابو داود و ترمذی کہتے ہیں کہ اس روایت کو ہشام بن حسان، سفیان ثوری، شعبہ، ابن عیینہ اور جریر رازی نے محمد بن جابر سے انہوں نے قیس بن طلحہ سے روایت کیا ہے۔

١٨٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في ترك الوضوء من مس الذكر، ح: ٨٥ من حديث ملازم بن عمرو به، وحقق ابن حبان وغيره بأنه حديث منسوخ.

عن قیس بن طلحہ .

۱۸۳- محمد بن جابر..... قیس بن طلحہ سے وہ اپنے والد سے اسی سند سے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ ”دوران نماز میں“ (اگر کوئی ہاتھ لگائے تو فرمایا کہ یہ اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہی ہے۔)

باب: ۷۱- اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو

۱۸۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَقَالَ: فِي الصَّلَاةِ.

(المعجم ۷۱) - باب الوضوء من لحوم الإبل (التحفة ۷۲)

۱۸۴- سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: آیا اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو لازم آتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس سے وضو کیا کرو۔“ سوال کیا گیا کہ بکری کے گوشت سے؟ آپ نے فرمایا: ”اس سے وضو نہ کرو۔“ اور سوال ہوا کہ کیا اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھیں؟ فرمایا: ”اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھا کرو۔ بیشک یہ شیطانوں میں سے ہیں۔“ اور پوچھا گیا کہ بکریوں کے باڑے میں نماز (پڑھیں یا نہ؟) آپ نے فرمایا: ”اس میں نماز پڑھ لیا کرو۔ بیشک یہ مبارک ہیں۔“

۱۸۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ لَحُومِ الْإِبِلِ، فَقَالَ: «تَوَضَّؤُوا مِنْهَا» وَسُئِلَ عَنْ لَحُومِ الْغَنَمِ، فَقَالَ: «لَا تَوَضَّؤُوا مِنْهَا». وَسُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ، فَقَالَ: «لَا تَصَلُّوا فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ فَإِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِينِ». وَسُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، فَقَالَ: «صَلُّوا فِيهَا فَإِنَّهَا بَرَكَةٌ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اونٹ حلال جانور ہے مگر اس کا گوشت کھانے سے وضو کرنا رسول اللہ ﷺ کا فرمان مقدس ہے۔ اس میں کیا حکمت یا کیا علت ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمارے لیے تو اللہ عز و جل کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا أَنْتُمْ بِالرُّسُولِ فَخُذُوهُ وَمَنْهُنَّكُمْ عَنْهُ فَأَنْتَهُمْ﴾ (الحشر آیت: ۷) ”رسول جو تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے روک دے اس سے رک جاؤ۔“ ② بکریاں پالنا باعث برکت ہے۔

۱۸۳- [تخریج: أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرخصة في ذلك، ح: ۴۸۳ من حديث محمد بن جابر به، وهو ضعيف جدًا، والحديث السابق شاهد له.]

۱۸۴- [تخریج: أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء من لحوم الإبل، ح: ۸۱، وابن ماجه، ح: ۴۹۴ من حديث أبي معاوية الضرير به * الأعمش صرح بالسماح، وللحديث شاهد عند مسلم، ح: ۳۶۰.]

(المعجم ۷۲) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ
اللَّحْمِ النَّبِيِّ وَغَسْلِهِ (التحفة ۷۳)

باب: ۷۲- کچے گوشت کو ہاتھ لگانے سے
وضو یا ہاتھ دھونے کا مسئلہ

۱۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ
وَأَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيَّ وَعَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ
الْجُمُصِيُّ الْمَعْنَى قَالُوا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ
مُعَاوِيَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ مَيْمُونٍ
الْجُهَنِيُّ عَنْ عَطَاءٍ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، قَالَ
هَلَالٌ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَقَالَ
أَيُّوبُ وَعَمْرُو: وَأَرَاهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِغُلَامٍ يَسْلُخُ شَاةً، فَقَالَ لَهُ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَسَعَّ حَتَّى أُرِيكَ»،
فَادْخَلَ يَدَهُ بَيْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ فَدَحَسَ بِهَا
حَتَّى تَوَارَتْ إِلَى الْإِبْطِ، ثُمَّ مَضَى فَصَلَّى
لِلنَّاسِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. زَادَ عَمْرُو فِي حَدِيثِهِ:
يَغْنِي لَمْ يَمَسَّ مَاءً وَقَالَ: عَنْ هِلَالِ بْنِ
مَيْمُونٍ الرَّمْلِيِّ.

۱۸۵- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی
ﷺ ایک غلام کے پاس سے گزرے وہ ایک کبری کی
کھال اتار رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:
”ایک طرف ہو جاؤ میں تمہیں دکھلاؤں۔“ (سکھلاؤں
کہ کھال کیسے اتاری جاتی ہے) چنانچہ آپ نے اپنا ہاتھ
کھال اور گوشت کے درمیان داخل کر دیا اور اسے
دھنسیا حتیٰ کہ بغل تک چھپ گیا، پھر آپ تشریف لے
گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور وضو نہیں فرمایا۔ جناب
عمرو بن عثمان نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے یعنی
پانی کو نہیں چھوا اور (ہلال بن میمون جہنی کے بجائے)
ہلال بن میمون ”رملی“ کہا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ
زِيَادٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ
عَطَاءٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا، لَمْ يَذْكُرَا
أَبَا سَعِيدٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث کو عبد الواحد بن
زیاد اور ابو معاویہ نے ہلال سے اس نے عطاء سے اس
نے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا، ان دونوں (عبد الواحد
اور ابو معاویہ) نے ابو سعید کا ذکر نہیں کیا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے ”معلم“ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ کی تعلیم کا ایک پہلو یہ بھی
تھا جو آپ پر مذکور ہوا کہ کام کو عمدہ اور خوبصورت انداز میں سرانجام دیا جائے۔ ② جہلی کی چکنائٹ اور گوشت کی خاص
مہک اور اس کا فحش لگنے سے طہارت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ③ انسان کو بہت زیادہ نفیس اور تازک مزاج بھی نہیں

۱۸۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الذهايح، باب السليخ، ح: ۳۱۷۹ من حديث مروان بن معاوية
به، وتابعه ثور بن يزيد.

بن جانا چاہیے کہ اس قسم کے کاموں سے اہتمام غسل یا کپڑے تبدیل کرنا پڑیں۔ چاہیے کہ معمولات زندگی میں تکلفات کی بجائے سادگی کو اختیار کیا جائے۔

(المعجم ۷۳) - باب تَرَكِ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الْمَيْتَةِ (التحفة ۷۴)

۱۸۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَغْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِالسُّوقِ دَاخِلًا مِنْ بَعْضِ الْعَالِيَةِ وَالنَّاسُ كَفَّتِيهِ، فَمَرَّ بِجَذِي أَسْكَ مَيِّتٍ فَنَاقَلَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِهِ ثُمَّ قَالَ: «أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ هَذَا لَهُ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۱۸۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک بار) بازار سے گزرے آپ عوالی مدینہ (بالائے مدینہ) کی جانب سے تشریف لائے تھے اور کچھ دوسرے لوگ بھی آپ کی جلو میں دائیں بائیں تھے۔ آپ کا گزر بکری کے ایک چھوٹے کان والے مردہ بچے کے پاس سے ہوا۔ آپ نے اسے اس کے کان سے پکڑا اور فرمایا: ”تم میں سے کس کا جی چاہتا ہے کہ یہ قبول کر لے.....“ اور راوی نے حدیث بیان کی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم میں یہ حدیث مکمل اس طرح ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کون چاہتا ہے کہ اس کو ایک درہم کے عوض لے؟ صحابہ نے کہا: ہم تو اسے نہیں لینا چاہتے اور اس کا ہم کریں گے بھی کیا؟ فرمایا: کیا تم اسے بلا قیمت لینا پسند کرتے ہو؟ کہنے لگے: قسم اللہ کی! اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو عیب دار تھا اس کے کان ہی چھوٹے چھوٹے ہیں اور اب تو یہ دیسے ہی مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: قسم اللہ کی! دنیا اللہ کے ہاں اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا تم اس کو حقیر جان رہے ہو۔“ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۹۵۷) ② رسول اللہ ﷺ موقع بموقع پیش آمدہ حقائق کو تمثیلات سے سمجھاتے تھے اور اس واقعہ میں دنیا کی حقیقت کو نکھار دیا گیا ہے۔ داعی حضرات اور اساتذہ کو زندگی میں پیش آمدہ امور سے واقعاتی مثالیں پیش کرنی چاہئیں۔ ③ مردار کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (محدثین کی فقہات قابل داد ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ)

(المعجم ۷۴) - باب: فِي تَرَكِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ (التحفة ۷۵)

باب: ۷۴- آگ پر پکی چیز کے استعمال سے وضو نہ کرنے کا بیان

۱۸۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

۱۸۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

۱۸۶- تخریج: أخرجه مسلم، الزهد، باب: ”الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر“ ح: ۲۹۵۷ عن عبدالله بن مسلمة القعني به.

۱۸۷- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ح: ۳۵۴ عن عبدالله بن مسلمة

۱- کتاب الطہارۃ

قال: حدثنا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكَلَ كَيْفَ شَاءَ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) بکری کا گوشت تناول فرمایا اور وہ سستی (شانے) کا گوشت تھا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

☀️ فائدہ: اس مسئلے کا پس منظر یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں آگ پر پکی چیز استعمال کرنے سے وضو کرنے کا حکم تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا، مگر کچھ لوگوں کو منسوخ ہونے کا علم نہ ہوسکا اور وہ بدستور وضو کرنے کے قائل رہے۔

۱۸۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ أَبِي صَخْرَةَ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: ضِيفْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَمَرَ بِجَنْبِ فُسُوَيٍّ وَأَخَذَ الشُّفْرَةَ فَجَعَلَ يَحُزُّ لِي بِهَا مِنْهُ. قَالَ: فَجَاءَ بِلَالٌ فَأَذَنَهُ بِالصَّلَاةِ. قَالَ: فَأَلْقَى الشُّفْرَةَ وَقَالَ: «مَا لَهُ تَرَبُّثٌ يَدَاهُ»، وَقَامَ يُصَلِّي. زَادَ الْأَنْبَارِيُّ: وَكَانَ شَارِبِي وَفَاءً فَقَصَّصَهُ لِي عَلَى سِوَاكِ، أَوْ قَالَ: «أَقْصَصَهُ لَكَ عَلَى سِوَاكِ».

۱۸۸- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہوا آپ نے (بکری کے) پہلو کے بارے میں فرمایا تو وہ بھونا گیا۔ آپ نے چھری لی اور اس سے میرے لیے کاٹنے لگے۔ (اس اثنا میں) بلال رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کو نماز کی خبر دی تو آپ نے چھری رکھ دی اور فرمایا: ”اسے کیا ہوا ہے“ خاک آلود ہوں اس کے ہاتھ!“ اور نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ انباری نے مزید بیان کیا اور کہا کہ میری (مغیرہ کی) مونچھیں لمبی تھیں تو آپ نے مسواک رکھ کے اوپر سے کاٹ دیں یا یوں کہا: ”مسواک رکھ کر کاٹے دیتا ہوں۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو لازم نہیں آتا بلکہ یہ حکم منسوخ ہے۔ ② اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کی صحابہ کرام سے الفت کا بیان ہے۔ ③ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لیے آپ نے جو کلمہ استعمال فرمایا وہ عام ساجملہ تھا بدو عام مقصود نہ تھی۔ ④ امام بخاری رحمہ اللہ کا اس سے استدلال یہ ہے کہ مقرر شدہ امام کو کھانے کی بنا پر تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ ⑤ مونچھیں چھوٹی ہونی چاہئیں اور بڑے کو حق حاصل ہے کہ اپنے عزیز کی بڑھی ہوئی مونچھیں کتر دے۔

«الفقہی، والبخاری، الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق، ح: ۲۰۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۵/۱ (والقنبي)، ص: ۹۰».

۱۸۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الذ. بمذي في الشمانل، ح: ۱۶۵ (بتحقيقي) من حديث وكيعة به.

۱۸۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَيْفَا ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِمِصْحٍ كَانَ تَحْتَهُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى.

۱۸۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے دستی کا گوشت تناول فرمایا اور اپنے ہاتھ نیچے کچھی دری (یا ٹاٹ) سے صاف کیے پھر نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔

☀️ فائدہ: شاید وہ کپڑا یا دری ہی اس قسم کی ہوگی کہ اس سے ہاتھ صاف کیا جاسکتا تھا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ گوشت وغیرہ کھانے کے بعد کلی کرنا اور پانی سے ہاتھ دھونا بھی ضروری نہیں بلکہ صرف کپڑے اور تولیے سے صاف کر لینا بھی درست ہے۔ اسی طرح ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کر لینا بھی کافی ہے۔

۱۹۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمِرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ يَعْمَرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَنْتَهَشَ مِنْ كَيْفٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۱۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے دستی کا گوشت دانتوں سے نوح کر کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

☀️ فائدہ: دانتوں سے نوح کر کھانا سنت ہے اور لذت کا باعث بھی۔

۱۹۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْخَثْعَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: قَرَأْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُبْرًا وَلَحْمًا فَأَكَلَ ثُمَّ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ بِهِ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ طَعَامِهِ فَأَكَلَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ

۱۹۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں روٹی اور گوشت پیش کیا تو آپ نے تناول فرمایا، پھر پانی منگوا یا اور اس سے وضو کیا، پھر ظہر کی نماز پڑھی، پھر باقی ماندہ کھانا منگوا یا اور کھایا اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور وضو نہیں کیا۔

۱۸۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرخصة في ذلك، ح: ٤٨٨ من حديث أبي الأحوص به * سمالك عن عكرمة ضعيف، ولأصل الحديث شواهد.

۱۹۰- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۷۹/۱ من حديث همام به، وله شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ۳۳۴۰، ومسلم، ح: ۱۹۴، وغيرهما.

۱۹۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۲۲/۳ من حديث ابن جريج به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۲۱۸.

۱- کتاب الطہارۃ - وَلَمْ يَتَوَضَّأْ . وضو کے احکام و مسائل .

۱۹۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ نے آگ پر پکی چیزوں کے استعمال سے وضو کرنا چھوڑ دیا تھا۔

۱۹۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ سَهْلٍ أَبُو عِمْرَانَ الرَّمْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّدِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَ النَّارُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا اخْتِصَارٌ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ.

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ روایت پہلی حدیث کا اختصار ہے۔

۱۹۳- عبید بن ثمامہ مرادی نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ جو کہ اصحاب رسول میں سے تھے ہمارے ہاں مصر میں تشریف لائے۔ میں نے انہیں وہاں مسجد میں حدیث بیان کرتے سنا کہہ رہے تھے کہ مجھے یاد ہے کہ میں ایک شخص کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مجلس میں سا تو اس فرد تھا یا چھٹا تھا کہ بلال آئے انہوں نے نبی ﷺ کو نماز کی اطلاع دی تو ہم نکلے اور ایک شخص کے پاس سے گزرے اس کی ہنڈیا آگ پر رکھی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”کیا تمہاری ہنڈیا تیار ہو گئی ہے؟“ اس نے کہا جی ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان! تو آپ نے اس سے گوشت کی ایک بوٹی لی اور کھاتے ہوئے چلے گئے حتیٰ کہ نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہی

۱۹۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي كَرِيمَةَ قَالَ، ابْنُ السَّرْحِ: ابْنُ أَبِي كَرِيمَةَ مِنْ خِيَارِ الْمُسْلِمِينَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُيَيْدُ بْنُ ثُمَامَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا مِصْرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ فِي مَسْجِدِ مِصْرَ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ أَوْ سَادِسَ سِتَّةٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي دَارِ رَجُلٍ، فَمَرَّ بِلَالٌ، فَتَنَادَاهُ بِالصَّلَاةِ، فَخَرَجْنَا فَمَرَرْنَا بِرَجُلٍ وَبُرْمَتُهُ عَلَى النَّارِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَطَابَتْ

۱۹۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ترك الوضوء مما غيرت النار، ح: ۱۸۵ من حديث علي بن عباس به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۳، وذكر الشافعي له علة - إن صححت - فالحديث حسن .

۱۹۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدولابي في الكنى: ۱۶۳/۲ من حديث أحمد بن عمرو بن السرح به * ابن ثمامة مستور كما قال أبو سعيد بن يونس المصري .

۱۔ کتاب الطہارۃ۔ وضو کے احکام و مسائل

بُرْمَتَكَ؟» قَالَ: نَعَمْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، اور میں آپ کو دیکھ رہا تھا۔
فَتَنَازَلَ مِنْهَا بَضْعَةً، فَلَمْ يَزَلْ يَلْعَلُهَا حَتَّى
أَحْرَمَ بِالصَّلَاةِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ.

(المعجم ۷۵) - باب التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ
(التحفة ۷۶)

۱۹۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا
يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ
حَفْصٍ عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْوُضُوءُ مِمَّا
أَنْضَجَتِ النَّارُ».

۱۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”جو چیز آگ سے پکی ہو (اس کے
استعمال سے) وضو لازم ہے۔“

☀️ فائدہ: آگ پر پکی چیزوں سے وضو ابتدائے اسلام کا حکم تھا جو کہ منسوخ ہو گیا جیسے کہ اوپر کی حدیث میں مذکور ہے۔

۱۹۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ:
حَدَّثَنَا أَبَانٌ عَنْ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ،
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا سُوْفْيَانَ بْنَ سَعِيدٍ
الْمُغِيرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ
فَسَقَتْهُ قَدَحًا مِنْ سَوِيْقٍ، فَدَعَا بِمَاءٍ
فَمَضْمَضَ. قَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي! أَلَا
تَوَضَّأُ، إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا
غَيَّرَتِ النَّارُ، أَوْ قَالَ: مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

۱۹۵- جناب ابوسفیان بن سعید بن مغیرہ بیان
کرتے ہیں کہ وہ (اپنی خالہ ام المومنین) حضرت ام حبیبہ
رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے پس انہوں نے ان کو ستوکا ایک پیالہ
پلایا تو انہوں نے (یعنی ابوسفیان نے) پانی مانگا اور کھلی
کی تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں بھانجے! کیا وضو
نہیں کرو گے؟ بے شک نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ”جس
چیز کو آگ نے بدل دیا ہو اس سے وضو کرو۔“ یا فرمایا:
”جس چیز کو آگ پہنچی ہو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ
يَا ابْنَ أُخْتِي!.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زہری کی روایت میں
(بھانجے کی بجائے) بھتیجی کا لفظ آیا ہے۔

۱۹۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴۵۸/۲ من حديث شعبة به.

۱۹۵- تخریج: [صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الوضوء مما غيرت النار، ح: ۱۸۰ من حديث أبي سلمة
ابن عبد الرحمن به.

(المعجم ۷۶) - باب الوُضوءِ مِنَ اللَّبَنِ (التحفة ۷۷)

باب: ۷۶- دودھ پی کر وضو کرنے کا مسئلہ

۱۹۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ لَهُ دَسْمًا».

۱۹۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے (ایک بار) دودھ نوش فرمایا پھر پانی طلب کیا اور کلی کی اور فرمایا: ”اس میں چکنائی ہوتی ہے۔“

فائدہ: اس قسم کے ماکولات و مشروبات سے جن میں چکنائی ہو کلی کر لینا اولیٰ و افضل ہے تاکہ نماز کے دوران میں منہ خوب صاف رہے۔ آنے والی حدیث میں اس کی رخصت کا بیان ہے۔

(المعجم ۷۷) - باب الرُّخَصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ۷۸)

باب: ۷۷- اس سے کلی نہ کرنے کی رخصت

۱۹۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ الْحُبَابِ، عَنْ مُطِيعِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ تَوْبَةَ الْعَبْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَلَمْ يَمْضِضْ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَصَلَّى. قَالَ زَيْدٌ: ذَلَنِي شُعْبَةُ عَلَى هَذَا الشَّيْخِ.

۱۹۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا مگر (اس کے بعد) کلی کی نہ وضو کیا اور نماز پڑھ لی۔ زید (بن حباب) کہتے ہیں کہ شعبہ نے مجھے اس شیخ (مطیع بن راشد) کی راہ نمائی کی تھی (کہ اس سے حدیث حاصل کروں۔)

فائدہ: دودھ پی کر کلی کر لینا مستحب اور افضل ہے نہ بھی کرے تو جائز ہے۔

(المعجم ۷۸) - باب الوُضوءِ مِنَ الدَّمِ (التحفة ۷۹)

باب: ۷۸- خون نکلنے سے وضو کا مسئلہ.....؟

۱۹۶- تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: هل يَمْضِضُ مِنَ اللَّيْنِ؟، ح: ۲۱۱، ومسلم، الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ح: ۳۵۸ عن قتيبة به.

۱۹۷- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱/ ۱۶۰ من حديث أبي داود به، وحسنه الحافظ في فتح الباري: ۱/ ۳۱۳.

۱۹۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نکلے..... یعنی غزوہ ذات الرقاع میں..... تو کسی مسلمان نے شرکین میں سے کسی کی بیوی کو قتل کر دیا تو اس مشرک نے قسم کھائی کہ میں اصحاب محمد میں خون بہا کر رہوں گا۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کے قدموں کے نشانات کی پیروی کرنے لگا۔ ادھر نبی ﷺ نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا اور فرمایا: ”کون ہمارا پہرہ دے گا؟“ تو اس کام کے لیے ایک مہاجر اور ایک انصاری اٹھے۔ آپ نے ان سے فرمایا: ”تم دونوں اس گھائی کے دہانے پر کھڑے رہو۔“ جب وہ دونوں اس کے دہانے کی طرف نکلے (تو انہوں نے طے کیا کہ باری باری پہرہ دیں گے) چنانچہ مہاجر لیٹ گیا اور انصاری کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا (اور پہرہ بھی دیتا رہا)۔ ادھر سے وہ مشرک بھی آ گیا۔ جب اس نے ان کا سراپا دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ اس قوم کا پیروں کا ہے چنانچہ اس نے ایک تیر مارا اور اس کے اندر تول دیا۔ اس (انصاری) نے وہ تیر (اپنے جسم سے) نکال دیا (اور نماز میں مشغول رہا) حتیٰ کہ اس نے تین تیر مارے۔ پھر اس نے رکوع اور سجدہ کیا۔ ادھر اس کا (مہاجر) ساتھی بھی جاگ گیا۔ اس (مشرک) کو جب محسوس ہوا کہ ان لوگوں نے اس کو جان لیا ہے تو بھاگ نکلا۔ مہاجر نے جب انصاری کو دیکھا کہ وہ لہو لہان ہو رہا ہے تو اس نے کہا: سُبْحَانَ اللَّهِ! تم نے مجھے پہلے تیری ہی پر کیوں نہ جگا دیا؟ اس نے جواب دیا: ”میں ایک سورت پڑھ رہا تھا میرا دل نہ چاہا کہ اسے

۱۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي صَدَقَةُ بْنُ يَسَّارٍ عَنْ عَقِيلِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - يَغْنِي فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَأَصَابَ رَجُلٌ امْرَأَةً رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَحَلَفَ أَنْ لَا أَنْتَهِيَ حَتَّى أَهْرِيْقَ دَمًا فِي أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، فَخَرَجَ يَتَّبِعُ أَثَرَ النَّبِيِّ ﷺ فَتَزَلَّ النَّبِيُّ ﷺ مَنَزِلًا، فَقَالَ: «مَنْ رَجُلٌ يَكْلُونَا؟» فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: «كُونَا بِقَمِ الشَّعْبِ». قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلَانِ إِلَى قَمِ الشَّعْبِ اضْطَجَعَ الْمُهَاجِرِيُّ وَقَامَ الْأَنْصَارِيُّ يُصَلِّي وَأَتَى الرَّجُلُ، فَلَمَّا رَأَى شَخْصَهُ عَرَفَ أَنَّهُ رَيْبَةُ الْقَوْمِ، فَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَوَضَعَهُ فِيهِ فَتَزَعَهُ حَتَّى رَمَاهُ بِثَلَاثَةِ أَشْهُمٍ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ انْتَبَهَ صَاحِبُهُ فَلَمَّا عَرَفَ أَنَّهُمْ قَدْ نَدَرُوا بِهِ هَرَبَ. فَلَمَّا رَأَى الْمُهَاجِرِيُّ مَا بِالْأَنْصَارِيِّ مِنَ الدَّمَاءِ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ! أَلَا أَنْتَهَيْتَنِي أَوَّلَ مَا رَمَى! قَالَ: كُنْتُ فِي سُورَةِ أَقْرَأُهَا فَلَمْ أَحِبَّ أَنْ أَقْطِعَهَا.

۱۹۸- تخریج: [سنادہ حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۴۲ من حديث ابن المبارك به وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۶، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۰۹۳، والحاكم: ۱/ ۱۵۶، ووافقه الذهبي، وعلقه البخاري: ۱/ ۲۸۰ (فتح الباري).

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زخم سے خون بہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ نماز فاسد ہوتی ہے۔ جو لوگ خون کے بہنے سے وضو کے ٹوٹ جانے کے قائل ہیں، وہ ایک تو حیض اور استحاضے کے خون سے اور نکیر کی بابت روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں نکیر پھوٹنے کو بھی ناقض وضو بتلایا گیا ہے۔ حالانکہ حیض یا استحاضے کے خون کی حیثیت عام زخم سے بہنے والے خون سے یکسر مختلف ہے۔ اس لیے کہ ان کے تو احکام ہی مختلف ہیں۔ علاوہ ازیں وہ خون "مَسْبُکٌ" [شرم گا ہوں] سے نکلتا ہے جو بالاتفاق ناقض وضو ہے۔ جب کہ زخموں سے نکلنے والے خون کی یہ حیثیت نہیں۔ اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگوں میں زخمی ہوتے رہے اور اسی حالت میں وہ نمازیں بھی پڑھتے رہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے زخمی صحابہ کو نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ عام زخموں سے نکلنے والا خون ناقض وضو نہیں ہے۔ علاوہ ازیں نکیر سے وضو کرنے والی روایات سے بھی استدلال کیا جاتا ہے، جو کہ سب کی سب ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں: عون المعبود) ② غزوہ ذات الرقاع امام بخاری رحمہ اللہ کی ترتیب کے مطابق خیبر کے بعد ہوا تھا۔ ③ اس کی وجہ تسمیہ ایک تو یہ ہے کہ اس موقع پر مجاہدین نے اپنے پاؤں زخمی ہونے کے باعث پٹیاں باندھی تھیں۔ علاوہ ازیں بھی کچھ وجوہ بیان کی جاتی ہیں۔ ④ جہاد میں بالخصوص اور دیگر مواقع پر بالعموم پہریداری کا انتظام توکل کے خلاف نہیں بلکہ مسنون اور حکمت جنگ کا ایک لازمی حصہ ہے۔ ⑤ مجاہدین اسلام دوران جہاد میں بھی اپنے وقت کو قیمتی اعمال میں صرف کرتے تھے جیسے کہ اس انصاری نے پہریداری کے دوران نماز اور تلاوت قرآن شروع کر دی اور وہ سورت جو یہ مجاہد پڑھ رہا تھا سورہ کہف تھی۔ ⑥ نماز اور قرآن سے محبت ہی صحابہ کرام کا امتیاز و شرف تھا۔

(المعجم ۷۹) - بَابُ: فِي الْوُضُوءِ مِنْ
النَّوْمِ (التحفة ۸۰)

باب: ۷۹- نیند سے وضو

۱۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَغَلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَأَخْرَهَا حَتَّى رَفَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَفَدْنَا ثُمَّ

۱۹۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کسی کام میں مشغول ہو گئے اور نماز (عشاء) میں بہت تاخیر کر دی حتیٰ کہ ہم لوگ مسجد میں سو گئے، پھر جاگے، پھر سو گئے، پھر جاگے، پھر سو گئے، پھر کہیں آپ تشریف لائے اور فرمایا: ”تمہارے علاوہ اور کوئی نماز کا انتظار نہیں کر رہا۔“

١٩٩- تخريج: أخرجه البخاري، المواقيت، باب النوم قبل العشاء لمن غلب، ح: ٥٧٠، ومسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ٦٣٩ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ٢١١٥، وعنه أحمد في مسنده: ٨٨/٢.

۱- کتاب الطہارۃ

اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ:
«لَيْسَ أَحَدٌ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ غَيْرَكُمْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ سونا بیٹھے بیٹھے تھانہ کہ لیٹ کر۔ جیسے کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔
② نماز عشاء امت مسلمہ کا خاصہ ہے، نیز اس کو دوسری نمازوں کی بہ نسبت اول وقت کی بجائے دیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ جیسا کہ آنے والی حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ ③ محض نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا، الا یہ کہ لیٹ کر ہو یا کسی ایسے سہارے سے ہو کہ اعضا ڈھیلے ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ نیند میں بھی آپ کا وضو قائم رہتا تھا۔ درج ذیل احادیث اس کی واضح دلیل ہیں۔

۲۰۰- حَدَّثَنَا شَاذُّ بْنُ قِيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَنْتَظِرُونَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ حَتَّى تَخْفِقَ رُؤُوسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّؤْنَ.

۲۰۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ نماز عشاء کا انتظار کرتے رہتے تھے حتیٰ کہ ان کے سر (نیند کے باعث) جھک جھک جاتے تھے۔ پھر وہ نماز پڑھ لیتے اور (نیا) وضو نہ کرتے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَ فِيهِ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَقَالَ: كُنَّا نَخْفِقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شعبہ کی قنادہ سے روایت میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہمارے سر (نیند کے باعث) جھک جایا کرتے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بِلَفْظٍ آخَرَ.

ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن ابی عروبہ نے قنادہ سے دوسرے الفاظ سے بیان کیا ہے۔

۲۰۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَدَاوُدُ بْنُ شَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: أُقِيمَتْ صَلَاةُ الْعِشَاءِ فَقَامَ رَجُلٌ

۲۰۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نماز عشاء کی اقامت کہی جا چکی تھی کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے کام ہے۔ چنانچہ وہ آپ سے سرگوشیاں کرنے لگا حتیٰ کہ قوم کو بیان میں سے

۲۰۰- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب الدلیل علی أن نوم الجالس لا ینقض الوضوء، ح: ۳۷۶/۱۲۵ من حدیث قتادہ بہ، وصححه الدارقطنی: ۱/۱۳۱.

۲۰۱- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب الدلیل علی أن نوم الجالس لا ینقض الوضوء، ح: ۳۷۶ من حدیث حماد بن سلمة بہ.

۱- کتاب الطہارۃ۔ وضو کے احکام و مسائل

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي حَاجَةً، فَقَامَ كَچھ کو اونگھ آنے لگی۔ اس کے بعد آپ نے نماز پڑھائی
يُنَاجِيهِ حَتَّى نَعَسَ الْقَوْمُ أَوْ بَغَضُ الْقَوْمِ، اور (حضرت انس رضی اللہ عنہ) وضو کرنے کا ذکر نہیں کیا۔
ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ وُضُوءًا.

☀ فائدہ: اقامت اور تکبیر تحریمہ میں کچھ فاصلہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت ہے نہ
امام پر یہ واجب ہے کہ تکبیر کے فوراً بعد اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دے جیسا کہ بعض حضرات کا موقف ہے۔

۲۰۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَهَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ، وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ يَحْيَى، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْجُدُ وَيَتَأَمُّ وَيَنْفُخُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ، فَقُلْتُ لَهُ صَلَّيْتُ وَلَمْ تَتَوَضَّأْ وَقَدْ نِمْتُ؟ فَقَالَ: «إِنَّمَا الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا». زَادَ عُثْمَانُ وَهَنَادُ: «فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ».

۲۰۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے اور (بعض اوقات اس میں) سو جاتے اور خرائے لینے لگتے پھر کھڑے ہوتے اور نماز پڑھنے لگتے اور وضو نہ کرتے۔ میں نے (ایک بار) عرض کیا کہ آپ نے نماز پڑھ لی اور وضو نہیں کیا حالانکہ آپ سو گئے تھے فرمایا: ”وضو اسی پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔“ عثمان اور ہناد نے اضافہ کیا: ”انسان جب لیٹ جاتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: قَوْلُهُ «الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا» هُوَ حَدِيثٌ مُتَكَرِّرٌ لَمْ يَرَوْهُ إِلَّا يَزِيدُ أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ عَنْ قَتَادَةَ. وَرَوَى أَوْلَاهُ جَمَاعَةٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمْ يَذْكُرُوا شَيْئًا مِنْ هَذَا، وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَحْفُوظًا، وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي» وَقَالَ

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں یہ ٹکرا: ”وضو اسی پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔“ منکر ہے۔ اسے صرف یزید ابو خالد الدالانی نے قتادہ سے روایت کیا ہے۔ جبکہ اس روایت کا ابتدائی حصہ ایک جماعت نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے مگر وہ یہ ٹکرا بیان نہیں کرتے اور (عکرمہ) کہتے ہیں کہ نبی ﷺ (دل کی نیند سے) محفوظ تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

۲۰۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء من النوم، ح: ۷۷ عن هناد به، وقال الدارقطني: ۱/ ۱۵۹، ۱۶۰ * تفرد به أبو خالد عن قتادة ولا يصح * أبو خالد الدالاني مدلس وعنعن.

شُعْبَةُ: إِنَّمَا سَمِعَ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ أَرْبَعَةَ أَحَادِيثَ: حَدِيثَ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَحَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ فِي الصَّلَاةِ وَحَدِيثَ «الْقَضَاءُ ثَلَاثَةٌ» وَحَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنِي رِجَالٌ مَرَضِيُونَ مِنْهُمْ عُمَرُ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ.

”میری آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل نہیں سوتا۔“

شعبہ کہتے ہیں قتادہ نے ابوالعالیہ سے چار حدیثیں سنی ہیں (۱) حدیث یونس بن متی۔ (۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث جو نماز کے بارے میں ہے۔ (۳) اور وہ حدیث کہ قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۴) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کہ مجھے معتمد اور پسندیدہ افراد نے حدیث بیان کی ان میں سے ایک عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ قابل اعتماد اور پسندیدہ میرے نزدیک عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَذَكَرْتُ حَدِيثَ يَزِيدَ الدَّالَانِيِّ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، فَأَنْتَهَرَنِي اسْتِغْظَامًا لَهُ، فَقَالَ: مَا لِيَزِيدَ الدَّالَانِيِّ يُدْخِلُ عَلَى أَصْحَابِ قَتَادَةَ، وَلَمْ يَغْبَأْ بِالْحَدِيثِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے یزید دالانی کی حدیث امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے سامنے پیش کی تو انہوں نے مجھ کو اس کی (انتہائی) کمزوری کے باعث ڈانٹ دیا اور کہا کہ یزید دالانی کو کیا ہوا کہ مشائخ قتادہ کی روایات میں (وہ کچھ) داخل کر دیتا ہے (جو ان میں نہیں ہوتا) اور اس حدیث کو انہوں نے کوئی اہمیت نہ دی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① خلاصہ یہ ہے کہ حدیث ”وضو ای پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔“ سند اضعیف ہے مگر معنی و حکم صحیح ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ نیند میں آپ کا دل بیدار رہتا تھا لہذا اگر آپ کا وضو ٹوٹا تو آپ کو ظلم ہو جاتا۔ ③ قتادہ نے جناب ابوالعالیہ سے جو چار حدیثیں سنی ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے: (اول) کسی بندے کو لاکن نہیں کہ کہے کہ میں (یعنی محمد ﷺ) حضرت یونس بن متی رحمہ اللہ سے افضل ہوں۔ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۴۶۶۹) (دوم) حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما نے منع فرمایا ہے کہ نماز فجر کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی جائے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے اور ایسے ہی عصر کے بعد حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۵۸۵) (سوم) قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں ایک جنت میں اور دوسرا جہنم میں جائیں گے۔ جنتی وہ ہے جس نے حق کو جانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ دوسرا وہ ہے جس نے حق کو جانا مگر فیصلے میں ظلم کیا۔ یہ جہنمی ہے اور تیسرا وہ جو برہمائے جہالت فیصلے کرتا ہے یہ بھی جہنمی ہے۔ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۳۵۷۳) (چہارم) حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے بعد نماز سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد بھی حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۵۸۱) ان چاروں حدیثوں میں اس باب کی مذکورہ حدیث نہیں ہے لہذا اس کا سامع عمل نظر ہے۔

۲۰۳۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آنکھیں سرین کا تسمہ ہیں تو جو سو جائے وہ وضو کرے۔“

۲۰۳۔ حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْجَمْعِيُّ فِي آخَرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ عَنْ الْوَضِيِّ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ مَحْفُوظِ بْنِ عُلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَكَاءُ السَّيِّئِ الْعَيْنَانِ، فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ».

باب: ۸۰۔ اگر کوئی گندگی کو روند کر آئے تو.....؟

(المعجم ۸۰) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَطَأُ الْأَذَى بِرِجْلِهِ (التحفة ۸)

۲۰۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم گندگی پر سے چل کر آتے تھے اور وضو نہ کرتے تھے اور نہ (اٹائے نماز میں) اپنے بالوں یا کپڑوں کو سیٹیتے تھے۔

۲۰۴۔ حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ؛ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ وَجَرِيرٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كُنَّا لَا نَتَوَضَّأُ مِنْ مَوْطِيءٍ، وَلَا نَكْفُ شَعْرًا وَلَا نُوْبَا.

☀️ فائدہ: یہ روایت بھی شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے اس میں بیان کردہ باتیں دوسری احادیث سے بھی ثابت ہیں۔

(اس حدیث کی سند میں) ابراہیم بن ابی معاویہ نے یوں کہا ہے: اعمش عن شقیق عن مسروق عن عبداللہ..... (یعنی مسروق کے اضافہ کے ساتھ) نیز یہ بھی کہ یہ سند یا تو اعمش عن شقیق قال قال عبداللہ (بلفظ عن) ہے یا اعمش حَدَّثَ عَنْ شَقِيقٍ (بلفظ

قال إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي مُعَاوِيَةَ: فِيهِ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، أَوْ حَدَّثَهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَقَالَ هَنَادُ عَنْ شَقِيقٍ أَوْ حَدَّثَهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ.

(تصریح تحدیث)

۲۰۳۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء من النوم، ح: ۴۷۷ من حديث بقیة به، وسنده ضعيف ومع ذلك حسنه المنذري وغيره، وللحديث شواهد.

۲۰۴۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب كف الشعر والثوب في الصلوة، ح: ۱۰۴۱ من حديث عبد الله بن إدريس به * شك سليمان الأعمش فيمن حدته، فإسناده معطل.

☀️ فوائد و مسائل: ① انسان اگر گندگی اور نجاست پر سے گزرے اور بعد میں خشک زمین پر چلے اس طرح کہ سب کچھ اتر جائے تو جسم اور کپڑا پاک ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس کا جرم (وجود) باقی رہے تو دھونا ضروری ہوگا۔ چڑے کے موزے اور جوتے کو زمین پر گرگڑنا ہی کافی ہوتا ہے۔ ② اٹھائے نماز میں بالوں اور کپڑوں کو ان کی ہیئت سے سینٹا جائز نہیں۔ زمین پر لگتے ہیں تو لگتے دیں البتہ سر یا کندھے کے کپڑے کو لٹکانا (سدل کرنا) جائز نہیں ہے۔ اسے لپیٹ لینا چاہیے۔

(المعجم ۸۱) - بَابُ: فِيمَنْ يُغْدِثُ فِي بَاب: ۸۱- جو شخص نماز کے دوران میں

بے وضو ہو جائے.....؟

الصَّلَاةُ (التحفة ۸۲)

۲۰۵- حضرت علی بن طلحہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کے دوران میں جو کوئی پھسکی مارے (یعنی بغیر آواز کے اس کے مقصد سے ہوا خارج ہو۔) تو چاہیے کہ وہ (نماز چھوڑ کر) چلا جائے وضو کرے اور نماز دہرائے۔“

۲۰۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ عِيْسَى بْنِ حِطَّانَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا فَسَأَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدِّ الصَّلَاةَ».

بَاب: ۸۲- مذی کا مسئلہ

(المعجم ۸۲) - بَابُ: فِي الْمَذْيِ

(التحفة ۸۳)

۲۰۶- سیدنا علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی۔ میں نے (اس سے) غسل کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ میری کمر (کی کمال بوجھ پانی) پھٹنے لگی تو میں نے یہ مسئلہ نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا یا آپ کو بتایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو مذی

۲۰۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ الْحَذَّاءُ عَنْ الرَّكْنِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ عَلِيِّ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً، فَجَعَلْتُ أَغْتَسِلُ حَتَّى تَشَقَّ ظَهْرِي، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ

۲۰۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ما جاء في كراهية إتيان النساء في أديارهن، ح: ۱۱۶۴، ۱۱۶۶ من حديث عاصم الأحول به وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۰۱، ۲۰۴، ۲۰۳.

۲۰۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الغسل من المني، ح: ۱۹۳ عن قتيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۰، وابن حبان (موارد)، ح: ۲۴۱.

۱- کتاب الطهارة۔ وضو کے احکام و مسائل

لِّلنَّبِيِّ ﷺ، أَوْ ذُكِرَ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَفْعَلْ إِذَا رَأَيْتَ الْمَذْيَ فَاغْتَسِلْ. نماز والا وضو کر لیا کر۔ اور جب تو زور سے پانی نکالے۔
ذَكَرَكَ وَتَوَضَّأَ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، فَإِذَا (یعنی منی نکلے) تو غسل کر۔
فَضَخْتَ الْمَاءَ فَاغْتَسِلْ۔

🌞 فائدہ: منی وہ مادہ ہوتا ہے جو انزال کے وقت (خیزی سے اور اچھل کر) نکلتا ہے۔ اور مذی وہ رطوبت ہوتی ہے جو یوں و کنار یا شدت جذبات کے اثر سے لیس وار شکل میں نکلتی ہے۔ ذی وہ لیس وار پانی ہوتا ہے جو پیشاب سے پہلے یا بعد نکل آتا ہے۔ غسل صرف منی کے نکلنے سے واجب ہے۔ اگر انتہائی کمزوری کے باعث یا کوئی وزن وغیرہ اٹھانے سے یا کسی اور وجہ سے منی نکل آئے اور اس میں ”زور اور اچھل کر نکلنے“ کی کیفیت نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوگا۔

۲۰۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ مَاذَا عَلَيْهِ، فَإِنْ عِنْدِي ابْتَهُ وَأَنَا أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَهُ؟ قَالَ الْمُقَدَّادُ: فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: «إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَنْضَعْ فَرْجَهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ»۔

۲۰۸- حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیجیے کہ ایک شخص جب اپنی اہلیہ کے قریب ہوتا ہے تو اس سے مذی نکلتی ہے تو اس پر کیا لازم ہے (وضو یا غسل)؟ چونکہ میرے گھر میں آپ علیہ السلام کی صاحبزادی ہے اس لیے میں آپ سے دریافت کرنے میں حجاب محسوس کرتا ہوں۔ مقداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی ایسا محسوس کرے تو اپنی شرمگاہ کو دھو لے اور نماز والا وضو کرے۔“

۲۰۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ لِلْمُقَدَّادِ: وَذَكَرَ نَحْوَ هَذَا، قَالَ: فَسَأَلَهُ الْمُقَدَّادُ. ۲۰۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔ کہتے ہیں کہ چنانچہ مقداد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”چاہیے کہ وہ اپنے ذکر اور خُصَّیْن کو دھو لے۔“

۲۰۷- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء من المذي، ح: ۵۰۵، والنسائي، ح: ۴۱، ۱۵۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۴۰/۱، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۳۰۳ وغيره۔
۲۰۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ما ينقض الوضوء وما لا ينقض الوضوء من المذي، ح: ۱۵۳ من حديث هشام بن عروة به وسنده منقطع۔

۱- کتاب الطہارۃ۔

وضو کے احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ: «لَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَأُنْثْيَاهُ».

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ثوری اور ایک جماعت نے بسند [ہشام عن ابیہ (عروۃ) عن مقداد عن علی عن النبی ﷺ] روایت کیا ہے۔

قال أبو داود: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَجَمَاعَةٌ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُقَدَّادِ، عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۲۰۹- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۲۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقُعْنَبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَدِيثٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قُلْتُ لِمُقَدَّادٍ، فَذَكَرَ بِمَعْنَاهُ.

امام ابو داود کہتے ہیں: اس کو مفصل بن فضال ثوری اور ابن عیینہ نے ہشام عن ابیہ عن علی کی سند سے روایت کیا ہے۔

قال أبو داود: رَوَاهُ الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ وَالثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ. وَرَوَاهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُقَدَّادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ أُنْثْيَاهُ.

اور ابن الحنفی نے عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن مقداد عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے اور اس میں خصیتین کے دھونے کا ذکر نہیں کیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حدیث ۲۰۸ اور ۲۰۹ ضعیف ہیں۔ اس لیے خُصَیَّتَیْن کا دھونا ضروری نہیں۔ صرف ذکر کا دھونا لینا کافی ہے۔ تاہم بشرط صحت (جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہیں) ذکر کے ساتھ خُصَیَّتَیْن کا بھی دھونا ضروری ہوگا۔ ② منی جب زور سے اور اچھل کر نکلے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ مگر مذی دودی اور جریان منی سے صرف وضو لازم آتا ہے۔ ③ وضو کا اطلاق دو معانی پر ہوتا ہے۔ ایک صرف لغوی اعتبار سے یعنی منہ ہاتھ دھو لینا۔ دوسرا اصطلاحی وضو یعنی جو وضو نماز کے لیے کیا جاتا ہے مذکورہ بالا حدیث میں اسی اصطلاحی وضو کا ذکر ہے۔

۲۱۰- حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی اور اس بنا پر غسل بھی بہت زیادہ

۲۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا

۲۰۹- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، ح: ۲۰۸.

۲۱۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في المذي يصيب الثوب، ح: ۱۱۵، وابن ماجه، ح: ۵۰۶ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۲۴۰.

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عُيَيْدٍ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: كُنْتُ أَلْقَى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً وَكُنْتُ أَكْثِرُ مِنْهُ الْإِغْتِسَالَ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: «إِنَّمَا يُجْزِئُكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءُ». قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَكَيْفَ بِمَا يُصِيبُ ثَوْبِي مِنْهُ؟ قَالَ: «يَكْفِيكَ بِأَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْضَحَ بِهَا مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَهُ».

کرنا پڑتا تھا لہذا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "اس کے لیے تمہیں وضو ہی کافی ہے۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور جو میرے کپڑے کو لگ جائے؟ آپ نے فرمایا: "جہاں تو محسوس کرے کہ کپڑے کو لگی ہے وہاں پانی کا ایک چلو لے کر چھڑک لیا کر یہی کافی ہے۔"

🌟 فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نڈی کے نکلنے سے وضو تو ٹوٹ جائے گا لیکن کپڑے کو دھونا ضروری نہیں بلکہ اس جگہ پر چھینے مار لینا ہی کافی ہے۔

۲۱۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَعْنَى ابْنَ صَالِحٍ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عَمْرِو عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَمَّا يُوجِبُ الْغُسْلَ وَعَنِ الْمَاءِ يَكُونُ بَعْدَ الْمَاءِ؟ فَقَالَ: «ذَلِكَ الْمَذْيُ، وَكُلُّ فَحْلٍ يُمْدِي، فَتَغْسِلُ مِنْ ذَلِكَ فَرْجَكَ وَأَنْثِيَّكَ وَتَوَضَّأُ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ».

۲۱۱- حضرت عبد اللہ بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ غسل کس چیز سے لازم آتا ہے؟ اور وہ پانی جو پانی کے بعد نکلتا ہے؟ (یعنی پیشاب کے بعد اس کا کیا حکم ہے) آپ نے فرمایا: یہ "نڈی" ہوتی ہے اور ہر نر کی نڈی نکلتی ہے۔ تو اس سے اپنی شرمگاہ اور خصیتین کو دھو لیا کر اور وضو کر لیا کر جیسے کہ نماز کیلئے کیا جاتا ہے۔"

۲۱۲- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَرَامِ بْنِ حَكِيمٍ (حضرت

۲۱۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في مأكلة الجنب والحائض وسورهما، ح: ۱۳۳، وابن ماجه، ح: ۱۳۷۸، ۶۵۱ من حديث معاوية بن صالح به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

۲۱۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳۱۲/۱ من حديث أبي داود به، واختصره الترمذي، ح: ۱۳۳ وقال: "حسن غريب".

بَكَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ، يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: مَا يَحِلُّ مِنْ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ؟ قَالَ: «لَكَ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ» وَذَكَرَ مُوََاكَلَةَ الْحَائِضِ أَيْضًا، وَسَأَقِ الْحَدِيثَ.

عبداللہ بن سعد رحمہ اللہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ میری بیوی جب ایام (حیض) میں ہو تو (ان دنوں) میرے لیے اس سے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تمہ بندے اور پر اوپر اور (عبداللہ بن سعد رحمہ اللہ نے) حاکمہ عورت کے ساتھ مل کر کھانی لینے کے متعلق بھی پوچھا..... اور حدیث بیان کی۔

مسئلہ: عورت جب مخصوص ایام میں ہو تو زوجین کے لیے خاص جنسی عمل حرام ہے۔ تاہم اکٹھے کھانی اٹھ بیٹھ اور لیٹ سکتے ہیں۔ اسی کو آپ نے [ما فوق الإزار] ”تمہ بندے اور پر اوپر“ سے تعبیر فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ اس سے نفی کا اخراج ہوگا تو غسل واجب نہ ہوگا۔ ہاں اگر مٹی نکل آئے تو غسل کرنا پڑے گا۔

۲۱۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْبَزْزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ سَعْدِ الْأَعْطَشِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِدٍ الْأَزْدِيِّ - قَالَ هِشَامٌ: «مَنْ ابْنُ قُرْطٍ أَمِيرٌ حِمَصَ - عَنْ مُعَاذِ بْنِ بَجَلٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَمَّا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ مِنْ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ: «مَا فَوْقَ الْإِزَارِ وَالتَّعَفُّفُ عَنْ ذَلِكَ أَفْضَلُ».

۲۱۳- حضرت معاذ بن جبل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ایام حیض میں مرد کے لیے اپنی بیوی سے کیا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تمہ بندے اور پر اوپر۔ (حلال ہے) تاہم اس سے بچنا افضل ہے۔“

قال أبو داود: وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث قوی نہیں۔

وضاحت: ایام مخصوصہ میں جہاں میاں بیوی کو از حد احتیاط چاہیے عین ممکن ہے کہ ایسی حد تک پہنچ جائیں کہ واپس آنا مشکل ہو جائے۔ تاہم (جماع کے بغیر) مباشرت جائز ہے کیونکہ مذکورہ حدیث ضعیف ہے۔

۲۱۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۰/۱۰۰: ح ۱۹۴ من طريق آخر عن عبد الرحمن ابن عاذ به وهو لم يدرك معاذ بن جبل كما في جامع التحصيل للعلاني، ص: ۲۲۳.

(المعجم ۸۳) - بَابُ: فِي الْإِسْتِجَالِ

(التحفة ۸۴)

باب: ۸۳- (مباشرت کے موقع پر) اگر جذبات

ٹھنڈے ہو جائیں...؟ (اور انزال نہ ہو تو...؟)

۲۱۴- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان (سہل بن

سعد) کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اول اسلام میں اس بات کی رخصت دی تھی (کہ انزال نہ ہونے پر غسل نہ کیا جائے) کیونکہ لوگوں کے پاس کپڑے کم ہوتے تھے مگر اس کے بعد غسل کرنے کا حکم دے دیا تھا اور اس (پہلی رخصت) سے منع کر دیا تھا۔

۲۱۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَعْنَى ابْنُ الْحَارِثِ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ مَنْ أَرْضَى أَنْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبِي بَنٍ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا جَعَلَ ذَلِكَ رُخْصَةً لِلنَّاسِ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لِقِلَّةِ الثِّيَابِ، ثُمَّ أَمَرَ بِالْغُسْلِ وَنَهَى عَنْ ذَلِكَ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں: راوی کی مراد (اسلام کا پہلا حکم) ہے کہ ”پانی سے پانی لازم آتا ہے۔“

قال أبو داود: يَعْنِي الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ.

۲۱۵- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ

فتویٰ جو لوگ دیا کرتے تھے کہ ”پانی، پانی سے (لازم آتا) ہے“ ایک رخصت تھی جس کی رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے اسلام میں اجازت دی تھی لیکن اس کے بعد غسل کا حکم ارشاد فرمایا۔“

۲۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الْبَزَّازُ

الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَشَّرُ الْحَلَبِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ أَبِي عَسَّانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي بَنٍ كَعْبٍ أَنَّ الْفُتْيَا الَّتِي كَانُوا يُفْتُونَ أَنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ كَانَتْ رُخْصَةً رَخَّصَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَدْءِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أَمَرَ بِالْأَغْتِسَالِ بَعْدُ.

🌟 فائدہ: تفصیل اس مسئلے کی یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں زوجین کے لیے اجازت تھی کہ مباشرت کے موقع پر اگر

۲۱۴- تخریج: [صحیح] رواہ البيهقي: ۱/ ۱۶۵ من حديث أبي داود به، وأخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن الماء من الماء، ح: ۱۱۰، ۱۱۱، وابن ماجه، ح: ۶۰۹ من حديث ابن شهاب الزهري عن سهل بن سعد به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصرح الزهري بالسماع من سهل بن سعد عند ابن خزيمة، ح: ۲۲۶ وغيره.

۲۱۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارمي، الطهارة، باب: الماء من الماء، ح: ۷۶۶ عن محمد بن مهران الجمال به، ورواه ابن ماجه، ح: ۶۰۹.

۱- کتاب الطهارة جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں۔ اس کیفیت کو ایک بلغ انداز میں بیان فرمایا: ”پانی پانی سے (لازم آتا) ہے۔“ یعنی غسل کا پانی مٹی کا پانی نکلے ہی پر لازم آتا ہے، مگر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور فرمایا: ”ختہ ختنے سے مل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔“ جیسے کہ درج ذیل احادیث میں ذکر آ رہا ہے۔ اس لیے مذکورہ بالا الفاظ اور احکام اب احتلام کی صورت کے ساتھ مخصوص ہو گئے ہیں۔ یعنی اگر خواب میں کچھ دیکھا ہو اور جسم یا کپڑوں پر تری اور اثر نمایاں ہو یا کسی اور صورت میں مٹی کا اخراج ہو تو غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں۔ البتہ بیوی سے ہم بستری کرنے کے بعد ہر صورت میں غسل واجب ہوگا۔

۲۱۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِیْرَاهِیْمَ
الْفَرَّاهِیْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ عَنْ
قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَعَدَ
بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ وَالزَّوْقِ الْخِثَانِ بِالْخِثَانِ
فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ».

۲۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(شوہر) جب اس (بیوی) کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے اور ختنے کو ختنے سے ملا دے تو غسل واجب ہو گیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس صورت میں خواہ انزال ہو یا نہ غسل واجب ہوگا۔ ② فقہاء و محدثین اتصال ختان کا معنی یہ مراد لیتے ہیں کہ خشفہ غائب ہو جائے۔ (ابن ماجہ، باب ماجاء فی وجوب الغسل اذا التقى الختانان، حدیث: ۶۱۱ و جامع الترمذی، حدیث: ۱۰۸)

۲۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ
ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ»
وَكَانَ أَبُو سَلَمَةَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

۲۱۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانی پانی سے ہے۔“ اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن (حضرت ابو سعید خدری سے روایت کرنے والے) یہی کرتے تھے۔ (یعنی انزال ہونے ہی پر غسل کو واجب جانتے تھے۔)

🌞 فائدہ: بعض صحابہ و تابعین کی یہی رائے رہی ہے کہ جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں ہوتا، مگر اکثر اسی بات

۲۱۶- تخریج: أخرجه البخاري، الغسل، باب: إذا التقى الختانان، ح: ۲۹۱ من حديث هشام، ومسلم، الحيض، باب نسخ: "الماء من الماء... الخ"، ح: ۳۴۸ من حديث شعبة به.

۲۱۷- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب بيان أن الجماع كان في أول الإسلام لا يوجب الغسل إلا أن ينزل المني... الخ، ح: ۳۴۳ من حديث عبد الله بن وهب به.

۱۔ کتاب الطہارۃ۔ جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

کے قائل تھے جس کا اوپر بیان ہوا کہ یہ ابتدائے اسلام میں رخصت تھی بعد ازاں اقبالی خنان سے غسل واجب کر دیا گیا اور اب یہی بات صحیح ہے۔ صحیح مسلم میں ان روایات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۳۳۳ و ما بعد)

(المعجم ۸۴) - بَابُ: فِي الْجُنُبِ باب: ۸۴۔ جنبی (اگر غسل کرنے سے پہلے) اپنی

بیوی کے پاس دوبارہ آئے تو.....؟ يَعُوذُ (التحفة ۸۵)

۲۱۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۱۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار اپنی (تمام) بیویوں کے پاس آئے اور ایک ہی غسل کیا۔

إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (ایک ہی غسل کا ذکر) دیگر اسانید سے بھی ثابت ہے۔ یعنی: ہشام بن زید نے انس سے اور عمر نے بواسطہ قتادہ انس رضی اللہ عنہ سے اور صالح بن ابی الاخضر نے بواسطہ زہری انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَكَذَا رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ وَمَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ وَصَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، كُلُّهُمْ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

فوائد و مسائل: ① انسان اپنی بیوی کے پاس دوسری بار جانا چاہے یا دیگر بیویوں کے پاس جانا چاہتا ہو تو اس دوران میں غسل کرنا واجب نہیں ہے بلکہ صرف وضو کافی ہے جس کا اس روایت میں بوجہ اختصار ذکر نہیں ہوا۔ ② نبی ﷺ کا معمول تھا کہ زوجات میں باری کا اہتمام فرماتے تھے مگر بعض اوقات سفر وغیرہ سے واپسی پر باقاعدہ باری شروع کرنے سے پہلے ایک بار سب کے پاس چلے جاتے تھے یا کوئی اور وجہ بھی ہوتی ہوگی۔ ③ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق نبی ﷺ کو تیس مردوں کی قوت دی گئی تھی۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۲۶۸)

(المعجم ۸۵) - بَابُ: فِي الْوُضُوءِ لِمَنْ باب: ۸۵۔ جو دوبارہ جماعت کرنا چاہے

أَرَادَ أَنْ يَعُوذَ (التحفة ۸۶) تو وضو کر لے!

۲۱۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ۲۱۹۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ

۲۱۸۔ تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب إتيان النساء قبل إحداث الغسل، ح: ۲۶۴ من حديث إسماعيل بن إبراهيم وهو ابن علي بن.

۲۱۹۔ تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: فيمن يغتسل عند كل واحدة غسلاً، ح: ۵۹۰ من حديث حماد بن سلمة به * سلمی صحح لها الحاكم والذهبي: ۳۱۱/۲.

۱- کتاب الطہارۃ - جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

(ایک بار) اپنی ازواج کے پاس آئے اور ہر ایک کے ہاں غسل کیا۔ ابورافع کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ (آخر میں) ایک ہی غسل نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ زیادہ پاکیزہ عمدہ اور طہارت کا باعث ہے۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث (جو اوپر ذکر ہوئی) اس سے زیادہ صحیح ہے۔

قال: حَدَّثَنَا حَمَّادُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَمَّتِهِ سَلَمَى، عَنْ أَبِي رَافِعٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى نِسَائِهِ يَغْتَسِلُ عِنْدَ هَذِهِ وَعِنْدَ هَذِهِ. قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا تَجْعَلُهُ غُسْلًا وَاحِدًا؟ قَالَ: «هَذَا أَرْكَى وَأَطْيَبُ وَأَطْهَرُ».

قال أبو داؤد: حَدِيثُ أَنَسٍ أَصَحُّ مِنْ هَذَا.

۲۲۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو کوئی اپنی اہلیہ کے پاس آئے پھر اس کا خیال دوبارہ آنے کا ہو تو چاہیے کہ ان دونوں (باریوں) کے درمیان وضو کر لے۔“

۲۲۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ بَدَأَ لَهُ أَنْ يُعَاوِدَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وَضُوءًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ بالا احادیث (۲۱۸، ۲۱۹) میں کسی قسم کا تعارض نہیں ہے بلکہ یہ دو مختلف احوال کا بیان ہے۔ ② دوبارہ رغبت ہو تو اس دوران میں وضو کر لینا جمہور کے نزدیک مستحب ہے۔ امام ابن خزیمہ اس وضو سے باقاعدہ نماز والا وضو مراد لیتے ہیں نہ کہ محض استنجایا تنظیف (صفائی) جیسے کہ امام طحاوی کا خیال ہے اور اس کا فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ ”اس سے طبیعت میں خوب نشاط پیدا ہو جاتی ہے“ اور یہی جملہ اس امر کیلئے ”امراستجاب“ ہونے کا قرینہ ہے۔

(المعجم ۸۶) - بَابُ الْجَنْبِ يَنَامُ

باب: ۸۶- جنبی اگر سونا چاہے تو.....؟

(التحفة ۸۷)

۲۲۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

۲۲۱- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ

۲۲۰- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۳۰۸ من حدیث حفص بن غیاث به، وصححه الترمذی، ح: ۱۴۱.

۲۲۱- تخریج: أخرجه البخاری، الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم ينام، ح: ۲۹۰، ومسلم، الحیض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۳۰۶ من حدیث مالک به، وهو في الموطأ (رواية يحيى): ۴۷/۱ (ورواية القعنبی، ص: ۵۸، ۵۹).

۱- کتاب الطہارۃ جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ».

سے ذکر کیا کہ مجھے رات کو جنابت لاحق ہو جاتی ہے (یعنی نہانے کی ضرورت پڑتی ہے) تو آپ نے فرمایا: ”وضو کرو اپنی شرمگاہ دھو اور پھر سو جایا کرو۔“

🌞 فائدہ: ”وضو کرو اپنی شرمگاہ دھو“ سے یہ ترتیب مراد نہیں بلکہ پہلے استنجا کرنا اور شرمگاہ دھونا اور پھر وضو کرنا مراد ہے۔ اور یہ وضو مستحب اور تاکید ہے۔ علامہ ابن عبد البر شوکانی اور شیخ البانی وغیرہ بیستم یہی بیان کرتے ہیں۔ جبکہ اہل ظاہر اس کے وجوب کے قائل ہیں۔ علامہ ابن دقیق العید بھی اسی طرف مائل ہیں کہ اس میں امر اور شرط کے صیغے وارد ہوئے ہیں۔ بہر حال غسل مؤخر کرنا ہو تو وضو کرنے میں غفلت نہیں کرنی چاہیے اور جنبی رہنے کو عادت بھی نہیں بنانا چاہیے اور وضو آدھا غسل سمجھا جاتا ہے۔

(المعجم ۸۷) - باب الْجُنُبِ يَأْكُلُ
باب: ۸۷- جنبی اگر کچھ کھانا چاہے.....؟
(التحفة ۸۸)

۲۲۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

۲۲۲- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کو جب غسل لازم ہوتا اور آپ سونا چاہتے تو وضو کر لیتے، نماز والا وضو۔

🌞 فائدہ: یعنی جنبی اگر نہانہ سکے تو سونے سے پہلے وضو کر لے۔

۲۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ، عَنْ زَاهِدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ.

۲۲۳- محمد بن صباح بنز قال حدثنا ابن مبارك عن يونس عن زهري، عن أبي سلمي، عن عائشة هي: أن النبي ﷺ كان إذا أراد أن ينام وهو جنت غسل يديه.

۲۲۲- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۳۰۵ عن قتیبہ بہ، وزاد النسائي، ح: ۲۵۸ "وإذا أراد أن يأكل أو يشرب، قالت: غسل يديه، ثم يأكل ويشرب".

۲۲۳- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق * صرح الزهري بالسمع عند البغوي في شرح السنة: ۳۴ / ۲.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن وہب نے بواسطہ یونس اس کو روایت کیا تو کھانے کے قصے کو ان کا قول بنا دیا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوفاً روایت کیا ہے۔ جبکہ صالح بن ابی الاخصر بواسطہ زہری وہی بیان کرتا ہے جو ابن مبارک نے کہا۔ (یعنی نیند اور کھانے دونوں کا ذکر کیا) مگر اس سند میں شک ہے کہ حضرت عائشہ سے روایت لینے والا عروہ ہے یا ابی سلمہ۔

اور ازواعی نے بواسطہ یونس عن زہری عن النبی ﷺ اسی طرح روایت کیا ہے جیسے کہ ابن مبارک نے۔

☀ فائدہ: سنن نسائی میں کھانے کے ساتھ پینے کا بھی ذکر ہے۔ (سنن نسائی، حدیث: ۲۵۸) اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جنبی آدمی کو کھانے پینے سے پہلے ہاتھ دھو لینے چاہئیں۔ تاہم عام حالات میں اگر ہاتھ صاف ہوں تو کھانے پینے سے پہلے ہاتھ دھونے ضروری نہیں، تاہم مستحب (پسندیدہ) ضرور ہے۔

(المعجم ۸۸) - باب مَنْ قَالَ: الْجُنُبُ بَابُ ۸۸- جو یہ کہتا ہے کہ جنبی وضو کرے! بَتَوَضَّأَ (التحفة ۸۹)

۲۲۴- ۲۲۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اگر حالت جنابت میں ہوتے اور کچھ کھانا چاہتے یا سونا چاہتے تو وضو کر لیا کرتے تھے۔

۲۲۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَتَمَامَ تَوَضَّأَ - تَغْنِي وَهُوَ جُنُبٌ.

۲۲۵- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جنبی آدمی کے لیے رخصت دی ہے کہ جب

۲۲۵- حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۲۲۴- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۳۰۵ من حدیث شعبۃ وفي رواية عمرو بن علي الفلاس، عند النسائي، ح: ۲۵۶: "توضأ وضوءه للصلاة".

۲۲۵- تخریج: [إسناده ضعيف] سنده ضعيف لانقطاعه، أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما ذكر في الرخصة للجنب في الأكل والنوم إذا توضأ، ح: ۶۱۳ من حدیث حماد بن سلمة به وقال: "حسن صحيح"، والحدیث السابق شاهد له.

وہ کچھ کھانا پینا چاہے یا سونا چاہے تو وضو کر لیا کرے۔

عَطَاءُ الْخَرَّاسَانِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَوْ نَامَ أَنْ يَتَوَضَّأَ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن یحمر اور عمار بن یاسر کے مابین ایک آدمی کا واسطہ ہے (یعنی حدیث منقطع ہے۔) اور حضرت علی بن ابی طالب ابن عمر اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جنبی جب کھانا چاہے تو وضو کرے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بَيْنَ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فِي هَذِهِ الْحَدِيثِ رَجُلٌ. وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو: الْجُنُبُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكَلَ تَوَضَّأَ.

☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً اگرچہ منقطع ہے، مگر معنی ثابت ہے جیسے کہ گزشتہ احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ جنبی اپنا غسل مؤخر کرنا چاہے تو مستحب و مؤکد یہی ہے کہ نماز والا وضو کر لے۔ اور جنبی رہنے اور (کم از کم) ترک وضو کو اپنی عادت نہ بنائے مگر کھانے پینے کے لیے صرف ہاتھ دھولینا بھی کافی ہے۔ مزید پیش آمدہ احادیث دیکھیے۔

(المعجم ۸۹) - باب الْجُنُبِ يُؤَخِّرُ الْغُسْلَ (التحفة ۹۰)

باب: ۸۹- جنبی غسل مؤخر کر سکتا ہے!

۲۲۶- جناب غصیف بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ارشاد فرمائیے! کیا رسول اللہ ﷺ غسل جنابت رات کے ابتدائی حصے میں کر لیتے تھے یا آخر رات میں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بعض اوقات ابتدائے رات میں کرتے تھے اور بعض اوقات رات کے آخری حصے میں۔ میں نے کہا: اللہ اکبر! حمد ہے اس اللہ کی جس نے اس معاملے میں وسعت دی۔ میں نے عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں وتر پڑھ لیتے تھے یا آخر میں؟ انہوں نے کہا: کبھی رات کی ابتدا میں اور کبھی آخر میں پڑھتے تھے۔

۲۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا بُرْدُ بْنُ سَيَّانٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ غُصَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَرَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ فِي آخِرِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا اغْتَسَلَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فِي آخِرِهِ. قُلْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ! الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً. قُلْتُ:

۲۲۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في القراءة في صلاة الليل، ح: ۱۳۵۴ من حديث إسماعيل وهو ابن عليه به، ورواه النسائي، ح: ۲۲۳، ۲۲۴، ۴۰۵.

میں نے کہا: اللہ اکبر! حمد ہے اس اللہ کی جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی۔ میں نے کہا: یہ فرمائیے: کیا رسول اللہ ﷺ قرآن مجید اونچی آواز سے پڑھتے تھے یا خاموشی سے؟ فرمایا کہ کبھی اونچی آواز سے پڑھتے تھے اور کبھی دھیمی آواز اور خاموشی سے۔ میں نے کہا: اللہ اکبر! حمد ہے اس اللہ کی جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی۔

أَرَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ أَمْ فِي آخِرِهِ؟ قَالَتْ: رَبَّمَا أُوتِرَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرَبَّمَا أُوتِرَ فِي آخِرِهِ. قُلْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ! الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً. قُلْتُ: أَرَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ أَوْ يُخَافِتُ بِهِ؟ قَالَتْ: رَبَّمَا جَهَرَ بِهِ وَرَبَّمَا خَفَتَ. قُلْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ! الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً.

🌞 فوائد و مسائل: ① صالحین امت کے سوالات پر غور کیا جائے کہ ان کی بنیاد اللہ کی رضا کی طلب اس کی قربت کا شوق اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا اتباع ہوتا تھا۔ ② غسل جنابت کو مؤخر کرنا مباح ہے مگر مستحب مؤکد یہ ہے کہ وضو کر کے سویا جائے۔ ③ نماز وتر کو رات کے کسی بھی وقت ادا کرنا مباح ہے مگر ترجیح اور ترجیح بھی ہے کہ اسے رات کے آخری حصے میں (نماز تہجد کے بعد) ادا کیا جائے۔ ④ رسول اللہ ﷺ اور اسی طرح صحابہ کرام کی تلاوت قرآن کا حقیقی وقت اور موقع رات میں نماز تہجد ہوا کرتا تھا۔ ⑤ اس قراءت میں اہل خانہ کی رعایت رکھنا بہت ضروری ہے کہ زیادہ اونچی آواز سے دوسروں کو تشویش نہ ہو۔

۲۲۷- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس گھر میں تصویر کتا اور جنبی موجود ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“

۲۲۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُذَرِّجٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُجَيْجٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ».

🌞 فائدہ: اس حدیث میں ”ملائکہ کے داخل نہ ہونے سے مراد“ رحمت کے فرشتے ہیں۔ کراما کا تین انسان سے جدا نہیں ہوتے۔ اور تصویر سے مراد بت اور روح والی اشیاء کی تصویر ہے جبکہ اسے زینت کے لیے لٹکایا گیا ہو۔ اگر اس کی اہانت ہوتی ہو تو ایک حد تک رخصت ہے۔ اور کتے سے مراد عام کتا ہے نہ کہ شکاری یا حفاظت والا کیونکہ یہ جائز

۲۲۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب: في الجنب إذا لم يتوضأ، ح: ۲۶۲ من حديث شعبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۶۵۰، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۲۰۲، والحاكم ۱/ ۱۷۱، ووافقه الذهبي * عبد الله بن نجی حسن الحديث، وثقه الجمهور، وكذا أبو حسن الحديث ..

۱- کتاب الطہارۃ۔ جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

ہیں۔ یہ روایت شیخ البانی کے نزدیک ضعیف ہے اس لیے جنسی آدمی کی بابت یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس کی وجہ سے فرشتے نہیں آتے۔ تاہم بشرط صحت اس کی توجیہ یہ ممکن ہے کہ جنسی شخص تسابل کا مظاہرہ کرتے ہوئے غسل نہ کرے اور نمازیں بھی ضائع کر دے۔ تو کسی گھر میں ایسے جنسی کا وجود یقیناً ملائکہ رحمت کے آنے میں مانع ہو سکتا ہے۔

۲۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: ۲۲۸- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حالت جنابت میں سو جایا کرتے تھے بغیر اس الاِسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنَامُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَمْسَ مَاءً.

قال أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْوَاسِطِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ يَقُولُ: هَذَا الْحَدِيثُ وَهُمْ - يَعْنِي حَدِيثَ أَبِي إِسْحَاقَ.

فائدہ: امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس حدیث کا وہم ہونا نقل کیا ہے اور امام ترمذی نے بھی یہی اشارہ دیا ہے مگر یہ بھی فرمایا ہے کہ ابواحق سے یہ روایت شعبہ ثوری اور دیگر کئی ایک نے روایت کی ہے۔ ہمارے دور حاضر کے محقق اور محدثین کرام علامہ احمد محمد شاہ اور شیخ البانی رحمہما نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (دیکھیے سنن ترمذی، شرح احمد محمد شاہ ۱/۲۰۲-۲۰۶ اور آداب الرفاف از شیخ البانی) اور بطور خلاصہ علامہ ابن قتیہ کی ”تادیل مختلف الحدیث“ (۳۰۶) سے یہ اقتباس پیش خدمت ہے: ”(مذکورہ مسئلہ میں) یہ سب امور جائز ہیں یعنی جو چاہے بعد از جماع نماز والا وضو کر کے سو جائے اور جو چاہے صرف شرمگاہ اور اپنے ہاتھ دھو لے اور جو چاہے ویسے ہی سو رہے مگر وضو کرنا افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی تو پہلی صورت پر عمل کیا تا کہ فضیلت ثابت ہو اور کبھی دوسری پر تا کہ رخصت رہے اور لوگوں کو عمل میں آسانی ہو۔ لہذا جو افضل پر عمل کرنا چاہے کر لے اور جو رخصت پر کفایت کرنا چاہے کر لے“ واللہ اعلم بالصواب۔

(المعجم ۹۰) - بَابُ: فِي الْجُنُبِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ (التحفة ۹۱)

۲۲۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: ۲۲۹- جناب عبداللہ بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں اور

۲۲۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الجنب ينام قبل أن يغتسل، ح: ۱۱۸، وابن ماجه، ح: ۵۸۱، ۵۸۳ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وللحديث شواهد، انظر التلخيص الحبير: ۱/ ۱۴۱ * أبو إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي: ۱/ ۲۰۱، ۲۰۲ ولكن السند إليه ضعيف.

۲۲۹- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب حجب الجنب من قراءة القرآن، ح: ۲۶۶، وابن ماجه، ۴۴.

میرے ساتھ دو آدمی اور تھے، ہم حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ ایک آدمی ہماری برادری کا تھا اور دوسرا میرا خیال ہے بنو اسد سے تھا۔ ان دونوں کو حضرت علیؓ نے ایک جانب روانہ کیا اور کہا کہ تم دونوں تو انا اور طاقتور ہو لہذا اپنے دین (کا فرض ادا کرنے) میں خوب ہمت دکھانا۔ پھر کھڑے ہوئے اور بیت الخلا میں چلے گئے پھر نکلے اور پانی مگلوایا اس سے ایک چلو لیا اور اس سے (اپنا ہاتھ منہ) دھویا اور قرآن پڑھنے لگ گئے۔ حاضرین نے اس پر اعتراض کیا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ بیت الخلا سے نکلے اور ہمیں قرآن پڑھاتے تھے۔ اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے تھے اور آپ کے لیے کوئی چیز قرآن پڑھنے سے مانع نہ ہوتی تھی الا یہ کہ جنابت سے ہوں۔

حدثنا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَلِيٍّ أَنَا وَرَجُلَانِ، رَجُلٌ مِنَّا وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ أَحْسَبُ فَبَعَثَهُمَا عَلِيٌّ وَجْهًا وَقَالَ: إِنَّكُمَا عَلِيجَانِ فَعَالِجَا عَنْ دِينِكُمَا، ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ الْمَخْرَجَ، ثُمَّ خَرَجَ فَذَعَا بِمَاءٍ، فَأَخَذَ مِنْهُ حَفْنَةً فَتَمَسَّحَ بِهَا، ثُمَّ جَعَلَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَأَنْكَرُوا ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ، وَلَمْ يَكُنْ يَخْجُبُهُ - أَوْ قَالَ يَخْجِزُهُ - عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةُ.

🌞 فائدہ: اس روایت سے جنبی کے لیے قرآن کریم کی تلاوت ممنوع ثابت ہوتی ہے۔ لیکن اس کی صحت متفق علیہ نہیں۔ دیگر محققین کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ نیز دیگر وہ احادیث بھی جن میں حالت جنابت میں قرآن پڑھنے سے روکا گیا ہے ضعیف ہیں۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ: ”وہ جنبی کیلئے قراءت قرآن میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے۔“ یعنی ان کے نزدیک جنبی کا قرآن پڑھنا جائز ہے۔ امام بخاریؒ امام ابن تیمیہؒ و ابن قیمؒ اور امام ابن حزمؒ وغیرہ کا موقف بھی یہی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (زیل الاوطار شوکانی)

باب تحریم القراءة علی الحائض والحنب وصحیح بخاری، باب تقضی الحائض المناسک کلھا

(المعجم ۹۱) - بَابُ فِي الْجُنُبِ

يُصَافِحُ (التحفة ۹۲)

۲۳۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ وَائِلٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ

۲۳۰- حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ان سے ملے اور (مصافحہ کے لیے) ان کی طرف اپنا

۴۴ ح: ۵۹۴ من حدیث شعبہ بہ، وقال الترمذی، ح: ۱۴۶: "حسن صحیح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۰۸، وابن حبان، ح: ۱۹۲، ۱۹۳، وابن الجارود، ح: ۹۴، والحاكم، ۱۰۷/۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، وقال الحافظ: "والحق أنه من قبيل الحسن يصلح للحجة" (فتح الباري ۱/ ۴۰۸، ح: ۳۰۵).

۲۳۰- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب الدلیل علی أن المسلم لا ینجس، ح: ۳۷۲ من حدیث مسمر بہ.

۱- کتاب الطہارۃ - جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

حَدَّثَنَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَهُ فَأَهْوَى إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنِّي جُنُبٌ، فَقَالَ: «إِنَّ الْمُسْلِمَ لَيْسَ يَنْجَسُ».

ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے کہا کہ میں جنبی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”مسلمان ناپاک (پلید) نہیں ہوتا۔“

۲۳۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَبِشْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ بَكْرِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَقِينِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخْتَنَسْتُ فَذَهَبْتُ فَأَغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ، فَقَالَ: «أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟» قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ أَنْ أَجَالِسَكَ عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ. قَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ».

۲۳۱- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے مدینے کے ایک راستے میں ملے اور میں جنبی تھا لہذا میں وہاں سے ہٹ گیا اور جا کر غسل کیا پھر واپس آیا۔ آپ نے پوچھا: ابو ہریرہ تم کہاں تھے؟ میں نے کہا: میں جنابت سے تھا میں نے مناسب نہ جانا کہ طہارت کے بغیر آپ کی مجلس میں بیٹھوں۔ آپ نے فرمایا: ”سُبْحَانَ اللَّهِ! مسلمان نجس نہیں ہوتا۔“

وَقَالَ فِي حَدِيثٍ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرٌ.

شیخ نے بشر کی حدیث میں کہا: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرٌ.....

🌞 فوائد و مسائل: ① جنبی سے مساس و مصافحہ بلاشبہ جائز ہے۔ ② اس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک ہیں۔ ③ مسلمان کا ناپاک ہونا ایک حکمی اور عارضی کیفیت ہوتی ہے جسے ”مُجْبُث“ کہتے ہیں (میم کے ضمہ اور دال کے کسرہ کے ساتھ)۔ اس کے بالقابل مشرک معنوی طور پر نجس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ (توبہ: ۳۸) ④ غسل جنابت کو مؤخر کیا جاسکتا ہے مگر افضل و ادنیٰ یہ ہے کہ اس دوران میں وضو کر لے۔ چپے کہ گزشتہ باب ۸۹ میں بیان ہوا ہے۔ ⑤ سبحان اللہ کا کلمہ بطور تعجب بھی استعمال ہوتا ہے۔

(المعجم ۹۲) - بَابُ: فِي الْجُنُبِ
يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ (التحفة ۹۳)

باب: ۹۲- جنبی کا مسجد میں داخل ہونا

۲۳۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَبِشْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ بَكْرِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَقِينِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخْتَنَسْتُ فَذَهَبْتُ فَأَغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ، فَقَالَ: «أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟» قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ أَنْ أَجَالِسَكَ عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ. قَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ».

۲۳۲- تخريج: أخرجه البخاري، الفسلي، باب عرق الجنب وأن المسلم لا ينجس، ح: ۲۸۴، ومسلم، الحيز، باب الدليل على أن المسلم لا ينجس، ح: ۳۷۱ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

۲۳۲- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۴/ ۴۴۲، ۴۴۳ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ۴۴۲

جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور (دیکھا کہ) بعض اصحاب کے گھروں کے دروازے مسجد کی جانب کھلتے ہیں تو آپ نے فرمایا: ”ان گھروں (کے دروازوں) کو مسجد کے رخ سے پھیر دو۔“ آپ دوبارہ تشریف لائے اور ان لوگوں نے کوئی تبدیلی نہ کی تھی اس بنا پر کہ شاید کوئی رخصت نازل ہو جائے۔ تو آپ ان کی طرف نکلے اور فرمایا: ”ان گھروں کے رخ مسجد کی جانب سے پھیر لو۔ بے شک میں مسجد کو حائضہ عورت اور کسی جہنی کے لیے حلال نہیں کرتا۔“

عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَفْلْتُحُ بْنُ خَلِيفَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي جَسْرَةُ بِنْتُ دِجَاجَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَوُجُوهُ بَيُوتِ أَصْحَابِهِ شَارِعَةً فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: «وَجَّهُوا هَذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ»، ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَصْنَعْ الْقَوْمُ شَيْئًا رَجَاءً أَنْ يَنْزَلَ فِيهِمْ رُخْصَةٌ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ بَعْدَ فَقَالَ: «وَجَّهُوا هَذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ فَإِنِّي لَا أَجِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ».

قال أبو داود: هُوَ فَلَيْتُ الْعَامِرِيُّ. امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ راوی حدیث (افلت بن خلیفہ کا دوسرا نام) فلیت عامری (بھی) ہے۔

☀️ فائدہ: یہ حدیث باعتبار سند ضعیف ہے۔ قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے کہ جہنی مسجد میں سے راستہ پار کرتے گزر سکتا ہے ٹھہر نہیں سکتا اور یہی حکم حائضہ اور نفاس والی عورت کا ہے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا﴾ (النساء: ۴۳) ”اے ایمان والو! جب تم شراب کی مدھوشی میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ حتیٰ کہ (تمہیں ہوش آجائے اور) جانے بوجھنے لگو جو تم کہتے ہو اور نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم حالت جنابت میں ہو حتیٰ کہ غسل کر لو ہاں مسجد میں سے گزر سکتے ہو۔“

باب: ۹۳۔ جہنی آدمی لوگوں کو بھولے سے نماز پڑھائے

(المعجم ۹۳) - بَابُ فِي الْجُنُبِ يَصَلِّي بِالْقَوْمِ وَهُوَ نَاسٍ (التحفة ۹۴)

۲۳۳- حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۲۳۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

(ایک دن) رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں داخل ہوئے

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ زِيَادِ الْأَعْلَمِ، عَنْ

۱۱: ح ۱۳۲۷، وللحديث شواهد كثيرة.

۲۳۳- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۴۵/۵ من حديث حماد بن سلمة، به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۲۹، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۳۲، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ۱۲۲۰ وغيره.

جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہو۔ پھر تشریف لائے تو (اس حال میں تھے کہ) آپ کے سر سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے اور آپ نے انہیں نماز پڑھائی۔

۲۳۴- حضرت حماد بن سلمہ نے مذکورہ بالا سند سے اس کے ہم معنی بیان کیا۔ اور اس روایت کے شروع میں ہے کہ آپ نے تکبیر کہی اور آخر میں ہے کہ جب نماز پوری کی تو فرمایا: ”میں محض انسان ہوں اور میں جنابت سے تھا۔“

امام ابو داؤد و ترمذی کہتے ہیں کہ اسے زہری سے ابو سلمہ نے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا تو کہا: جب آپ اپنے مصلے پر کھڑے ہو گئے اور ہمیں انتظار ہوا کہ آپ تکبیر کہیں تو آپ وہاں سے چل دیے اور فرمایا: ”جیسے ہو (ویسے ہی ٹھہرے رہو!)“ اور اسے ابوب اور ابن عون اور ہشام (تینوں) نے محمد یعنی ابن سیرین سے (مرسل طور پر) نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے تکبیر کہی پھر اپنے ہاتھ سے لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا: ”بیٹھ جاؤ“ اور خود چلے گئے اور غسل کیا۔ اور اسی طرح مالک نے اسماعیل بن ابی حکیم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے روایت کیا اور یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز میں تکبیر کہی۔

امام ابو داؤد و ترمذی کہتے ہیں اور ایسے ہی مسلم بن ابراہیم نے ہمیں اپنی سند سے بیان کیا کہ ہم سے ابان نے بیان

الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ فِي صَلَاةِ النَّجْرِ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ أَنْ مَكَانَكُمْ ثُمَّ جَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَصَلَّى بِهِمْ.

۲۳۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، وَقَالَ فِي أَوَّلِهِ: فَكَبَّرَ، وَقَالَ فِي آخِرِهِ: فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنِّي كُنْتُ جُنُبًا».

قال أبو داؤد: رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: فَلَمَّا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ وَانْتَظَرْنَاهُ أَنْ يُكَبِّرَ انْصَرَفَ ثُمَّ قَالَ: «كَمَا أَنْتُمْ». وَرَوَاهُ أَيُّوبُ وَابْنُ عَوْنٍ وَهَشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ [يعني ابن سيرين مُرْسَلًا] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَكَبَّرَ ثُمَّ أَوْمَأَ إِلَى الْقَوْمِ أَنْ اجْلِسُوا فَذَهَبَ فَاعْتَسَلَ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَبَّرَ فِي صَلَاةٍ.

قال أبو داؤد: وَكَذَلِكَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ

۱- کتاب الطہارۃ

يَحْيَى، عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ النَّبِيِّ كُيَا، وَهِيَ بَحْجَى سَ رَوَايَتِ كَرْتِ هِي وَه رَبِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ سَ وَه
 ﷺ أَنَّهُ كَبَّرَ . نَبِي ﷺ سَ كَہ آپ نے تكبير كہی۔

🌞 فوائد و مسائل: یہ واقعہ دو طرح سے روایت ہوا ہے۔ پہلا حدیث ابو بکرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں داخل ہوئے اور تكبير كہی، جیسے کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے چند شواہد پیش کیے ہیں۔ دوسرا روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ آپ نے تكبير كہنے سے پہلے ہی اشارہ فرمایا: ان دونوں میں تطبیق ممکن ہے کہ [ذَخَلَ فِي صَلَاةٍ] یا [كَبَّرَ فِي صَلَاةٍ] کا معنی ارادۂ فعل ہے یعنی [أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ فِي صَلَاةٍ] یا [أَرَادَ أَنْ يُكَبِّرَ فِي صَلَاةٍ] مراد ہے۔ قاضی عیاض اور قرطبی نے ان روایات کے پیش نظر دو واقعات کا احتمال پیش کیا ہے جب کہ بخاری و مسلم میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی منقول ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۲۷۵۔ صحیح مسلم، حدیث: ۲۰۵)

۲۳۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کے لیے اقامت کبھی گئی اور لوگوں نے صفیں بنالیں تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے حتیٰ کہ جب اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے تو آپ کو یاد آیا کہ آپ نے غسل نہیں کیا ہے تو لوگوں سے فرمایا: ”اپنی اپنی جگہ پر بٹھہرے رہو۔“ پھر آپ اپنے گھر گئے پھر ہمارے پاس واپس آئے تو آپ کے سر سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے اور آپ نے غسل کیا تھا (اور اس اثنا میں) ہم صفوں میں کھڑے رہے۔ یہ ابن حرب کے لفظ ہیں جبکہ عیاض کے لفظ ہیں: ہم برابر کھڑے رہے، آپ کا انتظار کرتے رہے حتیٰ کہ آپ تشریف لائے اور غسل کر کے آئے۔

۲۳۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْأَزْرَقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ إِمَامَ مَسْجِدِ صَنْعَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا رَبَاحٌ عَنْ مَعْمَرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ ابْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَصَفَّ النَّاسُ صُفُوفَهُمْ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا قَامَ فِي مَقَامِهِ ذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَغْتَسِلْ، فَقَالَ لِلنَّاسِ: «مَكَانَكُمْ» ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا يَنْطُفُ رَأْسُهُ قَدْ اغْتَسَلَ وَنَحْنُ صُفُوفٌ وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ حَرْبٍ،

۲۳۵- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يخرج من المسجد لعة؟، ح: ۶۳۹، ۶۴۰، ومسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلاة؟، ح: ۶۰۵ من حديث الزهري به، وانظر ح: ۵۴۱.

وَقَالَ عَبَّاسٌ فِي حَدِيثِهِ: فَلَمْ نَزَلْ قِيَامًا نَنْتَظِرُهُ حَتَّى خَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدْ اغْتَسَلَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① محمد رسول اللہ ﷺ احکام شریعت کے اسی طرح پابند تھے جیسے کہ باقی افراد امت سوائے ان امور کے جن میں آپ کو خصوصیت دی گئی تھی۔ ② جسے مسجد میں جنابت لاحق ہو جائے (احتمام ہو جائے) اس کے لیے ضروری نہیں کہ تیمم کر کے باہر نکلے جیسے کہ بعض کا خیال ہے۔ ③ اقامت اور تکبیر میں کسی معقول سبب سے فاصلہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں۔ ④ مقتدیوں کو چاہیے کہ اپنے مقرر امام کا انتظار کریں اگر کھڑے بھی رہیں تو جائز ہے۔

(المعجم ۹۴) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَّةَ فِي مَنَامِهِ (التحفة ۹۵) باب: ۹۴- نیند سے بیداری پر انسان اپنے جسم یا کپڑوں پر نمی محسوس کرے تو.....؟

۲۳۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخِطَّاطُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَّلَ وَلَا يَذْكُرُ اخْتِلَامًا، قَالَ: «يَغْتَسِلُ» وَعَنِ الرَّجُلِ يُرَى أَنْ قَدْ اخْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ الْبَلَّلَ، قَالَ: «لَا غُسْلَ عَلَيْهِ». فَقَالَتْ أُمُّ سَلِيمٍ: الْمَرْأَةُ تَرَى ذَلِكَ، أَعْلَيْهَا غُسْلٌ؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِنَّمَا النِّسَاءُ شَفَاقُ الرِّجَالِ».

۲۳۶- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ انسان (اپنے جسم یا کپڑوں پر) نمی محسوس کرتا ہے مگر اسے احتلام (یا خواب) یاد نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا: ”غسل کرے“ اور اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جو سمجھتا ہے کہ اسے احتلام ہوا ہے مگر (جسم یا کپڑوں پر) کوئی نمی نہیں پاتا؟ آپ نے فرمایا: ”اس پر غسل نہیں ہے۔“ تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر عورت اسی طرح دیکھے تو کیا اس پر غسل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں! عورتیں (بھی) بلاشبہ مردوں ہی کی مانند ہیں۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت سداً ضعیف ہے۔ تاہم یہ روایت اور بھی کئی طرق سے مروی ہے بنابرین بعض محققین کے نزدیک یہ روایت ان طرق کی وجہ سے قوی ہو جاتی ہے۔ (الموسوعة الحديثية ۳/۲۶۵، ۲۶۶) شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس کی تحسین کی ہے۔ دیکھیے: (مشکوٰۃ للالبانی، حدیث: ۴۳۱) علاوہ ازیں صحیح مسلم کی روایت سے بھی اس میں بیان کردہ مسئلے کا اثبات ہوتا ہے وہ روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور

۲۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء فيمن يستيقظ ويرى بللاً ولا يذكر اختلاماً، ح: ۱۱۳، وابن ماجه، ح: ۶۱۲ من حديث حماد بن خالد به ۵ وقال الترمذي: "وعبدالله ضعفه يحيى بن سعيد من قبل حفظه"، ولبعض الحديث شواهد.

پوچھا کہ کیا احتلام ہونے کی صورت میں (جس طرح مرد غسل کرتا ہے) عورت پر بھی غسل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں! جب وہ پانی دیکھے۔“ (صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۱۳) اس سے واضح ہے کہ اس معاملے میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ خواب (حالت نیند) میں جس کو بھی احتلام ہو جائے اسے یاد ہو یا نہ یاد ہو۔ لیکن اگر اس کے کپڑے گیلے ہوں تو اس پر غسل واجب ہے۔ بشرطیکہ اس کے کپڑے اس طرح گیلے نہ ہوں جیسے پیشاب سے گیلے ہوتے ہیں، کیونکہ اس صورت میں اس پر غسل واجب نہیں ہوگا۔ اور اگر اسے خواب میں احتلام تو یاد ہو، لیکن اس کی کوئی علامت (نمی) اس کے کپڑوں پر نہ ہو تو غسل واجب نہیں ہوگا۔

(المعجم ۹۵) - باب الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يَرَى الرَّجُلُ (التحفة ۹۶) باب: ۹۵- عورت (خواب میں) وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو.....؟

۲۳۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَنبَسَةُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ سَلِيمٍ الْأَنْصَارِيَّةَ - وَهِيَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، أَرَأَيْتَ الْمَرْأَةَ إِذَا رَأَتْ فِي النَّوْمِ مَا يَرَى الرَّجُلُ، أَتَغْتَسِلُ أَمْ لَا؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «نَعَمْ، فَلَتَغْتَسِلِ إِذَا وَجَدَتِ الْمَاءَ». قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ: أَفْ لَكَ، وَهَلْ تَرَى ذَلِكَ الْمَرْأَةُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «تَرَبَّتْ يَمِينُكَ يَا عَائِشَةُ! وَمِنْ [أَيْنَ] يَكُونُ الشُّبَّةُ؟!».

۲۳۷- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ام سلیم انصاریہ رضی اللہ عنہا..... والدة حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا۔ یہ فرمائیے کہ جب عورت خواب میں وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو کیا وہ غسل کرے یا نہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاہیے کہ غسل کرے جب وہ پانی (نکلنے) کا اثر محسوس کرے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس (ام سلیم) کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا: اف! بھلا عورت بھی کوئی ایسے دیکھتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو (بچے میں) مشابہت کہاں سے آتی ہے؟“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ زبیدی، عقیل، یونس اور زہری کے بھیجے (محمد بن عبد اللہ بن مسلم چاروں نے)

قال أبو داود: وكذا روى الزبیدی وعقيل ويونس وابن أخيه الزهري عن

الزُّهْرِيُّ وَابْنُ أَبِي الْوَزِيرِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، وَوَأَقْبَ الزُّهْرِيُّ مُسَافِعَ الْحَجَبِيِّ قَالَ: عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَمَّا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ فَقَالَ: عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سَلِيمٍ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

زہری سے اور ایسے ہی ابن ابی الوزیر (ابراہیم بن عمر) نے بواسطہ مالک زہری سے اسی طرح روایت کیا ہے (یعنی یہ مکالمہ حضرت عائشہ اور ام سلیم کے مابین ہوا ہے) نیز مسافع حجاجی نے (بھی) زہری کی موافقت میں بواسطہ عروہ حضرت عائشہ سے یہی روایت کیا ہے مگر ہشام بن عروہ بواسطہ عروہ عن زینب بنت ابی سلمہ کی سند سے مروی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ

ام سلیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تھی۔

☀️ فوائد و مسائل: ① امام ابوداؤد رحمہ اللہ اپنی بحث میں زہری اور ہشام بن عروہ کے مابین اختلاف کا ذکر کر رہے ہیں کہ یہ مکالمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے یا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تو امام صاحب کے نزدیک ترجیح زہری کی روایت کو ہے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکالمے کو۔ انہوں نے اسی کے شواہد ذکر کیے ہیں مگر قاضی عیاض کی تحقیق میں یہ مکالمہ حضرت ام سلمہ اور ام سلیم کے مابین ہوا ہے۔ اس طرح ترجیح ہشام بن عروہ کی روایت کو ہوگی اور امام بخاری رحمہ اللہ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ (صحیح بخاری حدیث: ۱۳۰) تاہم علامہ نووی نے کہا کہ عین ممکن ہے کہ دونوں ہی اس موقع پر موجود ہوں اور دونوں نے تعجب کا اظہار کیا ہو۔ واللہ اعلم۔ (عون المعبود) ② حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا یہ جملہ جو انہوں نے اپنے سوال سے پہلے کہا کہ ”اللہ تعالیٰ حق ہے نہیں شرماتا“ ان کے کمال حسن ادب پر دلیل ہے یعنی جو بات عرفا زبانا پر نہیں لائی جاتی اور مجھے اس کی شرعاً ضرورت ہے بتائی جائے۔ ③ اہمات المؤمنین کا اس سوال پر اظہار تعجب دلیل ہے کہ یہ ”کمال درجے کی طہیات و طاہرات“ تھیں اس حد تک کہ انہیں خواب میں بھی کبھی برائی کا خیال نہ آیا تھا۔ (من افادات الشیخ سلطان محمود رحمہ اللہ)

باب: ۹۶۔ پانی کی مقدار، غسل کے لیے کافی ہو سکتی ہے

(المعجم ۹۶) - باب مقدار الماء الذي يُجْزَى بِهِ الْغُسْلُ (التحفة ۹۷)

۲۳۸۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک برتن فرق سے غسل جنابت کر لیا کرتے تھے۔

۲۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ

۲۳۸۔ تخریج: أخرجه مسلم، النجيز، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة... الخ، ح: ۳۱۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية يحيى: ۱/ ۴۴، ۴۵) (ورواية القعني، ص: ۵۴)، ورواه البخاري، ح: ۲۵۰ من حديث ابن شهاب الزهري به.

يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ هُوَ الْفَرْقُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا کہ معمر نے بواسطہ زہری اس حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے جس میں ایک فرق کے برابر پانی آتا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَتْ: كُنْتُ أَعْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ فِيهِ قَدْرُ الْفَرْقِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عیینہ نے بھی حدیث مالک کی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ.

امام ابو داود کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ فرق (ایک برتن ہے) اس میں باعتبار مقدار رسولہ رطل آتے ہیں اور میں نے ان کو سنا کہہ رہے تھے کہ ابن ابی ذئب کا صاع (باعتبار وزن) کے پانچ رطل اور تہائی رطل کے برابر ہوتا ہے۔ کہا گیا کہ جو لوگ صاع کو آٹھ رطل کے برابر بتاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ ان کا قول (صحیح اور) محفوظ نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: الْفَرْقُ سِتَّةَ عَشَرَ رَطْلًا، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: صَاعُ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ خُمُسَةُ أَرْطَالٍ وَثُلُثٌ. قَالَ: فَمَنْ قَالَ ثَمَانِيَّةُ أَرْطَالٍ؟ قَالَ: لَيْسَ ذَلِكَ بِمَحْفُوظٍ. قَالَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ: مَنْ أَعْطَى فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ يَرْطِلُنَا هَذَا خُمُسَةَ أَرْطَالٍ وَثُلُثًا فَقَدْ أَوْفَى، قِيلَ: الصَّيْحَانِيُّ بَقِيلٌ. قَالَ: الصَّيْحَانِيُّ أَطِيبٌ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي.

کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ جو شخص ہمارے اس رطل کے مطابق پانچ رطل اور ایک تہائی رطل (شرعی ایک صاع) صدقہ فطر ادا کر دے تو اس نے پورا فطرانہ ادا کر دیا۔ کہا گیا: (مدینے کی) صحابی کعبہ بھاری ہوتی ہے۔ کہا: صحابی بہترین کعبہ ہے؟ کہا: میں نہیں جانتا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① [فرق] تانے کا ایک برتن ہوتا تھا جس سے چیزیں بھر کر ناپی جاتی تھیں۔ رطل کے حساب سے اس کا وزن سولہ رطل بنتا تھا۔ صحیح مسلم میں سفیان بن عیینہ سے اس کی کیت کو تین صاع بیان کیا گیا ہے۔ راقم مترجم نے اپنے ہاں موجود منہ سے اس کا حساب لگایا تو ہمارے رائج الوقت پیمانے سے اس کی کیت نو لیٹر اور چھ لیٹر بنتی ہے۔ حدیث: ۹۵ کے فوائد میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ ② کچھ احادیث میں ہے کہ پانی کی یہ مقدار صرف رسول اللہ ﷺ نے استعمال فرمائی اور کچھ میں ہے کہ حضرت عائشہ اور رسول اللہ ﷺ دونوں نے۔ اور یہ بھی

ثابت ہے کہ آپ ایک صاع یا سو صاع سے غسل کر لیا کرتے تھے، تو ان میں تطہیق آسان ہے کہ یہ مختلف احوال اور مواقع کا بیان ہے۔ اس باب کی احادیث میں یہ بات خاص قابل ملاحظہ ہے کہ ”ایک برتن سے غسل فرمایا“ اور ”ہم غسل کر لیا کرتے تھے“، یعنی اس سے مزید پانی اور دوسرا برتن طلب نہیں کرتے تھے۔ بخلاف ہمارے عام معمولات کے جس میں اسراف ہوتا ہے۔ مذکورہ روایات میں بیان کی گئی مقدار اگرچہ حتمی نہیں ہے تاہم مستحب ضرور ہے کہ انسان اسی قدر پانی پر کفایت کرے اور اسراف سے احتراز کرے۔

🌞 ملحوظہ: امام احمد کا آخری مقولہ قابل حل ہے کہ ”صاع“ بھرنے کا پیمانہ ہے اور رطل وزن کرنے کا۔ ایک صاع میں پانچ رطل اور تہائی رطل غلہ یا کھجور وغیرہ آتی ہے، مگر سائل نے جب کہا کہ ”مدینے کی صحابی کھجور بھاری ہوتی ہے۔“ تو فرمایا کہ یقیناً عمدہ کھجور ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ ”میں نہیں جانتا“ غالباً عبارت مختصر رہ گئی ہے اس لیے سمجھا گیا ہے کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ اس کا بھاری ہونا پانی کی کاشت کی وجہ سے ہوتا ہے یا کسی اور وجہ سے ہے؟ ”میں نہیں جانتا۔“ جملے کی دوسری توجیہ یہ بھی ہے جسے صاحب بذل المجہود نے ذکر کیا ہے کہ صحابی کھجور سے صدقہ فطر ادا کریں تو وزن میں بھاری ہونے کے باعث (پانچ رطل اور تہائی رطل) صاع بھرنے سے کم رہ جاتی ہے تو کیا اس وزن سے صدقہ درست ہوگا؟ آپ نے کہا: کھجور تو عمدہ ہے، مگر معلوم نہیں کہ صدقہ ادا ہوا یا نہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۹۷) - بَابُ: فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ (التحفة ۹۸) باب: ۹۷- غسل جنابت کا بیان

۲۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّعْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَيْدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّهُمْ ذَكَرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْغُسْلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّا أَنَا فَأَفِضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا» وَأَشَارَ بِيَدَيْهِ كِلْتَاهِمَا.

۲۳۹- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں غسل جنابت کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ”مگر میں تو اپنے سر پر پانی کے تین لپ ڈالتا ہوں۔“ اور ساتھ ہی آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا۔

۲۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: ۲۴۰- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

۲۳۹- تخریج: أخرجه البخاري، الغسل، باب من أفاض على رأسه ثلاثاً، ح: ۲۵۴ من حديث زهير، ومسلم، الحيض، باب استحباب إفاضة الماء على الرأس وغيره ثلاثاً، ح: ۳۲۷ من حديث أبي إسحاق السبيعي به.

۲۴۰- تخریج: أخرجه البخاري، الغسل، باب بدأ بالجلاب أو الطيب عند الغسل، ح: ۲۵۸، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ۳۱۸ كلاهما عن محمد بن المثنى به.

حدثنا أَبُو عَاضِمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ مِنْ نَحْوِ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ فَبَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفِّهِ فَقَالَ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ.

جب رسول اللہ ﷺ نے غسل جنابت کرنا ہوتا تو دودھ کے ڈول کی طرح کا برتن طلب کرتے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے اور اپنے سر کی دائیں جانب سے شروع کرتے پھر بائیں جانب پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے اور اپنے سر پر ڈالتے تھے۔

🌞 ملحوظہ: [حلاب] کا ترجمہ ”دودھ کا برتن“ ہی رائج ہے جیسے کہ صاحب عون المعبود نے نقل کیا ہے کہ صحیح ابوعوانہ میں ابوعاصم سے اس کی تفصیل یوں وارد ہے کہ یہ ہر طرف سے بالشت سے قدرے کم ہوتا تھا۔ بیہی کی روایت میں اس کو کوزے کے برابر بتایا گیا ہے جس میں آٹھ رطل پانی آسکتا ہے یعنی ڈیڑھ صاع۔

۲۴۱- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَغْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ بْنِ قُدَامَةَ، عَنْ صَدَقَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُمَيْعُ بْنُ عُمَيْرٍ أَحَدُ بَنِي تَيْمِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أُمِّي وَخَالَتِي عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا إِحْدَاهُمَا: كَيْفَ كُنتُمْ تَصْنَعُونَ عِنْدَ الْغُسْلِ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَفِيضُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَنَحْنُ نَفِيضُ عَلَى رُؤُوسِنَا خَمْسًا مِنْ أَجْلِ الصُّفْرِ.

۲۴۱- جناب جمیع بن عیسر..... اور یہ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے خانوادے سے ہیں..... کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آیا تھا۔ ان دونوں میں سے ایک نے ان سے پوچھا کہ غسل میں آپ لوگ کیسے کرتے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی ﷺ (پہلے) نماز کے وضو کی طرح کا وضو کرتے پھر اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتے تھے مگر ہم اپنی چوٹیوں کی وجہ سے پانچ بار ڈالتی تھیں۔

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے آگے حدیث ۲۵۱ آ رہی ہے اس سے واضح ہے کہ عورت بھی مرد کی طرح سر پر تین مرتبہ ہی پانی ڈالے۔

۲۴۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ

۲۴۲- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

۲۴۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في الغسل من الجنابة، ح: ۵۷۴ من حديث صدقة عن جميع به، وهما ضعيفان عند الجمهور.

۲۴۲- تخریج: أخرجه البخاري، الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، ح: ۲۴۸، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ۳۶۶ من حديث هشام بن عروة به. وصرح بالسماع عند أحمد: ۵۲/۶.

۱- کتاب الطہارۃ جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے سلیمان کی روایت میں ہے ابتدا کرتے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالتے۔ اور مسد کی روایت میں ہے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، برتن کو اپنے دائیں ہاتھ پر اوندھا کرتے۔ اس کے بعد دونوں مشائخ روایت کرنے میں متفق ہیں کہ پھر اپنی شرمگاہ دھوتے اور بقول مسد اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور بسا اوقات وہ (حضرت عائشہ) شرمگاہ کا ذکر کنایہ سے کرتیں پھر آپ نماز کے وضو کی طرح کا وضو کرتے، پھر اپنے ہاتھ پانی میں ڈالتے اور اپنے بالوں کا خلل کرتے، جب سمجھتے کہ جلد تر ہوگئی ہے یا صاف ہوگئی ہے تو اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالتے (اور آخر غسل میں) اگر کوئی پانی بچ رہتا تو اپنے جسم پر ڈال لیتے۔

۲۴۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کا ارادہ کرتے تو اپنے ہاتھوں سے ابتدا کرتے، انہیں دھوتے، پھر اپنی شرمگاہ کے گرد اگرد دھوتے (یعنی شرمگاہ چڈے رانیں اور گھٹنوں کے پیچھے والا حصہ دھوتے) اور اس پر پانی بہاتے پھر جب (شرم گاہ کی صفائی کے بعد) اپنے ہاتھوں کو صاف کر لیتے تو (مزید طہارت کے لیے) ان ہاتھوں کو دیوار پر مارتے (یعنی مٹی سے ملتے) پھر وضو شروع کرتے اور اپنے سر پر پانی ڈالتے۔

الْوَأَشِجِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَا: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ - قَالَ سُلَيْمَانُ - يَبْدَأُ فَيُفْرِغُ يَمِينَهُ وَقَالَ مُسَدَّدٌ: غَسَلَ يَدَيْهِ يَصُبُّ الْإِنَاءَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ اتَّفَقَا: فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ، وَقَالَ مُسَدَّدٌ: يُفْرِغُ عَلَى شِمَالِهِ - وَرَبَّمَا كُنْتُ مِنَ الْفَرْجِ - ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يَدْخُلُ يَدَيْهِ فِي الْإِنَاءِ فَيَخْلُلُ شَعْرَهُ، حَتَّى إِذَا رَأَى أَنَّهُ قَدْ أَصَابَ الْبَشِيرَةَ أَوْ أَنْفَى الْبَشِيرَةِ، أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا، فَإِذَا فَضِلَ فَضْلُهُ صَبَّهَا عَلَيْهِ.

۲۴۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ النَّخَعِيِّ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ بِكَفَيْهِ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ غَسَلَ مِرْفَعَهُ وَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ، فَإِذَا أَنْقَاهُمَا أَهْوَى بِهِمَا إِلَى حَائِطٍ، ثُمَّ يَسْتَقْبِلُ الْوَضُوءَ وَيُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهِ.

۲۴۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۷۱/۶ من حديث سعيد بن أبي عروبة به وهو مدلس وعنعن، ولبعض الحديث شواهد كثيرة.

۱- کتاب الطہارۃ - جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

۲۴۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ شَوْكَرٍ:

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عُرْوَةَ الْهَمْدَانِيَّ، حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: لَيْتُنِي شِئْتُمْ لِأُرِيَنَّكُمْ أَثَرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْحَائِطِ حَيْثُ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۲۴۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ:

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: وَصَّغْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا يَغْتَسِلُ بِهِ مِنَ الْجَنَابَةِ فَأَكْفَأُ الْإِنَاءَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى فَعَسَلَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ صَبَّ عَلَى فَرْجِهِ فَعَسَلَ فَرْجَهُ بِشِمَالِهِ، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَعَسَلَهَا، ثُمَّ تَمَضَّمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ وَجَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى نَاحِيَةَ فَعَسَلَ رِجْلَيْهِ، فَنَاقَلْتُهُ الْمِنْدِيلَ، فَلَمْ يَأْخُذْهُ وَجَعَلَ يَنْفُضُ الْمَاءَ عَنْ جَسَدِهِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ: كَانُوا لَا يَرَوْنَ بِالْمِنْدِيلِ بَاسًا، وَلَكِنْ كَانُوا يَكْرَهُونَ الْعَادَةَ.

قال أبو داود: قال مسدد: قلت لعبد الله بن داود: كانوا يكرهونه

۲۴۴- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر چاہو تو میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے دیوار پر ہاتھ مارنے کے نشان دکھا سکتی ہوں جہاں کہ آپ غسل جنابت کیا کرتے تھے۔

۲۴۵- ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا۔ آپ غسل جنابت کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے برتن کو اپنے دائیں ہاتھ پر اوندھا کیا اور اسے دو یا تین بار دھویا۔ پھر اپنی شرمگاہ پر پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اسے دھویا۔ پھر اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور اسے دھویا۔ پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے پھر اپنے سر اور جسم پر پانی ڈالا۔ پھر آپ ایک طرف ہو گئے اور اپنے پاؤں دھوئے۔ پھر میں نے آپ کو رومال دیا مگر آپ نے نہیں لیا اور جسم سے پانی جھاڑنے لگے۔ (اعمش کہتے ہیں) میں نے یہ بات ابراہیم خنی سے ذکر کی (کہ) غسل کے بعد جسم پونچھا جائے یا نہیں) تو اس نے کہا: صحابہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے لیکن عادت بنا لینے کو برا جانتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: مسدد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن داؤد سے کہا کہ صحابہ کرام (غسل کے بعد

۲۴۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/۲۳۶، ۲۳۷ من حديث عروة الهمداني به * الشعبي لم يسمع

من عائشة رضي الله عنها، كما قال المنذري رحمه الله.

۲۴۵- تخریج: أخرجه البخاري، الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، ح: ۲۴۹، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ۳۱۷ من حديث سليمان بن مهران الأعمش به.

۱- کتاب الطہارۃ

لِلْعَادَةِ، فَقَالَ: هَكَذَا هُوَ، وَلَكِنْ كِپڑے سے جسم خشک کرنے کو) بطور عادت مکرر وہ
وَجَدْتُهُ فِي كِتَابِي هَكَذَا. جانتے تھے؟ کہا ایسے ہی ہے لیکن میں نے اپنی کتاب
میں اسے اس طرح پایا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① غسل جنابت ہو یا عام غسل، مسنون طریقہ یہی ہے جو ان احادیث میں آیا ہے کہ پہلے استنجا
اور زیریں جسم دھویا جائے بعد ازاں وضو کر کے باقی جسم پر پانی بہایا جائے۔ اس وضو میں سر پر مسح کرنے کی ضرورت
نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺ کے غسل جنابت سے پہلے والے وضو میں سر کے مسح کا ذکر نہیں ملتا، صرف تین مرتبہ سر پر پانی
بہانے کا ذکر ہے۔ اسی لیے امام نسائی نے باب باندھا ہے ”غسل جنابت سے پہلے وضو میں سر کے مسح کا چھوڑ دینا۔“
اس باب کے تحت حدیث میں وضو کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔ ”یہاں تک کہ جب آپ سر پر پہنچے تو اس کا مسح
نہیں کیا“ بلکہ اس پر پانی بہایا۔“ (سنن نسائی، حدیث: ۴۲۲) ② مختلف احادیث میں وضو کا انداز مختلف نقل ہوا
ہے۔ بعض میں پاؤں دھونے کے موقع کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ بعض میں صراحت ہے کہ غسل سے فراغت کے بعد
دھوئے اور بعض میں دو دفعہ کا ذکر ہے۔ پہلی دفعہ میں وضو کے ساتھ اور دوسری دفعہ فراغت کے بعد اور ظاہر ہے کہ
سب ہی صورتیں جائز ہیں۔ ③ غسل کے بعد تویہ کا استعمال مباح ہے۔ نہ کرے تو سنت رسول پر عمل کے ثواب کا
امیدوار ہونا چاہیے۔

۲۴۶- جناب شعبہ (ابو عبد اللہ بن دینار مولیٰ ابن
عباس) بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب
غسل جنابت کرتے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر
سات بار پانی ڈالتے۔ پھر اپنی شرمگاہ دھوتے۔ ایک
دفعہ وہ بھول گئے کہ کتنی بار پانی ڈالا ہے تو مجھ سے پوچھنے
لگے کہ میں نے کتنی بار پانی ڈالا ہے؟ میں نے کہا مجھے
معلوم نہیں۔ کہا نہ رہے تیری ماں! جاننے سے تجھے کیا
مانع ہوا؟ پھر وضو کیا جیسے کہ نماز کے لیے ہوتا ہے۔ پھر
اپنے جسم پر پانی ڈالتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی
طرح سے طہارت حاصل کیا کرتے تھے۔

۲۴۶- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى
الْخُرَّاسَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُذَيْلٍ عَنْ
ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: إِنَّ ابْنَ
عَبَّاسٍ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يُفْرِغُ
بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ
يَغْسِلُ فَرْجَهُ، فَتَسِي مَرَّةً كَمْ أَفْرَغَ،
فَسَأَلَنِي: كَمْ أَفْرَغْتَ؟ فَقُلْتُ: لَا أَذْرِي،
فَقَالَ: لَا أُمُّ لَكَ وَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَذْرِي؟ ثُمَّ
يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى
جِلْدِهِ الْمَاءَ، ثُمَّ يَقُولُ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ يَتَطَهَّرُ.

۲۴۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۳۰۷ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به * شعبه

مولیٰ ابن عباس ضعیف، ضعفہ الجمهور.

۲۴۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُصْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ الصَّلَاةُ خَمْسِينَ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مَرَارٍ وَغَسَلَ الْبَوْلُ مِنَ الثُّوبِ سَبْعَ مَرَارٍ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْأَلُ حَتَّى جُعِلَتْ الصَّلَاةُ خَمْسًا وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَغَسَلَ الْبَوْلُ مِنَ الثُّوبِ مَرَّةً.

۲۴۷- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ (شروع شروع میں) نمازیں پچاس اور غسل جنابت سات سات بار تھا۔ اسی طرح وہ کپڑے پیشاب لگ جاتا اس کا دھونا بھی سات بار تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ اس بارے میں (تخفیف کا) سوال برابر کرتے رہے حتیٰ کہ نمازوں کو پانچ اور غسل جنابت اور پیشاب لگے کپڑے کا دھونا ایک بار کر دیا گیا۔

🌞 فائدہ: مسئلہ اسی طرح ہے کہ غسل جنابت میں ایک بار جسم پر پانی بہانا واجب ہے۔ ایسے ہی کپڑے کا دھونا بھی ایک ہی بار ہے۔

۲۴۸- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهِ: أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ، فَاعْسِلُوا الشَّعْرَ وَأَنْقُوا الْبَشَرَ».

۲۴۸- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر ہر بال کے نیچے جنابت ہے لہذا اپنے بالوں کو دھو اور جسم کو خوب صاف کرو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهِ حَدِيثُهُ مُنْكَرٌ وَهُوَ ضَعِيفٌ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: حارث بن وجیہ کی (مذکورہ) حدیث منکر ہے۔ اور وہ ضعیف ہے۔

۲۴۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سَيِّدُنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي رَبِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَرٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ الصَّلَاةُ خَمْسًا وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مَرَارٍ وَغَسَلَ الْبَوْلُ مِنَ الثُّوبِ سَبْعَ مَرَارٍ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْأَلُ حَتَّى جُعِلَتْ الصَّلَاةُ خَمْسًا وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَغَسَلَ الْبَوْلُ مِنَ الثُّوبِ مَرَّةً.

۲۴۹- سیدنا علی بن ابی ربیع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر ہر بال کے نیچے جنابت ہے لہذا اپنے بالوں کو دھو اور جسم کو خوب صاف کرو۔“

۲۴۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۰۹/۲ من حديث أبيوب بن جابر به، وهو ضعيف كما في تقريب التهذيب وغيره.

۲۴۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن تحت كل شعرة جنابة، ح: ۱۰۶، وابن ماجه، ح: ۵۹۷ كلاهما عن نصر بن علي الجهضمي به، وقال الترمذي: "حديث الحارث بن وجيه حديث غريب، لا نعرفه إلا من حديثه وهو شيخ ليس بذلك" * والحارث ضعيف كما قال أبو داود وغيره.

۲۴۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب تحت كل شعرة جنابة، ح: ۵۹۹ من حديث حماد ابن سلمة به، وصححه الحافظ في التلخيص الحبير: ۱/۱۴۲ وذكر كلامًا.

جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ زَادَانَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فَعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ».

ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی چھوڑ دی اور اسے نہ دھویا تو اس کے ساتھ آگ میں ایسے اور ایسے کیا جائے گا۔“ (یعنی عذاب دیا جائے گا)

قال عليّ: فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ [شَعْرًا] رَأْسِي، فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي، فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي. وَكَانَ يَجْزُ شَعْرُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن بن گیا ہوں۔ میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن بن گیا ہوں۔ میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن بن گیا ہوں۔ آپ اپنے بال منڈائے رکھتے تھے۔

☀️ فائدہ: مذکورہ روایات کے مجموعے سے واضح ہے کہ انسان غسل جنابت میں اہتمام و احتیاط سے اپنے پورے جسم کے تمام حصوں تک پانی پہنچائے۔ کسی بال برابر جگہ کا خشک رہ جانا بھی باعث عذاب ہے البتہ عورتوں کو اپنی مینڈھیاں نہ کھولنے کی شرعاً رعایت ہے جیسے کہ آگے آرہا ہے۔

۹۸- غسل کے بعد وضو کرنا

(المعجم ۹۸) - باب الْوُضُوءِ بَعْدَ

الْغُسْلِ (التحفة ۹۹)

۲۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ وَيُصَلِّي الرُّكْعَتَيْنِ وَصَلَاةَ الْغَدَاةِ وَلَا أَرَاهُ يُحْدِثُ وَضُوءًا بَعْدَ الْغُسْلِ.

۲۵۰- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے، دو رکعتیں ادا کرتے اور نماز فجر پڑھتے اور میں نہیں سمجھتی کہ آپ غسل کے بعد وضو کی تجدید کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: ① غسل مسنون میں پہلے استنجا اور وضو ہے۔ لہذا غسل کے بعد وضو کے اعادے کی ضرورت نہیں بشرطیکہ شرمگاہ کو ہاتھ نہ لگا ہو۔ عریاں حالت میں وضو بالکل صحیح ہوتا ہے۔

۲۵۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۱۹/۶ من حديث زهير بن معاوية به، ورواه الترمذي، ح: ۱۰۷، وابن ماجه، ح: ۵۷۹، مختصرًا وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۱۵۳، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * أبو إسحاق لم يصرح بالسماع في هذا اللفظ.

۱- کتاب الطہارۃ

(المعجم ۹۹) - باب الْمَرْأَةُ هَلْ تَنْقُضُ
شَعْرَهَا عِنْدَ الْغُسْلِ؟ (التحفة ۱۰۰)

باب: ۹۹- کیا عورت غسل میں اپنے سر
کے بال کھولے؟

۲۵۱- ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
مسلمانوں کی ایک خاتون نے پوچھا..... زہیر کی روایت
ہے کہ..... خود حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے
رسول! میں اپنے سر کے بال سخت کر کے باندھتی ہوں تو
کیا غسل جنابت کے موقع پر انہیں کھولوں؟ آپ نے
فرمایا: ”تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تو اپنے سر پر دونوں
ہاتھ بھر کر تین بار پانی ڈال لے۔ زہیر کے الفاظ ہیں
[تَحْنِي عَلَيْهِ ثَلَاثَ حَثِيَّاتٍ مِّنْ مَّاءٍ] (اور معنی
ایک ہی ہے) اور اس کے بعد باقی جسم پر پانی بہا لیا کر۔
اس طرح تو پاک ہو جائے گی۔

۲۵۱- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ
السَّرْحِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ
أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ
سَلَمَةَ قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ - وَقَالَ
زُهَيْرٌ: إِنَّهَا - قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ
أَشَدُّ ضَفَرًا رَأْسِي، أَفَأَنْقُضُهُ لِلْجَنَابَةِ؟ قَالَ:
«إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَحْنِي عَلَيْهِ ثَلَاثًا» - وَقَالَ
زُهَيْرٌ: «تَحْنِي عَلَيْهِ ثَلَاثَ حَثِيَّاتٍ - مِنْ مَّاءٍ،
ثُمَّ تُفِيضِي عَلَى سَائِرِ جَسَدِكَ، فَإِذَا أَنْتِ قَدْ
طَهَرْتِ».

فائدہ: مرد اور عورت کے غسل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یعنی پہلے زیریں جسم دھویا جائے اور اگر کوئی آلائش لگی ہو تو دور
کر لی جائے۔ بعد ازاں نماز والا وضو کیا جائے اور پھر باقی جسم پر پانی بہا لیا جائے۔ خواتین کو اجازت ہے کہ غسل
جنابت میں ان کے سر کے بال بندھے ہوئے ہوں تو نہ کھولیں۔ ویسے ہی تین لپ پانی ڈال لیں اور ہر بار بالوں کو
خوب اچھی طرح ہلائیں اور ملیں تاکہ پانی جڑوں تک چلا جائے۔ اس طرح اپنے طور پر تلی کر لینی چاہیے۔ مگر غسل
حیض میں بالوں کو پوری طرح کھولنا ضروری ہے کیونکہ روایات میں حائضہ کے لیے بال کھولنے کا حکم ملتا ہے۔ (سنن
ابن ماجہ، حدیث: ۲۴۱)

۲۵۲- ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک
عورت ان کے پاس آئی اور یہی مسئلہ دریافت کیا۔ وہ
کہتی ہیں کہ میں نے اس کی خاطر رسول اللہ ﷺ سے
پوچھا..... اور اوپر کی حدیث کے ہم معنی بیان کیا..... اس

۲۵۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ
السَّرْحِ: حَدَّثَنِي ابْنُ نَافِعٍ يَغْنِي الصَّائِغَ،
عَنْ أُسَامَةَ، عَنْ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ
قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ،

۲۵۱- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب حکم صفائر المغتسلۃ، ح: ۳۳۰ من حدیث سفیان بن عیینۃ بہ.

۲۵۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارمی، ح: ۱۱۶۱، والبیہقی: ۱/ ۱۸۱ من حدیث أسامة بن زید بہ.

۱- کتاب الطہارۃ۔ جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَتْ: فَسَأَلْتُ لَهَا النَّبِيَّ ﷺ بِمَعْنَاهُ. قَالَ فِيهِ: «وَأَغْمِزِي قُرُونَكَ عِنْدَ كُلِّ حَفَنَةٍ».

روایت میں ہے: ”ہر لپ ڈالنے کے بعد اپنے بالوں کی چوٹیاں نچوڑ ڈال۔“

۲۵۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ صَفِيَّةِ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَتْهَا جَنَابَةٌ أَخَذَتْ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ هَكَذَا تَعْنِي بِكَفِّئِهَا جَمِيعًا، فَتَضُبُّ عَلَى رَأْسِهَا، وَأَخَذَتْ بِيَدِ وَاحِدَةٍ فَصَبَّتْهَا عَلَى هَذَا الشَّقِّ وَالْأُخْرَى عَلَى الشَّقِّ الْآخَرِ.

۲۵۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم میں سے جب کسی کو غسل جنابت کی ضرورت ہوتی تو وہ اس طرح یعنی دونوں ہتھیلیاں اکٹھی کر کے تین لپ پانی لیا کرتی اور اپنے سر پر ڈالتی۔ اور (پھر باقی جسم پر) ایک چلو لے کر اس جانب ڈالتی اور دوسرا چلو دوسری جانب۔

۲۵۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَغْتَسِلُ وَعَلَيْنَا الضَّمَادُ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُجَلَّاتٍ وَمُخْرِمَاتٍ.

۲۵۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم غسل کیا کرتیں اور ہمارے سر پر لپ ہوتا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتی تھیں۔ احرام میں اور غیر احرام میں بھی۔

۲۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ قَالَ: قَرَأْتُ فِي أَصْلِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيَّاشٍ قَالَ ابْنُ عَوْفٍ: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِيهِ، حَدَّثَنِي ضَمْضَمُ بْنُ زُرْعَةَ عَنْ

۲۵۵- جناب شریح بن عبید کہتے ہیں کہ مجھے جابر بن نفیر نے غسل جنابت کے بارے میں فتویٰ دیا اور کہا کہ ثوبان رضی اللہ عنہ نے ان کو بیان کیا کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”مرد“

۲۵۳- تخریج: أخرجه البخاري، الغسل، باب من بدأ بشق رأسه الأيمن في الغسل، ح: ۲۷۷ من حديث إبراهيم ابن نافع به.

۲۵۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد ۱۳۷/۶ من حديث عمر بن سويد به، ورواه البيهقي ۱/۱۸۱، ۱۸۲.

۲۵۵- تخریج: [إسناده حسن] انفراد به أبو داود.

۱- کتاب الطہارۃ جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

شُرَيْحُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: أَفْتَانِي جُبَيْرُ بْنُ نَفِيرٍ
عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ أَنَّ تَوْبَانَ حَدَّثَهُمْ
أَنَّهُمْ اسْتَفْتَوْا النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ:
«أَمَّا الرَّجُلُ فَلْيَتَشْرَأْ رَأْسَهُ فَلْيَغْسِلْهُ حَتَّى يَبْلُغَ
أُصُولَ الشَّعْرِ، وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَلَا عَلَيْهَا أَنْ
لَا تَنْقُضَهُ لِتَغْرِفَ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثَ
غَرَفَاتٍ يَكْفِيهَا».

فائدہ: غسل جنابت میں سر پر پانی ڈال کر بالوں کو ملنا بھی چاہیے تاکہ کسی جگہ کے خشک رہنے کا احتمال نہ رہے۔
تاہم غسل حیض میں بالوں کا کھولنا ضروری ہے جیسا کہ پیچھے تفصیل گزری۔

(المعجم ۱۰۰) - بَابُ: فِي الْجُنُبِ
يَغْسِلُ رَأْسَهُ بِالْخِطْمِيِّ (التحفة ۱۰۱)
باب: ۱۰۰- جنبی آدمی کا غسل کرتے ہوئے
خطمی سے سردھونا

۲۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ
زِيَادٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهَبٍ،
عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَوَاءَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ
عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَغْسِلُ
رَأْسَهُ بِالْخِطْمِيِّ وَهُوَ جُنُبٌ، يَجْتَرِي
بِذَلِكَ، وَلَا يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے صابن، شیمپو وغیرہ اشیاء سے سردھونے میں پانی کا استعمال ناگزیر ہے۔ پانی
کے بغیر طہارت کا حصول ممکن نہیں۔

(المعجم ۱۰۱) - بَابُ: فِيمَا يَفِيضُ
بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنَ الْمَاءِ
باب: ۱۰۱- وہ پانی جو مرد اور عورت
کے مابین بہے.....؟
(التحفة ۱۰۲)

۲۵۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/ ۱۸۲ من حديث أبي داود به * رجل من بني سواءة مجهول
كما في التقريب وغيره.

۲۵۷- ۱م المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو پانی مرد و عورت کے درمیان بہتا ہے اس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پانی کا ایک چلو لیتے (اور) مجھ پر پانی ڈالتے (یا پانی مذی یا منی پر ڈالتے) پھر دوسرا چلو لیتے اور اس کو اپنے اوپر ڈال لیتے (یا مزید اس کے اوپر بہا دیتے)۔

۲۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَوَاءَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَائِشَةَ فِيمَا يَفِيضُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنَ الْمَاءِ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْخُذُ كَفًّا مِنْ مَاءٍ يَصُبُّ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَأْخُذُ كَفًّا مِنْ مَاءٍ ثُمَّ يَصُبُّهُ عَلَيْهِ.

 توضیح: یہ روایت ضعیف ہے تاہم مفہوم سمجھ لینا چاہیے۔ اس میں جملہ [يَأْخُذُ كَفًّا مِنْ مَاءٍ يَصُبُّ عَلَى الْمَاءِ] کے لفظ [على الماء] کو دو طرح پڑھا گیا ہے۔ (الف) [عَلَى الْمَاءِ] یعنی علی حرف جراوری ضمیر متکلم مجرور اور الماء منصوب يَصُبُّ سے مفعول یہ۔ اس صورت میں پانی سے مراد وہ پانی ہے جو مرد و عورت کے درمیان (غسل کے دوران میں) بہتا اور تب میں گر جاتا ہے اس سے رسول اللہ ﷺ پانی کا ایک چلو لیتے اور مجھ پر ڈالتے، پھر دوسرا چلو لیتے اور اپنے اوپر ڈال لیتے۔ دوسری صورت (ب) [عَلَى الْمَاءِ] ہے حرف جر کے ساتھ اس صورت میں الماء سے مراد مذی یا منی ہے۔ یعنی ایک چلو پانی لے کر پانی (یعنی مذی یا منی) پر ڈالتے اور پھر دوسرا چلو لیتے اور مزید نظافت کے لیے اس پر بہا دیتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنبی کے ہاتھ سے آنے والا پانی پاک ہے اسی طرح اس سے اگر کوئی چھینے وغیرہ پڑیں تو کوئی حرج نہیں۔

باب: ۱۰۲- حائضہ عورت سے مل کر کھانا اور گھر میں) اس سے میل جول رکھنا

(المعجم ۱۰۲) - باب مُوَآكَلَةِ الْحَائِضِ وَمُجَامَعَتِهَا (التحفة ۱۰۳)

۲۵۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی اپنی عورتوں کو ان کے حیض کے دنوں میں گھروں سے نکال دیتے تھے۔ ان کے ساتھ اکٹھے کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور نہ یکجا رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هِيَ نَجِسٌ﴾ ”یہ لوگ

۲۵۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنَّ الْيَهُودَ كَانَتْ إِذَا حَاضَتْ مِنْهُمُ الْمَرْأَةُ أَخْرَجُوهَا مِنَ الْبَيْتِ وَلَمْ يُوَآكِلُوهَا وَلَمْ يُسَارِبُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهَا فِي الْبَيْتِ فَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ

۲۵۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۵۳/۶ عن يحيى بن آدم به، وانظر الحديث السابق لعلته.

۲۵۸- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله... الخ، ح: ۳۰۲ من حديث حماد بن سلمة به.

ذَٰلِكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَىٰ ذِكْرَهُ ﴿وَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَىٰ فَأَعْرِضُوا﴾ ۚ أَلَيْسَ فِي الْمَحِيضِ ﴿إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ﴾ [البقرة: ۲۲۲]

آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ ان سے کہہ دیجیے کہ یہ گندگی ہے۔ حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی بیویوں سے گھروں کے اندر اکٹھے مل جل کر رہو۔ اور تم سب کچھ کر سکتے ہو سوائے نکاح (یعنی جماع) کے۔“ (یہودیوں کو یہ معلوم ہوا) تو یہودی کہنے لگے یہ آدمی سب امور میں ہماری مخالفت ہی کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت اسید بن خضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہودی ایسے ایسے کہتے ہیں تو کیا ہم ان ایام حیض میں عمل نکاح (یعنی حقیقی جنسی عمل) بھی نہ کر لیا کریں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بدل گیا۔ حتیٰ کہ ہمیں یقین تھا کہ آپ ان پر ناراض ہوئے ہیں۔ پھر وہ دونوں چلے گئے اور (ان کے نکلتے ہی) رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ کا ہدیہ آ گیا تو آپ نے ان کو پیچھے سے بلوا بھیجا اور انہیں دودھ پلایا۔ اس طرح ہمیں تسلی ہوئی کہ آپ غصے نہیں ہوئے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ قرآن کے شارح اور مفسر ہیں۔ آپ نے مذکورہ فرمان میں ﴿فَاعْرِضُوا﴾ ۚ ﴿فَاعْرِضُوا﴾ ۚ میں ﴿فَاعْرِضُوا﴾ ۚ کا صحیح شرعی معنی واضح فرمایا ہے اور قرآن کو حدیث سے علیحدہ کر کے نہیں سمجھا جاسکتا۔ ② کفار مبتدعین اور ملحدین کی مخالفت محض مطلوب نہیں تھی بلکہ قرآن و سنت کی حدود میں رہتے ہوئے ان کی مخالفت کرنی چاہیے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی ناراضی ذاتی رنجش کی بنا پر نہ ہوتی تھی اور علمائے حق کو بھی اس طرح ہونا چاہیے۔

۲۵۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ دَاوُدَ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ الْعِمْدَانِ بْنِ شَرِيحٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ

۲۵۹- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں (کھانا کھاتے ہوئے) ہڈی پر سے گوشت نوجنی اور میں حیض سے ہوتی، پھر اسے رسول اللہ ﷺ کو دیتی

۲۵۹- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله... الخ، ح: ۳۰۰ من حديث مسعر به.

أَتَعَرَّقُ الْعَظَمُ وَأَنَا حَائِضٌ فَأَعْطِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَيَضَعُ فَمَهُ فِي مَوْضِعِ الَّذِي فِيهِ وَضَعْتُهُ، وَأَشْرَبُ الشَّرَابَ فَأَنَاوِلُهُ فَيَضَعُ فَمَهُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي كُنْتُ أَشْرَبُ مِنْهُ.

آپ (اسے قبول فرما لیتے اور) اسی جگہ اپنا منہ رکھتے جہاں سے میں نے کھایا ہوتا۔ اور میں پانی پیتی پھر آپ کو دیتی تو آپ اپنے لب و لہجہ لگاتے جہاں سے میں نے پیا ہوتا۔

۲۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا شَفِيَّانُ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ صَفِيَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ رَأْسَهُ فِي حَجَرِي فَيَقْرَأُ وَأَنَا حَائِضٌ.

۲۶۰- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری گود میں رکھ دیتے اور قرآن پڑھنے لگتے جبکہ میں ایام سے ہوتی تھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی محبت عظیم الٹا لٹا تھی۔ ② ایام حیض اور جنابت کی حالت میں کوئی بھی مسلمان حقیقی طور پر نجس نہیں ہوتا۔ محض شرعی آداب کے تحت اسے نماز پڑھنے یا مسجد میں داخل ہونے وغیرہ سے روکا گیا ہے اور اس معنی میں اسے ”غیر طاهر“ (ناپاک) کہا جاتا ہے۔ ③ ویسے اس کا لعاب اور پسینہ سب پاک ہوتا ہے اور اس کے لمس سے دوسرے طاہر ساتھی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ وہ اپنے ذکر اذکار اور تلاوت میں مشغول رہ سکتا ہے کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۱۰۳) - باب الحائِضِ تَتَاوَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ (التحفة ۱۰۴)

باب: ۱۰۳- حائضہ عورت مسجد سے کوئی چیز اٹھائے (تو جائز ہے)

۲۶۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَنَا وَلِيبِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ». قُلْتُ: إِنِّي

۲۶۱- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے مسجد میں سے چٹائی تھما دو۔“ میں نے کہا: میں حیض سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔“

۲۶۰- تخریج: أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول النبي ﷺ: 'الماهر بالقرآن مع سفره الكرام البررة'، ح: ۷۵۴۹ من حديث شفيان الثوري به، وتابعه داود بن عبد الرحمن المكي عند مسلم، ح: ۳۰۱، وذهب عند البخاري، ح: ۲۹۷.

۲۶۱- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله... الخ، ح: ۲۹۸ من حديث أبي معاوية الضرير به.

حَائِضٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ حَيْضَتَكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ».

☀ ملاحظہ: اس حدیث کے الفاظ میں [مِنَ الْمَسْجِدِ] کا تعلق دو کلمات سے ہو سکتا ہے۔ [نَاوِلْنِي] سے اس صورت میں ترجمہ ہوگا ”مجھے مسجد میں سے اٹھا کر لا دو۔“ دوسرا ”قَالَ“ سے تو ترجمہ ہوگا ”آپ ﷺ نے مسجد میں سے مجھے کہا کہ مجھے چٹائی پکڑا دو۔“

☀ مسئلہ: حائضہ یا جنبی اگر ہاتھ لبا کر کے مسجد میں سے کوئی چیز اٹھائے یا رکھے تو جائز ہے۔

(المعجم ۱۰۴) - بَابُ: فِي الْحَائِضِ
لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ (التحفة ۱۰۵)
باب: ۱۰۴۔ حائضہ ایام حیض کی نمازوں کی قضا نہ کرے

۲۶۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ: أَنْتَقِضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَتْ: أَحْرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ لَقَدْ كُنَّا نَحِضُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَا نَقْضِي وَلَا نَوْمُ رَبُّ الْقَضَاءِ.

۲۶۲- حضرت معاذہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ آیا حائضہ (اپنے ایام حیض کی) نمازوں کی قضا دے؟ تو انہوں نے کہا: کیا تو حروری ہے؟ بلاشبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے حیض سے ہوتی تھیں تو ہم کسی نماز کی قضا نہیں دیتی تھیں اور نہ ہمیں اس کا حکم ہی دیا جاتا تھا۔

☀ فوائد و مسائل: خوارج کو حروراء مقام کی طرف نسبت کرتے ہوئے ”حروری“ بھی کہتے ہیں، کیونکہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کے بعد سب سے پہلا اجتماع مقام حروراء میں کیا تھا جو کوفہ کے قریب تھا۔ وہ حائضہ کے لیے ایام حیض کی چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرنے کے قائل بھی تھے۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ جو کچھ قرآن سے ثابت ہو وہی قابل عمل ہے اور جو امور زائدہ احادیث میں آئے ہیں ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور مر تکب کبیرہ کافر ہے۔

۲۶۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ يَغْنِي ابْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ ۲۶۳- حضرت معاذہ عدویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث روایت کی ہے۔

۲۶۲- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب وجوب قضاء الصوم، على الحائض دون الصلوة، ح: ۳۳۵ من حديث أيوب به، ورواه البخاري، ح: ۳۲۱ من طريق آخر عن معاذة به.

۲۶۳- تخریج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

ابن المبارک، عن معمر، عن أيوب، عن
مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ، عن عَائِشَةَ بِهَذَا
الْحَدِيثِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس میں یہ اضافہ ہے
”ہمیں روزے کی قضا کرنے کا حکم دیا جاتا تھا اور
نمازوں کی قضا کرنے کا حکم نہ دیا جاتا تھا۔“

قال أَبُو دَاوُدَ وَزَادَ فِيهِ: فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ
الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ.

باب: ۱۰۵- حائضہ سے جماعت کا مسئلہ

(المعجم ۱۰۵) - بَابُ: فِي إِثْنَانِ

الْحَائِضِ (التحفة ۱۰۶)

۲۶۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے
اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی سے حالت حیض
میں جماعت کرتا ہے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:
”ایک دینار صدقہ کرے یا آدھا دینار۔“

۲۶۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ
شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الَّذِي يَأْتِي امْرَأَتَهُ
وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ: «يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ
نِصْفِ دِينَارٍ».

ابوداؤد کہتے ہیں کہ صحیح روایت ایسے ہی ہے کہ ”ایک
دینار یا آدھا دینار۔“ لیکن شعبہ اس روایت کو بعض
اوقات مرفوع بیان نہ کرتے تھے۔ (بلکہ حضرت ابن
عباس پر موقوف کر دیتے تھے۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا الرَّوَايَةُ
الصَّحِيحَةُ قَالَ: «دِينَارٌ أَوْ نِصْفُ دِينَارٍ»
وَرُبَّمَا لَمْ يَرْفَعَهُ شُعْبَةُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① امام ابوداؤد رحمہ اللہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حرف اُوی صحیح روایت ہے اور اس میں اختیار دیا گیا ہے
کہ ایک دینار دے یا آدھا اور اس کے بالمقابل دیگر روایات جن میں کچھ تفصیل ہے یا صرف آدھے دینار کا ذکر
ہے وہ اس حدیث کے پائے کی نہیں ہیں۔ معلوم رہے کہ دینار ہمارے موجودہ معیار کے مطابق سوا چار گرام سے
کچھ زیادہ سونے کا ہوتا تھا۔ ② ان مخصوص ایام میں جنسی عمل حرام ہے۔ اگر ہو جائے تو صدقہ دینا چاہیے قاعدہ ہے

۲۶۴- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: في كفارة من أتى حائضًا، ح: ۶۴۰ من حديث يحيى
القطان به، وله طريقان آخران عند الترمذي، ح: ۱۳۶، ۱۳۷، انظر الحديث الآتي برقم: ۲۶۶، وحديث أبي داود
صححه الحاكم: ۱/ ۱۷۱، ۱۷۲، ووافقه الذهبي.

کہ ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ہود: ۱۱۳) ”نیکیاں گناہوں کا ازالہ کر دیتی ہیں۔“

۲۶۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ يَغْيِيٍّ ابْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ الْبُتَانِيِّ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: «إِذَا أَصَابَهَا فِي أَوَّلِ الدَّمِ فِدْيَتَارُ، وَإِذَا أَصَابَهَا فِي انْقِطَاعِ الدَّمِ فَنِصْفُ دِينَارٍ».

۲۶۵- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے: اگر شوہر اپنی بیوی کے پاس خون حیض کے ابتدائی دنوں میں آئے تو ایک دینار دے اور اگر خون رک جانے کے ایام میں آئے تو آدھا دینار دے۔

قال أبو داود: وَكَذَلِكَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مِقْسَمٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن جریر نے عبد الکریم سے اور انہوں نے مقسم سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

۲۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَرَّازُ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِأَهْلِهِ وَهِيَ حَائِضٌ فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِينَارٍ».

۲۶۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی آدمی اپنی اہلیہ کے پاس اس کے ایام حیض میں آئے تو چاہیے کہ آدھا دینار صدقہ دے۔“

قال أبو داود: وَكَذَا قَالَ عَلِيُّ بْنُ بَدِيْمَةَ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: علی بن بدیمہ نے مقسم سے وہ نبی ﷺ سے مرسل بیان کرتے ہیں۔

وَرَوَى الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَمَرَهُ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِخُمُسِي دِينَارٍ، وَهَذَا مُعْضَلٌ.

اور اوزاعی نے یزید بن ابی مالک سے عبد الحمید بن عبد الرحمن نے نبی ﷺ سے روایت کیا: آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ ایک دینار کا ۲/۵ صدقہ کرے۔ مگر یہ سند مُعْضَل ہے۔ (یعنی اس میں دو راوی کے بعد دیگرے ساقط ہیں۔)

۲۶۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۱۸/۱ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق * أبو الحسن الجزري مجهول وأخطأ من سماء عبد الحميد (تق).

۲۶۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في الكفارة في ذلك، ح: ۱۳۶۰ من حديث شريك القاضي به، سند ضعيف، والحديث السابق يغني عنه.

۱- کتاب الطہارۃ - حیض کے احکام و مسائل

☀️ فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ البتہ حدیث: ۲۶۴۳ صحیح ہے جس میں دینار یا نصف دینار صدقہ کرنے کا حکم ہے، قطع نظر اس سے کہ اس نے ابتدائے حیض میں صحبت کی ہے یا درمیان میں یا آخر میں۔ البتہ تنخیر (اُو کی وجہ کفارہ ادا کرنے والے کی مالی استطاعت ہو سکتی ہے کم حیثیت والافص دینار اور زیادہ حیثیت والا پورا دینار صدقہ کرے۔ ایک دینار کا وزن کم و بیش ساڑھے چار ماشہ سونا ہے جو جدید اعشاری نظام کے مطابق ۴ گرام ۳۷۷ ملی گرام ہے۔

(المعجم ۱۰۶) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ
يُصِيبُ مِنْهَا مَا دُونَ الْجَمَاعِ
(التحفة ۱۰۷)

باب: ۱۰۶- شوہر اپنی اہلیہ سے (ایام حیض میں)
جماع کے علاوہ سب کچھ کر سکتا ہے

۲۶۷- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبِ الرَّمْلِيِّ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَبِيبِ مَوْلَى عُرْوَةَ، عَنْ نُدْبَةَ مَوْلَاةٍ مَيْمُونَةَ، عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُبَاشِرُ الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ إِذَا كَانَ عَلَيْهَا إِزَارٌ إِلَى أَنْصَافِ الْفَخِذَيْنِ أَوْ الرُّكْبَتَيْنِ تَحْتَجِزُ بِهِ.

۲۶۷- ام المومنین سیدہ ميمونة رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اپنی ازواج میں سے کسی ایک کے ساتھ لیٹ جایا کرتے تھے جبکہ وہ حیض سے ہوتی اور اس پر آدھی رانوں تک یا گھٹنوں تک کپڑا ہوتا اور وہ اس کپڑے سے اپنے (زیریں) جسم کو ڈھانپے ہوتی تھی۔

☀️ ملحوظہ: زوجین کے یہ مسائل کسی عام عالم کے لیے اس انداز میں بیان کرنا بہت مشکل ہے، مگر چونکہ یہ دین طہارت اور اللہ کی حدود کے مسائل ہیں اسی لیے ازواج مطہرات نے بھی بیان فرمائے ہیں ورنہ ان کی حیا و شرم بے مثل و بے مثال تھی (تھانکس) اور آپ ﷺ کی کثرت ازدواج کی حکمت بھی یہی تھی کہ زوجین کے مابین کے مسائل شرعی لحاظ سے امت کے سامنے آجائیں۔

مسئلہ: ایام حیض میں یوس و کنار یقیناً جائز ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ ایسے جوڑے کو اپنے اوپر کس حد تک ضبط ہے۔ اگر اندیشہ ہو کہ ضبط قائم نہ رہے گا تو از حد احتیاط کرنی چاہیے کہ کہیں حرام میں واقع نہ ہو جائیں۔ (نیز دیکھیے حدیث: ۲۵۸)

۲۶۸- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: ۲۶۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

۲۶۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب مباشرة الجائض، ح: ۲۸۸ من حديث الليث بن سعد به * والزهري صرح بالسماع عند البيهقي: ۳۱۳/۱، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۳۶۲.

۲۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ۲۰۰، ۲۰۳، ومسلم، الحيض، ۴۴

رسول اللہ ﷺ ہم عورتوں کو حکم فرماتے کہ جب ہم میں سے کوئی حیض سے ہو تو اپنی چادر اچھی طرح باندھ لیا کرے۔ پھر شوہر (کو اجازت ہے کہ) اس کے ساتھ لیٹ جائے۔ اور (شعبہ نے) ایک بار [يُضَاجِعُهَا] کی بجائے [يُنَاشِرُهَا] کا لفظ روایت کیا۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ إِخْدَانًا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَنْ تَتَرَّرَ ثُمَّ يُضَاجِعُهَا زَوْجُهَا. وَقَالَ مَرَّةً: يُنَاشِرُهَا.

۲۶۹- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی چادر میں رات گزارتے اور میں حیض سے ہوتی۔ اگر آپ کو مجھ سے کچھ لگ جاتا تو اتنی جگہ دھو لیتے اس سے آگے نہ بڑھتے اور نماز پڑھ لیتے۔ اور اگر کپڑے کو کچھ لگ جاتا تو بھی اسی قدر جگہ دھو لیتے اس سے آگے نہ بڑھتے اور اسی میں نماز پڑھ لیتے۔

۲۶۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ جَابِرِ بْنِ صَبِيحٍ قَالَ: سَمِعْتُ خَلَّاسَ الْهَجَرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَبِيتُ فِي الشَّعَارِ الْوَاحِدِ وَأَنَا حَائِضٌ طَائِفٌ، فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَغْدُهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ، وَإِنْ أَصَابَ - تَغْنِي نَوْبَهُ - مِنِّهُ شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَغْدُهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① دین و شریعت اور طہارت کی حدود واضح کرنے کے لیے ہی یہ مخفی حقائق بیان ہوئے ہیں تاکہ امت کے لیے دنیا و آخرت میں آسانی رہے۔ ورنہ عام مسلمان میاں بیوی کے لیے اپنے مخفی امور کا ذکر کرنا درست نہیں ہے۔ ② خون حیض نجس ہے۔ ③ جو حصہ جسم کا یا کپڑے کا آلودہ ہو اسی قدر دھونا واجب ہے نہ کہ سارا جسم یا سارا کپڑا۔

۲۷۰- جناب عمارہ بن غراب کہتے ہیں کہ ان کی پھوپھی نے انہیں بتایا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ کہا کہ ہم میں سے ایک حائضہ ہوتی ہے اور اس کے لیے اور اس کے شوہر کے لیے صرف ایک ہی

۲۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ بْنِ عَافِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غُرَابٍ قَالَ: إِنَّ عَمَةً لَهُ حَدَّثَتْهُ

باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح: ۲۹۳ من حديث منصور به.

۲۶۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب مضاجعة الحائض، ح: ۲۸۵ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

۲۷۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري، في الأدب المفرد، ح: ۱۲۰ من حديث عبد الرحمن بن زياد الإفريقي به، وهو ضعيف كما تقدم: ۶۲ وعمارۃ بن غراب مجهول (تقريب) وعتمۃ زالم أعرفها.

بستر ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی ایک بار کی بات بتاتی ہوں کہ آپ (گھر میں) تشریف لائے اور اپنی مسجد میں چلے گئے..... امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا اس سے مراد گھر میں نماز کی جگہ پر..... پھر آپ فارغ نہ ہوئے حتیٰ کہ میری آنکھیں بوجھل ہو گئیں۔ (یعنی نیند نے آیا) اور آپ ﷺ کو سردی نے ستایا تو فرمایا: ”میرے قریب ہو جاؤ۔“ میں نے کہا: میں حیض سے ہوں۔ آپ نے کہا: ”اپنی رانوں سے کپڑا ہٹاؤ۔“ میں نے اپنی رانوں سے کپڑا ہٹا لیا تو آپ نے اپنا رخسارہ اور سینہ میری رانوں پر رکھ دیا اور میں بھی آپ پر جھک گئی، حتیٰ کہ آپ گرم ہو گئے اور سو رہے۔

۲۷۱-۱۴۱- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں، فرماتی ہیں: جب مجھے حیض آتا تو میں بستر سے اتر کر چٹائی پر آ جاتی پھر ہم (زوجات) رسول اللہ ﷺ کے قریب نہ ہوتی تھیں حتیٰ کہ پاک ہو جاتیں۔

🕌 ملحوظ: مقدم یہ ہے کہ کبھی یہ صورت ہوتی اور کبھی اکٹھے بھی لیٹ جاتے۔ مذکورہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔

تاہم دیگر دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے میں وسعت ہے اور دونوں صورتیں جائز ہیں۔ واللہ اعلم۔

۲۷۲- جناب عمرؓ کہ کسی زوجہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہتی ہیں کہ نبی ﷺ اگر اپنی کسی اہلیہ سے کچھ خواہش کرتے اور وہ حیض سے ہوتی تو اس کی شرمگاہ پر کپڑا ڈال دیتے۔

أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِحْدَانَا تَحِيضُ وَلَيْسَ لَهَا وَلِزَوْجِهَا إِلَّا فِرَاشٌ وَاحِدٌ، قَالَتْ: أَخْبِرْكِ بِمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، دَخَلَ فَمَضَى إِلَى مَسْجِدِهِ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: تَغْنِي مَسْجِدَ بَيْتِهِ - فَلَمْ يَنْصَرِفْ حَتَّى غَلَبَتْهُ عَيْنِي وَأَوْجَعَهُ الْبُرْدُ، فَقَالَ: اذْنِي مِنِّي، فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ: «وَإِنْ أَكْثَفِي عَنِ فَحْذِيكَ»، فَكَشَفْتُ فَحْذِي، فَوَضَعَ حَذَّهٖ وَصَدْرَهُ عَلَى فَحْذِي، وَحَنَيْتُ عَلَيْهِ حَتَّى دَفِئَ وَنَامَ.

۲۷۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي الْيَمَانِ، عَنْ أُمِّ ذَرَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ إِذَا حِضْتُ نَزَلْتُ عَنِ الْمِثَالِ عَلَى الْحَصِيرِ فَلَمْ تَقْرَبْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ نَذْنُ مِنْهُ حَتَّى نَطْهَرُ.

۲۷۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ مِنَ الْحَائِضِ شَيْئًا أَلْفَى

۲۷۱- تخریج: [إسناده ضعيف] * أبو الیمان الرحال مستور (تقریب) وأم ذرة مجهولة الحال.

۲۷۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن حزم في المحلى: ۱۸۲/۲ من حديث أبي داود به.

عَلَى فَرْجِهَا تَوْبًا.

۲۷۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا فِي فَوْحِ حَيْضَتِنَا أَنْ نَتَرَّرَ ثُمَّ يَبَاشِرُنَا، وَيَأْمُرُكُمْ بِمَلِكٍ أَرَبُهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْلِكُ أَرَبَهُ.

فائدہ: معلوم ہوا کہ نبیائنا اور جواں جوڑوں کو مخصوص دنوں میں بے انتہا احتیاط واجب ہے مگر جب عمر و اہل جائے اور جذبات میں ٹھہراؤ آجائے تو مذکورہ فعل جائز ہے۔

(المعجم ۱۰۷) - بَابُ فِي الْمَرْأَةِ نُسْتَحَاضُ وَمَنْ قَالَ: تَدْعُ الصَّلَاةُ فِي عِدَّةِ الْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ (التحفة ۱۰۸)

۲۷۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَوْحِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنْ امْرَأَةٌ كَانَتْ تَهْرَاقُ الدَّمَاءَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَاسْتَقْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «لَتَنْظُرَ عِدَّةَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا

۲۷۳- تخريج: أخرجه البخاري، الحيز، باب مباشرة الحائض، ح: ۳۰۲، ومسلم، الحيز، باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح: ۲۹۳ من حديث أبي إسحاق سليمان الشيباني به.

۲۷۴- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر الاغتسال من الحيز، ح: ۲۰۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي) ۱/ ۶۲ (والقنعي، ص: ۸۰)، وللحديث شواهد، انظر، ح: ۲۷۹، ۲۸۱، السند منقطع وحديث مسلم، ح: ۳۳۳ يعني عنه.

استخاضہ کے احکام و مسائل

Free downloading facility for DAWAH purpose only

کو بہت زیادہ خون آتا تھا۔ اور مذکورہ بالا حدیث لیث کے ہم معنی بیان کیا۔ کہا کہ جب یہ ایام گزار لے اور نماز کا وقت آجائے تو غسل کرے۔ اور اس کے ہم معنی ذکر کیا۔

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ يَعْنِي ابْنُ عِيَّاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهْرَاقُ الدَّمَ، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ قَالَ: «إِذَا خَلَفْتُهُنَّ وَخَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْتَغْتَسِلْ» وَسَاقَ مَعْنَاهُ.

۲۷۷- صحیح بن جریر یہ نافع سے لیث کی اسناد سے اور اس کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ کہا: ”ایام حیض کی گنتی کے مطابق نماز چھوڑ دے۔ پھر جب نماز کا وقت ہو جائے (نماز کے ایام آجائیں) تو غسل کرے اور کپڑے کا لنگوٹ باندھے اور نماز پڑھے۔“

۲۷۷- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ بِإِسْنَادِ اللَّيْثِ، وَمَعْنَاهُ: قَالَ: «فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذَلِكَ، ثُمَّ إِذَا خَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْتَغْتَسِلْ وَلْتَسْتَنْذِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ تَصَلِّيْ».

فائدہ: حاضہ کو حیض سے پاک ہوتے ہی غسل کرنا واجب نہیں ہو جاتا بلکہ نماز کا وقت آنے پر واجب ہوتا ہے۔

۲۷۸- سلیمان بن یسار، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہی قصہ بیان کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ ”نماز چھوڑ دے اور اس کے علاوہ میں غسل کرے اور کپڑے کا لنگوٹ باندھے اور نماز پڑھے۔“

۲۷۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ: حَدَّثَنَا أُيُوبُ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فِيهِ: «تَدْعُ الصَّلَاةَ وَتَغْتَسِلُ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ وَتَسْتَنْذِرُ بِثَوْبٍ وَتَصَلِّي».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ حماد بن زید نے بواسطہ ایوب یہ روایت بیان کی تو اس میں مستحاضہ خاتون کا نام فاطمہ بنت ابی حیثم بتایا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَسَمَّى الْمَرْأَةَ الَّتِي كَانَتْ اسْتَحِضَتْ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أُيُوبَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حَيْثَمٍ.

۲۷۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/ ۳۳۳ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ۲۷۶، ۲۷۴.

۲۷۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/ ۳۳۴ من حديث وهب به، وانظر، ح: ۲۷۷، ۲۷۴.

۱- کتاب الطہارۃ

🌞 فوائد و مسائل: ① حدیث ۲۷۸-۲۷۹ سند اضعیف ہیں۔ تاہم مسئلہ کی نوعیت وہی ہے جو ان میں بیان کی گئی ہے۔ ② علامہ احمد شاکر نے نقل کیا ہے کہ دور نبوی میں اس عارضے میں مبتلا خواتین کی تعداد دس تک شمار کی گئی ہے۔ علامہ منذری نے پانچ نام گنوائے ہیں۔ حمزہ بنت جحش، ان کی بہن ام حبیبہ، فاطمہ بنت ابی جحش، الاسدیہ، سہلہ بنت سہیل القرظیہ اور ام المومنین سوودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔

۲۷۹- جناب عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے خون کے متعلق پوچھا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے ان کی لگن دیکھی تھی کہ خون سے بھری ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اس عارضہ سے پہلے کی عادت کے مطابق نماز سے رکی رہو جیسے کہ باقاعدہ تمہیں حیض روکتا تھا پھر غسل کرلو۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا قتیبہ نے ایک حدیث میں بین السطور اس روایت کی سند میں جعفر بن ربیعہ کی ”دوسری مرتبہ میں واضح کیا۔ (یعنی انہیں جعفر کے ابن ربیعہ ہونے میں شک تھا) جبکہ علی بن عیاش اور یونس بن محمد نے لیث سے روایت کیا تو ان دونوں نے بصراحت (بغیر شک کے) ”جعفر بن ربیعہ“ کہا۔

۲۸۰- جناب عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ فاطمہ بنت ابی جحش رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور خون کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”یہ ایک رگ (کا خون) ہے۔ تم ذرا غور سے دیکھو جب تمہارا حیض آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب

۲۷۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ عِرَاكِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الدَّمِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَرَأْتُ مِنْ كِتَابِهَا مَلَأَنَ دَمًا، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «امْكُئِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْسِبُكِ حَيْضُكَ ثُمَّ اغْتَسِلِي».

قال أبو داؤد: وَرَوَاهُ قُتَيْبَةُ بَيْنَ أَضْعَافٍ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ فِي آخِرِهَا. وَرَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ وَيُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ اللَّيْثِ فَقَالَا: جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ.

۲۸۰- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَلٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُخَيْرَةِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حَبِيبٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ

۲۷۹- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۶۵/۳۳۴ عن قتیبة به.

۲۸۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر الأقراء، ح: ۲۱۲ عن عیسی بن حماد به، وللحديث شواهد، انظر، ح: ۲۷۴، ۲۷۸ * المنذر بن المؤیدة مجهول، وثقه ابن حبان وحده.

۱- کتاب الطہارۃ۔

ﷺ فَسَكَتَ إِلَيْهِ الدَّمُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذَلِكَ عَرَقٌ، فَانْظُرِي إِذَا أَتَى قَرُوكَ فَلَا تُصَلِّي، فَإِذَا مَرَّ قَرُوكَ فَتَطَهَّرِي ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقَرَاءِ إِلَى الْقَرَاءِ».

☀️ فائدہ: معلوم ہوا کہ اگر پہلے سے ایام و تواریخ معلوم و متعین ہوں تو انہی ایام کو ایام حیض شمار کیا جائے اور اگر معلوم نہ ہوں تو خون کی رنگت سے اندازہ لگایا جائے۔

۲۸۱- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سَهْلِ بْنِ يَعْنَى أَبِي صَالِحٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: حَدَّثَنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ أَنَّهَا أَمَرَتْ أَسْمَاءَ أَوْ أَسْمَاءَ حَدَّثَنِي أَنَّهَا أَمَرَتْهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ أَنْ تَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَقْعُدَ الْإِيَّامَ الَّتِي كَانَتْ تَقْعُدُ ثُمَّ تَغْتَسِلَ.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ قَتَادَةُ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اسْتَحْبِضَتْ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَدْعَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَانِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ.

قال أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَسْمَعْ قَتَادَةُ مِنْ عُرْوَةَ شَيْئًا. وَزَادَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُمَرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

۲۸۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۳۱/۱ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ۲۸۶، ۲۹۶، ۳۰۴، ورواه هشام بن عروة عن أبيه عند النسائي: ۱/۱۱۶، ح: ۲۰۱ * الزهري مدلس وعن ابن وحديث النسائي صحيح.

إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتْ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَدْعَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا.

استحاضہ ہوتا تھا تو اس نے نبی ﷺ سے پوچھا، آپ نے اسے حکم دیا کہ اپنے حیض کے ایام میں نماز چھوڑے رہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا وَهُمْ مِنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ، لَيْسَ هَذَا فِي حَدِيثِ الْحَفَاطِ عَنْ الزُّهْرِيِّ إِلَّا مَا ذَكَرَ سَهْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: یہ الفاظ ابن عیینہ کا وہم ہیں۔ حفاظ کی حدیث میں زہری سے وہی مروی ہے جو سہیل بن ابی صالح نے ذکر کیا۔

وَقَدْ رَوَى الْحُمَيْدِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ، لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ «تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا». وَرَوَتْ قَمِيرُ بِنْتُ عَمْرِو زَوْجِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ: «الْمُسْتَحَاضَةُ تَتْرُكُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ».

اور حمیدی نے یہ حدیث ابن عیینہ سے روایت کی تو اس میں تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔ اور قمر بنت عمرو زوجہ مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: ”استحاضہ والی اپنے حیض کے ایام کی نمازیں چھوڑے رہے، پھر غسل کرے۔“

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تَتْرُكَ الصَّلَاةَ قَدَرِ أَقْرَائِهَا.

اور عبدالرحمن بن قاسم نے اپنے والد سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اسے (مستحاضہ کو) حکم دیا تھا کہ اپنے حیض کے ایام کے برابر نمازیں چھوڑ دے۔

وَرَوَى أَبُو بِشْرِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي وَحْشِيَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اسْتَحِضَتْ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

اور ابو بشر جعفر بن ابی وحشیہ نے عکرمہ سے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہو گیا..... اور اسی کے مثل ذکر کیا۔

وَرَوَى شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «الْمُسْتَحَاضَةُ تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي».

اور شریک نے ابوالیقظان سے، وہ عدی بن ثابت سے، وہ اپنے والد سے، وہ اس (عدی) کے نانا سے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ”استحاضہ والی اپنے حیض کے ایام کی نمازیں چھوڑے رہے، پھر غسل کرے اور نماز پڑھے۔“

وَرَوَى الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: إِنَّ سَوْدَةَ

اور علاء بن المسیب نے حکم سے انہوں نے ابو جعفر سے روایت کیا کہا: سودہ رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہو گیا تو نبی ﷺ

نے ان کو حکم دیا: ”جب ان کے ایام گزر جائیں تو غسل کریں اور نماز پڑھیں۔“

اور سعید بن جبیر نے حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ مستحاضہ اپنے ایام حیض میں بیٹھی رہے۔ اور ایسے ہی عمار مولیٰ بنی ہاشم اور طلق بن حبیب نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا۔ اور ایسے ہی معقل شعمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور شعبی نے قمر زوجہ مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حسن، سعید بن مسیب، عطاء، مکحول، ابراہیم، سالم اور قاسم کا یہی قول ہے کہ مستحاضہ اپنے ایام حیض کی نمازیں چھوڑے رہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ احادیث اور اقوال ایسی عورتوں کے بارے میں ہیں جن کی سابقہ عادت معلوم و متعین ہو۔

② حدیث ۲۸۱۲۸۰ بھی سنداً ضعیف ہیں، لیکن ان میں بیان کردہ مسئلہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

باب: ۱۰۸- جب حیض ختم ہو جائے تو پھر نماز نہ چھوڑے

(المعجم ۱۰۸) - [بَابُ مَنْ رَوَى أَنَّ الْحَيْضَةَ إِذَا أَذْبَرَتْ لَا تَدْعُ الصَّلَاةَ]

(التحفة ۱۰۹)

۲۸۲- جناب عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں انہوں نے کہا کہ فاطمہ بنت ابی حشیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ میں ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ ہوتا ہے اور پاک نہیں ہوتی ہوں تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ ایک رگ (کا خون ہوتا)“

۲۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حَبِيشٍ جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي

۲۸۲- تخریج: أخرجه البخاري، الحيض، باب الاستحاضة، ح: ۳۰۶، ومسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۳۳۳ من حديث هشام به.

۱- کتاب الطہارۃ

امْرَأَةٌ اسْتَحَاضَ فَلَا أَطْهَرُ، أَفَادَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: «إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ الْحَيْضَةُ فَذَعِي الصَّلَاةَ، فَإِذَا أَذْبَرَتْ نَاغِسِلِي عَنْكَ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي».

۲۸۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامٍ بِإِسْنَادٍ زُهَيْرٍ وَمَعْنَاهُ قَالَ: «إِذَا أَقْبَلَتْ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ، فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي الدَّمَ عَنْكَ وَصَلِّي».

(المعجم ۱۰۹) - بَابُ: إِذَا أَقْبَلَتْ الْحَيْضَةُ تَدْعُ الصَّلَاةَ (التحفة ۱۱۰)

۲۸۳- قَعْنَبِي نے مالک کے واسطے سے ہشام سے بسند زہیر اسی کے ہم معنی بیان کیا کہا: ”جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو۔ اور جب اس کے بقدر (بقدر عادت سابق ایام) گزر جائیں تو خون کو دھو دو اور نماز پڑھو۔“

باب: ۱۰۹- (استحاضہ کو) جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے

۲۸۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ عَنْ بُهَيْةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ امْرَأَةً تَسْأَلُ عَائِشَةَ عَنْ امْرَأَةٍ فَسَدَ حَيْضُهَا وَأَهْرَيْقَتْ دَمًا، فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَمُرَهَا فَلْتَنْتَظِرَ قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحِيضُ فِي كُلِّ شَهْرٍ وَحَيْضُهَا مُسْتَقِيمٌ فَلْتَعْتَدَ بِقَدْرِ ذَلِكَ مِنَ الْإِيَّامِ ثُمَّ لَتَدْعِ الصَّلَاةَ فِيهِنَّ أَوْ بِقَدْرِهِنَّ ثُمَّ لَتَغْتَسِلَ ثُمَّ لَتَسْتَذِفِرَ بِتُوبٍ ثُمَّ تَصَلِّيَ.

۲۸۴- بُہیہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے ایک عورت کو سنا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ رہی تھی کہ جس عورت کا نظام حیض خراب ہو گیا ہو اور اسے بہت زیادہ خون آتا ہو (تو وہ کیا کرے؟) تو (انہوں نے کہا) مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ میں اسے کہوں کہ اتنے دن انتظار کرے جتنے کہ ہر مہینے اسے حیض آتا تھا جب کہ اس کا حیض صحیح تھا تو اس قدر ایام شمار کرے اور ان میں نماز چھوڑے رہے پھر غسل کرے۔ کپڑے سے لگوت باندھے اور نماز پڑھے۔

☀️ فائدہ: یہ روایت سند ضعیف ہے، لیکن مسلک صحیح ہے۔

۲۸۳- تخریج: أخرجه البخاري، الحيض، باب الاستحاضة، ح: ۳۰۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۶۱/۱ (والقنعبي، ص: ۷۹، ۸۰)، وانظر الحديث السابق.

۲۸۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۴۳/۱ من حديث أبي داود به * بهیة لا تعرف وأبو عقيل يحيى ابن المتوكل ضعيف وقال الذهبي: "ضعفه" (الكاشف: ۲۳۳/۳).

۲۸۵- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَقِيلٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ سَلَمَةَ الْمِصْرِيُّانِ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَتَحَتَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ اسْتَحْيَضَتْ سَبْعَ سِنِينَ، فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِرْقٌ فَأَغْتَسِلِي وَصَلِّي».

۲۸۵- جناب عمرو بن زبیر اور عمرہ وہ دونوں ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو جو کہ رسول اللہ ﷺ کی سالی اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں استحاضہ شروع ہو گیا اور سات سال تک رہا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ حیض نہیں بلکہ ایک رگ (کا خون) ہے تو غسل کرو اور نماز پڑھ۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: زَادَ الْأَوْزَاعِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اسْتَحْيَضْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ وَهِيَ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ سَبْعَ سِنِينَ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، فَإِذَا أَذْبَرَتْ فَأَغْتَسِلِي وَصَلِّي».

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا اوزاعی نے اس حدیث میں یہ سند زہری عن عمروہ و عمرہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا یہ اضافہ کیا کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ شروع ہو گیا اور یہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھی اسے سات سال تک یہ عارضہ رہا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا: ”جب حیض آجائے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَذْكُرْ هَذَا الْكَلَامَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ غَيْرُ الْأَوْزَاعِيِّ، وَرَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَمْرُو ابْنُ الْحَارِثِ وَاللَيْثُ وَيُونُسُ وَابْنُ أَبِي

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ جملہ [إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، فَإِذَا أَذْبَرَتْ فَأَغْتَسِلِي وَصَلِّي] زہری کے شاگردوں میں سے اوزاعی کے علاوہ کسی نے ذکر نہیں کیا ہے۔ اس روایت کو زہری سے عمرو

۲۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۳۳۴/۶۴ من حديث عبد الله بن وهب، والبخاري، الحيض، باب عرق الاستحاضة، ح: ۳۲۷ من حديث ابن شهاب الزهري به، وصرح بالسمع عند النسائي، ح: ۲۰۴.

استحاضہ کے احکام و مسائل

بن حارث، لیث، یونس، ابن ابی ذئب، معمر، ابراہیم بن سعد، سلیمان بن کثیر، ابن اسحاق اور سفیان بن عیینہ نے روایت کیا ہے، مگر یہ حضرات یہ جملہ ذکر نہیں کرتے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا یہ لفظ صرف ہشام بن عروہ نے بواسطہ اپنے والد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عیینہ نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ نے اسے حکم دیا: ”اپنے حیض کے ایام میں نماز چھوڑ دے۔“ اور یہ ابن عیینہ کا وہم ہے۔ اور محمد بن عمرو بن زہری کی روایت میں بھی کچھ (وہم) ہے (جو اس کے بعد آ رہی ہے) اور یہ اسی کے قریب قریب ہے جو اوزاعی نے اپنی حدیث میں اضافہ کیا ہے۔

ذئِبٍ وَمَعْمَرٌ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ وَسُلَيْمَانُ ابْنُ كَثِيرٍ وَابْنُ إِسْحَاقَ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، وَلَمْ يَذْكُرُوا هَذَا الْكَلَامَ.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَإِنَّمَا هَذَا لَفْظٌ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِيهِ أَيْضًا، أَمَرَهَا أَنْ تَدَعَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا وَهُوَ وَهْمٌ مِنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ. وَحَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الزُّهْرِيِّ فِيهِ شَيْءٌ وَيَقْرُبُ مِنَ الَّذِي زَادَ الْأَوْزَاعِيُّ فِي حَدِيثِهِ.

۲۸۶- جناب عروہ بن زبیر، فاطمہ بنت ابی جیش سے راوی ہیں کہا کہ انہیں (فاطمہ کو) استحاضہ آتا تھا تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ”جب خون حیض کا ہو جو کہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے تو جب یہ آئے تو نماز سے رکی رہو اور جب دوسرا ہو تو وضو کرو اور نماز پڑھو۔ یہ ایک رگ ہوتی ہے۔“

۲۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ عَمْرِو، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ قَالَ: إِنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضَةِ فَإِنَّهُ دَمٌ أَسْوَدُ يُعْرَفُ، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِذَا كَانَ الْآخَرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي فَإِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ محمد بن ثنی نے کہا کہ ابن ابی عدی نے ہمیں اپنی کتاب سے ایسے ہی بیان کیا (یعنی

قال أَبُو دَاوُدَ: قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا بِهِ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ مِنْ كِتَابِهِ هَكَذَا

۲۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الفرق بين دم الحيض والاستحاضة، ح: ۲۱۶ عن محمد بن المثنى به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۳۴۵، والحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۱۷۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، انظر، ح: ۲۸۱ * الزهري عنن.

عروہ اور فاطمہ کے مابین کوئی واسطہ نہیں تھا) اور بعد میں جب اپنے حفظ سے روایت کیا تو اس سند میں عائشہ کا ذکر کیا، کہا کہ فاطمہ کو استحاضہ آتا تھا۔ پھر اپردالی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ انس بن سیرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مستحاضہ کے بارے میں بیان کیا کہ جب وہ خوب گہرا سرخ خون دیکھے تو نماز نہ پڑھے اور جب طہر محسوس کرے اگرچہ ایک گھڑی ہی ہو تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔

مکحول نے کہا ہے کہ عورتوں کے لیے حیض کا معاملہ پوشیدہ نہیں ہوتا۔ یہ خون سیاہ اور گاڑھا ہوتا ہے۔ جب یہ ختم ہو جائے گاڑھا نہ رہے اور زرد رنگ ہو جائے تو یہ استحاضہ ہوتا ہے تو چاہیے کہ غسل کرے اور نماز پڑھے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: حماد بن زید نے بہ سند یحییٰ بن سعید، سعید بن مسیب سے مستحاضہ کے بارے میں روایت کیا ہے: جب اسے حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب ختم ہو جائے تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔

سُئی اور کچھ دوسروں نے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے: (مستحاضہ) اپنے حیض کے ایام میں بیٹھی رہے۔

ایسے ہی حماد بن سلمہ نے یحییٰ بن سعید کے واسطہ سے سعید بن مسیب سے روایت کیا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ یونس، حسن بصری سے

ثُمَّ حَدَّثَنَا بِهِ بَعْدُ حِفْظًا. قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِوٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ. فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

قال أبو داود: وَرَوَى أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ قَالَ: إِذَا رَأَتْ الدَّمَ الْبَحْرَانِيَّ فَلَا تُصَلِّي وَإِذَا رَأَتْ الطُّهْرَ وَلَوْ سَاعَةً فَلْتُغْتَسِلْ وَتُصَلِّي.

قال مكحول: إِنَّ النِّسَاءَ لَا تَخْفَى عَلَيْهِنَّ الْحَيْضَةُ، إِنَّ دَمَهَا أَسْوَدُ غَلِيظٌ، فَإِذَا ذَهَبَ ذَلِكَ وَصَارَتْ صُفْرَةً رَقِيقَةً فَإِنَّهَا مُسْتَحَاضَةٌ فَلْتُغْتَسِلْ [وَلْتُصَلِّ].

قال أبو داود: وَرَوَى حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ الْقُقْعَاقِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ: إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ تَرَكْتَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَذْبَرَتْ اغْتَسَلْتَ وَصَلَّتْ.

وَرَوَى سَمِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: تَجْلِسُ أَيَّامَ أَقْرَانِهَا.

وَكَذَلِكَ رَوَاهُ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ.

قال أبو داود: وَرَوَى يُونُسُ عَنْ

الحَسَنُ: الْحَائِضُ إِذَا مَدَّ بِهَا الدَّمَّ
تُمْسِكَ بَعْدَ خِيَضِهَا يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ فَهِيَ
مُسْتَحَاضَةٌ.

بیان کرتے ہیں: حیض والی کا خون جب طول پکڑ جائے
تو حیض کے بعد ایک دو دن تک دیکھے (اگر رک جائے تو
بہتر) ورنہ یہ استحاضہ ہے۔

وقال التَّيْمِيُّ عَنْ قَنَادَةَ: إِذَا زَادَ عَلَى
أَيَّامِ خِيَضِهَا خَمْسَةُ أَيَّامٍ [فَلْتَصِلَ]. قَالَ
التَّيْمِيُّ: فَجَعَلْتُ أَنْقَضُ حَتَّى بَلَغْتُ
يَوْمَيْنِ، فَقَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمَيْنِ فَهُوَ مِنْ
خِيَضِهَا. وَسُئِلَ ابْنُ سِيرِينَ عَنْهُ فَقَالَ:
النِّسَاءُ أَعْلَمُ بِذَلِكَ.

تمی نے قنادہ سے بیان کیا کہ جب اس کے ایام
حیض پر پانچ دن زیادہ ہو جائیں تو نماز پڑھنا شروع کر
وے۔ تمی کہتے ہیں کہ میں دنوں کو کم کرتے کرتے دو
دن تک پہنچا تو کہا اگر (معروف ایام سے) دو دن زیادہ
ہو جائیں تو یہ حیض ہی کے ہوں گے۔ ابن سیرین سے
اس کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ عورتوں کو اس کا بخوبی
علم ہوتا ہے۔

۲۸۷- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَغَيْرُهُ
قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو:
حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ
ابْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ،
عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ: كُنْتُ
أُسْتَحَاضُ خِيَضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فَأَتَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَسْتَفْتِيهِ وَأُخْبِرُهُ، فَوَجَدْتُهُ
فِي بَيْتِ أُخْتِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ،
فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ
خِيَضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً فَمَا تَرَى فِيهَا فِدَا
مَنْعَتِي الصَّلَاةَ وَالصَّوْمَ؟ فَقَالَ: «أَنْعَتُ

۲۸۷- عمران بن طلحہ اپنی والدہ حمہ بنت جحشؓ
سے روایت کرتے ہیں۔ حمہ نے بتایا کہ مجھے بہت زیادہ
اور بڑا سخت استحاضہ ہوتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی
خدمت میں آئی کہ آپ سے مسئلہ پوچھوں اور آپ کو
اپنی حالت بتاؤں تو میں نے آپ کو اپنی بہن زینب بنت
جحشؓ کے گھر میں پایا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ
کے رسول! میں ایسی عورت ہوں جسے بہت سخت شدید
استحاضہ ہوتا ہے آپ کا اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟
اس نے مجھے نماز اور روزے سے بھی روک رکھا ہے۔
آپ نے فرمایا: ”میرا خیال ہے کہ تم روٹی رکھ لیا کرو اس
سے خون رک جائے گا۔“ اس (حمہ) نے کہا: یہ اس
سے زیادہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر کپڑا باندھ لیا

۲۸۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في المستحاضة: أنها تجمع بين
الصلاتين بغسل واحد، ح: ۱۲۸ من حديث زهير به وقال: ”حسن صحيح“، ورواه ابن ماجه، ح: ۶۲۲، ۶۲۷،
وحسنه البغوي في شرح السنة: ۳۲۶ * ابن عقیل ضعیف، تقدم، ح: ۱۲۶.

کرو۔“ میں نے کہا: یہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے سیرے تو تھکی (دھار) بہتی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا: ”میں تمہیں دو باتیں بتاتا ہوں ان میں سے جو بھی اختیار کر لو کافی ہے۔ اگر دونوں کی ہمت ہو تو یہ تمہیں معلوم ہو گا۔“ آپ نے اس سے فرمایا: ”یہ دراصل شیطانی کجوکا ہے۔ پس تم (ہر مہینے) اللہ کے علم کے مطابق چھ یا سات دن حیض کے شمار کرو پھر غسل کر لو حتیٰ کہ جب تم اپنے آپ کو پاک صاف سمجھو تو تین یا چوبیس دن رات نماز پڑھتی رہو اور روزے رکھو تمہیں یہ کافی ہے اور ہر مہینے ویسے ہی کیا کرو جیسے کہ عام عورتیں اپنے حیض اور طہر کے دنوں میں کرتی ہیں۔

(دوسری صورت) اور اگر ہمت ہو تو ظہر کو مؤخر اور عصر کو جلدی کر کے ان دونوں کو جمع کر لو اور ان کے لیے ایک غسل کرو۔ پھر مغرب کو مؤخر اور عشاء کو جلدی کرتے ہوئے ایک غسل کر لو اور ان نمازوں کو جمع کر کے پڑھ لو۔ اور فجر کی نماز کے لیے (بھی) غسل کر لو۔ اگر تم یہ کر سکتی ہو تو کر لیا کرو اور روزے بھی رکھتی جاؤ۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اور یہ (دوسری) صورت ان دونوں میں سے میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔“

امام ابو داؤد و ترمذی نے کہا اس روایت کو عمرو بن ثابت نے ابن عقیل سے نقل کیا اور کہا: حسنہ نے کہا: ”یہ صورت میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔“ اس قول کو اس نے

لَكَ الْكَرْشَفَ فَإِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ. قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: «فَاتَّخِذِي ثَوْبًا». فَقَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، إِنَّمَا أُنْجُ ثَجًّا. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَامُرُكِ بِأَمْرَيْنِ أَتَيْتَهُمَا فَعَلْتَ أَجْزَى عَنْكِ مِنَ الْآخَرِ، فَإِنْ قَوَيْتِ عَلَيْهِمَا فَأَنْتِ أَعْلَمُ» قَالَ لَهَا: «إِنَّمَا هَذِهِ رَكْعَتُهُ مِنْ رَكْعَاتِ الشَّيْطَانِ، فَتَحْيِضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي عِلْمِ اللَّهِ، تَعَالَى ذِكْرُهُ، ثُمَّ اغْتَسِلِي، حَتَّى إِذَا رَأَيْتِ أَنَّكَ قَدْ طَهُرْتَ وَاسْتَنْقَأْتَ فَصَلِّي ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا وَصُومِي فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِيكَ، وَكَذَلِكَ فَافْعَلِي كُلَّ شَهْرٍ كَمَا يَحِضُّنَ النِّسَاءُ وَكَمَا يَطْهُرْنَ مِيقَاتِ حَيْضِهِنَّ وَطَهْرِهِنَّ، فَإِنْ قَوَيْتِ عَلَى أَنْ تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِي الْعَصْرَ فَتَغْتَسِلِي، وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَتُؤَخِّرِينَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلِينَ الْعِشَاءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فَافْعَلِي وَتَغْتَسِلِينَ مَعَ الْفَجْرِ فَافْعَلِي وَصُومِي إِنْ قَدَرْتَ عَلَى ذَلِكَ». قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَهَذَا أَعْجَبُ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ».

قال أبو داؤد: رواه عمرو بن ثابت عن ابن عقیل فقال: قالت حمته: هذا أعجب الأمرين إليّ، لم يجعله قول

۱- کتاب الطہارۃ

النَّبِيِّ ﷺ، جَعَلَهُ كَلَامَ حَمَنَةٍ. رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں بتایا، بلکہ حمن کا قول کہا۔
 قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ عَمْرُو بْنُ نَابِثٍ رَافِضِيًّا وَذَكَرَهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ [وَلَكِنَّهُ كَانَ صَدُوقًا فِي الْحَدِيثِ].
 امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: عمرو بن ثابت رافضی تھا اور یہ قول یحییٰ بن معین سے ذکر کیا۔ (لیکن وہ حدیث میں صدوق (سچا) تھا۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ: حَدِيثُ ابْنِ عَقِيلٍ فِي نَفْسِي مِنْهُ شَيْءٌ. امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا کہتے تھے کہ ابن عقیل کی حدیث کے بارے میں میرے دل میں کچھ (تردد) ہے۔

🌞 فائدہ: حدیث ۲۸۶، ۲۸۷ بھی سداً ضعیف ہیں۔ علامہ شوکانی اسل الجرار (ج: ۱، ص: ۱۳۹) میں کہتے ہیں: ”استحاضہ کے لیے غسل کے مسئلہ میں کئی احادیث آئی ہیں اور اکثر سنن ابی داود میں ہیں مگر حفاظ محدثین کی ایک جماعت نے انہیں بصرحت ناقابل حجت قرار دیا ہے۔ اگر بر بنائے قاعدہ ”احادیث بعض بعض کے لیے تقویت کا باعث ہوتی ہیں۔“ انہیں صحیح بھی تسلیم کیا جائے تو صحیحین وغیرہ میں وارد صحیح ترین اور قوی ترین احادیث کے مقابلے میں ان کو پیش نہیں کیا جاسکتا۔ صحیحین کی روایات میں حیض کے ختم ہونے پر صرف ایک غسل کا حکم دیا ہے اور ضروری ہے کہ اس قسم کے پر مشقت حکم کے لیے ایسی دلیل ہو جو چمکتے سورج کی مانند روشن ہو، کیا یہ ضعیف اور ناقابل حجت روایات سے ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔“ (مترجم عرض کرتا ہے کہ استحباب و فضیلت میں تو شبہ نہیں ہے جیسے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے عمل سے ثابت ہے۔ مزید اگلے باب کی احادیث ملاحظہ ہوں۔)

(المعجم ۱۱۰) - باب مَا رُوِيَ أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ

(التحفة ۱۱۱)

۲۸۸- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَقِيلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ

۲۸۸- جناب عروہ بن زبیر اور عروہ بنت عبدالرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو کہ رسول اللہ ﷺ کی سالی اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں ان کو سات سال تک استحاضہ رہا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا:

”یہ حیض نہیں بلکہ ایک رگ (کا خون) ہے لہذا غسل کرو اور نماز پڑھو۔“ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنی بہن زینب بنت جحشؓ کے حجرے میں ایک لگن میں غسل کرتیں تو خون کی سرخی پانی پر چھا جاتی تھی۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ اسْتَحِضَتْ سَنَعُ سَيْنٍ، فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي». قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِي مِرْكَبٍ فِي حُجْرَةِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حَتَّى تَغْلُو حُمْرَةَ الدَّمِ الْمَاءَ.

🌞 فائدہ: ”غسل کرو اور نماز پڑھو“ کا مطلب ہے ایام حیض کے ختم ہونے کے بعد غسل کرو اور نماز پڑھنا شروع کر دو۔ اس سے مقصود ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم دینا تھا، اس سے اس کا اثبات ہی ہوتا ہے۔ اس سے اگر کسی نے ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم سمجھا ہے تو یہ اس کا اچھا فہم ہے علاوہ ازیں کسی بھی صحیح حدیث میں ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم نہیں ہے۔

۲۸۹- عمرہ بنت عبدالرحمن ام حبیبہؓ سے یہی حدیث روایت کرتی ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

۲۸۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرْتَنِي عُمَرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

۲۹۰- عروہ سیدہ عائشہؓ سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں۔ اس میں کہا: چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

۲۹۰- حَدَّثَنَا يَزِيدُ [بْنُ] خَالِدٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

(اختلاف اسانید کا بیان) امام ابوداؤدؒ نے کہا: یہ حدیث قاسم بن ہرور نے یونسؒ سے وہ ابن شہاب

قال أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مَبْرُورٍ عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُمَرَةَ،

۲۸۹- تخریج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ۲۸۵.

۲۹۰- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۳۳۴ من حديث الليث بن سعد به.

سے وہ عمرہ سے وہ عائشہ سے انہوں نے ام حبیبہ بنت جحشؓ سے روایت کی ہے۔ اور ایسے ہی عمر نے زہری سے اس نے عمرہ سے اس نے عائشہ سے روایت کی ہے لیکن عمر نے کبھی عن عمرہ عن أم حبيبة کہا ہے اور ایسے ہی ابراہیم بن سعد اور ابن عیینہ (دونوں) نے زہری سے وہ عمرہ سے اس نے عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ ابن عیینہ نے اپنی روایت میں کہا کہ (زہری نے) یہ نہیں کہا کہ نبی ﷺ نے اسے غسل کرنے کا حکم دیا تھا۔

۲۹۱- جناب عمروہ اور عمرہ بنت عبد الرحمن (دونوں) حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ام حبیبہؓ کو سات سال تک استحاضہ رہا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ غسل کریں چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

اوزاعی نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے کہ عائشہؓ نے کہا: وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

۲۹۲- ام المومنین سیدہ عائشہؓ کہتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحشؓ کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں استحاضہ آتا رہا تو آپ نے انہیں ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم دیا اور حدیث بیان کی۔

عن عائشة، عن أم حبيبة بنت جحش. وكذلك رواه معمر عن الزهري، عن عمرة، عن عائشة - وربما قال معمر: عن عمرة عن أم حبيبة بمعناه - وكذلك رواه إبراهيم بن سعد وابن عيينة عن الزهري، عن عمرة، عن عائشة. وقال ابن عيينة في حديثه: ولم يقل إن النبي ﷺ أمرها أن تغسل.

۲۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَعُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ اسْتَحِضَتْ سَبْعَ سِنِينَ فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَغْتَسِلَ، فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ أَيْضًا. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

۲۹۲- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اسْتَحِضَتْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَمَرَهَا بِالْغُسْلِ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَسَاقِ الْحَدِيثِ.

۲۹۱- تخریج: أخرجه البخاري، الحيض، باب عرق الاستحاضة، ح: ۳۲۷ من حديث ابن أبي ذئب، ومسلم،

الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۳۳۴ من حديث ابن شهاب به باختلاف يسير.

۲۹۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۳۷/۶ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به وانظر، ح: ۲۹۰

* محمد بن إسحاق عمن.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: اسے ابو الولید طلیسی نے روایت کیا ہے، مگر میں نے ان سے سنا نہیں ہے (بلکہ بالواسطہ سنا ہے۔) (طلیسی نے) سلیمان بن کثیر سے وہ زہری سے وہ عروہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، کہا: زینب بنت جحش کو استحاضہ ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”ہر نماز کیلئے غسل کیا کرو۔“ اور حدیث بیان کی۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: اسے عبدالصمد نے سلیمان بن کثیر سے روایت کیا تو کہا: ”ہر نماز کیلئے وضو کیا کرو۔“ مگر یہ عبدالصمد کا وہم ہے۔ اس بارے میں ابو الولید کا قول صحیح ہے۔

🌞 توضیح: شیخ البانی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ابو الولید طلیسی کی روایت میں صحیح تیرہ ہے کہ یہ خاتون ام حبیبہ بنت جحش تھیں۔

۲۹۳- جناب ابوسلمہ کہتے ہیں کہ مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک عورت کو بہت زیادہ خون آتا تھا اور وہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ”ہر نماز کے وقت غسل کرے اور نماز پڑھا کرے۔“

(یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا کہ مجھے ابوسلمہ نے بتایا کہ) ام بکر نے مجھے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جیسے

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبَّالِيُّ وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: «اسْتَحِضْتُ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «اغْتَسِلِي لِكُلِّ صَلَاةٍ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: «تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا وَهُمْ مِنْ عَبْدِ الصَّمَدِ وَالْقَوْلُ فِيهِ قَوْلُ أَبِي الْوَلِيدِ.

۲۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنُ أَبِي الْحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهْرَاقُ الدَّمَ وَكَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّيَ.

وَأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّ بَكْرٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يَرِيهَا بَعْدَ الطَّهْرِ: «إِنَّمَا

۲۹۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۵۱/۱ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۱۵ * حديث أم بكر ضعيف لجهالة حالها، أخرجه ابن ماجه، ح: ۶۷۶، يحيى بن أبي كثير مدلس وعتم.

ہی» اَوْ قَالَ: «إِنَّمَا هُوَ عَرُوقٌ» اَوْ قَالَ: کہ طہر شروع ہونے کے بعد کوئی شک والی کیفیت درپیش ہو۔ ”بے شک یہ رگ (کا خون) ہے۔“ (الفاظ میں شک ہے) «إِنَّمَا هِيَ عَرُوقٌ يَا إِنَّمَا هُوَ عَرُوقٌ يَاعَرُوقُ»

قال أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِ ابْنِ عَقِيلٍ الْأَمْرَانِ جَمِيعًا. قَالَ: «إِنْ قَوِيَتْ فَأَغْتَسِلِي لِكُلِّ صَلَاةٍ وَلَا فَاجْمَعِي» كَمَا قَالَ الْقَاسِمُ فِي حَدِيثِهِ. وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْقَوْلُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: ابن عقیل کی روایت میں دونوں باتیں جمع ہیں: آپ نے فرمایا: ”اگر طاقت رکھتی ہو تو ہر نماز کے لیے غسل کر لیا کرو ورنہ جمع کرلو۔“ جیسے کہ قاسم نے اپنی روایت میں بیان کیا۔ اور ابی قول سعید بن جبیر نے حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

☀️ فائدہ: روایت ۲۹۲ اور ۲۹۳ دونوں ضعیف ہیں۔ اس لیے ہر نماز کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔ جبض سے پاک ہونے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کافی ہے۔ حدیث ۲۹۰ اور ۲۹۱ میں حضرت ام حبیبہ کا ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا جو عمل بیان کیا گیا ہے اس کی بابت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہ رحمہ اللہ کا ہر نماز کے لیے غسل کرنا اپنی پسند سے تھا، انہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الاوطار) باب غسل المستحاضۃ لکل صلاۃ ۱/ ۸۳ (۲۸۳) لیکن شیخ البانی اور دیگر بعض حضرات نے حدیث ۲۹۲، ۲۹۳ کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن ابی داود، تعلیقات السیل الجرار) ۱/ ۳۲۷ (۳۲۸) اس میں تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایک مرتبہ غسل ضروری ہے تاہم ہر نماز کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۱۱) - باب مَنْ قَالَ: تَجْمَعُ

بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَتَغْتَسِلُ لَهُمَا غُسْلًا

(التحفة ۱۱۲)

۲۹۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اسْتَحِضَّتْ امْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَإِنَّمَا هِيَ عَائِشَةُ سَيِّدَةُ عَائِشَةَ بَيَانِ كَرْتِي هِيَ كَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَ زَمَانِهِ فِيْ اِيْكَ عَوْرَتِ كُو اسْتَحْضَهْ اَنِّ لَگَا تَوَاسَّ عَظْمِ دِيَا گِيَا كَ نَمَازِ عَصْرِ كُو جَلْدِيْ اَوْر طَهْرِ كُو مَوْخَر كَرَّ - اَوْر اِنْ دَوْنُوْ (نَمَازُوْ) كَ لِيْ اِيْكَ

۲۹۴- تخریج: [استادہ صحیح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر اغسال المستحاضة، ج: ۲۱۱ من حديث شعبة به.

رسول اللہ ﷺ، فَأَمَرَتْ أَنْ تُعَجَّلَ الْعَصْرُ وَتُؤَخَّرَ الظُّهْرُ وَتَغْتَسِلَ لَهْمَا غُسْلًا، وَأَنْ تُوَخَّرَ الْمَغْرِبُ وَتُعَجَّلَ الْعِشَاءُ وَتَغْتَسِلَ لَهْمَا غُسْلًا، وَتَغْتَسِلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ غُسْلًا. فَقُلْتُ لَعَبْدِ الرَّحْمَنِ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: لَا أَحَدُثُكَ - إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - بِشَيْءٍ.

خس尔 کرے۔ اور مغرب کو مؤخر اور عشاء کو جلدی کرے اور ان دونوں کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کی نماز کے لیے ایک غسل کرے۔ میں نے (یعنی شعبہ نے) عبدالرحمن سے کہا: کیا یہ نبی ﷺ سے مروی ہے؟ انہوں نے کہا: میں تجھے جو بھی بیان کرتا ہوں وہ نبی ﷺ ہی کی حدیث ہوتی ہے۔

فوائد و مسائل: یہ عورت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا تھیں جیسے کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔ اور یہ غسل مستحب ہے۔ روزہ ایک ہی غسل کافی ہے جیسے کہ اگلے باب کی احادیث میں آ رہا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صاحب عذر اور مریض نمازوں کو جمع بھی کر سکتا ہے۔

۲۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ سَهْلَةَ بِنْتَ سَهْلٍ اسْتَحِيضَتْ، فَأَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، فَلَمَّا جَهَدَهَا ذَلِكَ أَمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ يَغْسِلُ بِالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ يَغْسِلُ وَتَغْتَسِلَ لِلصُّبْحِ.

۲۹۵- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا کو استحاضے کا عارضہ ہو گیا تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کریں مگر جب وہ اس سے مشقت میں پڑ گئیں تو انہیں حکم دیا کہ ظہر و عصر کی نماز ایک غسل کے ساتھ جمع کریں اور مغرب و عشاء کو ایک غسل کے ساتھ اور صبح کے لیے ایک غسل کیا کریں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: إِنَّ أُمَّرَأَةً اسْتَحِيضَتْ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهَا بِمَعْنَاهُ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا اس روایت کو ابن عیینہ نے عبدالرحمن بن قاسم سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔ کہا: ایک عورت کو استحاضہ ہو گیا اس نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے اس کو حکم دیا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۲۹۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۱/ ۳۵۲، ۳۵۳ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق، وحديث ابن عيينة ورواه البيهقي ۱/ ۳۵۳ ابن إسحاق وسفيان مدلسان وعنه.

۲۹۶- سیدہ اسماء بنت عمیس ؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فاطمہ بنت ابی چیش ؓ کو اتنی مدت سے استحاضہ ہو رہا ہے اور وہ نماز نہیں پڑھ سکی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! یہ شیطانی اثر ہے۔ اسے چاہیے کہ ٹب میں بیٹھے اگر پانی پر زردی غالب ہو تو چاہیے کہ ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کے لیے ایک غسل کرے اور ان کے مابین وضو کرے۔“

۲۹۶- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ: أَخْبَرَنَا جَالِدٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ يَغْنِي بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ اسْتَحِضَتْ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ تُصَلِّ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سُبْحَانَ اللَّهِ! إِنَّ هَذَا مِنَ الشَّيْطَانِ، لَتَجْلِسَ فِي مِرْكَبٍ، فَإِذَا رَأَتْ صُفْرَةَ فَوْقَ الْمَاءِ فَلْتَتَغَيَّسِلْ لِلظُّهْرِ وَالْعَصْرِ غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَتَغَيَّسِلْ لِلْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَتَغَيَّسِلْ لِلْفَجْرِ غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَوَضَّأُ فِيمَا بَيْنَ ذَلِكَ».

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث کو مجاہد نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا کہ جب اس پر (ہر نماز کے لیے) غسل مشکل ہو گیا تو اسے حکم دیا کہ دو نمازوں کو جمع کر لیا کرے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مُجَاهِدٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: لَمَّا اسْتَدَّ عَلَيْهَا الْغُسْلُ أَمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ.

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اور اسے ابراہیم نخعی نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے اور ابراہیم نخعی اور ایسے ہی عبد اللہ بن شداد کا بھی یہی قول ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَهُوَ قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَادٍ.

باب ۱۱۲- ان حضرات کے دلائل جو کہتے ہیں کہ مستحاضہ طہر سے طہر تک ایک ہی غسل کرے

(المعجم ۱۱۲) - باب مَنْ قَالَ: تَتَغَيَّسِلُ مِنْ طَهْرٍ إِلَى طَهْرٍ (التحفة ۱۱۳)

۲۹۷- جناب عدی بن ثابت اپنے والد سے وہ

۲۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ

۲۹۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۱/۲۱۵، ۲۱۶، ح: ۸۲۸ من حديث خالد بن، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱/۱۷۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * الزهري عن عن.

۲۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن المستحاضة تتوضأ لكل صلاة، ۴۴

۱- کتاب الطہارۃ

زِيَاد: أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْيَقْطَانِ، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ: «تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَانِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي وَالتَّوَضُّؤُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

اس (عدی) کے نانائے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے مستحاضہ کے بارے میں فرمایا: ”اپنے حیض کے ایام کی نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے اور ہر نماز کے لیے وضو کیا کرے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: زَادَ عُثْمَانُ «وَتَتَوَضَّؤُ وَتُصَلِّي». **امام ابوداؤد** نے کہا: عثمان نے زیادہ کیا: ”روزے رکھے اور نماز پڑھے۔“

☀️ **فائدہ:** اور یہی بات دلائل کے اعتبار سے قوی ہے اور جمہور اسی کے قائل ہیں اور دیگر احادیث کہ ہر نماز کے لیے غسل یاد نمازوں کے لیے غسل یہ سب استحباب کے معنی میں ہے۔ یعنی اس عمل کو نفل، مستحب اور باعث اجر و ثواب سمجھا جانا چاہیے۔

۲۹۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ خَبَرَهَا قَالَ: «ثُمَّ اغْتَسَلِي ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ وَصَلِّي».

۲۹۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس آئیں اور (راوی نے) ان کا واقعہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ”پھر غسل کرو اور پھر ہر نماز کے لیے وضو کرو اور نماز پڑھتی رہو۔“

۲۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَطَّانُ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي مَسْكِينٍ، عَنْ الْحَجَّاجِ، عَنْ أُمِّ كَلْثُومٍ، عَنْ عَائِشَةَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ تَغْتَسِلُ تَغْنِي

۲۹۹- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مستحاضہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ غسل کرے یعنی ایک ہی بار۔ پھر ایام حیض آنے تک وضو ہی کرتی رہے۔

۴۴ ح: ۱۲۶، وابن ماجه، ح: ۶۲۵ من حديث شريك القاضي به • شريك عنمن، وللحديث شواهد ضعيفة.

۲۹۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ما جاء في المستحاضة التي قد عدت... إلخ، ح: ۶۲۴ من حديث وكيع به، وللحديث شواهد • الأعمش وحبيب مدلسان وعثمان.

۲۹۹- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۳۴۶ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

مَرَّةً وَاحِدَةً، ثُمَّ تَوَضَّأَ إِلَى آيَاتِ أَفْرَائِيهَا.

🌞 فائدہ: روایت ۲۹۷، ۲۹۸ سند ضعیف ہیں۔ تاہم ان میں بیان کردہ بات صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان دونوں روایات کی تصحیح کی ہے۔ البتہ حدیث ۳۰۰ کی انہوں نے تضعیف کی ہے۔

۳۰۰- جناب مسروق کی اہلیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

روایت کرتی ہیں انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے مانند بیان کیا۔

۳۰۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ

الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ أَيُّوبَ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ ابْنِ شُبْرُمَةَ، عَنْ امْرَأَةٍ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ مذکورہ الصدر روایات عدی بن ثابت، اعمش، حبیب اور ایوب ابوالعلاء سب ضعیف ہیں صحیح نہیں ہیں۔ اعمش بواسطہ حبیب کی حدیث (مذکورہ ۲۹۸) ضعیف ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حفص بن غیاث اعمش سے موقوف بیان کرتے ہیں اور حفص بن غیاث نے حبیب کی حدیث کے مرفوع ہونے کا انکار کیا ہے نیز اسباط نے اعمش سے عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوف ذکر کیا ہے۔

قال أبو داود: وَحَدِيثُ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبٍ وَأَيُّوبَ أَبِي الْعَلَاءِ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ لَا تَصَحُّ. وَدَلَّ عَلَى ضُعْفِ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبٍ هَذَا الْحَدِيثُ أَوْفَقَهُ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ. وَأَنْكَرَ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ أَنْ يَكُونَ حَدِيثُ حَبِيبٍ مَرْفُوعًا. وَأَوْفَقَهُ أَيْضًا اسْبَاطُ عَنْ الْأَعْمَشِ مَوْقُوفٌ عَنْ عَائِشَةَ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن داؤد نے اعمش سے صرف پہلا حصہ مرفوع روایت کیا ہے اور اس بات کا انکار کیا ہے کہ اس میں ہر نماز کے لیے وضو کا بیان ہو۔

قال أبو داود: وَرَوَاهُ ابْنُ دَاوُدَ عَنِ الْأَعْمَشِ مَرْفُوعًا أَوَّلُهُ وَأَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْوُضُوءُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

حبیب کی اس حدیث کے ضعیف ہونے کی (دوسری) دلیل یہ بھی ہے کہ زہری عن عروہ عن عائشہ کی مستحاضہ والی روایت میں ہے انہوں نے کہا کہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

وَدَلَّ عَلَى ضُعْفِ حَدِيثِ حَبِيبٍ هَذَا أَنَّ رِوَايَةَ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ فِي حَدِيثِ الْمُسْتَبَحَاةِ.

۳۰۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في معرفة السنن والآثار، ج: ۴۸۸، من حديث أبي داود به، وكذا رواه الشعبي عن قمبر امرأة مسروق به، والسنن الكبرى للبيهقي: ۱/ ۳۴۶، ۳۴۷.

وَرَوَى أَبُو الْيُقْطَانِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ،
 عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ مَوْلَى بَنِي
 هَاشِمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَرَوَى
 عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ وَبَيَّانٌ وَمُغِيرَةُ
 وَفِرَاسٌ وَمُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ حَدِيثِ
 قَمِيرٍ، عَنْ عَائِشَةَ: تَوَضَّأَ لِكُلِّ صَلَاةٍ.
 وَرَوَاهُ دَاوُدُ وَعَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ،
 عَنْ قَمِيرٍ، عَنْ عَائِشَةَ: تَغْتَسِلُ كُلَّ يَوْمٍ
 مَرَّةً. وَرَوَى هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ
 أَبِيهِ: الْمُسْتَحَاضَةُ تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

جب کہ ابوالیقطان نے بہ سند عدی بن ثابت عن
 ابیہ عن علی اور عمار مولیٰ بنی ہاشم نے حضرت ابن
 عباس رضی اللہ عنہما سے اور عبد الملک بن ميسرة بیان بن بشر مغیرہ
 فراس اور مجالد نے شعبی سے حدیث قمیر میں حضرت
 عائشہ سے بیان کیا ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے وضو کرے۔

داود اور عاصم کی روایت میں جو شعبی عن قمر
 عن عائشہ سے مروی ہے کہ ہر روز ایک غسل کرے۔
 جب کہ ہشام بن عروہ عن ابیہ کی روایت ہے کہ مستحاضہ
 ہر نماز کے لیے غسل کرے۔

وَهَذِهِ الْأَحَادِيثُ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ إِلَّا
 حَدِيثَ قَمِيرٍ وَحَدِيثَ عَمَّارٍ مَوْلَى بَنِي
 هَاشِمٍ وَحَدِيثَ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ
 وَالْمَعْرُوفُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ الْغُسْلُ.

اور یہ سب احادیث ضعیف ہیں سوائے (ان تین
 احادیث کے۔ یعنی) حدیث قمیر (زوجہ مسروق) حدیث
 عمار مولیٰ بنی ہاشم اور حدیث ہشام بن عروہ عن ابیہ۔ اور
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا معروف قول غسل کا ہے۔

☀️ فائدہ: حدیث قمیر حدیث عمار اور حدیث ہشام تینوں میں ہر نماز کے لیے صرف وضو کرنے کا حکم ہے، غسل
 کرنے کا یا دو نمازوں کے لیے ایک غسل کرنے کا نہیں۔ اس لیے مستحاضہ عورت صرف طہر کے وقت غسل کرے گی
 اس کے بعد ہر نماز کے لیے صرف وضو کرنا اس کے لیے کافی ہوگا۔

(المعجم . . .) - باب مَنْ قَالَ:
 الْمُسْتَحَاضَةُ تَغْتَسِلُ مِنْ ظَهْرِ إِلَى ظَهْرِ
 باب: ان حضرات کے دلائل جو کہتے ہیں کہ
 مستحاضہ طہر سے ظہر تک ایک غسل کرے

(التحفة ۱۱۴)

۳۰۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ
 سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ أَنَّ الْقَعْنَاقَ وَزَيْدَ بْنَ
 أَسْلَمَ أَرْسَلَاهُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَسْأَلُهُ

۳۰۱- سخی مولیٰ ابی بکر سے مروی ہے کہ قعقاع اور
 زید بن اسلم نے مجھے سعید بن مسیب کے پاس بھیجا کہ
 ان سے مستحاضہ کے غسل کے بارے میں سوال کروں۔ تو

۳۰۱- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارمي: ۲۰۵/۱، ح: ۸۱۵ من طريق آخر عن سمي به، وهو في الموطأ
 (مصحف): ۶۳/۱، ورواه البيهقي في المعرفة: ۴۸۶ من حديث أبي داود به.

۱۔ کتاب الطہارۃ۔ استاخارہ کے احکام و مسائل

کَيْفَ تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةُ؟ فَقَالَ: تَغْتَسِلُ مِنْ ظَهْرِ إِلَى ظَهْرِ، وَتَوَضُّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَإِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَنْفَرَتْ بِثَوْبٍ.

انہوں نے کہا کہ ظہر سے ظہر تک کے لیے غسل کرے اور (اس کے مابین) باقی ہر نماز کیلئے وضو کرے اور اگر اس پر خون غالب ہو تو پکڑے کالنگوٹ باندھ لیا کرے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَأَنْسِ بْنِ مَالِكٍ تَغْتَسِلُ مِنْ ظَهْرِ إِلَى ظَهْرِ، وَكَذَلِكَ رَوَى دَاوُدُ وَعَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَمْرِأَيْتِهِ، عَنْ قَمِيرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، إِلَّا أَنَّ دَاوُدَ قَالَ: كُلَّ يَوْمٍ، وَفِي حَدِيثِ عَاصِمٍ: عِنْدَ الظُّهْرِ وَهُوَ قَوْلُ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَالْحَسَنِ وَعَطَاءٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عمر اور انس بن مالک رحمہم اللہ سے (بھی یہی) مروی ہے کہ ظہر سے ظہر تک کے لیے وضو کرے اور ایسے ہی داود اور عاصم نے شعبی سے وہ اپنی زوجہ سے وہ قمر (زوجہ مسروق) سے اس نے حضرت عائشہ رحمہہا سے روایت کیا ہے مگر داود نے کہا کہ ”ہر روز غسل کرے“ اور عاصم کی روایت میں ہے کہ ”ظہر کے وقت غسل کرے“ اور یہی قول ہے سالم بن عبد اللہ حسن اور عطاء کا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَالِكٌ: إِنِّي لَأَظُنُّ حَدِيثَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ مِنْ ظَهْرِ إِلَى ظَهْرِ قَالَ فِيهِ: إِنَّمَا هُوَ مِنْ ظَهْرِ إِلَى ظَهْرِ وَلَكِنْ الْوَهْمُ دَخَلَ فِيهِ فَقَلَّبَهَا النَّاسُ فَقَالُوا: مِنْ ظَهْرِ إِلَى ظَهْرِ. وَرَوَاهُ مُسَوِّرُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ فِيهِ: مِنْ ظَهْرِ إِلَى ظَهْرِ فَقَلَّبَهَا النَّاسُ مِنْ ظَهْرِ إِلَى ظَهْرِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: مالک کہتے ہیں کہ ابن مسیب کی حدیث ”ظہر سے ظہر تک“ کے بارے میں میرا گمان ہے کہ یہ دراصل ”ظہر سے ظہر تک“ ہے لیکن کسی کو وہم ہوا تو اس نے اسے ”ظہر سے ظہر تک“ بنا دیا۔ جبکہ مسور بن عبد الملک نے اس روایت کو ”ظہر سے ظہر تک“ ہی بیان کیا ہے مگر لوگوں نے اسے ”ظہر سے ظہر تک“ بنا دیا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً صحیح ہے لیکن اس میں صحابہ کے آثار ہی کا بیان ہے جب کہ صحیح حدیث سے طہارت حاصل ہونے کے بعد صرف ایک ہی مرتبہ غسل کا اثبات ہوتا ہے جیسا کہ اس سے قبل صراحت کی جا چکی ہے۔ ② الفاظ کا معنی و مفہوم واضح ہے کہ ”ظہر کے وقت غسل کرے۔“ یعنی روزانہ۔ مگر ”ظہر سے ظہر تک“ کا معنی یہ ہے کہ ایام طہر شروع ہونے پر ایک غسل کرے جو واجب ہے۔ اور مرفوع احادیث صحیحہ سے یہی بات ثابت ہے۔ ابو بکر بن عربی نے کہا کہ جب ہر نماز کے لیے غسل انتہائی مشکل ہو تو ہر روز ایک وقت غسل کر لیا کرے جبکہ دن خوب

گرم ہو اور اس سے مطلوب مزید نظافت ہے۔

باب: ۱۱۳- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ

(استحاضہ) ہر روز ایک بار غسل کرے اور ظہر

کے وقت کی تعیین نہیں کرتے

(المعجم ۱۱۳) - باب مَنْ قَالَ: تَغْتَسِلُ

كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً وَلَمْ يَقُلْ عِنْدَ الظُّهْرِ مَرَّةً

(التحفة ۱۱۵)

۳۰۲- سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ استحاضہ کا

حیض جب ختم ہو جائے تو وہ ہر روز غسل کیا کرے اور

تھوڑی سی اونگھی یا زیتون کے تیل میں تر کر کے حول کر

لیا کرے۔ (یعنی فرج میں رکھ لیا کرے۔)

۳۰۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَاعِيلَ

وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ مَعْقِلِ الْخَثْعَمِيِّ،

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: الْمُسْتَحَاضَةُ إِذَا انْقَضَى

حَيْضُهَا اغْتَسَلَتْ كُلَّ يَوْمٍ وَاتَّخَذَتْ صُوفَةً

فِيهَا سَمْنٌ أَوْ زَيْتٌ.

وضاحت: بعض علماء اس کے قائل ہیں۔ اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے مگر مرفوع حدیث نہیں ہے اور وہ بھی

سنداً ضعیف ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ صورت واجب نہیں بطور نظافت مستحب و مندوب ہے اور علامہ منذری نے اسے

”غریب“ کہا ہے۔

باب: ۱۱۴- ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ استحاضہ

ان ایام میں (موقع بموقع) غسل کرتی رہے

(المعجم ۱۱۴) - باب مَنْ قَالَ: تَغْتَسِلُ

بَيْنَ الْأَيَّامِ (التحفة ۱۱۶)

۳۰۳- محمد بن عثمان نے قاسم بن محمد سے استحاضہ

کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ اپنے حیض

کے دنوں میں نماز چھوڑے رہے پھر (ان کے ختم ہونے

پر) غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے اور پھر ان

دنوں کے درمیان (موقع بموقع) غسل کرتی رہے۔

۳۰۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

عُثْمَانَ أَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ

الْمُسْتَحَاضَةِ قَالَتْ: تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَفْرَائِهَا

ثُمَّ تَغْتَسِلُ فَتُصَلِّي ثُمَّ تَغْتَسِلُ فِي الْأَيَّامِ.

فائدہ: یہ حکم شرعی نہیں بلکہ معمول کا غسل ہے جو انسان حسب خواہش یا حسب ضرورت نظافت اور پاکیزگی

کے لیے کرتا رہتا ہے۔

۳۰۲- تخریج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبو داود * معقل الخثعمي مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

۳۰۳- تخریج: [إسناده صحيح] انفرد به أبو داود.

۱- کتاب الطہارۃ

(المعجم ۱۱۵) - باب مَنْ قَالَ: تَوَضَّأَ
لِكُلِّ صَلَاةٍ (التحفة ۱۱۷)

باب: ۱۱۵- ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ
(مستحاضہ) ہر نماز کے لیے وضو کرے

۳۰۴- سیدہ فاطمہ بنت ابی جیشؓ سے روایت

ہے کہ انہیں استحاضہ ہوتا تھا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا:
”جب حیض کا خون آئے اور یہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور
پہچانا جاتا ہے تو جب یہ شروع ہو تو نماز سے رک جاؤ اور
جب دوسرا ہو تو وضو کرو اور نماز پڑھو۔“

۳۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ
عَمْرِو، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ
عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي
حُبَيْشٍ أَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَقَالَ لَهَا
النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ فَإِنَّهُ دَمٌ
أَسْوَدُ يُعْرَفُ، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَأَمْسِكِي عَنِ
الصَّلَاةِ فَإِذَا كَانَ الْآخِرُ فَتَوَضَّعِي وَصَلِّي.»

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ابن شہابی نے کہا کہ

ہمیں یہ حدیث ابن ابی عدی نے اپنے حفظ سے بیان کی
تو اس کی سند میں عائشہ کا اضافہ کیا (یعنی عروہ عن عائشہ
عن فاطمہ)۔

قال أبو داود: قال ابنُ المُثَنَّى:

وحدَّثنا به ابنُ أبي عَدِيٍّ حِفْظًا فَقَالَ:
عن عُرْوَةَ عن عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: علاء بن مسیب اور شعبہ

سے مروی ہے (دونوں) حکم سے وہ ابو جعفر سے روایت
کرتے ہیں۔ علاء نے مرفوعاً نبی ﷺ سے اور شعبہ نے
ابو جعفر سے موقوفاً بیان کیا: ”وہ ہر نماز کیلئے وضو کرے۔“

قال أبو داود: وَرَوِيَ عن الْعَلَاءِ بْنِ

الْمُسَيَّبِ وَشُعْبَةَ عن الْحَكَمِ، عن أَبِي
جَعْفَرٍ قَالَ الْعَلَاءُ عن النَّبِيِّ ﷺ،
وَأَوْفَقَهُ شُعْبَةُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ تَوَضَّأَ
لِكُلِّ صَلَاةٍ.

ملحوظہ: یہ روایت سداضعیف ہے جو پیچھے تفصیل سے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۲۸۶- تاہم اس میں بیان
کردہ بات دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ البتہ اس میں اختصار ہے اور طہارت حاصل ہونے کے بعد غسل کا ذکر
نہیں ہے۔ شیخ البانی نے اس کی تحمیں کی ہے۔ یہ اور اسی قسم کی دیگر احادیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ مستحاضہ ایک
وضو سے دو نمازیں نہیں پڑھ سکتی بلکہ ہر نماز کے لیے اسے وضو کرنا چاہیے۔

(المعجم ۱۱۶) - باب مَنْ لَمْ يَذْغُرِ
الْوُضُوءَ إِلَّا عِنْدَ الْحَدَثِ (التحفة ۱۱۸)

باب: ۱۱۶- ان لوگوں کی دلیل جو (مستحاضہ کو
علاوہ خون کے) کسی حدت کے لائق ہونے
ہی پر وضو کے قائل ہیں

۳۰۵- جناب عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام
حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ شروع ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسے حکم دیا: ”اپنے ایام حیض (کے ختم ہونے) کا
انتظار کرے۔ پھر غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کر
دے۔ اگر (خون کے علاوہ) کوئی حدت محسوس کرے تو
وضو کرے اور نماز پڑھے۔“

۳۰۵- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا
هُشَيْنٌ: حَدَّثَنَا أَبُو يَسْرِ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ:
إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اسْتَحِضَتْ
فَامْرَأَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَنْتَظِرَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ
تَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ، فَإِنْ رَأَتْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ
تَوَضَّأَتْ وَصَلَّتْ.

🌞 فائدہ: یہ روایت سداضعیف ہے۔ اس لیے رائج بات یہی ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو کرے چاہے اس کا
سابقہ وضو برقرار بھی ہو۔

۳۰۶- ربیعہ (بن عبدالرحمن المعروف ربیعہ الرائی
تابعی) سے منقول ہے کہ وہ مستحاضہ پر ہر نماز کے لیے
تجدید وضو کے قائل نہ تھے الا یہ کہ اسے خون کے علاوہ
کوئی اور حدت لائق ہو تو وضو کرے۔

۳۰۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ:
حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ
عَنْ رَبِيعَةَ أَنَّكَ كَانَ لَا يَرَى عَلَى
الْمُسْتَحِضَةِ وَضُوءًا عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ إِلَّا أَنْ
يُصِيبَهَا حَدَثٌ غَيْرُ الدَّمِ فَتَوَضَّأَ.

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جناب مالک
بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

قال أبو داود: هَذَا قَوْلُ مَالِكٍ يَغْنِي
ابن أنس.

باب: ۱۱۷- عورت اگر طہر کے بعد پیل (زرد)
یا میل پانی محسوس کرے؟

(المعجم ۱۱۷) - بَابُ: فِي الْمَرْأَةِ
تَرَى الصُّفْرَةَ وَالْكُثْرَةَ بَعْدَ الطَّهْرِ
(التحفة ۱۱۹)

۳۰۵- تخریج: [إسناده ضعيف] وقال الخطابي: "هذا الحديث منقطع، عكرمة لم يسمع من أم حبيبة"، ولا أصل
الحديث شواهد كثيرة.

۳۰۶- تخریج: [إسناده صحيح] انفرادہ ابوداؤد.

۳۰۷- ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیعت کی تھی بیان کرتی ہیں کہ ہم طہر شروع ہو جانے کے بعد میلے یا پیلے سے پانی آنے کو کچھ نہ سمجھتی تھیں۔

۳۰۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أُمِّ الْهَذِيلِ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ - وَكَانَتْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ - قَالَتْ: كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ بَعْدَ الطُّهْرِ شَيْئًا.

۳۰۸- جناب محمد بن سیرین نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

۳۰۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ بِمِثْلِهِ.

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ام ہذیل سے مراد حفصہ بنت سیرین ہیں۔ ان کے بیٹے کا نام ہذیل اور شوہر کا نام عبدالرحمن تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: أُمُّ الْهَذِيلِ هِيَ حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ كَانَ ابْنُهَا اسْمُهُ هَذِيلٌ وَاسْمُ زَوْجِهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ.

مسئلہ: امام طہر میں اگر خاتون کوئی پیلا یا میلا سا پانی محسوس کرے تو یہ کیفیت طہارت کے خلاف نہیں ہے۔

باب: ۱۱۸- استحاضہ سے اس کا شوہر مجامعت کر سکتا ہے

(المعجم ۱۱۸) - بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ يَغْشَاهَا زَوْجُهَا (التحفة ۱۲۰)

۳۰۹- جناب عکرمہ نے بیان کیا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہوتا تھا اور ان کا شوہر ان سے مجامعت کیا کرتا تھا۔

۳۰۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ: أَخْبَرَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: كَانَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ تُسْتَحَاضُ فَكَانَ زَوْجُهَا يَغْشَاهَا.

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یحییٰ بن معین نے معلیٰ کو ثقہ کہا ہے۔ جب کہ امام احمد بن حنبل اس سے کچھ روایت نہ

قال أَبُو دَاوُدَ: قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: مُعَلَّى ثِقَّةٌ، وَكَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا

۳۰۷- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۳۲۷/۱ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۱۷۴، ۱۷۵، ووافقه الذهبي، ورواه ابن ماجه، ح: ۶۴۷ من حديث أم الهذيل حفصة به.

۳۰۸- تخریج: أخرجه البخاري، الحيض، باب الصفرة والكدره في غير أيام الحيض، ح: ۳۲۶ من حديث إسماعيل ابن علي به.

۳۰۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۲۹/۱ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ۳۰۵.

یُرْوٰی عَنْهُ لِأَنَّهُ كَانَ يَنْظُرُ فِي الرَّأْيِ . کرتے تھے کیونکہ وہ رائے اور قیاس کی طرف مائل تھے۔

🌞 توضیح: مقدمہ فتح الباری میں ہے کہ یہ وہی احادیث بیان کرتے تھے جو رائے اور قیاس کے موافق ہوتی تھیں اور غلطیاں بھی کرتے تھے۔

۳۱۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ ۳۱۰- جناب عکرمہ، حمہ بنت جحش رحمہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں استحاضہ آتا تھا اور ان کا شوہر ان سے مباشرت کرتا تھا۔
الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَهْمِ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ: أَنَّهَا كَانَتْ مُسْتَحَاضَةً وَكَانَ زَوْجُهَا يُجَامِعُهَا.

🌞 فوائد و مسائل: ① استحاضہ چونکہ ایک مرض ہے اور یہ عارضہ کسی خاتون کے لیے عبادات یا معروف معمولات سے رکاوٹ کا باعث نہیں۔ ② حدیث ۳۰۹، ۳۱۰ ضعیف ہیں۔ تاہم دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ مستحاضہ سے محبت کرنا جائز ہے غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی کے نزدیک یہ دونوں روایات صحیح ہیں۔

(المعجم ۱۱۹) - باب مَا جَاءَ فِي وَقْتِ النَّفْسَاءِ (التحفة ۱۲۱)

۳۱۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: ۳۱۱- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نفاس والی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے دور میں زچگی کے بعد چالیس دن یا چالیس راتیں بیٹھی رہتی تھیں اور چہرے کی رنگت بدل جانے (یا جھانپاں پڑنے) کی وجہ سے ہم اپنے چہروں پر درس ملتی تھیں۔ (یہ زرد رنگ کی ایک بوٹی ہوتی ہے جو بطور اینٹ استعمال کی جاتی ہے۔)
حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي سَهْلٍ، عَنْ مُسَّةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَتِ النَّفْسَاءُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَقْعُدُ بَعْدَ نِفَاسِهَا أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، وَكُنَّا نَطْلِي عَلَى وُجُوهِهَا الْوَرَسَ - تَغْنِي مِنَ الْكَلْفِ.

۳۱۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۲۹/۱ من حديث أبي داود به، وأعله المنذري، وانظر، ح: ۳۰۵، ولاصل الحديث شواهد كثيرة.

۳۱۱- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في كم تمكث النفساء، ح: ۱۳۹، وابن ماجه، ح: ۶۴۸ من حديث علي بن عبد الأعلى به، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه الحاكم: ۱/۱۷۵، ووافقه الذهبي، وبنحوه قال ابن عباس، رواه البيهقي: ۳۴۱/۱ بسند صحيح عنه، والإجماع يؤيده.

۳۱۲- کثیر بن زیاد کہتے ہیں کہ مجھ سے آرو یہ یعنی مُسَّہ نے بیان کیا، وہ کہتی ہیں کہ میں حج کو گئی تو حضرت ام سلمہ ؓ کے پاس گئی۔ میں نے کہا: اے ام المؤمنین! سرہ بن جندب (صحابی رسول) عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ ایام حیض کی نمازوں کی قضا کیا کریں۔ انہوں نے کہا: کوئی قضا نہ کریں۔ نبی ﷺ کی عورتوں میں سے کوئی نفاس سے ہوتی تو چالیس رات بیٹھی رہتی۔ نبی ﷺ اسے ان دنوں کی نمازوں کی قضا کرنے کا حکم نہ دیتے تھے۔

۳۱۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ يَعْنِي حَبِيبِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْادٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَزْدِيُّ يَعْنِي مُسَّهً، قَالَتْ: حَجَجْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ سَمْرَةَ بِنَ جُنْدُبٍ يَأْمُرُ النِّسَاءَ يَقْضِينَ صَلَاةَ الْمَحِيضِ فَقَالَتْ: لَا يَقْضِينَ. كَانَتْ الْمَرْأَةُ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ تَقْعُدُ فِي النَّفَاسِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً لَا يَأْمُرُهَا النَّبِيُّ ﷺ لِقَضَاءِ صَلَاةِ النَّفَاسِ.

محمد بن حاتم نے کہا کہ اس خاتون راویہ کا نام مُسَّہ (میم کے ضمہ اور سین کی تشدید کے ساتھ) ہے۔ اور اس کی کنیت اُمّ بُسَّہ ہے۔ (ب کے ضمہ اور سین کی تشدید کے ساتھ)

قال مُحَمَّدٌ: يَعْنِي ابْنَ حَاتِمٍ: وَاسْمُهَا مُسَّهٌ تُكْنَى أُمَّ بَسَّةٍ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: کثیر بن زیاد کی کنیت ابو سہل ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: كَثِيرُ بْنُ زَيْادٍ كُنْيَتُهُ أَبُو سَهْلٍ.

🌞 توضیح: جب نفاس کے اس قدر طویل ایام کی نمازوں کی قضا نہیں دی جاتی تو ایسے ہی حیض کا مسئلہ بھی ہے۔

باب: ۱۲۰- غسل حیض کے احکام و مسائل

(المعجم ۱۲۰) - بَابُ الْإِعْتِسَالِ مِنَ الْحَيْضِ (التحفة ۱۲۲)

۳۱۳- امیہ بنت ابی صلت قبیلہ بنی غفار کی ایک

۳۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو

۳۱۲- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۳۱۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/ ۳۸۰ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به * أمية بنت أبي الصلت لا يعرف حالها (تقريب)، وابن إسحاق مدلس وعنعن.

خاتون سے روایت کرتی ہیں (سلسلہ نے کہا) میرے شیخ نے مجھ سے ان کا نام ذکر کیا تھا (مگر میں بھول گیا) وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر پالان کے پچھلے حصے پر بٹھالیا اور قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت ہی اونٹنی سے اترے۔ آپ نے سواری کو بٹھالیا اور میں بھی پالان کے پیچھے سے اتری تو اس پر میرے خون کا نشان تھا اور یہ میرا پہلا حیض تھا۔ کہتی ہیں کہ مجھے حیا آئی اور میں اونٹنی سے لگ گئی۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے میری کیفیت دیکھی اور خون بھی (تو بھانپ گئے) اور فرمایا: ”کیا ہوا؟ شاید کہ تجھے حیض آ گیا ہے؟“ میں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: ”اپنے آپ کو درست کر لو اور پانی کا ایک برتن لے کر اس میں کچھ نمک ملا لو اور پالان کو جو خون لگا ہے اسے دھو ڈالو اور پھر اپنی جگہ سوار ہو جاؤ۔“ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیر فتح کر لیا تو ہمیں مال۔ نے میں سے کچھ عنایت فرمایا۔ وہ کہتی ہیں کہ وہ جب بھی حیض سے پاک ہوتیں تو پانی میں نمک ملا لیا کرتی تھیں، حتیٰ کہ انہوں نے موت کے وقت وصیت کی کہ ان کے غسل کے پانی میں نمک ملا یا جائے۔

الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُهَيْمٍ، عَنْ أُمِّئَةَ بِنْتِ أَبِي الصَّلْتِ، عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي غِفَارٍ قَدْ سَمَّاهَا لِي قَالَتْ: أُرْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى حَقِيْبَةِ رَحْلِهِ، قَالَتْ: فَوَاللَّهِ! لَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الصُّبْحِ فَأَنَاحَ وَنَزَلْتُ عَنْ حَقِيْبَةِ رَحْلِهِ فَإِذَا بِهَا دَمٌ مِنِّي، وَكَانَتْ أَوَّلَ حَيْضَةٍ حَضَّتْهَا. قَالَتْ: فَتَقَبَّضْتُ إِلَى الثَّاقَةِ وَاسْتَحْيَيْتُ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا بِي وَرَأَى الدَّمَ قَالَ: «مَا لَكَ لَعَلَّكَ نَفْسَتْ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «فَأَصْلِحِي مِنْ نَفْسِكَ، ثُمَّ خُذِي إِنَاءً مِنْ مَاءٍ فَاطْرَحِي فِيهِ مِلْحًا ثُمَّ اغْسِلِي مَا أَصَابَ الْحَقِيْبَةَ مِنَ الدَّمِ ثُمَّ عُوْدِي لِمَرْكَبِكَ». قَالَتْ: فَلَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ رَضَخَ لَنَا مِنَ الْفَنَاءِ. قَالَتْ: وَكَانَتْ لَا تَطْهَرُ مِنْ حَيْضَةٍ إِلَّا جَعَلْتُ فِي طَهْوَرِهَا مِلْحًا، وَأَوْصَتْ بِهِ أَنْ يُجْعَلَ فِي غُسْلِهَا حِينَ مَاتَتْ.

۳۱۴-۱- المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی حیض

۳۱۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سَلَامٌ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ

۳۱۴- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب استحباب استعمال المغتسلة من الحيض فرصة من مسك في موضع الدم، ح: ۳۲۲ من حديث سلام بن سليم به، ورواه البخاري، ح: ۳۱۴ من طريق آخر عن صفية به.

سے پاک ہو تو کیسے غسل کرے؟ آپ نے فرمایا: ”بیری کے پتے ملا پانی لے اور وضو کرے پھر اپنا سر دھوے اور خوب ملے حتیٰ کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے پھر باقی جسم پر پانی بہائے پھر روئی کی پوٹلی لے اور اس سے طہارت حاصل کرے۔“ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اس سے کیسے طہارت حاصل کروں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سمجھ گئی کہ رسول اللہ ﷺ کیا کہنا چاہتے ہیں تو میں نے اسے بتایا کہ اسے خون کے مقام پر رکھو۔

قالت: دَخَلْتُ أَسْمَاءَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ تَغْتَسِلُ إِحْدَانَا إِذَا طَهَرَتْ مِنَ الْمَحِيضِ؟ قَالَ: «تَأْخُذُ سِدْرَهَا وَمَاءَهَا فَتَوْضَأُ ثُمَّ تَغْسِلُ رَأْسَهَا وَتَذْلُكُهُ حَتَّى يَبْلُغَ الْمَاءُ أَصُولَ شَعْرِهَا ثُمَّ تُفِيضُ عَلَى جَسَدِهَا ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَتَهَا فَتَطْهَرُ بِهَا». قالت: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ أَتَطْهَرُ بِهَا؟ قالت عائشة: فَعَرَفْتُ الَّذِي يَكْنِي عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَقُلْتُ لَهَا: تَتَّبِعِينَ آثَارَ الدَّمِ.

۳۱۵- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے (حضرت عائشہ نے) خواتین انصار کا ذکر کیا اور ان کی مدح کی اور ذکر خیر کیا۔ کہا کہ ان میں سے ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی..... اور اوپر والی حدیث کے ہم معنی بیان کیا مگر اس روایت میں ہے: ”کستوری کا پھابا لے۔“ مسدود نے کہا کہ ابو عوانہ فِرْصَةً کا لفظ بیان کرتے تھے اور ابوالاحوص قِرْصَةً.

۳۱۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فَأَثْنَتْ عَلَيْهِنَّ وَقَالَتْ لِهِنَّ مَعْرُوفًا. قَالَتْ: دَخَلْتُ امْرَأَةً مِنْهُنَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «فِرْصَةٌ مُمَسَّكَةٌ». قَالَ مُسَدَّدٌ: كَانَ أَبُو عَوَانَةَ يَقُولُ: «فِرْصَةٌ»، وَكَانَ أَبُو الْأَحْوَصِ يَقُولُ: «قِرْصَةٌ».

۳۱۶- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت اسماء نے نبی ﷺ سے سوال کیا اور مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔ اس میں ہے کہ کستوری کا پھابا لے۔ وہ کہنے لگی کہ اس سے کس طرح طہارت حاصل کروں؟

۳۱۶- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ يَغْنِي ابْنَ مُهَاجِرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ بِمَعْنَاهُ

۳۱۵- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۳۱۶- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۱۸۰ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين السابقين.

آپ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! اس سے پاکیزگی حاصل کر۔“ اور آپ ﷺ نے کپڑے سے اپنا منہ چھپا لیا۔ اور اس میں اضافہ ہے کہ اس نے غسل جنابت کے متعلق پوچھا: آپ نے فرمایا: ”اپنا پانی لو اور اس سے خوب اچھی طرح مکمل وضو کرو پھر اپنے سر پر پانی ڈالو پھر اسے ملو حتیٰ کہ بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ پھر باقی جسم پر پانی بہاؤ۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: انصار کی عورتیں بہت خوب ہیں انہیں دین کے مسائل دریافت کرنے اور سمجھنے میں حیا مانع نہیں ہوتی۔

قال: فِرْضَةُ مُمَسَّكَةٍ. فَقَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قال: «سُبْحَانَ اللَّهِ، تَطَهَّرِي بِهَا». وَاسْتَتَرَ بِثَوْبٍ - وَزَادَ: وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ. قال: «تَأْخُذِينَ مَاءً كَثِيفًا تَطَهَّرِينَ أَحْسَنَ الطُّهُورِ وَأَبْلَغَهُ، ثُمَّ تَصْبِيْنٌ عَلَى رَأْسِكَ الْمَاءَ، ثُمَّ تَذْلِكِيْنَهُ حَتَّى يَبْلُغَ شُئُونَ رَأْسِكَ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكَ الْمَاءَ». وَقَالَتْ عَائِشَةُ: نِعَمَ النِّسَاءِ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ، لَمْ يَكُنَّ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَسْأَلْنَ عَنِ الدِّينِ وَأَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِيهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① عورتوں اور مردوں کے غسل کا ایک ہی طریقہ ہے الایہ کہ عورتوں کو غسل جنابت میں بندھے بال نہ کھولنے کی اجازت ہے مگر غسل حیض میں ان کو کھولنے کا حکم ہے۔ اسی طرح ان کے لیے خون کی جگہ پر کستوری یا خوشبو کا استعمال کرنا بھی مستحب ہے۔ بیری کا پانی، عطمی صابن یا شیپو کا استعمال بھی مباحات میں سے ہے اور عورتوں کے لیے زیادہ افضل ہے۔ ② مرد ہو یا عورت ہر ایک کے لیے لازم ہے کہ اہل علم سے مخصوص غلی مسائل بھی دریافت کیا کروایا کریں۔ ان مسائل میں خاموشی بعض اوقات انسان کو حرام میں ڈال سکتی ہے اور اہل علم پر بھی لازم ہے کہ اشارے کنائے کی احسن زبان میں حقائق بیان کرنے سے گریز نہ کیا کریں۔

باب: ۱۲۱- تیمم کے احکام و مسائل

(المعجم ۱۲۱) - باب التَّيْمُمِ

(التحفة ۱۲۳)

۳۱۷- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسید بن خضیر رضی اللہ عنہ اور کچھ لوگوں کو وہ بارڈھونڈنے بھیجا جو مجھ سے گم ہو گیا تھا (اس اثنا میں) نماز کا وقت ہو گیا تو انہوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی۔ پھر نبی ﷺ کے ہاں آئے اور اپنی بات بتائی تو

۳۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ - الْمَعْنَى وَاحِدٌ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ

۳۱۷- تخریج: أخرجه البخاري، التميم، باب: إذا لم يجد ماء ولا تراباً، ح: ۳۳۶، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ۳۶۷ من حديث هشام بن عروة به.

تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ ابن نفیل نے اس قدر مزید بیان کیا کہ اسید نے ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ کو جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوئی جو آپ کو ناگوار ہوئی مگر اللہ نے اسے مسلمانوں کے لیے مفید بنا دیا اور آپ کے لیے بھی اس میں سے کوئی راہ نکال دی۔

عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَأُنَاسٍ مَعَهُ فِي طَلَبِ قِلَادَةٍ أَضَلَّتْهَا عَائِشَةُ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةَ، فَصَلُّوا بِغَيْرِ وُضُوءٍ، فَأَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ، فَأَنْزَلَتْ آيَةُ التَّيْمُمِ - زَادَ ابْنُ نَفِيلٍ: فَقَالَ لَهَا أُسَيْدٌ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ تَكَرَّهِيْنَهُ إِلَّا جَعَلَهُ اللَّهُ لِلْمُسْلِمِينَ وَلَكَ فِيهِ فَرْجٌ.

۳۱۸- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز فجر کے لیے تیمم کیا تو (اس کی صورت یہ رہی کہ) انہوں نے اپنے ہاتھ مٹی پر مارے اور اپنے چہروں پر پھیرے پھر دوسری بار مارے اور اپنے پورے بازوؤں پر پھیرے کندھوں تک اور اندر کی طرف سے بغلوں تک۔

۳۱۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: إِنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ حَدَّثَهُ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُمْ تَمَسَّحُوا وَهُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالصَّعِيدِ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ، فَضَرَبُوا بِأَكْفِهِمُ الصَّعِيدَ، ثُمَّ مَسَّحُوا وَجُوهَهُمْ مَسْحَةً وَاحِدَةً ثُمَّ عَادُوا فَضَرَبُوا بِأَكْفِهِمُ الصَّعِيدَ مَرَّةً أُخْرَى، فَمَسَّحُوا بِأَيْدِيهِمْ كُلَّهَا إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْأَبَاطِ مِنْ بَطُونِ أَيْدِيهِمْ.

۳۱۹- سلیمان بن داود مہری اور عبدالملک بن شعیب نے ابن وہب کے واسطے سے مذکورہ حدیث کے مثل بیان کیا، کہا کہ مسلمان اٹھے اور اپنے ہاتھ مٹی پر مارے لیکن مٹی سے کچھ نہ پکڑا۔ مذکورہ حدیث کے قریب قریب ذکر کیا اور اس میں کندھوں اور بغلوں کا ذکر نہیں

۳۱۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ ابْنِ وَهَبٍ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: قَامَ الْمُسْلِمُونَ فَضَرَبُوا بِأَكْفِهِمُ التُّرَابَ وَلَمْ يَقْضُوا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ

۳۱۸- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، التيمم، باب: في التيمم ضربتين، ح: ۵۷۱ من حديث ابن وهب به.

۳۱۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

يَذْكُرُ الْمَنَاجِبَ وَالْآبَاطَ . قَالَ ابْنُ اللَّيْثِ : كَمَا - ابْنُ لَيْثٍ نَعَى كَمَا : كَمَا يُوْجَدُ فِي الْأَوَّلِ (مَحْ كَمَا) - إِلَى مَا فَوْقَ الْمِرْفَقَيْنِ .

٣٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلْفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النِّسَابُورِيُّ فِي آخِرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَمَارِ بْنِ يَاسِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَرَسَ بِأُولَاتِ الْجَيْشِ وَمَعَهُ عَائِشَةُ، فَانْقَطَعَ عَقْدُ لَهَا مِنْ جَزَعِ ظِفَارٍ، فَحَبَسَ النَّاسُ ابْتِغَاءَ عَقْدِهَا ذَلِكَ حَتَّى أَضَاءَ الْفَجْرُ وَلَيْسَ مَعَ النَّاسِ مَاءٌ، فَتَغَيَّطَ عَلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَالَ: حَبَسَتِ النَّاسَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ، تَعَالَى ذِكْرَهُ، عَلَى رَسُولِهِ ﷺ رُخْصَةَ التَّطَهُّرِ بِالْبَصْعِيدِ الطَّيِّبِ، فَقَامَ الْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَضَرَبُوا بِأَيْدِيهِمْ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَلَمْ يَقْبِضُوا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا، فَمَسَحُوا بِهَا وَجُوهَهُمْ وَأَيْدِيَهُمْ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَمِنْ بَطُونِ أَيْدِيهِمْ إِلَى الْآبَاطِ. زَادَ ابْنُ يَحْيَى فِي حَدِيثِهِ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فِي حَدِيثِهِ: وَلَا يَغْتَبِرُ بِهَذَا النَّاسُ.

قال أبو داود: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابْنُ . امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: ابن اسحق نے ایسے ہی

٣٢٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب التيمم في السفر، ح: ٣١٥ عن محمد بن يحيى الذهلي النيسابوري به.

روایت کیا ہے اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور دودفعہ ہاتھ مارنا بیان کیا جیسے کہ یونس نے ذکر کیا ہے۔ اور اس روایت کو معمر نے زہری سے روایت کیا تو اس میں بھی ”دودفعہ مارنا“ ہے۔ امام مالک کی سند یوں ہے عن زہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس عمار اور ایسے ہی ابواولیس نے زہری سے روایت کیا۔ اور ابن عیینہ کو اس سند میں شک ہوا تو ایک بار یوں بیان کی عن عبید اللہ عن ابن عباس عمار اور ایک بار عن ابن عباس کہا۔ ابن عیینہ کو اس میں زہری سے سماع میں اضطراب ہوا ہے مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی اس حدیث میں ”دودفعہ ہاتھ مارنے“ کا ذکر نہیں کیا سوائے ان کے جن کا میں نے نام لیا۔

إِسْحَاقُ، قَالَ فِيهِ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَذَكَرَ ضَرْبَتَيْنِ كَمَا ذَكَرَ يُونُسُ. وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: ضَرْبَتَيْنِ. وَقَالَ مَالِكٌ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارٍ. وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو أُوَيْسٍ: عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَشَكََّ فِيهِ ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ مَرَّةً: عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَوْ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ - مَرَّةً قَالَ: عَنْ أَبِيهِ، وَمَرَّةً قَالَ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ - اضْطَرَبَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِيهِ وَفِي سَمَاعِهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي هَذَا الْحَدِيثِ الضَّرْبَتَيْنِ إِلَّا مَنْ سَمِعْتُ.

 توضیح: علامہ منذری نے کہا ہے کہ حدیث عمار رضی اللہ عنہ میں دو باتیں ہیں کہ صحابہ کا عمل یا تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی روشنی میں تھا یا ان کا اپنا اجتہاد تھا۔ اگر ان کا یہ فعل اپنے اجتہاد سے تھا تو نبی ﷺ کا فعل ان کے برخلاف ثابت ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں کسی کا قول و فعل کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ حتیٰ ہی اس لائق ہوتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ اگر بالفرض ان حضرات کا عمل رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے تحت تھا تو ثابت ہوتا ہے کہ اسے منسوخ کر دیا گیا ہے اور اس کے لیے ناخ بھی۔ انہی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث ہے۔ الخ

۳۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ ۳۲۱- شَقِيقٌ كَتَبَ فِيهِ أَنَّ فِيهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ

۳۲۱- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب التیمم، ح: ۳۶۸ من حدیث أبي معاوية، والبخاري، التیمم، باب: إذا خاف الجنب على نفسه المرض أو الموت أو خاف العطش تيمم، ح: ۳۴۵، ۳۴۶ من حدیث سليمان الأعمش به..

مہینے تک پانی نہ پائے۔ ابو موسیٰ نے کہا: تو آپ سورہ مائدہ کی اس آیت کے بارے میں کیا کہیں گے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ ”اگر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔“ حضرت عبداللہ نے کہا: اگر انہیں اس ن رخصت دے دی جائے تو عین ممکن ہے کہ جب بھی پانی ٹھنڈا ہو تو یہ مٹی سے تیمم کرنے لگیں گے۔ ابو موسیٰ نے ان سے کہا: اچھا تو آپ اسی وجہ سے اسے مکروہ جانتے ہیں؟ کہا کہ ہاں! ابو موسیٰ نے کہا: کیا آپ نے عمار کی وہ بات نہیں سنی جو انہوں نے عمر سے کہی تھی؟ کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیجا اور میں جہنمی ہو گیا اور پانی نہ ملا تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گیا جیسے کہ جانور لوٹ پوٹ ہوتا ہے پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اپنی بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ”تمہیں تو بس یہی کافی تھا کہ اس طرح کر لیتے۔“ پھر آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا پھر اسے جھاڑا پھر اپنے بائیں کونائیں پر اور دائیں کونائیں پر پھیلیں پھر پھر اپنے چہرے کا مسح کیا۔ تو عبداللہ (بن مسعود) نے ان سے کہا: تو کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ عمر نے عمار کی بات پر قناعت نہیں کی۔

رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ؟ قَالَ: لَا وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا. فَقَالَ أَبُو مُوسَى: فَكَيْفَ تَصْنَعُونَ بِهِذِهِ الْآيَةِ الَّتِي فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ [المائدة: ٦]. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِي هَذَا لَأَوْشَكُوا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا بِالصَّعِيدِ. فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: وَإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هَذَا لِهَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَارٍ لِعُمَرَ: بَعَنَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَتَمَرَّغُ الدَّابَّةُ، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَخْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هَكَذَا»، فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْأَرْضِ فَتَفَضَّهَا، ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ وَيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ عَلَى الْكَفَّيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ: أَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَارٍ

🌞 فوائد و مسائل: ① کوئی بھی مسلمان دینی امور میں کسی فاضل صاحب علم کے ملنے تک اجتہاد کر سکتا ہے پھر اس سے اپنے عمل کی توثیق و تصحیح کرا لے جیسے کہ حضرت عمار نے کیا۔ ② تیمم کی صحیح تر روایات میں زمین پر ایک ہی دفعہ ہاتھ مارنا ہے اور پھر ہاتھوں اور چہرے کا مسح کرنا ہے۔ اور یہ عمل پانی ملنے تک حدیث اصغر اور حدیث اکبر (جناب یا حیض سے طہارت) دونوں کے لیے کافی ہے۔ ③ حضرت عمار کے اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے مگر انہیں نسیان ہو گیا اور یا نہیں رہا اور بعض اوقات ایسے ہو جاتا ہے۔

۳۲۲- جناب عبدالرحمن بن ابزی کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا: ہم بعض اوقات مہینہ دو مہینہ ایسے مقامات پر ہوتے ہیں (جہاں وافر پانی نہیں ہوتا) تو عمر نے کہا: میں تو ایسی صورت میں نماز نہیں پڑھوں گا، حتیٰ کہ پانی پا لوں۔ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ کو یاد نہیں کہ جب میں اور آپ اونٹ چرانے گئے تھے اور ہم جنبی ہو گئے تھے تو میں (مٹی میں) لوٹ پوٹ ہو گیا تھا پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور یہ قصہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تھا: ”تمہیں یہی کافی تھا کہ ایسے کر لیتے اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر ان دونوں میں پھونک ماری اور انہیں اپنے چہرے پر پھیرا اور ہاتھوں پر بھی آدھی کلائی تک۔“ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمار! اللہ سے ڈرو (ایسی بات کیوں کہتے ہو) تو عمار نے کہا: اے امیر المؤمنین! اگر آپ کہیں تو قسم اللہ کی اس واقعہ کا کبھی ذکر نہیں کروں گا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں، قسم اللہ کی! اس میں ہم تمہیں ہی تمہاری بات کا ذمہ دار بناتے ہیں۔

۳۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّا نَكُونُ بِالْمَكَانِ الشَّهْرِ أَوْ الشَّهْرَيْنِ. فَقَالَ عُمَرُ: أَمَّا أَنَا فَلَمْ أَكُنْ أَصْلِي حَتَّى أَجِدَ الْمَاءَ. قَالَ: فَقَالَ عَمَّارٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَمَا تَذْكُرُ إِذْ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ فِي الْإِبِلِ فَأَصَابَتْنَا جَنَابَةٌ، فَأَمَّا أَنَا فَمَمَعَكْتُ فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هَكَذَا، وَضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَهُمَا ثُمَّ مَسَّ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى نِصْفِ الذَّرَاعِ». فَقَالَ عُمَرُ: يَا عَمَّارُ! اتَّقِ اللَّهَ. فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنْ شِئْتَ، وَاللَّهِ! لَمْ أَذْكُرْهُ أَبَدًا. فَقَالَ عُمَرُ: كَلَّا وَاللَّهِ! لَنُؤَلِّتِكَ مِنْ ذَلِكَ مَا تَوَلَّيْتَ.

☀ فائدہ: اس میں ”کلائی تک“ کے الفاظ شیخ البانی کے نزدیک شاذ (غیر صحیح) ہیں۔

۳۲۳- جناب سلمہ بن کھیل، ابن ابزی سے وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں ہے کہا کہ اے عمار! تمہیں تو بس اس طرح کافی تھا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے۔ پھر ایک کو دوسرے پر مارا اور

۳۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ ابْنِ أَبْزَى، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: «يَا عَمَّارُ!

۳۲۲- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۲۱۰ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين الآتين.

۳۲۳- تخریج: [صحیح] انظر الحديث الآتي.

پھر اپنے چہرے اور آدھی کلائیوں تک پھیر لیے کہیں
تک نہیں لے گئے اور ہاتھ زمین پر ایک ہی بار مارے۔

إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا، ثُمَّ ضَرَبَ يَدَيْهِ
الْأَرْضَ ثُمَّ ضَرَبَ إِيَّاهُمَا عَلَى
الْأُخْرَى، ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ وَالذَّرَاعَيْنِ إِلَى
نِصْفِ السَّاعِدِ - وَلَمْ يَبْلُغِ الْمِرْفَقَيْنِ -
ضَرْبَةً وَاحِدَةً.

امام ابوداؤد نے کہا: اس حدیث کو کبج نے اعمش
سے انہوں نے سلمہ بن کھیل سے انہوں نے عبدالرحمن
بن ابزی سے روایت کیا۔ اور جریر نے اعمش سے انہوں
نے سلمہ سے انہوں نے سعید بن عبدالرحمن بن ابزی یعنی
انہوں نے اپنے والد سے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عَنْ
الْأَعْمَشِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ، عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى. وَرَوَاهُ جَرِيرٌ عَنْ
الْأَعْمَشِ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى يَعْنِي عَنْ أَبِيهِ.

🌞 فائدہ: اس میں بھی ذرا عین ”کلائیوں“ اور مرفقین ”کہنیوں“ کا ذکر صحیح نہیں ہے۔

۳۲۳- جناب ابن عبدالرحمن بن ابزی اپنے والد
سے وہ عمارؓ سے یہی قصہ بیان کرتے ہیں۔ اس میں
کہا: ”تمہیں یہی کافی تھا“ اور نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ
زمین پر مارا پھر اس میں پھونک ماری اور اس سے اپنے
چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔ سلمہ کو شک ہوا ہے
کہا: مجھے معلوم نہیں کہ اس روایت میں ”کہنیوں تک“
ہے یا ”تھیلیوں تک“۔

۳۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
سَلَمَةَ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارٍ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ
فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ». وَضَرَبَ النَّبِيُّ
ﷺ يَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيهَا وَمَسَحَ بِهَا
وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ. شَكَ سَلَمَةُ قَالَ: لَا أَذْري فِيهِ
إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ يَعْنِي أَوْ إِلَى الْكَفَّيْنِ.

🌞 ملحوظ: اس روایت میں [کفین] یعنی ہاتھوں کا ذکر ہی صحیح طور پر ”محفوظ“ ہے۔ نہ کہ ”کہنیوں تک“ کا (ش)
البانی رحمہ اللہ جیسے کہ حدیث: (۳۲۶) میں آ رہا ہے۔

۳۲۵- جناب شعبہ نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان

۳۲۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ:

۳۲۴- تخریج: أخرجه البخاري، التميم، باب التيمم هل ينفخ فيها؟، ج: ۳۳۸، ومسلم، الحيف، باب
التيمم، ج: ۳۶۸ من حديث شعبة به.

۳۲۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۲۱۰ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

حدَّثَنَا حَجَّاجٌ يَغْنِي الْأَعْوَرَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: ثُمَّ نَفَخَ فِيهَا وَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ أَوْ الذَّرَاعَيْنِ. قَالَ شُعْبَةُ: كَانَ سَلَمَةُ يَقُولُ: الْكَفَّيْنِ وَالْوَجْهَ وَالذَّرَاعَيْنِ. فَقَالَ لَهُ مَنْصُورٌ ذَاتَ يَوْمٍ: انْظُرْ مَا تَقُولُ فَإِنَّهُ لَا يَذْكُرُ الذَّرَاعَيْنِ غَيْرَكَ.

کی اور کہا: پھر اس میں پھونک ماری اور اس سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا کہنیوں تک یا کلائیوں تک مسح کیا۔ شعبہ نے کہا: سلمہ دونوں ہاتھ چہرہ اور دونوں کلائیوں بیان کیا کرتے تھے۔ تو ایک دن منصور نے ان سے کہا کہ جو آپ کہتے ہیں اس میں غور کر لیجیے۔ ”کلائیوں“ کا ذکر آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں کرتا۔

🌞 ملحوظہ: اس روایت میں بھی ”کلائیوں“ کا ذکر محفوظ نہیں ہے۔ (صحیح سنن ابی داود)

۳۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ ذُرٍّ، عَنْ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمَارٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَقَالَ يَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ، «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ إِلَى الْأَرْضِ وَتَمَسَحَ بِهَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۳۲۶- جناب ابن عبدالرحمن بن ابزای اپنے والد سے وہ عمار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اس حدیث میں کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں یہی کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارتے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کر لیتے۔“ اور حدیث بیان کی۔

قال أبو داود: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمَارًا يَخْطُبُ بِمِثْلِهِ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: لَمْ يَنْفُخْ. وَذَكَرَ حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ الْحَكَمِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَضَرَبَ بِكَفَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ وَنَفَخَ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: اس کو شعبہ نے حصین سے انہوں نے ابومالک سے روایت کیا کہا کہ میں نے عمار کو خطبے میں ایسے ہی بیان کرتے سنا مگر انہوں نے کہا ”پھونک نہیں ماری۔“ اور حسین بن محمد نے شعبہ سے انہوں نے حکم سے روایت کیا تو کہا: ”اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور پھونک ماری۔“

۳۲۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ:

۳۲۷- جناب سعید بن عبدالرحمن بن ابزای اپنے

۳۲۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۱۸۳، ۱۸۴ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين السابقين.

۳۲۷- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في التيمم، ح: ۱۴۴ من حديث يزيد بن زريع به، ۴۴

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَنبَرِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ التَّيْمُمِ فَأَمَرَنِي: ضَرْبَةً وَاحِدَةً لِلْوُجْهِ وَالْكَفَيْنِ.

والد سے بیان کرتے ہیں وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تیمم کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ چہرے اور ہاتھوں کے لیے ایک ہی دھبہ ہاتھ ماروں۔

۳۲۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: سُئِلَ قَتَادَةُ عَنِ التَّيْمُمِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ: حَدَّثَنِي مُحَدَّثٌ عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَنبَرِيٍّ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِلَى الْمَرْفَقَيْنِ».

۳۲۸- جناب ابان کہتے ہیں کہ قتادہ سے سفر میں تیمم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایک بیان کرنے والے نے شعی سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابزی سے انہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہنوں تک۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ شیخ البانی نے بھی صراحت کی ہے کہ ”کہنوں تک“ کے الفاظ منکر یعنی صحیح روایات کے خلاف ہیں۔ بہر حال مذکورہ تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ تیمم کے بارے میں جو صحیح ترین روایت ہے اس میں تیمم کا طریقہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ زمین پر صرف ایک ہی مرتبہ ہاتھ مارنے ہیں پھر ان پر پھونک مار کر اور انہیں مل کر منہ پر پھیر لینا ہے۔

(المعجم ۱۲۲) - باب التَّيْمُمِ فِي الْحَضَرِ (التحفة ۱۲۴)

باب: ۱۲۲- مقیم کے لیے تیمم کا بیان

۳۲۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ ابْنِ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ زَبِيْعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزٍ، عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ

۳۲۹- عمیر مولیٰ ابن عباس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں اور ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہما کے غلام عبداللہ بن یسار آئے اور ابوالخجیم بن حارث بن صمد انصاری کے ہاں گئے تو ابوالخجیم نے کہا کہ رسول اللہ

وقال: "حسن صحيح"، واصله الدارمي: ۱/ ۱۵۶، وابن خزيمة، ح: ۲۶۷، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۳۰۰، وابن الجارود، ح: ۱۲۶، وزاد ابن حبان: "وكان قنادة به يفتي".

۳۲۸- تخریج: [استادہ ضعیف] أخرجه البيهقي: ۱/ ۲۱۰ من حديث أبي داود به * محدث، لم أعره.

۳۲۹- تخریج: أخرجه البخاري، التيمم، باب التيمم في الحضر إذا لم يجد الماء وخاف فوت الصلوة، ح: ۳۳۷، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ۳۶۹ تعليقا، من حديث الليث بن سعد به.

ﷺ بئر جمل (مقام) کی جانب سے تشریف لا رہے تھے۔ آپ کو ایک آدمی ملا اور اس نے آپ کو سلام کیا، مگر آپ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا، حتیٰ کہ آپ دیوار کے پاس آئے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا اور پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

سَمِعَهُ يَقُولُ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي الْجُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصَّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ، فَقَالَ أَبُو الْجُهَيْمِ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ نَحْوِ بَيْرِ جَمَلٍ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامَ حَتَّى أَتَى عَلَى جِدَارٍ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

ﷺ فائدہ: اللہ کا ذکر اگرچہ ہر حال میں ہو سکتا ہے مگر با وضو ہو کر ہو تو بہت ہی افضل ہے۔ آپ نے اس موقع پر تہتم پر اکتفا فرمایا جو کراستباب کی دلیل ہے۔

۳۳۰- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک کام کے لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا کام پورا کر لیا۔ اس دن ان کی باتوں میں سے ایک یہ تھی کہ ایک گلی میں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ پیشاب یا پاخانے سے فارغ ہو کر آئے تھے تو اس نے آپ کو سلام کہا، مگر آپ نے جواب نہ دیا، حتیٰ کہ جب وہ گلی میں آنکھوں سے اوجھل ہونے کے قریب ہوا، تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر مارے اور اپنے چہرے پر پھیرے، پھر دوسری بار مارے اور اپنی کلائیوں پر پھیرے تب اس کے سلام کا جواب دیا، اور فرمایا: ”تیرے سلام کا جواب نہ دینے کی وجہ صرف یہ تھی کہ میں ظاہر نہ تھا۔“

۳۳۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمُؤَصِّلِيُّ أَبُو عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ الْعَبْدِيُّ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي حَاجَةٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَضَى ابْنُ عُمَرَ حَاجَتَهُ، وَكَانَ مِنْ حَدِيثِهِ يَوْمِئِذٍ أَنْ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَكَّةٍ مِنَ السُّكَّكِ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا كَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَتَوَارَى فِي السُّكَّةِ، فَضَرَبَ يَدَيْهِ عَلَى الْحَائِطِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ، ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى فَمَسَحَ ذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ وَقَالَ: «إِنَّهُ لَمْ يَمْتَنِعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ إِلَّا

۳۳۰- تخریج: [منکر] أخرجه البارقطني: ۱/ ۱۷۶، ح: ۶۶۵ من حديث محمد بن ثابت العبدی به وهو ضعيف، ضعفه الجمهور فالسند ضعيف.

أَنِّي لَمْ أَكُنْ عَلَى طَهْرٍ»

امام ابو داؤد دہشتہ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل کو سنا وہ کہتے تھے کہ محمد بن ثابت نے تیمم کے بارے میں ایک ”منکر“ حدیث روایت کی ہے۔ ابن واسر کہتے ہیں کہ امام ابو داؤد دہشتہ نے کہا: محمد بن ثابت کی اس قصے میں کسی نے متابعت (تائید) نہیں کی کہ ”نبی ﷺ نے دو دفعہ ہاتھ مارے۔“ بلکہ اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فعل بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ حَدِيثًا مُنْكَرًا فِي التَّيْمُمِ. قَالَ ابْنُ دَاسَةَ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَتَابِعْ مُحَمَّدُ ابْنَ ثَابِتٍ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ عَلَى ضَرَبَتَيْنِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ، وَرَوَاهُ فِعْلُ ابْنِ عُمَرَ.

۳۳۱۔ جناب نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ پاخانے سے فارغ ہو کر آئے تو آپ کو ایک آدمی ملا۔ اس وقت آپ بزمیل کے پاس تھے۔ اس نے آپ کو سلام کہا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا حتیٰ کہ دیوار کے پاس آئے اور دیوار پر اپنا ہاتھ رکھا پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا پھر آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

۳۳۱۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى الْبُرْلُوسِيُّ: أَخْبَرَنَا حَيُّوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ ابْنِ الْهَادِ قَالَ: إِنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْغَائِطِ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ عِنْدَ بَيْتِهِ جَمَلٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْغَائِطِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْغَائِطِ ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ.

☀ فائدہ: مذکورہ روایات میں سے بھی دو مرتبہ ہاتھ مارنے والی روایت منکر اور ضعیف ہے۔ اور ایک مرتبہ ہاتھ مارنے والی صحیح۔ اس لیے قائل عمل حدیث یہی ہے۔

۱۲۳۔ جنابی کے لیے تیمم کا بیان

(المعجم ۱۲۳) - باب الْجُنُبِ يَتَيَّمُ

(التحفة ۱۲۵)

۳۳۲۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۳۳۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا

۳۳۱۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ۱/۱۷۶، ح: ۶۶۶ من حديث عبدالله بن يحيى البرلسي به، ورواه البيهقي: ۱/۲۰۶ من حديث أبي داود به، وحسنه المنذري.

۳۳۲۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في التيمم للجنب إذا لم يجد الماء، ۴۴

خَالِدٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْوَاسِطِيَّ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ بُجْدَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: اجْتَمَعَتْ غُثَيْمَةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! أَبْدُ فِيهَا». فَبَدَوْتُ إِلَى الرَّبَذَةِ فَكَانَتْ تُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فَأَمَكْتُ الْخَمْسَ وَالسَّتْ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «أَبُو ذَرٍّ؟» فَسَكَتُ، فَقَالَ: «تُكَلِّتُكَ أُمُّكَ أَبَا ذَرٍّ، لِأُمِّكَ الْوَيْلُ» فَدَعَا لِي بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ، فَجَاءَتْ بِعُسٍّ فِيهِ مَاءٌ فَسَرَتْنِي بِثَوْبٍ وَاسْتَرَتْ بِالرَّاحِلَةِ وَاعْتَسَلْتُ، فَكَأَنِّي أَلْقَيْتُ عَنِّي جَبَلًا. فَقَالَ: «الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ إِلَى عَشْرِ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمْسَهُ جِلْدَكَ فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ» وَقَالَ مُسَدَّدٌ: غُثَيْمَةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ، وَحَدِيثُ عَمْرِو أُمَّ.

رسول اللہ ﷺ کے ہاں کچھ بکریاں جمع ہو گئیں تو آپ نے فرمایا: ”اے ابوذر! انہیں لے کر باہر جنگل میں چلے جاؤ۔“ چنانچہ میں ربذہ کے بادے میں چلا گیا۔ پس میں جنبی ہو گیا تو پانچ چھ دن وہاں رہا پھر نبی ﷺ کے پاس آ گیا۔ آپ نے کہا: ”ابوذر!“ تو میں خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے تیری ماں گم کرے ابوذر! تیری ماں کے لیے افسوس۔“ آپ نے میری خاطر ایک کالی سی لونڈی کو بلوایا تو وہ ایک بڑا پیالہ لے آئی اس میں پانی تھا۔ اس نے مجھے کپڑے سے پردہ کر دیا اور (دوسری طرف سے) میں اپنی سواری کی اوٹ میں ہو گیا اور غسل کیا تو (اس طرح) میرے سر سے گویا ایک پہاڑ اتر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پاک مٹی مسلمان کے لیے طہارت کا ذریعہ ہے اگرچہ دس سال تک (پانی نہ پائے) پھر جب تمہیں پانی ملے تو اسے اپنے جسم پر ڈالو۔ یقیناً یہ بہتر ہے۔“ مسدد نے بیان کیا کہ یہ بکریاں صدقے کی تھیں۔ اور عمر کی حدیث زیادہ کامل ہے۔

۳۳۳- جناب ابو قلابہ بنی عامر کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اسلام قبول کر لیا مگر میرے دین نے مجھے فکر میں ڈال دیا۔ چنانچہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو ابوذر

۳۳۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ قَالَ: دَخَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ فَأَهْمَنِي دِينِي، فَأَتَيْتُ أَبَا ذَرٍّ، فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ:

ح: ۱۲۴ من حديث خالد الحذاء به وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۹۲، وابن حبان، ح: ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، والحاكم: ۱/۱۷۶، ۱۷۷، ووافقه الذهبي * عمرو بن بجدان ليس بمجهول، بل وثقه الجمهور، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

۳۳۳- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي ۱/۲۱۷ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

ﷺ نے بتایا کہ میں نے مدینہ کی آب و ہوا کو اپنے لیے ناموافق پایا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے چند اونٹوں اور بکریوں کا حکم دیا (کہ اسے دے دی جائیں) اور مجھے فرمایا: ”ان کا دودھ پیو۔“ حماد کی روایت میں ہے: ”مجھے شک ہے کہ اس میں پیشاب کا بیان ہے یا نہیں۔“ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں پانی سے دور ہوتا تھا اور میرے ساتھ میری اہلیہ بھی تھی اور مجھے جنابت پہنچتی تھی تو میں پانی کے بغیر ہی نماز پڑھ لیتا تھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا، دوپہر کا وقت تھا اور آپ صحابہ کرام کی معیت میں مسجد کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے (مجھے دیکھ کر) فرمایا: ”ابوذر؟“ میں نے کہا: جی، میں تو ہلاک ہو گیا، اے اللہ کے رسول! فرمایا: ”کس چیز نے ہلاک کر دیا تجھے؟“ میں نے کہا: میں پانی سے دور ہوتا تھا، بیوی میرے ساتھ تھی اور مجھے جنابت پہنچتی تھی تو میں بغیر غسل کیے نماز پڑھتا رہا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے پانی لانے کا حکم فرمایا۔ ایک سیاہ رنگ کی لونڈی ایک بڑا پیالہ لے آئی، پانی اس میں چھلک رہا تھا اور وہ پوری طرح بھرا ہوا بھی نہ تھا، تو میں نے اپنے اونٹ کی اوٹ میں ہو کر غسل کیا اور حاضر خدمت ہو گیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوذر! پاک مٹی پاک کرنے والی ہے اگرچہ تجھے دس سال تک پانی نہ ملے اور جب پانی مل جائے تو اسے اپنی جلد پر ڈالو۔“

إِنِّي اجْتَوَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذَوْدٍ وَيَغْتَمُ فَقَالَ لِي: «اشْرَبْ مِنْ أَلْبَانِهَا - قَالَ حَمَادٌ: وَأَشْلُكُ فِي أَبْوَالِهَا» - فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: فَكُنْتُ أَغْرُبُ عَنِ الْمَاءِ وَمَعِيَ أَهْلِي فَتَصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فَأُصَلِّي بِغَيْرِ طَهُورٍ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهُوَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَهُوَ فِي ظِلِّ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ ﷺ: «أَبُو ذَرٍّ؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ هَلَكْتُ يَارَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «وَمَا أَهْلَكَ؟» قُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ أَغْرُبُ عَنِ الْمَاءِ وَمَعِيَ أَهْلِي فَتَصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فَأُصَلِّي بِغَيْرِ طَهُورٍ، فَأَمَرَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَاءٍ، فَجَاءَتْ بِهِ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ بِعُسٍّ يَتَخَضَّضُ مَا هُوَ بِمَلَأَنَ فَتَسْتَرْتُ إِلَى بَعِيرٍ فَأَغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ طَهُورٌ وَإِنْ لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ إِلَى بَعْشَرِ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمْسَهُ جِلْدَكَ».

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو حماد بن زید نے ایوب سے روایت کیا تو اس میں ”اونٹوں کے پیشاب“

قال أبو داود: رَوَاهُ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ لَمْ يَذْكُرْ: أَبْوَالَهَا هَذَا لَيْسَ

۱- کتاب الطہارۃ

بَصَحِيحٍ وَلَيْسَ فِي أَبْوَالِهَا إِلَّا حَدِيثُ أَنَسٍ تَقَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الْبَصْرَةِ.

کا ذکر نہیں کیا اور یہ صحیح (بھی) نہیں ہے۔ ہاں ان کے پیشاب کے بارے میں صرف حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے (یعنی حدیث غریبہ) جس کی روایت میں اہل بصرہ متفرد ہیں۔

(المعجم ۱۲۴) - بَابُ: إِذَا خَافَ الْجُنُبُ الْبِرْدَ أَيْتَمَّمْ؟ (التحفة ۱۲۶)

باب: ۱۲۴- کیا جنبی کو سردی کا ڈر ہو تو تیمم کر لے؟

۳۳۴- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: اخْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَأَشْفَقْتُ أَنْ أَغْتَسِلَ فَأَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا عَمْرُو! صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟» فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي مَنَعَنِي مِنَ الْاِغْتِسَالِ وَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ اللَّهَ يَقُولُ: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ [النساء: ۲۹] فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا.

۳۳۴- عبدالرحمن بن جبیر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ ذات سلاسل میں مجھے ایک ٹھنڈی رات احتلام ہو گیا مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا چنانچہ میں نے تیمم کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا تو آپ نے پوچھا: ”اے عمرو! کیا تو نے جنبی ہوتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی جماعت کرائی تھی؟“ میں نے بتایا کہ کس وجہ سے میں نے غسل نہیں کیا تھا اور میں نے یہ بھی کہا کہ میں نے اللہ کا فرمان سنا ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا.....﴾ ”اپنے آپ کو قتل نہ کرو اللہ تم پر بہت ہی مہربان ہے۔“ تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا۔

قال أبو داود: عبد الرحمن بن جبیر

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ عبدالرحمن بن جبیر مصری

۳۳۴- تخريج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۰۳/۴ من حديث يزيد بن أبي حبيب به، وعلقه البخاري، قبل، ح: ۳۴۵، وصححه ابن حبان، ح: ۲۰۲، والحاكم على شرط الشيخين: ۱۷۷/۱، ووافقه الذهبي.

ہے خارجہ بن حذافہ کا غلام ہے۔ اور یہ ابن جبیر بن نفیر نہیں ہے۔

مُضَرِّیُّ مَوْلَى خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ وَلَيْسَ هُوَ ابْنُ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ.

۳۳۵- جناب ابوقیس مولیٰ عمرو بن العاص سے منقول ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک فوجی ہم پر تھے۔ اور مثل سابق حدیث بیان کی۔ کہا کہ انہوں نے اپنے زیریں جسم (شرگاہ اور اطراف) دھوئے اور نماز والا وضو کیا اور انہیں نماز پڑھائی۔ اور مذکورہ بالا کی مانند بیان کیا اور تیمم کا ذکر نہیں کیا۔

۳۳۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ ابْنِ لَهِيْعَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ كَانَ عَلَى سَرِيَّةٍ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ نَحْوَهُ، قَالَ: فَغَسَلَ مَغَابِنَهُ وَتَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ التَّيْمُمَ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ قصہ اوزاعی سے انہوں نے حسان بن عطیہ سے روایت کیا ہے تو اس میں ہے کہ ”انہوں نے تیمم کیا۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى هَذِهِ الْقِصَّةُ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةٍ قَالَ فِيهِ: فَتَيَمَّمُ.

باب: ۱۲۵- چچک زدہ (یا زخمی) کے لیے تیمم کا بیان

(المعجم ۱۲۵) - باب الْمَجْدُورِ يَتَيَمَّمُ (التحفة ۱۲۷)

۳۳۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نکلے تو ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگ گیا اور اس کے سر میں زخم ہو گیا پھر اسے احتلام (بھی) ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: کیا میرے لیے کوئی اجازت ہے کہ میں تیمم کر لوں؟ انہوں نے کہا کہ ہم تمہارے لیے

۳۳۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ خُرَيْقٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلًا مِنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِي رَأْسِهِ ثُمَّ اخْتَلَمَ فَسَأَلَ

۳۳۵- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۰۳/۴، من حديث ابن لهيعة به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۱۷۷، ووافقه الذهبي.

۳۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۱/۱۹۰، ح: ۷۱۹، من حديث موسى بن عبد الرحمن الأنطاكي به * الزبير بن خريق ضعفه الدارقطني وغيره، ووثقه ابن حبان وحده، وضعفه راجح.

کوئی رخصت نہیں پاتے جبکہ تم کو پانی پر قدرت حاصل ہے۔ چنانچہ اس نے غسل کر لیا اور مر گیا۔ جب ہم نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے آپ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا: ”انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اللہ انہیں ہلاک کرے انہوں نے پوچھ کیوں نہ لیا جب کہ انہیں علم نہ تھا بے شک عاجز (جاہل) کی شفا سوال کر لینے میں ہے۔ اس شخص کے لیے یہی کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ رہتا۔ موسیٰ کو شک ہوا کہ بعصر کا لفظ بولا یا یعصب کا“ (معنی دونوں کا پٹی باندھنا ہے) پھر اس پر مسح کرتا اور باقی سارا جسم دھو لیتا۔“

أَصْحَابُهُ، فَقَالَ: هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيْمُمِ؟ قَالُوا: مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ، فَاعْتَسَلَ فَمَاتَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَ بِذَلِكَ فَقَالَ: «قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ إِلَّا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّوَالُ، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِرَ أَوْ يَعْصِبَ - شَكَّ مُوسَى - عَلَى جُرْحِهِ خِرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحُ عَلَيْهَا وَيَغْسِلُ سَائِرَ جَسَدِهِ».

☀ فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا آخری حصہ ”اس شخص کے لیے..... سے تا آخر“ ضعیف ہے بانی روایت حسن ہے۔ اگلی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

۳۳۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص کو زخم لگ گیا پھر اسے احتلام ہو گیا تو اسے غسل کرنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ اس نے غسل کیا اور مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”انہوں نے اس کو مار ڈالا اللہ انہیں ہلاک کرے کیا جاہل کی شفا سوال کر لینا نہیں ہے؟“

۳۳۷- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: أَخْبَرَنِي الْأَوْزَاعِيُّ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: أَصَابَ رَجُلًا جُرْحٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ اخْتَلَمَ، فَأَمَرَ بِالْأَغْتِسَالِ، فَاعْتَسَلَ فَمَاتَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ، أَلَمْ يَكُنْ شِفَاءَ الْعِيِّ السُّوَالُ»

۳۳۷- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: في المجروح تصبیه الجنابة فيخاف على نفسه إن اغتسل، ح: ۵۷۲، وأحمد: ۱/ ۳۳۰، والحاكم: ۱/ ۱۷۸ من حديث الأوزاعي به * الأوزاعي سمعه من عطاء وسمعه من رجل عنه، وللحديث طرق أخرى عند البيهقي: (۱/ ۲۲۶، ۲۲۷) وغيره، بشر بن بكر ثقة، وقول مسلمة ابن القاسم فيه مردود.

☀️ فوائد و مسائل: ① باب کا عنوان ہمارے اس نسخے میں [الْمَحْذُور] ہے یعنی ”چپک زدہ“ چونکہ اس مرض میں جسم پر چھوٹے چھوٹے زخم اور دانے نکل آتے ہیں تو بعض اوقات پانی کا استعمال کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اور بعض نسخوں میں [الْمَخْرُوج] کا لفظ ہے اس سے حدیث اور باب میں کوئی الجھن نہیں رہتی۔ ② بغیر علم کے فتویٰ دینا بہت بڑی جہالت ہے۔ چاہیے کہ اصحاب علم سے مُراجعہ کیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بھی اس اعتبار سے کئی مراتب تھے۔ ③ حدیث میں مذکورہ قسم کے زخم پر پٹی باندھ کر مسح کیا جائے اور اس مسح کے لیے موزوں والی کوئی شرط نہیں ہے کہ پہلے وضو کیا ہو یا وقت متعین ہو۔ ④ اگر جسم کے تھوڑے حصے پر زخم آیا ہو تو مسئلہ اسی طرح ہے جیسے کہ حدیث میں ذکر ہوا اور اگر جسم کا زیادہ حصہ مجروح اور تھوڑا صحیح ہو تو پیچوں اور صحیح حصے پر مسح ہی کافی ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۲۶) - بَابُ التَّيَمُّمِ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ مَا يَصَلِّي فِي الْوَقْتِ
باب: ۱۲۶- تیمم والے کو نماز پڑھ لینے کے بعد پانی مل جائے اور نماز کا وقت ابھی باقی ہو تو.....؟
(التحفة ۱۲۸)

۳۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: خَرَجَ رَجُلَانِ فِي سَفَرٍ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَيَمَّمَا صَعِيدًا طَيِّبًا فَصَلَّيَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ فَأَعَادَا أَحَدُهُمَا الصَّلَاةَ وَالْوُضُوءَ وَلَمْ يُعِدِ الْآخَرُ، ثُمَّ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ: «أَصَبْتَ السَّنَةَ وَأَجَزَأَتْكَ صَلَاتُكَ»، وَقَالَ لِلَّذِي تَوَضَّأَ وَأَعَادَ: «لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ».

۳۳۸- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ دو آدمی سفر پر نکلے اور نماز کا وقت ہو گیا۔ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ انہوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی مگر ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ پانی مل گیا تو ان میں سے ایک نے وضو کر کے نماز دہرائی اور دوسرے نے نہ دہرائی۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کو اپنا واقعہ بتایا تو آپ نے اس سے جس نے نماز نہیں دہرائی تھی فرمایا: ”تم نے سنت پر عمل کیا اور تمہارے لیے تمہاری نماز کافی ہو گئی۔“ اور جس نے وضو کر کے نماز دہرائی تھی اسے فرمایا: ”تمہارے لیے دہرا اجر ہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَغَيْرُ ابْنِ نَافِعٍ يَرْوِيهِ
امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن نافع کے علاوہ ایک

۳۳۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الغسل والتيمم، باب التيمم لمن يجد الماء بعد الصلوة، ح: ۴۳۳ من حديث ابن نافع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۱۷۸، ووافقه الذمهي.

دوسرے صاحب نے اسے لیٹ سے انہوں نے عمیرہ بن ابی ناجیہ سے انہوں نے بکر بن سوادہ سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

عن اللَّيْثِ، عن عَمِيرَةَ بْنِ أَبِي نَاجِيَةَ، عن بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عن عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ابوسعید کا ذکر محفوظ نہیں ہے اور یہ حدیث مرسل ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: ذَكَرُ أَبِي سَعِيدٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ هُوَ مُرْسَلٌ.

۳۳۹- جناب عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ کے صحابہ میں سے دو آدمی (سفر پر نکلے) اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

۳۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

مسئلہ: نماز اڑاؤں وقت ہی میں پڑھنا افضل ہے خواہ تیمم سے ہو اور پھر پانی ملنے پر دوبارہ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر دہرائے تو ماجور ہے۔

باب: ۱۲۷- جمعہ کے لیے غسل کا بیان

(المعجم ۱۲۷) - بَابُ: فِي الْغُسْلِ

لِلْجُمُعَةِ (التحفة ۱۲۹)

۳۴۰- جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمن کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک موقع پر خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم لوگ نماز سے رکے رہتے ہو؟ (اور تاخیر سے آتے ہو؟) اس آدمی نے جواب دیا: اس کے سوا کچھ نہیں ہوا کہ میں نے اذان سنی فوراً وضو کیا (اور حاضر ہو گیا) تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اور

۳۴۰- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَبْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ، فَقَالَ عُمَرُ: أَتَحْتَسِبُونَ عَنِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ النِّدَاءَ

۳۳۹- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱/ ۲۳۱ من - حديث ابن لهيعة به، والحديث السابق شاهد له.

۳۴۰- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: بعد باب فضل الجمعة، ح: ۸۸۲، ومسلم، الجمعة، باب: كتاب الجمعة، ح: ۸۴۵/ ۴ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

غسل جمعہ کے احکام و مسائل

فَتَوَضَّأَتْ. قَالَ عُمَرُ: الْوُضُوءُ أَيْضًا! أَوْ لَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ؟»
صرف وضو؟ کیا تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا: ”جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو غسل کرے۔“

فائدہ: دورانِ خطبہ تاخیر سے آنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت کو برسرِ منبر اجلہ صحابہ کی موجودگی میں اس طرح تنبیہ کرنا دلیل ہے کہ وہ لوگ بالعموم جمعہ کے غسل کو واجب سمجھتے تھے۔ اگر یہ مستحب محض ہوتا تو اس انداز میں ہرگز تنبیہ نہ کی جاتی۔

۳۴۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «غَسُلْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ».
۳۴۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے روز غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔“

فائدہ: عورتیں بھی اس کی پابند ہیں۔ کسی بھی مسلمان بالغ مرد و عورت کو بغیر معقول عذر کے اس بارے میں غفلت نہیں کرنی چاہیے۔

۳۴۲- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ يَغْنِي، ابْنَ فَضَالَةَ، عَنْ عِيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ رَوَاحُ الْجُمُعَةِ، وَعَلَى كُلِّ مَنْ رَاحَ الْجُمُعَةُ الْغُسْلُ».
۳۴۲- ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”ہر بالغ پر جمعہ کے لیے جانا (لازم) ہے۔ اور ہر وہ شخص جس پر جمعہ کے لیے جانا (لازم) ہے اس پر غسل ہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: إِذَا اغْتَسَلَ الرَّجُلُ امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اگر کسی نے طلوع فجر کے

۳۴۱- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: هل على من لم يشهد الجمعة غسل... الخ، ح: ۸۹۵ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ... الخ، ح: ۸۴۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۰۲.
۳۴۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب التشديد في التخليف عن الجمعة، ح: ۱۳۷۲ من حديث المفضل بن فضالة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۲۱، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۲۱۷.

۳۴۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب التشديد في التخليف عن الجمعة، ح: ۱۳۷۲ من حديث المفضل بن فضالة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۲۱، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۲۱۷.

۱- کتاب الطہارۃ

بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ أَجْزَأُهُ مِنْ غُسْلِ بَعْدَ غَسْلِ كَرْلِيَا، خواه جنابت ہی سے ہو تو یہ اس کے لیے
الْجُمُعَةِ وَإِنْ أَجَنَّبَ. غسل جمعہ سے کافی ہے۔

☀ فائدہ: ہر بالغ کے لیے جمعہ واجب ہے بشرطیکہ معذور نہ ہو اور بترت حدیث نبویؐ بچہ، عورت، غلام اور مسافر مستثنیٰ
ہیں۔ مسافر کے لیے بھی یہ ہے کہ وہ اپنے سفر میں رواں ہو، اور اگر کسی منزل پر ٹھہرا ہوا ہو اور قریب میں جمعہ بھی ہو رہا
ہو اور کوئی مقول عذر شرعی بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں جمعہ میں حاضری ضروری ہے۔

۳۴۳- حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس
نے جمعہ کے روز غسل کیا اور بہترین کپڑے زیب تن کیے
اور خوشبو بھی لگائی اگر میسر ہو تو پھر جمعہ کے لیے آیا اور
لوگوں کی گردنیں نہ پھلائیں پھر (نفل) نماز پڑھی جو اس
کے لیے مقدر کی گئی پھر خاموش رہا جب امام (خطبے کے
لیے) نکلا حتیٰ کہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو یہ اس کے
لیے اس جمعے اور سابقہ جمعے کے مابین (صادر ہونے
والے گناہوں) کا کفارہ ہے۔“

۳۴۳- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ
ابن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ الْهَمْدَانِيُّ؛
ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ
قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا
مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، وَهَذَا
حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي
سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ يَزِيدُ
وَعَبْدُ الْعَزِيزِ فِي حَدِيثِهِمَا: عَنْ أَبِي سَلَمَةَ
ابن عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبِي أَمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ،
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ
الْجُمُعَةِ وَلَبَسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ وَمَسَّ مِنْ
طَيِّبٍ - إِنْ كَانَ عِنْدَهُ - ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ
فَلَمْ يَتَخَطَّ أَغْتَاقَ النَّاسِ، ثُمَّ صَلَّى مَا
كَتَبَ اللَّهُ لَهُ، ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ إِمَامُهُ
حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا
بَيْنَهَا وَبَيْنَ جُمُعَتِهِ الَّتِي قَبْلَهَا».

۳۴۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۸۱/۳ من حديث ابن إسحاق به وصرح بالسماع، وصححه ابن
خزيمة، ح: ۱۷۶۲، وابن حبان، ح: ۵۶۲، والحاكم على شرط مسلم ۱/۲۸۳، ووافقه الذهبي.

قال ويقول أَبُو هُرَيْرَةَ: وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، ويقول: إِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا.

(ابو سلمہ نے) کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ بلکہ مزید تین دن اور بھی۔ (یعنی صرف جمعہ سے جمعہ تک آٹھ دنوں کا کفارہ ہی نہیں بلکہ تین دن مزید بھی یوں گیارہ دن ہوئے اور کسر چھوڑ دیں تو وہ دن کیونکہ وہ کہا کرتے تھے کہ ہر نیکی دس گنا اجر کی حامل ہوتی ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ أَنَّهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ حَمَّادُ كَلَامَ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: ابو سلمہ کی روایت زیادہ کامل ہے اور حماد نے اپنی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کلام نقل نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح ابوداؤد (حدیث: ۳۳۱) میں ”حسن“ کہا ہے۔ اور یہ فضائل و آداب جمعہ کی جامع ہے۔ ② قبل از نماز جمعہ نوافل کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ حسبِ نوبت قدر پڑھ سکتا ہے پڑھے۔ ③ صف بندی کا اہتمام ہو اور پہلے سے بیٹھے لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگی جائیں الا یہ کہ انہوں نے خود تقصیر کی ہو اور اگلی صفیں مکمل نہ کی ہوں۔ ④ لغوبات، لغو فعل سے احتراز ہو اور خطبہ غور سے سنا جائے۔ نیند سے بھی اپنے آپ کو ہوشیار رکھنا چاہیے۔ مزید بھی کچھ امور ہیں جو اگلی احادیث میں آرہے ہیں۔

۳۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ وَبُكَيْرَ بْنَ الْأَشَّجِ حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ الْمُتَكِدِرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَالسَّوَاكُ وَيَمَسُّ مِنَ الطَّيِّبِ مَا قُدِّرَ لَهُ». إِلَّا أَنْ بُكِّرَ لَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَقَالَ فِي الطَّيِّبِ: «وَلَوْ مِنْ طَيِّبِ الْمَرْأَةِ».

۳۴۴- جناب عبدالرحمن بن ابوسعید خدری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے روز غسل ہر بالغ پر (لازم) ہے اور سواک اور خوشبو (بھی) جو اسے میسر ہو۔“ بکیر نے عبدالرحمن کا ذکر نہیں کیا اور خوشبو کے بارے میں کہا: ”خواہ بیوی ہی کی ہو۔“ (یعنی ضرور استعمال کرے۔)

۳۴۴- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة، ح: ۸۴۶ من حديث عبدالله بن وهب به.

۳۴۵- حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سفر فرماتے تھے: ”جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور خوب اچھی طرح کیا اور جلدی آیا اور (خطبہ میں) اول وقت پہنچا پیدل چل کے آیا اور سوار نہ ہوا، امام سے قریب ہو کر بیٹھا اور غور سے سنا اور لغو سے بچا تو اس کے لیے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور قیام کے عمل کا ثواب ہے۔“

۳۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْجَرَّائِيُّ حَبِي: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيُّ: حَدَّثَنِي أَوْسُ بْنُ أَوْسٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ غَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ ثُمَّ بَكَرَ وَابْتَكَرَ وَمَشَى، وَلَمْ يَزَكَبْ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةِ أَجْرٍ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا».

 توضیح: یہ حدیث جامع ترمذی (۳۹۶) سنن نسائی (۱۳۸۲) اور سنن ابن ماجہ (۱۰۸۷) میں بھی وارد ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔ (صحیح ابوداؤد، حدیث: ۳۳۳) شروح حدیث میں وارد ہے کہ اس حدیث کے الفاظ [غَسَلَ وَ اغْتَسَلَ] میں [غسل] کو حرف ”س“ کی تخفیف اور تشدید دونوں سے پڑا گیا ہے۔ اور اس کے کئی معانی ذکر کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہی تاکید یہی معنی ہے جو راقم نے اختیار کیا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ آدمی نے پہلے غلطی، صابن یا شیمپو وغیرہ استعمال کیا ہو بعد ازاں پانی بہایا ہو۔ تیسرا یہ کہ جس نے اپنی زوجہ سے مباشرت کی اور اس پر بھی غسل لازم کر دیا ہو۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اس طرح انسان نفسیاتی اور جذباتی طور پر بہت پرسکون ہو جاتا ہے اور ذہن پر آگندہ نہیں ہوتا اور عبادت میں یکسو رہتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۴۶- حضرت اوس ثقفی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس نے جمعہ کے روز اپنا سر دھویا اور غسل کیا۔“ اور مثل سابق روایت بیان کی۔

۳۴۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ عَبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ غَسَلَ رَأْسَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ» وَسَاقَ نَحْوَهُ.

۳۴۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، اقامة الصلوات، باب ماجاء في الغسل يوم الجمعة، ح: ۱۰۸۷ من حديث عبد الله بن المبارك، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۶۷، وابن حبان، ح: ۵۵۹، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۳۸۱، ۳۸۲، ووافقه الذهبي، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ۴۹۶، وحسنه.

۳۴۶- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

☀️ فائدہ: یہ روایت مذکورہ بالا حدیث کا معنی واضح کرتی ہے اور ”سردھونے“ کی خصوصیت یہ ہے کہ عرب لوگ لمبے بال رکھتے تھے اور انہیں دھونے میں محنت ہوتی تھی اور وقت لگتا تھا۔

۳۴۷- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور اپنی اہلیہ کی خوشبو استعمال کی۔ اگر اس کے پاس ہو، اور اپنے عمدہ کپڑے پہنے، پھر لوگوں کی گردنیں نہ پھلائیں اور اثنائے وعظ میں (خطبے کے دوران میں) کوئی لغو عمل نہ کیا، تو یہ (نماز) ان دونوں (جمعوں) کے مابین کے لیے کفارہ ہوگی اور جس نے کوئی لغو کام کیا اور لوگوں کی گردنیں پھلائیں تو اس کے لیے یہ ظہر ہی ہوگی (یعنی ظہر کی نماز کا ثواب ہوگا نہ کہ جمعے کا۔“)

۳۴۷- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَقِيلٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ سَلَمَةَ الْمِصْرِيُّانِ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: ابْنُ أَبِي عَقِيلٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَسَّ مِنْ طِيبٍ امْرَأَتِهِ - إِنْ كَانَ لَهَا - وَلَبَسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهِ ثُمَّ لَمْ يَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ وَلَمْ يَلْغُ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهُمَا، وَمَنْ لَغَا وَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ كَانَتْ لَهُ ظَهْرًا».

۳۴۸- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ چار کاموں (کی وجہ) سے غسل کیا کرتے تھے۔ جنابت سے، جمعہ کے دن، سیگی لگوانے سے اور میت کو غسل دینے سے۔“

۳۴۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ شَيْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ الْعَنْزَرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنَ الْجَنَابَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمِنْ الْحِجَامَةِ وَمِنْ غَسْلِ الْمَيِّتِ.

☀️ توضیح: امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کے بارے میں کہا ہے کہ [لَيْسَ بِذَاكَ] یعنی غیر

۳۴۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۳۱/۳ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح. ۱۸۱۰.

۳۴۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۵۲/۶ من حديث مصعب بن شيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح. ۲۵۶.

معیاری ہے۔ امام احمد بن حنبل اور علی بن مدینی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ غسل میت سے غسل کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ (منذری) مگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "التلخیص الحبیہ" میں کہا ہے کہ کثرت طرق کی بنا پر یہ "درجہ حسن" سے کم نہیں اور جمہور اس کے استحباب کے قائل ہیں۔ (الروضۃ الندیہ) اور ظاہر ہے کہ غسل جنابت واجب ہے۔ جمعہ کا غسل واجب یا بہت زیادہ مؤکد ہے۔ بیگی اور میت کو غسل دینے سے غسل بطور نظافت مستحب ہے۔

۳۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ
الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ
حَوْشِبٍ قَالَ: سَأَلْتُ مَكْحُولًا عَنْ هَذَا
الْقَوْلِ: «غَسَلَ وَاغْتَسَلَ» قَالَ: غَسَلَ
رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ.

۳۴۹- جناب علی بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے مکحول (شامی تابعی) سے حدیث "غَسَلَ وَاغْتَسَلَ" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے اپنا سر دھویا اور پھر غسل کیا۔

۳۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ
الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُشْهَرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي «غَسَلَ وَاغْتَسَلَ» قَالَ: قَالَ
سَعِيدٌ: غَسَلَ رَأْسَهُ وَغَسَلَ جَسَدَهُ.

۳۵۰- جناب سعید بن عبدالعزیز (توحفی تابعی) نے [غَسَلَ وَاغْتَسَلَ] کی شرح میں کہا کہ جس نے اپنا سر دھویا اور غسل کیا۔

۳۵۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ
مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ
اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ
فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَهُ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ
الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي
السَّاعَةِ الثَّالثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ،

۳۵۱- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت (یا جنابت جیسا غسل) کیا، پھر جمعہ کے لیے آیا تو اس نے گویا ایک اونٹ قربان کیا۔ اور جو دوسری ساعت میں آیا اس نے گویا گائے قربان کی اور جو تیسری ساعت میں پہنچا اس نے گویا سیٹلوں والا مینڈھا قربان کیا۔ جو چوتھی ساعت میں آیا اس نے گویا مرغی قربان کے لیے

۳۴۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ۲۹۸۹ من حديث أبي داود به.

۳۵۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ۲۹۸۹ من حديث أبي داود به.

۳۵۱- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب فضل الجمعة، ح: ۸۸۱، ومسلم، الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة، ح: ۸۵۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۰۱ وقوله "غسل الجنابة" أي غسلًا كغسل الجنابة، قاله الحافظ في فتح الباري: ۲/۳۶۶ نحوه، وحديث عبدالرزاق، ح: ۵۵۶۵ بريدة.

۱- کتاب الطہارۃ - غسل جمعہ کے احکام و مسائل

وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ
دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ
فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ
خَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ.

پیش کی اور جو پانچویں ساعت میں آیا اس نے گویا انڈا
تقرب کے لیے پیش کیا۔ پھر جب امام نکل آتا ہے تو
فرشتے بھی ذکر سننے کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① تاخیر سے آنے والے کا جمعہ تو یقیناً ہو جاتا ہے مگر وہ مذکورہ فضیلت سے بالکل محروم رہتا ہے
اور ملائکہ کے مخصوص صحیفوں میں اس کا اندراج نہیں ہوتا۔ خیال رہے کہ اس حدیث سے مرغی اور انڈے کی قربانی کا
جواز کشید کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس میں صرف تقرب اور ثواب کے لیے اللہ کی راہ میں بطور صدقہ و خیرات خرچ
کرنا مراد ہے۔ ② وعظ و نصیحت کی مجلس جمعہ میں ہو یا عام اس میں فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں۔

(المعجم ۱۲۸) - باب الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ
الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۳۰)

۱۲۸- جمعہ کے روز غسل نہ کرنے کی رخصت کا بیان

۳۵۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ
زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ مُهَانَ أَنْفُسِهِمْ
فَيُرْوَحُونَ إِلَى الْجُمُعَةِ يَهَيِّئْتِهِمْ، فَقِيلَ
لَهُمْ: لَوْ اغْتَسَلْتُمْ.

۳۵۲- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ لوگ
اپنے کام کاج خود ہی سرانجام دیا کرتے تھے اور اپنی اسی
حالت میں جمعہ کو چلے آتے تھے تو انہیں کہا گیا کہ اگر تم
غسل کر لیا کرو (تو بہت ہی بہتر ہے۔)

۳۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ
أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ
الْعِرَاقِ جَاءُوا فَقَالُوا: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! أَتَرَى
الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا؟ قَالَ: لَا. وَلَكِنَّهُ

۳۵۳- جناب عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ عراق کی
جانب سے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے: اے ابن عباس!
کیا آپ جمعہ کے غسل کو واجب کہتے ہیں؟ انہوں نے
کہا: نہیں لیکن یہ زیادہ طہارت کا باعث ہے اور جو غسل
کر لے اس کے لیے بہت بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے

۳۵۲- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس، ح: ۹۰۳، ومسلم، الجمعة،
باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ... الخ، ح: ۸۴۷ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

۳۵۳- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱/۲۶۸ من حديث عمرو بن أبي عمرو به، ورواه البيهقي: ۱/۲۹۵ من
حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۵۵، والحاكم على شرط البخاري: ۱/۲۸۰، ۲۸۱، ووافقه
الذهبي، وحسنه الحافظ في الفتح: ۲/۳۶۲.

اس پر واجب نہیں ہے۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ غسل کیسے شروع ہوا؟ لوگ محنت و مشقت کیا کرتے تھے لباس اولن کا ہوتا تھا اپنی پیٹھوں پر سامان ڈھوتے تھے اور ان کی مسجد بھی تنگ اور بچی چھت والی تھی گویا چھپرا تھا تو ایک بار رسول اللہ ﷺ تشریف لائے دن گرم تھا اور لوگوں کو ان کے اوٹی لباسوں میں پسینہ آیا حتیٰ کہ ان سے نامناسب بوئیں نکلیں اور انہیں ایک دوسرے سے بہت اذیت ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ بو محسوس کی تو فرمایا: ”لوگو! جب یہ (جمعہ کا) دن ہوا کرے تو غسل کیا کرو اور جسے جو عمدہ تیل اور خوشبو مہیا ہوا استعمال کیا کرے۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ نے حالات میں بہتری پیدا کر دی۔ لوگ اوٹی لباس چھوڑ کر دوسرے لباس پہننے لگے اور محنت و مشقت کے کاموں سے بھی کفایت ہو گئی، مسجد بھی کھلی ہو گئی اور وہ پسینہ جو ایک دوسرے کے لیے اذیت کا باعث تھا ختم ہو گیا۔

أَطْهَرُ وَخَيْرٌ لِّمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ، وَسَأُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدَأَ الْغُسْلُ: كَانَ النَّاسُ مَجْهُودِينَ، يَلْبَسُونَ الصُّوفَ وَيَعْمَلُونَ عَلَى ظُهُورِهِمْ، وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيْقًا مُّقَارِبَ السَّقْفِ، إِنَّمَا هُوَ عَرِيشٌ. فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي يَوْمٍ حَارٍّ وَعَرِيقَ النَّاسِ فِي ذَلِكَ الصُّوفِ حَتَّى تَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاحٌ، آذَى بِذَلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَلَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِلْكَ الرِّيحَ قَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ! إِذَا كَانَ هَذَا الْيَوْمُ فَاغْتَسِلُوا وَلَيْسَ أَحَدُكُمْ أَفْضَلُ مَا يَجِدُ مِنْ دُفْنِهِ وَطَبِيبِهِ». قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ثُمَّ جَاءَ اللَّهُ تَعَالَى ذِكْرُهُ بِالْخَيْرِ وَلَبَسُوا غَيْرَ الصُّوفِ وَكُفُّوا الْعَمَلَ وَوَسَّعَ مَسْجِدَهُمْ وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِي كَانَ يُؤْذِي بَعْضَهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرِيقِ.

۳۵۴- سیدنا سرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اس نے سنت پر عمل کیا اور یہ بہت عمدہ سنت ہے۔ اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔“

۳۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّلِبَالِيُّ:

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فِيهَا وَنَعِمَتْ، وَمَنْ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ».

توضیح: ان احادیث سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ غسل جمعہ واجب نہیں ہے۔ بلاشبہ ابتداء حکم کی بنیادی وجہ یہی تھی جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بیان ہوئی ہے، مگر مسلمان جب اس کے قائل و فاعل ہو گئے تو انہیں اس کا شرعی اعتبار سے پابند کر دیا گیا جیسا کہ گزشتہ باب میں صحیح احادیث سے ثابت ہوا ہے۔ اب اگرچہ بنیادی سبب تو موجود نہیں مگر حکم وجوب باقی ہے جیسے کہ مسئلہ حج میں طواف قدم میں رمل کرنا (آہستہ آہستہ دوڑنے) کا بنیادی

۳۵۴- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الوضوء، يوم الجمعة، ح: ۴۹۷، والسناني، ح: ۱۳۸۱ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: حسن.

موجود نہیں ہے، مگر حکم وجوب باقی ہے۔ اس لیے رائج یہی ہے کہ غسل جمعہ واجب ہے۔ اس کا اہتمام کرنا چاہیے اور اس میں غفلت بہت بڑی محرومی ہے۔

(المعجم ۱۲۹) - باب الرَّجُلُ يُسَلِّمُ
فَيُؤَمِّرُ بِالْفُغْسِلِ (التحفة ۱۳۱)

۳۵۵- جناب غلیفہ بن حصین اپنے دادا حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا میں اسلام قبول کرنا چاہتا تھا۔ تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں غسل کروں اور پانی میں ہیری کے پتے ملے ہوئے ہوں۔

۳۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الْأَعْرُ عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ جَدِّهِ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أُرِيدُ الْإِسْلَامَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِنْدِرٍ.

☀ فائدہ: اسلام قبول کرنے والے نو مسلم کے لیے غسل واجب ہے۔ (عون المعبود)

۳۵۶- جناب ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھے غنیم بن (کثیر بن) کلیب سے خبر دی گئی وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے آپ نے فرمایا: ”اپنے کفر والے بال اتار دو۔“ یعنی سر منڈاؤ۔ اور (کلیب کہتے ہیں کہ) مجھے ایک دوسرے صحابی نے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے شخص سے فرمایا جو ان کے ساتھ تھا: ”اپنے کفر کے بال دور کرو اور ختنہ کراؤ۔“

۳۵۶- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرْتُ عَنْ غَنِيمِ بْنِ كَلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: قَدْ أَسْلَمْتُ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ» يَقُولُ: اخْلِقْ. قَالَ: وَأَخْبَرَنِي آخَرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِآخَرَ مَعَهُ: «أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَنِنْ».

☀ فوائد و مسائل: ① ایسا لباس اور حجامت جو کفار کی خاص مذہبی علامت یا ان کا شعار ہو اسلام قبول کر لینے پر اسے ترک کر دینے کا حکم ہے ورنہ کافروں سے مشابہت باقی رہے گی اور یہ کسی طرح مقبول نہیں۔ ② حکم ہے کہ رَاذِخُلُوا

۳۵۵- [تخریج: أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ما ذكر في الاغتسال عند ما يسلم الرجل، ح: ۶۰۵، والنسائي، ح: ۱۸۸ من حديث سفیان الثوري به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۵۴، ۲۵۵، وابن حبان، ح: ۲۳۱، وابن الجارود، ح: ۱۴، وغيرهم، وسنده حسن، وللحديث شواهد.

۳۵۶- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۱۵/۳ عن عبد الرزاق به، وهو في المصنف له: ۱۰/۶، ح: ۹۸۳۵، وسنده ضعيف، انظر التلخيص الحبير: ۸۲/۴، وللحديث شاهدان ضعيفان.

۱- کتاب الطہارۃ - طہارت کے متفرق احکام و مسائل

فی السَّلَامِ کَافَّةً [”اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔“ اور ختمہ شعار اسلام اور امور فطرت میں سے ہے۔

(المعجم ۱۳۰) - باب الْمَرْأَةُ تَغْسِلُ
ثَوْبَهَا الَّذِي تَلْبَسُهُ فِي حَيْضِهَا
باب: ۱۳۰- عورت اپنے ایام حیض میں استعمال
ہونے والے کپڑے کو دھوئے
(التحفة ۱۳۲)

۳۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنِي أُمُّ الْحَسَنِ - يَغْنِي جَدَّةُ أَبِي بَكْرٍ الْعَدَوِيُّ - عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْحَائِضِ يُصِيبُ ثَوْبَهَا الدَّمَ. قَالَتْ: تَغْسِلُهُ فَإِنْ لَمْ يَذْهَبْ أَتَرَهُ فَلَتَغْيِرُهُ بِشَيْءٍ مِنْ صُفْرَةٍ. قَالَتْ: وَلَقَدْ كُنْتُ أَحِيضُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ حِيضٍ جَمِيعًا لَا أُغْسِلُ لِي ثَوْبًا.

۳۵۷- معاذہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ حائضہ کے کپڑوں کو خون لگ جاتا ہے (تو کیا کرے؟) انہوں نے کہا کہ اسے دھوئے۔ اگر اس کا نشان باقی رہے تو کچھ زردی (دوسرے بوٹی یا زعفران) سے اسے تبدیل کر دے۔ کہتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ہاں تین تین حیض آتے تھے مگر میں اپنا کوئی کپڑا نہ دھوتی تھی۔

🌞 توضیح: وہ اس لیے نہ دھوتی تھیں کہ نہ بند یا چادر کی طرح آلودہ نہ ہوتی ہوگی۔ معلوم ہوا کہ اگر کپڑا کسی طرح آلودہ نہ ہو تو وہ پاک ہے۔ نیز حائضہ کا پسینہ اور لعاب پاک ہے۔ اس طرح باقی کپڑوں کے دھونے کی ویسے ہی ضرورت نہیں۔

۳۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَغْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ، يَذْكُرُ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا كَانَ لِأَخْدَانَا إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ تَحِيضُ فِيهِ، فَإِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ مِنْ دَمٍ بَلَّغَتْهُ بِرِيقِهَا ثُمَّ قَصَعَتْهُ بِرِيقِهَا.

۳۵۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم ازواج رسول کے لیے محض ایک ایک ہی کپڑا ہوتا تھا اسی میں ایام حیض گزرتے تھے۔ اگر کہیں کوئی خون کا دھبہ لگ جاتا تو وہ اسے اپنے لعاب سے گیل کر کرتی اور پھر اسے ل دیتی تھی۔

۳۵۷- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۵۰ عن عبد الصمد بن عبد الوارث به، وسنده ضعيف ۛ أم الحسن لا يعرف حالها (تقریب)، وللحديث شواهد.

۳۵۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲/ ۴۰۵ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري، ح: ۳۱۲ من طريق آخر عن مجاهد به.

مسئلہ: یہ اس صورت میں ہے جب کوئی معمولی داغ دھبہ یا قطرہ لگا ہو۔ اگر زیادہ لگا ہو تو اسے پانی سے بالاجہتہام دھونا لازم ہے جیسے کہ آئندہ احادیث میں آ رہا ہے۔

۳۵۹- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ: أَخْبَرَنَا بَكَّارُ بْنُ پَخَّيٍّ: حَدَّثَنِي جَدَّتِي قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلْتُهَا امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ عَنِ الصَّلَاةِ فِي ثَوْبِ الْحَائِضِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: قَدْ كَانَ يُصَيِّتُنَا الْحَيْضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَلَبُّتُ إِحْدَانَا أَيَّامَ حَيْضِهَا ثُمَّ تَطْهَرُ فَتَنْظُرُ الثَّوْبَ الَّذِي كَانَتْ تَقْلُبُ فِيهِ، فَإِنْ أَصَابَهُ دَمٌ غَسَلْنَاهُ وَصَلَّيْنَا فِيهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ تَرَكْنَاهُ وَلَمْ يَمْنَعْنَا ذَلِكَ أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِ. وَأَمَّا الْمُتَمَشِّطَةُ فَكَانَتْ إِحْدَانَا تَكُونُ مُتَمَشِّطَةً، فَإِذَا اغْتَسَلَتْ لَمْ تَنْقُضْ ذَلِكَ وَلَكِنَّهَا تَخْفِضُ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ، فَإِذَا رَأَتْ الْبَلْلَ فِي أَصُولِ الشَّعْرِ دَلَّكَتُهُ ثُمَّ أَقَاصَتْ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهَا.

۳۵۹- جناب بکار بن یحییٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئی وہاں ان سے ایک قریشی عورت نے پوچھا کہ حیض والے کپڑوں میں نماز کیا حکم ہے؟ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حیض آتا تھا، ہم یہ دن گزارتیں اور پھر پاک ہوتیں اور اپنے کپڑے کو دکھتیں جس میں یہ دن گزارے ہوتے۔ اگر اسے خون لگا ہوتا تو اسے دھو لیتیں اور پھر اس میں نماز پڑھتیں اور اگر اسے کچھ نہ لگا ہوتا تو اسے اسی طرح رہنے دیتیں اور اس میں نماز پڑھنے سے ہمارے لیے کچھ مانع نہ ہوتا تھا۔ اور جس کے بال گوندھے ہوئے ہوتے تو جب کسی کو غسل (جنابت) کرنا ہوتا تو اپنے بال نہ کھولا کرتی بلکہ اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالتی۔ جب دیکھتی کہ بالوں کی جڑیں تر ہو گئی ہیں تو انہیں لپتی پھر باقی جسم پر پانی بہا لیتی۔

فائدہ: یہ روایت اگرچہ سداضعیف ہے تاہم یہی بات دیگر تمام روایات میں بھی بیان کی گئی ہے جو صحیح ہیں۔

۳۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ النُّعْمَانِيِّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ

۳۶۰- سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک عورت کو سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ

۳۵۹- تخریج: [إسناده ضعيف] انفرادیہ أبو داود * بکار مجهول الحال، وجدته: لم أعرفها.

۳۶۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ۷۷۸ من حديث ابن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۷۶، وانظر الحديث الآتي.

رہی تھی کہ جب ہم میں سے کوئی پاک ہو تو اپنے کپڑے کا کیا کرے؟ کیا اس میں نماز پڑھ لیا کرے؟ آپ نے فرمایا: ”اے دیکھے اگر اس میں خون لگا ہو تو اسے پانی لگا کر کھرچے اور جس جگہ کچھ نظر نہ آتا ہو (مگر شبہ ہو تو) وہاں چھینے مار لے اور اس میں نماز پڑھ لے۔“

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ امْرَأَةً تَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ تَضَعُ إِخْدَانًا يَبْثُوبُهَا إِذَا رَأَتْ الطَّهْرَ، أَنْصَلِّي فِيهِ؟ قَالَ: «تَنْظُرُ فَإِنْ رَأَتْ فِيهِ دَمًا فَلْتَقْرُضْهُ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ وَلْتَنْضَحْ مَا لَمْ تَرَ وَتُصَلِّي فِيهِ».

۳۶۱- سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرمائیے کہ جب ہم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو کیسے کرے؟ آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو چاہیے کہ اسے کھرچے (چٹکیوں سے رگڑے) پھر اس پر پانی ڈالے۔ اور اس میں نماز پڑھ لے۔“

۳۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ امْرَأَةً رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِخْدَانًا إِذَا أَصَابَتْ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَضَعُ؟ قَالَ: «إِذَا أَصَابَ إِخْدَاكُمُ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضِ فَلْتَقْرُضْهُ ثُمَّ لِيَنْضَحْهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ لِيُصَلِّي».

۳۶۲- عیسیٰ بن یونس اور حماد بن سلمہ دونوں نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور کہا: ”اے اکھیرؤ پانی ڈال کر چٹکیوں سے رگڑو پھر (مزید) پانی بہاؤ۔“

۳۶۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا [الْمَعْنَى] قَالَا: «حَتَّى تَمُوتَ أَوْ قَرِصِيهِ بِالْمَاءِ ثُمَّ انْضَحِيهِ».

۳۶۱- تخریج: أخرجه البخاري، الحيض، باب غسل دم المحيض، ح: ۳۰۷، ومسلم، الطهارة، باب نجاسة الدم وكيفية غسله، ح: ۲۹۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية عبد الرحمن بن القاسم)، ح: ۴۸۰ (ورواية أبي مصعب: ۶۶/۱، ح: ۱۶۶)، ووقع في رواية يحيى: ۶۰/۱، ۶۱، وهم لا شك فيه، انظر التمهيد: ۲۲۹/۲۲.

۳۶۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الحيض، باب دم الحيض يصيب الثوب، ح: ۳۹۴ من حديث حماد بن سلمة به، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ۱۳۸ عن هشام بن عروة به، وقال: ”حسن صحيح“.

۳۶۳۔ حضرت ام قیس بنت مھسن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے خون حیض کے متعلق دریافت کیا جو کہ کپڑے کو لگ جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اے کسی لکڑی سے اکھیڑو پھر پیری کے پتے ملے پانی سے دھو ڈالو۔“

۳۶۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ يَغْنِي ابْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَابِتُ الْحَدَّادُ: حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مَحْصَنٍ تَقُولُ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُونُ فِي الثَّوْبِ؟ قَالَ: «حُكِّهِ بِضِلْعٍ وَاعْبِثْ بِهِ بِمَاءٍ وَيَسْدِرْ».

☀️ فائدہ: خون حیض نجس ہے اس کو اہتمام سے صاف کرنا چاہیے کہ کوئی ذرہ سا اثر بھی باقی نہ رہے۔ سادہ پانی سے دھونا بھی کافی ہے مگر پیری کے پتے ملا پانی مزید لطافت کے لیے ہے۔ جیسے کہ آج کل صابن سوڈے سے یہ کام لیا جاتا ہے۔ کپڑے پر داغ باقی رہ جانے کا کوئی حرج نہیں۔

۳۶۴۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم ازواج رسول میں سے ہر ایک کے پاس ایک کرتا ہی ہوا کرتا تھا۔ اسی میں ایام حیض گزرتے اسی میں جنابت ہوتی، پھر اگر اس میں خون کا قطرہ دیکھتی تو اسے لغاب لگا کر ملتی (اور اس کا ازالہ کر دیتی)۔

۳۶۴۔ حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدْ كُنَّا يَكُونُ لِأَخْدَانَا الدَّرْعُ فِيهِ تَحِيضٌ وَفِيهِ تُصَيِّبُهَا الْجَنَابَةُ ثُمَّ تَرَى فِيهِ قَطْرَةً مِنْ دَمٍ فَتَقْصَعُهُ بِرِيقِهَا.

☀️ فائدہ: یہ روایت بھی سداضعیف ہے مگر معنا صحیح ہے۔

۳۶۵۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خولہ بنت یسار رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے ہاں آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میرے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہے اور مجھے

۳۶۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ

۳۶۳۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: في ما جاء في دم الحيض يصيب الثوب، ح: ۶۲۸، والنسائي، ح: ۳۹۵ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۷۷، وابن حبان، ح: ۲۳۵.

۳۶۴۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/ ۱۴ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد * ابن أبي نجیح مدلس، وعنن.

۳۶۵۔ تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۸۰ عن قتيبة به، وابن لهيعة صرح بالسماع عند البيهقي: ۲/ ۴۰۸، ورواه عنه عبد الله بن وهب وغيره، وللحديث طريق آخر عند أحمد: ۲/ ۳۶۴.

خَوْلَةَ بِنْتُ يَسَارٍ أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ لَيْسَ لِي إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ وَأَنَا أَحِيضُ فِيهِ فَكَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: «إِذَا طَهُرْتَ فَأَغْسِلِيهِ ثُمَّ صَلِّي فِيهِ». فَقَالَتْ: فَإِنْ لَمْ يَخْرُجِ الدَّمُ؟ قَالَ: «يَكْفِيكَ غَسْلُ الدَّمِ وَلَا يَضُرُّكَ أَثَرُهُ».

اس میں حیض آتا ہے تو کیسے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”جب تم پاک ہو کر تو اسے دھولیا کرو اور اس میں نماز پڑھا کرو۔“ وہ کہنے لگیں کہ اگر اس سے خون (کا نشان) نہ نکلے تو؟ فرمایا: ”تمہیں خون کا دھوڑا لانا کافی ہے۔ اس کے داغ اور نشان کا کوئی حرج نہیں۔“

باب: ۱۳۱- جس کپڑے میں انسان اپنی اہلیہ سے صحبت کرے اس میں نماز پڑھنا.....؟

(المعجم ۱۳۱) - باب الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُصِيبُ أَهْلَهُ فِيهِ
(التحفة ۱۳۳)

۳۶۶- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمسرہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ اس کپڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے جس میں وہ صحبت کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں، اگر اس میں کوئی نجاست نہ ہوتی۔

۳۶۶- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَادٍ الْمِصْرِيُّ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُذَيْجٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُهَا فِيهِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ إِذَا لَمْ يَرَفِهِ أَذَى.

باب: ۱۳۲- عورتوں کے کپڑوں میں نماز

(المعجم ۱۳۲) - باب الصَّلَاةِ فِي شَعْرِ النِّسَاءِ (التحفة ۱۳۴)

۳۶۷- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے کپڑوں یا جانفوں

۳۶۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۳۶۶- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب المني يصيب الثوب، ح: ۲۹۵ عن عيسى بن حماد به، ورواه ابن ماجه، ح: ۵۴۰، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۷۶، وابن حبان، ح: ۲۳۷.

۳۶۷- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب: في كراهية الصلوة في لحف النساء، ح: ۶۰۰، والنسائي، ح: ۵۳۶۸ من حديث الأشعث به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۲۵۲/۱، ووافقه الذهبي، ويأتي: ۶۴۵.

۱- کتاب الطہارۃ طہارت کے متفرق احکام و مسائل

سیرین، عن عبد الله بن شقيق، عن عائشة قالت: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُصَلِّي فِي شُعْرِنَا أَوْ لِحْفِنَا.

قال عبيد الله: شَكَ أَبِي. عبيد الله نے کہا: ”شُعْرِنَا أَوْ لِحْفِنَا“ کے الفاظ میں میرے والد کو شک ہوا ہے۔

فائدہ: [شعرا] وہ کپڑا ہوتا ہے جو بالخصوص جسم سے متصل ہو۔ اور صحت نماز کے لیے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا شرط ہے۔ اگر چادر کھل لٹاف یا دری وغیرہ ناپاک ہو تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔ ہاں اگر اعتماد ہو کہ کپڑا پاک ہے تو کوئی حرج نہیں۔ امام صاحب نے ”عورت کے کپڑوں“ کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ محض جسم سے ملامت (گلے) کی وجہ سے کپڑا نجس نہیں ہوتا۔

۳۶۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: ۳۶۸- اِم الموشن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ کہ نبی ﷺ ہمارے لحافوں میں نماز نہیں پڑھا کرتے عن هشام، عن ابن سيرين، عن عائشة: تھے۔ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي فِي مَلَأِ حِفْنَا.

قال حَمَّادٌ: وَسَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ أَبِي صَدَقَةَ قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْهُ فَلَمْ يُحَدِّثْنِي وَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْذُ زَمَانٍ، وَلَا أَدْرِي مِمَّنْ سَمِعْتُهُ، وَلَا أَدْرِي أَسَمِعْتُهُ مِنْ ثَبْتٍ أَوْ لَا، فَسَلُّوا عَنْهُ. حماد نے کہا: میں نے سعید بن ابی صدقہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے محمد بن سیرین سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث بیان نہیں کی۔ اور کہا کہ میں نے اسے ایک مدت پہلے سنا تھا معلوم نہیں کس سے سنا تھا وہ ثقہ تھا یا نہیں۔ تم دیگر علماء سے اس کی تحقیق کر لو۔

(المعجم ۱۲۳) - باب الرخصة في ذَلِكَ (التحفة ۳۵)

۳۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ ۳۶۹- اِم الموشن سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

۳۶۸- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۴۱۰/۲ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف لانقطاعه، والحديث السابق شاهد له.

۳۶۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب في الصلوة في ثوب الحائض، ح: ۶۵۳ من ۴۴

۱- کتاب الطہارۃ

سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ مَيْمُونَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى وَعَلَيْهِ مِرْطٌ وَعَلَى بَعْضِ أَرْوَاحِهِ مِنْهُ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ يُصَلِّي وَهُوَ عَلَيْهِ.

طہارت کے مقرر احکام و مسائل

سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ مَيْمُونَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى وَعَلَيْهِ مِرْطٌ وَعَلَى بَعْضِ أَرْوَاحِهِ مِنْهُ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ يُصَلِّي وَهُوَ عَلَيْهِ.

نہی ﷺ نے نماز پڑھی آپ ایک کبل اوڑھے ہوئے تھے جس کا کچھ حصہ آپ پر اور کچھ ان کی اہلیہ پر تھا اور وہ حیض سے تھیں آپ اس حالت میں نماز پڑھتے رہے کہ وہ آپ پر تھا۔

۳۷۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَنَا حَائِضٌ وَعَلَى مِرْطٍ لِي وَعَلَيْهِ بَعْضُهُ.

۳۷۰- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں آپ کے پاس بازو (پہلو) میں ہوتی اور حیض سے ہوتی مجھ پر جو چادر یا کبل ہوتا اس کا کچھ حصہ آپ بھی لیے ہوئے ہوتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① اس باب اور پچھلے باب کی احادیث میں تعارض نہیں ہے بلکہ یہ معنی ہے کہ آپ اکثر زوجات کے کپڑوں میں نماز نہ پڑھتے تھے مگر کبھی کبھی پڑھ بھی لیا کرتے تھے جب کہ یقین ہوتا تھا کہ کپڑا پاک ہے۔ ② بیوی اگر مصلے کے قریب بیٹھی ہو لیٹی ہو یا آگے سوئی ہو تو کوئی حرج نہیں نماز جائز اور صحیح ہے۔ ③ یہ اور دیگر احادیث اشارہ کرتی ہیں کہ خیر القرون میں مسلمان ماوی اعتبار سے کشادہ دست نہ ہوتے تھے۔ میاں بیوی کے پاس ایک ہی کبل ہوتا تھا گردنی اور عملی اعتبار سے وہ اس قدر ممتاز ہیں کہ پوری امت کے مقتدا ہیں۔

(المعجم ۱۳۴) - باب الْمَنِيِّ يُصِيبُ
الثَّوْبَ (التحفة ۱۳۶)

باب ۱۳۴- کپڑے کو اگر منی لگ جائے تو.....؟

۳۷۱- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ حَارِثٍ كَيْتَ هِيَ كَدُوهُ حَضْرَتِ عَائِشَةَ

۳۷۱- ہمام بن حارث کہتے ہیں کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں (بطور مہمان) آئے ہوئے تھے کہ انہیں

« حدیث سفیان الثوری بہ، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۶۸، وابن حبان، ح: ۳۵۰، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ۳۲۳، ومسلم، ح: ۵۱۳، وانظر الحديث الآتي: ۶۵۶.

۳۷۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ۵۱۴ من حديث وكيع به.

۳۷۱- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم المنى، ح: ۲۸۸ من حديث إبراهيم النخعي به، وزاد الطحاوي في المعاني: ۵۱/۱ ثم يصلي فيه، وحديث الأعمش رواه مسلم.

احتمام ہو گیا۔ وہ کپڑے سے احتلام کا نشان دھور ہے تھے یا کپڑا دھور ہے تھے کہ حضرت عائشہ کی لونڈی نے انہیں دیکھ لیا۔ اس نے جا کر حضرت عائشہ کو بتایا تو انہوں نے کہا: مجھے خوب یاد ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے اسے کھرچ ڈالا کرتی تھی۔

اس روایت کو اعمش نے بھی روایت کیا جیسے کہ حکم نے روایت کیا ہے۔

۳۷۲- ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچ ڈالا کرتی تھی اور پھر آپ اسی میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مغیرہ ابو معشر اور واصل نے حماد بن ابی سلیمان کی موافقت کی ہے۔

۳۷۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو دھو دیا کرتی تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ پھر میں دیکھتی کہ کپڑے پر (دھونے کے) نشان نمایاں ہوتے۔

هَمَامُ بْنُ الْحَارِثِ: إِنَّهُ كَانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَأَخْتَلَمَ فَأَبْصَرَتْهُ جَارِيَةٌ لِعَائِشَةَ وَهُوَ يَغْسِلُ أَثَرَ الْجَنَابَةِ مِنْ ثَوْبِهِ أَوْ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ، فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

ورواه الأعمش كما رواه الحكم.

۳۷۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ [بْنِ سَلَمَةَ] عَنْ حَمَّادِ [بْنِ أَبِي سَلِيمَانَ]، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيُصَلِّي فِيهِ.

قال أبو داود: وافقه مغيرة وأبو معشر وواصل.

۳۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ حَسَابِ الْبَصْرِيِّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ يَعْنِي ابْنَ أَخْضَرَ، الْمَعْنَى وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِ سُلَيْمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونِ ابْنِ مِهْرَانَ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنَّهَا كَانَتْ

۳۷۲- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۲۵/۶، ۱۳۶، ۲۱۳ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه مسلم، ح: ۲۸۸ من حديث إبراهيم النخعي به.

۳۷۳- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل المني وفركه وغسل ما يصيب من المرأة، ح: ۲۲۹، ومسلم، الطهارة، باب حكم المني، ح: ۲۸۹ من حديث عمرو بن ميمون به.

۱- کتاب الطہارہ طہارت کے مفرق احکام و مسائل

تَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
قالت: ثُمَّ أَرَى فِيهِ بُقْعَةً أَوْ بُقْعًا

🌞 فوائد و مسائل: ① مرد کا مادہ منویہ اگر گاڑھا ہو تو اس کے جرم کا ازالہ کر دینا لازمی ہے۔ گिला ہو تو کسی تنکے وغیرہ سے خشک ہو تو مسلنے یا اکھیرنے سے دور کر دیا جائے یا اسے دھویا بھی جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دونوں عمل ثابت ہیں۔ لیکن اگر رقیق ہو تو دھولینا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں کہیں کوئی دیا حکم نہیں دیا جیسے کہ عورتوں کو خون حیض کے بارے میں ہدایات دیں۔ ② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ منی بگم کی مانند ہے اسے دور کر دیا خواہ گھاس کے تنکے سے ہو۔ ③ یہ بھی ثابت ہوا کہ صرف آلودہ حصے کو دھولینا ہی کافی ہوتا ہے۔ باقی کپڑا پاک رہتا ہے۔

(المعجم ۱۳۵) - بَابُ بَوْلِ الصَّبِيِّ
يُصِيبُ الثَّوْبَ (التحفة ۱۳۷)

باب: ۱۳۵- بچہ اگر کپڑے پر پیشاب کر دے تو.....؟

۳۷۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِجْنَصٍ: أَنَّهَا أَتَتْ أَبَانَ لَهَا صَغِيرٌ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ، فَقَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

۳۷۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ وَالرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ:

۳۷۴- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب بول الصبيان، ح: ۲۲۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۴/۱ (والقنعني، ص: ۹۸، ۹۹)، ورواه مسلم، ح: ۲۸۷ من حديث ابن شهاب الزهري به.

۳۷۵- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في بول الصبي الذي لم يطعم، ح: ۵۲۲ من حديث أبي الأحوص به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۲، والحاكم: ۱/۱۶۶، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق عند البيهقي ۴۱۵/۲ وغيره.

آپ نے فرمایا: ”صرف لڑکی کا پیشاب ہی دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینے مارے جاتے ہیں۔“

كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي جَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبَالَ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: الْبَسْ ثَوْبًا وَأَعْطِنِي إِذَا رَكَ حَتَّى أَغْسِلَهُ. قَالَ: «إِنَّمَا يُغَسَّلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَى وَيَنْصَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ».

🌟 فائدہ: ان احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق اور تواضع کا بیان ہے۔ آپ بچوں سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ اور دودھ پیتے بچے کے پیشاب پر صرف چھینے مار دینے کافی ہیں۔ تاہم لڑکی کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے۔

۳۷۶- حضرت ابو جحشؓ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ آپ جب غسل کرنا چاہتے تو مجھے فرماتے: ”میری طرف اپنی گدی (پشت) کر لو۔“ تو میں آپ کی طرف گدی کر کے کھڑا ہو جاتا اور آپ کو اس طرح پردہ کرتا۔ (ایک بار) حضرت حسن یا حسینؓ کو لایا گیا تو انہوں نے آپ کے سینے پر پیشاب کر دیا۔ میں اسے دھونے آیا تو آپ نے فرمایا: ”لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینے مارے جاتے ہیں۔“

۳۷۶- حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَبْرِيُّ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنِي مُجَلُّ بْنُ خَلِيفَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو السَّمْحِ قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ قَالَ: «وَلَيْ فَقَاكَ». قَالَ فَأَوْلِيَهُ فَقَاي فَأَسْتَرَهُ بِهِ، فَأَتَنِي بِحَسَنِ أَوْ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَبَالَ عَلَى صَدْرِهِ، فَجِئْتُ أَغْسِلُهُ، فَقَالَ: «يُغَسَّلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرْسُ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ».

عباس (بن عبد العظیم) نے اپنی سند میں (حدیثی) مفرد کے صفحے کے بجائے (حدیثی) بن الولید ذکر کیا۔

قال عَبَّاسُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ. قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ أَبُو الرَّعْرَاءِ قال هَارُونُ بْنُ تَوَيْمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ:

امام ابوداؤدؒ کہتے ہیں اور وہ ابوالرعاءؒ ہے اور ہارون بن تویم نے جناب حسن بھری سے نقل کیا ہے کہ

۳۷۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر الاستنار عند الاغتسال، ح: ۲۲۵، وابن ماجه، ح: ۵۲۶ عن مجاهد بن موسى به، مختصراً، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۳، والحاكم، ۱/ ۱۶۶، ووافقه الذهبي.

الأَبْوَالُ كُلُّهَا سَوَاءٌ . پیشاب سب برابر ہیں۔

☀ فائدہ: رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ فرمان کے مقابلے میں کسی بھی امتی کا قول و فتویٰ قابل قبول نہیں ہو سکتا لہذا لڑکی کا پیشاب دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب پر چھینے مارے جائیں گے۔

۳۷۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى
عن ابن أبي عروبة، عن قتادة، عن أبي
حرب بن أبي الأسود، عن أبيه، عن علي
رضي الله عنه قال: يُغْتَسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ
وَيُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ مَا لَمْ يَطْعَمْ.

۳۷۷- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ لڑکی کا پیشاب دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینے مارے جائیں جب تک کہ کھانا نہ کھاتا ہو۔

۳۷۸- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا
مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ،
عَنْ أَبِي حَرْبٍ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ
مَا لَمْ يَطْعَمْ - زَادَ: قَالَ قَتَادَةُ: هَذَا مَا لَمْ
يَطْعَمَا الطَّعَامَ فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَا جَمِيعًا

۳۷۸- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ پھر مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا ہے مگر اس میں: ”جب تک کہ کھانا نہ کھاتا ہو۔“ کا بیان نہیں ہے مگر یہ اضافہ کیا ہے کہ قتادہ نے کہا: یہ حکم اس وقت تک ہے جب کہ وہ دونوں (لڑکا، لڑکی) کھانا نہ کھاتے ہوں۔ جب کھانا کھانے لگ جائیں تو دونوں کا پیشاب دھویا جائے۔

۳۷۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنِ أَبِي
الْحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ
يُونُسَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: إِنَّهَا
أَبْصَرْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى بَوْلِ

۳۷۹- جناب حسن بصری اپنی والدہ سے راوی ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ لڑکے کے پیشاب پر چھینے مارتیں جب تک کہ وہ کھانا نہ کھاتا، جب کھانا کھانے لگتا تو اس کو دھوتی

۳۷۷- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي ۴۱۵/۲ من حديث أبي داود به، ورواه الترمذي، ح: ۶۱۰، وابن ماجه، ح: ۵۲۵ من حديث قتادة به، وانظر الحديث الآتي، وللحديث شواهد كثيرة.

۳۷۸- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما ذكر في نضح بول الغلام الرضيع، ح: ۶۱۰، وابن ماجه، ح: ۵۲۵ من حديث معاذ بن هشام به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۴، وابن حبان، ح: ۲۴۷، والحاكم: ۱/۱۶۵، ووافقه الذهبي.

۳۷۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۴۱۶/۲ من حديث أبي داود به، وقال: "صحیح"، وصححه الحافظ في التلخيص الجبير: ۱/۳۸، وللحديث شواهد كثيرة جدًا * الحسن البصري، مدلس، وعن.

۱- کتاب الطہارۃ

الْغَلَامَ مَا لَمْ يَطْعَمْ فَإِذَا طَعِمَ غَسَلَتْهُ، وَكَانَتْ تَغْسِيلُ بَوْلِ الْجَارِيَةِ.

☀ فائدہ: یہ روایت معنی صحیح ہے۔ کیونکہ صحیح روایات سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

(المعجم ۱۳۶) - باب الْأَرْضِ يُصَيِّهَا
البُؤْلُ (التحفة ۱۳۸)

۳۸۰- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی (دیہاتی) مسجد میں آیا رسول اللہ ﷺ تشریف فرماتھے اس نے آ کر نماز پڑھی۔ ابن عبیدہ نے کہا کہ دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر یہ دعا کی: [اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي.....] ”اے اللہ! مجھ پر اور محمد پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر۔“ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو نے تو وسیع اور کشادہ کو تنگ کر دیا ہے۔“ (یعنی اللہ کی رحمت کو)۔ پھر زیادہ دیر نہ گزری کہ وہ مسجد کے کونے میں پیشاب کرنے لگا، لوگ جلدی سے اس کی طرف بڑھے مگر آپ نے ان کو روک دیا اور فرمایا: ”تم لوگ آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو دشواری والے نہیں۔ اس (پیشاب) پر پانی کا ایک ڈول ڈال دو۔“ راوی کو شک ہے کہ [سَجَلًا مِّنْ مَّاءٍ] کے لفظ ادا کیے یا [ذُنُوبًا مِّنْ مَّاءٍ] کے۔ (معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔)

☀ فوائد و مسائل: ① زمین اور دیگر جمادات (پتھر، شیشہ اور لکڑی وغیرہ) پر نجاست لگ جائے تو اس کا عین دور کر دینا اور پیشاب کی صورت میں پانی بہا دینا کافی ہوتا ہے۔ مٹی کھرچنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ② صحابہ کرام میں تحیۃ المسجد پڑھنے کا معمول تھا۔ ③ دعا ہمیشہ جامع اور وسعت کی حامل ہونی چاہیے۔ ④ جاہل لوگوں کے ساتھ معاملہ بالعموم اور بالخصوص دین کی تعلیم میں ہمدردی کا ہونا چاہیے۔

۳۸۰- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذی، الطہارۃ، باب ماجاء فی البول یصبی الأرض، ح: ۱۴۷ من حدیث سفیان بن عیینہ بہ، ورواہ الحمیدی، ح: ۹۴۴، وصحجہ ابن الجارود، ح: ۱۴۱، وابن خزیمة، ح: ۲۹۸ * صرح الزہری بالسماع، ورواہ البخاری، ح: ۶۰۱، انظر الحدیث الآتی برقم: ۸۸۲.

۳۸۱- جناب عبداللہ بن معقل بن مقرن رضی اللہ عنہ (تابعی)

بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی (دیہاتی) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا۔ اس روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس جگہ اس نے پیشاب کیا ہے اسے کھرج دو اور پانی بہادو۔“

۳۸۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَارِثٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ يَعْنِي ابْنَ عُمَيْرٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ بْنِ مَقْرِنٍ قَالَ: صَلَّى أَغْرَابِيٌّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ. قَالَ فِيهِ: وَقَالَ - يَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ: «خُذُوا مَا بَالَ عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ فَأَلْقُوهُ وَأَهْرِيقُوا عَلَى مَكَائِهِ مَاءً».

امام ابو داود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے (یعنی تابعی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔) اور عبداللہ بن معقل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: هُوَ مُرْسَلٌ. ابْنُ مَعْقِلٍ لَمْ يُدْرِكِ النَّبِيَّ ﷺ.

باب: ۱۳۷- یہ بیان کہ زمین کا خشک ہو جانا اس کی پاکی ہے

(المعجم ۱۳۷) - بَابُ: فِي طَهْوِ الْأَرْضِ إِذَا يَسَّتْ (التحفة ۱۳۹)

۳۸۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میں مسجد میں سویا کرتا تھا۔ میری بھرپور جوانی کے دن تھے اور ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب بھی کر دیتے تھے مگر وہ لوگ (یعنی صحابہ کرام) اس پر کوئی پانی نہ چھڑکتے تھے۔

۳۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: كُنْتُ أَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكُنْتُ فَتًى شَابًّا غَرَبًا وَكَانَتْ الْكِلَابُ تَبُولُ وَتَقِيلُ وَتَذِيرُ فِي الْمَسْجِدِ فَلَمْ يَكُونُوا يَرْشُونَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ.

۳۸۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۱۳۲، ح: ۴۷۳، والبيهقي: ۲/ ۴۲۸ من حديث أبي داود،

وهو في المراسيل لأبي داود، ح: ۳، وللحديث شواهد كثيرة ضعيفة كلها، انظر التلخيص الحبير: ۱/ ۳۷، ح: ۳۲.

۳۸۲- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: إذا شرب الكلب في إناء أحكم فليغسله سبعاً، ح: ۱۷۴ من

حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

۱- کتاب الطہارۃ

فوائد ومسائل: ① مسجد عبادت گاہ ہے اس کا مسلمانوں کے رفاہی امور میں استعمال جائز ہے مگر لازم ہے کہ اس کے آداب کا خاص خیال اور اہتمام کیا جائے۔ ② جب زمین خشک ہو جائے اور نجاست ظاہر نہ ہو تو زمین پاک شمار ہوتی ہے۔ ③ نوجوانوں کو مسجد میں سونے سے اس وجہ سے روکنا کہ انہیں احتلام ہو جاتا ہے شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

(المعجم . . .) - باب الْأَذَى يُصِيبُ
باب: (اگر راہ چلتے ہوئے) پلو میں
نجاست لگ جائے تو.....؟
الذَّيْل (التحفة ۱۴۰)

۳۸۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ أَطِيلُ ذَيْلِي وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَدِيرِ. فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ».

۳۸۳- ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف کی ایک ام ولد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے دریافت کیا کہ میں ایسی عورت ہوں کہ اپنی چادر کو لمبا کھتی ہوں اور (کبھی) راہ چلتے ہوئے نجس جگہ سے بھی گزر رہا ہوتا ہے (اور چادر کا پلو اس پر سے ہو کر گزرتا ہے) تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بعد والی جگہ اسے پاک کر دیتی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اگر نجاست غلیظہ کا اثر پاک مٹی سے گھسنے سے زائل ہو جائے تو یہ کپڑا پاک شمار ہوگا۔ اگر زائل نہ ہو تو دھویا جائے۔ ② خیر القرون میں خواتین کے پردے کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے پاؤں ڈھا پنے کا بھی اہتمام کرتی تھیں نیز انہیں طہارت کا از حد خیال رہتا تھا کہ اس طرح کے مسائل تفصیل سے دریافت کیا کرتی تھیں۔

۳۸۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِيسَى عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ

۳۸۴- موسیٰ بن عبد اللہ بن یزید بن عبد اللہ الاشہل کی ایک خاتون سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہمارا مسجد میں جانے کا راستہ گندہ ہے، جب بارش ہو جائے تو ہم کیا کریں؟

۳۸۳- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء من الموطئ، ح: ۱۴۳، وابن ماجه، ح: ۵۳۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۴/۱ (والقنبي، ص: ۴۷، ۴۸)، ورواه عبدالله بن إدريس عن محمد بن عماره به، وابن الجارود، ح: ۱۴۲، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

۳۸۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: الأرض يطهر بعضها بعضاً، ح: ۵۳۳ من حديث عبدالله بن عيسى، وأحمد: ۴۳۵/۶ من حديث زهير به.

بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا لَنَا طَرِيقًا إِلَى الْمَسْجِدِ مُتْنَةً فَكَيْفَ نَفْعَلُ إِذَا مُطِرْنَا؟ قَالَ: «الْيَسْنَ بَعْدَهَا طَرِيقٌ هِيَ أَطْيَبُ مِنْهَا؟» قَالَتْ: قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: «فَهَذِهِ بِهَذِهِ».

آپ نے فرمایا: ”کیا اس (نجس) جگہ کے بعد پاک جگہ نہیں آتی؟“ میں نے کہا کہ ہاں (آتی ہے)۔ آپ نے فرمایا: ”تو یہ اس کے بدلے ہے۔“

☀ فائدہ: کسی نجس جگہ سے گزرتے ہوئے پاؤں جو تاپا کپڑا اس پر سے گزر جائے اور بعد ازاں خشک مٹی پر سے گزر ہو تو اسے پاک سمجھا جائے۔ لیکن اگر نجاست سا ملکہ یعنی بننے والی (پیشاب) کے چھینٹے پڑے ہوں تو دھونا ہوگا۔ البتہ جو تار گزرنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ (درج ذیل باب ملاحظہ ہو)

(المعجم . . .) - باب الْأَدَى يُصِيبُ باب: جو تے کو نجاست لگ جائے تو.....؟
النَّعْلَ (التحفة ۱۴۱)

۳۸۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ ابْنُ مَزِيدَ: أَخْبَرَنِي أَبِي؛ ح: وَحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ الْمَعْنَى قَالَ: أَنَسْتُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبَرِيِّ حَدَّثَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَدَى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُورٌ».

۳۸۵- جناب سعید بن ابی سعید مقبری نے اپنے والد سے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے جوتے سے نجاست کو روندے تو مٹی اسے پاک کرنے والی ہے۔“

۳۸۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ يَعْنِي الصَّنْعَانِيَّ،

۳۸۶- جناب سعید بن ابی سعید اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ

۳۸۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۱/۱۶۶ من حديث عباس بن الوليد بن مزيد بن أبي سعيده عن أبيه عن أبي هريرة عن النبي ﷺ. يسمعه من سعيد المقبري، وللحديث شواهد ضعيفة.

۳۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۱/۱۶۶ من حديث محمد بن كثير الصنعاني، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۹۲، وابن حبان، ح: ۲۴۸، وانظر الحديث السابق.

۱- کتاب الطہارۃ - طہارت کے متفرق احکام و مسائل

عن الأوزاعي، عن ابن عجلان، عن سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ: «إِذَا وَطِئَ الْأَذَى بِخُفِّهِ فَطَهُورُهُمَا التُّرَابُ».

سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ اس روایت میں ہے: ”جب کوئی اپنے موزوں سے نجاست کو روندے تو مٹی اسے پاک کرنے والی ہے۔“

☀️ فائدہ: جوتے اور چمڑے کے موزے کو غلاعت لگ جائے خواہ وہ سیال بھی ہو تو پاک مٹی پر اسے رگڑنا اس کے لیے پاکیزگی ہے بشرطیکہ بظاہر اس پر کوئی اثر باقی نہ ہو۔

۳۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ عَائِدٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَىٰ يَعْنِي ابْنَ حَمْزَةَ، عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ، أَخْبَرَنِي أَيْضًا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۳۸۷- جناب سعد بن ابی سعید قعقاع بن حکیم سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

☀️ فائدہ: ۳۸۵، ۳۸۶ اور ۳۸۷ تین روایات سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں۔ لیکن معنای صحیح ہیں۔ جیسا کہ اس سے ماقبل حدیث کے فوائد میں بیان کیا گیا ہے۔ غالباً انہی شواہد کی بنا پر شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ تین روایات کی تصحیح کی ہے۔

(المعجم ۱۳۸) - بَابُ الْإِعَادَةِ مِنَ النَّجَاسَةِ تَكُونُ فِي الثَّوْبِ (التحفة ۱۴۲)

باب: ۱۳۸- نجاست لگے کپڑے کی وجہ سے نماز کے اعادہ کا مسئلہ

۳۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أُمُّ يُونُسَ بِنْتُ شَدَّادٍ قَالَتْ: حَدَّثَنِي حَمَّانِي أُمُّ جَحْدَرٍ الْغَامِرِيَّةُ: أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنِ دَمِ

۳۸۸- ام یونس بنت شداد کہتی ہیں کہ مجھ سے میری نند ام جحد رعامریہ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حیض کے خون کے متعلق پوچھا جو کپڑے کو لگ جاتا ہے تو انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی ہم پر ہمارا کپڑا تھا اس کے اوپر ہم نے ایک

۳۸۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۴۲۰ من حديث أبي داود به * القعقاع لم يسمع من عائشة رضي الله عنها، وانظر الحديثين السابقين، وحديث أبي داود (۶۵۰) يعني عنه.

۳۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۴۰۴ من حديث أبي داود به * أم يونس وأم جحدرا لا يعرف حالهما، انظر تفريق التهذيب وغيره لمزيد التحقيق.

اوپنی چادر ڈالی ہوئی تھی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اوپر والی چادر اوڑھ لی اور نماز کے لیے تشریف لے گئے اور فجر کی نماز پڑھی پھر بیٹھ رہے۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ خون کا داغ ہے تو رسول اللہ ﷺ نے چادر کے اس حصے کو جس پر داغ تھا پکڑ لیا اور ایک غلام کو دے کر میرے پاس بھیجا اور فرمایا: ”اسے دھو کر خشک کرو اور میرے پاس واپس بھیج دو۔“ چنانچہ میں نے اپنا پیالہ منگوایا اس چادر کو دھویا اور خشک کر کے آپ کے پاس واپس بھیج دیا۔ رسول اللہ ﷺ دو پہر کے وقت تشریف لائے تو آپ وہ چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

الْحَبِیْصُ یُصِیْبُ التَّوْبَ . فَقَالَتْ : کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْنَا شِعَارُنَا وَقَدْ اَلْقَيْنَا فَوْقَهُ کِسَاءً ، فَلَمَّا اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ الْکِسَاءَ فَلِیْسَهُ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْغَدَاةَ ثُمَّ جَلَسَ . فَقَالَ رَجُلٌ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! هَذِهِ لُمْعَةٌ مِنْ دَمٍ . فَقَبَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی مَا یَلِیْهَا ، فَبَعَثَ بِهَا اِلَیَّ مَضْرُوْرَةً فِیْ یَدِ الْغُلَامِ فَقَالَ : «اغْسِلِیْ هَذِهِ وَاَجْفِیْهَا وَاُزْسِلِیْ بِهَا اِلَیَّ» ، فَدَعَوْتُ بِقَضْعَتِیْ فَنَسَلْتُهَا ثُمَّ اَجْفَفْتُهَا فَاَحْرَقْتُهَا اِلَیْهِ . فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهِيَ عَلَیْهِ .

☀ فائدہ: یہ روایت بھی سداضعیف ہے، لیکن معاصح ہے۔ یعنی انسان نے لاعلمی میں نجس کپڑے میں نماز پڑھ لی ہو تو معاف ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے کہ دوسری حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے اثنائے نماز میں اپنے جوتے اتار دیے اور اپنی بائیں جانب رکھ لیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کی اقتداء میں اسی طرح کیا۔ بعد از نماز آپ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتار دیے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا ہے تو ہم نے بھی اتار دیے۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے جبرائیل امین علیہ السلام نے بتایا کہ اس میں نجاست ہے۔“ (صحیح ابوداؤد، حدیث: ۶۰۵) معلوم ہوا کہ نجس کپڑے یا جوتے کے ساتھ نماز نہیں ہوتی، مگر لاعلمی میں جو پڑھ لی گئی ہو وہ درست ہے۔ اس کا اعادہ ضروری نہیں!

(المعجم ۱۳۹) - باب الْبَرَاقِ یُصِیْبُ
التَّوْبَ (التحفة ۱۴۳)

۳۸۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : ۳۸۹- جناب ابو نصرہ رحمہ اللہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کپڑے میں تھوک اور پھر اسے اس میں مسل دیا۔ (یہ روایت مرسل ہے)

۳۸۹- تخریج: [صحیح] الحدیث مرسل، وله طریق آخر متصل عند أحمد: ۴۳/۳، وسنده صحیح حماد بن ابن سلمة.

۱۔ کتاب الطہارۃ — طہارت کے متفرق احکام و مسائل

تَوْبِهِ وَحَكَ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ.

۳۹۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنْ نَبِيِّ ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا۔
النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

☀ فائدہ: ① انسان کا تھوک پاک ہے۔ اسی طرح بلغمی مادہ اور ناک کی آلائش بھی پاک ہے۔ لیکن کپڑے پر ظاہر
لگی نظر آتی ہو تو بری لگتی ہے۔ اس لیے نظافت کے طور پر صاف کر لینی چاہیے۔ حالت نماز میں تھوکنے کی ضرورت
محسوس ہو یا ناک صاف کرنے کی ضرورت ہو تو اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے کپڑے (رومال وغیرہ) میں
تھوک کر اس کپڑے کو سل دے۔ تھوک اور بلغم وغیرہ کو منہ کے اندر ہی اندر رکھ کر نماز ختم ہونے کا انتظار نہ کرتا رہے کہ
اس طرح نماز کے شروع خصوص میں خلل واقع ہوتا ہے۔ واللہ اعلم.



۳۹۰۔ تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب البصاق والمخاط ونحوه في التوب، ح: ۲۴۱ من حديث حميد
الطويل به، وصرح بالسماع.

[صلوة] ”نماز“ مسلمانوں کے ہاں اللہ عزوجل کی عبادت کا ایک مخصوص انداز ہے۔ اس میں قیام رکوع، سجدہ اور تشہد میں متعین ذکر اور دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس کی ابتدا کلمہ ”اللہ اکبر“ سے اور انتہا ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ سے ہوتی ہے۔ تمام امتوں میں اللہ کی عبادت کے جو طور طریقے رائج تھے یا ابھی تک موجود ہیں ان سب میں سے ہم مسلمانوں کی نماز انتہائی عمدہ، خوبصورت اور کامل عبادت ہے۔ بندے کی بندگی کا عجز اور رب ذوالجلال کی عظمت کا جو اظہار اس طریق عبادت میں ہے، کسی اور میں دکھائی نہیں دیتا۔ اسلام میں بھی اس کے مقابلے کی اور کوئی عبادت نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا ستون ہے جس پر دین کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے اگر یہ گر جائے تو پوری عمارت گر جاتی ہے۔ سب سے پہلے اسی عبادت کا حکم دیا گیا اور شب معراج میں اللہ عزوجل نے اپنے رسول کو بلا واسطہ براہ راست خطاب سے اس کا حکم دیا، اور پھر جبریل امین نے نبی کریم ﷺ کی دوبار امت کرائی اور اس کی تمام تر جزئیات سے آپ کو عملاً آگاہ فرمایا اور آپ نے بھی جس تفصیل سے نماز کے احکام و آداب بیان کیے ہیں کسی اور عبادت کے اس طرح بیان نہیں کیے۔ قیامت کے روز بھی سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔ جس کی نماز درست اور صحیح نکلی اس کے باقی اعمال بھی صحیح ہو جائیں گے اور اگر یہی خراب نکلی تو باقی اعمال بھی برباد

قرآن مجید کی سیکڑوں آیات اس کی فرضیت اور اہمیت بیان کرتی ہیں۔ سفر، حضر، صحت، مرض، امن اور خوف، ہر حال میں نماز فرض ہے اور اس کے آداب بیان کیے گئے ہیں۔ نماز میں کوتاہی کرنے والوں کے متعلق قرآن مجید اور احادیث میں بڑی سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اس کتاب میں نماز کے مسائل بڑی تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲) - كِتَابُ الصَّلَاةِ (التحفة ۲)

نماز کے احکام و مسائل

(المعجم ۱) [- باب فَرَضِ الصَّلَاةِ] باب: ۱- نماز کی فرضیت کا بیان (التحفة ۱)

۳۹۱- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اہل نجد میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی آواز کی گنگناہٹ سنی جا رہی تھی مگر سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہے حتیٰ کہ (نبی ﷺ کے) قریب آ گیا تو وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔“ کہنے لگا: کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں الایہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے۔“ راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے رمضان کے روزوں کا ذکر فرمایا تو اس نے کہا: کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں الایہ کہ تو نفل رکھنا چاہے۔“ راوی نے کہا: اور آپ نے اس کو صدقہ (زکوٰۃ) کا بھی بتایا تو اس نے

۳۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو أَبِي سُهَيْلٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ نَائِزُ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلَا يُفْقَهُ مَا يَقُولُ، حَتَّى دَنَا فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ». قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ». - قَالَ: - وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ. قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ». - قَالَ: - وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّدَقَةَ. قَالَ: فَهَلْ

۳۹۱- تخریج: أخرجه البخاري، الإیمان، باب الزكاة من الإسلام، ح: ۴۶، ومسلم، الإیمان، باب بیان الصلوات التي هي أحد أركان الإسلام، ح: ۱۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ۱/۱۷۵ (والقنبي، ص: ۱۰۸، ۱۰۹).

☀️ فائدہ: اسلام حجاز کے ماحول میں شروع ہوا تو انجینی اور نامانوس تھا، مگر جب اس کی حقانیت کا چرچا ہو گیا تو دشت و جبل کے بانیوں کے افکار بھی تبدیل ہو گئے۔ ان پر دنیا کے مال و منال کی بجائے اللہ کے ساتھ تعلق دین کی استواری اور آخرت کا فکر غالب آ گیا۔ اس سائل کی فطری سادگی نے اسے سمجھایا کہ حق کا راستہ صاف اور مختصر ہے۔ اس سوال و جواب سے معلوم ہوا کہ سنئیں، تزئینۃ المسجد اور نماز عید وغیرہ بنیادی طور پر نوافل ہی ہیں مگر بقول علامہ سندھی سنتوں کے ترک کو اپنی عادت بنالینا دین میں بہت بڑا نقص اور خسارہ ہے۔ یہ لوگ چونکہ جدید الاسلام تھے اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے اسی قدر پر کفایت فرمائی تاکہ دین ان کے لیے بوجھ نہ بنے اور یہ بدل نہ ہو جائیں، مگر جب ان کے سینے کھل گئے تو جرد و ثواب کے از حد حریص بن گئے اور نوافل پر عمل ان کے لیے بہت ہی آسان ہو گیا۔ اس لیے ایک مسلمان کو فرائض کے ساتھ نوافل سے ہرگز زل نہیں چرنا چاہیے۔

۳۹۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ أَبِي شُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «أَفْلَحَ وَأَيُّهُ إِنْ صَدَقَ، وَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَيُّهُ إِنْ صَدَقَ».

۳۹۲- جناب ابو سہل نافع بن مالک بن ابی عامر کی سند سے یہی حدیث مروی ہے۔ اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ”کامیاب ہوا“ قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہوا۔ اور جنت میں داخل ہوا“ قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہوا۔“

☀ فائدہ: اس میں نبی ﷺ نے غیر اللہ کی قسم کھائی، حالانکہ آپ نے غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے اس کی بابت علماء نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ممانعت سے پہلے کا ہے یا پھر اس کی حیثیت یحیٰ بنو (بغیر قصد کے عادت کے طور پر قسم کھانے) کی ہے جو قرآن کریم کی آیت ﴿لَا يُوَاحِدُكُمُ اللَّهُ بِالْقَلْبِ فِيْ اِيْمَانِكُمْ﴾ (البقرہ ۲۵۸) ”اللہ تعالیٰ تم سے تمہاری اقلوسوں پر مواخذہ نہیں کرے گا۔“ کی زد سے معاف ہے۔ تاہم یہ عادت اچھی نہیں ہے اس لیے اس سے اجتناب ضروری ہے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں میں جہالت اور مشرکانہ عقیدے عام ہیں ایسے ماحول میں غیر اللہ کی قسم کھانے سے سختی کے ساتھ رکھنے اور دوسروں کو رد کرنے کی شدید ضرورت ہے تاکہ لوگ شرک سے بچ سکیں۔

٣٩٢- تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب وجوب صوم رمضان، ح: ١٨٩١، مختصراً، ومسلم، الإيمان، باب بيان الصلوات التي هي أحد أركان الإسلام، ح: ١١ من حديث إسماعيل بن جعفره، وانظر الحديث السابق.

ویسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت میں الفاظ [وَأَيُّهُ] ”قسم ہے اس کے باپ کی۔“ کو شاذ قرار دیا ہے۔

(المعجم ۲) - بَابُ: فِي الْمَوَاقِبِ
(التحفة ۲)

۳۹۳- جناب نافع بن جبیر بن مطعم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب ریل اللہ نے بیت اللہ کے پاس میری دو بار امامت کرائی۔ (پہلی بار) مجھے ظہر کی نماز پڑھائی اس وقت جبکہ سورج ڈھل گیا اور سایہ تسمے کے برابر تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جب اس کا سایہ اس کے برابر ہو گیا اور مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت کہ روزہ دار روزہ کھولتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جب کہ شفق (سرخ) افق میں غائب ہو گئی اور فجر کی نماز پڑھائی جبکہ روزے دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ اس کا سایہ اس کے مثل تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جبکہ اس کا سایہ دو مثل تھا اور مغرب کی نماز پڑھائی جبکہ روزے دار روزہ کھولتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جبکہ رات کا تہائی حصہ گزر گیا اور مجھے فجر کی نماز پڑھائی اور خوب سفیدی کی۔ پھر (جب ریل اللہ) میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے محمد! آپ سے پہلے انبیاء کے یہی اوقات ہیں۔ اور (نماز کے) اوقات ان دونوں (وقتوں) کے مابین ہیں۔“

۳۹۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ فُلَانٍ بْنِ أَبِي رَيْبَعَةَ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عِيَّاشٍ بْنِ أَبِي رَيْبَعَةَ - عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّنِي جَبْرِيلُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّى بِي الظُّهَرَ حِينَ زَالَتْ الشَّمْسُ، وَكَانَتْ قَدَرُ الشَّرَاكِ، وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِي يَعْنِي الْمَغْرِبَ - حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى بِي الْفَجْرَ حِينَ حَرَّمَ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ عَلَى الصَّائِمِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلَّى بِي الظُّهَرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلِيهِ، وَصَلَّى بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَصَلَّى بِي الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ، ثُمَّ انْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ، وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقَّتَيْنِ».

۳۹۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في مواقيت الصلوة عن النبي ﷺ، ح: ۱۴۹ من حديث ابن أبي ربيعة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۲۵، وابن الجارود، ح: ۱۴۹، ۱۵۰، والحاكم ۱۹۳/۱ وغيرهم.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① نماز ان عبادات میں سے ہے کہ جبرائیل نے محض زبانی القاء کرنے کی بجائے عملی تربیت سے آپ کو تمام جزئیات سے آگاہ فرمایا۔ ② ظہر کے وقت میں سایہ ”تیسے کے برابر تھا۔“ اس سے اصلی سایہ کا اعتبار کرنے کی دلیل ملتی ہے۔ ③ عصر کا وقت ایک مثل کے بعد سے شروع ہوتا اور دو مثل پر ختم ہو جاتا ہے۔ ④ اس حدیث میں مغرب کا وقت ایک ہی بیان ہوا ہے۔ دوسری احادیث کی روشنی میں اس میں غروب شفق تک توسع ہے۔ ⑤ ان اوقات کو فقہی اصطلاح میں ”اوقات ادا“ کہا جاتا ہے۔ باقی ”اوقات قضا“ کہلاتے ہیں۔ ⑥ ”آپ سے پہلے انبیاء کے بھی اوقات ہیں۔“ کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کے لیے بھی اسی طرح اوقات متعین کیے گئے تھے نہ کہ ان پر پانچ نمازیں فرض تھیں۔ واللہ اعلم۔ اس سے نماز کے اول وقت اور آخری وقت کی تحدید تعین ہو جاتی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ان دونوں اوقات میں ادا کی گئی نماز صحیح ہے اور اسی طرح دونوں اوقات کے درمیان کا وقت بھی نماز کا وقت ہے یوں ہر نماز کے لیے تین اوقات کا اثبات ہوا۔ لیکن ان میں افضل وقت کون سا ہے؟ وہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ وہ اول وقت ہے سوائے نمازِ عشاء کے۔ کہ اس کو تاخیر سے پڑھنا افضل ہے نبی ﷺ کا اپنا عمل بھی یہی تھا۔

۳۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُمَرَ ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَ قَاعِدًا عَلَى الْمِنْبَرِ، فَأَخَّرَ النَّعْصَرَ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَمَا إِنَّ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ أَخْبَرَ مُحَمَّدًا ﷺ بِوَقْتِ الصَّلَاةِ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: اغْلَمْ مَا تَقُولُ. فَقَالَ عُرْوَةُ: سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «نَزَلَ

۳۹۴- حضرت عمر بن عبد العزیز منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور نماز عصر میں انہوں نے کچھ تاخیر کر دی تو عروہ بن زبیر نے ان سے کہا: یاد رہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کو نمازوں کے اوقات کی خبر دی ہے۔ تو عمر (بن عبد العزیز) نے ان سے کہا: اپنی بات پر ذرا غور کیجئے! تو عروہ نے کہا کہ میں نے بشیر بن ابی مسعود سے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے میں نے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے نماز کے اوقات کی اطلاع دی اور میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر پڑھی پھر پڑھی پھر پڑھی۔“

۳۹۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ۱/۲۵۱، ۲۵۲ من حديث أسامة بن زيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۵۲، وابن حبان، ح: ۲۷۹، والحاكم ۱/۱۹۲، ۱۹۳، وغيرهم، وروى البيهقي وغيره عن عائشة قالت: "ما صلى رسول الله ﷺ الصلوة لوقتها الآخر حتى قبضه الله". وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۱۹۰، ووافقه الذهبي.

آپ یہ بیان کرتے ہوئے اپنی انگلیوں پر پانچ نمازوں کو شمار بھی کر رہے تھے۔ تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز ظہر پڑھتے تھے جبکہ سورج ڈھل جاتا تھا اور سخت گرمی کے وقت کبھی مؤخر بھی کر لیتے تھے۔ اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ عصر کی نماز پڑھتے تھے جبکہ سورج اونچا اور سفید ہوتا تھا زردی آنے سے پہلے پہلے۔ آدمی نماز پڑھ کے نکلتا اور غروب سے پہلے پہلے ذوالحلیفہ مقام تک پہنچ جاتا تھا۔ اور مغرب کی نماز پڑھتے جس وقت کہ سورج غروب ہو جاتا اور عشاء پڑھتے جبکہ افق مغرب سیاہ ہو جاتا اور کبھی مؤخر بھی کر دیتے حتیٰ کہ لوگ جمع ہو جاتے اور فجر کی نماز آپ نے ایک بار اندھیرے میں پڑھی اور ایک دفعہ پڑھی تو روشن کر دی مگر اس کے بعد آپ کی نماز اندھیرے ہی میں ہوا کرتی تھی حتیٰ کہ آپ کی وفات ہو گئی اور کبھی روشن نہ کی۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو زہری سے معمر مالک ابن عیینہ شعیب بن ابی حمزہ اور لیث بن سعد وغیرہ نے روایت کیا ہے مگر اس میں وہ وقت ذکر نہیں کیا جس میں کہ آپ نے نماز پڑھی اور نہ ان لوگوں نے اس طرح تفصیل بیان کی ہے۔

اور ایسے ہی ہشام بن عروہ اور حبیب بن ابی مرزوق نے عروہ سے معمر اور اس کے ساتھیوں کی مانند روایت کیا ہے مگر حبیب نے بشیر کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

اور وہب بن کیسان نے جابر رحمہ اللہ سے انہوں نے

جَبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي بِوَقْتِ الصَّلَاةِ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ، وَرُبَّمَا آخَرَهَا حِينَ يَسْتَدُ الْحَرُّ، وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً بَيْضَاءُ، قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا الصُّفْرَةُ، فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ مِنَ الصَّلَاةِ فَيَأْتِي ذَا الْحُلَيْفَةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ حِينَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ حِينَ يَسْوُدُّ الْأَفْقُ وَرُبَّمَا آخَرَهَا حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ، وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بَغْلَسَ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَرَّةً أُخْرَى فَأَسْفَرَ بِهَا، ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ التَّغْلِيسِ حَتَّى مَاتَ، وَلَمْ يَعُدْ إِلَى أَنْ يُسْفَرَ.

قال أبو داود: رَوَى هذا الحديث عن الزُّهْرِيِّ مَعْمَرٌ، وَمَالِكٌ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَشُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، وَاللِّيثُ ابْنُ سَعْدٍ، وَغَيْرُهُمْ، لَمْ يَذْكُرُوا الْوَقْتَ الَّذِي صَلَّى فِيهِ وَلَمْ يُفَسِّرُوهُ.

وَكَذَلِكَ أَيْضًا رَوَى هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ وَحَبِيبُ بْنُ أَبِي مَرْزُوقٍ عَنْ عُرْوَةَ نَحْوَ رِوَايَةِ مَعْمَرٍ وَأَصْحَابِهِ، إِلَّا أَنَّ حَبِيبًا لَمْ يَذْكُرْ بَشِيرًا.

وَرَوَى وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرٍ

عن النَّبِيِّ ﷺ وَقَتَ الْمَغْرِبِ قَالَ: ثُمَّ جَاءَهُ لِلْمَغْرِبِ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ - يَعْنِي مِنَ الْعَدِ - وَقْتًا وَاحِدًا.

نبی ﷺ سے مغرب کا وقت روایت کیا ہے۔ کہا کہ پھر دوسرے دن (جبریل) مغرب کے لیے آئے جبکہ سورج غروب ہو گیا۔ ایک ہی وقت میں (یعنی پہلے اور دوسرے دن کا وقت ایک ہی تھا)۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثُمَّ صَلَّى بِي الْمَغْرِبَ يَعْنِي مِنَ الْعَدِ، وَقْتًا وَاحِدًا».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے یعنی: ”پھر مجھے اگلے دن نماز مغرب پڑھائی۔ ایک ہی وقت میں۔“

وَكَذَلِكَ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ مِنْ حَدِيثِ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے بہ سند حسان بن عطیہ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی ﷺ مروی ہے۔

۳۹۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا بَدْرُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي مُوسَى: أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، [عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ] فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا، حَتَّى أَمَرَ بِإِلَآ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ، فَصَلَّى حِينَ كَانَ الرَّجُلُ لَا يَعْرِفُ وَجْهَ صَاحِبِهِ، أَوْ أَنَّ الرَّجُلَ لَا يَعْرِفُ مَنْ إِلَى جَنْبِهِ، ثُمَّ أَمَرَ بِإِلَآ فَأَقَامَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، حَتَّى قَالَ الْقَائِلُ: أَتَنْتَصِفُ النَّهَارَ؟ وَهُوَ أَغْلَمُ، ثُمَّ أَمَرَ بِإِلَآ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيَضاءَ مُرْتَفِعَةً، وَأَمَرَ بِإِلَآ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، وَأَمَرَ بِإِلَآ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ

۳۹۵- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل نے نبی ﷺ سے (اوقات نماز کے بارے میں) سوال کیا، مگر آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ بلال کو حکم دیا تو انہوں نے فجر کی (اذان و) اقامت کہی جس وقت فجر طلوع ہوئی۔ پس آپ نے نماز پڑھائی جبکہ آدمی (اندھیرے کے باعث) اپنے ساتھی کا چہرہ نہ پہچان سکتا تھا یا یہ کہ آدمی یہ نہ پہچان سکتا تھا کہ اس کے پہلو میں کون ہے پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے ظہر کی (اذان و) اقامت کہی اس وقت جب سورج ڈھل گیا حتیٰ کہ کہنے والا کہتا کہ کیا نصف النہار ہو گیا ہے؟ اور آپ وقت کو خوب جاننے والے تھے (یعنی سورج ڈھلنے ہی پر نماز پڑھی مگر لوگوں کو شبہ ہو سکتا تھا) پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے عصر کے لیے (اذان و) اقامت کہی

۳۹۵- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ۶۱۴ من حديث بدر بن عثمان به، ورواية سليمان بن موسى أخرجه النسائي: ۲۵۱/۱، ۲۵۲، ح: ۵۰۵، وسندها حسن.

حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَدِ صَلَّى
الْفَجْرَ وَانْصَرَفَ. فَقُلْنَا: أَطْلَعَتِ الشَّمْسُ؟
فَأَقَامَ الظُّهْرَ فِي وَقْتِ الْعَصْرِ الَّذِي كَانَ
قَبْلَهُ، وَصَلَّى الْعَصَرَ وَقَدْ اصْفَرَّتِ
الشَّمْسُ، أَوْ قَالَ أُمْسَى، وَصَلَّى الْمَغْرِبَ
قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ إِلَى
ثُلُثِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قَالَ: «أَيُّ السَّائِلِ عَنْ وَقْتِ
الصَّلَاةِ؟ الْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ».

جبکہ سورج سفید اور اونچا تھا پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں
نے مغرب کے لیے (اذان و) اقامت کہی جبکہ سورج
ڈوب گیا، پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے عشاء کے لیے
(اذان و) اقامت کہی جبکہ شفق (سرخ) غائب ہو
گئی۔ اور جب اگلا دن ہوا تو آپ نے فجر کی نماز پڑھی
اور تشریف لے گئے اور ہم کہہ رہے تھے کہ کیا سورج
نکل آیا ہے؟ پھر عصر کے وقت میں ظہر کی اقامت کہی
(یعنی کل گزشتہ کے وقت میں) اور عصر پڑھی جبکہ
سورج زرد ہو گیا تھا یا کہا کہ جب شام ہو گئی اور مغرب
پڑھی اس سے پہلے کہ شفق (سرخ) غائب ہو اور عشاء
پڑھی تہائی رات کے قریب پھر فرمایا: ”کہاں ہے نماز
کے اوقات پوچھنے والا؟ (نماز کا) وقت ان دو اوقات
کے مابین ہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى
عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي
الْمَغْرِبِ نَحْوَ هَذَا، قَالَ: ثُمَّ صَلَّى
الْعِشَاءَ. قَالَ بَعْضُهُمْ: إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ،
وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِلَى شَطْرِهِ. وَكَذَلِكَ رَوَى
ابْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: سلیمان بن موسیٰ نے عطاء
سے انہوں نے جابر سے انہوں نے نبی ﷺ سے مغرب
کے بارے میں اسی کے مانند بیان کیا۔ کہا: پھر نماز عشاء
پڑھی، بعض نے کہا: تہائی رات کے وقت اور بعض نے
کہا: آدھی رات کے وقت۔ اور ابن بریدہ نے اپنے
والد سے انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا۔

۳۹۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا
أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا
أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
أَنَّهُ قَالَ: «وَقْتُ الظُّهْرِ مَا لَمْ تَخْضِرِ الْعَصْرُ،
وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفِرِ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ

۳۹۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”ظہر کا وقت اس وقت
تک ہے جب تک کہ عصر شروع نہ ہو اور عصر کا وقت اس
وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ ہو اور مغرب کا
وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ شفق کی شدید سرخی

۲- کتاب الصلاة - اوقات نماز کے احکام و مسائل

الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَنْسُقْ فَزُرُ الشَّفَقِ، وَوَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ»۔
 غائب نہ ہو اور عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے اور فجر کی نماز کا وقت جب تک کہ سورج نہ نکلے۔

(المعجم ۳) - باب وَقْتُ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّيهَا (التحفة ۳)
 باب: ۳- نبی ﷺ کی نمازوں کے اوقات اور آپ کا طریقہ نماز

🌅 ملحوظ: پچھلے باب میں نمازوں کے اوقات کے اول و آخر کا بیان ہوا ہے اور ابواب ذیل میں افضل و مستحب اور رسول اللہ ﷺ کے معمولات کا ذکر ہے۔

۳۹۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: سَأَلْنَا جَابِرًا عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ، وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةً، وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَالْعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَلًا وَإِذَا قَلُّوا آخَرَ، وَالصُّبْحَ بِغَلَسِ.
 ۳۹۷- جناب محمد بن عمرو (بن حسن بن علی بن ابی طالب) کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نمازوں کے اوقات پوچھے تو انہوں نے کہا کہ آپ ظہر کی نماز سخت گرمی کے وقت میں پڑھا کرتے تھے (یعنی زوال کے بعد اول وقت میں پڑھتے تھے) اور عصر اس وقت ادا کرتے تھے جب کہ سورج زندہ ہوتا (یعنی اس میں چمک اور تپش باقی ہوتی)۔ اور مغرب اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء میں جب لوگ پہلے جمع ہو جاتے تو جلدی کرتے اور جب کم ہوتے تو تاخیر کر لیتے اور فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔

🌅 فائدہ: اہل بیت نبوی ہم تمام مسلمانوں کے محبوب و مکرم افراد ہیں۔ ان پر اللہ کی بے حد و بے شمار رحمتیں ہوں۔ ان کا خاندان کرۃ ارضی پر پے مثل و بے مثال خاندان ہے۔ ان کا امتیاز یہ ہے کہ وہ اسوۂ رسول کے حامل اور مبلغ تھے جیسے کہ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے جناب محمد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نقل کی ہے۔

۳۹۸- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا ۳۹۸- حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

۳۹۷- تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب وقت المغرب، ح: ۵۶۰، ومسلم، المساجد، باب استحباب التكبیر بالصبح فی أول وقتها... الخ، ح: ۶۴۶ من حدیث شعبۂ بہ۔

۳۹۸- تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب وقت الظهر عند الزوال، ح: ۵۴۱ عن حفص بن عمر، ومسلم، المساجد، باب استحباب التكبیر بالصبح فی أول وقتها... الخ، ح: ۶۴۷ من حدیث شعبۂ بہ۔

اوقات نماز کے احکام و مسائل

ﷺ ظہر کی نماز پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے کہ ہم میں سے ایک شخص مدینہ سے باہر کی آبادی میں جا کر واپس آ جاتا اور سورج ابھی زندہ ہوتا (یعنی صاف اور نمایاں ہوتا) (ابو المنہال نے کہا) اور مغرب کا وقت میں بھول گیا ہوں اور عشاء کی نماز میں آپ تہائی رات تک تاخیر کی پروا نہ کرتے تھے..... پھر کہا..... آدھی رات تک۔ اور کہا کہ آپ عشاء سے پہلے سو جانے اور اس کے بعد باتیں کرنے کو نا پسند فرماتے تھے اور فجر کی نماز پڑھتے تو ہم میں سے ایک اپنے ہم نشین کو جسے وہ جانتا ہوتا پہچان سکتا تھا۔ اور آپ اس میں ساٹھ سے سو آیات تک قراءت فرماتے تھے۔

شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا زَالَتْ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعَصْرَ، وَإِنْ أَحَدُنَا لَيَذْهَبَ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَيَرْجِعُ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيتُ الْمَغْرِبَ، وَكَانَ لَا يُبَالِي تَأْخِيرَ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ. قَالَ: ثُمَّ قَالَ: إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ. قَالَ: وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا، وَكَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَيَعْرِفُ أَحَدُنَا جَلِيسَهُ الَّذِي كَانَ يَعْرِفُهُ، وَكَانَ يَقْرَأُ فِيهَا السُّنَنِ إِلَى الْمِائَةِ.

🌅 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی کا معمول رہا ہے کہ آپ اول وقت میں نماز پڑھتے تھے مگر نماز عشاء میں افضل یہ ہے کہ تاخیر کی جائے۔ ② عشاء سے پہلے سونا اور بعد ازاں لایینی باتوں اور کاموں میں لگے رہنا مکروہ ہے الایہ کہ کوئی اہم مقصد پیش نظر ہو جیسے کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما مشغول گفتگو رہتے تھے، مگر شرط یہ ہے کہ فجر کی نماز بروقت ادا ہو۔ دینی تبلیغی اجتماعات جورات گئے تک جاری رہتے ہیں ان میں اس مسئلے کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ فجر کی نماز ضائع نہ ہو۔ ③ فجر کی نماز کے بارے میں صحیح احادیث میں وضاحت آئی ہے کہ فراغت کے بعد ہمارا ایک آدمی اپنے ساتھی کو پہچان سکتا تھا نہ کہ نماز شروع کرتے وقت۔ ④ فجر کی نماز میں قراءت مناسب حد تک لمبی ہونی چاہیے۔

باب ۴- ظہر کی نماز کا وقت

(المعجم ۴) - باب وَقْتُ صَلَاةِ الظُّهْرِ

(التحفة ۴)

۳۹۹- سعید بن حارث انصاری حضرت جابر بن

عبداللہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھا کرتا تھا تو اپنی مٹھی میں

۳۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ

قَالَا: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ،

۳۹۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب تبريد الحصى للسجود عليه، ح: ۱۰۸۲ من حديث

عباد بن عباد، وتابعه عبد الوهاب الثقفي عند ابن حبان، ح: ۲۶۷.

عن جابر بن عبد الله قال: كُنْتُ أَصَلِّي الظُّهْرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخَذَ قَبْضَةً مِنَ الْحَصَى لِيَتَّبِرَدَ فِي كَفِّي، أَضَعَهَا لِيَجْبَهَتِي أَسْجُدُ عَلَيْهَا، لِشِدَّةِ الْحَرِّ.

کنکریاں اٹھا لیتا تاکہ ٹھنڈی ہو جائیں اور انہیں اپنی پیشانی کے نیچے رکھ کر سجدہ کر سکوں اور یہ سخت گرمی کے باعث ہوتا تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز رسول اللہ ﷺ اول وقت میں گرمی کے وقت میں ادا فرماتے تھے اور آپ کے بعد خلفائے راشدین کا بھی یہی معمول رہا۔ ② شرعی ضرورت کے تحت اس قسم کا عمل جیسے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کیا، جائز ہے۔

۴۰۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُذَرِّجٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَتْ قَدْرُ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ أَقْدَامٍ إِلَى خَمْسَةِ أَقْدَامٍ، وَفِي الشِّتَاءِ خَمْسَةَ أَقْدَامٍ إِلَى سَبْعَةِ أَقْدَامٍ.

۴۰۰۔ جناب اسود سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز اندازاً گرمیوں میں تین قدم سے پانچ قدم (سایہ) تک اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک ہوتی تھی۔

🌞 توضیح: علامہ سندھی نے سنن نسائی کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آپ زوال کے بعد جو زیادہ سے زیادہ تاخیر کرتے وہ اسی قدر ہوتی تھی کہ گرمیوں میں سایہ تین سے پانچ قدم اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک ہوتا تھا۔ اور اس سائے میں اصل اور زائد دونوں سائے شمار ہوئے ہیں۔

۴۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي أَبُو الْحَسَنِ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْحَسَنِ هُوَ مُهَاجِرٌ - قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا

۴۰۱۔ جناب زید بن وہب کہتے تھے میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ مؤذن نے ظہر کی اذان کہنا چاہی تو آپ نے فرمایا: ”ٹھنڈک ہونے دو۔“ اس نے پھر اذان

۴۰۰۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الواقيت، باب آخر وقت الظهر، ح: ۵۰۴ من حديث عبيدة بن حميد به.

۴۰۱۔ تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، ح: ۵۳۵، ومسلم، المساجد، باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر... الخ، ح: ۶۱۶ من حديث شعبة به.

کہنا چاہی تو آپ نے فرمایا: ”ٹھنڈک ہونے دو۔“ دو دفعہ یا تین دفعہ یہی ہوا حتیٰ کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھ لیے۔ پھر فرمایا: ”گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ سے ہے۔ جب گرمی شدید ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔“

ذَرِّ يَقُولُ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَرَادَ الْمُؤَدِّنُ أَنْ يُؤَدِّنَ الظُّهْرَ، فَقَالَ: «أَبْرِدْ». ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَدِّنَ، فَقَالَ: «أَبْرِدْ». مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، حَتَّى رَأَيْنَا فِيءَ الثَّلُولِ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَنِيحِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ».

۴۰۲- جناب سعید بن مسیب اور ابوسلمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گرمی شدید ہو تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔ ابن مسہب (یعنی یزید بن خالد) کے الفاظ [عَنِ الصَّلَاةِ کی بجائے بِالصَّلَاةِ] تھے۔ تحقیق گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ سے ہے۔

۴۰۲- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ وَفُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ؛ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ - قَالَ ابْنُ مَوْهَبٍ بِالصَّلَاةِ - فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَنِيحِ جَهَنَّمَ».

۴۰۳- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج ڈھل جاتا تھا تو بلال رضی اللہ عنہ ظہر کی اذان کہتے تھے۔

۴۰۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكٍ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ؛ أَنَّ بِلَالَ كَانَ يُؤَدِّنُ الظُّهْرَ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① «إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَنِيحِ جَهَنَّمَ» یعنی ”گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ سے ہے یا اس کی جنس سے ہے۔“ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس فرمان کی توضیح نہیں فرمائی اس لیے ہمارے نزدیک اسے ظاہری پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے جبکہ کچھ علماء نے اسے تشبیہ و استعارہ قرار دیا ہے۔ ظاہر اور حقیقت پر محمول کرنے کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ ”آگ نے اپنے رب سے شکایت کی تو اس کو دو سانسوں کی اجازت دی۔ ایک سردی

۴۰۲- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر ... الخ، ح: ۶۱۵ عن فتية به، ورواه البخاري، ح: ۵۳۱ من حديث ابن شهاب الزهري عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة به.
۴۰۳- تخریج: رواه مسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر في أول الوقت في غير شدة الحر، ح: ۶۱۸ من حديث شعبة عن سماك عن جابر بن سمرة قال: "كان النبي ﷺ يصلي الظهر إذا دحضت الشمس"

میں اور ایک گرمی میں۔“ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۱۷) [۲] اَبْرَدُوا بِالصَّلَاةِ یعنی ”نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔“ اس سے وہ وقت مراد ہے جب بعد از زوال ہوائیں چلاں اور گرمی کی شدت میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے اور اسی وقت جہنم کچھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اگر بالکل ہی ٹھنڈک کا وقت مراد لیا جائے تو بعض اوقات عصر کے وقت اور کبھی اس کے بعد بھی ٹھنڈک نہیں ہوتی ہے۔ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معمولات سے اس حدیث کا یہی مفہوم واضح ہوتا ہے۔ (دیکھیے نیل الاوطار) اور یہ امر جمہور کے نزدیک استحباب و ارشاد پر محمول ہے اور کچھ نے اس کو وجوب کیلئے بھی سمجھا ہے۔ واللہ اعلم۔

تجیل و ابراہام میں رفع تعارض اور جمع میں مذکورۃ الصدر مفہوم کی واضح دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جہاد کے موقع پر اگر پہلے پہر قتال شروع نہ فرماتے تو زوال کا انتظار کرتے تھے۔ اور اس وقت کو آپ نے ہواؤں کے چلنے، نصرت کے اترنے اور قتال کے لیے مناسب ہونے سے تعبیر فرمایا ہے۔ نص یہ ہے: [كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ أَنْتَظَرَ حَتَّى تَهْبِ الْأُرُوحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ] (صحیح بخاری، حدیث: ۳۱۶۰- قال فی الفتح: ۳۶۵/۶- فی رواية ابن ابی شیبہ ”وتزول الشمس“ وهو بالمعنى، وزاد فی رواية الطبري ”ويطيب القتال“ وفي رواية ابن ابی شیبہ ”وينزل النصر۔“

(المعجم ۵) - باب وَقْتُ الْعَصْرِ

باب: ۵- نماز عصر کا وقت

(التحفة ۵)

۴۰۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيَضاءُ مُرْتَفِعَةً حَيَّةً، وَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً.

۴۰۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: وَالْعَوَالِي عَلَى مِائَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةِ، - قَالَ: وَأَخْسِبُهُ قَالَ: - أَوْ أَرْبَعَةٍ.

۴۰۴- ابن شہاب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھا کرتے جبکہ سورج سفید، اونچا اور زندہ ہوتا تھا۔ اور جانے والا بالائے مدینہ (کی آبادی) کی طرف جاتا اور سورج اونچا ہوتا تھا۔

۴۰۵- زہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بالائے مدینہ کی آبادیاں دو یا تین میل تک ہوتی تھیں۔ اور کہا میرا خیال ہے کہ یہ بھی کہا کہ یا چار میل تک ہوتی تھیں۔

۴۰۴- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التكبير بالعصر، ح: ۶۲۱۰ عن قتیبہ به۔
۴۰۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۶۱/۳ عن عبد الرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ۲۰۶۹.

۴۰۶- حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوسَى: ۴۰۶- جناب خيثمه رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”سورج زندہ
حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ: ہونے“ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ اس کی گرمی و حرارت
حَيَاتُهَا أَنْ تَجِدَ حَرَّهَا. محسوس کریں۔

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ دلیل ہے کہ نبی ﷺ اول وقت میں عصر پڑھ لیا کرتے تھے جس کی تفصیل گذر چکی ہے کہ
ایک مثل سایہ سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ ② مدینہ کے جنوب مشرق کی جانب کی آبادیوں کو ”عوالی“ (بالائی
علاقے) اور شمال کی جانب کے علاقے کو ”سافلہ“ (نہیسی علاقہ) کہتے تھے۔

۴۰۷- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ قَالَ: قَرَأْتُ ۴۰۷- جناب عروہ نے کہا مجھ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تو
عُرْوَةُ: وَلَقَدْ حَدَّثَنِي عَائِشَةُ: أَنَّ رَسُولَ دھوپ ان کے حجرے میں ہوتی اور دیوار پر نہ چڑھی
اللَّهُ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي ہوتی تھی۔
حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ.

☀️ فائدہ: ”حجرہ“ عربی زبان میں گھر کے ساتھ گھرے ہوئے آگن کو بھی کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے صحن کی
دیواریں چھوٹی ہی تھیں اس لیے دھوپ ابھی آگن ہی میں ہوتی تھی۔ مشرقی دیوار پر چڑھتی تھی کہ عصر کا وقت ہو جاتا
تھا اور نبی ﷺ نماز پڑھ لیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ آپ اول وقت میں نماز عصر پڑھتے تھے۔

۴۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ۴۰۸- جناب یزید بن عبد الرحمن بن علی بن شیبان
الْعَبْرِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ: اپنے باپ سے وہ اس کے دادا علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی
ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ شَيْبَانَ عَنْ أَبِيهِ، خدمت میں آئے تو (دیکھا کہ) آپ عصر کو مؤخر کرتے
عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى تھے جب تک کہ سورج سفید اور صاف ہوتا۔
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ
مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيَضَاءً نَقِيَّةً.

۴۰۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۴۴۰، ۴۴۱.

۴۰۷- تخریج: أخرجه البخاري، موافقت الصلوة، باب موافقت الصلوة وفضلها، ح: ۵۲۲، ومسلم،
المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ۶۱۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بحی): ۴/۱ (والقنبي،
ص: ۲۷).

۴۰۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۱/۲۹۸، ۲۹۹ من حديث أبي داود به * محمد
ابن یزید الیمامی وشيخه مجهولان كما في التقريب وغيره.

☀ فائدہ: صحیح روایات سے تاخیر کا نہیں اول وقت میں پڑھنے کا اثبات ہوتا ہے۔

۴۰۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۴۰۹- جناب محمد بن سیرین سے روایت ہے وہ عہدہ سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق والے دن کہا: ”ان لوگوں نے ہمیں درمیانی (یا افضل) نماز نماز عصر سے روک رکھا، اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھردے۔“
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: «حَبَسُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى، صَلَاةِ الْعَصْرِ، مَلَأَ اللَّهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا».

☀ فوائد و مسائل: ① یہ حدیث آیت کریمہ: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ (البقرة: ۲۳۸) ”نمازوں کی محافظت اور پابندی کرو اور درمیانی (یا افضل) نماز کی، اور اللہ کیلئے باادب ہو کر کھڑے ہو۔“ کی تفسیر کرتی ہے کہ اس میں صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ جیسی رحیم و شفیع شخصیت کی زبان سے اس قسم کی شدید بددعا کا جاری ہونا واضح کرتا ہے کہ کسی ایک نماز کا بروقت ادا نہ ہونا بھی دین میں بہت بڑا خسارہ ہے۔

۴۱۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي يُوسُفَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَمَرَنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُضْحَفًا، وَقَالَتْ: إِذَا بَلَغَتْ هَذِهِ الْآيَةَ فَأَذِّنِي: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ فَلَمَّا بَلَغْنَهَا أَذَّنْتُهَا، فَأَمَلْتُ عَلَيَّ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ - وَصَلَاةِ الْعَصْرِ - ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ ۴۱۰- جناب ابو یوسف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ انہیں قرآن مجید لکھ دوں اور فرمایا کہ جب تم آیت کریمہ: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ پر پہنچو تو مجھے بتانا۔ چنانچہ جب میں اس آیت کریمہ پر پہنچا تو انہیں خبر دی۔ تو انہوں نے مجھے یہ آیت اس طرح لکھوائی: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ”نمازوں کی پابندی کرو اور

۴۰۹- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد، باب الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة، ج: ۲۹۳۱، ومسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلوة الوسطى هي صلاة العصر، ج: ۶۲۷ من حديث هشام بن حسان به.

۴۱۰- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلوة الوسطى هي صلاة العصر، ج: ۶۲۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ، (يحيى): ۱/۱۳۸، ۱۳۹.

۲- کتاب الصلاۃ اوقات نماز کے احکام و مسائل

[النساء: ۱۰۳] ثم قالت عائشة: سَمِعْتُهَا درمیانی نماز (یا افضل) نماز عصر کی اور اللہ کیلئے باادب ہو کر کھڑے ہوؤ۔“ پھر انہوں نے کہا کہ میں نے یہ (آیت من رسول اللہ ﷺ)۔

ان الفاظ کے ساتھ (رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

 توضیح: اس قراءت سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد عصر کی نماز نہیں کوئی اور نماز ہے کیونکہ عطف مغائرت کا مقضیٰ ہے۔ لیکن علماء نے اس حدیث کی تین توجیہات کی ہیں۔ اس حدیث میں وارد شدہ آیت کریمہ کے الفاظ اصطلاحی طور پر ”شاذ قراءت“ کہلاتے ہیں جو حجت نہیں۔ قرآن کریم کے لیے ”تواتر“ شرط ہے۔ اس قسم کی قراءت تفسیر و توضیح میں مدد و معاون ہوتی ہے۔ علامہ باجی نے کہا ہے احتمال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو مگر بعد میں اسے منسوخ کر دیا گیا ہو جس کا انہیں علم نہ ہو سکا ہو۔ یا ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کا خیال ہوگا کہ اس آیت کے الفاظ باقی اور حکم منسوخ ہوا ہے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ نے بطور فضیلت اس کا ذکر فرمایا مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے الفاظ قرآن باور کیا۔ اور اسی بنیاد پر اپنے مصحف میں درج کر لیا۔ ① یا یہ عطف تفسیری ہو (یعنی توضیح کے لیے) ② یا واو زائد ہو اس کی تائید حضرت ابی بن کعب کی قراءت سے بھی ہوتی ہے جس میں صلوٰۃ العصر کے الفاظ بغیر واو کے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (عون المعبود) لفظ ﴿وُسطی﴾ مجمل ہے۔ ایک معنی تو عام ہیں یعنی درمیانی۔ لیکن دوسرے معنی ”افضل و اعلیٰ“ ہیں جیسے کہ آیت کریمہ ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾ (البقرہ: ۱۴۳) ”اور ایسے ہی ہم نے تمہیں افضل و اعلیٰ امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔“ میں امت وسط سے مراد ”افضل و اعلیٰ امت“ ہے۔ اس طرح ﴿الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰی﴾ کے معنی ”افضل و اعلیٰ“ بنتے ہیں اور احادیث کی کثیر تعداد اس سے نماز عصر ہی مراد ہونے کا فائدہ دیتی ہے۔

۴۱۱- جناب عروہ بن زبیر سے روایت ہے وہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز دوپہر کے وقت میں پڑھا کرتے تھے اور اصحاب رسول کے لیے اس نماز سے بڑھ کر اور کوئی نماز سخت نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی﴾ ”نمازوں کی پابندی کرو اور درمیانی نماز کی۔“ (زید بن ثابت نے) کہا: اس سے پہلے دو نمازیں ہیں (یعنی عشاء

۴۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى :

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ : حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي حَكِيمٍ قَالَ : سَمِعْتُ الزُّبَيْرَ قَانَ يَحْدُثُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِأَلْهَاجَرَةِ ، وَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّي صَلَاةً أَشَدَّ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهَا ، فَتَنَزَّلَتْ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ

۴۱۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۳۵۷ عن محمد بن المثنى، وأحمد: ۵/۱۸۳

عن محمد بن جعفر به، وصححه ابن حزم في المحلى: ۴/۲۵۰، وقال: "ليس في هذا بيان جلي بأنها الظهر".

۲۔ کتاب الصلاة - اوقات نماز کے احکام و مسائل

وَالصَّلَاةُ الْوُسْطَى ﴿۱﴾ وَقَالَ: إِنَّ قَبْلَهَا اور فجر، رات کی) اور اس کے بعد بھی دو نمازیں ہیں صلاتین وَبَعْدَهَا صَلَاتَيْنِ۔ (یعنی عصر اور مغرب، دن کی)۔

🌞 توضیح: یہ توجیہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اپنا اجتہاد ہے کہ اس سے نماز ظہر مراد ہے۔ دیگر صحیح احادیث سے نماز عصر ثابت ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ احادیث ان کے علم میں نہ ہوں۔

۴۱۲۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پائی اس نے نماز پائی۔ اور جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پائی اس نے نماز پائی۔“

أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ، وَمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ بالا حدیث صاحب عذر کے لیے ہے مثلاً جب کوئی سوتا رہ گیا ہو یا بھول گیا ہو اور بالکل آخر وقت میں جاگا ہو یا آخر وقت میں نماز یاد آئی ہو تو اس کے لیے یہی وقت ہے۔ مگر جو بغیر کسی عذر کے تاخیر کرے تو اس کے لیے انتہائی مکروہ ہے جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے۔ نماز عصر کے وقت کے سلسلے میں امام نووی رحمہ اللہ کا درج ذیل بیان جو انہوں نے شرح صحیح مسلم میں ذکر کیا ہے بہت اہم ہے: ”ہمارے اصحاب (شوافع) کہتے ہیں کہ نماز عصر کے پانچ وقت ہیں: (1) وقت فضیلت (2) وقت اختیار (3) وقت جواز بلا کراہت (4) وقت جواز بالکراہت (5) وقت عذر۔ وقت فضیلت اس کا ازل وقت ہے اور وقت اختیار ہر چیز کا سایہ دو شل ہونے تک ہے اور وقت جواز سورج زرد ہونے تک ہے اور وقت جواز مکروہ سورج غروب ہونے تک ہے اور وقت عذر، ظہر کا وقت ہے یعنی جب کوئی شخص سفر یا بارش وغیرہ کے عذر کی بنا پر ظہر اور عصر کو جمع کر لے۔ اور جب سورج غروب ہو جائے تو یہ نماز قضا ہوگی۔“ انتہی

۴۱۳۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جناب علاء بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ

الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَىٰ هَمَّ نَمَازَ ظَهْرٍ كَبَدَ حَضْرَتِ النَّسِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہُ كَہَاں گئے تو وہ

۴۱۲۔ تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلوة فقد أدرك تلك الصلوة، ح: ۶۰۸ (۱۶۵) عن الحسن بن الربيع به۔

۴۱۳۔ تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التكبير بالعصر، ح: ۶۲۲ من حديث العلاء بن عبد الرحمن به۔

أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَقَامَ يُصَلِّي الْعَصْرَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ذَكَرْنَا تَعْجِيلَ الصَّلَاةِ أَوْ ذَكَرَهَا، فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «تِلْكَ صَلَاةُ الْمُتَأَفِّقِينَ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُتَأَفِّقِينَ، يَجْلِسُ أَحَدُهُمْ حَتَّى إِذَا أَضْفَرَتِ الشَّمْسُ، فَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ أَوْ عَلَى قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ، قَامَ فَتَنَرُ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا».

اُنھ کر نماز عصر پڑھنے لگ گئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے ان سے ان کے نماز عصر جلدی پڑھنے کا ذکر کیا یا خود انہوں نے ذکر کیا تو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے، فرماتے تھے: ”یہ منافقوں کی نماز ہے یہ منافقوں کی نماز ہے یہ منافقوں کی نماز ہے“ میں منافقوں کی نماز میں سے ایک بیٹھا رہتا ہے حتیٰ کہ جب سورج زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان یا ان سینگوں کے اوپر ہوتا ہے تو اُنھ کر چار ٹھونکیں مارتا ہے اور اللہ کا ذکر اس میں بس برائے نام ہی کرتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث گویا پہلی حدیث کی شرح ہے کہ اگر کسی سے عذر شرعی کی بنا پر تاخیر ہوئی ہو اور اس نے سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے ایک رکعت پالی ہو تو اس نے گویا وقت میں نماز پالی اور یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لیے خاص رحمت ہے۔ اور اگر بغیر عذر کے تاخیر کرے تو یہ منافقت کی علامت ہے۔ ② ”سورج کا شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہونا“ کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”کہا جاتا ہے کہ یہ حقیقت ہے اور سورج کے طلوع و غروب کے وقت شیطان سورج کے سامنے آ جاتا ہے اور ایسے لگتا ہے گویا سورج اس کے سر کے درمیان سے نکل رہا ہے یا غروب ہو رہا ہے۔ اور سورج کے پجاری بھی ان اوقات میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں تو یہ سمجھتا ہے کہ اسے ہی سجدہ کیا جا رہا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ”دو سینگوں“ سے مراد مجازاً شیطان کا بلند ہونا اور شیطانی قوتوں کا غلبہ ہے اور کفار طلوع و غروب کے اوقات میں سورج کو سجدہ کرتے ہیں.....“ انتھی (واللہ اعلم) ③ استثنائی صورتوں کو قاعدہ یا کلیہ نہیں بنانا چاہیے۔

٤١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الَّذِي تَقُوُّهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّما وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ».

٢١٣- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی نماز عصر فوت ہو جائے تو گویا اس سے اس کے گھر والے اور مال چھین لیا گیا۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن عمر نے

٤١٤- تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب إثم من فاتته العصر، ح: ٥٥٢، ومسلم، المساجد، باب التغليظ في تقويت صلاة العصر، ح: ٦٢٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ١١/١، ١٢، (والقنبي، ص: ٣٧).

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: «أُتِرَ» وَاخْتَلَفَ عَلَى أَيُّوبَ فِيهِ، وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «وُتِرَ».

حدیث کے لفظ [وُتِرَ] کو [أُتِرَ] ہمزہ کے ساتھ بیان کیا اور ایوب کے تلامذہ میں (اس لفظ کے بارے میں) اختلاف ہے (یعنی کوئی واو سے بیان کرتا ہے اور کوئی ہمزہ سے۔ معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔) اور زہری نے سالم عن ابیہ عن النبی ﷺ سے [وُتِرَ] بیان کیا ہے۔

 فوائد و مسائل: ① لفظ [وُتِرَ] کا ماخذ ”وتر“ (واو کی زیر کے ساتھ) ہو تو معنی ہیں ”نقص“ اور اس کا مابعد منصوب یا مرفوع دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے اور اگر ”وتر“ (واو کی زیر کے ساتھ) سمجھا جائے تو ”جرم اور تعدی“ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ (النبہایہ ابن اثیر) امام خطابی نے کہا ہے [وُتِرَ] کے معنی ہیں، کم کر دیا گیا یا چھین لیا گیا پس وہ شخص بغیر اہل اور مال کے تنہا رہ گیا اس لیے ایک مسلمان کو نماز عصر کو فوت کرنے سے اسی طرح بچنا چاہیے جیسے وہ گھر والوں سے اور مال کے فوت ہونے سے ڈرتا ہے۔ ② امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”باب ماجاء فی السہو عن وقت صلاة العصر“ کے ذیل میں درج فرمایا ہے۔ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ انسان عصر کی نماز میں بھول کر بھی تاخیر کرے تو بے حد و شمار گھائے اور خسارے میں ہے، کجایہ کہ عمدًا غافل کا شکار ہو۔

٤١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: ٣١٥- أَبُو عَمْرٍو یعنی اوزاعی نے بیان کیا کہ نماز عصر حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: قَالَ أَبُو عَمْرٍو يَعْنِي الْأَوْزَاعِيُّ: وَذَلِكَ أَنَّ ثُرَى مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الشَّمْسِ صَفَرَاءَ.

فوت ہونے سے مراد اتنی تاخیر ہے کہ زمین پر پڑی چیزیں دھوپ کے باعث زرد نظر آنے لگیں۔

(المعجم ٦) - باب وَقْتُ الْمَغْرِبِ (التحفة ٦)

٤١٦- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَيْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ نَزِمِي فَيَرَى أَحَدُنَا مَوْضِعَ نَبْلِهِ.

٣١٦- جناب ثابت بنانی نے حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مغرب کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے پھر تیر بھینکتے تو ہم میں سے ایک اس کے گرنے کی جگہ کو دیکھ رہا ہوتا تھا۔

 فائدہ: یعنی غروب کے بعد فوراً ہی نماز پڑھ لی جاتی تھی کہ نماز سے فراغت کے بعد فضا میں اس قدر روشنی باقی ہوتی تھی کہ مکان سے پھینکا گیا تیر اپنے گرنے کی جگہ پر نظر آتا تھا۔

٤١٥- تخریج: [ضعیف] * الوليد بن مسلم مدلس، كان يدلس بتدليس النسوية، ولم أجد تصريح سماعه.
٤١٦- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ٣٣٨ من حديث حماد بن سلمة به.

۴۱۷- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورج غروب ہوتے ہی نماز پڑھ لیا کرتے تھے یعنی جب اس کی ٹکیہ غائب ہو جاتی تھی۔

۴۱۷- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عِيسَى، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي غُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْحَوَعِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ سَاعَةً تَغْرُبُ الشَّمْسُ إِذَا غَابَ حَاجِبُهَا.

🌅 فائدہ: سورج کی ٹکیہ کا فاق میں غائب ہو جانا ہی ”غروب“ ہوتا ہے۔ اس کے بعد احتیاط کے کوئی معنی نہیں۔

۴۱۸- جناب یزید بن ابی حبیب، مرثد بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ وہ سفر جہاد میں تھے اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ان دنوں مصر کے حاکم تھے۔ تو (جناب عقبہ نے) نماز مغرب میں کچھ تاخیر کر دی۔ حضرت ابو ایوب کھڑے ہوئے اور کہا: اے عقبہ! یہ کیا نماز ہے؟ کہا کہ ہم کام میں تھے۔ کیا آپ نے نہیں سنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”میری امت اس وقت تک خیر میں رہے گی۔“ یا فرمایا: ”فطرت پر رہے گی جب تک کہ مغرب کو مؤخر نہ کرے گی کہ ستارے نکل آئیں۔“

۴۱۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو أَيُّوبَ غَازِيًا وَعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ يَوْمَئِذٍ عَلَى مِصْرَ، فَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ، فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو أَيُّوبَ فَقَالَ: مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ يَا عُقْبَةُ؟ فَقَالَ: شُعْلَنَا. قَالَ: أَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ، أَوْ قَالَ: عَلَى الْفِطْرَةِ، مَا لَمْ يُؤَخَّرُوا الْمَغْرِبَ إِلَى أَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُومُ».

🌅 فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز کے معاملے میں ذرا سی سستی بھی از حد ناگوار گزرتی تھی اور وہ اس سلسلے میں اپنے رؤساء و حکام پر تنقید سے بھی باز نہ آتے تھے اور وہ حکام بھی ایسی تعمیری اور شرعی تنقیدات کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے تھے۔ ② نماز کو بروقت ادا کرنا بالخصوص مغرب کی..... امت کے فطرت اور خیر پر ہونے کی علامت ہے اور اس میں تاخیر اس کے برعکس کی۔ ③ اگر کوئی عذر ہو تو مغرب کا وقت غروب شفق (مرخی) سے پہلے تک باقی رہتا ہے۔

۴۱۷- تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب وقت المغرب، ح: ۵۶۱، ومسلم، المساجد، باب بيان أن أول وقت المغرب عند غروب الشمس، ح: ۶۳۶ من حديث يزيد بن أبي عبيد به.

۴۱۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۴۷/۴ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۳۹، والحاكم على شرط مسلم: ۱/۱۹۰، ۱۹۱، ووافقه الذهبي.

(المعجم ۷) - بَابُ وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ
(التحفة ۷)

۴۱۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ الثَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِوَقْتِ هَذِهِ الصَّلَاةِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيْهَا لِسُقُوطِ الْقَمَرِ لِلْإِلَاقَةِ.

۴۱۹- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں سب لوگوں سے بڑھ کر اس نماز یعنی عشاء کے وقت سے باخبر ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اسے تیسری رات کا چاند ڈوبنے کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① نعت علم کے اظہار کے لیے بعض اوقات یہ انداز اختیار کرنا مباح ہے کہ ”میں سب سے بڑھ کر جانتا ہوں۔“ اور یہ اسلوب سامعین کے لیے مؤثر بھی ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے یہ بات ان دنوں میں کہی ہو جب صحابہ رضی اللہ عنہم کی غالب تعداد موجود نہ رہی ہو۔ ② تیسری رات کے چاند ڈوبنے کا وقت قطعی طور پر منضبط نہیں ہے۔ یہ غروب آفتاب کے بعد تقریباً سوا دو گھنٹے سے لے کر ڈھائی تین گھنٹے تک ہوتا ہے۔

۴۲۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: مَكُنَّا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ، فَلَا نَذَرِي أَشْيَاءَ شَغَلَهُ أَمْ غَيْرُ ذَلِكَ، فَقَالَ حِينَ خَرَجَ: «أَتَنْتَظِرُونَ هَذِهِ الصَّلَاةَ، لَوْلَا أَنْ تَنْقَلِ عَلَى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ». ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ.

۴۲۰- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات ہم نماز عشاء کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے رہے۔ آپ اس وقت تشریف لائے جب رات کا تہائی حصہ گزر چکا تھا یا اس سے بھی زیادہ۔ نہ معلوم آپ کسی کام میں مشغول ہو گئے تھے یا کوئی اور بات تھی۔ آپ جب تشریف لائے تو فرمایا: ”کیا تم اس نماز کا انتظار کر رہے ہو؟ اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو میں ان کو یہ نماز اسی وقت پڑھاتا۔“ پھر آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے اقامت کہی۔

۴۱۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في وقت صلاة العشاء الآخرة، ح: ۱۶۵، والنسائي، ح: ۵۳۰ من حديث أبي عوانة به.

۴۲۰- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ۶۳۹ من حديث جرير به.

☀️ فائدہ: انتظار کرانے کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ عبادت کے ”انتظار کا ثواب“ حاصل کر لیں اور ان کو تاخیر کی فضیلت بھی بتادی جائے۔ بہر حال اس سے عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔

۴۲۱- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ - ۳۲۱- جناب عاصم بن حمید سکونی سے روایت ہے انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ (ایک بار) ہم نبی ﷺ کا نماز عشاء کے لیے انتظار کرتے رہے مگر آپ نے تاخیر کر دی حتیٰ کہ بعض نے یہ بھی گمان کیا کہ شاید آپ نہیں آئیں گے اور کچھ کہنے لگے کہ آپ نے نماز پڑھ لی ہے۔ بہر حال ہم اسی حالت میں تھے کہ آپ تشریف لے آئے تو اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے وہی کچھ کہا جو پہلے کہہ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اس نماز کو خوب اندھیرے میں پڑھو، بلاشبہ تمہیں تمام امتوں پر اس کے ذریعے سے فضیلت دی گئی ہے اور تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی ہے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① گزشتہ حدیث امامت جبریل (حدیث نمبر: ۳۹۳) میں گزرا ہے کہ ”یہ آپ سے پہلے انبیاء کا وقت ہے“ اور اس حدیث میں آیا ہے کہ ”تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی۔“ تو ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ سابقہ انبیاء کرام رضی اللہ عنہم کی نمازوں کے اوقات میں اسی طرح کی وسعت ہوا کرتی تھی اور ان اوقات کے اول و آخر ہوا کرتے تھے یا یہ کہ وہ لوگ اتنی تاخیر سے نہ پڑھتے تھے جیسے کہ اس روز آپ نے پڑھائی۔ (واللہ اعلم) ② نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنا یقیناً افضل ہے لیکن اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے جماعت کی نماز چھوڑنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ ③ دین و شریعت کی اصل غرض و غایت اللہ تعالیٰ کا تقرب اور حصول اجر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرامین میں یہ وصف بہت نمایاں ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس کے حریص بن گئے تھے لہذا داعی حضرات کو چاہیے کہ اپنی دعوت میں اسی پہلو کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا کریں۔ (واللہ الموفق)

۴۲۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ - ۳۲۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۴۲۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۵/ ۲۳۷ من حديث حريز بن عثمان به .

۴۲۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الموافيق، باب آخر وقت العشاء، ح: ۵۳۹، وابن ماجه، ح: ۶۹۳ من حديث داود بن أبي هند به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۴۵.

کہ (ایک بار) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنا چاہی مگر (اس روز) آپ تشریف نہ لائے حتیٰ کہ تقریباً آدھی رات گزر گئی۔ (آخر جب آپ آئے) تو فرمایا: ”اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہو۔“ تو ہم اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہے۔ آپ نے فرمایا: ”لوگوں نے نماز پڑھ لی اور اپنے اپنے بستروں میں جا سوئے ہیں لیکن تم جس وقت سے انتظار کر رہے ہو نماز ہی میں ہو۔ اگر کمزوروں کی کمزوری اور بیماروں کی بیماری کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرتا۔“

الْمُقْضَلِ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى مَضَى نَحْوُ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ، فَقَالَ: «خُذُوا مَقَاعِدَكُمْ»، فَأَخَذْنَا مَقَاعِدَنَا، فَقَالَ: «إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَأَخَذُوا مَضَاجِعَهُمْ، وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ، وَلَوْ لَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ، وَسُقْمُ السَّقِيمِ لَأَخَّرْتُ هَذِهِ الصَّلَاةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ».

باب: ۸- نماز فجر کا وقت

(المعجم ۸) - باب وَقْتُ الصُّبْحِ

(التحفة ۸)

۴۲۳- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھتے (اور اس کے بعد) عورتیں اپنی چادروں میں لپی لوٹیں تو اندھیرے کے باعث پہچانی نہ جاتی تھیں۔

۴۲۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ بَحْبِیِّ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ؛ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَصْلِي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرِفْنَ مِنَ الْعَلَسِ.

🌅 **نوٹ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اس حد تک اول وقت میں نماز ادا فرماتے تھے کہ بعد از نماز بھی اندھیرا باقی ہوتا تھا اور دور سے معلوم نہ ہوتا تھا کہ کوئی عورت آ جا رہی ہے یا مرد؟ ورنہ پردہ دار خاتون کے پہچانے جانے کے کوئی معنی نہیں۔ ⑤ خلافت راشدہ کے دور میں بھی اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا یہ معمول تھا کہ وہ فجر کی نماز ”عَلَس“ یعنی اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔ ⑥ عورتوں کو بھی نماز کے لیے مساجد میں حاضر ہونے کی اجازت

۴۲۳- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم، ح: ۸۶۷، ومسلم، المساجد، باب استحباب التكبير بالصبح في أول وقتها... الخ، ح: ۶۴۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بحی): ۵/۱ (والقنبي، ص: ۲۸، ۲۹).

۴۲۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا شَفِيَّانُ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ بْنِ الثُّعْمَانِ ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « أَضْيَحُوا بِالصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لَأْجُورِكُمْ أَوْ أَغْظَمُ لِلْأَجْرِ » .

(المعجم ۹) - باب الْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ (التحفة ۹).

باب: ۹- نمازوں (کے وقت) کی پابندی کا بیان

٤٢٤- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصلوة، باب وقت صلوة الفجر، ح: ٦٧٢، والنسائي، ح: ٥٤٩ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع وتابعه محمد بن إسحاق عند الترمذي، ح: ١٥٤، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٦٣.

۴۲۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۱۷/۵ من حديث محمد بن مطرف به * وقع في نسخ أبي داود ۴۱

انہوں نے کہا کہ ابو محمد (انصاری صحابی) کا خیال ہے کہ وتر واجب ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے (سنا تو) کہا: ابو محمد نے غلط کہا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”پانچ نمازیں اللہ نے فرض کی ہیں جو ان کا وضو عمدہ بنائے اور انہیں ان کے اوقات پر ادا کرے، ان کے رکوع اور خشوع کامل رکھے تو ایسے شخص کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے بخش دے گا۔ اور جو یہ نہ کرے تو اس کے لیے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے اگر چاہے تو معاف کر دے اور اگر چاہے تو عذاب دے۔“

الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّنَابِيحِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ أَنَّ الْوُتْرَ وَاجِبٌ، فَقَالَ عِبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ: كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ، أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، مَنْ أَحْسَنَ وَضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لَوْفَتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ».

فوائد و مسائل: ① ”ابو محمد“ صحابی ہیں۔ ان کے نام کی تعیین میں اختلاف ہے۔ مسعود بن اوس بن زید بن اصرم یا مسعود بن زید بن سجع یا قیس بن عامر خولانی یا مسعود بن یزید یا سعد بن اوس یا قیس بن عبادہ وغیرہ کئی نام بیان ہوئے ہیں۔ (الإصابة لابن حجر) ② حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ”وتر پانچ نمازوں کی طرح فرض اور واجب نہیں ہے۔“ مگر مسنون و مؤکد ہونے میں کوئی اختلاف نہیں جیسے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں بھی وتر نہ چھوڑا کرتے تھے۔ ③ کامل و مقبول نماز کے لیے تمام سنن و واجبات کو جاننا اور ان پر عمل کرنا چاہیے یعنی مسنون کامل وضو مشروع افضل وقت، اعتدال ارکان اور حضور قلب وغیرہ۔ ④ اللہ کے وعدے جو اس کی شریعت میں بیان کیے گئے ہیں اعمال حسنة ہی پر موقوف ہیں۔ ⑤ ان کے بغیر بھی اللہ جیسے چاہے معاف فرمادے یا عذاب دے اسے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ ﴿لَا يُسْتَلْ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْتَلُونَ﴾ (الانبیاء: ۲۳)

۴۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَاسِمُ بْنُ غَنَامٍ ابْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ

عبد الله بن الصنابحي * وهو خطأ والصواب أبو عبد الله الصنابحي وهو عبد الرحمن بن عسيلة.

۴۲۶۔ تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الوقت الأول من الفضل، ح: ۱۷۰ من حديث عبد الله بن عمر العمري به، وقال فيه * وليس هو بالقوي عند أهل الحديث *، وللحديث طريق صحيح عند ابن خزيمة، ح: ۳۲۷، وابن حبان، ح: ۲۸۰، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۱۸۸، ۱۸۹، ووافقه الذهبي، وبه صح الحديث.

کرتے ہیں وہ حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا، اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نماز، اول وقت میں ادا کرنا۔“

الْخَزَاعِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَنَامٍ، عَنْ بَعْضِ أُمَّهَاتِهِ، عَنْ أُمِّ فَرْوَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا».

خزاعی نے اپنی روایت میں کہا (کہ قاسم بن غنام نے) اپنی پھوپھی سے روایت کیا جس کا نام ام فروہ تھا اور اس نے نبی ﷺ سے بیعت کی تھی۔ (فرماتی ہیں کہ) نبی ﷺ سے سوال کیا گیا۔ (یہ خزاعی کی روایت ہے جبکہ عبد اللہ بن مسلمہ نے ”بَعْضِ أُمَّهَاتِهِ“ کا لفظ روایت کیا ہے)۔

قَالَ الْخَزَاعِيُّ فِي حَدِيثِهِ: عَنْ عَمَّةٍ لَهُ يُقَالُ لَهَا أُمُّ فَرْوَةَ قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ: ﴿١﴾

🌞 فائدہ: حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پدری بہن اور اشعث بن قیس کی زوجیت میں تھیں۔

۴۲۸- جناب عبد اللہ بن فضالہ اپنے والد سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھایا اور جو سکھایا ان میں یہ بات بھی تھی: ”پانچ نمازوں کی پابندی کرنا۔“ میں نے عرض کیا کہ مجھے ان اوقات میں کام ہوتے ہیں تو آپ مجھے کوئی جامع بات ارشاد فرمائیں جس پر عمل میرے لیے کافی رہے۔ آپ نے فرمایا: ”عَصْرَيْنِ کی پابندی کرنا۔“ اور یہ لفظ ہماری زبان میں مستعمل نہ تھا۔ میں نے کہا کہ ”عَصْرَيْنِ“ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”سورج کے طلوع اور غروب

۴۲۸- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي حَرْبٍ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ فَضَالَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَكَانَ فِيمَا عَلَّمَنِي: «وَحَافِظُ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ». قَالَ: قُلْتُ: إِنَّ هَذِهِ سَاعَاتٌ لِي فِيهَا أَشْغَالٌ فَمُرْنِي بِأَمْرِ جَامِعٍ إِذَا أَنَا فَعَلْتُهُ أَجْزَأَ عَنِّي. فَقَالَ: «حَافِظُ عَلَى الْعَصْرَيْنِ» - وَمَا كَانَتْ مِنْ لُغَتِنَا -

۴۲۸- تخریج: [إسناده صحيح] وصححه ابن حبان، ح: ۲۸۲، والحاكم: ۲۰/۱، ۶۲۸/۳، ووافقه الذهبي، والحديث محمول على الجماعة يعني أنه رخص له في ترك حضور بعض الصلوات في الجماعة لا على تركها أصلاً، فافهمه، فإنه مهم، وللحديث لون آخر عند أحمد: ۳۴۴/۴، وهذا لا يضر والحمد لله.

﴿١﴾ حدیث (427) صفحہ (362) پر ملاحظہ فرمائیں۔

فَقُلْتُ: وَمَا الْعَصْرَانِ؟ فَقَالَ: «صَلَاةٌ قَبْلَ هَوْنِ سَاعَةٍ مِنْ مَسَاءٍ»
 طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٌ قَبْلَ غُرُوبِهَا».

☀️ توضیح: کام والے صبح اور عصر کی نمازوں کی پابندی کافی ہو کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟ شیخ ولی الدین عراقی نے لکھا ہے کہ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ دراصل نبی ﷺ کا فرمان: ”نمازوں کے اول اوقات سے متعلق تھا۔“ تو اس نے معذرت کی کہ میں پانچوں نمازیں اول وقت میں نہیں پڑھ سکتا۔ تب آپ نے ان دو نمازوں کے اوقات کی بالخصوص تاکید فرمائی۔ (واللہ اعلم بالصواب) امام ابو داؤد رحمہ اللہ کا اس حدیث کو اس باب میں بیان کرنا اس کا مؤید ہے۔

۴۲۷- جناب ابوبکر بن عمارہ بن رُوہبہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اہل بصرہ کے کسی شخص نے ان سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی بیان فرمائیے۔ تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”دوزخ میں نہیں جائے گا وہ آدمی جس نے سورج طلوع ہونے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے کی نمازیں پڑھیں۔“ کہا کیا یہ آپ نے ان سے خود سنا ہے؟ تین بار کہا۔ جواب دیا کہ ہاں! اور ہر بار کہتے کہ میں نے اسے اپنے کانوں سے سنا ہے اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے۔ تو اس آدمی نے کہا: میں نے بھی آپ ﷺ کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔

۴۲۷- حَدَّثَنَا مُسَبَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَقَالَ: أَخْبِرْنِي مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَلْجُ النَّارَ رَجُلٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ». قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْهُ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ: نَعَمْ كُلَّ ذَلِكَ يَقُولُ: سَمِعْتُهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي. فَقَالَ الرَّجُلُ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ ﷺ يَقُولُ ذَلِكَ. ﴿١﴾

☀️ فائدہ: اس حدیث میں نماز فجر اور عصر کی خاص اہمیت کا بیان ہے۔ اور کہا جاسکتا ہے کہ جو ان کی پابندی کرے گا وہ باقی نمازوں کی بھی پابندی کرے گا یا اسے توفیق مل جائے گی۔

۴۳۰- قَالَ أَبُو سَعِيدٍ بْنُ الْأَعْرَابِيِّ: جَنَابُ سَعِيدِ بْنِ مَيْتَبٍ نَعَى كَمَا كَانَتْ حَضْرَتُ ابْنِ

۴۲۷- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، ح: ۶۳۴ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

۴۳۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في فرض الصلوات الخمس والمحافظة عليها، ح: ۱۴۰۳ من حديث بقية به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد: ۴/۲۴۴، ۴۰ ﴿١﴾ یہ حدیث اصل نبوی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

قتادہ بن ربیعؓ نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اپنے لیے یہ عہد کیا ہے کہ جو شخص اس حال میں (میرے پاس) آیا کہ ان کے اوقات کی محافظت و پابندی کرتا رہا، میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کی محافظت نہ کرتا رہا اس کے لیے میرے ہاں کوئی عہد اور وعدہ نہیں ہے۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ يَزِيدَ الرَّوَّاسُ - يُكْنَى أَبَا أُسَامَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ بْنُ شَرِيحِ الْمِصْرِيِّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ ضَبَّارَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سُلَيْكٍ الْأَلْهَانِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: إِنَّ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رَبِيعٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِنِّي فَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، وَعَهَدْتُ عِنْدِي عَهْدًا، أَنَّهُ مَنْ جَاءَ يُحَافِظُ عَلَيْهِنَّ لَوَفَّتِهِنَّ أَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِي» ①.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① ایسی احادیث جن میں ایسے الفاظ آتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے“ ان کو ”حدیث قدسی“ کہتے ہیں۔ قرآن مجید اور حدیث قدسی میں فرق یہ ہے کہ قرآن وحی متلوٰ ہوتی ہے اور دوسری وحی غیر متلوٰ۔ یعنی قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے اور حدیث قدسی یا دیگر احادیث کی تلاوت نہیں ہوتی۔ قرآن مجید کلام معجز ہے اور احادیث اس پائے کی نہیں ہیں۔ قرآن مجید متواتر ہے اور احادیث سب اس درجہ کی نہیں ہیں۔ دیگر فرق اور مباحث ”علوم القرآن“ کی کتب میں ملاحظہ ہوں۔ ② نمازوں کے اوقات کی محافظت کے ساتھ ساتھ دیگر آداب (طہارت، خشوع اور اعتدال وغیرہ) سب ضروری ہیں۔ ③ اللہ عزوجل پر کوئی واجب کرنے والا نہیں ہے۔ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے بندوں کے لیے اس قسم کے وعدے اپنے اوپر لازم فرمائے ہیں اور وہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ (آل عمران: ۹)

۴۲۹- جناب خلید عمری حضرت ابو الدرداءؓ

سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۴۲۹- قَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ: حَدَّثَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الرَّوَّاسُ: حَدَّثَنَا

والدارمی: ۱۲۲۹ وغیرہما .

۴۲۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الصغير: ۵/۲ من حديث أبي علي الحنفی به * أبان بن أبي

عباس متروك، وقنادة مدلس كما تقدم، ح: ۲۹، وعنن .

① یہ حدیث اصل نسخہ کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

”پانچ چیزیں ہیں جس نے ان پر ایمان کے ساتھ عمل کیا وہ جنت میں داخل ہوا جس نے پانچ نمازوں کی ان کے وضو رکوع سجود اور اوقات سمیت حفاظت اور پابندی کی رمضان کے روزے رکھے بیت اللہ کا حج کیا اگر اس تک پہنچنے کی استطاعت ہو زکوٰۃ دی خوشی کے ساتھ اور امانت ادا کی۔“ لوگوں نے کہا: اے ابوالدرداء! ”ادائیگی امانت“ سے کیا مراد ہے؟ کہا: غسل جنابت۔

أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنْظَلِيُّ غَيْبُ اللَّهِ ابْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ وَأَبَانُ، كِلَاهُمَا عَنْ خُلَيْدِ الْعَصْرِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَمْسٌ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ مَعَ إِيْمَانٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ: مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ عَلَى وَضُوءِهِنَّ وَرُكُوعِهِنَّ وَسُجُودِهِنَّ وَمَوَاقِيْتِهِنَّ وَصَامَ رَمَضَانَ، وَحَجَّ الْبَيْتِ إِنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، وَأَعْطَى الزَّكَاةَ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ، وَأَدَّى الْأَمَانَةَ». قَالُوا: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ! وَمَا أَدَاءُ الْأَمَانَةِ؟ قَالَ: الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ. ﴿١٠﴾

باب: ۱۰- جب امام نماز کو وقت سے مؤخر کرے۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ: إِذَا أَخَّرَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ عَنِ الْوَقْتِ (التحفة ۱۰)

🌞 ملحوظ: یہاں ”امام“ سے مراد شرعی حاکم یا اس کا مقرر کردہ نمائندہ ہے۔ نماز کی اقامت اور امانت ان کے فرائض

میں شامل ہے۔

۴۳۱- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو ذر! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ پر ایسے حکام ہوں گے جو نمازوں کو مار ڈالیں گے۔“ یا یہ فرمایا: ”ان میں تاخیر کریں گے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول!

۴۳۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ يَعْنِي الْجَوْنِيَّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ يُمَيِّتُونَ الصَّلَاةَ»

۴۳۱- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة تأخير الصلوة عن وقتها المختار ... إلخ، ح: ۶۴۸ من

حدیث حماد بن زید به .

﴿ حدیث (۴۳۰) صفحہ (۳۶۲) پر گزری ہے۔ ﴾

۲- کتاب الصلاة - اوقات نماز کے احکام و مسائل

أَوْ قَالَ: يُؤَخَّرُونَ الصَّلَاةَ؟ - قُلْتُ: آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”تم نماز یا رسول اللہ! فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: «صَلِّ الصَّلَاةَ لَوْ قُتِلَ فَإِنْ أَذْرَكْتَهَا مَعَهُمْ [فَصَلِّهَا] فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ»۔

ساتھ پاؤ تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لیا کرنا اور یہ تیرے لیے نفل ہوگی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایام فتنہ کی خبر دی ہے جو تاریخ کے مختلف ادوار میں حکام وقت پر ثابت ہو چکی ہے اور اب حکام اور عوام سب ہی اس میں مبتلا ہیں۔ [الْأَمْنُ رَحِمَ رَبِّي] ② نماز کو بے وقت کر کے پڑھنا ”اس کی روح نکال دینے“ کے مترادف ہے گویا اسے مار ڈالا گیا ہو اور ایسی نماز اللہ کے ہاں کوئی وزن نہیں رکھتی۔ ③ ایسی صورت میں جب حاکم یا اہل مسجد ”فضل اور مختار وقت“ کے علاوہ میں نماز ادا کرتے ہوں تو تبع سنت کو صحیح اور مختار وقت میں اکیلے ہی نماز پڑھنی چاہیے۔ ④ اگر انسان مسجد میں یا ان کی مجلس میں موجود ہو تو ان کے ساتھ مل کر بھی پڑھ لے تاکہ فتنہ نہ ہو اور وحدت قائم رہے۔ ⑤ غیر محصیت کے امور میں حکام وقت کی اطاعت واجب ہے۔ ⑥ مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ کوئی شرعی سبب موجود ہو تو ”عصر اور فجر“ کے بعد بھی نماز جائز ہے۔ ⑦ اسکی پہلی نماز فرض ہوگی اور دوسری نفل، خواہ باجماعت ہی کیوں نہ پڑھی ہو۔

۴۳۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ دُحَيْمُ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ يَعْنِي ابْنَ عَطِيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الْيَمَنِي - رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَيْنَا - قَالَ: فَسَمِعْتُ نَكْبِيرَهُ مَعَ الْفَجْرِ، رَجُلٌ أَجَشُّ الصَّوْتِ. قَالَ: فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ مَحَبَّتِي، فَمَا فَارَقْتُهُ حَتَّى دَفَنْتُهُ بِالشَّامِ مَيِّتًا، ثُمَّ نَظَرْتُ إِلَى أَفْقِهِ النَّاسِ بَعْدَهُ، فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَلَزِمْتُهُ حَتَّى مَاتَ، فَقَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ

۴۳۲- جناب عمرو بن میمون اودی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں یمن میں تشریف لائے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عامل بن کر آئے تھے۔ (عمرو) کہتے ہیں کہ نماز فجر میں نے ان کی تکبیر سنی۔ وہ بھاری آواز والے تھے۔ ان کو مجھ سے محبت ہو گئی تو میں نے انہیں مرتے دم تک نہیں چھوڑا حتیٰ کہ شام میں انہیں (اپنے ہاتھوں سے) دفن کیا۔ ان کے بعد میں نے لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہ آدمی پر نظر دوڑائی تو میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا اور ان کے ساتھ رہا حتیٰ کہ وہ بھی فوت ہو گئے، تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ”تمہارا کیا حال ہو

ﷺ: «كَيْفَ بِكُمْ إِذَا أَنْتَ عَلَيْكُمْ أَمْرًا يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لِعَيْبَرٍ مِيقَاتِهَا؟» قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِذَا أَدْرَكَنِي ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِمِيقَاتِهَا وَاجْعَلْ صَلَاتَكَ مَعَهُمْ سُبْحَةً».

گا جب تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جو نمازوں کو بے وقت کر کے پڑھیں گے؟“ میں نے کہا: آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں، اے اللہ کے رسول! اگر مجھے ان حالات کا سامنا ہو؟ آپ نے فرمایا: ”نماز کو اپنے وقت پر پڑھ لیا کرنا اور ان کے ساتھ کی نماز کو نفل سمجھنا۔“

☀ فائدہ: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے ایام قنہ کی جو خاص اہم بات ذکر فرمائی وہ ”نماز کو بے وقت کر کے پڑھنا ہے۔“ سرے سے چھوڑ دینا تو اور زیادہ ظلم ہے۔ نبی ﷺ نے حکام کے دیگر ظلم و جور کو جن کا تعلق مال و آبرو سے ہو سکتا ہے ذکر نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کے لیے اللہ کے دین میں نماز کے مقابلے میں کسی اور چیز کی ایسی اہمیت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دین حق کی معرفت اور اس کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

۴۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ أَغْيَنَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى، عَنْ ابْنِ أُخْتِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّمَلِيِّ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى الْجُمُصِيِّ، عَنْ أَبِي أُبَيٍّ ابْنِ امْرَأَةِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّهَا سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي أَمْرًا تَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءٌ عَنِ الصَّلَاةِ لَوْ قُتِلَتْ حَتَّى يَذْهَبَ وَقْتُهَا، فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لَوْ قُتِلَتْ».

۴۳۳- سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد ایک وقت آئے گا کہ تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جنہیں ان کے دیگر امور نماز سے مشغول رکھیں گے اور وہ انہیں بے وقت کر کے پڑھیں گے، لہذا تم نماز کو بروقت ادا کرنا۔“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ان کی معیت میں نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں اگر تم چاہو۔“ اور سفیان کے الفاظ ہیں: اگر میں وہ نماز ان کے ساتھ پاؤں تو ان کے ساتھ مل کر پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، اگر تم چاہو۔“

۴۳۳- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما إذا أخروا الصلوة عن وقتها، ح: ۱۲۵۷ من حديث منصور به.

فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَصَلِّي مَعَهُمْ؟
 قَالَ: «نَعَمْ إِنْ شِئْتَ». وَقَالَ سُفْيَانُ: إِنْ
 أَدْرَكْتُهَا مَعَهُمْ [أ] أَصَلِّي مَعَهُمْ؟ قَالَ:
 «نَعَمْ إِنْ شِئْتَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یعنی اگر کوئی تبع سنت اپنی انفرادیت قائم رکھ سکتا ہو اور ایسے لوگوں پر حجت قائم کرتے ہوئے ان کے ساتھ شریک نہ ہوتا ہو تو جائز ہے اور اگر نل کر دو بارہ پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ یہ نفل ہوگی جیسے کہ اوپر کی احادیث میں گزرا ہے۔ ② اس حدیث کی پہلی سند میں ایک راوی ہے "ابن اخت (بھانجا) عبادہ بن صامت۔" جبکہ صحیح یہ ہے کہ یہ اس کی بیوی کا بیٹا ہے جیسے کہ دوسری سند میں مذکور ہے۔

۴۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ يَعْنِي الزَّعْفَرَانِيَّ، حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ وَقَاصٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَكُونُ عَلَيْكُمْ أَمْرَاءُ مِنْ بَعْدِي، يُؤْخِرُونَ الصَّلَاةَ فِيهِ لَكُمْ وَهِيَ عَلَيْهِمْ، فَصَلُّوا مَعَهُمْ مَا صَلَّوْا الْقِبْلَةَ».

۴۳۳- حضرت قبیصہ بن وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد تم پر ایسے حکام آئیں گے جو نمازوں میں تاخیر کریں گے۔ تو ایسی نمازیں تمہارے لیے باعث اجر ہوں گی جب کہ ان کے لیے وبال ہوں گی۔ پس تم ان کے ساتھ نل کر پڑھ لیا کرنا جب تک کہ وہ قبلہ رخ ہو کر نمازیں پڑھتے رہیں۔"

🌞 توضیح: تفصیل اوپر بیان ہوئی ہے اور ایسی نمازیں تمہارے لیے باعث اجر اس لیے ہوں گی کہ اس تاخیر میں تمہارا اپنا قصور نہیں ہوگا جب کہ ان حکام کے جبر کی وجہ سے تم ان کی مخالفت کی بھی جرأت نہ کر سکو گے۔ لہذا ان کی وجہ سے نماز میں تاخیر پر تم گناہ گار نہیں ہو گے بلکہ اس کا سارا وبال انہی پر ہوگا واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ: فِي مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا (التحفة ۱۱) باب: ۱۱- جو شخص نماز کے وقت میں سوتا رہ جائے یا نماز (پڑھنا) بھول جائے؟

۴۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا سَيِّدُنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعْدُ رَوَايَتِهِ أَنَّ رَسُولَ

۴۳۴- تخریج: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۸/۳۷۵، ح: ۹۵۹ من حديث أبي الوليد الطيالسي به، وله شواهد عند البخاري، (فتح: ۱۸۷/۲) وغيره.

۴۳۵- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلوة الغائبة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ۶۸۰ من حديث عبد الله بن وهب به.

اللہ ﷺ جب غزوہ خیبر سے واپس لوٹ رہے تھے تو ایک رات، رات بھر چلتے رہے حتیٰ کہ جب ہم کو نیند آنے لگی تو آپ آرام کے لیے اتر گئے اور بلال (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ”آج رات ہمارا پہرہ دینا۔“ بیان کرتے ہیں کہ پھر بلال کی آنکھیں بھی ان پر غالب آ گئیں (یعنی سو گئے) اور وہ اپنے اونٹ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے چنانچہ نبی ﷺ جاگے نہ بلال ہی اور نہ کوئی اور صحابی۔ حتیٰ کہ جب انہیں دھوپ لگی تو رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے جاگنے والے تھے آپ گھبرائے اور فرمایا: ”اے بلال!“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بھی اسی چیز نے پکڑ لیا جس نے آپ کو پکڑا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان! پھر (نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم) وہاں سے چل دیے (اور کچھ دور جا کر اترے) تب آپ نے وضو کیا اور بلال کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کے لیے اقامت کہی اور آپ نے انہیں فجر کی نماز پڑھائی۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”جو شخص نماز کو بھول جائے تو جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لیا کرے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿اقِمِ الصَّلَاةَ لِلذِّكْرِ﴾ ”نماز قائم کرو جب یاد آئے۔“

یونس کہتے ہیں کہ ابن شہاب اسی طرح ﴿اللذِّكْرِ﴾ (الف مقصورہ کے ساتھ) پڑھا کرتے تھے۔ احمد نے بواسطہ عنہ، یونس سے ﴿اللذِّكْرِ﴾ (یائے متکلم کے ساتھ) روایت کیا ہے۔ (یعنی میری یاد کے لیے یا میری یاد آنے کے وقت)۔ احمد کہتے ہیں کہ (متن حدیث میں وارد لفظ) ﴿الذِّكْرِ﴾ کا معنی ”اوٹھ“ ہے۔

ابن وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ فَسَارَ لَيْلَةً حَتَّى إِذَا أَدْرَكَنَا الْكَرَى عَرَسَ، وَقَالَ لِبَلَالٍ: «اُكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ». قَالَ: فَغَلَبْتُ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌّ إِلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمْ يَسْتَقِظْ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، حَتَّى إِذَا ضَرَبَتْهُمْ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوَّلَهُمْ اسْتَيْقَظًا، فَفَزَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا بِلَالُ؟» فَقَالَ: أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَا بِي أَنْتَ وَأُمِّي فَافْتَادُوا وَارَاوَا جِلْهُمُ شَيْئًا. ثُمَّ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ لَهُمُ الصَّلَاةَ وَصَلَّى لَهُمُ الصُّبْحَ. فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، فَإِنَّ اللَّهَ قَالَ: أَقِمِ الصَّلَاةَ لِلذِّكْرِ».

قال يُونُسُ: وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ يَقْرُؤُهَا كَذَلِكَ. قَالَ أَحْمَدُ: قَالَ عَنَسَهُ - يَعْنِي عَنْ يُونُسَ - فِي هَذَا الْحَدِيثِ: «لِلذِّكْرِ». قَالَ أَحْمَدُ: الْكَرَى: النَّعَاسُ.

۴۳۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ۴۳۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا قصے میں بیان کیا کہ
 حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذَا
 الْخَبَرِ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَحَوَّلُوا عَنْ مَكَانِكُمْ الَّذِي أَصَابَتْكُمْ فِيهِ الْغَفْلَةُ».
 قَالَ: فَأَمَرَ بِلَا لَا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ وَصَلَّى.

قال أبو داود: رَوَاهُ مَالِكٌ وَسُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ وَابْنِ إِسْحَاقَ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ الْأَذَانَ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ هَذَا، وَلَمْ يُسْنِدْهُ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا الْأَوْزَاعِيُّ وَأَبَانُ الْعَطَّارُ عَنْ مَعْمَرٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو مالک، سفیان بن عیینہ، اوزاعی اور عبد الرزاق نے معمر اور ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ مگر کسی نے بھی زہری کی اس روایت میں اذان کا ذکر نہیں کیا۔ اور معمر سے اوزاعی اور ابان عطار کے سوا کسی نے بھی اس کو بیان نہیں کیا ہے۔

۴۳۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ۴۳۷- سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ
 حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ لَهُ، فَمَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَمِلْتُ مَعَهُ، فَقَالَ: «انْظُرْ». فَقُلْتُ: هَذَا رَاكِبٌ، هَذَانِ رَاكِبَانِ، هَؤُلَاءِ ثَلَاثَةٌ، حَتَّى صِرْنَا سَبْعَةً، فَقَالَ: «احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا» يَعْني صَلَاةَ الْفَجْرِ فَضَرِبَ عَلَى آذَانِهِمْ، فَمَا

اپنے ایک سفر میں تھے تو آپ راہ سے ایک طرف کو ہو گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ ایک طرف کو ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ”ذرا دیکھو۔“ تو میں نے کہا: یہ ایک سوار (آ رہا) ہے۔ یہ دو ہیں اور وہ تین ہیں حتیٰ کہ ہم سات افراد ہو گئے۔ تب آپ نے فرمایا: ”ہماری نماز کا خیال کرنا“ یعنی نماز فجر کا۔ لیکن ان کے کان بند کر دیے گئے (یعنی سوتے رہ گئے) پس ان کو سورت کی کرنوں ہی نے جگایا۔ وہ اٹھے اور کچھ وقت چلے، پھر اترے، وضو کیا اور

۴۳۶- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۱۸ من حديث أبي داود به، وصححه أبو عوانة: ۲/ ۲۵۳، ۲۵۴.
 ۴۳۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۵/ ۲۹۵ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۱۰، ورواه حماد بن زيد عن ثابت به عند ابن ماجه، ح: ۶۹۸، والترمذي، ح: ۱۷۷، وقال: "حسن صحيح"، ورواه مسلم كما سيأتي: ۴۴۱.

بلا ل نے اذان کہی۔ سب نے فجر کی سنتیں پڑھیں پھر فجر کی نماز ادا کی اور سوار ہو گئے۔ تو لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے ہم نے اپنی نماز میں بہت تقصیر کی ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”سو جانے میں کوئی تقصیر (کو تا ہی) نہیں ہے، تقصیر (کو تا ہی) تب ہوتی ہے جب انسان جاگتا ہو۔ لہذا جب تم میں سے کوئی نماز (پڑھنا) بھول جائے تو جب اسے یاد آئے پڑھ لے اور پھر (آئندہ کے لیے) اگلے دن اسے بروقت ہی ادا کرے۔“

أَيَقْظَهُمْ إِلَّا حَرَّ الشَّمْسِ، فَقَامُوا فَسَارُوا هُنَيْئَةً، ثُمَّ نَزَلُوا فَتَوَضَّعُوا، وَأَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلُّوا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلُّوا الْفَجَرَ وَرَكِبُوا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: قَدْ فَرَطْنَا فِي صَلَاتِنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لَا تَغْرِيطُ فِي النَّوْمِ إِنَّمَا التَّغْرِيطُ فِي الْبِقْظَةِ، فَإِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ عَنْ صَلَاةٍ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَذْكُرَهَا وَمِنَ الْغَدِ لِلْوَقْتِ».

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ بشری تقاضوں سے بالانہ تھے۔ اس لیے سفری ٹکان کے باعث آرام کے لیے اترے۔ ② اس کے باوجود نماز بروقت ادا کرنے کی فکر دامن گیر رہی اور بلال رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے پابند فرمایا۔ اور اس قسم کے عوارض کے موقع پر نماز کے لیے جاگنے کا اہتمام کر کے سونا چاہیے۔ ③ انسان کو کسی تقصیر پر معذرت کرنی پڑے تو خوبصورت انداز میں کرے۔ ④ مذکورہ اسباب کی وجہ سے کسی جگہ کو منحوس اور بے برکت سمجھنا جائز ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ کو چھوڑ دیا تھا۔ ⑤ قضا نمازوں کے لیے جماعت کی صورت میں اذان کہنا بھی مستحب ہے۔ پھر تکبیر کہی جائے اور جماعت کرائی جائے۔ لیکن اذان کا یہ استحباب صرف سفر اور بے آباد علاقوں ہی کے لیے ہے۔ عام مسجدوں میں (جو آبادیوں میں ہوں) وہاں بے وقت اذان دینا عوام کے لیے اضطراب اور تشویش کا باعث ہوگا۔ ہاں اگر وہاں آہستگی سے مسجد کی چار دیواری کے اندر اس طرح اذان دے لی جائے کہ باہر آواز نہ جائے تو وہاں بھی اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ ⑥ سوتے رہ جانے یا بھول جانے کا قصور معاف ہے۔ اور ایسی نمازوں کے لیے وقت وہی ہے جب جاگے یا یاد آئے اور جب وقت نکل ہی گیا تو شرعی ضرورت کے تحت قدرے تاخیر کر لینا بھی جائز ہے جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے اگلی وادی میں جا کر نماز پڑھی۔ ⑦ فجر کی سنتیں دیگر سنتوں کے مقابلے میں زیادہ اہم ہیں کہ سفر میں بھی نہیں چھوڑی گئیں۔

۴۳۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ سُمَيْرٍ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيُّ مِنْ

۳۳۸- جناب خالد بن سمر راوی ہیں کہ مدینہ سے عبد اللہ بن رباح انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے اور انصار انہیں فقیہ گردانتے تھے۔ انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے شہسوار ابوققادہ

النصارى ع نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ”جیش الامراء“ روانہ فرمایا۔ اور یہ قصہ بیان کیا۔ کہا کہ ہمیں سورج ہی نے طلوع ہو کر جگایا۔ اور ہم گھبرا کر نماز کے لیے اٹھے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”خیال سے سنبھل کر“ حتیٰ کہ جب سورج اونچا آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو تم میں سے سنتیں پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔“ تو جو پہلے پڑھا کرتا تھا اس نے پڑھیں اور جو نہ پڑھتا تھا اس نے بھی پڑھیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ نماز کے لیے اذان کہی جائے تو اذان کہی گئی اور آپ کھڑے ہوئے اور ہمیں نماز پڑھائی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ”ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں کہ ہم دنیا کے کسی کام میں مشغول نہ تھے کہ نماز ہم سے رہ گئی بلکہ ہماری روحیں اللہ کے ہاتھ میں تھیں تو اس نے جب چاہا انہیں چھوڑ دیا، لہذا جو تم میں سے کل کو صحت و سلامتی کے ساتھ نماز پڑھائے اس کے ساتھ اس نماز کی قضا بھی دے۔“

الْمَدِينَةِ - وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ تُفْقَهُهُ - فَحَدَّثَنَا، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ فَارِسُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَيْشَ الْأَمْوَاءِ، بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: فَلَمْ نُوقِفْنَا إِلَّا الشَّمْسُ طَالِعَةً، فَقُمْنَا وَهَلِينِ لِصَلَاتِنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «رَوَيْدًا رَوَيْدًا»، حَتَّى إِذَا تَعَالَتِ الشَّمْسُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَرْكَعُ رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيَرْكَعْهُمَا»، فَقَامَ مَنْ كَانَ يَرْكَعُهَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ يَرْكَعُهَا، فَرَكَعَهَا، ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُنَادَى بِالصَّلَاةِ فَتُؤَدَّى بِهَا، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى بِنَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «أَلَا! إِنَّا نَحْمَدُ اللَّهَ أَنَّا لَمْ نَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا يَشْغَلُنَا عَنْ صَلَاتِنَا وَلَكِنْ أَرْوَاخُنَا كَانَتْ بِيَدِ اللَّهِ فَارْسَلَهَا أَنِّي شَاءَ، فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ صَلَاةَ الْغَدَاةِ مِنْ غَدٍ صَالِحًا فَلْيَقْضِ مَعَهَا مِثْلَهَا».

 **فوائد و مسائل:** ① یہ روایت سنداً تو صحیح ہے علاوہ ازیں دیگر صحیح روایات میں بھی یہ واقعہ بیان ہوا ہے۔ لیکن اس روایت میں اس کے راوی خالد بن کبیر کو بیان واقعہ میں تین مقامات پر وہم ہوا ہے۔ (الف) کہ رسول اللہ ﷺ نے جیش الامراء روانہ فرمایا۔ (ب) جو تم میں سے سنتیں پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔ (ج) اس کے ساتھ اس نماز کی قضا بھی دے۔ گویا اس لشکر کو ”جیش الامراء“ قرار دینا صبح کی سنتوں کے بارے میں اختیار دینا اور اسی طرح دوسرے دن فجر کی نماز کے ساتھ اس فجر کی نماز کی قضا دینے کا حکم یہ تینوں باتیں صحیح نہیں ہیں۔ ان ادہام سے قطع نظر یہ روایت صحیح ہے۔ انہی ادہام کی وجہ سے غالباً شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے شاذ قرار دیا ہے۔ اس لیے فوت شدہ نماز جاگ آنے یا یاد آنے ہی پر ادا کی جانی چاہیے جیسا کہ صحیح احادیث میں بیان ہوا ہے۔ اسے اگلے دن کی اسی نماز تک مؤخر کرنا درست

نہیں ہے۔ ④ [جَنِشُ الْأَمْرَاءِ] سے بالعموم غزوہ موتہ مراد لیا گیا ہے جبکہ صاحب بذل اللہ و مولانا خلیل احمد سہارنپوری کا خیال ہے کہ غزوہ خیبر بھی [جَنِشُ الْأَمْرَاءِ] ہو سکتا ہے ⑤ دنیا کے کسی کام میں مشغولیت کی وجہ سے نماز میں تاخیر کر دینا بہت بڑی نحوست ہے اور اپنی جان پر ایک بھاری ظلم کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس موقع پر درود شفیقہ کے غرضہ میں مبتلا تھے تو پہلے حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

۴۳۹- جناب ابن ابی قتادہ (اپنے والد) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں انہوں نے اس خبر میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے جب چاہا تمہاری روحیں قبض کر لیں اور جب چاہا لوٹا دیں، لہذا اٹھو اور نماز کے لیے اذان کہو۔“ چنانچہ وہ اٹھے اور وضو کیا حتیٰ کہ جب سورج بلند ہو گیا تو نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

۴۳۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حَيْثُ شَاءَ وَرَدَّهَا حَيْثُ شَاءَ، فُمْ فَأَذِّنْ بِالصَّلَاةِ»، فَقَامُوا فَتَطَهَّرُوا، حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ.

۴۴۰- جناب عبد اللہ بن ابی قتادہ اپنے والد حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے اسی کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ کہا کہ آپ نے وضو فرمایا جب کہ سورج اونچا آ گیا پھر انہیں نماز پڑھائی۔

۴۴۰- حَدَّثَنَا هَنَادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ: فَتَوَضَّأَ حِينَ ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى بِهِمْ.

🌅 فوائد و مسائل: نیند میں روح قبض کر لی جاتی ہے مگر جسم کے ساتھ اس کا تعلق قائم رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (الزمر: ۴۲) ”اللہ تعالیٰ لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے اور جو نہیں مرے (ان کی روحیں) سوتے ہیں (قبض کر لیتا ہے) پھر جن پر موت کا حکم کر چکتا ہے ان کو روک لیتا ہے اور باقی روحوں کو ایک وقت مقرر تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ جو لوگ فکر کرتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں۔“ ⑥ جب جاگنے والا ایسے تنگ وقت میں جاگا کہ سورج طلوع یا غروب ہوا چاہتا ہے تو اس حالت میں اگر وہ طلوع یا غروب ہونے کا انتظار کر لے تو جائز ہے۔

۴۳۹- تخریج: أخرجه البخاري، التوحيد، باب: في المشيئة والإرادة، ح: ۷۴۷۱ من حديث حصين به.

۴۴۰- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

۴۴۱- جناب عبداللہ بن ربیع حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیند میں قصور نہیں۔ قصور جانے کی حالت میں ہوتا ہے۔ (وہ اس طرح) کہ تم کسی نماز کو اس حد تک مؤخر کر دو کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔“

۴۴۱- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ - وَهُوَ الطَّبَائِسيُّ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَقْرِيبٌ إِلَّا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقْظَةِ أَنْ تُؤَخَّرَ صَلَاةٌ حَتَّى يَدْخُلَ وَقْتُ أُخْرَى».

۴۴۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص نماز کو بھول جائے تو وہ اسے اسی وقت ادا کرے جب یاد آجائے۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔“

۴۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ».

☀ فائدہ: روزے اور حج کی طرح نماز کا کوئی مالی یا بدنی کفارہ نہیں ہے۔ کوئی دوسرا کسی کی جانب سے نماز ادا نہیں کر سکتا۔

۴۴۳- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفر میں تھے کہ لوگ صبح کی نماز کے وقت سوئے رہے اور سورج کی گرمی سے جاگے۔ پھر کچھ چلے حتیٰ کہ سورج بلند ہو گیا۔ پھر آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے اذان کہی اور فرضوں سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اقامت ہوئی اور نماز فجر پڑھائی۔

۴۴۳- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ فِي مَسِيرٍ لَهُ فَنَامُوا عَنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ فَاسْتَيْقَظُوا بِحَرِّ الشَّمْسِ، فَارْتَقَعُوا قَلِيلًا حَتَّى اسْتَقَلَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَ مُؤَذِّنًا فَأَذَّنَ

۴۴۱- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلوة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ۶۸۱ من حديث سليمان بن المغيرة به.

۴۴۲- تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب من نسي صلاة فليصل إذا ذكر... الخ، ح: ۵۹۷، ومسلم، المساجد، باب قضاء الصلوة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ۶۸۴ من حديث همام بن يحيى به.

۴۴۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۳۱/۴ من حديث يونس بن عبيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۹۴، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۴۵۹، والحاكم: ۲۷۴/۱، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد الحسن البصري وهشام بن حسان مدلسان، وعننا.

فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ أَقَامَ، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ.

۴۴۴- جناب زید قان نے اپنے چچا حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ صبح کے وقت میں سوئے رہے حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ جب آپ جاگے تو فرمایا: ”اس جگہ سے دور ہو چلو۔“ پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اذان کہی۔ پھر سب نے وضو کیا اور فجر کی سنتیں پڑھیں۔ پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی اور (آپ نے) انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔

۴۴۴- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ - وَهَذَا لَفْظُ عَبَّاسٍ - أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُمْ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ عِيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ يَغْنِي الْقُتَيْبَانِي؛ أَنَّ كُثَيْبَ بْنَ صُبْحٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ حَذْفَةَ عَنْ عَمِّهِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمَرِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَصْفَارِهِ، فَتَأَمَّ عَنْ الصُّبْحِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَاسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «تَنَحُّوا عَنْ هَذَا الْمَكَانِ». قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ بِإِلَآ فَادَّزَنَ، ثُمَّ تَوَضَّؤُوا وَصَلُّوا رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ، ثُمَّ أَمَرَ بِإِلَآ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِهِمْ صَلَاةَ الصُّبْحِ.

۴۴۵- یزید بن صالح نے حضرت ذی بجر حبشی رضی اللہ عنہ سے اور یہ نبی ﷺ کے خادم تھے۔ اس قصے میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے وضو کیا اور مختصر وضو کہ اس سے مٹی بھی اچھی طرح گیلی نہ ہوئی۔ پھر بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان کہی۔ پھر نبی ﷺ اٹھے اور سکون سے دو رکعتیں

۴۴۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ يَغْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حَرِيزٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُثَيْدُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ: حَدَّثَنَا مُبَشَّرُ يَغْنِي الْحَلَبِيِّ: حَدَّثَنَا حَرِيزُ يَغْنِي ابْنَ عُثْمَانَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ ذِي

۴۴۴- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۳۹/۴ عن عبد الله بن يزيد المقرئ به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۴۷۴.

۴۴۵- تخريج: [إسناده ضعيف] وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱/۴۲۰، ح: ۴۷۵، وللحديث شواهد. يزید بن صالح مجهول الحال لا يعتبر به، ولم يثبت توثيقه عن أبي داود، ولا صل الحديث شواهد.

پڑھیں۔ پھر بلال سے فرمایا: ”اقامت کہو۔“ تب آپ نے نماز پڑھائی اور آپ جلدی میں نہ تھے۔

مِخْبَرُ الْحَبَشِيِّ، - وَكَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ - فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَتَوَضَّأَ - بَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ وَضُوءًا لَمْ يَلِكْ مِنْهُ التُّرَابُ، ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ، ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ غَيْرَ عَجَلٍ، ثُمَّ قَالَ لِبَلَالٍ: «أَقِمِ الصَّلَاةَ»، ثُمَّ صَلَّى وَهُوَ غَيْرُ عَجَلٍ.

(ابراہیم نے اپنی سند میں) کہا حجاج عن یزید ابن صلیح حدثنی ذو مخبر..... یہ ایک حبشی فرد تھا..... اور عبید نے سند میں (راوی کا نام) یزید بن صالح بیان کیا ہے۔

قال: عن حجاج، عن يزيد بن صليح: حدثني ذو مخبر - رجل من الحبشة. - وقال عبيد: يزيد بن صالح.

🌞 فائدہ: قضا نماز بھی انسان کو سکون وطمینان اور اعتدال سے ادا کرنی چاہیے۔

۴۴۶- جناب یزید بن صلیح نے حضرت ذی مخبر حبشی نجاشی کے بھتیجے سے اس خبر میں بیان کیا۔ کہا: تو اس نے اذان کہی اور وہ جلدی میں نہ تھے۔

۴۴۶- حَدَّثَنَا مُؤَمِّلُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ حَرِيرٍ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ صُلَيْحٍ، عَنْ ذِي مَخْبَرِ ابْنِ أَخِي النَّجَاشِيِّ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَأَذَّنَ وَهُوَ غَيْرُ عَجَلٍ.

۴۴۷- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیبیہ کے دنوں میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے تو آپ نے فرمایا: ”ہمارا پہرہ کون دے گا؟“ بلال نے کہا: میں۔ چنانچہ باقی سب سو رہے حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ پس نبی ﷺ جاگے اور فرمایا: ”اسی طرح کرو جس طرح

۴۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ؛ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عَلْقَمَةَ؛ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ،

۴۴۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

۴۴۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۸۵۳ عن محمد بن المثنى، وأحمد: ۱/ ۴۶۴ عن محمد بن جعفر به.

فقال رسول الله ﷺ: «مَنْ يَكْلُونَا؟» فقال بلال: أنا. فَنَامُوا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فقال: «افْعَلُوا كَمَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ». قال: فَفَعَلْنَا. قال: فَكَذَلِكَ فافْعَلُوا لِمَنْ نَأْمُ أَوْ نَسِي.

کہ (اس سے پہلے) کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ہم نے اسی طرح کیا۔ آپ نے فرمایا: ”جو سو جائے یا بھول جائے تو ایسے ہی کیا کرے۔“

☀ فائدہ: ہنگامی حالات میں قائد اور اس کے ساتھیوں کو چاہیے کہ پرسکون اور بااعتماد رہا کریں۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ: فِي بِنَاءِ
الْمَسَاجِدِ (التحفة ۱۲)

باب: ۱۲- تعمیر مساجد کا بیان

۴۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي فَزَّارَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أُمِرْتُ بِتَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ».

۴۴۸- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ مساجد کو بہت زیادہ پختہ تعمیر کروں۔“

قال ابن عَبَّاسٍ: لَتَزْخَرِفَنَّهَا كَمَا زَخَرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم انہیں ضرور مزین کرو گے جیسے کہ یہود و نصاریٰ نے (اپنے عبادت خانے) مزین کیے۔

☀ فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم اس میں جو بات کہی گئی ہے وہ صحیح ہے کیونکہ وہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ غالباً انہی شواہد کی بنا پر شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② اللہ کی حکمت کہ ہمیں ایسے حالات کا سامنا ہے کہ اس بدعت کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور بعض مساجد کو اس حد تک بلند و بالا اور مزین کیا جاتا ہے کہ ایک عام آدمی ان میں آکر ان کے فن تعمیر اور دیگر آرائشوں ہی میں کھو جاتا ہے گویا کسی شاہی محل میں آیا ہو اور کچھ لوگ تو ان کی زیارت ہی بطور سیاح کے کرتے ہیں۔ ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ﴾ تاہم واقعی شرعی ضرورت کے تحت مسجد کو مضبوط بنانا، وسیع کرنا اور موسم کی مناسبت سے نمازیوں کے لیے ضروری سہولتوں کا مہیا کرنا یقیناً مباح ہے

۴۴۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد الرزاق، ح: ۵۱۲۷ عن سفیان الثوري به، وصححه ابن حبان، ح: ۳۰۵، وعلقه البخاري في صحيحه (۲/۵۳۹، فتح)، وللحديث طرق * سفیان الثوري مدلس، وعنن.

۴۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
الْخُرَاعِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ
أَبِيهِ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ وَقَتَادَةَ،
عَنْ أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُومُ
السَّاعَةُ حَتَّى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ».

۴۴۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ
نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب
تک کہ لوگ مسجد میں باہم فخر نہیں کرنے لگیں گے۔“

☀️ **فائدہ:** ”مساجد میں فخر“ یعنی مساجد کے بارے میں لوگ ایک دوسرے پر فخر یہ باتیں کریں گے مثلاً ہماری مسجد بڑی ہے، اونچی ہے، خوبصورت ہے وغیرہ۔ اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ مساجد میں بیٹہ کہ اللہ کا ذکر کرنے کی بجائے فخر کی باتیں کیا کریں گے اور دونوں ہی صورتیں بہت بری ہیں۔

۴۵۰- حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ الْمُرْجَا: حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ الدَّلَالُ مُحَمَّدُ بْنُ مُجَبِّبٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيَّاضٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَجْعَلَ مَسْجِدَ الطَّائِفِ حَيْثُ كَانَ طَوَّافِينَهُمْ.

۴۵۰- جناب محمد بن عبد اللہ بن عیاض حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ طائف کی مسجد اس جگہ بنائی جائے جہاں ان کے بت ہوتے تھے۔

☀ فائدہ: یہ روایت تو سداً ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ بات دوسرے دلائل کی رُو سے صحیح ہے۔ طائف کی یہ

٤٤٩- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الصغير: ١١٤/٢، وصححه ابن خزيمة: ٢٨٢/٢، ورواه ابن ماجه، ح: ٧٣٩، والنسائي، ح: ٦٩٠ من حديث حماد بن سلمة عن أيوب عن أبي قلابة عن أنس به، وصححه ابن حبان، ح: ٣٠٨.

٤٥٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب: أين يجوز بناء المساجد، ح: ٧٤٣ من حديث أبي همام الدلال به * محمد بن عبدالله بن عياض مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

مسجد بھی وہیں تعمیر ہوئی تھی جہاں لات بت کا بت خانہ اور آستانہ تھا۔ اس بت خانہ کی جگہ مسجد کا بایاں منارہ پڑتا تھا۔ معلوم ہوا کہ حکومت اسلامیہ میں کفار کے معابد کو مساجد میں تبدیل کرنا جائز ہے، بالخصوص اس صورت میں جب کہ کسی ملک کو فتح کیا جائے۔ اور تاریخی طور پر ثابت ہے کہ عالمگیر بادشاہ نے بھی ہندوستان میں کفار کے معابد پر مساجد تعمیر کرائیں۔ (عمون المعبود)

۴۵۱- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسجد نبویؐ کی کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی اور اس کے ستون کھجوروں کی لکڑی کے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ اضافہ نہ کیا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ کیا مگر اسے ویسے ہی بنایا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی مگر اس کے ستون بدل دیے اور لکڑی کے لگائے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس (تعمیر) کو بدل دیا اور بہت زیادہ اضافہ کیا۔ اور اس کی دیواریں اور ستون منقش پتھروں اور چونے سے بنائے اور چھت سا گوان کی لکڑی کی بنائی۔

مجاہد کے لفظ ہیں: [وَسَقَّفَهُ السَّاجَ] 'اور سا گوان سے اس کی چھت بنائی۔'

۴۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ وَمُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى - وَهُوَ أَتَمُّ - قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَبْنِيًّا بِاللِّبْنِ وَالْجَرِيدِ وَعَمْدُهُ. - قَالَ مُجَاهِدٌ: عُمْدُهُ مِنْ خَشَبِ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا، وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ: وَبَنَاهُ عَلَى بِنَائِهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللِّبْنِ وَالْجَرِيدِ وَأَعَادَ عَمْدَهُ، - وَقَالَ مُجَاهِدٌ: عُمْدُهُ - خَشَبًا، وَغَيْرُهُ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيهِ زِيَادَةٌ كَثِيرَةٌ: وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ وَالْقَصَّةِ، وَجَعَلَ عَمْدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ وَسَقَّفَهُ بِالسَّاجِ قَالَ مُجَاهِدٌ: وَسَقَّفَهُ السَّاجَ.

قال أَبُو دَاوُدَ: الْقَصَّةُ: الْجَصُّ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لفظ حدیث [الْقَصَّةُ] کا معنی [الْجَصُّ] یعنی "گج ہے۔"

فائدہ: علامہ ابن بطال وغیرہ نے فرمایا ہے کہ یہ روایت دلیل ہے کہ تعمیر مساجد اور ان کی آرائش ہمیشہ میانہ روی سے ہونی چاہیے۔ باوجودیکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات کے باعث مال کی بہتات تھی مگر انہوں نے مسجد کو تبدیل نہیں کیا۔ صرف چھت کی شاخیں اور بوسیدہ ستون تبدیل کیے۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی

تک دامانی کے باعث اسے وسیع اور خوبصورت بنایا مگر اس میں کوئی غلو نہ تھا، اس کے باوجود بعض صحابہ نے ان پر تنقید کی۔ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ ولید بن عبد الملک بن مروان پہلا شخص ہے جس نے مساجد کو آراستہ کیا اور یہ صحابہ کا بالکل آخری دور ہے، مگر اکثر اہل علم فقہ کے خوف سے خاموش رہے۔ (عون المعبود) کچھ نے نقد بھی کیا۔

۴۵۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسجد نبوی کے ستون کھجوروں کے تنوں کے تھے، جن پر کھجوروں کی شاخوں سے چھت ڈالی گئی تھی۔ پھر جب یہ بوسیدہ ہو گئیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں تنوں اور شاخوں کو بدل دیا گیا (اور اس کی سابقہ بنا میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی)۔ یہ پھر بوسیدہ ہو گئیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں انہوں نے اسے پختہ اینٹوں سے بنوایا اور یہ حال اس پر قائم ہے۔ (یعنی ابن عمر نے جب یہ روایت بیان کی تو اس وقت تک وہی تعمیر باقی تھی۔)

۴۵۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور (پہلے) اس کی بالائی جانب قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں قیام فرمایا۔ ان کے ہاں چودہ راتیں (دو ہفتے) مقیم رہے۔ پھر آپ نے بنو نجار کو پیغام بھجوایا تو وہ (اپنی روایات کے مطابق استقبال کے لیے تیار ہو کر) تلواریں اپنے گلوں میں حائل کیے ہوئے آئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں گویا (وہ منظر میری نظروں کے سامنے ہے) میں

۴۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ مَسْجِدَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ سَوَارِيهِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ جُذُوعِ النَّخْلِ، أَعْلَاهُ مُظَلَّلٌ بِجَرِيدِ النَّخْلِ، ثُمَّ إِنَّهَا نَخِرَتْ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ فَبَنَاهَا بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَبِجَرِيدِ النَّخْلِ، ثُمَّ إِنَّهَا نَخِرَتْ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ فَبَنَاهَا بِالْأَجْرِ فَلَمْ تَزَلْ ثَابِتَةً حَتَّى الْآنَ.

۴۵۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، فَتَزَلَّ فِي عُلُوِّ الْمَدِينَةِ، فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجَاؤُوا مُتَقَلِّدِينَ سُيُوفَهُمْ، فَقَالَ أَنَسٌ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى

۴۵۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٥٤١/٢ من حديث أبي داود به * عطية بن سعد العوفي: "ناصب متروك، ضعيف الحفظ، مشهور بالتدليس القبيح" قاله الحافظ ابن حجر في المذللين.

۴۵۳- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد، ح: ٤٢٨ عن مسدد، ومسلم، المساجد، باب: ابتناء مسجد النبي ﷺ، ح: ٥٢٤ من حديث عبد الوارث بن سعيد به.

رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنی سواری پر ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہیں اور بنو نجار کے معززین آپ کے ارد گرد ہیں حتیٰ کہ آپ نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے احاطے میں نزول فرمایا۔ اور رسول اللہ ﷺ کو جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا پڑھ لیا کرتے تھے۔ آپ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھتے تھے، پھر آپ نے مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا اور بنو نجار کو بلوایا اور کہا: ”تم مجھ سے اپنے اس باغ کا سودا کر لو۔“ انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! ہم اس کی قیمت صرف اللہ عزوجل ہی سے لیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا اور اس میں وہ کچھ تھاجو میں تمہیں بتا رہا ہوں یعنی مشرکین کی قبریں، کھنڈر اور کھجوروں کے درخت۔ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی قبروں کے متعلق حکم دیا اور انہیں اکھیر دیا گیا، کھنڈر برابر کر دیے گئے اور کھجوریں کاٹ دی گئیں اور ان کے تنوں کو قبلہ رخ قطار سے رکھ دیا گیا۔ اور دروازے کے دونوں کنارے پتھروں سے چنے گئے اور (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو تعمیر میں شریک تھے) پتھر ڈھوتے تھے اور مل کر اشعار پڑھتے تھے اور نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے: [اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ، فَانْصُرِ الْآنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ] ”اے اللہ! خیر تو بس وہی ہے جو آخرت میں ملے، پس تو انصار و مہاجرین کی نصرت فرما۔“

رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رَذِفُهُ وَمَلَأَ بَنِي النَّجَارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَتَقَى بَيْنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتُهُ الصَّلَاةُ، وَيُصَلِّي فِي مَرَايِضِ الْغَنَمِ، وَإِنَّهُ أَمَرَ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَأَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَارِ، قَالَ: «يَا بَنِي النَّجَارِ! ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هَذَا»، فَقَالُوا: وَاللَّهِ! لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ. قَالَ أَنَسٌ: وَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ: كَانَتْ فِيهِ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ، وَكَانَتْ فِيهِ خَرِبٌ، وَكَانَتْ فِيهِ نَخْلٌ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِثَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ، فَصُنِّفَ النَّخْلُ قِثْلَةَ الْمَسْجِدِ، وَجَعَلُوا عِصَادَتِيهِ حِجَارَةً، وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الصَّخَرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَالنَّبِيُّ ﷺ مَعَهُمْ وَيَقُولُ: «اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ، فَانْصُرِ الْآنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ».

۴۵۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ مسجد نبوی کا احاطہ دراصل بنی نجار کا باغ تھا اور اس

۴۵۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ

۴۵۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب: أين يجوز بناء المساجد، ح: ۷۴۲ من حديث

حماد بن سلمة به، وانظر الحديث السابق.

میں کچھ کھیتی، کھجوریں اور مشرکین کی قبریں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے اس کی قیمت لے لو۔“ تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے۔ چنانچہ کھجوریں کاٹ دی گئیں، کھیتی کو برابر کر دیا گیا اور مشرکین کی قبروں کو اکھیڑ دیا گیا..... اور پوری حدیث بیان کی۔ (مذکورہ شعر میں) [فَانْصُرْ] کی جگہ [فَاغْفِرْ] کا لفظ بیان کیا ہے۔ یعنی ”بخش دے۔“

أَنَسَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ مَوْضِعُ الْمَسْجِدِ حَائِطًا لِبَنِي النَّجَّارِ، فِيهِ حَرْثٌ وَنَخْلٌ وَقُبُورُ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَأْمِنُونِي بِهِ»، فَقَالُوا: لَا نَبْغِي بِهِ ثَمَنًا، فَقَطَّعَ النَّخْلَ وَسَوَّى الْحَرْثَ، وَنِشَنَ قُبُورَ الْمُشْرِكِينَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ: «فَاغْفِرْ» مَكَانَ «فَانْصُرْ».

موسیٰ (بن اسمعیل) کہتے ہیں کہ عبدالوارث نے ہم سے اس کی مانند بیان کیا اور عبدالوارث [خَرَبْتُ] ”کھنڈر“ بیان کرتے تھے (نہ کہ [حَرْث]) اور کہتے تھے کہ میں نے ہی حماد کو یہ حدیث بیان کی ہے۔

قَالَ مُوسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بِنَحْوِهِ، وَكَانَ عَبْدُ الْوَارِثِ يَقُولُ: خَرَبْتُ وَزَعَمَ عَبْدُ الْوَارِثِ أَنَّهُ أَفَادَ حَمَادًا هَذَا الْحَدِيثَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے باوجود انصار کے محبوب ہونے کے، ان کے قطعہ زمین پر جبراً یا بغیر اجازت کوئی تصرف نہیں فرمایا۔ اسی لیے معروف مسئلہ ہے کہ ”غصب کردہ زمین میں نماز جائز نہیں۔“ ② قبر پر یا قبرستان میں نماز جائز نہیں اسی لیے نبی ﷺ نے قبریں کھدواڈالیں۔

باب: ۱۳- محلوں میں مساجد بنانے کا بیان

(المعجم ۱۳) - باب اتَّخَذَ الْمَسَاجِدِ

فِي الدُّوْرِ (التحفة ۱۳)

۳۵۵- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ محلوں میں مسجدیں بنائی جائیں اور انہیں پاکیزہ، صاف ستھرا اور معطر رکھا جائے۔

۴۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِنَاءَ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ، وَأَنْ تُنْظَفَ وَتُطَيَّبَ.

۴۵۵- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما ذكر في تطيب المساجد، ح: ۵۹۴، وابن ما:

ح: ۷۵۸ من حديث هشام بن عروة به، وصححه ابن حبان، ح: ۳۰۶.

۴۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سَفْيَانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ يَعْنِي ابْنَ حَسَّانٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَعْدٍ بْنُ سَمُرَةَ: حَدَّثَنِي حُبَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ أَبِيهِ سَمُرَةَ قَالَ: إِنَّهُ كَتَبَ إِلَيَّ بَنِيهِ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا بِالْمَسَاجِدِ أَنْ نَصْنَعَهَا فِي دُورِنَا، وَنُصْلِحَ صَنْعَتُهَا وَنُطَهِّرَهَا.

۴۵۶- جناب سلیمان بن سرہ اپنے والد حضرت سرہ (بن جندب) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سرہ نے اپنے بیٹوں کی طرف لکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تعمیر مساجد کا حکم دیا کرتے تھے کہ محلے میں ان کی تعمیر کریں اور ان کی عمارت عمدہ بنائیں اور انہیں پاکیزہ رکھیں۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① ان احادیث میں لفظ [دور] سے مراد ”محلے“ ہیں جو کہ ”دار“ کی جمع ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ﴾ (الاعراف: ۱۳۵) ”میں عنقریب تمہیں فاسقوں کے گھر (منازل) دکھاؤں گا۔“ اور جس جگہ میں قبیلے کے کئی گھر آباد اور جمع ہوں اسے ”دار“ کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس حکم کے بعد [مَا بَقِيَ دَارٌ إِلَّا بُنِيَ فِيهَا مَسْجِدٌ] ”ہر محلے میں مسجدیں بن گئیں۔“ اور ظاہر ہے کہ مرکزی مسجد فاصلے پر ہو تو عام کام کاج والوں کے لیے اس میں پہنچنا مشکل ہوگا۔ لہذا محلے کی قریبی مسجد میں پہنچ کر جماعت کی فضیلت حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی لفظ [دور] کے دوسرے معنی ”ہر گھر“ بھی ہو سکتے ہیں۔ یعنی ہر گھر میں نماز کے لیے جگہ خاص ہونی چاہیے اور اسے پاک صاف رکھا جائے تاکہ گھر کے افراد وہاں نماز پڑھ سکیں، مگر محدثین کے ہاں پہلے معنی ہی رائج ہیں۔ ② مساجد کا ادب یہ ہے کہ ان کی تعمیر غلو سے پاک، خوش منظر، وسیع اور روشن ہو اور اسے ظاہر اور باطن ہر لحاظ سے پاک صاف رکھا جائے۔ بخلاف دیگر مذاہب کے معابد کے کہ ان میں یہ اہتمام کم ہی ہوتا ہے مثلاً ہندوؤں کے مندر وغیرہ۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ فِي الشُّرُجِ فِي الْمَسَاجِدِ (التحفة ۱۴)

باب ۱۴- مساجد میں روشنی کا اہتمام کرنا

۴۵۷- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ ۴۵۷- حضرت میمونہ (بنت سعد رضی اللہ عنہا) نبی ﷺ کی

۴۵۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۵۲/۷، ح: ۷۰۲۶ من حديث يحيى بن حسان به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق * حُبَيْبٌ مَجْهُولٌ وَجَعْفَرُ بْنُ سَعْدٍ ضَعِيفٌ، والحديث السابق يغني عنه.

۴۵۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الصلوة في مسجد بيت المقدس، ح: ۱۴۰۷ من حديث زياد به، وصححه البوصيري * عثمان لم يصرح بالسماع من ميمونة رضي الله عنها.

خادمہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بیت المقدس کے متعلق ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا: ”وہاں جاؤ، تو وہاں نماز پڑھو.....“ اور اس زمانے میں یہ علاقہ دار الحرب تھا..... (فرمایا:) ”اگر وہاں نہ جاسکو اور نماز نہ پڑھ سکو تو وہاں کے لیے تیل ہی بھیج دو کہ اس کے چراغوں میں ڈالا جائے۔“

عن سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عن زِيَادِ بْنِ أَبِي سُوْدَةَ، عن مَيْمُونَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: يارسولَ الله! أَفْتِنَا فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فقال رسولُ الله ﷺ: «اِثْنُوهُ فَصَلُّوا فِيهِ» - وَكَانَتْ الْبِلَادُ إِذْ ذَاكَ حَرْبًا - «فَإِنْ لَمْ تَأْتُوهُ وَتُصَلُّوا فِيهِ، فَابْعَثُوا بَزِيَّتٍ يُسْرِجُ فِي قَنَادِيلِهِ».

باب: ۱۵- مسجد میں کنکریاں بچھانا

(المعجم ۱۵) - بَابُ: فِي حَصَى الْمَسْجِدِ (التحفة ۱۵)

۳۵۸- جناب ابوالولید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مسجد میں کنکریوں کے متعلق پوچھا (کہ بچھائی جائیں یا نہیں) تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ایک رات بارش ہو گئی اور زمین گیلی ہو گئی تو ہر آدمی اپنے کپڑے میں کنکریاں لے آتا اور اپنے نیچے بچھالیتا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”کس قدر اچھا کام ہے یہ۔“

۴۵۸- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ تَمَّامٍ بْنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سُلَيْمٍ الْبَاهِلِيُّ عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْحَصَى الَّذِي فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مُطِرْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ مُبْتَلَّةً، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَأْتِي بِالْحَصَى فِي ثَوْبِهِ [فَيُسْطُهُ] تَحْتَهُ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: «مَا أَحْسَنَ هَذَا!».

۳۵۹- جناب ابوصالح کا بیان ہے کہ کہا جاتا تھا جب کوئی آدمی مسجد سے کنکریاں باہر نکالتا ہے تو یہ اسے اللہ کا واسطہ دیتی ہیں (کہ ہمیں مت نکالو)۔

۴۵۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٌ قَالَا: أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: كَانَ يُقَالُ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَخْرَجَ الْحَصَى مِنَ الْمَسْجِدِ يُنَاشِدُهُ.

۴۵۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴۴۰/۲، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۹۸ * نقل ابن الترمذاني عن ابن القطان (الفاسي) عن ابن الجارود مانصه: عمرو بن سليم لم يسمعه من أبي الوليد، فالسند معلل.
۴۵۹- تخریج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبو داود * الأعمش مدلس كما تقدم ح: ۱۴ وعننا هاهنا.

☀️ ملحوظہ: یہ ابوصالح تابعی کا قول (مقطوع) ہے نہ کہ مرفوع حدیث۔

۴۶۰- جناب ابوصالح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت کرتے ہیں ابو بدر (سند کے ایک راوی) نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے مرفوع بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”جو آدمی ننگریوں کو مسجد سے نکالتا ہے تو وہ اسے اللہ کا واسطہ دیتی ہیں۔“

۴۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو

بَكْرٍ يَعْنِي الصَّاعَانِيَّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ: حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، - قَالَ أَبُو بَدْرٍ: أَرَاهُ قَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ - قَالَ: «إِنَّ الْحَصَاةَ لَتَنَاشِدُ الَّذِي يُخْرِجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ».

باب: ۱۶- مسجد میں جھاڑو دینے کا بیان

(المعجم ۱۶) - باب كُنْسِ الْمَسْجِدِ

(التحفة ۱۶)

۴۶۱- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول ﷺ نے فرمایا: ”مجھے میری امت کے ثواب (اور نیکیاں) دکھائی گئیں، حتیٰ کہ ایک تنکا بھی جو کوئی مسجد سے نکالتا ہے۔ (یہ بھی نیکیوں میں شامل تھا) اور مجھے میری امت کے گناہ دکھائے گئے تو میں نے دیکھا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں کہ ایک آدمی کو قرآن مجید کی کوئی سورت یا آیت یاد ہو اور وہ اسے بھلا دے۔“

۴۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ

الْحَكَمِ الْخَزَّازُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَلٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَرِضْتُ عَلَيَّ أَجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاؤُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَعَرِضْتُ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي، فَلَمْ أَرْ ذَنْبًا أَكْبَرَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أَوْتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا».

۴۶۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۴۷۸ من حديث أبي داود به * شك أبو بدر في رفعه، فالسند معلل.

۴۶۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب: لم أر ذنباً أعظم من سورة أوتيتها رجل ثم نسيها، ح: ۲۹۱۶ عن عبد الوهاب الوراق البغدادي به وقال: "غريب" * ابن جريج، مدلس كما تقدم، ح: ۱۹ ولم يسمع من المطلب شيئاً، والمطلب لم يسمع من أنس رضي الله عنه، ومع ذلك صححه ابن خزيمة ح: ۱۲۹۷، وانظر النكت الظراف ۱/۴۰۷.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① امام ترمذی نے اس روایت کو ”غریب“ مگر امام ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے۔ علامہ خطابی ناقل ہیں کہ امام بخاری اور دیگر کہتے ہیں کہ مطلب بن عبد اللہ کو کسی صحابی سے سماع حاصل نہیں ہے۔ نیز عبد المجید بن عبد العزیز پر بھی کلام ہے، بہر حال دوسری صحیح روایات سے مسجد کی صفائی ستھرائی کی فضیلت ثابت ہے۔ جیسے کہ ایک صحابیہ نے مسجد کی صفائی کو اپنا معمول بنایا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی قبر پر جا کر اس کا جنازہ پڑھا تھا۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۴۵۸) ② اسی طرح قرآن مجید یاد کر کے بھلا دینا بھی مجبوری کی ذیل میں آسکتا ہے، اس لیے یہ بھی قابل گرفت ہو سکتا ہے۔

(المعجم ۱۷) - باب اغْتِزَالِ النِّسَاءِ فِي الْمَسَاجِدِ عَنِ الرُّجَالِ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- مسجد میں عورتوں کا مردوں سے علیحدہ رہنا

۴۶۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ تَرَكْنَا هَذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ». قَالَ نَافِعٌ: فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابْنُ عُمَرَ حَتَّى مَاتَ. وَقَالَ غَيْرُ عَبْدِ الْوَارِثِ: قَالَ عُمَرُ وَهُوَ أَصَحُّ.

۴۶۲- سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر ہم یہ دروازہ عورتوں کے لیے چھوڑ دیں.....“ (اور مرد اس سے داخل نہ ہوں تو بہت بہتر ہو)۔

نافع کہتے ہیں کہ (یہ ارشاد سننے کے بعد) ابن عمر رضی اللہ عنہما مرتے دم تک کبھی اس دروازے سے مسجد میں نہیں آئے۔ عبد الوارث کے علاوہ دیگر راویوں نے اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① ظاہر ہے کہ جب مسجد جیسے پاکیزہ مقام و ماحول میں بھی عورتوں، مردوں کے اختلاط کی اجازت نہیں ہے تو دیگر مقامات اور مواقع پر اور زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ ② صاحب عون المعبود لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح ہو سکتی ہے۔ عبد الوارث ثقہ ہیں اور ان کی زیادت قابل قبول ہے۔

۴۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ بْنِ أَغْيَنَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، بِمَعْنَاهُ وَهُوَ أَصَحُّ.

۴۶۳- جناب نافع نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا..... اور یہ (زیادت یعنی حضرت عمر کا قول ہونا) زیادہ صحیح ہے۔

۴۶۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۲/ ۳۹۷ من حديث أبي داود به، ويأتي ج: ۵۷۱.

۴۶۳- تخریج: [إسناده ضعيف] تقدم، ج: ۴۶۲ * نافع لم يدرك عمر رضي الله عنه.

۴۶۴- جناب نافع سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عورتوں والے دروازے سے داخل ہونے سے منع کیا کرتے تھے۔

۴۶۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَنْهَى أَنْ يُدْخَلَ مِنْ بَابِ النِّسَاءِ.

باب: ۱۸- مسجد میں داخل ہونے کی دعا

(المعجم ۱۸) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ عِنْدَ دُخُولِهِ الْمَسْجِدِ (التحفة ۱۸)

۴۶۵- جناب عبد الملک بن سعید بن سوید ابو حمید رضی اللہ عنہ سے یا ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی ﷺ پر سلام پڑھے پھر کہے: اَللّٰهُمَّ! افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ“ اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“ اور جب باہر نکلے تو کہے: اَللّٰهُمَّ! اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ“ اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل و عنایت کا سوال کرتا ہوں۔“

۴۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَزْدِيَّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ ابْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ، أَوْ أَبَا أَسِيدَ الْأَنْصَارِيِّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ! افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، فَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ! اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ».

۴۶۶- جناب حیوہ بن شریح کہتے ہیں کہ میں عقبہ بن مسلم سے ملا اور ان سے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی سند سے نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ جب مسجد میں

۴۶۶- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: لَقِيتُ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ فَقُلْتُ

۴۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حزم في المحلى: ۱۳۱/۳، ۱۳۲ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق لعلته.

۴۶۵- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب ما يقول إذا دخل المسجد، ح: ۷۱۳ من حديث ربعة الرأي به.

۴۶۶- تخریج: [إسناده صحيح] انفرد به أبو داود.

داخل ہوتے تو کہا کرتے تھے: [أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ
وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسَلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيمِ] ”میں شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا
ہوں جو انتہائی عظمت والا ہے میں اس کے انتہائی محترم
چہرے کی پناہ لیتا ہوں اور اس کے سلطان قدیم کی پناہ
لیتا ہوں۔“ کہا بس اتنا ہی؟ میں نے کہا: ہاں..... کہا کہ
انسان جب یہ کہہ لیتا ہے تو ابلیس کہتا ہے کہ آج سارے
دن کیلئے یہ مجھ سے محفوظ ہو گیا۔

باب: ۱۹- مسجد میں داخل ہونے پر نماز کا بیان

۴۶۷- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو
بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے۔“

۴۶۸- جناب عامر بن عبد اللہ بن زبیر بن زریق
کے ایک آدمی سے وہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے وہ
نبی ﷺ سے اسی کے مانند روایت کرتے ہیں۔ اس میں
یہ اضافہ ہے: ”پھر اس کے بعد بیٹھا رہے یا چاہے تو اپنے
کام کے لیے چلا جائے۔“

لَهُ: بَلَّغْنِي أَنَّكَ حَدَّثْتَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ أَنَّهُ كَانَ
إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: «أَعُوذُ بِاللّٰهِ
الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسَلْطَانِهِ الْقَدِيمِ
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ». قَالَ: أَقْطُ؟ قُلْتُ:
نَعَمْ. قَالَ: «فَإِذَا قَالَ ذَلِكَ، قَالَ
الشَّيْطَانُ: حُفِظَ مِنِّي سَائِرَ الْيَوْمِ».

(المعجم ۱۹) - باب مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ
عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ (التحفة ۱۹)

۴۶۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ
عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو
ابْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ
فَلْيُصَلِّ سَجْدَتَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَجْلِسَ».

۴۶۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ
الوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عُمَةُ
ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
الزُّبَيْرِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ، عَنْ أَبِي
قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، زَادَ: «ثُمَّ
لْيَقْعُدْ بَعْدُ إِنْ شَاءَ، أَوْ لِيَذْهَبْ لِحَاجَتِهِ».

۴۶۷- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، ح: ۴۴۴، ومسلم، صلوة
المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين... الخ، ح: ۷۱۴، من حديث مالك به، وهو في الموطأ
(يحيى): ۱/ ۱۶۲ (والقنعبي، ص: ۱۱۰).

۴۶۸- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق * رجل من بني زريق هو عمرو بن سليم.

☀️ فوائد و مسائل: تَحِيَّةُ الْمَسْجِدِ کے حکم میں علماء کا اختلاف رہا ہے۔ اصحاب طواہر اور کچھ اصحاب الحدیث اس کے وجوب کے قائل ہیں جب کہ جمہور کے نزدیک یہ حکم استحباب ہے اور اوقات غیر مکروہہ سے خاص ہے۔ ہمارے مشائخ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ جیسے کہ امام نسائی رحمہ اللہ کی تبویب و استدلال سے ظاہر ہے: بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْحُلُوسِ فِيهِ وَالْخُرُوجُ مِنْهُ بِغَيْرِ صَلَاةٍ (حدیث: ۷۳۲) اس ضمن میں وہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث لائے ہیں: [حَتَّى جِئْتُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمُ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَى فَجِئْتُ حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ] اور آخر حدیث میں ہے: [أَمَّا هَذَا فَقَدْ صَدَّقَ فَقُمْتُ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فَيْكَ فَقُمْتُ فَمَضَيْتُ] (سنن نسائی، حدیث: ۷۳۲) اس حدیث میں بظاہر یہی ہے کہ انہوں نے تحیۃ المسجد کے نفل نہیں پڑھے تھے۔ دوسرے علماء [اذًا] ”جب بھی مسجد میں داخل ہو“ کے عموم سے اوقات مکروہہ میں بھی تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنے کو مستحب اور بعض واجب قرار دیتے ہیں۔ بہر حال تحیۃ المسجد کا حکم بلاشبہ تاکید ہے، حتیٰ کہ آپ نے اثنائے خطبہ جمعہ میں بھی ان کے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے غفلت نہیں کرنی چاہیے۔

(المعجم ۲۰) - بَابُ فَضْلِ الْقُعُودِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۲۰)

۴۶۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْمَلَائِكَةُ تَصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ أَوْ [يَقُمْ] اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ! اَرْحَمْهُ».

۴۶۹- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرشتے تم میں سے ایک کے لیے دعا و استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اس جگہ پر بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہو جب تک کہ بے وضو نہ ہو یا وہاں سے اٹھ نہ جائے۔ (ان کی دعا ہوتی ہے: (اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ اَرْحَمْهُ))“ اے اللہ! اس کی بخشش فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔“

۴۷۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْمَلَائِكَةُ تَصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ أَوْ [يَقُمْ] اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ! اَرْحَمْهُ».

۴۷۰- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک بندے کو نماز (مسجد میں)

۴۶۹- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الحدث في المسجد، ح: ۴۴۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۶۰ (والقنعني، ص: ۱۰۶).

۴۷۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلوة وفضل المساجد، ح: ۶۵۹، ومسلم، المساجد، باب فضل الصلوة المكتوبة في جماعة وفضل انتظار الصلوة... الخ، ح: ۶۴۹/ ۲۷۵ بعد، ح: ۶۶۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۶۰ (والقنعني، ص: ۱۰۶).

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَزَالُ أَخَذُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ، لَا يَمْتَنِعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ».

روکے رکھے وہ (گویا) نماز میں ہوتا ہے (بشرطیکہ) اسے اپنے اہل میں لوٹنے سے روکنے والی صرف نماز ہی ہو۔

فائدہ: یعنی مسجد میں رکنا صرف نماز اور ذکر اذکار کے لیے ہونہ کسی اور غرض سے۔

۴۷۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَ فِي مُصَلَّاهُ يَتَشَطَّرُ الصَّلَاةُ، تَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ! ارْحَمْهُ، حَتَّى يَنْصَرِفَ أَوْ يُخْدِتَ». فَقِيلَ: مَا يُخْدِتُ؟ قَالَ: «يَقْسُو أَوْ يَضْرِبُ».

۴۷۱- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندہ اس وقت تک نماز ہی میں ہوتا ہے جب تک کہ اپنے مصلے پر بیٹھا (دوسری) نماز کا انتظار کر رہا ہو۔ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ حتیٰ کہ وہ اٹھ جائے یا بے وضو ہو جائے۔“ کہا گیا: بے وضو کیسے ہو؟ کہا: ”پھسکی مارے یا گوز (پاد) مارے۔“

فوائد و مسائل: ① نماز کے بعد بیٹھنے کی احادیث اور ان کی فضیلت کو عموم پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ انسان سنتوں کے بعد فرضوں کا انتظار کر رہا ہو یا فرضوں کے بعد سنتوں کے لیے بیٹھا ہو یا دوسری نماز کا انتظار کر رہا ہو یا ذکر اذکار میں مشغول ہو۔ ان شاء اللہ اس فضیلت سے محروم نہیں ہوگا۔ چاہے کہ مسلمان لائینی اور بے فائدہ مجالس و مشاغل کو چھوڑ کر مسجد کی مجلس اختیار کرے۔ ② [فساد] بغیر آواز کے ہوا خاں ہونا ہے اور [ضرر] اٹھتے ہیں آواز کے ساتھ ہوا کے خارج ہونے کو۔ اردو میں اسے پھسکی اور گوز یا پاد مارنا کہتے ہیں۔

۴۷۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاطِيَةِ الْأَزْدِيُّ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِيٍّ الْعَنَسِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَتَى الْمَسْجِدَ لِيَسْبِيَهُ فَهُوَ حَطْلُهُ».

۴۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جس نیت سے مسجد میں آیا ہو، اس کا وہی نصیب ہے۔“

۴۷۱- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل الصلوة المكتوبة في جماعة... الخ، ح: ۶۴۹، بعد، ح: ۶۶۱ من حديث حماد بن سلمة به.

۴۷۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۴۴۷/۲، ۶۶/۳ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد معنوية، انظر تنقيح الرواة: ۱/۱۳۱، ح: ۷۳۰ • عثمان الأزدي ضعيف عند الجمهور وبعضهم مشاهير غير علي بن يزيد الألهاني، وقولهم مرجوح.

🌞 فائدہ: یہ روایت سداضعیف ہے لیکن معنا صحیح ہے کیونکہ یہ حدیث [اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] (صحیح بخاری، حدیث: ۱) کے ہم معنی ہے۔ یہ حدیث انتہائی اہم ہے کہ انسان کو خیال رکھنا چاہیے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے کہ وہ کس نیت سے اپنے اعمال سرانجام دے رہا ہے۔ جو نیت ہوگی اسی کے مطابق اجر ملے گا۔ چاہیے کہ ہمیشہ اللہ کی رضا پیش نظر رہے۔

(المعجم ۲۱) - بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ اِنْشَادِ الْمَسْجِدِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۲۱) باب: ۲۱- مسجد میں گم شدہ چیزوں کے اعلان کی کراہت

۴۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَرَ الْجُشَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا حَبِوَةُ يَغْنِي ابْنُ شَرِيحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَسْوَدِ يَغْنِي مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى شَدَّادٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا أَدَاهَا اللَّهُ إِلَيْكَ، فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَذَا».

۴۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”جو کسی کو سنے کہ گم شدہ چیز کا مسجد میں اعلان کر رہا ہے تو اسے کہے: اللہ کرے تجھے یہ نہ ملے۔ مسجدیں اس کام کے لیے نہیں بنائی گئیں۔“

🌞 فائدہ: مسجد سے باہر دروازے کے قریب اعلان کیا جاسکتا ہے۔ ”ضالۃ“ گم شدہ جانور کو کہتے ہیں۔ گم شدہ چیز کو ”ضائع“ کہتے ہیں۔ اس کا بھی یہی حکم ہے۔ مسجد میں گم شدہ بچوں کا اعلان کرنے کی بابت اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض اس کے جواز اور بعض عدم جواز کے قائل ہیں۔ انسانی حرمت اور انسانی ہمدردی کے پیش نظر اس مسئلہ میں بہر حال اعلان کرنے کے جواز کی گنجائش ہے۔ گوا کثر علماء اس کی اجازت نہیں دیتے۔

(المعجم ۲۲) - بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الْبِرَاقِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۲۲) باب: ۲۲- مسجد میں تھوکنے کی کراہت

۴۷۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: سَيِّدُ الْأَنْسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْهُ عَنْ مَرْدِيٍّ

۴۷۳- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن نشد الضالة في المسجد... الخ، ح: ۵۶۸ من حديث حيو بن شريح به.

۴۷۴- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب كفارة البراق في المسجد، ح: ۴۱۵، ومسلم، المساجد، باب

نبی ﷺ نے فرمایا: ”مسجد میں تھوکنہ غلطی ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے چھپا دے۔“

حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ وَأَبَانٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «التَّكْلُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُوَارِيَهُ».

۴۷۵- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسجد میں تھوکنہ خطا ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کر دینا ہے۔“

۴۷۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْبِرْزَاقَ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا».

☀ فائدہ: ظاہر ہے کہ یہ حکم ان مساجد سے متعلق ہے جن کا فرش کچا ہو۔ اگر پختہ فرش پر یہ تقصیر ہو تو ضروری ہے کہ اسے اچھی طرح سے پونچھ دیا جائے یا دھو دیا جائے۔

۴۷۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھنکار مسجد میں (ڈالنا گناہ ہے)۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کے مانند بیان کیا۔

۴۷۶- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «النُّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ» فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۴۷۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس مسجد میں داخل ہو اور اس میں تھوک دے یا بلغم گرائے تو چاہیے کہ جگہ کھود کر اسے دفن کر دے۔ اگر ایسے نہ کرے تو اپنے کپڑے میں تھوکے اور پھر اسے باہر لے جائے۔“

۴۷۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مَوْدُودٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حَدَرٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ دَخَلَ هَذَا الْمَسْجِدَ فَبَزَقَ فِيهِ أَوْ تَنَحَّمَ فَلْيُخْفِرْ وَلْيَذْفِئْهُ، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيَبْرِزْ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ لِيُخْرِجْ بِهِ».

«النهى عن البصاق في المسجد في الصلوة وغيرها... الخ، ح: ۵۵۲ من حديث شعبة به.

۴۷۵- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد... الخ، ح: ۵۵۲ من حديث أبي عوانة به.

۴۷۶- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۰۹/۳ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، والحديث السابق شاهد له، وللحديث طرق أخرى عند أحمد: ۲۷۷/۳، وعبد الرزاق، ح: ۱۶۹۷ وغيرهما.

۴۷۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۶۰/۲ من حديث أبي مودود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۳۱۰.

۴۷۸- حضرت طارق بن عبد اللہ مخاریجیؓ کہتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی نماز کے لیے کھڑا ہو..... یا فرمایا..... تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے آگے یا دائیں جانب ہرگز نہ تھو کے۔ لیکن بائیں جانب اگر خالی ہو تو تھوک سکتا ہے یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے اور پھر اسے مسل ڈالے۔“

۴۷۸- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي

الْأَخْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ الرَّجُلُ إِلَى الصَّلَاةِ، أَوْ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَنْزُقَنَّ أَمَامَهُ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلَكِنْ عَنْ تَلْقَاءِ يَسَارِهِ إِنْ كَانَ فَارِغًا، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى، ثُمَّ لِيَقُلْ بِهِ».

۴۷۹- حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک دن

رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ نے قبلہ رخ کی دیوار پر دیکھا کہ اس پر بلغم لگا ہوا ہے تو آپ لوگوں پر ناراض ہوئے۔ پھر اسے کھرچ ڈالا۔ حضرت عبد اللہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ پھر آپ نے زعفران منگوا یا اور اس پر لگایا اور فرمانے لگے: ”جب تم نماز پڑھتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے ہوتا ہے لہذا کوئی شخص اپنے سامنے نہ تھو کے۔“

۴۷۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ:

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمًا إِذْ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَتَغَيَّظَ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ حَكَّهَا قَالَ: وَأَخْبِيئُهَا قَالَ: فَدَعَا بَزْغَرَانَ فَلَطَخَهُ بِهِ، وَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَبْلَ وَجْهِ أَحَدِكُمْ إِذَا صَلَّى، فَلَا يَنْزُقُ بَيْنَ يَدَيْهِ».

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو اسماعیل اور

عبدالوارث نے ایوب سے انہوں نے نافع سے اور مالک، عبید اللہ اور موسیٰ بن عقبہ (تینوں) نے نافع سے حماد کی مانند روایت کیا ہے مگر انہوں نے ”زعفران“ کا ذکر نہیں

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ وَعَبْدُ

الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ - وَمَالِكٍ وَعُبَيْدِ اللَّهِ وَمُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ - نَحْوَ حَمَّادٍ، إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرُوا الزَّعْفَرَانَ.

۴۷۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية البزاق في المسجد، ح: (۵۷۱)، والنسائي، ح: ۷۲۷، وابن ماجه، ح: ۱۰۲۱ من حديث منصور به، وقال الترمذي: 'حسن صحيح'.

۴۷۹- تخریج: أخرجه البخاري، العمل في الصلوة، باب ما يجوز من البصاق والتفخ في الصلوة، ح: ۱۲۱۳ من حديث حماد به، ومسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد... الخ، ح: ۵۴۷ من حديث أيوب السخيتاني به.

کیا۔ لیکن اس کو معمر نے ابوب سے روایت کیا تو ”زعفران“ کا ذکر کیا ہے۔ اور یحییٰ بن سلیم نے عبید اللہ سے انہوں نے نافع سے روایت کیا تو اس نے [خَلْقُ] یعنی ”خوشبو“ کا ذکر کیا۔

وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَبِي يُوْبَ وَأَثْبَتَ الزَّعْفَرَانُ فِيهِ . وَذَكَرَ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ نَافِعٍ : الْخَلْقُ .

۴۸۰- جناب عیاض بن عبد اللہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو کھجور کے خوشے کی شاخ پسند تھی اور ہمیشہ کوئی نہ کوئی شاخ آپ کے دست مبارک میں رہتی تھی۔ (ایک بار) آپ مسجد میں داخل ہوئے اور قبلہ کی دیوار پر دیکھا کہ اس پر بلغم لگا ہے تو آپ نے اسے کھرچ ڈالا اور پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ غصے میں تھے۔ فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اس کے چہرے پر تھوکا جائے؟ تم میں سے جب کوئی شخص قبلہ رخ ہوتا ہے تو اپنے رب عزوجل کی طرف رخ کرتا ہے اور فرشتہ اس کی دائیں جانب ہوتا ہے لہذا کوئی اپنے دائیں جانب یا قبلہ رخ نہ تھو کے۔ اگر تھوکتا ہی ہو تو اپنی بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھو کے۔ اگر جلدی ہو تو ایسے کر لے۔“ پھر ابن عجلان نے کر کے دکھلایا کہ اپنے کپڑے میں تھوک لے اور اس کو آپس میں مسل دے۔

۴۸۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَرَبِيِّ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ، عَنْ عِيَاذِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُحِبُّ الْعَرَاجِينَ وَلَا يَزَالُ فِي يَدِهِ مِنْهَا، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ مُغَضَّبًا فَقَالَ: «أَيْسَرُ أَحَدُكُمْ أَنْ يُبْصَقَ فِي وَجْهِهِ، إِنْ أَحَدَكُمْ إِذَا اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَإِنَّمَا يَسْتَقْبِلُ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَالْمَلَكُ عَنْ يَمِينِهِ، فَلَا يَنْفُلُ عَنْ يَمِينِهِ وَلَا فِي قِبْلَتِهِ، وَلْيُبْصَقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ، فَإِنْ عَجَلَ بِهِ أَمْرٌ فَلْيَقُلْ هَكَذَا» - وَوَصَفَ لَنَا ابْنُ عَجَلَانَ ذَلِكَ - أَنْ يَنْفُلَ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ يَرُدُّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ. ﴿٤٨٠﴾

۴۸۵- جناب عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت

نے کہا ہم حضرت جابر یعنی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ہاں

۴۸۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ السَّجِسْتَانِيُّ وَهَشَامُ بْنُ عَبَّادٍ وَسَلْيَمَانُ بْنُ

۴۸۰- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۹/۳، ۲۴ من حديث خالد بن الحارث به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، والحاكم على شرط مسلم: ۲۵۷/۱، ووافقه الذهبي * ابن عجلان صرح بالسماع وللحديث طرق.

۴۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الزهد، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، ح: ۳۰۰۸ من حديث حاتم بن إسماعيل به.

﴿ حدیث (481) اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ ﴾

عَبْدُ الرَّحْمَنِ الدَّمَشْقِيُّ بِهَذَا الْحَدِيثِ -
وَهَذَا لَفْظُ يَحْيَى بْنِ الْفَضْلِ السَّجِسْتَانِيِّ -
قَالُوا: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا
يَعْقُوبُ بْنُ مُجَاهِدٍ أَبُو حَزْرَةَ، عَنْ عِبَادَةَ بْنِ
الْوَلِيدِ بْنِ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرًا
يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ، وَهُوَ فِي مَسْجِدِهِ فَقَالَ:
أَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَسْجِدِنَا هَذَا، وَفِي
يَدِهِ عُرْجُونُ ابْنِ طَابٍ، فَتَنَظَّرَ أَرَأَى فِي قِبْلَةِ
الْمَسْجِدِ نُخَامَةً، فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا فَحَتَّتَهَا
بِالْعُرْجُونِ ثُمَّ قَالَ: «أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يُعْرِضَ
اللَّهُ عَنْهُ بَوَجه»، ثُمَّ قَالَ: «إِنْ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ
يُصَلِّي فَإِنَّ اللَّهَ قَبَلَ وَجْهَهُ، فَلَا يَبْصُرَنَّ قَبْلَ
وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَبْصُرْ عَنْ يَسَارِهِ تَحْتَ
رِجْلِهِ الْيُسْرَى، فَإِنْ عَجَلَتْ بِهِ بَادِرَةٌ فَلْيَقُلْ
بِتَوْبِهِ هَكَذَا»، وَوَضَعَهُ عَلَى فِيهِ ثُمَّ دَلَّكَهُ ثُمَّ
قَالَ: «أُرُونِي عَيْبَرًا»، فَقَامَ فَتَى مِنَ الْحَيِّ
يَسْتَدُّ إِلَى أَهْلِهِ، فَجَاءَ بِخَلْقٍ فِي رَاحَتِهِ،
فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَهُ عَلَى رَأْسِ
الْعُرْجُونِ ثُمَّ لَطَخَ بِهِ عَلَى أَثَرِ النُّخَامَةِ.

قَالَ جَابِرٌ: فَمِنْ هُنَاكَ جَعَلْتُمُ
الْخَلْقَ فِي مَسَاجِدِكُمْ. ﴿٤٨١﴾

☀️ فائدہ: تھوک، بلغم یا ناک کی آلائش نجس نہیں ہیں، کپڑے میں لگ جائیں تو کپڑا پاک رہتا ہے مگر نظافت کے
بالکل خلاف ہے۔ مسجد اور دیگر محترم مقامات اور اشیاء کا انتہائی ادب و اعزاز رکھنا واجب ہے۔

۴۸۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: ۴۸۱- حضرت ابوسہلہ سائب بن خلاد سے روایت

۴۸۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵۶/۴ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن حبان، ح: ۳۳۴.

﴿ یہ حدیث اصل بخاری ترمذی کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔ ﴾

ہے احمد (بن صالح) امام ابو داؤد کے استاد) کہتے ہیں کہ وہ (سائب) ایک صحابی ہیں۔ ان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی قوم کی امامت کرائی اور اس نے قبلے کی جانب تھوک دیا جب کہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے (اس کی قوم سے) فرمایا: ”(آئیدہ) یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے۔“ اس کے بعد اس نے انہیں نماز پڑھانا چاہی تو انہوں نے اس کو روک دیا اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنایا۔ تو اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: ”تم نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ الْجَذَامِيِّ، عَنْ صَالِحِ ابْنِ خَيْثَانَ، عَنْ أَبِي سَهْلَةَ السَّائِبِ بْنِ خَلَادٍ - قَالَ أَحْمَدُ: مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؛ - أَنَّ رَجُلًا أَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ فَرَّغَ: «لَا يُصَلِّي لَكُمْ»، فَأَرَادَ بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ، فَمَنَعُوهُ وَأَخْبَرُوهُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «نَعَمْ»، وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّكَ أَذَيْتَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ».

فائدہ: اس تو بخ پر قیاس کرتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ شریعت میں بیان کردہ آداب و حدود کی خلاف ورزی اللہ اور اللہ کے رسول کو ایذا دیتا ہے۔

۴۸۲- جناب مطرف اپنے والد (حضرت عبداللہ بن خثیمہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکا۔

۴۸۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَبَزَقَ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى.

فائدہ: تھوک، بلغم اور ناک آنے سے نماز باطل نہیں ہوتی اور کچی زمین میں آدمی اپنے بائیں پاؤں سے مسل دے۔

۴۸۳- جناب ابو العلاء نے اپنے والد سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور اضافہ کیا کہ پھر اسے اپنے جوتے سے مسل دیا۔

۴۸۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ بِمَعْنَاهُ، زَادَ: ثُمَّ دَلَكَهُ بِتَغْلِيهِ.

۴۸۲ - تخریج: أخرجه مسلم، انظر الحديث الآتي.

۴۸۳ - تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد . . . الخ، ح: ۵۵۴ من حديث يزيد بن زريع به.

۴۸۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: رَأَيْتُ وَإِلَّاهُ بْنُ الْأَسْفَعِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ بَصَقَ عَلَى الْبُورِيِّ ثُمَّ مَسَحَهُ بِرِجْلِهِ، فَقِيلَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ: لِأَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُهُ. ①

۲۸۲۔ جناب ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت وائلہ بن اسحق رضی اللہ عنہ کو دمشق کی مسجد میں دیکھا کہ انہوں نے چٹائی پر تھوکا اور پھر اسے پاؤں سے مسل دیا، تو انہیں کہا گیا کہ آپ نے ایسے کیوں کیا؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

(المعجم ۲۳) - باب مَا جَاءَ فِي الْمُشْرِكِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ (التحفة ۲۳)

باب: ۲۳۔ کسی مشرک کا مسجد میں داخل ہونا

۴۸۶۔ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَادٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاحَهُ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَّكِيٌّ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ، فَقُلْنَا لَهُ: هَذَا الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِيُّ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «قَدْ أَجَبْتُكَ»، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي سَأَلْتُكَ، وَسَأَقُ الْحَدِيثَ.

۲۸۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا وہ اونٹ پر تھا، اس نے اونٹ کو مسجد (کے احاطے) میں بٹھایا، پھر اسے باندھا، پھر کہا: تم میں سے ”محمد“ کون ہے؟ جب کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کے درمیان ٹیک لگائے بیٹھے تھے، ہم نے کہا کہ یہ جو گورا چٹا شخص ٹیک لگائے ہوئے ہے (یہی محمد ﷺ ہیں) تو اس آدمی نے آپ سے کہا: اے ابن عبدالمطلب! آپ نے اسے فرمایا: ”جواب دے رہا ہوں۔“ اس نے کہا: اے محمد! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں..... اور حدیث بیان کی۔

🌞 توضیح و فوائد: ① صحیح بخاری میں یہ روایت مفصل آئی ہے۔ اس نے کہا: میرے پوچھنے میں کچھ کڑنگی ہو تو محسوس نہ فرمائیے گا۔ آپ نے فرمایا: ”پوچھو کیا پوچھتے ہو؟“ اس نے کہا: میں تمہیں تمہارے اور تم سے پہلوں کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں“

۴۸۴۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۹۰/۳ من حديث الفرّج بن فضالة به، وهو ضعيف (تقریب) ضعفه الجمهور، وشيخه مجهول.

۴۸۶۔ تخریج: أخرجه البخاري، العلم، باب ماجاء في العلم، ح: ۶۳ من حديث الليث بن سعد به مطولاً.

① حدیث (485) صفحہ (393) پر گزری ہے۔

بلاشبہ۔“ کہنے لگا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے تمہیں دن اور رات میں پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں بلاشبہ۔“ کہنے لگا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے تمہیں ہر سال اس مہینے کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں بلاشبہ۔“ کہنے لگا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ ہمارے اغنیاء سے آپ یہ صدقات لیں اور ہمارے فقراء میں بانٹ دیں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں بلاشبہ۔“ تو اس نے کہا: میں ایمان لاتا ہوں ان باتوں پر جو آپ لے کر آئے ہیں اور میں اپنے پیچھے اپنی قوم کا نمائندہ ہوں۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور قبیلہ بنی سعد بن بکر سے تعلق رکھتا ہوں۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۶۳) ① اس حدیث سے اور دیگر درج ذیل احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلم یہود، نصاریٰ، ہندو یا مجوسی وغیرہ کوئی بھی ہوں کسی بھی معقول ضرورت سے مسجدوں میں آ سکتے ہیں۔ البتہ قرآن مجید کی آیت کریمہ: ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا﴾ (توبہ: ۲۸) ”مشرکین نجس ہیں، تو اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں۔“ اس سے مراد ان کی معنوی نجاست ہے یعنی ان کا عقیدہ نجس ہے اور اس آیت میں مسلمانوں کو تعلیم ہے کہ اب تک بیت اللہ پر کفار کا جو تسلط تھا اسے توڑ دیا گیا ہے، تو آئندہ کے لیے یہ لوگ اپنے کفریہ شعائر کے ساتھ یا ان کے اظہار کے لیے یہاں نہ آنے پائیں۔ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ بیت اللہ کی ظاہری و معنوی طہارت و حفاظت کا اہتمام کریں۔

۴۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ نُوَيْعٍ عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثْتُ بَنُو سَعْدِ بْنِ بَكْرِ ضِمَامَ بْنَ ثَعْلَبَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَدِمَ عَلَيْهِ، فَأَتَانَا بِبَعِيرَةٍ، عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ عَقَلَهُ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، قَالَ: فَقَالَ: أَيُّكُمْ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ»، قَالَ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَسَاقِ الْحَدِيثَ.

۴۸۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا، تو وہ آپ کے پاس آیا۔ اس نے آکر اپنا اونٹ دروازے کے پاس بٹھایا، پھر اسے باندھا اور مسجد کے اندر آ گیا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔ اس نے کہا: تم میں سے ابن عبد المطلب کون ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ابن عبد المطلب ہوں۔“ اس نے کہا: اے ابن عبد المطلب! اور حدیث بیان کی۔

۴۸۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ۶۵۸ من حديث سلمة به، وصححه الحاكم ۳/ ۵۵، ۵۴، ووافقه الذهبي.

۴۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ عَنْ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ مَرْزُوقَةٍ، وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: الْيَهُودُ أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي أَصْحَابِهِ، فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ فِي رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَيْنًا مِنْهُمْ.

۳۸۸- قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی نے جب کہ ہم سعید بن مسیب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ہمیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ (کچھ) یہودی نبی ﷺ کی خدمت میں آئے جب کہ آپ مسجد میں اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے، انہوں نے آکر کہا: اے ابوالقاسم! اور ان کے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا تھا اس کے بارے میں دریافت کیا۔

🌞 فائدہ: اگرچہ یہ روایت سناضعیف ہے تاہم اصل واقعہ صحیحین میں موجود ہے۔ اور یہ حدیث کتاب الحدود میں بھی مفصل آئی ہے۔ (سنن ابی داود، حدیث: ۴۳۵۰) اس سے معلوم ہوا کہ ہم ضرورت کے تحت یہودی مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں۔

(المعجم ۲۴) - بَابُ: فِي الْمَوَاضِعِ
الَّتِي لَا تَجُوزُ فِيهَا الصَّلَاةُ (التحفة ۲۴)

باب: ۲۴- وہ مقامات جہاں نماز جائز نہیں

۴۸۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا».

۳۸۹- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زمین میرے لیے پاک کرنے والی بنائی گئی ہے اور جائے سجدہ بھی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ امت محمدیہ کی خصوصیت ہے کہ ہم بالعموم ہر جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں، سوائے چند مخصوص مقامات کے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے جبکہ دیگر امتوں کے لیے پابندی تھی کہ اپنے مخصوص عبادت خانوں ہی میں نماز ادا کریں۔ ② پاک مٹی اور اس کی تمام اجناس سے تیمم جائز ہے۔

۴۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴۴۴/۲ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۱۳۳۳۰ * رجل من مزينة لم أعرفه، وأصل الحديث متفق عليه، انظر تفسير ابن كثير: ۶۰/۲.

۴۸۹- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۴۵/۵ من حديث الأعمش به، مطولاً، وصححه ابن حبان، ح: ۲۰۰، وله شواهد عند البخاري: ۴۳۶/۱، ومسلم، ح: ۵۲۱ وغيرهما.

۴۹۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: ۳۹۰- جناب ابوصالح غفاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بابل سے گزر کر جارہے تھے تو مؤذن ان کے پاس آیا اور انہیں نماز عصر کی اطلاع دی مگر جب وہ اس سے باہر نکل گئے تو انہوں نے مؤذن کو حکم دیا اور اس نے نماز کی اقامت کہی جب فارغ ہوئے تو فرمانے لگے: میرے حبیب رضی اللہ عنہ نے مجھے قبرستان اور سرزمین بابل میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ ملعون ہے۔

۴۹۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ لَهْيَعَةَ وَيَحْيَى بْنُ أَزْهَرَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ الْمُرَادِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْغَفَارِيِّ: أَنَّ عَلِيًّا مَرَّ بِبَابِلَ وَهُوَ يَسِيرُ، فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ يُؤَذِّنُهُ بِصَلَاةِ الْعَصْرِ، فَلَمَّا بَرَزَ مِنْهَا أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: إِنَّ جَبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهَانِي أَنْ أَصَلِّيَ فِي الْمَقْبَرَةِ، وَنَهَانِي أَنْ أَصَلِّيَ فِي أَرْضِ بَابِلَ فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ.

🌞 **ملاحظہ:** یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ امام خطابی فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی بھی عالم نے ارض بابل میں نماز کو حرام کہا ہو جبکہ صحیح حدیث میں ہے: ”تمام روئے زمین میرے لیے مسجد اور مطہر بنا دی گئی ہے۔“ البتہ امام بخاری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قول تعلیقاً (بغیر سند کے) نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارض بابل میں نماز پڑھنے کو ناپسند کیا ہے۔ (صحیح بخاری، الصلاة، باب: ۵۳، باب الصلاة فی مواضع الخسف والعذاب) اس باب میں یہ مرفوع حدیث امام بخاری نے نقل کی ہے۔ ”تم ان عذاب یافتہ لوگوں پر داخل نہ ہو الا یہ کہ روئے ہوئے اگر تم روئے والے نہ ہو تو پھر ان پر داخل نہ ہو.....“ اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ اس قسم کی جگہوں پر نماز پڑھنے سے گریز کرنا چاہیے۔

۴۹۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَزْهَرَ وَابْنُ لَهْيَعَةَ عَنْ الْحَجَّاجِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْغَفَارِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ بِمَعْنَى سُلَيْمَانَ ابْنِ دَاوُدَ قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ مَكَانَ فَلَمَّا بَرَزَ.

۴۹۱- ابوصالح غفاری حضرت علی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمان بن داؤد کی حدیث کے ہم معنی مروی ہے (جو اوپر ذکر ہوئی ہے) مگر اس میں [فَلَمَّا بَرَزَا] کی بجائے [فَلَمَّا خَرَجَا] کے لفظ بیان کیے ہیں۔ (معنی دونوں کے ایک ہیں)۔

۴۹۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴۵۱/۲ من حديث أبي داود به * رواية أبي صالح الغفاري عن علي مرسله كما قال ابن يونس المصري، راجع التهذيب لمزيد التحقيق.

۴۹۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴۵۱/۲ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۴۹۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ۴۹۲- حضرت ابوسعید (خدری) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
 حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح. وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:..... اور موسیٰ (بن اسماعیل) نے
 عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، اپنی روایت میں کہا:..... عمرو (بن یحییٰ) کا خیال ہے کہ
 عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: نبی ﷺ نے فرمایا: ”زمین ساری کی ساری مسجد ہے
 وَقَالَ مُوسَى فِي حَدِيثِهِ - فِيمَا يَخْسِبُ عَمْرُو - سوائے حمام اور مقبرہ کے۔“
 - إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ
 إِلَّا الْحَمَامَ وَالْمَقْبَرَةَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ سندوں میں سے روایت مسدّد "یعنی طور" پر مرفوع ہے مگر عمرو بن یحییٰ کی روایت میں
 "گمان" ہے یقین نہیں۔ محدثین کرام فرامین رسول کے نقل کرنے میں بہت ہی حساس اور محتاط واقع ہوئے تھے، ﷺ
 ② قاضی ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں کہ وہ مقامات جہاں نماز نہیں پڑھی جاتی تیرہ ہیں: ① کوڑے کرکٹ کا ڈھیر ②
 ذبح خانہ ③ مقبرہ ④ راستے کے درمیان ⑤ حمام ⑥ اونٹوں کا ہاڑا ⑦ بیت اللہ کی چھت ⑧ قبرستان کے رخ پر ⑨ بیت
 الخلاء کی دیوار کی طرف، جب کہ اس پر نجاست لگی ہو ⑩ یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت خانے ⑪ بتوں اور
 تصویروں کی طرف ذبح کر کے ⑫ مقام عذاب اور عراقی نے حرید اضافہ کیا کہ ⑬ غصب شدہ زمین پر ⑭ مسجد ضرار ⑮
 اور وہ جگہ جہاں تنور سامنے ہو۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الأوطار: باب المواضع المنہی عنها والمأذون
 فیہا للصلوة: ۵۵/۲)

(المعجم ۲۵) - باب النهي عن الصلوة
 فی مَبَارِكِ الْإِبِلِ (التحفة ۲۵)
 باب: ۲۵- اونٹوں کے ہاڑوں میں نماز پڑھنے کی ممانعت

۴۹۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۴۹۳- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے
 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اونٹوں کے ہاڑوں میں نماز
 عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيِّ، عَنْ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”ان میں نماز نہ
 عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ پڑھا کرو بلاشبہ یہ شیاطین میں سے ہیں۔“ اور بکریوں
 عَازِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ الصَّلَاةِ کے ہاڑوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ”ان میں نماز

۴۹۲- [تخریج: (إسناده صحيح)] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب المواضع التي تترك فيها الصلوة، ح: ۷۴۵ من
 حديث عمرو بن يحيى به، وعلقه الترمذي، ح: ۳۱۷، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۹۱، وابن حبان،
 ح: ۳۳۸، ۳۳۹، والحاكم على شرط الشيخين: ۲۵۱/۱، ووافقه الذهبي.
 ۴۹۳- [تخریج: (إسناده صحيح)] تقدم، ح: ۱۸۴ أخرجه البيهقي ۴۴۹/۲ من حديث أبي داود به.

۲- کتاب الصلاة

بچے کو نماز کا حکم دینے کے احکام و مسائل

فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ، فَقَالَ: «لَا تُصَلُّوا فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ فَإِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِينِ»، وَسُئِلَ عَنْ الصَّلَاةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، فَقَالَ: «صَلُّوا فِيهَا فَإِنَّهَا بَرَكَةٌ».

پڑھ لیا کرو بلاشبہ یہ بابرکت ہوتی ہیں۔“

🌞 فائدہ: یہ حکم اونٹوں کے باڑے سے متعلق ہے جہاں انہیں رات کو باندھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جگہ میں جہاں ایک دواونٹ ہوں وہاں جائز ہے بلکہ اسے سترہ بھی بنایا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۲۶) - بَابٌ: مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ
باب: ۲۶- بچے کو کس عمر میں نماز کا حکم دیا جائے؟
بِالصَّلَاةِ (التحفة ۲۶)

۴۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى يَعْنِي ابْنَ الطَّبَّاعِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ، وَإِذَا بَلَغَ عَشَرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا».

۴۹۴- عبد الملك بن ربیع بن سبرہ عن ابیہ عن جدہ (حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو اور جب دس سال کا ہو جائے (اور نہ پڑھے) تو اسے مارو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حکم کا تعلق بچے اور بچی دونوں سے ہے اور مقصد یہ ہے کہ شعور کی عمر کو پہنچتے ہی شریعت کے ادا و نواہی اور دیگر آداب کی تلقین و مشق کا عمل شروع ہو جانا چاہیے تاکہ بلوغت کو پہنچتے پہنچتے اس کے خوب عادی ہو جائیں۔ ② اسلام میں جسمانی سزا کا تصور موجود ہے مگر بے تکا نہیں ہے۔ پہلے تین سال تک تو ایک طرح سے والدین کا امتحان ہے کہ زبانی تلقین سے کام لیں اور خود عملی نمونہ پیش کریں۔ اس کے بعد سزا بھی دیں مگر ایسی جو فحش نہ کرے اور چہرے پر بھی نہ مارا جائے۔ کیونکہ چہرے پر مارنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابن داود، حدیث: ۴۴۹۳)

۴۹۵- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ يَعْنِي جَنَابَ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ابْنِ أَبِيهِ (شُعَيْب)

۴۹۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء متى يؤمر الصبي بالصلوة، ح: ۴۰۷ من حديث عبد الملك بن الربيع به، وقال: "حسن صحيح" وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۰۲، والحاكم على شرط مسلم: ۲۰۱/۱، ووافقه الذهبي.

۴۹۵- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/۱۸۰، ۱۸۲ من حديث سوار أبي حمزة به، وسنده حسن، والحديث السابق شاهد له.

۲۔ کتاب الصَّلَاة

الْيَشْكُرِيَّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ سَوَّارِ أَبِي حَمْزَةَ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ سَوَّارُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو حَمْزَةَ الْمُزَنِيُّ الصَّيْرَفِيُّ - عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ».

سے اور وہ (شعیب) اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں (اور نہ پڑھیں) تو انہیں اس پر مارو اور ان کے بستر جدا کر دو۔“

🌞 فوائد و مسائل: اس حدیث سے کئی اہم مسائل معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ جب بچے دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے بستر الگ الگ کر دیے جائیں۔ چاہے وہ حقیقی بھائی ہوں یا بہنیں یا بھائی بہن ملے جلے۔ اس حکم شریعت کی حکمت..... واللہ اعلم..... یہ ہو سکتی ہے کہ شعور کی ابتدائی عمر ہی سے بچوں کو ایسی مجلس و محفل سے دور کر دیا جائے جس سے ان کے خیالات اور عادات و اطوار کے بگڑنے اور پراگندہ ہونے کا خطرہ ہو۔ گویا کہ یہ نبوی حکم منکرات کے اثرات سے بچنے اور اولاد کو بچانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ نیز اس حدیث سے نماز کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ نماز کے سوا دوسرا کوئی شرعی عمل ایسا نہیں ہے کہ جس کے بارے میں یہ حکم ہو کہ سات سال کی عمر کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اس کے کرنے کی تلقین و تاکید کی جائے اور دس سال کی عمر کو پہنچ کر نہ کرنے کی صورت میں مارا پیٹا جائے۔ نماز نہ پڑھنے والے شخص کے بارے میں متقدمین اسلاف اہل علم کے اقوال درج ذیل ہیں: امام مالک اور امام شافعی رحمہما کہتے ہیں کہ «يُقْتَلُ تَارِكُ الصَّلَاةِ» یعنی تارکِ صلاۃ کو قتل کر دیا جائے۔ مکحول، حماد بن یزید اور وکیع بن جراح کہتے ہیں: ”اس سے توبہ کرائی جائے“ اگر وہ توبہ کر لے تو درست ورنہ قتل کر دیا جائے۔“ امام زہری کہتے ہیں: ”وہ فاسق ہے اس کو سخت سزا دے کر جیل میں ڈال دیا جائے۔“ ابراہیم نخعی، ایوب سختیانی، عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ رحمہم اعلیٰ کی ایک جماعت کا قول یہ ہے: ”جو شخص شرعی عذر کے بغیر نماز نہیں پڑھتا، حتیٰ کہ نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے۔“ (عون المعبود: ۱۱۵/۲ طبع جدید)

۴۹۶ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ سَوَّارٍ الْمُزَنِيُّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَرَأَدَ: «وَلِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ

۳۹۶ - داود بن سوار مزنی نے مذکورہ سند سے اسی کے ہم معنی بیان کیا اور اس میں اضافہ کیا: ”اور جب تم میں سے کوئی اپنی کسی لونڈی کی اپنے غلام سے یا نوکر سے

۲- کتاب الصلاة اذان اور اقامت کے احکام ومسائل

خَادِمُهُ عَبْدُهُ أَوْ أَحْبَبَهُ، فَلَا يَنْتَظِرُ إِلَى مَا شَادَى كَرَدَے تو (اب) اس کی ناف سے گھٹنوں کے دُونَ الشَّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ. مابین کی طرف نہ دیکھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَمَّ وَكَبِعَ فِي اسْمِهِ، امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں وکعب کو شیخ کے نام میں وہم وَرَوَى عَنْهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ هَذَا ہوا ہے (درحقیقت سوار بن داود ہے) ابو داود طلیسی نے الْحَدِيثُ فَقَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَمْرَةَ سَوَّارُ الصَّيْرَفِيُّ. یہ حدیث روایت کی ہے تو اس کا نام ابو حمزہ سوار صیرفی ذکر کیا ہے۔

فائدہ: بچوں کو بستروں میں اختلاط سے بچانے کا اہتمام کرنے کے علاوہ بڑوں کو بھی صغنی معاملات میں انتہائی محتاط رویہ اپنانا چاہیے۔ لوٹری بلاشبہ اپنی زرخیز اور ملکیت ہے مگر جب اس کی عصمت عقد شرعی سے دوسرے کے حوالے کر دی تو اب مالک کو بھی اس کی طرف ایسی نظر اٹھانی منع ہے۔

۴۹۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ حُصَيْنٍ الْجُهَنِيُّ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ لَامْرَأَتِهِ: مَتَى يُصَلِّي الصَّبِيُّ؟ فَقَالَتْ: كَانَ رَجُلٌ مَنَّا يَذْكُرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: «إِذَا عَرَفَ يَمِينَهُ مِنْ شِمَالِهِ فَمَرَّوهُ بِالصَّلَاةِ». ۴۹۷- معاذ بن عبد اللہ بن ضعیب جہنی سے مروی ہے (ہشام بن سعد نے کہا کہ) ہم معاذ بن عبد اللہ کے ہاں گئے تو انہوں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ بچہ کب نماز پڑھے؟ تو اس نے بتایا کہ ہمارے ہاں ایک صاحب تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”جب وہ دائیں بائیں کا فرق سمجھنے لگے تو اسے نماز کا حکم دو۔“

فائدہ: سات سال کی عمر میں بچے کے شعور میں مناسب پختگی آ جاتی ہے۔ نماز کے معاملے میں اس پر اس سے پہلے ہی محنت شروع کر دینی چاہیے۔

(المعجم ۲۷) - باب بَدْءِ الْأَذَانِ باب: ۲۷- اذان کی ابتدا (التحفة ۲۷)

فائدہ: ”اذان“ بمعنی اطلاع و اعلان۔ یعنی مخصوص کلمات کے ساتھ لوگوں کو نماز کے وقت کی اطلاع دینا۔ بلند

۴۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۸۴/۳ من حديث عبد الله بن وهب به، وسنده ضعيف * امرأة مجهولة، والرجل لم أعرفه، وللحديث طريق شاذ عند الطبراني في الصغير: ۹۹/۱.

آواز سے اذان کہنا اسلام کے خاص شعائر (علامات) میں سے ہے۔ فقہاء نے اسے واجب کہا ہے اور بعض مستحب ہونے کے قائل ہیں۔ اس کے الفاظ میں اللہ عزوجل کی توحید و کبریائی، رسول کی رسالت کے اظہار و اعلان کے ساتھ ساتھ رب تعالیٰ کی اجتماعی بندگی کی دعوت ہوتی ہے اور یہ کہ دنیا و آخرت کی فلاح کا یہی ایک حقیقی راستہ ہے۔ اذان کے الفاظ معانی اور آہنگ مسلمانوں کو دنیا کی تمام ملتوں سے ہر اعتبار سے ممتاز کرتے ہیں۔

۴۹۸- جناب ابوعمیر بن انس اپنے ایک انصاری چچا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ فکر مند ہوئے کہ کس طرح لوگوں کو نماز کے لیے (بروقت) جمع کیا جائے تو آپ سے کہا گیا کہ نماز کے وقت جھنڈا بلند کر دیا کریں۔ لوگ جب اسے دیکھیں گے تو ایک دوسرے کو خبر کر دیا کریں گے مگر آپ کو یہ رائے پسند نہ آئی۔ پھر زنگھے کا ذکر کیا گیا جیسے کہ یہود کا ہوتا ہے۔ یہ رائے بھی آپ کو پسند نہ آئی اور فرمایا: ”یہ یہودیوں کا عمل ہے۔“ پھر آپ سے ناقوس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ نصاریٰ کا عمل ہے۔“ چنانچہ عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ مجلس سے لوٹے تو وہ اسی فکر میں غلطاں تھے جس میں کہ رسول اللہ ﷺ تھے، تو انہیں خواب میں اذان بتائی گئی۔ چنانچہ وہ صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپ کو خبر دی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں سونے جا گئے کی کیفیت میں تھا کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور مجھے اذان بتا گیا۔ (راوی نے کہا کہ) حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ان سے پہلے یہ اذان خواب میں دیکھ چکے تھے مگر بیس دن تک خاموش رہے۔ پھر انہوں نے نبی ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ”ہمیں خبر دینے

۴۹۸- حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى الْخُثَلِيُّ وَزَيْدُ بْنُ أَيُّوبَ - وَحَدِيثُ عَبَّادٍ أَتَمُّ - قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ قَالَ: قَالَ زَيْدٌ: أَتَبْنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ أَبِي عُمَيْرٍ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عُمُومَةٍ لَهُ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: اهْتَمَّ النَّبِيُّ ﷺ لِلصَّلَاةِ كَيْفَ يَجْمَعُ النَّاسَ لَهَا، فَقِيلَ لَهُ: انْصَبْ رَايَةً عِنْدَ حُضُورِ الصَّلَاةِ، فَإِذَا رَأَوْهَا أَذَّنْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ. قَالَ: فَذَكِّرْ لَهُ الْقُنُوعَ - يَغْنِي الشُّبُورَ - وَقَالَ زَيْدٌ: شُبُورُ الْيَهُودِ، فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ وَقَالَ: «هُوَ مِنْ أَمْرِ الْيَهُودِ». قَالَ: فَذَكِّرْ لَهُ النَّاقُوسُ، فَقَالَ: «هُوَ مِنْ أَمْرِ النَّصَارَى». فَانْصَرَفَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ وَهُوَ مُهْتَمٌّ لَهُمْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَرَى الْأَذَانَ فِي مَنَامِهِ. قَالَ: فَعَدَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَبِيتُ نَائِمٌ وَيَقْظَانِ إِذْ أَتَانِي آتٍ فَأَرَانِي الْأَذَانَ. قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَدْ رَأَاهُ قَبْلَ ذَلِكَ، فَكَتَمَهُ

۴۹۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۳۹۰ من حديث أبي داود به، وذكره الحافظ في فتح الباري: ۲/ ۸۱، وصححه إلى أبي عمير بن أنس.

سے تمہیں کس چیز نے روکا تھا؟“ تو انہوں نے کہا کہ عبد اللہ بن زید مجھ سے سبقت لے گئے تھے اس لیے مجھے حیا آئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے بلال! کھڑے ہو جاؤ، دیکھو جو عبد اللہ بن زید تمہیں بتائے وہ کرو۔“ چنانچہ بلال نے اذان دی۔ ابو بکر کہتے ہیں کہ ابو عیسٰی نے مجھے بتایا کہ انصاریوں کا خیال تھا کہ عبد اللہ بن زید اگر ان دنوں بیمار نہ ہوتے تو رسول اللہ ﷺ انہی کو مؤذن مقرر کرتے۔

عِشْرِينَ يَوْمًا. قَالَ: ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخْبِرَنِي؟» فَقَالَ: سَبَقَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ فَاسْتَحْيَيْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا بِلَالُ! قُمْ فَانْظُرْ مَا يَأْمُرُكَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ فَافْعَلْ». قَالَ: فَأَذَّنَ بِلَالٌ. قَالَ أَبُو بَشِيرٍ: فَأَخْبَرَنِي أَبُو عُمَيْرٍ؛ أَنَّ الْأَنْصَارَ تَزْعُمُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ لَوْلَا أَنَّهُ كَانَ يَوْمَئِذٍ مَرِيضًا لَجَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُؤَذِّنًا.

باب: ۲۸- اذان کیسے دی جائے؟

(المعجم ۲۸) - بَابُ: كَيْفَ الْأَذَانُ

(التحفة ۲۸)

۴۹۹- جناب محمد بن عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ناقوس بنانے کا حکم دیا تاکہ اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لیے جمع کیا جائے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس سے ایک آدمی گزر رہا ہے ہاتھ میں ناقوس لیے ہوئے ہے۔ میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا تو ناقوس بیچے گا؟ اس نے کہا: تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا: ہم اس سے لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے۔ وہ کہنے لگا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتا دوں جو اس سے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ اس نے کہا: تم یوں کہا کرو: اَللّٰهُ

۴۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي|عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاقُوسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ لَجَمْعِ الصَّلَاةِ، طَافَ بِي، وَأَنَا نَائِمٌ، رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوسًا فِي يَدِهِ، فَقُلْتُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ! أَتَبِيعُ النَّاقُوسَ؟ قَالَ: وَمَا تَضَعُ بِهِ؟ فَقُلْتُ: نَدْعُو بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ،

۴۹۹- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأذنان، باب بدء الأذان، ح: ۷۰۶ من حديث ابن إسحاق به،

وصححه الترمذي، ح: ۱۸۹، وابن خزيمة، ح: ۳۷۱، وابن حبان، ح: ۲۸۷ وغيرهم.

اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ - اَشْهَدُ اَنْ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ - اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُولُ اللّٰهِ - حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ - حَيَّ عَلَى
الصَّلَاةِ - حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ - حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ -
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ - لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ [اللّٰهُ سُب
سے بڑا ہے۔ اللّٰہ سب سے بڑا ہے۔ اللّٰہ سب سے بڑا
ہے۔ اللّٰہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللّٰہ
کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا کہ اللّٰہ کے سوا
اور کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللّٰہ کے
رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللّٰہ کے رسول
ہیں۔ آؤ نماز کی طرف۔ آؤ نماز کی طرف۔ آؤ کامیابی
کی طرف۔ آؤ کامیابی کی طرف۔ اللّٰہ سب سے بڑا
ہے۔ اللّٰہ سب سے بڑا ہے۔ اللّٰہ کے سوا اور کوئی معبود
نہیں۔“ پھر وہ مجھ سے کچھ پیچھے ہٹ گیا اور کہا جب تم
نماز کے لیے کھڑے ہو تو یوں کہو: [اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ
- اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُولُ اللّٰهِ - حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ - حَيَّ عَلَى
الْفَلَاحِ - قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوَةُ - قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوَةُ
(نماز کھڑی ہو گئی ہے۔ نماز کھڑی ہو گئی ہے۔) اَللّٰهُ
اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ - لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ] جب صبح ہوئی تو
میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ
خواب میں دیکھا تھا آپ کو بتلایا۔ تو آپ نے فرمایا: ”یہ
ان شاء اللہ سچا خواب ہے۔ تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو
جاؤ اور اسے وہ کلمات بتاتے جاؤ جو تم نے دیکھے ہیں۔ وہ
اذان کہے گا کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز والا ہے۔“

اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

الْحَمْدُ».

چنانچہ میں بلال کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور انہیں وہ الفاظ بتاتا گیا اور وہ اذان کہتے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تھے انہوں نے اسے سنا تو (جلدی سے) چادر گھسیٹتے ہوئے آئے، کہنے لگے: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، اے اللہ کے رسول! میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے جیسے کہ اسے دکھایا گیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تعریف اللہ ہی کیلئے ہے۔“

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زہری کی سعید بن مسیب سے اور ان کی عبد اللہ بن زید سے روایت ایسے ہی ہے۔ اس میں ابن اسحاق نے زہری سے یہی الفاظ نقل کیے ہیں: [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] جبکہ معمر اور یونس زہری سے (صرف) [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] روایت کیا ہے۔ انہوں نے دہرا کر ذکر نہیں کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رِوَايَةُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، وَقَالَ فِيهِ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ الزُّهْرِيِّ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ. وَقَالَ مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ فِيهِ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَمْ يُثْنِيَا.

 فوائد و مسائل: ① سچے خوابوں کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ یہ نبوت کا چھایا لیسواں حصہ ہوتے ہیں اور بالعموم انسان کے اعمال و افکار اور خوابوں میں مطابقت ہوا کرتی ہے اور یہ خواب حضرت عبد اللہ بن زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فطری سعادت کی دلیل ہے۔ ② چاہیے کہ مؤذن بلند و شیریں آواز اور عمدہ لہجہ والا ہو۔ ③ بہتر ہے کہ اذان اور اقامت کی جگہیں مختلف ہوں۔ ④ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان میں اذان اور اقامت اکبریٰ ذکر ہوئی ہے۔

۵۰۰- جناب محمد بن عبد الملک بن ابی محذورہ اپنے والد (عبد الملک) سے وہ ان کے (یعنی محمد کے) دادا (حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ) سے راوی ہیں (ابو محذورہ) کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اذان کا طریقہ سکھا دیجیے۔ چنانچہ آپ نے میرے سر کے

۵۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ ابْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَّمْنِي سُنَّةَ الْأَذَانِ. قَالَ: فَمَسَحَ مُقَدِّمَ رَأْسِي. قَالَ: «تَقُولُ: اللَّهُ

۵۰۰- تخریج: [صحیح] أخرجه الطبرانی في الكبير: ۱۷۴/۷ من حديث مسدد به، وسنده ضعيف، وانظر، ح: ۵۰۲ فهو شاهد له.

اگلے حصے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ”یوں کہا کرو: [اَللّٰهُ
اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ] اس میں
تمہاری آواز خوب بلند ہونی چاہیے پھر کہو: [اَشْهَدُ اَنْ
لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ -
اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ - اَشْهَدُ اَنْ
مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ] ان کلمات میں تمہاری آواز
قدرے پست ہو۔ پھر اونچی آواز سے کلمات شہادت
(دوبارہ) کہو: [اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَشْهَدُ اَنْ
لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ -
اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ - حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ -
حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ - حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ - حَيَّ
عَلَى الْفَلَاحِ] اگر فجر کی نماز ہو تو کہو: [الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ
النَّوْمِ - الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ] ”نماز نیند سے بہتر
ہے۔ نماز نیند سے بہتر ہے“ [اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔
لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ۔]

أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ! أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ. تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تَرْفَعُ صَوْتَكَ بِالشَّهَادَةِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. فَإِنْ كَانَ صَلَاةُ الصُّبْحِ قُلْتَ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ.

 فوائد و مسائل: ① حضرت ابو محمد ورہمہ اللہ عنہما کے دوسرے مؤذن ہیں جن کی درخواست پر آپ نے

انہیں اذان سکھائی۔ اور یہ واقعہ غزوہٴ حنین سے واپسی کا ہے۔ ④ اس اذان میں کلمات شہادت کو دہرا کر کہا جاتا ہے تو اسے ترجیع والی اذان کہتے ہیں۔ ⑤ ترجیع والی اذان مسنون ہے اور حضرت ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کو مکہ میں مؤذن مقرر کیا گیا تھا۔ ان کے بعد ان کی اولاد بھی اس منصب پر فائز رہی اور وہ اسی طرح اذان کہتے رہے۔ کچھ لوگوں کا یہ شبہ ہے معنی اور بُدلیل ہے کہ حضرت ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ نے نو مسلم ہونے کی بنا پر شہادت کے کلمات پر اپنی آواز پست رکھی تھی تو آپ نے بلند آواز سے دوبارہ دہرانے کا حکم دیا تھا۔ ⑥ فجر کی اذان میں [الْصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ] کہنا مسنون اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہے۔ ⑦ حضرت بلال اور حضرت ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ دونوں کی اذانوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اذان سے پہلے کوئی کلمات نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ [أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ] یا [بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ] بھی نہیں۔ اسی طرح آخر میں [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کے بعد [مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ] بھی نہیں ہے جیسا کہ بعض سادہ لوح مؤذن کرتے ہیں۔ مبتدعین اور روافض نے کلمات اذان میں بہت کچھ اضافہ کر دیا ہے جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔

۵۰۱۔ جناب عثمان بن سائب اپنے والد (سائب) سے، وہ اور ام عبد الملک بن ابی محذورہ (یعنی زوجہ ابو محذورہ) دونوں حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی ﷺ سے اس خبر کی مانند روایت کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ [الْصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، اَلْصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ] پہلی یعنی صبح کی اذان میں ہے۔

امام ابو داود و ترمذی کہتے ہیں کہ مسند کی حدیث زیادہ واضح ہے۔ اس میں ہے کہ آپ نے مجھے اقامت سکھائی اس کے کلمات دو دو بار تھے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ - اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ - حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ - حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ - حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

انام بوداودو پڑاشہ نے کہا کہ عبدالرزاق نے کہا: جب تو نماز کی اقامت کہے تو قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ [دو بار کہہ۔ (رسول اللہ ﷺ نے جناب ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:) ”کیا تم نے سن لیا؟“ (یعنی اذان و اقامت کو سمجھ لیا ہے؟) (سائب نے) کہا کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اپنے ماتھے کے بال کاٹا کرتے تھے نہ مانگ نکالا کرتے تھے، اسی سبب سے کہ

Free downloading facility for DAWAH purpose only

نبی ﷺ نے ان پر ہاتھ پھیرا تھا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی ترجیع والی اذان ہو تو تکبیر دہری ہوگی جیسے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان ہے۔ اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی یعنی بغیر ترجیع کے ہو تو تکبیر اکبریٰ جیسا کہ پہلے گزرا ہے۔ ② زیر نظر حدیث میں صحیح ترین روایات میں [اللہ اکبر] کے کلمات چار بار ہیں۔ ③ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق حضرت ابو محذورہ کا یہ عمل کہ وہ اپنے ماتھے کے بال نہ نکالتے تھے یا ان میں مانگ نہ نکالتے تھے صحیح اور ثابت نہیں ہے۔

[illegible]

٥٠٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَفَّانٌ وَسَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ وَحَجَّاجٌ - الْمَعْنَى وَاحِدٌ - قَالُوا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا عَامِرُ الْأَخْوَلُ: حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ؛ أَنَّ ابْنَ مُحَبَّرٍ حَدَّثَهُ؛ أَنَّ أَبَا مَخْذُومَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً، وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً، الْأَذَانَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ». وَالْإِقَامَةَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ،

٥٠٢- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب صفة الأذان، ح: ٣٧٩ من حديث عامر الأحول به.

☀ فائدہ: روایت کا آخری جملہ اس وضاحت کیلئے ہے کہ ہمام بن یحییٰ کے حفظ کے بارے میں قدرے اختلاف ہے، مگر یہ حدیث ان کی کتاب ”جزء حدیث ابی حمزہ“ میں بھی ایسے ہی ہے لہذا معتمد ہے اور یوں کوئی اعتراض باقی نہ رہا۔

٥٠٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ : أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَخْذُومَةَ - يَعْنِي عَبْدَ الْعَزِيزِ - عَنْ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ ، عَنْ أَبِي مَخْذُومَةَ قَالَ : أَلْقَى عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ التَّائِذِينَ هُوَ يَنْفُسِهِ فَقَالَ : « قُلْ : اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ » مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ . - قَالَ - : « ثُمَّ ارْجِعْ فَمَدَّ مِنْ صَوْتِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ » .

Free downloading facility for DAWAH purpose only

۵۴۔ حضرت ابو محمدؑ وہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اذان کا ایک ایک حرف سکھایا: [اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ أَكْبَرُ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح] بیان کیا کہ اور وہ فجر کی اذان میں [الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ] کہا کرتے تھے۔

٥٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ
الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ
يُونُسَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ يَغْنِي الْجُمَحِيِّ،
عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ، أَخْبَرَهُ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُخَيْرِيزِ الْجُمَحِيِّ، عَنْ
أَبِي مَحْذُورَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَّمَهُ
الْأَذَانَ. يَقُولُ: «اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ

۵۰۵۔ جناب عبد اللہ بن محرز جمحی حضرت ابو محمدؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اذان سکھائی کہ یوں کہیں: [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔] پھر ابن جریر عن عبد العزیز بن عبد الملک کی حدیث میں مروی اذان کی مانند اور اسی کے ہم معنی بیان کیا۔

٥٠٤- تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٥٠٥- تخريج: [ضعيف] هذا مختصر، ورواه إبراهيم بن عبدالعزيز، الترمذي، ح: ١٩١، ومحمد بن عبد الملك ابن أبي محذورة (تقدم، ح: ٥٠٠) وغيرهما عن عبد الملك به مطولاً بترييع التكبير، وهو الصواب، وقال الترمذي: "حديث صحيح"، وهذا الحديث شاذ.

أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ»
ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ أَذَانِ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ
عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ وَمَعْنَاهُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: مالک بن دینار کی حدیث میں ہے: میں نے ابن ابی محذورہ سے کہا کہ مجھے اپنے والد کی اذان سناؤ جو وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے، تو انہوں نے سنائی اور صرف [اللہ اکبر - اللہ اکبر] کہا اور ایسے ہی جعفر بن سلیمان کی روایت میں ہے جو وہ ابن ابی محذورہ سے وہ اپنے چچا سے اور وہ اس کے دادا سے بیان کرتے ہیں۔ مگر اس میں ہے کہ پھر آپ نے فرمایا: ”دوبارہ دہراؤ اور اپنی آواز اونچی کرو [اللہ اکبر - اللہ اکبر]۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَفِي حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ أَبِي مَحْذُورَةَ قُلْتُ: حَدِّثْنِي عَنْ أَذَانِ أَبِيكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ فَقَالَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ» قَطُ. وَكَذَلِكَ حَدِيثُ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ ابْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ جَدِّهِ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «ثُمَّ تَرَجَّعَ فَتَرَفَّعَ صَوْتُكَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ».

 ملحوظہ: صحیح تر روایات میں [اللہ اکبر] چار بار ہے اور ترجیع (دوسری مرتبہ دہرانا) صرف شہادتین کے کلمات میں ہے۔

۵۰۶- جناب ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نماز تین حالتوں سے گزری ہے۔ ہمارے اصحاب نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہ بات پسند ہے کہ مسلمانوں۔“ یا فرمایا: ”مومنوں کی نماز ایک ہو (یعنی جماعت سے ادا کریں) حتیٰ کہ میرا دل چاہا کہ کچھ لوگوں کو مخلوں میں بھیجوں جو وہاں جا کر اعلان کریں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ میں نے یہاں تک چاہا کہ وہ اونچے مکانوں یا قلعوں کے اوپر کھڑے ہو کر مسلمانوں میں اعلان کریں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے ناقوس بجائے یا ناقوس بجانے کا ارادہ کیا۔“ اس

۵۰۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ: أُجِيلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ. قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَقَدْ أَعْجَبَنِي أَنْ تَكُونَ صَلَاةُ الْمُسْلِمِينَ - أَوْ قَالَ: الْمُؤْمِنِينَ - وَاحِدَةً، حَتَّى لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ

۵۰۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۹۳/۳، ۹۴ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة،

ح: ۳۸۳، وللحديث شواهد ضعيفة عند أبي داود، ح: ۵۰۶ وغيره.

(ابن ابی لیلیٰ) نے بیان کیا کہ ایک انصاری آئے (عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ) اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! جب میں (آپ کے ہاں سے) واپس گیا تھا تو مجھے آپ کی فکر مندی کا خیال تھا۔ چنانچہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک آدمی ہے جس پر سبز رنگ کے دو کپڑے ہیں۔ وہ مسجد کے پاس کھڑا ہوا اور اذان کہی۔ پھر تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ گیا اور پھر کھڑا ہوا اور اسی طرح کہا اور [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ] کا اضافہ کیا۔ اگر مجھے لوگوں کی چہ میگوئیوں کا خیال نہ ہوتا..... ابن شنی نے کہا..... اگر مجھے تم لوگوں کی چہ میگوئیوں کا خیال نہ ہوتا تو میں کہتا کہ میں جاگ رہا تھا، سویا ہوا نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن شنی کے لفظ ہیں: ”تحقیق اللہ نے تمہیں خیر دکھائی ہے۔“ عمرو نے یہ لفظ بیان نہیں کیے (یعنی لَقَدْ أَرَاكَ اللَّهُ خَيْرًا)۔ (بلال کو بتلاؤ کہ وہ اذان کہے)..... ابن ابی لیلیٰ راوی ہیں کہ..... (بعد میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی یہی کچھ دیکھا ہے جیسے کہ اس نے دیکھا ہے۔ لیکن چونکہ یہ سبقت لے گیا ہے، لہذا مجھے حیا آئی..... (دوسری حالت) اس (ابن ابی لیلیٰ) نے کہا: ہم سے ہمارے اصحاب نے بیان کیا کہ..... جب کوئی آدمی آتا (اور جماعت ہو رہی ہوتی) تو (وہ اپنے ساتھی سے) پوچھ لیا کرتا تھا اور اسے بتا دیا جاتا تھا کہ کتنی نماز گزر چکی ہے۔ اور (بعد میں آنے والے اکثر لوگ جماعت میں شامل ہو کر پہلے فوت شدہ رکعتیں ادا کرتے اور پھر نبی ﷺ کے ساتھ بقیہ نماز ادا کرتے چنانچہ آپ کے ساتھ) کھڑے ہوتے ہوئے کوئی قیام میں

أَبْتُ رَجَالًا فِي الدُّورِ يُنَادُونَ النَّاسَ بِحِجِينَ الصَّلَاةِ، وَحَتَّى هَمَمْتُ أَنْ أُمَرَ رَجَالًا يَقُومُونَ عَلَى الْآطَامِ يُنَادُونَ الْمُسْلِمِينَ بِحِجِينَ الصَّلَاةِ، حَتَّى نَقَسُوا أَوْ كَادُوا أَنْ يَنْقَسُوا. قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَمَّا رَجَعْتُ، لَمَّا رَأَيْتُ مِنْ اهْتِمَامِكَ، رَأَيْتُ رَجُلًا كَأَنَّ عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ أَخْضَرَيْنِ فَقَامَ عَلَى الْمَسْجِدِ فَأَذَّنَ ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَةً، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا، إِلَّا أَنَّهُ يَقُولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، وَلَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ- قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: أَنْ تَقُولُوا - لَقُلْتُ، إِنِّي كُنْتُ يَقْظَانًا غَيْرَ نَائِمٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: «لَقَدْ أَرَاكَ اللَّهُ خَيْرًا» - وَلَمْ يَقُلْ عَمَرُ: «لَقَدْ أَرَاكَ اللَّهُ خَيْرًا» - فَمَرَّ بِلَالًا فَلْيُؤَدِّنْ. قَالَ: فَقَالَ عَمَرُ: أَمَا إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي رَأَى وَلَكِنْ لَمَّا سَبِقْتُ اسْتَحْيَيْتُ. قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا -

اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

ہوتا، کوئی رکوع میں اور کوئی جلوس میں اور کوئی (شروع ہی میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں مل جاتا۔

ابن شہی نے کہا عمرو نے کہا کہ مجھ سے حمین نے ابن ابی لیلیٰ سے بیان کیا کہ..... حتیٰ کہ معاذ آئے..... شعبہ نے کہا کہ میں نے یہ روایت حمین سے سنی اس میں ہے کہ..... (معاذ نے) کہا..... میں آپ ﷺ کو جس حال میں پاؤں گا (وہی کروں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:)" تم بھی ویسے ہی کیا کرو۔"

قال: - وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا جَاءَ يَسْأَلُ فَيُخْبَرُ بِمَا سَبَقَ مِنْ صَلَاتِهِ، وَأَنَّهُمْ قَامُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ قَائِمٍ وَرَاجِعٍ وَقَاعِدٍ وَمُصَلٍّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. - قال ابن المثنى: قال عمرو: وحدثني بها حصين عن ابن أبي ليلى: - حَتَّى جَاءَ مُعَاذٌ. - قال شعبه: وَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ حُصَيْنٍ. فقال: لا أَرَاهُ عَلَى حَالٍ - إِلَى قَوْلِهِ: - كَذَلِكَ فَافْعَلُوا.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے عمرو بن مرزوق کی حدیث کی طرف مراجعت کی۔ (اس میں ہے کہ) معاذ رحمہ اللہ آئے تو لوگوں نے ان کی طرف (پرچی گئی نماز کے متعلق) اشارہ کیا۔ شعبہ نے کہا: یہ جملہ میں نے حمین سے سنا ہے کہ..... اس (ابن ابی لیلیٰ) نے کہا کہ معاذ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ میں تو آپ ﷺ کو (نماز کی) جس حالت میں پاؤں گا، وہی کروں گا (یعنی صف میں مل کر پہلے فوت شدہ رکعتیں ادا نہیں کروں گا بلکہ ان کو سلام پھرنے کے بعد ادا کروں گا۔) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "معاذ نے تمہارے لیے ایک عمدہ طریقہ اختیار کیا ہے تو تم بھی ایسے ہی کیا کرو۔" (یعنی امام کے ساتھ اس حال میں مل جایا کرو، جس میں اسے پاؤ۔ تیسری حالت تحویل قبلہ کی ہے جس کا ذکر اس روایت کی بجائے اگلی روایت میں

قال أَبُو دَاوُدَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ مَرْزُوقٍ قَالَ: فَجَاءَ مُعَاذٌ فَأَشَارُوا إِلَيْهِ. - قال شعبه: وَهَذِهِ سَمِعْتُهَا مِنْ حُصَيْنٍ - قال: فقال مُعَاذٌ: لا أَرَاهُ عَلَى حَالٍ إِلَّا كُنْتُ عَلَيْهَا. قال: فقال: إِنَّ مُعَاذًا قَدْ سَنَّ لَكُمْ سُنَّةً كَذَلِكَ فَافْعَلُوا.

ہے۔ اب اس کے بعد روزوں کی تین حالتوں کا بیان ہے۔ پہلی حالت)۔

ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ ہمارے اصحاب نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینے میں آئے تو اہل مدینہ کو (ہر ماہ) تین روزے رکھنے کا حکم دیا۔ پھر رمضان کا حکم نازل ہوا۔ لوگ روزوں کے عادی نہ تھے اور یہ عمل ان کے لیے از حد مشکل تھا، تو جو روزہ نہ رکھتا ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتا تھا (یہ پہلی حالت تھی)۔ حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ ”تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پائے تو بالضرور اس کے روزے رکھے۔“ اس طرح رخصت صرف مریض اور مسافر کے لیے رہ گئی اور (دوسروں کو) روزے رکھنے کا حکم دیا گیا۔ (یہ روزے کی دوسری حالت بیان ہوئی۔ آگے تیسری حالت کا بیان ہے۔)

(ابن ابی لیلیٰ نے) کہا کہ ہمارے اصحاب نے ہم سے بیان کیا کہ (ابتداء میں) جب آدمی افطار کر لیتا تھا اور کھانا کھانے سے پہلے سو جاتا تو پھر صبح تک کچھ نہ کھا سکتا تھا۔ بیان کیا کہ (پھر ایسے ہوا کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (گھر) آئے اور اپنی اہلیہ (سے صحبت) کا قصد کیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں ایک مرتبہ سوچکی ہوں۔ مگر انہوں نے سمجھا کہ شاید بہانہ بنا رہی ہے لہذا وہ اس کے پاس آئے۔ (یعنی اس سے ہم بستری کی۔ اسی طرح) ایک دوسرا انصاری (گھر) آیا اور کھانا طلب کیا۔ انہوں نے کہا کہ (ذرا انتظار کریں) ہم آپ کے لیے کچھ گرم کر دیتے ہیں، مگر اس اثنا میں وہ خود سو گیا، تو

قال: وحدثنا أصحابنا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَهُمْ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. ثُمَّ أُنْزِلَ رَمَضَانَ وَكَانُوا قَوْمًا لَمْ يَتَعَوَّدُوا الصِّيَامَ وَكَانَ الصِّيَامُ عَلَيْهِمْ شَدِيدًا، فَكَانَ مَنْ لَمْ يَصُمْ أَطْعَمَ مِسْكِينًا، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [البقرة: ۱۸۵] فَكَانَتْ الرُّخْصَةُ لِلْمَرِيضِ وَالْمُسَافِرِ، فَأَمَرُوا بِالصِّيَامِ.

قال: وحدثنا أصحابنا قال: وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَفْطَرَ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يَأْكُلَ لَمْ يَأْكُلْ حَتَّى يُصْبَحَ. قال: فَجَاءَ عُمَرُ فَأَرَادَ امْرَأَتَهُ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ نِمْتُ، فَظَنُّ أَنَّهَا تَعْتَلُّ فَأَتَاهَا، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَرَادَ الطَّعَامَ، فَقَالُوا: حَتَّى نُسَخِّنَ لَكَ شَيْئًا، فَنَامَ، فَلَمَّا أَصْبَحُوا نَزَلَتْ عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةُ فِيهَا ﴿أَجَلْ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ أَرْفَتْ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾ [البقرة: ۱۸۷].

از ان اور اقامت کے احکام و مسائل

جب صبح ہوئی تو یہ آیت اتری: ﴿أَجِلْ لَكُمْ لَيْلَةُ الصَّيَّامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾ ”تمہارے لیے (رمضان المبارک میں) روزے کی رات میں اپنی عورتوں (بیویوں) کے ساتھ ہم بستری (اور صحبت) کرنا حلال کر دیا گیا ہے۔“ (اور آگے چل کر اسی آیت میں ساری رات طلوع فجر تک کھانے پینے کی اجازت دے دی گئی۔)

۵۰۷- ابن ابی لیلیٰ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نماز اور روزے کے احوال میں تین تین تبدیلیاں آئی ہیں۔ نصر نے تفصیل سے حدیث بیان کی۔ اور ابن شنی نے اس میں سے صرف نماز کے متعلق بیان کیا کہ لوگ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے (اس) تیسرے حال کی تفصیل اس طرح بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے اور تیرہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، تب اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ [البقرة: ۱۴۴] کو نازل فرمایا۔ اور (ابن شنی کی) حدیث (یہاں) مکمل ہو گئی۔ اور نصر بن مہاجر نے صاحب خواب کا نام ذکر کیا اور کہا کہ عبد اللہ بن زید

۵۰۷- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي دَاوُدَ؛ ح. وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: أُجِيلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ وَأُجِيلَ الصَّيَّامُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ. وَسَاقَ نَصْرُ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ، وَاقْتَصَرَ ابْنُ الْمُثَنَّى مِنْهُ قِصَّةَ صَلَاتِهِمْ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَطْرًا. قَالَ: الْحَالُ الثَّلَاثُ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَصَلَّى - يَغْنِي نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ - ثَلَاثَةَ عَشَرَ شَهْرًا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ [البقرة: ۱۴۴] فَوَجَّهَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى الْكُعْبَةِ. وَتَمَّ حَدِيثُهُ. وَسَمَّى نَصْرُ صَاحِبَ الرُّؤْيَا.

۵۰۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۴۶/۵، ۲۴۷ وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ۵۶۶. باختصار، وسقط: "الله أكبر الله أكبر" ها هنا من أول الأذان * عبد الرحمن بن أبي ليلى لم يسمع من معاذ رضي الله عنه.

کے پاس ایک آدمی آیا جو کہ انصار میں سے تھا اسی (نصر) کی روایت میں ہے..... چنانچہ وہ آدمی (خواب میں) قبلہ رخ ہوا اور کہا: [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ - حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ] دوبارہ، [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] دوبارہ [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] پھر کچھ دیر ٹھہرا، پھر کھڑا ہوا اور اسی طرح کہا، مگر [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] کے بعد [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ] کہا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ سب بلال کو بتاؤ۔“ چنانچہ بلال نے اذان کہی۔

اور روزے کے بارے میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین روزے اور عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ.....﴾ ”تم پر روزے رکھنے فرض کیے گئے ہیں جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ گنتی کے ایام ہیں، تو جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں تو دوسرے دنوں میں ان کی گنتی پوری کرے اور جو اس کی طاقت رکھتے ہیں (اور روزہ نہیں رکھنا چاہتے) تو ان پر ایک مسکین کا طعام ہے۔“ چنانچہ جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا چھوڑ دیتا اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتا اور یہ اس کے لیے کافی ہوتا تھا..... یہ ایک حال ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا:

قال: فَجَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ - رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ - وقال فيه: فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قال: الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، مَرَّتَيْنِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، مَرَّتَيْنِ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ. ثُمَّ أَهْمَلَ هُنَيْئَةً، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: زَادَ - بَعْدَ مَا قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. قال: فقال رسول الله ﷺ: «لَقَدْهَا بِلَالٌ». فَأَذَّنَ بِهَا بِلَالٌ.

وقال في الصَّوْمِ قال: فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَيَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لِمَلَّكُمْ تَنَفُّونَ ۝ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ [البقرة: ۱۸۳، ۱۸۴] فَكَانَ مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَ صَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُفْطِرَ وَيُطْعِمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا أَجْزَاءُ ذَلِكَ، فَهَذَا حَوْلُ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿شَهْرَ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ

اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ ”رمضان کا مہینہ ایسا ہے کہ اس میں قرآن نازل کیا گیا۔ لوگوں کے لیے ہدایت ہے (جس میں) ہدایت کی روشن دلیلیں ہیں اور (حق و باطل میں) فرق کرنے والا ہے۔ سو تم میں سے جو اس مہینے کو پائے تو وہ اس کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا مسافر تو دوسرے دنوں میں اس کی گنتی پوری کرے۔“ اس سے لازم آیا کہ جو اس مہینے کو پائے اور مقیم ہو روزہ رکھے اور مسافر قضا کرے۔ بوڑھا کھوسٹ اور بڑھیا جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے ان کے ذمے کھانا کھانا ہوا..... چنانچہ حضرت صرمہ رضی اللہ عنہ آئے اور وہ سارا دن کام کرتے رہے تھے..... اور (نصر بن مہاجر نے) حدیث بیان کی۔

☀ فائدہ: حضرت صرمہ رضی اللہ عنہ کا قصہ مسند احمد: ۲۳۶۸۵/۲۴۷ میں یوں ہے: ”ایک بھابی جن کا نام صرمہ تھا، سارا دن روزے کی حالت میں کام کرتے رہے جب شام ہوئی تو اپنے گھر والوں کے پاس آئے اور کچھ کھائے پیے بغیر نماز عشاء پڑھ کر سو گئے۔ حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور روزہ رکھ لیا۔ نبی ﷺ نے انھیں دیکھا کہ وہ از حد مدھال تھے۔ آپ نے پوچھا: ”تمہیں کیا ہوا ہے کہ اس قدر مدھال ہو رہے ہو؟“ انھوں نے بتایا کہ اے اللہ کے رسول! میں کل سارا دن کام کرتا رہا، جب واپس آیا تو بس اپنے آپ کو ڈال دیا اور سو گیا اور صبح ہو گئی تو اسی طرح روزہ رکھ لیا۔ راوی نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کچھ دیر سو لینے کے بعد اپنی کسی بیوی یا لونڈی کے پاس آئے..... اور پھر رسول اللہ ﷺ کو اپنا قصہ بتایا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَأَجَلٌ لَّكُمْ لَيْلَةُ الصَّيَامِ الرَّحْمَةُ إِلَيَّ نِسَاءُكُمْ﴾..... ”الآیہ“ ”تمہارے لیے حلال ہے کہ روزے کی رات میں اپنی بیویوں سے ہم بستر ہو سکتے ہو۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں کی خیانت کرتے تھے، تو اس نے تم کو معاف کر دیا اور درگزر کیا۔ سو مباشرت کرو اپنی عورتوں سے اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اسے طلب کرو۔ اور کھانا پیو حتیٰ کہ صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے نمایاں نظر آنے لگے، پھر رات تک روزہ پورا کرو۔“ (عون المعبود)

ملفوظ: حدیث ۵۰۶ اور ۵۰۷ کو ہمارے فاضل شیخ علی زئی رضی اللہ عنہ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن ان کے بعض شواہد صحیح احادیث میں موجود ہیں۔ غالباً انہی شواہد کی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان دونوں حدیثوں کی تصحیح کی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية: ۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸)

(المعجم ۲۹) - بَابُ: فِي الْإِقَامَةِ
(التحفة ۲۹)

۵۰۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ عَطِيَّةٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ، جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَمَرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُؤَيِّرَ الْإِقَامَةَ. زَادَ حَمَّادٌ فِي حَدِيثِهِ: إِلَّا الْإِقَامَةَ.

۵۰۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے ایک ایک بار کہے۔ حماد نے اپنی حدیث میں اضافہ کیا کہ مگر اقامت۔ (یعنی قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ دوبار کہے۔)

۵۰۹- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ خَالِدِ الْحَذَاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ مِثْلَ حَدِيثِ وَهْبٍ. قَالَ إِسْمَاعِيلُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ أَيُّوبَ فَقَالَ: إِلَّا الْإِقَامَةَ.

۵۰۹- جناب خالد حذاء نے ابوقلابہ سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے (مذکورہ بالا) روایت وہیب کی مثل بیان کی۔ اسماعیل (راوی) نے کہا: میں نے یہ حدیث ایوب کو بیان کی تو کہا: ”مگر اقامت۔“ (یعنی قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ)

۵۱۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُسْلِمٍ أَبِي الْمُثَنَّى، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّمَا كَانَ الْأَذَانُ

۵۱۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اذان کے کلمات دو دو بار کہے جاتے تھے اور اقامت (کبیر) کے ایک ایک بار۔ سوائے اس کے کہ مؤذن [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ - قَدْ

۵۰۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان مثني مثني، ح: ۶۰۵ عن سليمان بن حرب، ومسلم، الصلوة، باب الأمر بشفع الأذان وإتيار الإقامة إلا كلمة الإقامة فإنها مشاة، ح: ۳۷۸ من حديث أيوب السخيتاني به.

۵۰۹- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: الإقامة واحدة إلا قوله: قد قامت الصلوة، ح: ۶۰۷، ومسلم، الصلوة، باب: الأمر بشفع الأذان وإتيار الإقامة إلا كلمة الإقامة فإنها مشاة، ح: ۳۷۸ من حديث إسماعيل ابن علية به، وانظر الحديث السابق.

۵۱۰- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الأذان، باب ثنية الأذان، ح: ۶۲۹ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۷۴، وابن حبان، ح: ۲۹۰، ۲۹۱، والحاكم: ۱/ ۱۹۷، ۱۹۸، ووافقه الذهبي، وسنده حسن، وله شاهد صحيح عند أبي عوانة: ۱/ ۳۲۹، والدارقطني: ۱/ ۲۳۹ وغيرهما.

۲- کتاب الصلاۃ

عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، قَامَتِ الصَّلَاةُ [کہا کرتا تھا (یعنی دوبار) تو جب ہم والإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً، غَيْرَ أَنَّهُ يَقُولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، فَإِذَا سَمِعْنَا الإِقَامَةَ تَوَضَّأْنَا ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الصَّلَاةِ۔

قال شُعْبَةُ: لَمْ أَسْمَعْ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ شُعْبَةُ کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر سے صرف یہی غیر هذا الحديث۔

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عموماً اقامت سے پہلے مسجد میں تشریف لا کر نماز کا انتظار کیا کرتے تھے، مگر اتفاق سے کبھی کوئی چوک جاتا تو اقامت سنتے ہی جھٹ وضو کر کے نماز کے لیے آ جاتا۔

۵۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي الْعَقَدِيَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُؤَدَّنٍ مَسْجِدِ الْعُرْيَانِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمُثَنَّى مُؤَدَّنَ مَسْجِدِ الْأَكْبَرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَمْرٍو. وَسَاقَ الْحَدِيثَ۔

۵۱۱- جناب شعبہ ابو جعفر مسجد عریان کے مؤذن سے اور وہ ابو ثنیٰ مسجد اکبر کے مؤذن سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور حدیث بیان کی۔

فائدہ: مسجد عریان اور مسجد اکبر غالباً کوفہ کی دو مسجدوں کے نام ہیں۔

(المعجم ۳۰) - باب الرَّجُلِ يُؤَدِّنُ وَيُقِيمُ آخِرُ (التحفة ۳۰)

۵۱۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ فِي

۵۱۲- جناب محمد بن عبد اللہ اپنے چچا حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (شروع میں) اذان کے متعلق کچھ چیزوں کا ارادہ فرمایا مگر ان پر عمل نہ کیا۔ چنانچہ عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو خواب میں اذان

۵۱۱- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق۔

۵۱۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/۲۲ من حديث محمد بن عمرو به، واختلف في تعيينه فالسند ضعيف، وله شاهد عند البيهقي: ۱/۳۹۹ بإسناد ضعيف، وروى البيهقي بإسناد صحيح عن عبد العزيز بن رفيع قال: رأيت أبا محذورة جاء وقد أذن إنسان قبله فأذن ثم أقام، وقال البيهقي: "إسناده صحيح"۔

دکھائی گئی: تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کلمات بلال کو بتاؤ۔“ چنانچہ انہوں نے بتائے اور بلال نے اذان کہی۔ عبد اللہ نے کہا: میں نے یہ خواب دیکھا اور میں اس کا خواہش مند تھا۔ فرمایا: ”تم اقامت کہہ لو۔“

الْأَذَانِ أَشْيَاءَ لَمْ يَصْنَعْ مِنْهَا شَيْئًا. قَالَ: فَأَرَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ الْأَذَانَ فِي الْمَنَامِ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: «أَلْفِهِ عَلَى بِلَالٍ». فَأَلْقَاهُ عَلَيْهِ. فَأَذَّنَ بِلَالٌ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَنَا رَأَيْتُهُ وَأَنَا كُنْتُ أُرِيدُهُ. قَالَ: «فَأَقِمِ أَنتَ».

۵۱۳- جناب محمد بن عمرو انصار مدینہ کے مشائخ میں سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن محمد کوسنا کہتے تھے کہ میرے دادا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ (عبد اللہ بن محمد نے) کہا: چنانچہ میرے دادا نے اقامت (تکبیر) کہی۔

۵۱۳- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو - شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ - قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَانَ جَدِّي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ [يُحَدِّثُ]، بِهَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: فَأَقَامَ جَدِّي.

۵۱۴- حضرت زیاد بن حارث صدیقی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب صبح کی پہلی اذان کا وقت ہوا تو نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اذان کہی۔ پھر میں کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! اقامت کہوں؟ مگر آپ مشرق کی جانب فجر کو دیکھتے اور فرماتے: ”نہیں۔“ حتیٰ کہ جب فجر (اچھی طرح) طلوع ہو گئی تو آپ اپنی سواری سے اترے اور وضو کیا، پھر آپ میری طرف آئے اور اس اثنا میں آپ کے صحابہ بھی آپ کو آگے (ہوز سے مراد ہے)

۵۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ غَانِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ يَغْنِي الْإِفْرِيقِيَّ، أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بْنَ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيَّ، أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بْنَ الْحَارِثِ الصَّدَائِيَّ قَالَ: لَمَّا كَانَ أَوَّلُ أَذَانَ الصُّبْحِ أَمَرَنِي - يَغْنِي النَّبِيَّ ﷺ - فَأَذَنْتُ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أُقِيمُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى نَاحِيَةِ الْمَشْرِقِ إِلَى الْفَجْرِ

۵۱۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۲۴۵/۱، ح: ۹۵۱ من حديث أبي داود به، وأعله البخاري، انظر الحديث السابق.

۵۱۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن من أذن فهو يقيم، ح: ۱۹۹، وقال: 'وحدیث زیاد إنما نعرفه من حدیث الإفريقي * والإفريقي ضعيف عند أهل الحديث، ضعفه يحيى بن سعيد القطان وغيره'، ورواه ابن ماجه، ح: ۷۱۷.

۲۔ کتاب الصلاة۔ اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

فَيَقُولُ: «لَا»، حَتَّى إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ نَزَلَ فَبَرَزَ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيَّ وَقَدْ تَلَا حَقَّ أَصْحَابَهُ، - يَعْنِي فَتَوَضَّأَ - فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ، فَقَالَ لَهُ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أَخَا صُدَاءٍ هُوَ أَذَّنٌ، وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ»، قَالَ: فَأَقَمْتُ.

آپ نے وضو کیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا۔ تو نبی ﷺ نے بلال سے فرمایا: ”اس صدائی نے اذان کہی ہے اور جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔“ چنانچہ میں نے اقامت کہی۔

☀️ فائدہ: اس باب کی مذکورہ تین روایتیں ضعیف ہیں اس لیے ان سے کسی مسئلہ کا اثبات نہیں ہوتا۔ لیکن بعض شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤذن ہی اقامت کہے تو مناسب ہے تاہم اگر دوسرا اقامت کہے تو کوئی حرج نہیں۔ (عون المعبود۔ نیل الاوطار)

(المعجم ۳۱) - باب رَفْعِ الصَّوْتِ باب: ۳۱۔ بلند آواز سے اذان کہنا

بِالْأَذَانِ (التحفة ۳۱)

۵۱۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ التَّمَرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ، وَيَشْهَدُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ، وَشَاهِدُ الصَّلَاةِ يُكْتَبُ لَهُ خَمْسُ وَعِشْرُونَ صَلَاةً، وَيُكَفَّرُ عَنْهُ مَا بَيْنَهُمَا».

۵۱۵۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مؤذن کو جہاں تک اس کی آواز جاتی ہے بخش دیا جاتا ہے۔ اور ہر خشک و تر چیز اس کے لیے گواہی دیتی ہے۔ اور جو جماعت میں حاضر ہوتا ہے اس کے لیے پچیس نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور (دوسری نماز تک کے) مابین کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① مؤذن کا یہ شرف ہے کہ اس قدر طویل و عریض اور وسیع مغفرت کا مستحق بنتا ہے۔ یا یہ ایک تشبیہ و تمثیل ہے کہ بالفرض اس کے گناہ اس قدر بھی ہوں جو اتنی جگہ میں آئیں تو بھی معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس قدر بلند آواز سے اذان کہے گا اسی قدر مغفرت کا مستحق بنے گا۔ لہذا بلند آواز سے اذان کہنا مستحب اور مؤکد ہے۔ ② اذان سے اور جماعت میں شرکت سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ کبار کی معافی کے لیے توبہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ضروری ہے۔ ویسے اللہ کی رحمت وسیع ہے چاہے تو معاف فرمادے۔

۵۱۶۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَيِّدِنَا ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيَانُ كَرْتِهِ هِيَ كَرْتُهُ رَسُولِ

۵۱۵۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأذنان، باب فضل الأذان وثواب المؤذنين، ح: ۷۲۴، والنسائي، ح: ۶۴۶ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۹۰، وابن خبان، ح: ۲۹۲، وللحديث شواهد كثيرة.

۵۱۶۔ تخریج: أخرجه البخاري، الأذنان، باب فضل التأذنين، ح: ۶۰۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ

اللہ ﷻ نے فرمایا: ”جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر پاؤں مارتا ہوا پلٹ جاتا ہے۔ (اور اتنی دور چلا جاتا ہے۔) حتیٰ کہ اذان نہیں سنتا۔ جب اذان مکمل ہو جاتی ہے تو لوٹ آتا ہے۔ پھر جب اقامت کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے۔ اور جب اقامت ہو جاتی ہے تو لوٹ آتا ہے اور نمازی کے دل میں طرح طرح کے خیالات ڈالتا ہے اور کہتا ہے: یہ یاد نہ کر، یہ یاد نہ کر۔ ایسی ایسی باتیں یاد دلاتا ہے جو اسے یاد نہ آتی ہوں۔ حتیٰ کہ آدمی کو خیال ہی نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔“

أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النَّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا نُوبَ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ وَيَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَذُرِّي كَمْ صَلَّى».

🌞 نوائد و مسائل: ① بظاہر شیطان سے مراد ”ابلیس“ ہی ہے اور ممکن ہے کہ شیاطین الجن مراد ہوں۔ ② زور سے اور آواز سے شیطان سے رنج کا خارج ہونا دلیل ہے کہ اذان کے مبارک کلمات میں وزن ہے۔ ③ اذان کے وقت شور کرنا شیطانی عمل کے ساتھ مشابہت ہے۔ ④ شیطان مسلمان نمازیوں پر بار بار حملے کرتا ہے اور نبی ﷺ نے بھی علاج بیان فرمایا ہے کہ ایسی صورت میں تعوذ پڑھا جائے اور بائیں طرف پھونک ماری جائے۔ خیال کیا جائے کہ بے نماز لوگوں پر اس کے حملے کتنے شدید ہوں گے۔ ⑤ اذان میں آواز خوب بلند کرنی چاہیے، اسلام اور مسلمانوں کا شعار ہے۔ لیکن آواز کی یہ بلندی اس طرح اور اس حد تک ہو کہ اس میں کراہت اور بھولچل پیدا نہ ہو، کیونکہ رفع صوت کے ساتھ حسن صوت بھی مطلوب اور پسندیدہ ہے۔

(المعجم ۳۲) - باب مَا يَجِبُ عَلَى الْمُؤَذِّنِ مِنْ تَعَاهُدِ الْوَقْتِ (التحفة ۳۲) باب: ۳۲۔ مؤذن کے لیے واجب ہے کہ وقت کی پابندی کرے

۵۱۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ ۵۱۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام ضامن اور ذمہ دار ہے اور

❧ (بیحی): ۶۹/۱، ۷۰، والقنبي، ص: ۸۸، ورواه مسلم: ۱۹/۳۸۹، الصلوة، باب فضل الأذان و هرب الشيطان عند سماعه، من حديث أبي الزناد به.

۵۱۷۔ [تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن، ح: ۲۰۷ من حديث الأعمش به، ولم يسمعه من أبي صالح، وللحديث شاهد عند أحمد: ۶۵/۶ وسنده حسن، وصححه ابن خزيمة: ۱۶/۳، وابن حبان، ح: ۳۶۲.

رَجُلٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْإِمَامُ ضَامِنٌ وَالسُّؤْدُنُ مُؤْتَمَنٌ، اللَّهُمَّ! أَرْشِدِ الْأَيِّمَةَ وَاعْفِرْ لِلْمُؤْذِنِينَ».

مؤذن امین اور قابل اعتماد ہے۔ اے اللہ! اماموں کو (صحیح علم و عمل کی) توفیق دے اور مؤذنوں کو بخش دے۔“

۵۱۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: جناب ابو صالح کہتے ہیں میں نہیں سمجھتا مگر یہ کہ میں نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔
عن أبي صالح قال: ولا أراني إلا قد سمعته منه عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسول الله ﷺ مثله.

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔

🌞 نوائد و مسائل: ① امام کی ذمہ داری یہ ہے کہ صحیح سنت کے مطابق نماز پڑھائے۔ دعاؤں میں اپنے مقتدیوں کو شامل رکھے اور صرف اپنے آپ ہی کو مخصوص نہ کرے وغیرہ ② مؤذن کا اذان دینا اعلان عام ہوتا ہے کہ نماز، سحر یا افطار کا وقت ہو گیا ہے۔ اس لیے اس پر اعتماد کیا جانا چاہیے اور اس پر بھی واجب ہے کہ اپنی ذمہ داری کا خوب احساس کرے۔ ③ نماز کی امامت اور مؤذن بننا اسلامی معاشرے کے انتہائی باوقار مناصب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی فضیلت بیان کی ہے۔ اس لیے انہیں کامل عزت و احترام دیا جائے اور بلاوجہ ان کی تحقیر اور عیب چینی سے بچا جائے اور اصل یہ ہے کہ یہ مناصب دیکھ بھال کر صاحب صلاحیت افراد ہی کو دیے جائیں۔

(المعجم ۳۳) - باب الأذان فوق المنارة (التحفة ۳۳)

باب: ۳۳- مینار پر اذان کہنا

۵۱۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ: كَانَ يَبْتِي مِنْ أَطْوَلِ

۵۱۹- بنونجار کی ایک خاتون سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میرا گھر مسجد کے اطراف کے گھروں میں سب سے اونچا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فجر کی اذان اسی پر آ کر دیا کرتے تھے۔ وہ سحر کے وقت آ کر اس پر بیٹھ جاتے اور صبح صادق کو دیکھتے رہتے جب صبح کو طلوع ہوتا دیکھتے

۵۱۸- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۳۸۲/۲ من حديث ابن نمير به، وانظر الحديث السابق.

۵۱۹- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۴۲۵/۱ من حديث أبي داود به * محمد بن إسحاق بن يسار صرح بالسماع في السيرة لابن هشام: ۱۵۶/۲ (بتحقيقي)، وقال الحافظ في الدراية (۱/۱۲۰): "إسناده حسن"

تو انگڑائی لیتے اور کہتے: اے اللہ! میں تیری تعریف کرتا ہوں اور قریش پر تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ پھر اذان کہتے۔ قسم اللہ کی! مجھے نہیں معلوم کہ بلال نے کسی رات بھی یہ کلمات چھوڑے ہوں۔

بَيَّنَّ حَوْلَ الْمَسْجِدِ، فَكَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ عَلَيْهِ الْفَجْرَ، فَيَأْتِي بِسَحَرٍ فَيَجْلِسُ عَلَى النَّبِيِّ يَنْظُرُ إِلَى الْفَجْرِ، فَإِذَا رَأَاهُ تَمَطَّى ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَحْمَدُكَ. اسْتَعْيَبْتُكَ عَلَى قُرَيْشٍ أَنْ يَقِيمُوا دِينَكَ. قَالَتْ: ثُمَّ يُؤَذِّنُ. قَالَتْ: وَاللَّهِ! مَا عَلِمْتُه كَانَ تَرَكَهَا لَيْلَةً وَاحِدَةً هَذِهِ الْكَلِمَاتِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اونچی آواز اور اونچی جگہ سے اذان کہنا مستحب ہے مگر آج کل کے لاؤڈ سپیکروں نے یہ کمی پوری کر دی ہے۔ ② حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اذان سے پہلے دعائیہ کلمات کسی طرح بھی اذان کا حصہ نہ تھے، بلکہ یہ عام طرح کی دعا ہوتی تھی جس میں کہ وہ کافی دیر سے مشغول ہوتے اور صبح صادق کا انتظار کر رہے ہوتے تھے۔ قریش کی ہدایت کے لیے دعا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس قبیلہ کو عربوں میں بڑی اہمیت حاصل تھی اس کی مخالفت کی وجہ سے عام عرب بھی اسلام قبول کرنے سے گریز کر رہے تھے جب اللہ نے اس قبیلہ کو قبول اسلام کی توفیق سے نوازا تو پھر فوج و رنوج لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

(المعجم ۳۴) - باب الْمُؤَذِّنِ يَسْتَدِيرُ فِي أَذَانِهِ (التحفة ۳۴) باب ۳۴- مؤذن اذان کہتے ہوئے گھومے

۵۲۰- جناب عون بن ابی حنیفہ اپنے والد سے راوی

ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا جب کہ آپ مکہ میں تھے اور ایک خیمے میں ٹھہرے ہوئے تھے جو کہ سرخ چڑے کا تھا۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نکلے اور اذان کہی اور میں ان کا منہ دیکھ رہا تھا کہ دائیں بائیں پھیرتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ سرخ رنگ کا خلہ زیب تن کیے ہوئے تھے اور یہ یمن کی قطری چادریں تھیں۔ موسیٰ (دوسری سند کے راوی اور امام

۵۲۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ يَغْنِي بْنِ الرَّبِيعِ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، جَمِيعًا عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جَحِيفَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمَكَّةَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمَ، فَخَرَجَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ، فَكُنْتُ أَتَّبِعُ قَمَهُ هَهُنَا وَهَهُنَا. قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ

۵۲۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلوة إلى سترة... الخ، ح: ۵۰۳ من حديث وکیع به.

حَمْرَاءُ بُرُودٌ يَمَانِيَّةٌ [قِطْرِيَّةٌ] . وَقَالَ
مُوسَى: قَالَ: رَأَيْتُ بِلَالًا خَرَجَ إِلَيَّ
الْأَبْطَحَ فَأَذَّنَ، فَلَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، لَوَى عُنْقَهُ يَمِينًا
وَشِمَالًا وَلَمْ يَسْتَذِرْ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ
الْعَنَزَةَ وَسَاقَ حَدِيثَهُ.

ابوداؤد کے استاذ نے کہا: البوجیہ نے کہا: میں نے بلال
کو دیکھا کہ وہ وادیء ابطح کی طرف نکلے اور اذان کہی۔
جب [حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ] اور [حَيَّ عَلَى
الْفَلَاحِ] پر پہنچے تو اپنی گردن کو دائیں بائیں پھیرا اور خود
پورے نہیں گھومے۔ پھر اندر آئے اور اپنا بھالا نکالا اور
(موسیٰ نے باقی) حدیث بیان کی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مؤذن کا قبلہ رخ ہونا مستحب ہے اور جب وہ [حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ] اور [حَيَّ عَلَى
الْفَلَاحِ] پر پہنچے تو دائیں اور بائیں جانب منہ کر کے یہ کلمات کہے۔ ② خُلد اس لباس کو کہتے ہیں جس میں چادر اور
تہبند دونوں کپڑے ایک ہی جنس کے ہوں۔ ③ سرخ رنگ کے لباس کی عمومی طور پر نہی وارد ہے اور رسول
اللہ ﷺ نے جو پہنا ہے تو شارجین اس کی بابت یہ فرماتے ہیں کہ اس میں سرخ دھاریاں تھیں۔ (واللہ اعلم) ④
ابطح مکہ میں صفا مروہ کی طرف آنے والے راستے کو کہتے ہیں۔ ⑤ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کے الفاظ ”اور خود
پورے نہیں گھومے“ کو شاذ بلکہ مکرر قرار دیا ہے۔ (مفصل صحیح سنن ابوداؤد للالبانی، حدیث: ۵۳۳) اس
سے یہ بات ثابت ہوئی کہ گردن کے گھومنے کے ساتھ اگر جسم بھی گھوم جائے تو اس میں شرعا کوئی قباحت نہیں۔

(المعجم ۳۵) - بَابُ: فِي الدُّعَاءِ بَيْنَ
الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ (التحفة ۳۵)

باب: ۳۵- اذان اور اقامت کے
درمیان دعا کی اہمیت

۵۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ الْعَمِّيِّ، عَنْ أَبِي إِتَاسٍ، عَنْ
أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا
يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ».

۵۲۱- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اذان اور اقامت کے مابین
دعا رو نہیں کی جاتی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ یہ وقت انتہائی قیمتی ہوتا ہے۔ نماز، دعا، ذکر اور تلاوت میں مشغول رہ کر اس سے
فائدہ اٹھانا چاہیے جبکہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ حتیٰ کہ مساجد کے خادین تک اس وقت کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ② اس
وقت میں دعا مقبول ہوتی ہے بشرطیکہ دیگر آداب و شرائط کا لحاظ بھی رکھا گیا ہو بالخصوص صحت عقیدہ، رزق حلال،

۵۲۱- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في أن الدعاء لا يرد بين الأذان والإقامة،
ح: ۲۱۲ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وسنده ضعيف، وله شواهد عند أحمد: ۲۲۵/۳
وغیره، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۲۶، ۴۲۷، وابن حبان، ح: ۲۹۶.

صدق مقال، اور اخلاص و یقین کامل وغیرہ۔

باب: ۳۶- مؤذن کو سنئے تو کیا کہئے؟

(المعجم ۳۶) - باب مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ
الْمُؤَذِّنَ (التحفة ۳۶)

۵۲۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اذان سنو تو اسی طرح
کہو جیسے کہ مؤذن کہتا ہے۔“

۵۲۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
الْقَنْعَنِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ
عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا
سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ
الْمُؤَذِّنُ».

۵۲۳- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان
کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو سنا آپ فرماتے
تھے: ”جب تم مؤذن کو سنو تو اسی طرح کہو جیسے وہ کہتا
ہے۔ پھر مجھ پر درود پڑھو۔ تحقیق جس نے مجھ پر ایک بار
درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔
پھر میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کرو۔ بلاشبہ یہ
(وسیلہ) جنت میں ایک منزل کا نام ہے جو اللہ کے کسی
ایک بندے کو ملے گی اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں
گا۔ سو جس نے میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کیا اس
کے لیے شفاعت حلال ہوگی۔“

۵۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا
ابْنُ وَهْبٍ عَنْ ابْنِ لَهِيْعَةَ وَخَيْوَةَ وَسَعِيدِ بْنِ
أَيُّوبَ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُلْقَمَةَ، عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ؛ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ
يَقُولُ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا
يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ
صَلَاةَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا
اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنَزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا
تَبْغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ، وَأَرْجُو أَنْ
أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ
حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ».

۵۲۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادي، ح: ۶۱۱، ومسلم، الصلوة، باب
استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه... الخ، ح: ۳۸۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):
۶۷/۱ (والقنبي، ص: ۸۴، ۸۵).

۵۲۳- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه... الخ، ح: ۳۸۴ عن
محمد بن سلمة المرادي به ولم يذكر ابن لهيعة.

۲۔ کتاب الصلاۃ۔ اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① جواب اذان کا حکم استحباب پر محمول ہے اور شرعی عذر کے علاوہ تمام کیفیتوں میں اس کا جواب دینا چاہیے۔ حدیث، جنابت اور حیض اس سے مانع نہیں ہیں۔ نیز اقامت کا جواب بھی اس سے مانوڑ ہے۔ (امام نووی) ② جواب ہر کلمہ پر دینا چاہیے نہ کہ اذان مکمل ہونے پر۔ تاہم ساتھ ساتھ جواب دینے میں کوئی معقول رکاوٹ ہو تو آخر میں اذان کا مکمل جواب دے کر دعائیں پڑھ لے۔ ③ دعوتِ عمل میں ترغیب و تشویق کا پہلو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ نبی ﷺ نے درود پڑھنے کا اجاسی پہلو سے ارشاد فرمایا ہے۔ ④ اعمال میں اخلاص شرط ہے۔

ملفوظ: تعجب ہے کہ بدعتی لوگ اپنی دعاؤں میں رسول اللہ ﷺ کے غیر مشروع ویلے پر اصرار کرتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت سے مطالبہ فرما رہے ہیں کہ میرے لیے ”ویلے“ کا اللہ سے سوال کرو۔

۵۲۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! مؤذن ہم سے فضیلت لے جائیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم بھی ویسے ہی کہا کرو جیسے کہ وہ کہتے ہیں۔ جب تم اس سے فارغ ہو تو سوال کرو اور دعا مانگو دے جاؤ گے۔“

۵۲۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حُثَيْبٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَغْنِي الْجُبَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْمُؤَذِّنِينَ يَفْضُلُونَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قُلْ كَمَا يَقُولُونَ فَإِذَا انْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَهُ».

۵۲۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس نے مؤذن کو سن کر یہ کہا [وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا] اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک اور سا جھی نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول

۵۲۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ الْحَكِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ».

۵۲۴۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۷۲/۲ من حديث حبي بن عبد الله به، وصححه ابن حبان،

ح: ۲۹۵.

۵۲۵۔ تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه... الخ، ح: ۳۸۶ عن

قتيبة به.

ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے، محمد کے رسول ہونے اور اسلام پر بحیثیت دین کے راضی ہوں۔“ تو وہ بخشا گیا۔“

۵۲۶- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مؤذن کو سنتے اور وہ شہادت کے کلمات کہتا تو آپ فرماتے: ”اور میں بھی اور میں بھی۔“ (یعنی شہادت دیتا ہوں۔“)

۵۲۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يَتَشَهَّدُ، قَالَ: «وَأَنَا وَأَنَا».

☀ فائدہ: محمد ﷺ باوجودیکہ رسالت کے جلیل القدر منصب پر فائز تھے اللہ کی توحید اور اپنے رسول ہونے کے اولین مومن و صدق تھے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمَنْ الرُّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾ (بقرہ: ۲۸۵) ”ایمان لائے رسول اس سب پر جو ان پر ان کے رب کی طرف سے اتارا گیا اور مومنین بھی۔“

۵۲۷- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مؤذن کہے [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] تو تمہارا سننے والا بھی کہے [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] اور جب وہ کہے: [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] تو سننے والا بھی کہے [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] پھر وہ کہے [أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ] اور یہ بھی کہے [أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ] پھر وہ کہے [حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ] اور یہ کہے [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ] پھر وہ کہے [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] اور یہ کہے [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ] پھر وہ کہے [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] اور یہ کہے [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] پھر وہ کہے [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] اور یہ کہے [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] یہ

۵۲۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ حُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسَافٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ أَحَدُكُمْ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، فَإِذَا قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى

۵۲۶- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي ۴۰۹/۱ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۸۱، والحاكم ۲۰۴/۱، وللحديث طرق عند ابن أبي شيبة: ۲۲۷/۱ وغيره.

۵۲۷- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه... الخ، ح: ۳۸۵ من حديث محمد بن جهمز الثقفي به.

الصَّلَاةُ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ،
ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: لَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ
أَكْبَرُ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مِنْ قَلْبِهِ،
دَخَلَ الْجَنَّةَ.

🌞 نوائد و مسائل: ① جنت کا داخلہ توحید و رسالت اور شریعت کی قول و عمل سے تصدیق ہی پر مبنی ہے اور اذان
ان سب کی جامع ہے۔ ② [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ] کا معنی ہے کہ ”کسی برائی اور شر سے بچنا اور کسی نیکی
یا خیر و صلاح کی توفیق اللہ کے بغیر ممکن نہیں۔“ ③ اس حدیث سے اذان کا جواب دینے کی فضیلت واضح ہے۔ البتہ
حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہنا ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ
الْإِقَامَةَ (التحفة ۳۷)

۵۲۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ
الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنِي
رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَنْ شَهْرِ بْنِ
حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَوْ عَنْ بَعْضِ
أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؛ أَنَّ بِلَالًا أَخَذَ فِي
الْإِقَامَةِ، فَلَمَّا أَنْ قَالَ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ،
قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا»،
وَقَالَ فِي سَائِرِ الْإِقَامَةِ كَنَحْوِ حَدِيثِ عُمَرَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْأَذَانِ.

۵۲۸- اہل شام کے ایک فرد نے شہر بن حوشب سے
روایت کیا انہوں نے ابو امامہ یا نبی ﷺ کے کسی
دوسرے صحابی سے روایت کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے
اقامت کہنا شروع کی تو جب [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ] کہا
تو نبی ﷺ نے کہا: [أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا] ”اللہ اسے
قائم و دائم رکھے۔“ اور دیگر کلمات کے جواب میں اسی
طرح کہا جیسے کہ مذکورہ بالا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں
گزر رہا ہے۔

🌞 ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم پچھلے باب کی احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اقامت کا جواب بھی

۵۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/ ۴۱۱ من حديث أبي داود به * محمد بن ثابت العبدي ضعيف
ورجل من أهل الشام مجهول، والحديث الضعيف لا يحتج به في الفضائل ولا في الأحكام ولا في العقائد في القول
الراجح والحمد لله.

دیا جائے اور ((قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ)) کے جواب میں بھی یہی الفاظ دہرائے جائیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (فتح

الباری: ۹۲/۲)

(المعجم ۳۷) - باب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ
عِنْدَ الْأَذَانِ (التحفة ۳۸)

۵۲۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اذان سن کر یہ (درج ذیل) دعا پڑھے تو قیامت کے روز اس کے لیے شفاعت لازم ہوگی۔ اَللّٰهُمَّ! رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ النَّائِمَةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ“ اے اللہ! اس کامل پکار اور قائم رہنے والی نماز کے رب! محمد کو منزل وسیلہ اور فضیلت سے سرفراز فرما اور انہیں اس مقام محمود پر کھڑا کر جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔“

۵۲۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اَللّٰهُمَّ! رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ النَّائِمَةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

🌞 توضیح: ① [دعوتِ نائمہ] ”کامل پکار“ سے مراد توحید و رسالت کی پکار ہے۔ [صلوة قائمہ] ”قائم رہنے والی نماز“ سے مراد یہ ہے کہ کوئی ملت اس سے خالی نہیں رہی ہے اور نہ کسی شریعت نے اسے منسوخ ہی کیا ہے اور زمین و آسمان کے باقی رہنے تک یہ بھی باقی رہے گی۔ [وسیلہ] جنت کی ایک منزل کا نام ہے۔ [مقام محمود] سے مراد وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ میدانِ حشر میں مخلوقات کے لیے شفاعت کی خاطر مجروحہ ریز ہوں گے اور یہ مجروحہ سات دن رات تک طویل ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس سجدے میں میں اللہ کی وہ حمد و ثنا کروں گا جو اس وقت مجھے اللہ البہام فرمائے گا۔ تب مجھے حکم ہوگا کہ سر اٹھاؤ، سفارش کرو، قبول ہوگی۔ (صحیح بخاری، التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: وَجْهَ يَوْمَئِذٍ نَاضِرٌ ۝ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ حَدِیث: ۷۳۳۰) [فضیلہ] سے مراد تمام مخلوقات سے بڑھ کر عالی مرتبہ ② رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا مستحق بن جانا بہت بڑی فضیلت اور شرف کا مقام ہے، اس لیے ہر مسلمان کو اس کا حریص ہونا چاہیے۔ جو محض تمناؤں اور امیدوں سے ممکن نہیں اس کے لیے قولِ تصدیق اور عمل ضروری ہے۔

۵۲۹- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء عند النداء، ح: ۶۱۴ عن علي بن عيَّاش به، وهو في المسند للإمام أحمد: ۳/۳۵۴.

باب: ۳۸- مغرب کی اذان کے وقت دعا

(المعجم ۳۸) - باب مَا يَقُولُ عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ (التحفة ۳۹)

۵۳۰- ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تعلیم دی کہ مغرب کی اذان کے وقت یہ (درج ذیل) دعا پڑھا کروں: «اللَّهُمَّ! إِنَّ هَذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ وَإِذْبَارُ نَهَارِكَ، وَأَصْوَاتُ دُعَايِكَ، فَاعْفِرْ لِي» اے اللہ! بے شک یہ وقت ہے کہ تیری رات آ رہی ہے، تیرا دن جا رہا ہے اور تیری طرف پکارنے والوں کی صدائیں ہیں، لہذا تو مجھے بخش دے۔“

۵۳۰- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِيَّاهُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَعْنٍ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَقُولَ عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ: «اللَّهُمَّ! إِنَّ هَذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ، وَإِذْبَارُ نَهَارِكَ، وَأَصْوَاتُ دُعَايِكَ، فَاعْفِرْ لِي».

باب: ۳۹- اذان پر اجرت لینا؟

(المعجم ۳۹) - باب أَخَذِ الْأَجْرَ عَلَى التَّأْذِينَ (التحفة ۴۰)

۵۳۱- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنی قوم کا امام بنادیتے۔ آپ نے فرمایا: ”تم ان کے امام ہو اور ان کے ضعیف ترین کی اقتدا (رعایت) کرنا اور مؤذن ایسا مقرر کرنا جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے۔“

۵۳۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَنْبَأَنَا سَعِيدُ الْجَرِيرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: قُلْتُ: - وَقَالَ مُوسَى فِي مَوْضِعٍ آخَرَ - إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اجْعَلْنِي إِمَامَ قَوْمِي. قَالَ: «أَنْتَ إِمَامُهُمْ، وَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ، وَاتَّخِذْ مُؤَدِّنَا لَا يَأْخُذْ عَلَى أَذَانِهِ أَجْرًا».

🌞 ملحوظہ: اس روایت کا آخری حصہ ”اور مؤذن ایسا مقرر کرنا جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے۔“ اولیٰ کی طرف

۵۳۰- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب دعاء أم سلمة، ح: ۲۵۸۹ من حديث أبي كثير به وقال: "غريب"، وصححه الحاكم: ۱/۱۹۹، ووافقه الذهبي.

۵۳۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأذان، باب اتخاذ المؤذن الذي لا يأخذ على أذانه أجرًا، ح: ۶۷۲ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ۱/۱۹۹، ۲۰۱ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

اشارہ ہے۔ یعنی افضل و اعلیٰ یہی ہے کہ یہ منصب کسی ایسے شخص کے سپرد کیا جائے جو اللہ کی رضا کے لیے یہ کام کرے۔ اگر ایسا کوئی شخص میسر نہ ہو تو تنخواہ پر مؤذن رکھا جاسکتا ہے کیونکہ اس عمل میں ایک اہم دینی مصلحت ہے۔

(المعجم ۴۰) - بَابُ: فِي الْأَذَانِ قَبْلَ
باب: ۴۰- قبل از وقت اذان کہہ دی جائے تو؟
دُخُولِ الْوَقْتِ (التحفة ۴۱)

۵۳۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے (ایک بار) طلوع فجر سے پہلے اذان کہہ دی تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ جاؤ اور اعلان کرو کہ خبردار! بے شک بندہ سو گیا تھا۔ خبردار! بے شک بندہ سو گیا تھا۔ موسیٰ نے اضافہ کیا، چنانچہ انہوں نے جا کر اعلان کیا: خبردار! بے شک بندہ سو گیا تھا۔

۵۳۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَدَاوُدُ بْنُ شَيْبٍ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ بِلَالَ أَدَّنَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْجِعَ فَيُنَادِي: أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ، أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ. زَادَ مُوسَى: فَرَجَعَ فَنَادَى أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ایوب سے سوائے حماد بن سلمہ کسی نے روایت نہیں کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَرْوِهِ عَنْ أَيُّوبَ إِلَّا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ.

۵۳۳- جناب نافع رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مؤذن سے روایت کرتے ہیں، جس کا نام مسروح تھا، کہ انہوں نے (ایک بار) فجر (صادق) سے پہلے ہی اذان کہہ دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا، اور مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت کیا۔

۵۳۳- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مَنصُورٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ: أَنَّ نَافِعَ بْنَ مُؤَدِّ بْنِ لُحَيْرٍ يُقَالُ لَهُ: مَسْرُوحٌ، أَدَّنَ قَبْلَ الصُّبْحِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا کہ حماد بن زید نے اسے عبید اللہ بن عمر سے انہوں نے نافع سے یا کسی دوسرے سے

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ أَوْ غَيْرِهِ؛ أَنَّ

۵۳۲- تخریج: [حسن] أخرجه عبد بن حميد، ح: ۷۸۲ وغيره من حديث حماد بن سلمة به، وعلقه الترمذي، ح: ۲۰۳، وللحديث شواهد عند البيهقي ۱/ ۳۸۳ وغيره كما حققته في "أنوار السنن في تحقيق آثار السنن"، ح: ۲۶۱.

۵۳۳- تخریج: [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ۲۲۲/۱ من حديث عبد العزيز بن أبي رواد به، وعلقه الترمذي: ۲۰۳، وقال: "هذا لا يصح... الخ"، وللحديث شواهد.

مُؤَذِّنًا لِعُمَرَ يُقَالُ لَهُ: مَسْرُوحٌ [أَوْ غَيْرُهُ].
نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک مؤذن تھا جس کا نام مسروح یا کچھ اور تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ لِعُمَرَ مُؤَذِّنٌ يُقَالُ لَهُ: مَسْعُودٌ، وَذَكَوْ نَحْوُهُ، وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ ذَاكَ.
امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اور دروردی نے اسے عبید اللہ سے وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مؤذن کا نام مسعود تھا۔ اور اس کے مثل بیان کیا اور یہ اُس سے زیادہ صحیح ہے۔

۵۳۴- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ شَدَّادِ مَوْلَى عِيَّاضِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ بِلَالٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ: «لَا تُؤَذِّنْ حَتَّى يَسْتَبِينَ لَكَ الْفَجْرُ هَكَذَا»، وَمَدَّ يَدَيْهِ عَرْضًا.
۵۳۴- شہادہ مولی عیاض بن عامر حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ”جب تک فجر اس طرح نمایاں نہ ہو جایا کرے اذان نہ کہا کرو۔“ اور آپ نے اطراف عرض میں اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر اشارہ فرمایا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: شَدَّادٌ مَوْلَى عِيَّاضٍ لَمْ يُذْرِكْ بِلَالًا.
امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شہادہ مولی عیاض نے حضرت بلال کو نہیں پایا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① فجر دو طرح سے ہوتی ہے۔ پہلی کو فجر کاذب اور دوسری کو فجر صادق کہتے ہیں۔ صحیح ابن خزمہ اور مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فجر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فجر جس میں کھانا حرام اور نماز (نماز فجر) حلال ہوتی ہے۔ اور دوسری وہ ہے جس میں نماز (نماز فجر) حرام اور کھانا (سحری کا) حلال ہوتا ہے۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ وہ (فجر صادق) جس میں کھانا حرام ہوتا ہے افق میں طویل ہوتی ہے اور دوسری (فجر کاذب) یہ بھیڑیے کی دم کی طرح فضا میں بلند ہوتی ہے۔ (صحیح ابن خزمہ، حدیث: ۳۵۲- مستدرک حاکم: ۱۹۱/۱) ② نماز کا وقت ہونے سے پہلے اذان صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر غلطی سے تھوڑا فرق ہو تو اذان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن وقفہ اگر بہت زیادہ ہو تو اذان دہرائی جائے اور پہلی کے متعلق اعلان کر دیا جائے کہ یہ غلطی سے ہوئی ہے۔ خیال رہے کہ نماز فجر کی اذان کے بارے میں کچھ اصحاب الحدیث کا میلان یہ ہے کہ یہ فجر کاذب میں کہی جائے تاکہ صبح صادق ہوتے ہی نماز کھڑی کی جاسکے اور وہ اندھیرے میں پڑھی جائے۔ ان کی دلیل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے

فرمایا: ”تمہیں بلال کی اذان بحری کھانے سے ہرگز نہ روکے، بے شک وہ رات میں اذان کہتے ہیں تاکہ تمہارا قیام کرنے والا متنبہ ہو جائے اور سونے والا جاگ جائے۔“ (صحیح بخاری، الاذان باب الاذان قبل الفجر، حدیث: ۶۱۸) اس کے قائل امام مالک، اوزاعی، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم ہیں۔ (خطابی) مگر بخاری مسلم کی یہ روایت حقیقت کو کھارتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلال رات میں اذان کہتے ہیں تو کھاؤ پیو حتیٰ کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔ اور (یہ ناپید تھے) اور اس وقت تک اذان نہ کہتے تھے جب تک انہیں بتانہ دیا جاتا کہ صبح ہو گئی! صبح ہو گئی۔“ (صحیح بخاری، حدیث: ۶۱۷، صحیح مسلم، حدیث: ۳۸۰، ۳۸۱) مقصد یہ ہے کہ فجر طلوع ہونے ہی پر فجر کی اذان کہنا رائج ہے۔

(المعجم ۴۱) - باب الْأَذَانِ لِلْأَعْمَى (التحفة ۴۲)

باب: ۴۱- نابینے شخص کا اذان کہنا

۵۳۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِمٍ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ. وَسَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ كَانَ مُؤَذِّنًا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ أَعْمَى.

۵۳۵- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے مؤذن تھے اور نابینا تھے۔

فائدہ: نابینے شخص کا اذان دینا یا امامت کا اہل ہونے کی صورت میں امامت کرنا بالکل صحیح اور جائز ہے اور اذان کے بارے میں ظاہر ہے کہ کوئی دوسرا ہی اس کی رہنمائی کرے گا اور آج کل تو ایسی گھڑیاں بھی ایجاد ہو چکی ہیں جن سے ایسے لوگوں کو وقت معلوم کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

(المعجم ۴۲) - باب الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ (التحفة ۴۳)

باب: ۴۲- اذان کے بعد مسجد سے نکلنا

۵۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ أَبِي

۵۳۶- جناب ابو الشعثاء بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مسجد میں بیٹھے تھے

۵۳۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب جواز أذان الأعْمى إذا كان معه بصير، ح: ۳۸۱ عن محمد بن سلمة به.
۵۳۶- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن الخروج من المسجد إذا أذن المؤذن، ح: ۶۵۵ من حديث إبراهيم بن المهاجر به.

السُّعْنَاءُ قَالَ: كُنَّا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ رَجُلٌ حِينَ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلْعَصْرِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ رضي الله عنه.

کہ مؤذن نے عصر کی اذان کہی تو اس کے بعد ایک شخص مسجد سے نکل گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نے حضرت ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی ہے۔

☀️ فائدہ: اذان ہو جانے کے بعد معقول شرعی وجہ کے بغیر مسجد سے نکلنا جائز نہیں ہے۔

(المعجم ۴۳) - بَابُ: فِي الْمُؤَذِّنِ يَنْتَظِرُ. باب: ۴۳- مؤذن امام کا انتظار کرے (الإمام (التحفة ۴۴)

۵۳۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سَمَاطٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ ثُمَّ يُمَهِّلُ، فَإِذَا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ قَدْ خَرَجَ أَقَامَ الصَّلَاةَ.

۵۳۷- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے، پھر ذرا دیر رکھتے، جب دیکھتے کہ نبی ﷺ تشریف لارہے ہیں تو اقامت کہتے۔

☀️ فائدہ: اقامت کہنے کے لیے ضروری نہیں کہ پہلے امام اپنے محلے پر کھڑا ہو تب ہی اقامت کہی جائے بلکہ اسے آتا دیکھ کر بھی تکبیر کہنا جائز ہے۔

(المعجم ۴۴) - بَابُ: فِي التَّوْبِ باب: ۴۴- تہویب کا مسئلہ (التحفة ۴۵)

۵۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْفَتْاتُ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَتَوَبَ رَجُلٌ فِي الظُّهْرِ أَوْ الْعَصْرِ قَالَ: اخْرُجْ بِنَا، فَإِنَّ هَذِهِ بِدْعَةٌ.

۵۳۸- جناب مجاہد کہتے ہیں کہ میں (ایک بار) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ ایک شخص نے ظہر یا عصر میں تہویب کی (یعنی اذان کے بعد دوبارہ اعلان کیا) تو انہوں نے فرمایا: مجھے یہاں سے لے چلو، بیشک یہ بدعت ہے۔

۵۳۷- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلوة؟، ح: ۶۰۶ من طريق آخر عن سَمَاطٍ بن حرب به بالفاظ مختلفة نحو المعنى.

۵۳۸- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي ۴۲۴/۱ من حديث أبي داود به، وعلقه الترمذي، ح: ۱۹۸، وللحديث طريق آخر عند عبد الرزاق، ح: ۱۸۲۲ وغيره.

توضیح: تحریب سے مراد ایک تو وہ کلمہ ہے جو فجر کی اذان میں کہا جاتا ہے یعنی [الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ] یہ حق اور مسنون ہے مگر یہاں اس سے مراد وہ اعلانات وغیرہ ہیں جو اذان ہو جانے کے بعد لوگوں کو مسجد میں بلانے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے کچھ حیلہ بھی کیا جاتا ہے۔ مثلاً کہیں درود شریف پڑھا جاتا ہے اور کہیں تلاوت قرآن کی جاتی ہے اور کہیں صاف سیدھا اعلان بھی کیا جاتا ہے کہ جماعت میں اتنے منٹ باقی ہیں تو ایسی کوئی صورت بھی جائز نہیں۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ نماز کا وقت ہو جانے کے بعد بروقت نماز کے لیے حاضر ہوں۔ ہاں مسجد کی طرف راہ چلتے ہوئے کسی سوئے ہوئے کو جگانا یا غافل اور ست لوگوں کو متنبہ کر دینا کہ اٹھو نماز کے لیے چلو، بلاشبہ جائز اور مطلوب ہے۔ یہ ممنوعہ تحریب میں شمار نہیں۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آثر میں ناپید ہو گئے تھے اس لیے انہوں نے اپنے قائد سے کہا کہ ”مجھے یہاں سے لے چلو۔“ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدعت اور بدعتیوں سے انتہائی نفرت کرتے تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اتباع سنت کا شوق مثالی تھا۔

(المعجم ۴۵) - **بَابُ فِي الصَّلَاةِ تَقَامُ وَلَمْ يَأْتِ الْإِمَامُ بِنْتَظِرُونَهُ فَعُودًا**
(التحفة ۴۶)
باب: ۳۵- اگر اقامت کے بعد امام نہ پہنچا ہو تو مقتدی حضرات بیٹھ کر اس کا انتظار کریں (کھڑے نہ رہیں)

۵۳۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبَانٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي».

۵۳۹- جناب عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب اقامت کہہ دی جائے تو جب تک مجھے (آتا) نہ دیکھ لو کھڑے نہ ہوا کرو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رَوَاهُ أَيُّوبُ وَحَجَّاجُ الصَّوَّافُ عَنْ يَحْيَى. وَهَشَامُ الدَّسْتَوَائِي قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ يَحْيَى. وَرَوَاهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى وَقَالَ فِيهِ: «حَتَّى

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: ایوب اور حجاج الصواف نے یحییٰ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ (یعنی صیغہ ”عَنْ“ کے ساتھ) اور ہشام دستوائی نے کہا: یحییٰ نے مجھے لکھا۔ اور اسے معاویہ بن سلام اور علی بن مبارک نے یحییٰ سے روایت کیا۔ ان دونوں نے اس روایت میں کہا:

۵۳۹- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: متى يقوم الناس إذا راوا الإمام عند الإقامة؟، ج: ۶۳۷، ومسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلاة؟، ج: ۶۰۴ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

تَرَوْنِي وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ»۔ ”(اس وقت تک کھڑے نہ ہو) جب تک کہ مجھے دیکھ نہ

لو اور آرام و سکون اختیار کرو۔“

☀ فائدہ: معلوم ہوا کہ بعض اوقات آپ ﷺ کی آمد سے قبل بھی اقامت کہہ دی جاتی تھی، جب کہ آپ کو پہلے جماعت کا وقت ہونے کی اطلاع دی جاتی تھی۔

۵۴۰- یحییٰ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے

مثال روایت کیا۔ کہا: ”(اس وقت تک کھڑے نہ ہو) حتیٰ کہ مجھے دیکھ لو کہ میں گھر میں سے نکل آیا ہوں۔“

۵۴۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى:

أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بِإِسْنَادِهِ، مِثْلَهُ قَالَ: «حَتَّى تَرَوْنِي قَدْ خَرَجْتُ»۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ [قَدْ خَرَجْتُ] کے لفظ

صرف معمر نے روایت کیے ہیں۔ ابن عیینہ نے معمر سے روایت کیا تو اس میں [قَدْ خَرَجْتُ] کے لفظ بیان نہیں کیے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ «قَدْ خَرَجْتُ» إِلَّا مَعْمَرٌ. وَرَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ، لَمْ يَقُلْ فِيهِ: «قَدْ خَرَجْتُ»۔

۵۴۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ کے لیے نماز کی اقامت کہی جاتی اور لوگ نبی ﷺ کے مصلے پر تشریف لانے سے پہلے ہی اپنی جگہیں لے چکے ہوتے تھے۔ (یعنی صفیں برابر کر چکے ہوتے تھے۔)

۵۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا

الْوَلِيدُ قَالَ: قَالَ أَبُو عَمْرٍو؛ ح: وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُسَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ - وَهَذَا لَفْظُهُ - عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ تُقَامُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَيَأْخُذُ النَّاسُ مَقَامَهُمْ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ النَّبِيُّ ﷺ.

☀ فائدہ: قاضی عیاض رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایسا شاید ایک دو بار ہی ہوا ہے۔ غرض اس سے بیان جواز تھا یا کوئی اور

عذر۔ اور غالباً پہلے ایسے ہی ہوتا ہوگا اور بعد میں کسی وقت آپ کے آنے میں دیر ہوگئی تو آپ نے فرمایا ہوگا: ”جب تک مجھے دیکھ نہ لو کھڑے نہ ہوا کرو۔“ (عون المعبود)

۵۴۰- تخریج: متفق علیہ، انظر الحديث السابق.

۵۴۱- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا قال الإمام: مكانكم حتى نرجع، انظروه، ح: ۶۴۰ من حديث الأوزاعي، ومسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلاة؟، ح: ۶۰۵ من حديث الوليد بن مسلم به، وانظر، ح: ۲۳۵.

۵۴۲۔ جناب حمید کہتے ہیں کہ میں نے ثابت بنیانی

سے پوچھا کہ کوئی آدمی اقامت ہو جانے کے بعد کسی سے کوئی بات کرے (تو کیسا ہے؟) تو انہوں نے مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنائی کہ (ایک بار) نماز کی اقامت کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک آدمی آگیا اور اس نے آپ کو (کچھ دیر کے لیے) روکے رکھا، جبکہ اقامت کہی جا چکی تھی۔

۵۴۲۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ ثَابِتَ الْبَنَانِيَّ عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا تُقَامُ الصَّلَاةُ، فَحَدَّثَنِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَعَرَّضَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بَعْدَ مَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ.

🌞 نوائد و مسائل: ① اقامت اور تکبیر تحریر میں فاصلہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور مناسب بات کر لینا بھی جائز ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ انتہائی متواضع انسان تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی از حد دل جوئی فرمایا کرتے تھے۔

۵۴۳۔ کہیں کہتے ہیں کہ وادی منیٰ میں ہم نماز

کے لیے کھڑے ہوئے اور امام نہیں پہنچا تھا، تو ہم میں سے کچھ بیٹھ گئے۔ مجھ سے کوفہ کے ایک شیخ نے کہا: تم کیوں بیٹھ گئے ہو؟ میں نے کہا: ابن بریدہ کہتے ہیں کہ یہ کیفیت (کھڑے منہ اٹھائے دیکھنا) ”سُمُود“ ہے۔ (اور یہ کوئی اچھی بات نہیں) تو اس شیخ نے مجھ سے کہا: مجھ سے عبد الرحمن بن عوسجہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تکبیر تحریر کہے جانے سے پہلے لمبی دیر تک کھڑے رہا کرتے تھے۔ اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ پہلی صفوں سے ملے ہوئے ہوتے ہیں اللہ عزوجل ان پر رحمت نازل کرتا اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور اللہ کے ہاں اس قدم

۵۴۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ شُوَيْدٍ ابْنُ مَنْجُوفٍ السَّدُوسِيُّ: حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ كَهْمَسٍ عَنْ أَبِيهِ كَهْمَسٍ قَالَ: قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ بِمَنَى وَالْإِمَامُ لَمْ يَخْرُجْ، فَفَعَدَّ بَغْضَنًا، فَقَالَ لِي شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ: مَا يُفْعِلُكَ؟ قُلْتُ: ابْنُ بَرِيدَةَ قَالَ: هَذَا السُّمُودُ. فَقَالَ لِي الشَّيْخُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْسَجَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كُنَّا نَقُومُ فِي الصُّفُوفِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَوِيلًا قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ. قَالَ: وَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَلُونَ الصُّفُوفَ الْأُولَى، وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ

۵۴۲۔ تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الكلام إذا أقيمت الصلوة، ح: ۶۴۳ من حديث عبد الأعلى به، وانظر، ح: ۵۴۴.

۵۴۳۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۰ من حديث أبي داود به * شيخ من أهل الكوفة لم أعرفه وحديث: (۶۶۴) يغني عنه.

خُطْوَةٌ يَمْشِيهَا يَصِلُ بِهَا صَفًّا» .
 سے بڑھ کر اور کوئی قدم محبوب نہیں جس سے وہ چل کر آتا
 اور صف کو ملتا ہے۔“

۵۴۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ
أَنْسٍ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ
نَجِيًّا فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ، فَمَا قَامَ إِلَى
الصَّلَاةِ حَتَّى نَامَ الْقَوْمُ.

۵۴۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز
کے لیے اقامت کہہ دی گئی اور رسول اللہ ﷺ مسجد کی
ایک جانب میں (کسی کے ساتھ) سرگوشی میں مشغول رہے
اور آپ نماز کے لیے آئے تو لوگوں کو نیند آ رہی تھی۔

☀ فائدہ: اس قدر طویل انتظار رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت ہے۔ تاہم اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تکبیر کے بعد امام کسی سے ضروری بات میں مشغول ہو جائے تو ادب و احترام کا تقاضا ہے کہ امام کا انتظار کیا جائے اور اس پر امام کو مطمئن نہ کیا جائے۔

۵۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تَقَامُ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ، إِذَا رَأَوْهُمْ قَلِيلًا جَلَسَ لَمْ يُصَلِّ وَإِذَا رَأَوْهُمْ جَمَاعَةً صَلَّى.

☀️ **ملاحظہ:** حدیث مرسل ہے یعنی تابعی (ابوالفضل) بلا واسطہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ صحیح روایات کی رو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کا انتظار اذان کے بعد کرتے تھے نہ کہ تکبیر کے بعد۔

۵۴۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ :
أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، عَنْ
۵۴۶- نافع بن جبیر ابو مسعود رقی سے وہ حضرت علی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔

٥٤٤- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الإمام تعرض له الحاجة بعد الإقامة، ح: ٦٤٢، ومسلم، الحيض، باب الدليل على أن نوم الجالس لا ينقض الوضوء، ح: ٣٧٦ من حديث عبد الوارث بن سعيد به، وانظر، ح: ٥٤٢.

٥٤٥- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢٠ / ٢، والحديث الآتي شاهد له.

٥٤٦- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢٠ / ٢ * وابن جريج صرح بالسماع.

۲۔ کتاب الصلاة۔ باجماعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

مُوسَىٰ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الزُّرْقَانِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِثْلَ ذَلِكَ.

(المعجم ۴۶) - باب التَّشْدِيدِ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ (التحفة ۴۷)

۵۴۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ: حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ حُبَيْشٍ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ وَلَا نَقَامٍ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدْ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذُّبُّ الْقَاصِيَةَ».

قال زَائِدَةُ: قال السَّائِبُ: يَعْنِي بِالْجَمَاعَةِ الصَّلَاةَ فِي الْجَمَاعَةِ.

☀ فائدہ: [عَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ] "جماعت کو لازم پکڑو۔" کی تاکید سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے ظاہری و باطنی فتنوں سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ "نماز باجماعت" کا اہتمام ہے۔ اس جملے کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ اجتماعیت کا التزام رکھو اور کوئی عقیدہ یا عمل ایسا اختیار نہ کرو جو جماعت صحابہ کے عقیدہ و عمل کے برعکس ہو۔ جماعت اور اجتماعیت میں عدد اور کثرت کی اہمیت نہیں ہے کیونکہ دین اسلام کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت صحیحہ پر ہے۔ اس کے اختیار کرنے ہی میں اجتماعیت ہے خواہ افراد کتنے ہی کم ہوں اور اس اصل کو چھوڑنے میں افتراق ہے خواہ ان کی تعداد کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ دیکھیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اکیلے ہوتے ہوئے بھی "امت" قرار دیا گیا ہے: ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (النحل: ۱۲۰) "بلاشبہ ابراہیم ایک امت تھے اللہ کے مطیع" کیسوا اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔"

۵۴۷۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب التشديد في ترك الجماعة، ح: ۸۴۸ من حديث زائدة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۸۶، وابن حبان، ح: ۴۲۵، والحاكم، ۲۴۶/۱، ووافقه الذهبي.

۵۴۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتَقَامَ ثُمَّ أَمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِيَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزْمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ يَبُوتَهُمْ بِالنَّارِ».

۵۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا جی چاہتا ہے کہ نماز کی اقامت کا حکم دوں، پھر ایک آدمی کو کہوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور خود ایسے لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز (کی جماعت) میں حاضر نہیں ہوتے اور میرے ساتھ کچھ لوگ ہوں جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں پھر میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔“

۵۴۹- حَدَّثَنَا الثُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِیح: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ فِتْنَتِي فَيَجْمَعُوا حُزْمًا مِنْ حَطَبٍ ثُمَّ آتِي قَوْمًا يُصَلُّونَ فِي يَبُوتِهِمْ لَيْسَتْ بِهِمْ عِلَّةٌ فَأُحَرِّقُهَا عَلَيْهِمْ». قُلْتُ لِيَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ: يَا أَبَا عَوْفٍ! الْجُمُعَةُ عَنِّي أَوْ غَيْرَهَا؟ قَالَ: صُمَمْتُ أُذُنَايَ إِنْ لَمْ أَكُنْ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَأْتُرُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا ذَكَرَ جُمُعَةً وَلَا غَيْرَهَا.

۵۴۹- جناب یزید بن اہم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے جوانوں کو حکم دوں کہ لکڑیوں کے گٹھے اکٹھے کریں، پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو اپنے گھروں میں نمازیں پڑھتے ہیں، حالانکہ انہیں کوئی عذر نہیں ہے اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔“ (یزید بن یزید نے کہا) میں نے (اپنے شیخ) یزید بن اہم سے کہا: اے ابو عوف! اس سے آپ کی مراد جمعہ (کی نماز) تھی یا کچھ اور؟ انہوں نے کہا: میرے کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے ابو ہریرہ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہوئے نہ سنا ہو۔ انہوں نے جمعہ یا دوسری نماز کا ذکر نہیں کیا۔ (یعنی کوئی تخصیص نہیں، جمعہ سمیت تمام نمازوں کی جماعت کا مسئلہ ہے۔)

۵۴۸- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلوة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها... الخ، ح: ۶۵۱ من حديث أبي معاوية الضرير، البخاري، الأذان، باب فضل صلوة العشاء في الجماعة، ح: ۶۵۷ من حديث الأعمش به.

۵۴۹- تخریج: أخرجه مسلم، من حديث يزيد بن الأصم به، وانظر الحديث السابق.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① مندرجہ بالا دونوں احادیث کے الفاظ تو ایسے ہیں جو نماز کے لیے ”جماعت“ کے فرض عین ہونے کا اشارہ دیتے ہیں۔ اگر یہ عام ہی سنت ہوتی تو اس کے ترک پر ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگائے جانے کی شدید ترین وعید نہ سنائی جاتی۔ نماز باجماعت ائمہ امت عطاء، اوزاعی، احمد، ابو داود، ابن خزیمہ، ابن منذر اور ابن حبان رحمہم کے نزدیک ”فرض عین“ ہے۔ داود ظاہری نے جماعت کو صحت صلاۃ کے لیے شرط کہا ہے۔ تمام طرح کے دلائل کی روشنی میں امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو ”بابُ وُجُوبِ الْجَمَاعَةِ“ کے ذیل میں لائے ہیں اور شیخ شوکانی رحمہ اللہ نے اسے ”سنت مؤکدہ“ لکھا ہے۔ ② جب صرف جماعت چھوڑنے پر اس قدر سخت وعید ہے تو جو لوگ نماز ہی نہیں پڑھتے، وہ کتنی بڑی سزا کے مستحق ہوں گے۔ بلاشبہ ان کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ ③ ملی اور اجتماعی امور میں رخصۂ اندازی یا ان سے پیچھے رہنا بہت بڑا جرم ہے جیسا کہ نبی ﷺ کے اس ارادے کے اظہار سے واضح ہے کہ ”میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔“

۵۵۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

ان پانچوں نمازوں کی حفاظت اور پابندی اختیار کرو جہاں کہیں ان کے لیے اذان کہی جائے۔ کیونکہ نمازوں کی (باجامعت) پابندی ”سنن ہدیٰ“ میں سے ہے۔ (یعنی حق و ہدایت کی راہ ہے۔) اور اللہ عزوجل نے اپنے نبی کے لیے ہدایت کی سنتیں مشروع کی ہیں۔ اور میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ واضح اور کھلے منافع کے علاوہ کوئی بھی جماعت سے پیچھے نہ رہتا تھا۔ اور میں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ ایک آدمی کو دو دو افراد سہارا دے کر لاتے تھے اور اسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا اور تم ہو کہ ہر ایک نے اپنے گھر ہی میں مسجد بنا رکھی ہے۔ اگر تم اپنے گھروں میں نمازیں پڑھنے لگو اور مسجدوں کو چھوڑ دو تو اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ بیٹھو گے۔ اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا تو کافر ہو جاؤ گے۔

۵۵۰۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبَّادٍ

الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: حَافِظُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ، فَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى، وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ شَرَعَ لِنَبِيِّهِ ﷺ سُنَنَ الْهُدَى وَلَقَدْ رَأَيْنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ بَيْنُ الثَّقَاقِ، وَلَقَدْ رَأَيْنَا وَإِنَّ الرَّجُلَ لِيُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يَقَامَ فِي الصَّفِّ، وَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَلَهُ مَسْجِدٌ فِي بَيْتِهِ، وَلَوْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ وَتَرَكْتُمْ مَسَاجِدَكُمْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ﷺ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ﷺ لَكَفَرْتُمْ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① جماعت سے پیچھے رہنا منافقین کی علامات میں سے بتایا گیا ہے اور یہ اس کے ”کبیرہ گناہ“

۵۵۰۔ تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب صلوة الجماعة من سنن الهدى، ح: ۶۵۴ من حديث علي بن الأقمريه.

۲- کتاب الصلاة

ہونے سے بھی بڑھ کر ہے۔ ⑤ نبی ﷺ کی سنتوں سے اعراض کا نتیجہ بالآخر کفر تک پہنچا سکتا ہے۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهُ۔

۵۵۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مؤذن کو سنا اور اس کی اتباع کرنے میں (یعنی مسجد میں آنے سے) اسے کوئی عذر مانع نہ ہوا..... سننے والوں نے پوچھا..... عذر سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ”کوئی خوف یا بیماری۔ تو ایسے آدمی کی نماز جو وہ پڑھے گا مقبول نہ ہوگی۔“

۵۵۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ أَبِي جَنَابٍ، عَنْ مَغْرَاءِ الْعُبَيْدِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ فَلَمْ يَمْتَنِعْهُ مِنْ اتِّبَاعِهِ عَذْرٌ». قَالُوا: وَمَا الْعَذْرُ؟ قَالَ: «خَوْفٌ أَوْ مَرَضٌ، لَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّى»

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: مغراء سے ابو اسحاق نے روایت کیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عَنْ مَغْرَاءِ أَبِي إِسْحَاقَ.

۵۵۲- حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں نابینا آدمی ہوں، گھر دور ہے اور میرا قاعدہ (ہاتھ پکڑ کر لانے والا) میری مدد نہیں کرتا، تو کیا میرے لیے رخصت ہے کہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”کیا اذان سنتے ہو؟“ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”میں تیرے لیے رخصت نہیں پاتا۔“

۵۵۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ، عَنْ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي رَجُلٌ ضَرِيرٌ الْبَصَرِ شَاسِعُ الدَّارِ وَلِيَّ قَائِدٌ لَا يُلَاوِمُنِي، فَهَلْ لِي رُخْصَةٌ أَنْ أَصَلِّيَ فِي بَيْتِي؟ قَالَ: «هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «لَا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً».

۵۵۳- حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رحمہ اللہ سے

۵۵۳- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي

۵۵۱- تخریج: [إسناده ضعيف] * أبو جَنَابٍ يَحْيَى بْنُ أَبِي حَيَّةٍ الْكَلْبِيُّ ضَعِيفٌ مُدْلَسٌ، وَحَدِيثُ ابْنِ مَاجَهَ، ح: ۷۹۳ يَغْنِي عَنْهُ.

۵۵۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب التغليظ في التخلف عن الجماعة، ح: ۷۹۲ من حديث عاصم به، وللحديث شواهد، أبو رزین عن عمرو بن أم مكتوم مرسل، قاله ابن معين، وحديث مسلم، ح: ۶۵۳، وأحمد: ۴۲۳/۳ يَغْنِي عَنْهُ.

۵۵۳- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب المحافظة على الصلوات حيث ينادى بهن، ح: ۸۵۲ عن هارون بن زيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۷۸، وللحديث طريق آخر عند أحمد: ۴۲۳/۳ صححه ابن خزيمة، ۴۱.

روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مدینے میں کیڑے اور درندے بہت زیادہ ہیں۔ (کیا میرے لیے رخصت ہے کہ گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”[حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ] اور [حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ] (کی آواز) سنتے ہو تو ضرور آؤ۔“

الزَّرْقَاءُ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْمَدِينَةَ كَثِيرَةُ الْهُوَامِ وَالسَّبَاعِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «تَسْمَعُ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ، حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ فَحَيَّ هَلَا».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: قاسم جری نے بھی سفیان سے ایسے ہی روایت کیا ہے اور اس کی روایت میں [حَتَّى هَلَا] ”ضرور آؤ۔“ کے لفظ نہیں ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ الْقَاسِمُ الْجَرَمِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ: «حَتَّى هَلَا».

☀ فائدہ: یہ اور دیگر احادیث واضح دلیل ہیں کہ نماز باجماعت واجب ہے۔ سب جانتے ہیں کہ خوف کے موقع پر بھی صلاۃ خوف باجماعت ہی شروع ہے۔ اور اصحاب اعذار کے لیے دلائل سے ثابت ہے کہ جماعت سے پیچھے رہنے کی اجازت ضرور ہے مگر اس فضیلت سے محروم رہیں گے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ جناب عبداللہ ابن ام مکتوم رحمہ اللہ کو رخصت نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ شاید ان کا سوال ”عزیمت“ کے متعلق تھا جبکہ نبی ﷺ نے حضرت عثمان بن مالک رحمہ اللہ کے گھر میں جا کر ان کی جائے نماز کا افتتاح فرمایا تھا اور مذکورہ بالا حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما میں بھی شرعی عذر خوف یا مرض کا استثناء موجود ہے۔

(المعجم ۴۷) - بَابُ: فِي فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ (التحفة ۴۸) باب: ۴۷- باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت

۵۵۴- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اس کے بعد فرمایا: ”کیا فلاں حاضر ہے؟“ لوگوں نے کہا:

۵۵۴- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: صَلَّى

«ح: ۱۴۷۹، والحاكم: ۲۴۷/۱، ووافقه الذهبي.

۵۵۴- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۴۰/۵ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۷۷، وابن حبان، ح: ۴۲۹، ورواه ابن ماجه، ح: ۷۹۰، والنسائي، ح: ۸۴۴ من حديث أبي إسحاق عن عبد الله بن أبي بصير عن أبيه عن أبي بن كعب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۷۶، وابن حبان، ح: ۴۳۰، وللحديث شواهد كثيرة.

باجامعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

بنا رسول الله ﷺ يَوْمَا الصُّبْحِ فَقَالَ: «أَشَاهِدُ فُلَانٌ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «أَشَاهِدُ فُلَانٌ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُتَنَافِقِينَ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَيْتُمُوهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا عَلَى الرُّكْبِ، وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَأَبْتَدَرْتُمُوهُ، وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ».

نہیں۔ آپ نے پوچھا: ”کیا فلاں حاضر ہے؟“ لوگوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ یہ دو نمازیں منافقوں پر سب نمازوں سے بھاری ہیں (یعنی عشاء اور فجر) اور اگر تمہیں معلوم ہو کہ ان میں کیا کچھ اجر و ثواب ہے تو تم ان میں ضرور آؤ، اگرچہ گھٹنوں کے بل ہی آنا پڑے۔ اور پہلی صف (اجر و ثواب میں) فرشتوں کی صف کی مانند ہے۔ اگر تمہیں اس کی فضیلت معلوم ہو تو اس کے لیے ضرور سبقت کرو۔ انسان کی نماز ایک آدمی کے ساتھ زیادہ اجر و ثواب والی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ اکیلا پڑھے۔ اور اس کی نماز دو آدمیوں کے ساتھ زیادہ فضیلت والی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ ایک آدمی کے ساتھ مل کر پڑھے۔ جس قدر اہل جماعت کی تعداد زیادہ ہوگی وہ زیادہ پاکیزہ اور اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔“

🌅 فوائد و مسائل: ① تربیت اور تذکیر کے لیے نمازیوں کی حاضری لگائی جاسکتی ہے۔ ② انسانی کمزوری ہے کہ وہ دنیاوی اور فوری فوائد کے لیے ہر طرح کی مشقت برداشت کر لیتا ہے مسلمان کو چاہیے کہ اپنی نظر آخرت پر رکھے۔ نوخیز بچوں کو ترغیب و تشویق کی خاطر اگر انعامات دیے جائیں تو بھی جائز ہے۔ اسی طرح تبلیغی اجتماعات میں دعوت وغیرہ کا اہتمام لوگوں کی رغبت کو بڑھا سکتا ہے۔ ③ بڑی مسجد میں حاضرین کی کثرت کے لحاظ سے اگرچہ ثواب زیادہ ہے لیکن اگر قریبی مسجد کو آباد کرنے کی نیت سے ترجیح دی جائے تو ان شاء اللہ اس میں بھی بہت فضیلت ہوگی۔

۵۵۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي سَهْلٍ يَغْنِي عُمَانَ بْنِ حَكِيمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ عُثْمَانَ

۵۵۵- سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو یہ آدھی رات کے قیام کی طرح ہے اور جس نے عشاء اور فجر کی نمازیں باجماعت پڑھیں تو یہ پوری رات کے

۵۵۵- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة، ح: ۶۵۶ من حديث سفیان الثوري به، وهو في المسند للإمام أحمد: ۶۸/۱.

ابْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ نِصْفِ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجَرَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ».

☀ فائدہ: اور جو شخص یہ نمازیں باجماعت پڑھنے کے بعد رات کو قیام بھی کرے تو اس کا مقام بہت ہی اونچا ہوگا۔
وَقَفْنَا اللَّهُ.

(المعجم ۴۸) - باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ (التحفة ۴۹) باب: ۴۸- نماز کیلئے پیدل چل کر جانے کی فضیلت

۵۵۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْأَبْعَدُ فَلْأَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَعْظَمُ أَجْرًا».

۵۵۶- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”جو شخص جتنا مسجد سے دور ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ ثواب کا حق دار ہوتا ہے۔“

☀ فائدہ: جو شخص جس قدر زیادہ قدم چل کر جائے گا اور مشقت برداشت کرے گا اس کو اسی قدر ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

۵۵۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ: أَنَّ أَبَا عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ مِمَّنْ يُصَلِّي الْقِبْلَةَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَبْعَدَ مَنْزِلًا مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ، وَكَانَ لَا

۵۵۷- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص تھا، جہاں تک میں جانتا ہوں، اہل مدینہ میں قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والوں میں اس کا گھر سب سے دور تھا اور مسجد میں کوئی نماز بھی اس سے نہ چوکتی تھی۔ میں نے اس سے کہا: اگر آپ ایک گدھا خرید لیں، گرمی اور اندھیرے میں اس پر سوار ہوں (تو سہولت رہے۔) اس نے کہا: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرا گھر مسجد کے

۵۵۶- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب الأبعد فالأبعد من المسجد أعظم أجراً، ح: ۷۸۲ من حديث ابن أبي ذئب به، وصححه الحاكم: ۲۰۸/۱، ووافقه الذهبي، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱/ ۴۳۲، ح: ۴۹۸، ۴۹۹، وهو في المسند للإمام أحمد: ۶۸/۱، وله شاهد في صحيح مسلم: ۶۶۲.

۵۵۷- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد، ح: ۶۶۳ من حديث سليمان التيمي به.

۲- کتاب الصلاة - باجماعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

تُخَطِّئُهُ صَلَاةً فِي الْمَسْجِدِ، فَقُلْتُ: لَوْ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهُ فِي الرَّمْضَاءِ وَالظُّلْمَةِ، فَقَالَ: مَا أَحْبُّ أَنْ مَنَزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ، فَنُمِيَ الْحَدِيثُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: أَرَدْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنْ يُكْتَبَ لِي إِقْبَالِي إِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوعِي إِلَى أَهْلِي إِذَا رَجَعْتُ. فَقَالَ: «أَعْطَاكَ اللَّهُ ذَلِكَ كُلَّهُ، أَنْطَاكَ اللَّهُ مَا اخْتَسَبْتَ كُلَّهُ أَجْمَعٌ».

قريب ہو۔ اس کی یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی گئی۔ آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری نیت یہ ہے کہ میرا مسجد میں آنا اور یہاں سے گھر واپس جانا سب ہی لکھا جائے۔ تو آپ نے فرمایا: ”اللہ نے تمہیں یہ سب عطا فرمادیا۔ جس اجر و ثواب کی تو نے امید کی ہے اللہ نے وہ سب عنایت فرمادیا۔“

۵۵۸- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اپنے گھر سے وضو کر کے فرض نماز کے لیے نکلتا ہے تو اس کا اجر و ثواب ایسے ہے جیسے کہ حاجی احرام باندھے ہوئے آئے اور جو شخص چاشت کی نماز کے لیے نکلے اور اس مشقت یا اٹھ کھڑے ہونے کی غرض صرف یہی نماز ہو تو ایسے آدمی کا ثواب عمرہ کرنے والے کی مانند ہے۔ اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کہ ان دونوں کے درمیان کوئی لغو نہ ہو۔ علیین میں اندراج کا باعث ہے۔“

۵۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ ابْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ، وَمَنْ خَرَجَ إِلَى تَسْبِيحِ الصُّحَى لَا يُنْصِبُهُ إِلَّا إِيَّاهُ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ، وَصَلَاةٌ عَلَى إِثْرِ صَلَاةٍ لَا لَغْوٌ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِي عِلِّيْنِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے اور مسجد میں بھی جائز ہے۔ ویسے الفاظ حدیث میں نماز چاشت کے لیے مسجد میں جانے کی صراحت نہیں بلکہ صرف نماز کے لیے اٹھنے یا جانے کا بیان ہے۔ ② [عَلِيَّيْنِ] اس دیوان کا نام ہے جس میں ابرار کے اعمال درج کیے جاتے ہیں۔

۵۵۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو ۵۵۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

۵۵۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۶۸/۵ من حديث يحيى بن الحارث به.

۵۵۹- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة في مسجد السوق، ح: ۴۷۷ عن مسدده، ومسلم، المساجد، باب فضل الصلوة المكتوبة في جماعة وانتظار الصلوة... الخ، ح: ۶۴۹ من حديث أبي معاوية الضرير به.

باجامعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”باجامعت نماز گھریا بازار میں اکیلے نماز (پڑھنے) کی بہ نسبت پچیس درجے زیادہ ہوتی ہے۔ وہ یوں کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور کامل اور اچھی طرح وضو کرے اور مسجد میں آئے اور اس کی نیت صرف نماز ہی ہو اور نماز ہی نے اسے اٹھایا ہو تو وہ جو قدم بھی اٹھائے گا اس سے اس کا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک غلطی معاف ہوگی حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہو جائے۔ اور جب مسجد میں داخل ہو جائے تو وہ نماز میں شمار ہوتا ہے جب تک کہ نماز اسے روکے رکھے۔ اور جب تک کوئی اپنی اس جگہ پر بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہو تو فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں: ”اے اللہ! اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔“ اور ان کی یہ دعا (اس وقت تک) جاری رہتی ہے جب تک کہ وہ وہاں کسی کو ایذا نہ دے یا بے وضو نہ ہو جائے۔“

۵۶۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جماعت کے ساتھ نماز پچیس نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ اور جب کوئی شخص بیابان میں نماز پڑھتا ہے اور اس کے رکوع اور سجود کو کامل کرتا ہے تو اس کا ثواب پچاس نمازوں تک پہنچ جاتا ہے۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ عبد الواحد بن زیاد نے

مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، وَذَلِكَ بِأَنْ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ التَّوَضُّوءَ وَأَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ وَلَا يَنْهَزُهُ - يَغْنِي - إِلَّا الصَّلَاةَ، - ثُمَّ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَخُطَّ بِهَا عَنْهُ خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ هِيَ تَحْسِبُهُ، وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، يَقُولُونَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، اللَّهُمَّ تَبَّ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ أَوْ يُحْدِثْ فِيهِ».

۵۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الصَّلَاةُ فِي جَمَاعَةٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ صَلَاةً، فَإِذَا صَلَّاهَا فِي فَلَاةٍ فَأَتَمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا بَلَعَتْ خَمْسِينَ صَلَاةً».

قال أَبُو دَاوُدَ: قال عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ

۵۶۰- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب فضل الصلوة في جماعة، ح: ۷۸۸ من حديث أبي معاوية به، وصححه ابن حبان، ح: ۴۳۱، والمحاكم على شرط الشيخين: ۲۰۸/۱، ووافقه الذهبي.

۲- کتاب الصلاة باجماعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

زِيَادٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْفَلَاةِ تُضَاعَفُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي الْجَمَاعَةِ» وَسَأَلَ الْحَدِيثَ. اس حدیث میں کہا: ”بیابان میں نماز (شہر اور آبادی کے اندر) جماعت کی نماز سے دوگنا ہوتی ہے۔“ اور (عبدالواحد نے مکمل) حدیث بیان کی۔

🌞 **ملاحظہ:** یعنی بیابان میں نماز کی فضیلت دوچند ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بیابان میں انسان اکیلا ہوتے ہوئے بھی اذان و اقامت کہہ کر نماز پڑھے تو وہ جماعت ہے۔

(المعجم ۴۹) - باب مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ فِي الظَّلَمِ (التحفة ۵۰) باب: ۴۹- اندھیرے میں نماز کے لیے پیدل جانے کی فضیلت

۵۶۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عُيَيْدَةَ الْحَدَّادُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَبُو سُلَيْمَانَ الْكَحَّالُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظَّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ النَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”خوشخبری دو، قیامت کے روز کامل نور کی، ان لوگوں کو جو اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل چل کے آتے ہیں۔“

🌞 **فائدہ:** اس میں آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے: ﴿نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتِمِّمْ لَنَا نُورَنَا وَآغْفِرْ لَنَا﴾ (تحریم: ۸) ”ان کا نور ان کے آگے اور دائیں دوڑتا ہوگا۔ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے۔“

(المعجم ۵۰) - باب مَا جَاءَ فِي الْهَدْيِ فِي الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ (التحفة ۵۱) باب: ۵۰- نماز کے لیے جانے کا ادب

۵۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَمْرِو حَدَّثَهُمْ ۵۶۲- جناب ابو ثمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے جبکہ وہ مسجد کو جا رہے

۵۶۱- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في فضل العشاء والفجر في الجماعة، ح: ۲۲۳ من حديث إسماعيل الكحال به، وقال: "غريب"، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن ماجه، ح: ۷۸۰، وابن خزيمة، ح: ۱۴۹۹ وغيرهما.

۵۶۲- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۲۴۱ من حديث داود بن قيس به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۴۱، وابن حبان، ح: ۳۱۶، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۳۸۶ وغيره.

۲- کتاب الصلاة ————— باجماعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

عن دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ: حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي أَبُو ثَمَامَةَ الْحَنَاطِيُّ أَنَّ كَعْبَ ابْنَ عُجْرَةَ أَذْرَكَهُ وَهُوَ يُرِيدُ الْمَسْجِدَ، أَذْرَكَ أَحَدَهُمَا صَاحِبَهُ، قَالَ: فَوَجَدَنِي وَأَنَا مُسَبِّكٌ يَدَيَّ، فَفَنَهَانِي عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُسَبِّكَنَّ يَدَيْهِ فَإِنَّهُ فِي صَلَاةٍ».

تھے۔ دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو پایا۔ کہتے ہیں کہ حضرت کعب نے مجھے پایا کہ میں اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں دیے ہوئے تھا، تو انہوں نے مجھے اس سے منع کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کا قصد کرے تو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں ہرگز نہ دے۔ کیونکہ وہ نماز میں ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی کتاب الصلاة ”باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره“ میں احادیث پیش کی ہیں جن سے اس عمل کی رخصت ثابت ہوتی ہے اور مذکورہ بالا حدیث بھی صحیح ہے (شیخ البانی رحمہ اللہ) ان میں جمع و تطبیق یہ ہے کہ اثنائے نماز یا نماز کی طرف جاتے ہوئے خاص طور پر یہ عمل منع ہے اور نہ ہی تشریف لے رہے۔ اس کے علاوہ میں نہیں۔ ② مسجد کو آتے ہوئے انگلیوں کو ایک دوسری میں دینا، انہیں جٹھکانا یا اس طرح کے دوسرے لایعنی عمل مثلاً دوڑنا، ادھر ادھر تاک جھاک، فضول گفتگو اور قہقہے لگانا وغیرہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کیونکہ آدمی حکماً نماز میں ہوتا ہے۔

٥٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاذٍ بْنِ عَبَّادٍ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ يَعْلَى ابْنِ عَطَاءٍ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ هُرْمُزٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَضَرَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ الْمَوْتُ فَقَالَ: إِنِّي مُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا مَا أُحَدِّثُكُمْوه إِلَّا احْتِسَابًا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، لَمْ يَرْفَعْ قَدَمَهُ الْيُمْنَى إِلَّا كَتَبَ

٥٦٣- جناب سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری کی موت کا وقت آ گیا تو اس نے کہا: میں تمہیں ایک حدیث سنا تا ہوں اور محض اجر کے لیے سنا تا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”جب تم میں سے کوئی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح کرتا ہے پھر نماز کے لیے نکلتا ہے تو جب وہ اپنا دایاں قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور وہ بائیں قدم نہیں نکالتا کہ اللہ عز و جل اس کی ایک غلطی معاف کر دیتا ہے۔ تو جو چاہے (مسجد کے) قریب رہے یا

٥٦٣- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي ٦٩/٣ من حديث أبي داود به، ووقع في سنده وهم مطبعي، والحدیث الآتی شاهد له.

اللہ عَزَّوَجَلَّ لَهُ حَسَنَةٌ، وَلَمْ يَضَعْ قَدَمَهُ
الْيُسْرَى إِلَّا حَطَّ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْهُ سَيِّئَةً،
فَلْيَقْرَبْ أَحَدَكُمْ أَوْ لِيَتَعَذَّ، فَإِنْ أَتَى
الْمَسْجِدَ فَصَلَّى فِي جَمَاعَةٍ غَيْرَ لَهُ فَإِنْ
أَتَى الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا بَعْضًا وَبَقِيَ
بَعْضٌ صَلَّى مَا أَدْرَكَ وَأَتَمَّ مَا بَقِيَ، كَانَ
كَذَلِكَ، فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا
فَأَتَمَّ الصَّلَاةَ، كَانَ كَذَلِكَ.

بعید۔ (تمہاری مرضی ہے۔) اگر وہ مسجد میں آ کر جماعت
کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی
ہے۔ اگر وہ مسجد میں آیا اور لوگ کچھ نماز پڑھ چکے تھے اور
کچھ باقی تھی تو جو اسے مل گئی اس نے ان کے ساتھ پڑھی
اور باقی کو پورا کر لیا تو ایسے ہی ہوگا۔ (یعنی اس کی بھی
مغفرت ہوگی۔) اور اگر وہ مسجد میں آیا اور لوگ نماز پڑھ
چکے تھے پھر اس نے (اکیلے ہی) نماز پوری کی تو بھی
ایسے ہی ہوگا۔ (یعنی بخشا جائے گا۔)

فائدہ: اس انداز کی کئی احادیث ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں اپنے آخری اوقات میں بیان فرمایا ہے اور واضح
کیا ہے کہ کہیں ہمیں علم چھپانے کا گناہ نہ ہو۔ دراصل ان احادیث میں اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ اور اعمال خیر پر انتہائی
اجر عظیم کا ذکر آیا ہے، جس سے عام لوگوں کے لیے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ چند ایک بار کے عمل پر بھیجے گئے اور پھر
بے عمل ہو جائیں گے۔ اس لیے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو کھلے عام بیان نہیں فرمایا بلکہ اپنے آخری اوقات میں
کتمانِ علم (علم چھپانے) کے گناہ کے خوف سے بیان کیا لہذا علماء اور وقایہ کو بھی ایسی احادیث خاص علمی حلقات اور
دانا لوگوں کی مجالس ہی میں بیان کرنی چاہئیں۔

باب: ۵۱- جو شخص نماز کی غرض سے آیا
مگر دیکھا کہ نماز ہو چکی ہے؟

(المعجم ۵۱) - بَابٌ فِي مَنْ خَرَجَ
يُرِيدُ الصَّلَاةَ فَسَقِ بِهَا (التحفة ۵۲)

۵۶۴- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی
ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا
(یعنی سنت کے مطابق کامل وضو) پھر (مسجد کی طرف)
گیا مگر لوگوں کو پایا کہ وہ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں تو اللہ
عز و جل ایسے بندے کو بھی اتنا ہی اجر عنایت فرماتا ہے
جتنا کہ اس کو جس نے جماعت میں حاضر ہو کر نماز پڑھی
ہو۔ اور یہ ان کے اجر میں کسی کی کا باعث نہیں ہوتا۔“

۵۶۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ
مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ طَحْلَاءَ عَنْ مُحْصِنِ بْنِ
عَلِيٍّ، عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ
فَأَحْسَنَ وَضُوءَهُ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ
صَلَّوْا، أَعْطَاهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ

صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَجْرِ هِمَّ شَيْئًا.

🌞 فائدہ: یہ فضل عظیم اس شخص کی حسن نیت اور جہد کمال کی بنا پر ہوتا ہے۔

(المعجم ۵۲) - باب مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ (التحفة ۵۳)

۵۶۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی بندویں کو اللہ کی مسجدوں سے مت روکو، لیکن انہیں چاہیے کہ زیب و زینت کے بغیر نکلیں۔“ (یعنی سادہ کیفیت میں آئیں۔)

۵۶۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حماد عن محمد بن عمرو، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: «لا تمنعوا إماء الله مساجد الله ولكن ليخروجن وهنَّ ثفلات».

🌞 فائدہ: یہ عمل عورتوں کے اپنے شوق پر مبنی ہے۔ اگر وہ اجازت لے کر مسجد میں آنا چاہیں تو روکا نہ جائے صحابیات آیا کرتی تھیں، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ باپردہ اور سادہ لباس میں آئیں۔ تاہم فضل یہی ہے کہ عورتیں گھر میں باپردہ ہو کر نماز پڑھیں۔ جیسا کہ آئندہ کی مزید احادیث سے واضح ہے۔

۵۶۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی بندویں کو اللہ کی مساجد سے منع نہ کرو۔“

۵۶۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حدثنا حماد عن أيوب، عن نافع، عن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: «لا تمنعوا إماء الله مساجد الله».

۵۶۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی عورتوں کو

۵۶۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا يزيد بن هارون: أخبرنا العوام بن

۵۶۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۳۸/۲ من حديث محمد بن عمرو به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۷۹، وابن حبان، ح: ۳۲۷، ورواه سلمة بن صفوان الزرقعي عن أبي سلمة به عند البخاري في التاريخ الكبير: ۷۹/۴.

۵۶۶- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: ۱۳، ح: ۹۰۰، ومسلم، الصلوة، باب خروج النساء إلى المساجد... الخ، ح: ۴۴۲ من حديث نافع به.

۵۶۷- تخریج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۷۶/۲ عن يزيد بن هارون به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۸۴، والحاكم على شرط الشيخين: ۲۰۹/۱، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند البيهقي: ۱۳۱/۳ وغيره.

حَوْشِبُ: حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمْ الْمَسَاجِدَ وَيَبُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ».

مساجد سے مت روکو مگر ان کے گھر ان کیلئے بہتر ہیں۔“

۵۶۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِئْذَنُوا لِلنِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ»، فَقَالَ ابْنُ لَهُ: وَاللَّهِ! لَا نَأْذُنُ لَهُنَّ فَيَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا، وَاللَّهِ! لَا نَأْذُنُ لَهُنَّ. قَالَ: فَسَبَّهُ وَغَضِبَ، وَقَالَ: أَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اِئْذَنُوا لَهُنَّ»، وَتَقُولُ: لَا نَأْذُنُ لَهُنَّ.

۵۶۸- جناب مجاہد نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”عورتوں کو رات کے وقت مساجد میں جانے کی خاطر اجازت دے دیا کرو۔“ اس پر ان کے ایک صاحبزادے نے ان سے کہا: قسم اللہ کی! ہم انہیں اجازت نہیں دیں گے۔ وہ اسے (باہر نکلنے کا) ایک بہانہ بنا لیں گی۔ قسم اللہ کی! ہم انہیں اجازت نہیں دیں گے۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے بہت سخت سست کہا اور ناراض ہو گئے۔ کہا کہ میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ”ان کو اجازت دو۔“ اور تم کہتے ہو کہ ہم انہیں اجازت نہیں دیں گے۔

🌅 فوائد و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اہم مسئلہ واضح فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں اپنی سوچ اور فہم و استدلال کو اہمیت دے۔ اس پر اصرار میں کفر کا اندیشہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونُوا لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ (الاحزاب: ۳۶) ”کسی بھی مومن مرد یا عورت کو حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ فرمادیں تو انہیں اپنے معاملے کا اختیار ہے۔“ افسوس ہے ایسے مسلمان کہلانے والوں پر جو اپنے ذوق و مزاج، عادات، رسم و رواج اور اپنے امام کے قول پر ایسے سخت ہوتے ہیں کہ آیات قرآنیہ کی تاویل اور احادیث صحیحہ کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں، حالانکہ ائمہ عظام کی اپنی سیرتیں اور ان کے اقوال اس معاملے میں انتہائی صاف اور بے میل ہیں۔ بطور مثال امام ابو حنیفہ کا قول ہے: [إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي] (حاشیہ ابن عابدین: ۶۸/۱) ”صحیح حدیث میرا مذہب ہے۔“ لَا يَجِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَأْخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ آيِنِ

۵۶۸- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة... الخ، ح: ۴۴۲ من حديث أبي معاوية به، وعلقه البخاري، ح: ۸۶۵ من حديث شعبة عن الأعمش عن مجاهد به.

أَخَذْنَاهُ (الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة من الفقهاء، لابن عبد البر) ”کسی کو رو انہیں کہ ہمارا قول اختیار کرے جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ ہم نے اسے کہاں سے لیا ہے۔“ ایک قول کے الفاظ یوں ہیں: [حَرَامٌ عَلَى مَنْ لَمْ يَعْرِفْ ذَلِيلِي أَوْ يُفَنِّي بِكَلاَمِي] ”جس شخص کو میری دلیل معلوم نہ ہو، اسے میرے قول پر فتویٰ دینا حرام ہے۔“ ایسے ہی دیگر ائمہ کرام کے اقوال بھی اس مفہوم میں ثابت ہیں۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ) ⑤ ان احادیث کی رُو سے عورتوں کو مسجدوں میں جانے کی اجازت ہے، مگر شرط یہ ہے کہ باپردہ ہوں، خوشبو اور دیگر زیب و زینت سے مبرا ہوں مگر اللہ تعالیٰ اصلاح حال فرمائے صورت حال واقعاً بہت خطرناک ہے۔ ⑥ ان احادیث سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو حج یا عمرہ کے سفر سے نہیں روک سکتا کیونکہ یہ سفر [مسجد حرام] کی طرف ہوتا ہے اور یہ تمام مساجد سے افضل ہے اور حج و عمرہ شرعی فرائض میں سے ہیں۔ اس لیے استطاعت کی صورت میں خاندان کو بیوی کا یہ جائز اور شرعی مطالبہ اولین فرصت میں پورا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(المعجم ۵۳) - باب التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ باب: ۵۳۔ اس مسئلے میں تشدید کا بیان

(التحفة ۵۴)

۵۶۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَخَذَتْ النِّسَاءَ لَمَنْعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مَنَعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ. قَالَ يَحْيَى: فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ: أَمْنِعُهُ نِسَاءَ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ..

۵۶۹- عمرہ بنت عبد الرحمن سے مروی ہے انہوں نے بتلایا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ یہ صورت حال دیکھ لیتے جو عورتوں نے اپنائی ہے تو انہیں مسجدوں میں آنے سے منع فرما دیتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

یہی کہتے ہیں کہ میں نے عمرہ سے کہا کہ کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو اس سے روک دیا گیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

🌟 فائدہ: اگرچہ حقیقت واقعہ ہمارے اس دور میں از حد ناگفتہ بہ ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور اللہ کی شریعت ہی رائج ہے۔ اگر عورتوں کو ان کی غلط کیشیوں کی بنا پر مسجدوں سے روکنا جائز ہو تو بازار یا دیگر مقامات سے روکنا اور زیادہ اولیٰ ہوگا۔ مگر صحیح یہی ہے کہ باپردہ ہو کر نکلیں، خوشبو نہ لگائی ہو، چلتے ہوئے پاؤں نہ چلیں اور آواز دار زیور نہ پہنے ہوں وغیرہ۔

۵۶۹- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب انتظار الناس قيام الإحرام العالم، ح: ۸۶۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي) ۱/ ۱۹۸ (والقنبي، ص: ۱۱۵، ۱۱۶)، ورواه مسلم، الصلوة، باب خروج النساء إلى المساجد... الخ، ح: ۴۴۵ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

باجاماعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

۵۷۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”عورت کی نماز اس کے اپنے گھر میں صحن کی بجائے کمرے کے اندر زیادہ افضل ہے بلکہ کمرے کی بجائے (اندرونی) کوٹھڑی میں اور زیادہ افضل ہے۔“

۵۷۰- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: أَنَّ عَمْرُو

ابْنَ عَاصِمٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُوَرِّقٍ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا، وَصَلَاتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا».

🌞 فائدہ: غرض یہ ہے کہ عورت جس قدر ہو سکے پردے کا اہتمام کرے۔

۵۷۱- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر ہم یہ دروازہ عورتوں کے لیے چھوڑ دیں (انہی کے لیے مخصوص کر دیں تو بہت بہتر ہو)“ نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مرتے دم تک اس دروازے سے مسجد میں نہیں آئے۔

۵۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ تَرَكْنَا هَذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ». قَالَ نَافِعٌ: فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابْنُ عُمَرَ حَتَّى مَاتَ.

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس روایت کو اسماعیل بن

ابراہیم نے ایوب سے انہوں نے نافع سے روایت کیا ہے لیکن انہوں نے اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بتایا ہے اور یہی بات زیادہ صحیح ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ

إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَهَذَا أَصَحُّ.

🌞 فائدہ: چاہیے کہ مساجد میں ایسا اہتمام ہو کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو۔ (یہ حدیث چچے گزر چکی

ہے: ۴۶۲)

باب: ۵۴- نماز کے لیے دوڑ کر آنا

(المعجم ۵۴) - باب السَّغِيِّ إِلَى الصَّلَاةِ
(التحفة ۵۵)

۵۷۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۶۸۸ من حديث عمرو بن عاصم به، وصححه ابن حبان، ح: ۳۲۹، ۳۳۰، والحاكم ۲۰۹/۱، ووافقه الذهبي، وأصله عند الترمذي، ح: ۱۱۷۳، وقال: "حسن صحيح غريب" * قتادة مدلس وعنعن، ولا أصل الحديث شواهد كثيرة.

۵۷۱- تخریج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۴۶۲.

۵۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ”جب نماز کی اقامت ہو جائے تو تم اس کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آیا کرو بلکہ چلتے ہوئے آؤ اور اطمینان و سکون اختیار کرو۔ تو جھل جائے پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے مکمل کر لو۔“

۵۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ وَأَتُوهَا تَمْشُونَ، وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا».

امام ابو داؤد نے کہا: زبیدی، ابن ابی ذئب، ابراہیم بن سعد، معمر اور شعیب بن ابی حمزہ نے زہری سے [وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا] ”جو تم سے رہ جائے اسے مکمل کر لو۔“ کے لفظ روایت کیے ہیں مگر اکیلے ابن عیینہ نے زہری سے [فَأَقْضُوا] ”قضا دو۔“ بیان کیا ہے۔ اور محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور جعفر بن ربیعہ نے اعرج سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے [فَأَتِمُّوا] روایت کیا ہے اور ابن مسعود ابو قتادہ اور انس رضی اللہ عنہ سبھی نے نبی ﷺ سے [فَأَتِمُّوا] کا لفظ بیان کیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا قَالَ الزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ أَبِي ذَيْبٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ وَمَعْمَرٌ وَشُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ: عَنِ الزُّهْرِيِّ «وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا» وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: عَنِ الزُّهْرِيِّ وَحَدَّثَهُ «فَأَقْضُوا» وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ «فَأَتِمُّوا» وَابْنُ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَأَبُو قَتَادَةَ وَأَنْسَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ قَالُوا: «فَأَتِمُّوا».

فوائد و مسائل: ① لفظ [فَأَتِمُّوا] ”مکمل کرو۔“ سے استدلال یہ ہے کہ مسبوق (جسے پوری جماعت نہ ملے ہو) جہاں سے اپنی نماز شروع کرتا ہے وہ اس کی ابتدا ہوتی ہے اور بعد از جماعت کی نماز اس کا آخر۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل دیے ہیں کہ اکثر رواۃ [فَأَتِمُّوا] کا لفظ بیان کرتے ہیں مگر کچھ حضرات کہتے ہیں کہ [فَأَقْضُوا] ”قضا دو۔“ کا مفہوم یہ ہے کہ مسبوق امام کے ساتھ جو پڑھتا ہے وہ اس کی نماز کا آخری حصہ ہوتا ہے جیسے کہ امام کی نماز کا ”لَبَّذا اُٹھ

۵۷۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأذنان، باب: لا يسمعى إلى الصلوة وليأتها بالسكينة والوقار، ح: ۶۳۶، ومسلم، المساجد، باب استحباب إتيان الصلوة بوقار وسكينة، والنهي عن إتيانها سعيًا، ح: ۶۰۲ من حديث ابن شهاب الزهري به باختلاف يسير.

کر اسے فوت شدہ نماز کی قضا کی نیت کرنی چاہیے۔ لیکن یہ لفظ شاذ ہے جیسا کہ اس کی بابت شیخ البہانی رحمہ اللہ کی صراحت آگے آ رہی ہے۔ اس لیے رائج یہ ہے کہ جہاں سے شروع کرے گا وہ اس کی ابتدا ہی ہوگی اور لفظ [فَاقْضُوا] میں قضا ہمیشہ فوت شدہ کیلئے استعمال نہیں ہوتا بلکہ ”ادا کرنے اور پورا کرنے“ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ مثلاً ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ.....﴾ ”جب نماز پوری ہو جائے.....“ اور ﴿فَإِذَا قُضِيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ.....﴾ ”جب تم اپنے مناسک حج پورے کر لو.....“ اس طرح [فَاتِمُوا] اور [فَاقْضُوا] میں تعارض نہیں رہتا۔ (عون المعبود) ⑤ سورہ جمعہ کی آیت کریمہ میں بظاہر اللہ کے ذکر کی طرف ”دوڑ کر“ آنے کا حکم ہے: ﴿إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ﴾ اور حدیث مذکورہ بالا میں سَعَى (دوڑنا) منع ہے تو اس میں تعارض کا حل یہ ہے کہ دراصل آیت کریمہ میں حکم یہ ہے کہ اپنے مشاغل دنیوی یا غفلت اور کسل مندی و سستی کو ترک کر کے جمعہ کے لیے جلدی کرو۔ گویا آیت میں سَعَى (دوڑ کر آنے) کا مطلب فوراً دنیوی مشاغل ترک کر کے مسجد میں پہنچنا ہے۔ اور حدیث میں مسجد کی طرف آنے کا ادب بتایا گیا ہے کہ ”دوڑنے“ کی بجائے ”باوقار چال“ سے چل کر آؤ۔

۵۷۳- ابو سلمہؒ حضرت ابو ہریرہؓ سے وہ

نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”نماز کے لیے آؤ تو اطمینان و سکون سے آؤ۔ جو پالو پڑھ لو اور جو پڑھی جا چکی ہو اس کی قضا دو۔“ (یعنی پورا کر لو۔)

۵۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبْطَالِيُّ:

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اتَّبُوا الصَّلَاةَ وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ، فَصَلُّوا مَا أَدْرَكْتُمْ وَاقْضُوا مَا سَبَقَكُمْ».

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اسی طرح ابن سیرین نے

حضرت ابو ہریرہؓ سے [وَلْيَقْضِ] روایت کیا ہے۔ ایسے ہی ابو رافع نے بھی (حضرت ابو ہریرہؓ سے) روایت کیا ہے اور حضرت ابو ذرؓ سے [فَاتِمُوا] اور [اقضوا] مروی ہے۔ اور اس میں اختلاف کیا گیا ہے۔ (یعنی بعض ان سے ”اتِمُوا“ کا لفظ بیان کرتے ہیں اور بعض ”اقضوا“ کا۔)

قال أبو داود: وكذا قال ابن سيرين: عن أبي هريرة «وليقض»، وكذا قال أبو رافع: عن أبي هريرة. وأبو ذر روي عنه «فاتموا» «واقضوا» واختلف فيه.

(المعجم ۵۵) - بَابُ: فِي الْجَمْعِ فِي الْمَسْجِدِ مَرَّتَيْنِ (التحفة ۵۶)

باب: ۵۵- مسجد میں دوبار جماعت کا ہونا

۵۷۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَسَدِيِّ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَبْصَرَ رَجُلًا يُصَلِّي وَخَدَّهُ، فَقَالَ: «أَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلَى هَذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ».

۵۷۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا ایک آدمی اکیلے ہی نماز پڑھ رہا ہے تو آپ نے فرمایا: ”کیا کوئی آدمی اس پر صدقہ نہیں کر سکتا کہ اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے؟“

🌞 فوائد و مسائل: ① جامع ترمذی میں درج ذیل حدیث کا عنوان ہے: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ قَدْ صَلَّى فِيهِ مَرَّةً ”جس مسجد میں ایک بار (جماعت) نماز ہو چکی ہو اس میں جماعت کا بیان۔“ صحابہ و تابعین کے علاوہ امام احمد اور اسحاق بن راہویہ اس کے قائل ہیں۔ مگر کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ دیر سے آنے والے اپنی نماز اکیلے ہی پڑھیں۔ مثلاً امام سفیان، ابن مبارک، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ غالباً ان کی نظر اس پہلو پر ہے کہ لوگوں میں پہلی جماعت کی اہمیت قائم رہے اور وہ اس سے غافل نہ ہوں۔ بہر حال درج ذیل صحیح حدیث سے دوسری جماعت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ② چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے۔ (ابن ابی شیبہ۔ بحوالہ نیل الاوطار: ۱۷۱/۳) ③ اکیلے نماز پڑھنے والے کو اپنا امام بنالیا جائز ہے اگرچہ دوسرے نے اپنی نماز پڑھ لی ہو اور پہلے نے شروع میں امام بننے کی نیت نہ کی ہو۔

(المعجم ۵۶) - بَابُ: فَيَمْنُ صَلَّى فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أَذَرَكَ الْجَمَاعَةَ يُصَلِّيَ مَعَهُمْ (التحفة ۵۷)

باب: ۵۶- جو شخص اپنی منزل میں نماز پڑھ کر آیا ہو پھر جماعت کو پائے تو ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھے

۵۷۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ أَسَدٍ وَالِدِ

۵۷۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في الجماعة في مسجد قد صلى فيه مرة، ح: ۲۲۰ من حديث سليمان بن الأسود الناجي به، وقال: "حسن" وزاد: "قام رجل ف صلى معه"، وصححه ابن خزيمة، ۱۶۳۲، وابن حبان، ح: ۴۳۶، ۴۳۸، والحاكم، ۲۰۹/۱، ووافقه الذهبي.

۵۷۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في الرجل يصلي وحده ثم يندرك الجماعة، ح: ۲۱۹ من حديث يعلى بن عطاء به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۷۹، وابن حبان، ح: ۴۳۴، ۴۳۵، ورواه النسائي، ح: ۸۵۹.

باجامعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز پڑھی جبکہ وہ نوجوان تھے۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو دیکھا کہ دو آدمی مسجد کی ایک جانب میں موجود ہیں اور انہوں نے (جماعت کے ساتھ) نماز نہیں پڑھی۔ آپ نے انہیں بلوایا۔ انہیں آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو ان کی یہ حالت تھی کہ ان کے پٹھے کانپ رہے تھے۔ آپ نے پوچھا: ”تمہیں کیا رکاوٹ تھی کہ ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟“ انہوں نے کہا: ہم اپنی منزل میں نماز پڑھ آئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”ایسے نہ کیا کرو۔ جب تم میں سے کوئی اپنی منزل میں نماز پڑھ چکا ہو پھر امام کو پائے کہ اس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تو اس کے ساتھ بھی مل کر پڑھے یہ اس کے لیے نفل ہوگی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ باوجود یکہ از حد متواضع تھے انتہائی بارعب و باہمت بھی تھے اور اس کی واحد وجہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا تقویٰ اور اس کی خشیت تھی۔ ② جس نے اکیلے نماز پڑھی ہو پھر اس کو جماعت مل جائے تو وہ امام کے ساتھ مل کر دوبارہ نماز پڑھے۔ ③ خواہ نماز کوئی سی ہو، ظاہر الفاظ حدیث سے اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ ④ معلوم ہوا کہ شرعی سبب کے باعث فجر اور عصر کے بعد نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ ⑤ اس میں یہ بھی ہے کہ اکیلے کی نماز ہو جاتی ہے اگرچہ جماعت سے پڑھنا ضروری ہے۔ ⑥ یہ بھی ثابت ہوا کہ پہلی نماز فرض اور دوسری نفل ہوگی۔

۵۷۶- جناب جابر بن یزید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ میں فجر کی نماز پڑھی۔ اور اوپر والی حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۵۷۷- حضرت یزید بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۵۷۶- حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصُّبْحَ بِمَنْىَ بِمَعْنَاهُ.

۵۷۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ

۵۷۶- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الہ حدیث السابق.

۵۷۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۲۷۶، والطبراني: ۲۲/ ۲۳۸ من حدیث معن بن عیسیٰ بہ ۴۱

کہ میں آیا اور نبی ﷺ نماز میں تھے۔ میں بیٹھ گیا، ان کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوا۔ پھر آپ فارغ ہوئے تو ہماری طرف رخ کیا اور مجھے بیٹھے دیکھا تو پوچھا: ”یزید! کیا تم مسلمان نہیں ہوئے ہو؟“ میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو تمہیں کیا ہوا کہ تم لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوئے؟“ میں نے عرض کیا کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھ کر آیا ہوں اور میرا خیال تھا کہ شاید آپ نماز پڑھ چکے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم نماز کے لیے آؤ اور لوگوں کو نماز میں پاؤ تو ان کے ساتھ مل کر پڑھو اگرچہ اکیلے پڑھ چکے ہو۔ یہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی اور وہ (پہلی نماز) فرض۔“

۵۷۸- جناب عقیف بن عمرو بن مسیب کہتے ہیں کہ مجھے بنی اسد بن خزیمہ کے ایک شخص نے بتایا کہ اس نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا کہ ہم میں سے ایک اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہے اور پھر مسجد میں آتا ہے اور نماز کی اقامت ہو جاتی ہے تو میں ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیتا ہوں مگر اس سے میرے دل میں کچھ کھٹک سی ہے۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے اس بارے میں نبی ﷺ سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا: ”یہ اس کے لیے جماعت کا ایک حصہ ہے۔“ (یعنی اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ باعث ثواب ہے۔)

عِيسَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ نُوحِ بْنِ صَعَصَعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: جِئْتُ وَالنَّبِيَّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ، فَجَلَسْتُ وَلَمْ أَذْخُلْ مَعَهُمْ فِي الصَّلَاةِ. قَالَ: فَانْصَرَفَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَأَى يَزِيدَ جَالِسًا فَقَالَ: «أَلَمْ تُسَلِّمْ يَا يَزِيدُ؟» قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ أَسْلَمْتُ. قَالَ: «فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ مَعَ النَّاسِ فِي صَلَاتِهِمْ؟» قَالَ: إِنِّي كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِي مَنْزِلِي وَأَنَا أَحْسِبُ أَنْ قَدْ صَلَّيْتُمْ، فَقَالَ: «إِذَا جِئْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَوَجَدْتَ النَّاسَ فَصَلِّ مَعَهُمْ، وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ تَكُنْ لَكَ نَافِلَةٌ وَهَذِهِ مَكْتُوبَةٌ.»

۵۷۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى ابْنِ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ بُكَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَقِيفَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ فَقَالَ: يُصَلِّي أَحَدُنَا فِي مَنْزِلِهِ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ وَتَقَامُ الصَّلَاةُ فَأُصَلِّي مَعَهُمْ فَأَجِدُ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا. فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ: سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «فَذَلِكَ لَهُ سَهْمٌ جَمْعٌ.»

﴿ نوح بن صعصعة مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان. ﴾

۵۷۸- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۳۰۰ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ: ۱/ ۱۳۳

موقوف * رجل من بني أسد لم أعرفه.

(المعجم ۵۷) - بَابُ: إِذَا صَلَّى فِي

جَمَاعَةٍ ثُمَّ أَدْرَكَ جَمَاعَةً يُعِيدُ

(التحفة ۵۸)

باب: ۵۷- جب کسی آدمی نے جماعت

سے نماز پڑھ لی ہو پھر دوسری جماعت

پائے تو دوبارہ پڑھ سکتا ہے؟

۵۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ

ابْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ

شُعَيْبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي مَوْلَى مَيْمُونَةَ

قَالَ: أَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ عَلَى الْبَلَاطِ وَهُمْ

يُصَلُّونَ، فَقُلْتُ: أَلَا تُصَلِّي مَعَهُمْ؟ قَالَ:

قَدْ صَلَّيْتُ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

يَقُولُ: «لَا تُصَلُّوا صَلَاةً فِي يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ».

۵۷۹- سلیمان یعنی مولیٰ میمونہ کہتے ہیں کہ میں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ان کی بیٹھک پر آیا وہاں

لوگ نماز پڑھ رہے تھے (اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں شریک

نہ تھے) میں نے ان سے کہا: کیا آپ ان کے ساتھ نماز

نہیں پڑھتے؟ انہوں نے کہا کہ میں پڑھ چکا ہوں۔ میں

رسول اللہ ﷺ سے سن چکا ہوں آپ فرماتے تھے:

”ایک نماز کو ایک دن میں دو بار مت پڑھو۔“

🌞 فائدہ: اس کا مطلب ہے کہ اپنے طور پر بغیر کسی سبب کے ایک نماز کو دوبارہ نہ پڑھو۔ تاہم کوئی سبب ہو تو دوبارہ

پڑھنا جائز ہے۔ جیسے کسی نے پہلے اکیلے نماز پڑھی ہو پھر جماعت پائے یا کسی اکیلے کے ساتھ بطور صدقہ نماز میں

شریک ہو تو جائز ہے۔ (حدیث: ۵۷۴) یا کسی کی امامت کرائے تو بھی جائز ہے۔ (حدیث: ۵۹۹) ان صورتوں میں

دوسری مرتبہ پڑھی گئی نماز اس کے لیے نفلی نماز ہوگی۔

باب: ۵۸- امامت کی فضیلت اور احکام کا بیان

(المعجم ۵۸) - بَابُ جُمَاعِ الْإِمَامَةِ

وَفَضْلُهَا (التحفة ۵۹)

۵۸۰- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے: ”جو

شخص لوگوں کی امامت کرائے اور بروقت کرائے تو یہ

اس کے لیے اور نمازیوں کے لیے باعث اجر ہے اور

۵۸۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ

الْمَهْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي

يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

حَزْمَلَةَ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ:

۵۷۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب سقوط الصلوة عن صلي مع الإمام في المسجد

جماعة، ح: ۸۶۱ من حديث حسين المعلم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۴۱، وابن حبان، ح: ۴۳۲، وبوب عليه

ابن خزيمة "باب النهي عن إعادة الصلوة على نية الفرض"، وحديث الموطأ: ۱/۱۳۳ يؤيده.

۵۸۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يجب على الإمام، ح: ۹۸۳ من

حديث عبدالرحمن بن حزملة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۱۳، وابن حبان، ح: ۳۷۴، والحاكم: ۱/۲۱۰، ووافقه الذهبي.

سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ غَامِرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَمَّ النَّاسَ نمازیوں پر نہیں۔» فَأَصَابَ الْوَقْتَ فَلَهُ وَلَهُمْ، وَمَنْ انْتَقَصَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعَلَيْهِ وَلَا عَلَيْهِمْ».

🌞 فائدہ: امام کی ذمہ داری انتہائی اہم ہے۔ اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا تتبع ہوتے ہوئے لوگوں کا مقتدا (پیشوا) بننا چاہیے نہ کہ ان کی مشا پر چلنے والا۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ صاحب علم و فراست ہو صرف اللہ سے ڈرنے والا ہو، لہیت اور داعیانہ جذبات سے مملو ہو۔ گویا امام کو صاحب عزیت بھی ہونا چاہیے اور اپنی ذمہ داری کو صحیح طریقے سے ادا کرنے والا بھی۔

(المعجم ۵۹) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ التَّدَافِعِ عَنِ الْإِمَامَةِ (التحفة ۶۰)

باب: ۵۹- امامت کا بار ایک دوسرے پر ڈالنے کی کراہیت

۵۸۱- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ الْأَزْدِيِّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ أُمُّ غُرَابٍ عَنْ عَقِيلَةَ - امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي فِزَارَةَ مَوْلَاةٍ لَهُمْ - عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ أَخْبَتْ خَرَشَةَ بْنَ الْحُرِّ الْفَزَارِيَّ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَدَافَعَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ لَا يَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ».

۵۸۱- طلحہ ام غراب، عقیلہ سے جو کہ بنی فزارہ کی ایک خاتون تھی اور ان کی آزاد کردہ لونڈی تھی، وہ سلامہ بنت حر سے جو خرشہ بن حرفزاری کی بہن تھی بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے: ”(قرب) قیامت کی علامات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اہل مسجد امامت کو ایک دوسرے پر ٹالیں گے اور کسی کو نہیں پائیں گے جو ان کی امامت کرائے۔“

🌞 توضیح: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم معنوی طور پر اس لیے صحیح ہے کہ قیامت کے قریب شرعی علم کی ناقدری ہو جائے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک دوسرے کو کہے گا کہ تم امامت کراؤ، میں اس کا اہل نہیں ہوں کیونکہ وہ سب علم شریعت سے بے بہرہ ہوں گے۔ اس لیے جو صاحب صلاحیت ہو یعنی علم و فضل سے بہرہ ور ہو تو بلاوجہ اس عمل سے انکار نہ کرے۔ نیز مسلمانوں کو ایسے افراد تیار کرتے رہنا چاہیے جو ان کے دینی امور کے کفیل بن سکیں۔

(المعجم ۶۰) - بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ؟ (التحفة ۶۱)

باب: ۶۰- امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

۵۸۱- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يجب على الإمام، ح: ۹۸۲ من حديث أم غراب به * أم غراب وعقيلة لا يعرف حالهما.

۵۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَوْسَ بْنَ ضَمْعَجٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَذَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرُوهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ وَأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَلْيُؤْمِّهُمْ أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَلْيُؤْمِّهُمْ أَكْبَرُهُمْ سِنًا، وَلَا يُؤْمِّ الرَّجُلُ فِي بَيْتِهِ وَلَا فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلِسُ عَلَى تَكْرِيمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

۵۸۲- حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قوم کی وہ شخص امامت کرائے جو قرآن کریم کا بڑا اور پرانا قاری ہو۔ اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو ہجرت کرنے میں اول ہو۔ اگر ہجرت میں برابر ہوں تو بڑی عمر والا امامت کرائے۔ اور کوئی شخص کسی دوسرے کے گھر میں امامت کرائے نہ اس کی حکومت کی جگہ میں اور نہ اس کی خاص مسند ہی پر بیٹھے (جو اس کی عزت کی جگہ ہو) (الایہ کہ وہ اجازت دے۔“

قال شُعْبَةُ فَقُلْتُ لِإِسْمَاعِيلَ: مَا تَكْرِمَتُهُ؟ قَالَ: فَرَأَشُهُ.

شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے اسماعیل سے پوچھا: [تکرمته] کا کیا مفہوم ہے؟ انہوں نے کہا: ”اس کا بستر۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ہمارے اس دور میں ”حافظ، قاری اور عالم“ ہونے کے خاص معیار متعارف ہو گئے ہیں حالانکہ سلف کے ہاں یہ فرق معروف نہ تھے۔ حافظ حضرات ایک حد تک مجتہد اور صاحب علم بھی ہوتے تھے اور ان کا لقب ”قاری“ ہوتا تھا چونکہ نماز کا تعلق قرآن مجید کی قراءت کے ساتھ ساتھ دیگر اہم مسائل سے بھی ہے اس لیے ایسا شخص افضل ہے جو حافظ اور عالم ہو۔ صرف حافظ ہونا فضیلت ہے افضلیت نہیں۔ ② اس حدیث کی دوسری روایت میں قاری کے بعد ”سنت کے عالم“ کا درجہ بیان ہوا ہے۔ ③ ہجرت کی فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے ساتھ مخصوص تھی۔ ④ کسی دوسرے شخص کے حلقہ عمل میں بلا اجازت امامت کرانا (اور ضمناً فتوے دینے شروع کر دینا) شرعاً ممنوع ہے۔ ایسے ہی اس کی خاص مسند (نشست یا بستر) پر بلا اجازت بیٹھنا بھی منع ہے۔

۵۸۳- حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ: «وَلَا يُؤْمِّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ».

۵۸۳- جناب ابن معاذ راوی ہیں کہ میرے والد نے شعبہ سے یہ حدیث بیان کی اس میں انہوں نے کہا: ”کوئی آدمی دوسرے کی حکومت (سربراہی) کی جگہ میں امامت نہ کرائے۔“

۵۸۲- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ۶۷۲ من حديث شعبة به.

۵۸۳- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

امام ابو داود نے کہا: اور اسی طرح یحییٰ القطان نے شعبہ سے [أَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً] روایت کیا ہے۔ (یعنی قراءت میں پرانا ہو۔)

۵۸۴- اوس بن ضمعج حضرمی حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہا: ”اگر قراءت قرآن میں برابر ہوں تو سنت کا زیادہ عالم امامت کرائے۔ اگر سنت میں برابر ہوں تو وہ امام بنے جو ہجرت میں اول ہو۔“ اس روایت میں [أَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً] بیان نہیں کیا۔ (یعنی قراءت میں پرانا ہونے کا ذکر نہیں کیا۔)

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: حجاج بن ارطاة نے اسماعیل سے روایت کیا: ”کسی کی مسند (عزت کی جگہ) پر بغیر اس کی اجازت کے مت بیٹھو۔“

۵۸۵- حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیے ہوئے تھے کہ لوگ جب نبی ﷺ کے پاس آتے تو ہمارے پاس سے گزر کر آتے اور واپسی پر بھی ہمارے پاس سے ہو کر جاتے اور ہمیں بتایا کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ایسے کہا ہے۔ اور میں ایک ذہین لڑکا تھا۔ اس طرح میں نے کافی سارا قرآن حفظ کر لیا۔ آخر کار میرے والد اپنی قوم کا ایک وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا قَالَ يَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ شُعْبَةَ: «أَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً».

۵۸۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، وَلَمْ يَقُلْ فَأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً».

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: «وَلَا تَقْعُدْ عَلَى تَكْرِمَةِ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

۵۸۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: كُنَّا بِحَاضِرِ يَمْرُؤَ بَنِي النَّاسِ إِذَا أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ فَكَانُوا إِذَا رَجَعُوا مَرُّوا بِنَا فَأَخْبَرُونَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ كَذَا وَكَذَا، وَكُنْتُ غَلَامًا حَافِظًا، فَحَفِظْتُ مِنْ ذَلِكَ قُرْآنًا كَثِيرًا، فَأَنْطَلَقَ أَبِي وَافِدًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَعَلِمَهُمُ الصَّلَاةَ

۵۸۴- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين.

۵۸۵- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب (۵۴) بعد باب مقام النبي ﷺ بمكة زمن الفتح، ح: ۴۳۰۲ من حديث أيوب السخيتاني به.

آپ ﷺ نے انہیں نماز کی تعلیم دی اور فرمایا: ”تمہارا وہ آدمی امامت کرائے جو قرآن سب سے زیادہ پڑھا ہو۔“ چنانچہ میں ہی قوم میں زیادہ پڑھا ہوا تھا کیونکہ میں (بہت دنوں سے) قرآن یاد کرتا رہا تھا۔ تو انہوں نے مجھے امامت کے لیے آگے کر دیا اور میں ان کی امامت کرانے لگا۔ اور مجھ پر زرد رنگ کی ایک چھوٹی سی چادر ہوا کرتی تھی۔ جب میں سجدے میں جاتا تو کچھ بے پردہ سا ہو جاتا۔ ہماری عورتوں میں سے ایک نے کہا: ہم سے اپنے قاری کا ستر تو ڈھانپ دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے مجھے ایک عمامی قمیص خرید کر دی۔ اس سے مجھے ایسی خوشی ہوئی کہ اسلام لانے کے بعد کسی اور شے سے نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ میں ان کی امامت کرایا کرتا تھا اور میری عمر اس وقت سات یا آٹھ سال تھی۔

وقال: «يُؤمُّكُمْ أَقْرَأُكُمْ»، فَكُنْتُ أَقْرَأَهُمْ لِمَا كُنْتُ أَحْفَظُ فَقَدَّمُونِي فَكُنْتُ أَوْمُئِهِمْ وَعَلَيَّ بُرْدَةٌ لِي صَغِيرَةٌ صَفْرَاءُ، فَكُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَكَشَّفَتْ عَنِّي، فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِّنَ النِّسَاءِ: «وَارُوا عَنَّا عَوْرَةَ قَارِئِكُمْ»، فَاشْتَرَوُا لِي قَمِيصًا عُمَامِيًّا، فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَارِحِي بِهِ فَكُنْتُ أَوْمُئِهِمْ وَأَنَا ابْنُ سَبْعٍ أَوْ ثَمَانٍ سِنِينَ.

 فوائد و مسائل: ① حسب ضرورت چھوٹی عمر کا نو عمر بچہ جب قرآن کا قاری اور نماز کے مسائل کو سمجھتا ہو تو اسے امام بنایا جاسکتا ہے۔ ② امام اگر نفل پڑھ رہا ہو تو اس کے پیچھے فرض کی نیت کی جاسکتی ہے کیونکہ بچے کی نماز اس کے حق میں نفل ہوتی ہے۔

۵۸۶- جناب عاصم احول حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں اس میں ہے کہ میں ان کی امامت کراتا اور مجھ پر ایک پیوندگی چادر ہوتی تھی جس میں ایک سوراخ تھا۔ جب میں سجدے میں جاتا تو میری مقعد اس سے نگلی ہو جاتی تھی۔

۵۸۶- حَدَّثَنَا الثَّمِيلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَكُنْتُ أَوْمُئِهِمْ فِي بُرْدَةٍ مُّوَصَّلَةٍ فِيهَا فَتَقٌ فَكُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ خَرَجَتْ اسْتِي.

 فائدہ: نماز میں ستر ڈھانپنا واجب ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے امام کے لیے عمامی قمیص خریدی۔ (مذکورہ بالا حدیث: ۵۸۵)

۵۸۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القبلة، باب الصلوة في الإزار، ج: ۷۶۸ من حديث عاصم الأحول به، وانظر الحديث السابق.

۵۸۷- جناب مسعر بن حبیب جرمی نے حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس اپنا وفد لے کر گئے۔ ان لوگوں نے جب واپسی کا ارادہ کیا تو کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری امامت کون کرے؟ آپ نے فرمایا: ”جس نے قرآن زیادہ یاد کیا ہو۔“ چنانچہ برادری میں کوئی ایسا نہ تھا جسے اس قدر قرآن آتا ہو جتنا کہ مجھے آتا تھا۔ تو انہوں نے مجھے آگے کر دیا اور میں نوعمر لڑکا تھا اور مجھ پر میری چادر (شملہ) ہوتی تھی۔ میں اپنی قوم بنی جرم کے جس اجتماع میں بھی ہوتا میں ہی ان کی امامت کرایا کرتا اور ان کے جنازے بھی پڑھاتا اور آج تک پڑھا رہا ہوں۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے مسعر بن حبیب سے۔ انہوں نے عمرو بن سلمہ سے روایت کیا کہ جب میری قوم اپنا وفد نبی ﷺ کی خدمت میں لے کر آئی۔ اس سند میں [عَنْ أَبِيهِ] کا واسطہ نہیں ہے۔

۵۸۸- جناب نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ جب مہاجرین اولین رسول اللہ ﷺ سے پہلے ہجرت کر کے آئے تو انہوں نے مقام عصبہ پر (قبا کے قریب) پڑاؤ کیا تو سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ ان کی امامت کرایا کرتے تھے۔ ان لوگوں میں انہیں ہی قرآن سب سے زیادہ یاد تھا۔ یثم نے اضافہ کیا کہ اس جماعت میں حضرت عمر بن خطاب اور ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہما بھی ہوتے تھے۔

۵۸۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرِ بْنِ حَبِيبٍ الْجَرْمِيِّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُمْ وَقَدُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أَرَادُوا أَنْ يَنْصَرِفُوا قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ يَوْمُنَا؟ قَالَ: «أَكْثَرُكُمْ جَمْعًا لِلْقُرْآنِ، أَوْ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ»، فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ جَمَعَ مَا جَمَعْتُ، فَقَدَّمُونِي وَأَنَا غُلَامٌ وَعَلَيَّ شِمْلَةٌ لِي. قَالَ: فَمَا شَهِدْتُ مَجْمَعًا مِنْ جَرْمٍ إِلَّا كُنْتُ إِمَامَهُمْ وَكُنْتُ أَصْلِي عَلَى جَنَائِزِهِمْ إِلَى يَوْمِي هَذَا.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ مِسْعَرِ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: لَمَّا وَقَدَ قَوْمِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَقُلْ عَنْ أَبِيهِ.

۵۸۸- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ - يَغْنِي ابْنَ عِيَّاضٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ نَزَلُوا الْعُصْبَةَ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَكَانَ يَوْمُهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ وَكَانَ أَكْثَرُهُمْ قُرْآنًا. زَادَ الْهَيْثَمُ: وَفِيهِمْ عُمَرُ بْنُ

۵۸۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۹/۵ عن وکیع به.

۵۸۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب إمامة العبد والمولى، ح: ۶۹۲ من حديث أنس بن عياض به.

الْخَطَّابِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ.

☀ فائدہ: یہ حفظ قرآن کی برکت تھی کہ قریش کے اشراف کے مقابلے میں ایک نو عمر غلام ان کا امام تھا۔

۵۸۹- جناب ابو قلابہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے یا ان کے ساتھی سے فرمایا: ”جب نماز کا وقت ہو جائے تو اذان کہو، پھر اقامت کہو اور امامت وہ کرائے جو تم میں عمر میں بڑا ہو۔“

۵۸۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ - الْمَعْنَى وَاحِدٌ - عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ أَوْ لِصَاحِبٍ لَهُ: «إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيمَا ثُمَّ لِيَوْمُكُمْ مَا أَكْبَرُكُمْ» [سِنًا].

اور مسلمہ کی روایت میں ہے کہ ان دونوں ہم علم میں برابر برابر تھے۔

وَفِي حَدِيثِ مَسْلَمَةَ قَالَ: وَكُنَّا يَوْمَئِذٍ مُتَقَارِبِينَ فِي الْعِلْمِ.

اور اسماعیل (ابن علیہ) کی روایت میں ہے کہ خالد حذاء نے کہا: میں نے ابو قلابہ سے پوچھا: قراءت قرآن کا مسئلہ کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: یہ دونوں اس میں قریب قریب تھے۔

وَقَالَ فِي حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ خَالِدٌ: قُلْتُ لِأَبِي قَلَابَةَ: فَأَيْنَ الْقُرْآنُ؟ قَالَ: إِنَّهُمَا كَانَا مُتَقَارِبِينَ.

۵۹۰- جناب عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاہیے کہ تمہارے بھلے اور عمدہ لوگ اذان کہیں اور تمہارے قراء (حافظ و عالم) امامت کرائیں۔“

۵۹۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَيْسَى الْحَنْفِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِيُؤَذِّنَ لَكُمْ خَيْرُكُمْ وَلِيُؤَمِّكُمْ قَرَأُكُمْ».

☀ فائدہ: حافظ و عالم اور وجیہ لوگوں کا امام ہونا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مسئلہ میں انتہائی موثر ہوتا ہے لوگ

۵۸۹- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان للمسافرين إذا كانوا جماعة والإقامة... الخ، ح: ۶۳۰، ومسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ۶۷۴ من حديث خالد الحذاء به.

۵۹۰- تخریج: [إسناده ضعیف] أخرجه ابن ماجه، الأذان، باب فضل الأذان وثواب المؤذنين، ح: ۷۲۶ عن عثمان بن أبي شيبة به * حسين بن عيسى الحنفي ضعيف، ضعفه الجمهور.

ان کی بات بخوشی قبول کر لیتے ہیں۔

(المعجم ۶۱) - باب إِمَامَةِ النِّسَاءِ

(التحفة ۶۲)

باب: ۶۱- عورتوں کی امامت کا مسئلہ

۵۹۱- حضرت ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب غزوہ بدر کے لیے گئے تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اپنے ساتھ جانے کی اجازت دیجیے۔ میں آپ کے مریضوں کا علاج معالجہ اور خدمت کروں گی اور شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمادے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے گھر ہی میں ٹھہرو اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت کی موت دے گا۔“ چنانچہ یہ ”شہیدہ“ کے لقب سے پکاری جانے لگی اور اس نے قرآن پاک پڑھا تھا اور نبی ﷺ سے اپنے گھر میں مؤذن رکھنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ اس نے ایک غلام اور لونڈی کو مدد بنایا تھا۔ (یعنی اس کی موت کے بعد آزاد ہوں گے۔) یہ دونوں ایک رات اس کی طرف اٹھے اور ایک چادر سے اس کا منہ بند کر دیا، حتیٰ کہ وہ مر گئی اور خود بھاگ گئے۔ صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ جسے ان کے بارے میں کچھ علم ہو یا انہیں دیکھا ہو تو انہیں لے آئے۔ چنانچہ ان کے بارے میں حکم دیا اور وہ دونوں سولی چڑھا دیے گئے اور یہ مدینہ میں پہلے آ دی تھے جن کو سولی دی گئی۔

۵۹۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُمَيْعٍ: حَدَّثَنِي جَدَّتِي وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَلَّادٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ نُوْفَلٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا غَزَا بَدْرًا قَالَتْ قُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ائْذَنْ لِي فِي الْغَزْوِ مَعَكَ أَمْرَضُ مَرْضَاكُمْ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنِي شَهَادَةً قَالَ: «قَرِّي فِي بَيْتِكَ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَرْزُقُكَ الشَّهَادَةَ». قَالَ: فَكَانَتْ تُسَمَّى الشَّهِيدَةَ. قَالَ: كَانَتْ قَدْ قَرَأَتِ الْقُرْآنَ، فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ تَتَّخِذَ فِي دَارِهَا مُؤَدِّنًا، فَأِذِنَ لَهَا. قَالَ: وَكَانَتْ دَبَّرَتْ غُلَامًا وَجَارِيَةً، فَقَامَا إِلَيْهَا بِاللَّيْلِ فَغَمَّاهَا بِقَطِيفَةٍ لَهَا حَتَّى مَاتَتْ وَذَهَبَا، فَأَضْبَحَ عُمَرُ فَقَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: مَنْ عِنْدَهُ مِنْ هَذَيْنِ عِلْمٌ، أَوْ مَنْ رَأَاهُمَا فَلْيَجِئْ بِهِمَا. فَأَمَرَ بِهِمَا فَصُلِبَا، فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوبٍ بِالْمَدِينَةِ.

۵۹۲- جناب عبدالرحمن بن خلداد سے روایت ہے

۵۹۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ

۵۹۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۰۵/۶ من حديث الوليد بن عبد الله به، وصححه ابن خزيمة،

ح: ۱۶۷۶، وابن الجارود، ح: ۳۳۳.

۵۹۲- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي في الخلافيات (قلمي ۴ ب) من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

انہوں نے حضرت ام ورقہ بنت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث بیان کی ہے۔ اور پہلی روایت زیادہ کامل ہے۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے ہاں اس کے گھر میں ملنے کے لیے آیا کرتے تھے اور اس کیلئے ایک مؤذن مقرر کیا تھا جو اس کیلئے اذان دیتا تھا اور آپ نے اسے (ام ورقہ کو) حکم دیا تھا کہ اپنے گھر والوں کی امامت کرایا کرے۔ عبد الرحمن کہتے ہیں کہ میں نے اس کے مؤذن کو دیکھا تھا جو بہت بوڑھا تھا۔

الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَلَادٍ، عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ. قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزُورُهَا فِي بَيْتِهَا، وَجَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ لَهَا، وَأَمَرَهَا أَنْ تَتَوَّأَ أَهْلَ دَارِهَا. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فَأَنَا رَأَيْتُ مُؤَذِّنَهَا شَيْخًا كَبِيرًا.

 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث دلیل ہے کہ اگر عورت اہلیت رکھتی ہو تو وہ عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے۔ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی فرض اور تراویح میں عورتوں کی امامت کرائی ہے۔ (التلخیص الحبیس) بعض لوگ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عورت مردوں کی امامت کرا سکتی ہے، کیونکہ وہ بوڑھا مؤذن بھی ان کے پیچھے ہی نماز پڑھتا ہوگا، لیکن یہ محض ایک احتمال ہی ہے، حدیث میں مؤذن کے نماز پڑھنے کا قطعاً ذکر نہیں ہے۔ اس لیے غالب احتمال یہی ہے کہ وہ مؤذن اذان دے کر نماز مسجد نبوی ہی میں پڑھتا ہوگا۔ اسلام کے مزاج اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمومی طرز عمل اسی بات کا مؤید ہے نہ کہ پہلے احتمال کا۔ دوسرا استدلال لفظ ”دار“ سے کرتے ہیں کہ اس میں ”بیت“ سے زیادہ وسعت ہے اور یہ محلے کے مفہوم میں ہے یعنی نبی ﷺ نے ان کو اہل محلہ کی امامت کا حکم دیا تھا جن میں عورتوں کے ساتھ مرد بھی ہوتے ہوں گے۔ لیکن یہ استدلال بھی احتمالات ہی پر مبنی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ”دار“ کا لفظ حویلی کے لیے خاندان اور قبیلے کے لیے اور گھر کے لیے سب ہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہاں یہ گھر ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے، کیونکہ سنن دارقطنی کے الفاظ ہیں: [وَتَوَّأَ نِسَاءَ هَا] ”وہ اپنے گھر کی عورتوں کی امامت کرے۔“ (سنن دارقطنی باب فی ذکر الجماعة.....) حدیث (۱۰۶۹) کے ان الفاظ سے [أَنَّ تَوَّأَ أَهْلَ دَارِهَا] کا مفہوم متعین ہو جاتا ہے کہ اس سے مراد نہ محلے یا حویلی کے لوگ ہیں اور نہ اس میں مردوں کی شمولیت کا کوئی احتمال ہے۔ بلکہ اس سے مراد صرف اپنے گھر کی عورتیں ہیں۔ اور عورت کا عورتوں کی امامت کرنا بالکل جائز ہے۔ اور حضرت اُمّ ورقہ کی اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ② جہاد اور دیگر اہم ضرورت کے مواقع پر عورتیں مردوں کا علاج معالجہ کر سکتی ہیں مگر اسلامی ستر و حجاب کی پابندی ضروری ہے۔ ③ حکومت اسلامیہ اپنی رعیت کے جان و مال اور عزت کی محافظہ ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ مجرمین کو پکڑنا اور قانون کے مطابق فوری سزا دینا ضروری ہے۔ اس سے معاشرے میں امن اور اللہ کی رحمت اترتی ہے۔

باب ۶۲- اس آدمی کا امامت کرنا
جسے لوگ ناپسند کرتے ہوں

(المعجم ۶۲) - باب الرَّجُلُ يَوْمُ الْقَوْمِ
وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ (التحفة ۶۳)

۵۹۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”تین شخصوں کی نماز اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوتی: (ایک) وہ شخص جو کسی قوم کے آگے ہو اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں (دوسرا) وہ شخص جو نماز کے لیے جماعت نکل جانے کے بعد دیر سے آتا ہو۔ اور (تیسرا) وہ شخص جس نے کسی آزاد شخص کو اپنا غلام بنالیا ہو۔“

۵۹۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ غَانِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَعْفَرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ : «ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُمْ صَلَاةَ : مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، وَرَجُلٌ أَتَى الصَّلَاةَ دُبَارًا، وَالِدُّبَارُ أَنْ يَأْتِيَهَا بَعْدَ أَنْ تَفُوتَهُ، وَرَجُلٌ اعْتَبَدَ مُحَرَّرَةً».

🌞 فوائد و مسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا پہلا حصہ صحیح ہے یعنی جس امام پر اس کی قوم راضی نہ ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور امام کی ناپسندیدگی کی وجہ اگر واقعی شرعی ہو تو یہ وعید ہوگی۔ مثلاً اس منصب پر جبراً مسلط ہونا نماز بے وقت اور خلاف سنت پڑھانا یا قراءت میں لحن فاحش کرنا وغیرہ، لیکن اگر ناراضی کے اسباب ذاتی قسم کے ہوں یا نئی الواقع شرعی نہ ہوں تو اس وعید سے بری ہوگا۔ نیز متدین (دین دار) افراد اور ان کی کثیر تعداد کا لحاظ بھی ضروری ہے۔ چند ایک افراد کی ناراضی معتبر نہیں ہے۔ بہر حال امام کو چونکہ مختلف قسم کے لوگوں سے واسطہ رہتا ہے جن کی طبائع اور اذواق میں بہت فرق ہوتا ہے اس لیے اسے علم، حلم اور حکمت سے کام لیتے رہنا چاہیے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کی صفت کا بیان قرآن کریم میں آیا ہے: ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (آل عمران: ۱۵۹) ”اگر آپ تند خور اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ سے بکھر جاتے۔“ ② دوسرے دو امور اگرچہ سنداً کمزور ہیں مگر انتہائی اہم ہیں یعنی جو شخص عادتاً جماعت سے پیچھے رہتا ہو یا مردہ فروشی کا کام کرتا ہو، یہ کبیرہ گناہ ہیں۔

باب ۶۳- صالح اور فاجر کی امامت

(المعجم ۶۳) - باب إِمَامَةِ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ
(التحفة ۶۴)

۵۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

۵۹۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : حَدَّثَنَا

۵۹۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب من أم قوما وهم له كارهون، ح: ۹۷۰ من حديث عبد الرحمن بن زياد الإفريقي به * الإفريقي ضعيف تقدم: ۶۲، ۵۱۴ وعمران المعافري ضعيف كما في التقريب وغيره.

۵۹۴- تخریج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبو داود * مكحول لم يدرك أبا هريرة، وانظر، ح: ۲۵۳۳.

ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ
الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الصَّلَاةُ
الْمَكْتُوبَةُ وَاجِبَةٌ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ
فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ».

نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرض نماز ہر
مسلمان کے پیچھے واجب ہے خواہ نیک ہو یا بد اگرچہ وہ
کبار کا مرتکب ہو۔“

 توضیح: یہ روایت سند اضعیف ہے البتہ کبھی اتفاقاً اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنی پڑ جائے تو نماز ہو جائے
گی۔ بشرطیکہ موحد مسلمان ہو۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس کی اپنی نماز صحیح ہے اس کی امامت بھی صحیح ہے۔ تاریخ بخاری میں
ہے عبد الکرم کہتے ہیں کہ میں نے دس اصحاب محمد ﷺ کو پایا جو ظالم حکام کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے۔ کتاب
الصلاة ہی کے گذشتہ باب: ۱۰ اِذَا اُخِّرَ اِلَامَامُ الصَّلَاةِ عَنِ الْوَقْتِ میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”تیرا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے حکام ہوں گے جو نماز کو بے وقت کر کے پڑھیں گے یا فرمایا نمازوں کو ان کے
اوقات سے مار دیں گے۔“ کہا: تو آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نماز اپنے وقت پر پڑھنا، اگر ان کے
ساتھ پاؤ تو ان کے ساتھ مل کر بھی ادا کر لینا یہ تمہارے لیے نفل ہوگی۔“ اس حدیث میں آپ نے ان ظالموں کے
پیچھے نماز کی اجازت دی ہے اور بتایا کہ یہ نفل ہوگی۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۶۳۸، سنن أبی داود، حدیث:
۴۳۱) رہا کسی انسان کا بد عقیدہ ہونا اگر کوئی امام ایسا ہو جو علانیہ شرک اکبر کا مرتکب ہوتا ہو یعنی غیر اللہ کی ندا اور غیر اللہ
سے استغاثہ وغیرہ کو مباح جانتا ہو تو اس کے پیچھے نماز کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ اگر کہیں کوئی اضطراری صورت پیش
آجائے تو اعادہ ضروری ہوگا لیکن اگر کوئی پوشیدہ طور پر ایسے عقائد رکھتا ہو تو ہم اس کی کرید کے مکلف نہیں ہیں۔ ان
کے پیچھے نماز درست ہے۔ فقہی اختلافات و ترجیحات قابل برداشت ہیں۔ اگر کوئی ”عدم اعتدال“ کا مرتکب ہو اور
جلدی جلدی نماز پڑھاتا ہو کہ ارکان کی ادائیگی مشکل ہوتی ہو تو اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ اس کی مثال ظالم حکام
کی سی ہے اور اس کا حل ذکر ہو چکا ہے۔

باب: ۶۳- نابینے کی امامت

(المعجم ۶۴) - باب إِمَامَةِ الْأَعْمَى

(التحفة ۶۵)

۵۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الْعَبْرِيُّ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ:
حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ
۵۹۵- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے
(اپنے سفر غزوہ کے موقع پر) حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم
رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا تھا اور یہی لوگوں کی امامت کراتے

۵۹۵- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۳۲/۳ من حديث عبد الرحمن بن مهدي به، وللحديث شواهد كثيرة
عند ابن حبان، ح: ۳۷۰ وغيره، وانظر، ح: ۵۵۳، ۵۳۵ من هذا الكتاب، والرقم الآتي: ۲۹۳۱.

أَنَسَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ تَحْمَنٍ وَأَمَّا يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ أَعْمَى.

☀ فائدہ: نابینے شخص کی امامت بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ اس میں صلاحیت ہو۔

(المعجم ۶۵) - باب إِمَامَةِ الرَّائِي (التحفة ۶۶)

۵۹۶- جناب ابو عطیہ نے بیان کیا کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں اسی جگہ جہاں ہم نماز پڑھتے ہیں آیا کرتے تھے۔ چنانچہ نماز کی اقامت کہی گئی تو ہم نے ان سے کہا: آگے بڑھیں اور نماز پڑھائیں۔ انہوں نے کہا: کوئی اپنا آدمی آگے کرو جو تمہیں نماز پڑھائے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں اس وقت کیوں نماز نہیں پڑھاتا؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ”جو شخص کسی قوم کو ملنے کے لیے جائے تو ان کی امامت نہ کرائے بلکہ ان ہی میں سے کوئی شخص امامت کرائے۔“

۵۹۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَنْ بُذَيْلٍ، حَدَّثَنِي أَبُو عَطِيَّةٍ مَوْلَى مَنَا قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ حُوَيْرِثٍ يَأْتِينَا إِلَى مُصَلَّاتِنَا هَذَا فَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَقُلْنَا لَهُ: تَقْدَمُ فَصَلِّهِ، فَقَالَ لَنَا: قَدَّمُوا رَجُلًا مِنْكُمْ يُصَلِّي بِكُمْ، وَسَأَحَدُنْكُمْ لِمَ لَا أَصَلِّي بِكُمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا يُؤْمِنُهُمْ وَلَيْزُومُهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ».

☀ فائدہ: اصل مسئلہ یونہی ہے اور اس کی حکمت واضح ہے کہ مقامی امام اور مقتدیوں کو ایک دوسرے کی عادات و احوال کا بخوبی علم ہوتا ہے جبکہ زائر کو بالعموم علم نہیں ہوتا اور اس سے مقتدیوں کو مشکل ہو سکتی ہے۔ تاہم اگر وہ اس کی خواہش کریں اور امام اجازت دے تو بلاشبہ جائز ہے۔

(المعجم ۶۶) - باب الْإِمَامُ يَقُومُ مَكَانًا أَرْفَعَ مِنْ مَكَانِ الْقَوْمِ (التحفة ۶۷)

۵۹۷- جناب ہمام سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں ایک چبوترے پر کھڑے ہو کر

۵۹۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّانٍ وَأَحْمَدُ ابْنُ الْفَرَاتِ أَبُو مَسْعُودٍ الرَّازِيُّ الْمَعْنَى

۵۹۶- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء فيمن زار قوماً فلا يصل بهم، ح: ۳۵۶ من حديث أبان به، وقال: "حسن صحيح"، ولبعض الحديث شاهد تقدم: ۹۱.

۵۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الشافعي في الأم: ۱/ ۱۷۲، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۲۳، وابن حبان، ح: ۳۷۳، وابن الجارود، ح: ۳۱۳، والحاكم: ۱/ ۲۱۰، ووافقه الذهبي * الأعمش مدلس كما تقدم: ۱۴، ولم أجد تصريح سماعه، ولحديثه شاهد ضعيف، انظر الحديث الآتي.

لوگوں کی امامت کر رہے تھے کہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو قمیص سے پکڑ کر کھینچ لیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو کہا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کو اس سے منع کیا جاتا تھا۔ انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں، جب آپ نے مجھے کھینچا تو مجھے بھی یاد آ گیا۔

قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ أُمَّ النَّاسِ بِالْمَدَائِنِ عَلَى دُكَّانٍ، فَأَخَذَ أَبُو مَسْعُودٍ بِقَمِيصِهِ فَجَبَذَهُ، فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يُنْهَوْنَ عَنْ ذَلِكَ؟ قَالَ: بَلَى قَدْ ذَكَرْتُ حِينَ مَذَذْتَنِي.

۵۹۸- جناب عدی بن ثابت انصاری کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ وہ مدائن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ نماز کی اقامت کہی گئی تو عمار آگے بڑھے اور ایک چبوترے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانے لگے جبکہ دوسرے لوگ ان سے نیچے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ان کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ پیچھے ہٹتے آئے حتیٰ کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو نیچے اتار دیا۔ جب عمار اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو حذیفہ نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا آپ فرمایا کرتے تھے: ”جب کوئی امامت کرائے تو دوسرے لوگوں سے اونچا کھڑا نہ ہو۔“ یا کچھ ایسے ہی فرمایا۔ عمار نے جواب دیا: اسی لیے تو میں آپ کے ساتھ پیچھے ہٹ آیا تھا جب آپ نے میرے ہاتھ پکڑے تھے۔

۵۹۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو خَالِدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَمَّارٍ بْنِ يَاسِرٍ بِالْمَدَائِنِ، فَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَتَقَدَّمَ عَمَّارٌ وَقَامَ عَلَى دُكَّانٍ يُصَلِّي وَالنَّاسُ أَسْفَلَ مِنْهُ، فَتَقَدَّمَ حُذَيْفَةُ فَأَخَذَ عَلَى يَدَيْهِ، فَاتَّبَعَهُ عَمَّارٌ حَتَّى أَنْزَلَهُ حُذَيْفَةُ، فَلَمَّا فَرَّغَ عَمَّارٌ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا أُمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلَا يَقُمْ فِي مَكَانٍ أَرْفَعَ مِنْ مَقَامِهِمْ» أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ. قَالَ عَمَّارٌ: لِذَلِكَ اتَّبَعْتُكَ حِينَ أَخَذْتَ عَلَى يَدَيَّ.

فوائد و مسائل: ① امام اور مقتدیوں کو ایک ہی سطح پر ہونا چاہیے اور وہ جو رسول اللہ ﷺ نے ایک بار منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی تھی تو اس میں مقصد تعلیم تھا۔ گویا اگر کسی مقصد یا ضرورت کے پیش نظر امام کو بلند مقام پر یا امتیازی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا پڑے تو بلا کراہت جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح بخاری، باب الصلاة فی السطوح والمنابر والخشب، حدیث: ۳۷۷) ② نماز میں کوئی واضح غلطی ہو رہی ہو اور اس کی

۵۹۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۰۹/۳ من حديث أبي داود به * رجل مجهول * وأبو خالد مثله، والحديث السابق شاهد له.

برموقع اصلاح ممکن ہو تو کر دینی چاہیے اور وہ اصلاح قبول بھی کر لینی چاہیے۔

(المعجم ۶۷) - باب إِمَامَةٍ مِّنْ صَلَّيْ يَقُومُ وَقَدْ صَلَّيْ تِلْكَ الصَّلَاةَ (التحفة ۶۸)
باب: ۶۷- جو کوئی کسی قوم کو نماز پڑھائے
حالانکہ خود وہی نماز پڑھ چکا ہو

۵۹۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ.

۵۹۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر اپنی قوم کے پاس آتے اور انہیں وہی نماز پڑھاتے۔

۶۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: إِنَّ مُعَاذًا كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُؤْمُ قَوْمَهُ.

۶۰۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر واپس جا کر اپنی قوم کو امامت کراتے۔

🌞 نوائد و مسائل: ① جب کوئی معقول سبب موجود ہو تو نماز کو دہرایا جاسکتا ہے مگر دوسری نماز نفل ہوگی جیسے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی پہلی نماز فرض اور دوسری نفل ہوتی تھی۔ اور ایک بار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک پیچھے رہ جانے والے کے ساتھ نفل کر نماز پڑھی تھی۔ (دیکھیے سنن ابی داؤد۔ حدیث: ۵۷۴) ② امام نفل پڑھ رہا ہو تو مقتدی فرض کی نیت کر سکتا ہے۔ یہ صورت بالعموم رمضان میں نماز تراویح میں پیش آسکتی ہے اور جائز ہے کہ دیر سے آنے والا امام کے پیچھے فرض کی نیت کر لے۔ امام دو رکعت پر سلام پھیر دے تو وہ کھڑے ہو کر اپنی بقیہ نماز پوری کر لے۔

(المعجم ۶۸) - باب الْإِمَامُ يُصَلِّي مِنْ قَعُودٍ (التحفة ۶۹)
باب: ۶۸- امام اگر بیٹھ کر نماز پڑھائے

۶۰۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۶۰۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۵۹۹- تخریج: [استادہ حسن] أخرجه أحمد: ۳/۳۰۲ عن يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۳۳.

۶۰۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في العشاء، ح: ۴۶۵ من حديث سفیان بن عیینة به، ورواه البخاری، (ح: ۷۰۰، ۷۰۱) وغيرهما من حديث عمرو بن دينار به.

۶۰۱- تخریج: أخرجه البخاری، الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به، ح: ۶۸۹، ومسلم، الصلوة، باب

کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس سے گر پڑے۔ اس سے آپ کا دایاں پہلو جھل گیا تو آپ نے ایک نماز بیٹھ کر پڑھی۔ ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ”امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ وہ جب کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو کھڑے ہو کر پڑھو۔ جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو اور جب [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] ”سن لیا اللہ نے اس کو جس نے اس کی تعریف کی“ کہے تو کہو [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] ”اے ہمارے رب اور تیری ہی تعریف ہے۔“ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔“

۶۰۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں ایک گھوڑے پر سوار ہوئے، اس نے آپ کو کھجور کے ایک تنے پر گرا دیا۔ اس سے آپ کے پاؤں میں موج آگئی (یا اپنے جوڑے نکل گیا) ہم آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے تو آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں پایا۔ آپ بیٹھ کر نفل پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ آپ ہماری بابت خاموش رہے۔ ہم پھر دوبارہ عیادت کے لیے آئے تو آپ نے فرض نماز بیٹھ کر پڑھی اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے ہمیں اشارہ کیا تو ہم بیٹھ گئے۔ راوی نے کہا جب آپ نے نماز پوری کی تو فرمایا: ”جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو بیٹھ کر پڑھا کرو اور جب وہ

ابن شہاب، عن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَضَرَعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَصَلَّى صَلَاةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ».

۶۰۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَوَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَسًا بِالْمَدِينَةِ فَضَرَعَهُ عَلَى جِذْمٍ نَخْلَةٍ فَأَنْفَكَتْ قَدَمُهُ، فَأَتَيْنَاهُ نَعُودَهُ فَوَجَدْنَاهُ فِي مَشْرُبَةٍ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يُسَبِّحُ جَالِسًا. قَالَ: فَقُمْنَا خَلْفَهُ، فَسَكَتَ عَنَّا، ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرَى نَعُودُهُ، فَصَلَّى الْمَكْتُوبَةَ جَالِسًا، فَقُمْنَا خَلْفَهُ، فَأَشَارَ إِلَيْنَا، فَقَعَدْنَا. قَالَ: فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا، وَإِذَا صَلَّى الْإِمَامُ قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَلَا تَفْعَلُوا كَمَا يَفْعَلُ

﴿اتِّمَامُ الْمَأْمُومِ بِالْإِمَامِ، ح: ۴۱۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۳۵﴾.

۶۰۲- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۶۱۵ من حديث جرير به، وصححه ابن حبان، ح: ۳۶۵، وللحديث طريق آخر، انظر، ح: ۶۰۶.

کھڑے ہو کر پڑھے تو کھڑے ہو کر پڑھو اور اس طرح نہ کرو جیسے اہل فارس اپنے بڑوں کے ساتھ کرتے ہیں۔“

أَهْلُ فَارِسٍ بَعْظَمَانِيَّهَا.

۶۰۳- جناب ابو صالح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ وہ جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ اور جب تک وہ تکبیر نہ کہے لے تم تکبیر نہ کہو۔ اور جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ۔ اور اس وقت تک رکوع میں نہ جاؤ جب تک کہ وہ رکوع کے لیے جھک نہ جائے اور جب وہ [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم کہو [اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] مسلم (بن ابراہیم) کے لفظ ہیں: [وَلَكَ الْحَمْدُ] وہ جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور اس وقت تک سجدہ کے لیے نہ جھکو جب تک کہ وہ سجدے میں چلا نہ جائے اور جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب بیٹھ کر پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔

۶۰۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسْلِمٌ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ وَهَيْبٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَلَا تُكَبِّرُوا حَتَّى يُكَبِّرَ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَلَا تَرْكَعُوا حَتَّى يَرْكَعَ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ قَالَ مُسْلِمٌ: وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَلَا تَسْجُدُوا حَتَّى يَسْجُدَ، وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعُونَ».

امام ابو داؤد رحمہ فرماتے ہیں [اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] کے الفاظ ہمارے بعض ساتھیوں نے (استاد) سلیمان بن حرب سے مجھے سمجھائے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ» أَفْهَمَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ سُلَيْمَانَ.

فوائد و مسائل: ① ابتدائے اسلام میں حکم ایسے ہی تھا کہ امام اور مقتدی دونوں ایک ہی حالت میں ہوں۔ لیکن اب یہ حکم نہیں ہے بلکہ امام کسی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھیں گے کیونکہ نبی ﷺ کا آخری عمل یہی تھا۔ ② مقتدی کے لیے واجب ہے کہ انتقال ارکان میں امام سے پیچھے رہے اس سے سبقت (جہل) نہ کرے۔

۶۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان

۶۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ

۶۰۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/۳۴۱، ح: ۸۴۸۳ من حديث وهيب بن

۶۰۴- تخریج: [صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب تأويل قوله عز وجل: «وإذا قرأ القرآن... الخ»، ۴۴

امامت کے احکام و مسائل

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔“ اور اس روایت میں اضافہ کیا: ”اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔“

المِصْبِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ» بِهَذَا الْخَبَرِ زَادَ: «وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا».

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ اضافہ [وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا] یعنی جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔ محفوظ نہیں ہے اور ہمارے نزدیک یہ ابو خالد کا وہم ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذِهِ الزِّيَادَةُ «وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا» لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ، لَوْ هُمْ عِنْدَنَا مِنْ أَبِي خَالِدٍ.

🌞 فائدہ: اور دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے کہ جہری نمازوں میں مقتدی کو خاموش رہنے کا یہ حکم فاتحہ کے علاوہ کی قراءت کے لیے ہے۔ اور مقتدی کو ہر صورت میں خاموشی کے ساتھ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔

۶۰۵- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں نماز پڑھی اور آپ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو آپ نے اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ”امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے چنانچہ جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو اور جب سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔“

۶۰۵- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ فَصَلَّى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا».

۶۰۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ

۶۰۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزَيْدُ بْنُ

۴۴ ح: ۹۲۲، وابن ماجہ، ح: ۸۴۶ من حدیث ابی خالد الاحمریہ، وصححه الامام مسلم فی صحیحہ، انظر الحدیث الآتی، ح: ۹۷۳. وهذا الحدیث منسوخ بدلیل فتویٰ ابی ہریرۃ بقراءۃ الفاتحۃ فی الجہریۃ بعد وفات رسول اللہ ﷺ، أخرجه الحمیدی: (۹۸۰، بتحقیقی)، وأصله فی صحیح مسلم کما یأتی، ح: ۸۲۱.

۶۰۵- تخریج: أخرجه البخاری، الأذان، باب إنما جعل الإمام ليوتم به، ح: ۶۸۸ من حدیث مالک به، وهو فی الموطأ (یحیی): ۱/ ۱۳۵، ورواه مسلم، ح: ۴۱۲ من حدیث ہشام بن عروہ بہ.

۶۰۶- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب اتسام الناس بم الإمام، ح: ۴۱۳ عن قتيبة به.

بیار ہو گئے تو ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت ابوکرؓ تکبیر کہتے تھے تاکہ لوگوں کو آپ کی تکبیر سنوائیں۔ پھر حدیث بیان کی۔

خَالِدُ بْنُ مَوْهَبٍ الْمَعْنِيُّ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اسْتَكْبَى النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ لِيَسْمَعَ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ ثُمَّ سَأَلَ الْحَدِيثَ.

🌞 فوائد و مسائل: امام بیار ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھا سکتا ہے۔ لیکن مقتدی کھڑے ہو کر ہی پڑھیں گے۔ ① امام کی تکبیر کی آواز لوگوں تک پہنچانے کیلئے مکمل اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ اور آج کل آلہ مکبر الصوت (لاؤڈ سپیکر) یہ ضرورت پوری کر دیتے ہیں۔

۶۰۷- جناب حصینؓ یہ سعد بن معاذ کی اولاد میں سے تھے، حضرت اسید بن حضیرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کی امامت کر لیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا امام بیار ہے تو آپ نے فرمایا: ”جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھا کرو۔“

۶۰۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا زَيْدُ يَعْنِي ابْنَ الْحُبَابِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي حُصَيْنٌ مِنْ وَلَدِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ أَنَّهُ كَانَ يَوْمَهُمْ. قَالَ: فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُودُهُ، [فَقَالُوا]: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ إِمَامَنَا مَرِيضٌ. فَقَالَ: «إِذَا صَلَّيْ قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا».

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ. امام ابو داؤدؒ نے کہا: یہ حدیث متصل نہیں ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① شیخ البانیؒ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ لیکن یہ اور اس مفہوم کی دیگر احادیث واول دور کی ہیں جس میں بھی حکم تھا کہ امام مقتدی کھڑے ہونے یا بیٹھنے کی صورت میں یکساں ہوں۔ مگر نبی ﷺ کی آخری نماز میں جو آپ نے بیٹھ کر پڑھائی اس میں صحابہ کرامؓ کھڑے ہوئے تھے، تو وہ ان کی ناخ ہے۔ ② نبی ﷺ بشری عوارض سے دوچار ہوتے رہتے تھے۔ ③ نماز میں مقتدی کو انتقال ارکان میں امام سے پیچھے پیچھے رہنا واجب ہے۔ وہ کسی بھی رکن میں امام سے پہل نہ کریں۔

۶۰۷- تخریج: [إسناده ضعيف] وللحديث شواهد، انظر، ح: ۶۰۱ * محمد بن صالح مجهول الحال وحصين بن عبد الرحمن الأشهلي، لم يدرك أسيد بن حضير وثبت عن أسيد نحوه موقوفاً، انظر الفتح: ۱۷۶/۲.

(المعجم ۶۹) - باب الرَّجْلَيْنِ يَوْمُ

أَحَدُهُمَا صَاحِبُهُ كَيْفَ يَقُومَانِ

(التحفة ۷۰)

باب: ۶۹- جب دو آدمی ہوں، ایک امام ہو

تو کیسے کھڑے ہوں؟

۶۰۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

ﷺ (ان کی خالہ) ام حرام رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو گھٹی اور کھجوریں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا: ”کھجوروں کو ان کے برتن میں اور گھٹی کو اس کے مشکیزے میں ڈال دو۔ میں روزے سے ہوں۔“ پھر آپ کھڑے ہوئے اور ہمیں دو رکعت نفل پڑھائے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا (حضرت انس کی والدہ) اور ام حرام ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں..... ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں یہی سمجھتا ہوں کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب چٹائی پر کھڑا کیا تھا۔

۶۰۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ فَأَتَتْهُ بِسَمْنٍ وَتَمْرٍ، فَقَالَ: «رُدُّوْا هَذَا فِي وَعَائِهِ وَهَذَا فِي سِقَائِهِ فَإِنِّي صَائِمٌ»، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بِنَا رَكَعَتَيْنِ تَطَوُّعًا، فَقَامَتْ أُمُّ سَلِيمٍ وَأُمُّ حَرَامٍ خَلْفَنَا. قَالَ ثَابِتٌ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ عَلَى بَسَاطٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① بعض اوقات نفل نماز کی جماعت ہو سکتی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برکت

رسانی کے ارادے سے نماز پڑھائی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں نماز کی تعلیم کے لیے ایسے کیا ہوتا کہ عورتیں بھی قریب سے آپ کی نماز کا مشاہدہ کر لیں۔ (نووی) ② جماعت میں دو مرد ہوں تو دونوں کی ایک صف ہوگی۔ امام بائیں جانب اور مقتدی اس سے دائیں جانب کھڑا ہوگا۔ اور عورت خواہ اکیلی ہو یا زیادہ ان کی علیحدہ صف ہوگی۔

۶۰۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے ان کی اور ان میں سے ایک خاتون کی امامت کرائی تھی۔ پس آپ نے انس کو اپنی دائیں جانب اور عورت کو پیچھے کھڑا کیا تھا۔

۶۰۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَّهُ وَامْرَأَةً مِنْهُمْ، فَجَعَلَهُ عَنْ يَمِينِهِ وَالْمَرْأَةَ خَلْفَ ذَلِكَ.

۶۰۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۱۶۰ من حديث حماد بن سلمة به، وأخرج أيضًا: ۱/ ۳۳۰

عن ابن عباس قال: " . . . فجعلني حذاءه " ، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۳/ ۵۳۴ ، ووافقه الذهبي .

۶۰۹- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة . . . الخ، ح: ۶۶۰ من حديث شعبة به .

۶۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے (ایک بار) اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات گزاری۔ رسول اللہ ﷺ رات کو اُٹھے، آپ نے مشکیزہ کھولا اور اس سے وضو کیا، پھر اس کا منہ بند کر دیا، پھر آپ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ تب میں بھی اُٹھا اور اسی طرح وضو کیا جیسے کہ آپ نے کیا تھا اور آ کر آپ کے ساتھ بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے مجھے میرے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پیچھے سے گھمایا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کیا اور میں نے آپ کے ساتھ مل کر نماز (تہجد) پڑھی۔

۶۱۱۔ جناب سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس قصے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے مجھے میرے سر سے پکڑا یا میرے بال پکڑے اور مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا۔

۶۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَثُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَأَطْلَقَ الْقِرْبَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ أَوْكَأَ الْقِرْبَةَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ كَمَا تَوَضَّأَ، ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي بِيَمِينِي فَأَدَارَنِي مِنْ وَرَائِهِ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ.

۶۱۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: فَأَخَذَ بِرَأْسِي أَوْ بِذَوَائِبِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا اثبات ہے کہ انہیں اوائل عمری میں نبی ﷺ کے معمولات کے مشاہدہ کا شوق تھا۔ ② ایک شخص جو اپنی نماز پڑھ رہا ہو، اس کو امام بنانا جائز ہے خواہ اس نے امام بننے کی نیت نہ کی ہو۔ ③ بعض اوقات تہجد یا نفل نماز کی جماعت کرائی جاسکتی ہے۔ ④ دو آدمیوں کی جماعت بھی درست ہے اور اس صورت میں وہ دونوں ایک صف میں برابر کھڑے ہوں گے۔ ⑤ اثنائے نماز میں کوئی ضروری اصلاح ممکن ہو تو کر دینے اور قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

باب: ۷۰۔ اگر تین افراد ہوں

تو کیسے کھڑے ہوں؟

(المعجم ۷۰) - بَابُ: إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً

كَيْفَ يَقُومُونَ (التحفة ۷۱)

۶۱۲۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان

۶۱۲۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۶۱۰۔ تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب صلوٰۃ النبی ﷺ ودعاۃ باللیل، ح: ۱۹۳/۷۶۳ من حدیث عبد الملك بن أبي سليمان به.

۶۱۱۔ تخریج: أخرجه البخاري، اللباس، باب الذوائب، ح: ۵۹۱۹ من حدیث هشيم به، وصرح بالسماع.

۶۱۲۔ تخریج: أخرجه البخاري، الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ على الحصر، ح: ۳۸۰، ومسلم، المساجد، باب جواز

کی نانی ملیکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے پر بلایا۔ آپ نے کھانا تناول فرمایا پھر کہا: ”کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں نماز پڑھاؤں۔“ انس کہتے ہیں کہ میں ایک چٹائی لے آیا جو طویل استعمال سے کالی ہو گئی تھی۔ میں نے اس پر پانی چھڑک دیا۔ (تاکہ کچھ نرم ہو جائے۔) آپ اس پر کھڑے ہو گئے۔ میں نے اور یتیم (ابن ابی ضمیرہ، مولیٰ رسول اللہ ﷺ) نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بڑھیا (ملیکہ رضی اللہ عنہا) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر آپ تشریف لے گئے۔

🌞 فائدہ: تین مرد ہوں تو امام آگے اور باقی دو اس کے پیچھے صف بنائیں اور عورت کی علیحدہ صف ہوگی خواہ اکیلی ہی ہو۔

۶۱۳- جناب عبد الرحمن بن اسود اپنے والد سے راوی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جناب علقمہ اور اسود نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے (ان کے گھر میں ملنے کی) اجازت چاہی۔ اور ہمیں ان کے دروازے پر کافی دیر بیٹھنا پڑا تھا۔ بالآخر ایک لونڈی آئی جس نے ہمارے لیے اجازت طلب کی تو آپ نے ہمیں بلوایا۔ پھر آپ نماز کے لیے اٹھے تو میرے اور ان کے درمیان کھڑے ہوئے (اور ہمیں نماز پڑھائی) پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی دیکھا تھا۔

إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: «قُومُوا فَلَا صَلَی لَكُمْ» قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدْ اسْوَدَّ مِنْ طَوْلٍ مَا لُبْسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ، فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمَ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوزَ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

۶۱۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ هَارُونَ بْنِ عَثَرَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عَلَقْمَةُ وَالْأَسْوَدُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ - وَقَدْ كُنَّا أَطْلُنَا الْقُعُودَ عَلَى بَابِهِ - فَخَرَجَتِ الْجَارِيَةُ فَاسْتَأْذَنَتْ لَهُمَا، فَأَذِنَ لَهُمَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بَيْنِي وَبَيْنَهُ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَ.

🌞 ملحوظہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں بیان کرتے ہیں کہ ابن سیرین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ شاید جگہ کی تنگی کی وجہ سے ایسے کیا ہو۔ ابو عمر النمری نے اسے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف کہا ہے اور کچھ نے اسے منسوخ کہا ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے عمل کو ان کی عدم اطلاع یا نسیان پر محمول کیا ہے۔

۴۱ الجماعة في النافلة . . . الخ، ح: ۶۵۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۵۳.

۶۱۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الإمامة، باب موقف الإمام إذا كانوا ثلاثة . . . الخ، ح: ۸۰۰.

من حديث محمد بن فضيل به.

باب ۷۱- امام سلام کے بعد قبلے کی طرف سے پھر جائے

(المعجم ۷۱) - باب الْإِمَامُ يَنْحَرِفُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ۷۲)

۶۱۴- جناب جابر بن یزید بن اسود اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو (دیکھا کہ) آپ جب نماز سے فارغ ہوتے تو قبلے کی طرف سے (مقتدیوں کی طرف) پھر جایا کرتے تھے۔

۶۱۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ انْحَرَفَ.

۶۱۵- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو پسند کرتے کہ آپ کی دائیں جانب کھڑے ہوں کہ آپ (بعد از سلام) ہماری طرف رخ کریں گے۔

۶۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْبَرَاءِ، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ فَيَقْبِلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ ﷺ.

☀ فائدہ: سلام کے بعد امام کا حالت تشہد سے پھر کر مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھنا مسنون ہے۔ اور اس طرح بیٹھے کہ دائیں جانب والوں کی طرف رخ قدرے زیادہ ہو اور بائیں طرف والے بھی اچھی طرح اس کی نظر میں ہوں۔ اس طرح بیٹھنا کہ بائیں جانب والوں کی طرف پشت ہو جائے صحیح نہیں ہے۔ اور مذکورہ عمل دائمی نہیں ہونا چاہیے بلکہ کبھی کبھی رخ بائیں جانب بھی ہونا چاہیے۔

باب ۷۲- امام کا اپنی جگہ (اپنے مصلے) پر سنت یا نفل ادا کرنا

(المعجم ۷۲) - باب الْإِمَامُ يَتَطَوَّعُ فِي مَكَانِهِ (التحفة ۷۳)

۶۱۶- عطاء خراسانی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے

۶۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ

۶۱۴- تخریج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۵۷۵.

۶۱۵- تخریج: أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب يمين الإمام، ح: ۷۰۹ من حديث مسعر به.

۶۱۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة النافلة حيث تصلی المكتوبة، ح: ۱۴۲۸ من حديث عطاء الخراساني به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد ضعيفة مردودة في فتح الباري: ۲/ ۳۳۵ وغيره، بعضها حسنها الحافظ ابن حجر.

نافع: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ الْخُرَّاسَانِيُّ عَنْ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُصَلِّي الْإِمَامُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ حَتَّى يَنْحَوَلَ».

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام نے جس جگہ نماز پڑھائی ہو، اسی جگہ (سنت یا نفل) نہ پڑھے حتیٰ کہ وہاں سے ہٹ جائے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: عَطَاءُ الْخُرَّاسَانِيُّ لَمْ يَذْكُرِ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عطاء خراسانی نے مغیرہ بن شعبہ کو نہیں پایا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت گو سندا ضعیف ہے، لیکن یہ مسلح صحیح ہے، کیونکہ دیگر روایات سے اس کا اثبات ہوتا ہے۔ جیسے صحیح مسلم میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”جب تم جمعہ پڑھ لو تو اس کے بعد اسے دوسری نماز سے مت ملاؤ حتیٰ کہ بات کر لو یا وہاں سے نکل جاؤ۔“ اسی روایت میں آگے یہ بھی ہے: ”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم کسی نماز کو کسی نماز کے ساتھ نہ ملائیں، حتیٰ کہ ہم گفتگو کر لیں یا اس جگہ سے نکل جائیں۔“ اس حدیث کے الفاظ میں عموم ہے جس سے مسلح زیر بحث کے لیے استدلال کرنا صحیح ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۸۸۳) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری: ۳۳۵/۴ ② حکمت اس میں یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ جگہوں پر بجدہ ثبت ہو۔ یہ مقامات قیامت کے روز گواہی دیں گے جیسے کہ آیت کریمہ ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ (الزلزال: ۴) ”زمین اس دن اپنی خبریں بتائے گی۔“ کی تفسیر میں آتا ہے۔ ③ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی سند میں انقطاع ہے مگر دیگر شواہد کی روشنی میں حدیث صحیح ہے۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ)

(المعجم ۷۳) - باب الْإِمَامُ يُخْذُ بَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ رُكْعَةٍ (التحفة ۷۴)

باب: ۷۳- امام نے آخری رکعت کے بجدے سے سر اٹھایا اور اس کا وضو ٹوٹ گیا تو؟

۶۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ بْنُ أَنْعُمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ وَبَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۶۱۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام نے جب نماز پوری کر لی ہو اور (آخری) قعدہ میں بیٹھ گیا ہو اور کلام کرنے (یعنی سلام پھیرنے) سے پہلے ہی بے وضو ہو جائے تو

۶۱۷- تخریج: [سناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الرجل يحدث في التشهد، ح: ۴۰۸ من حديث عبد الرحمن بن زياد الإفريقي به، وضعفه * وقال الدارقطني: ۳۷۹/۱ "عبد الرحمن بن زياد ضعيف لا يحتج به"، وانظر: ۶۲، ۵۱۴.

قال: «إِذَا قَضَى الْإِمَامُ الصَّلَاةَ وَقَعَدَ اس کی نماز ہو گئی اور اس کے مقتدیوں کی بھی جنہوں نے فَأُخِذَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ وَمَنْ نماز پوری پڑھی ہو، نماز کامل ہوگی۔»
كَانَ خَلْفَهُ مِمَّنْ أَتَمَّ الصَّلَاةَ.

🌞 ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے قابل حجت نہیں۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ تشہد اور سلام واجب ہے۔ اس لیے امام یا مقتدی کا سلام سے پہلے وضو ٹوٹ جائے تو نماز دہرائے سلام کے وجوب کے لیے درج ذیل حدیث دلیل ہے۔

۶۱۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۶۱۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدثنا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ ابْنِ عَقِيلٍ، عن مُحَمَّدِ بْنِ الْحَقَفِيَّةِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رسولُ الله ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ».

🌞 توضیح: تکبیر یعنی [اللہ اکبر] کہنے سے عام مشاغل حرام ہو جاتے ہیں اور [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ] کہنے سے یہ مشاغل حلال ہو جاتے ہیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز کی ابتدا لفظ [اللہ اکبر] سے ہے اور اس سے نکلنے کے لیے [السلام علیکم ورحمة اللہ] مشروع ہے نہ کہ کوئی اور کلمات یا اعمال۔

(المعجم ۷۴) - باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ الْمَأْمُومُ (التحفة ۷۵)
باب ۷۴- مقتدی کو امام کی (پوری طرح) پیروی کرنے کا حکم

۶۱۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: ۶۱۹- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رکوع اور جود میں تم مجھ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کیا کرو کیونکہ میں رکوع کرنے میں تم سے جس قدر آگے ہوں گا، میرے سر اٹھانے پر تمہاری یہ تلافی ہو جائے گی (کہ تم اتنا ہی تاخیر

۶۱۸- تخریج: [حسن] تقدم تخریجہ، ح: ۶۱.

۶۱۹- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب النهي أن يسبق الإمام بالركوع والسجود، ح: ۹۶۳ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۹۴ وابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، وسنده حسن، وللحديث شواهد.

أَسْبِقُكُمْ بِهِ إِذَا رَكَعْتُ تُدْرِكُونِي بِهِ إِذَا سَرَأْتُهُا وَكَسَيْتُ قَدْرَ بَهَارِي هُوَ كَيْفَا هُوَ۔
رَفَعْتُ، إِنِّي قَدْ بَدَنْتُ۔

🌞 توضیح: یہاں جسمانی طور پر بھاری پن کے اظہار سے نبی ﷺ کا مطلب نماز کے ارکان کی ادائیگی میں اعتدال و توازن ہے۔ یعنی میں زیادہ تیزی سے رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھنے کے لیے حرکت نہیں کر سکتا، اس لیے سرعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھ سے پہلے نہ کرنا، بلکہ میرے بعد ہی سارے ارکان ادا کرنا۔

۶۲۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدَ الْخَطْمِيِّ يَخْطُبُ النَّاسَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ: أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا رَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ مِنَ الرُّكُوعِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَامُوا قِيَامًا، فَإِذَا رَأَوْهُ قَدْ سَجَدَ سَجَدًا۔

۶۲۰- جناب عبداللہ بن زید خطمی لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا... اور وہ جھوٹے نہیں تھے... کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رکوع سے سر اٹھاتے تو کھڑے رہتے۔ جب دیکھتے کہ آپ سجدے میں چلے گئے ہیں تب سجدے کیلئے جھکتے۔

۶۲۱- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَهَارُونُ ابْنُ مَعْرُوفٍ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا الْكُوفِيُّونَ أَبَانَ وَغَيْرُهُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَا يَحْنُو أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَرَى النَّبِيَّ ﷺ يَضَعُ۔

۶۲۱- جناب عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، حضرت براء رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ نہ جھکاتا تھا جب تک کہ نبی ﷺ کو نہ دیکھ لیتا کہ انہوں نے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دی ہے۔

۶۲۲- حَدَّثَنَا الرَّيِّعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا

۶۲۲- جناب محارب بن دثار روایت کرتے ہیں کہ

۶۲۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلوة، ح: ۷۴۷ من حديث شعبة، ومسلم، الصلوة، باب متابعة الإمام والعمل بعده، ح: ۴۷۴ من حديث أبي إسحاق السبيعي به.

۶۲۱- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب متابعة الإمام والعمل بعده، ح: ۴۷۴ من حديث سفیان بن عیینة به.

۶۲۲- تخریج: أخرجه مسلم من حديث أبي إسحاق الفزاري به، انظر الحديث السابق * الفزاري رواه عن أبي إسحاق الشيباني.

عبداللہ بن یزید نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے کہا: مجھ سے حضرت براءؓ نے بیان کیا کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، جب آپ رکوع کرتے تو وہ رکوع کرتے جب آپ [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہتے (تو وہ سر اٹھاتے) اور پھر کھڑے رہتے حتیٰ کہ آپ کو دیکھ لیتے کہ آپ نے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دی ہے۔ پھر وہ آپ ﷺ کی پیروی کرتے۔ (یعنی سجدہ کرتے۔)

أَبُو إِسْحَاقَ - يَعْنِي الْفَزَارِيَّ - عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا رَكَعَ رَكَعُوا وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ تَزَلْ قِيَامًا حَتَّى يَرَوْهُ قَدْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ يَتَّبِعُونَهُ ﷺ.

فائدہ: ان احادیث میں مقتدی کو امام کی اقتداء کا ادب بتایا گیا ہے کہ جب امام رکوع میں چلا جائے تب مقتدی رکوع کریں۔ اسی طرح جب وہ سر اٹھائے تب سر اٹھائیں اور جب وہ اپنی پیشانی زمین پر رکھ چکے تب سجدہ کریں اور مقتدی کا اپنے امام سے پیچھے رہنا واجب ہے۔

باب: ۷۵- امام سے پہلے سر اٹھانے
یا رکھنے پر وعید

(المعجم ۷۵) - باب التَّشْدِيدِ فِيمَنْ يَرْفَعُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَوْ يَضَعُ قَبْلَهُ (التحفة ۷۶)

۲۲۳- حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص (امام سے پہلے) اپنا سر اٹھاتا ہے جبکہ وہ امام سجدے میں ہو اسے ڈرنا چاہیے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر جیسا نہ بنا دے یا اس کی شکل گدھے کی شکل نہ بنا دے۔“

۶۲۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّا يَخْشَى، أَوْ أَلَّا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ وَالْإِمَامُ سَاجِدٌ أَنْ يُحَوَّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ جِمَارٍ، أَوْ صُورَتَهُ صُورَةَ جِمَارٍ».

فائدہ: نماز کے اہم واجبات سے غافل رہنا انتہائی جاہل اور غبی ہونے کی علامت ہے۔ اسی معنی میں یہ وعید سنائی گئی ہے لہذا مقتدی کو ہر حال میں اپنے امام سے پیچھے رہنا واجب ہے۔

باب: ۷۶- امام سے پہلے اٹھ کر جانے کا مسئلہ

(المعجم ۷۶) - بَابُ: فِيمَنْ يَنْصَرِفُ قَبْلَ الْإِمَامِ (التحفة ۷۷)

۶۲۳- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب تحريم سبق الإمام برکوع أو سجود ونحوهما، ح: ۴۲۷ من حديث شعبة به.

۶۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَنبَأَنَا حَفْصُ بْنُ بُغَيْلٍ الدُّهْنِيُّ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ الْمُخْتَارِ بْنِ قُلْقُلٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَضَّهُمْ عَلَى الصَّلَاةِ وَنَهَاهُمْ أَنْ يَنْصَرِفُوا قَبْلَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ.

۶۲۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز کی ترغیب دی اور انہیں منع فرمایا کہ آپ کے اٹھ کر جانے سے پہلے اٹھ کر جائیں۔

☀️ فائدہ: سلام کے بعد اگرچہ اٹھنا جائز ہے مگر چونکہ اس دور میں صحابیات بھی نماز میں حاضر ہوا کرتی تھیں اور وہ پچھلی صفوں میں ہوتی تھیں۔ لہذا انہیں ہدایت فرمائی تھی کہ کچھ دیر انتظار کر لیا کریں تاکہ وہ مردوں سے پہلے مسجد سے نکل جائیں۔ نیز راستے میں بھی مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہو۔ نیز یہ بھی ہے کہ سلام کے بعد مسنون اذکار سے غفلت نہ کریں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس روایت میں ”ترغیب نماز“ والا حصہ ضعیف ہے۔

(المعجم ۷۷) - باب، جُمَاعِ أَثْوَابِ مَا يُصَلَّى فِيهِ (التحفة ۷۸) باب: ۷۷- کتنے کپڑوں میں نماز پڑھی جائے؟

۶۲۵- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَمِعَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْ لِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ».

۶۲۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو دو کپڑے ہیں؟“

☀️ فائدہ: یعنی جب فی الواقع ہر انسان کو دو کپڑے مہیا نہیں تو شریعت میں بھی تنگی نہیں۔ ایک کپڑے میں بھی نماز جائز ہے۔ اس کے باندھنے کا طریقہ درج ذیل احادیث میں بیان ہوا ہے۔

۶۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي

۶۲۶- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں

۶۲۴- تخریج: [صحیح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۷۰۷ من حديث أبي داود به، ورواه أبو سعيد مولى بني هاشم، (أحمد: ۲۴۰/۳) ومعاوية بن عمرو، (البيهقي: ۱۹۲/۲) عن زائدة به.

۶۲۵- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة في الثوب الواحد ملتحقاً به، ح: ۳۵۸، ومسلم، الصلوة، باب الصلوة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ۵۱۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱۴۰/۱.

۶۲۶- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الصلوة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ۵۱۶ من حديث سفیان بن عیینة به.

نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

نماز نہ پڑھے اس حال میں کہ اس میں سے کچھ اس کے کندھوں پر نہ ہو۔“

هُرَيْرَةُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُصَلُّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى مَنْكِبِهِ مِنْهُ شَيْءٌ».

۶۲۷- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اس چادر کے دونوں پلوؤں میں سے دائیں پلو کو بائیں کندھے پر اور بائیں پلو کو دائیں کندھے پر ڈال لے۔“

۶۲۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَنْبَأَنَا يَحْيَى؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْمَعْنَى عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فِي ثَوْبٍ فَلْيُخَالِفْ بِطَرْفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ».

فائدہ: یعنی کمر پر اس طرح لپیٹے کہ اس کا دایاں پلو بائیں کندھے پر اور بایاں پلو دائیں کندھے پر آجائے۔ اس طرح یہ کپڑا تہ بند اور اوپر کی چادر دونوں کا کام دے گا۔

۶۲۸- سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایک کپڑا لپیٹے نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے اس کے دونوں پلوؤں (کناروں) کو ایک دوسرے کی مخالف سمت سے اپنے کندھوں پر ڈالا ہوا تھا۔

۶۲۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلتَحِفًا مُخَالِفًا بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْهِ.

۶۲۹- حضرت قیس بن طلق اپنے والد سے راوی ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسی اثنا میں ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! ایک کپڑے میں نماز کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا تہ بند کھولا اور اس پر

۶۲۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مُلَازِمُ ابْنِ عُمَرَ وَالحَقَفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا تَرَى فِي الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ

۶۲۷- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: إذا صلى في الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه، ح: ۳۶۰ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

۶۲۸- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الصلوة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ۵۱۷ عن قتيبة به.

۶۲۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۲/۴ من حديث ملازم بن عمرو به.

الْوَّاحِدِ؟ قَالَ: فَأُطْلِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِزَارَهُ طَارِقَ بِهِ رِدَاءَهُ، فَاشْتَمَلَ بِهِمَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بِنَا نَبِيِّ اللَّهِ فَلَمَّا أَنْ قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «أَوْكُلْكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ».

اور پر والی چادر کو لپیٹا (اس طرح دونوں ایک ہی چادر بن گئیں) اور اسے اپنے اوپر لپیٹ لیا، پھر آپ کھڑے ہوئے اور ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”کیا تم سب کو دو دو کپڑے میسر ہیں؟“

☀️ فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ دو کپڑے میسر نہ ہونے کی صورت میں ایک چادر میں نماز جائز ہے اور حکم ہے کہ اس کے پلو کندھوں پر بھی آئیں۔

(المعجم ۷۸) - باب الرَّجُلِ يَغْفِدُ الثَّوْبَ فِي قَفَاهُ ثُمَّ يُصَلِّي (التحفة ۷۹)

باب: ۷۸- کوئی اپنے تہ بند کے پلوؤں کو اپنی گردن میں گرہ دے کر نماز پڑھے؟

۶۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَفِيَّانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ الرَّجَالَ عَاقِدِي أُرْزِهِمْ فِي أَغْنَاقِهِمْ مِنْ ضَيْقِ الْأُرْزِ خَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ كَأَمْثَالِ الصَّبِيَّانِ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! لَا تَرْفَعْنَ رُؤُوسَكُمْ حَتَّى يَرْفَعَ الرَّجَالُ.

۶۳۰- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ کپڑوں کی تنگی کے باعث انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز میں اپنے تہ بندوں کے پلوؤں کو اپنی گردنوں میں گرہ لگائی ہوتی تھی جیسے کہ بچوں کی ہوتی ہے تو ایک شخص نے کہا: اے عورتو! تم مردوں سے پہلے اپنے سر نہ اٹھایا کرو۔ (کہیں کسی کے سر پر نظر نہ پڑ جائے۔)

☀️ فائدہ: معلوم ہوا نماز میں ستر ڈھانپنا واجب ہے اور معلوم رہے کہ مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنے تک ستر ہے (یعنی اس حصے کو ڈھانپنا ضروری ہے) اور کندھوں کو بھی ڈھانکا جائے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمان اپنے اولین دور میں از حد تنگدستی کا شکار تھے۔

(المعجم ۷۹) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي ثَوْبَ بَعْضُهُ عَلَى غَيْرِهِ (التحفة ۸۰)

باب: ۷۹- انسان ایسے کپڑے میں نماز پڑھے کہ اس کا کچھ حصہ دوسرے پر ہو؟

۶۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبَالِيُّ: سَيِّدَةُ عَاشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَے روایت ہے کہ نبی ﷺ

۶۳۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب أمر النساء المصليات وراء الرجال، ح: ۴۴۱ من حديث وكيع، البخاري، الصلوة، باب إذا كان الثوب ضيقاً، ح: ۳۶۲ من حديث شفيان الثوري به.

۶۳۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۷۰/۶ من حديث زائدة به، وانظر، ح: ۳۶۹، ۳۷۰، ۶۵۶.

حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي ثَوْبٍ بَعْضُهُ عَلَيَّ.

نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور اس کا کچھ حصہ مجھ پر صالح، عن عائشة: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي ثَوْبٍ بَعْضُهُ عَلَيَّ.

🌞 فائدہ: جائز ہے کہ ایک بڑی چادر یا کبل وغیرہ کا کچھ حصہ نمازی پر ہو اور کچھ حصہ اس کی بیوی پر خواہ وہ ایام سے بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابوداؤد، حدیث: ۳۶۹، ۳۷۰)

(المعجم ۸۰) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي فِي قَمِيصٍ وَاحِدٍ (التحفة ۸۱)

باب: ۸۰- انسان ایک قمیص میں نماز پڑھے

۶۳۲- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَغْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي رَجُلٌ أَصِيدُ أَفَأُصَلِّي فِي الْقَمِيصِ الْوَاحِدِ؟ قَالَ: «نَعَمْ وَازْرُرْهُ وَلَوْ بِشَوَكَةٍ».

۶۳۲- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں شکاری آدمی ہوں۔ کیا میں صرف ایک قمیص میں نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں اور اسے ٹٹن لگا لیا کرو خواہ کانٹے ہی کے ہوں۔“

🌞 فائدہ: ظاہر ہے کہ اس سے مراد عرب کی خاص لمبی قمیص ہے۔ اگر اس کے نیچے شلوار یا چادر نہ بھی ہو تو نماز جائز ہے بشرطیکہ ستر پوری طرح ڈھکا ہوا ہو اگر کھلنے کا اندیشہ ہو تو اسے باندھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۶۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنِ بَرِيعٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي حَوْمَلٍ الْعَامِرِيِّ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا قَالَ، وَهُوَ أَبُو حَوْمَلٍ [وَالصَّوَابُ: أَبُو حَزْمَلٍ] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۶۳۳- جناب محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر (ملکی) اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ایک قمیص میں ہمیں نماز پڑھائی اور ان پر چادر نہ تھی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے ایک ہی قمیص میں نماز پڑھائی تھی۔

۶۳۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، القبلة، باب الصلوة في قميص واحد، ح: ۷۶۶ من حديث موسى ابن إبراهيم به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۴/ ۴۹، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۷۷، ۷۷۸ وابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۹۱، والحاكم: ۱/ ۲۵۰، ووافقه الذهبي، وأعله البخاري في صحيحه (فتح) ۱/ ۴۶۵.

۶۳۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۳۹ من حديث أبي داود به # العامري لا يعرف، ومحمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر وأبوہ ضعيفان، ضعفهما الجمهور.

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ:
أَمَّا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي قَمِيصٍ لَيْسَ عَلَيْهِ
رِذَاءٌ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي قَمِيصٍ.

(المعجم ۸۱) - بِمَآءٍ: إِذَا كَانَ النَّوْبُ

ضَبْعًا يَتَزَوَّرُ بِهِ (النحفة ۸۲)

باب: ۸۱- جب کپڑا تنگ ہو تو اس کا

تہبند باندھ لے

۶۳۴- جناب عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت

کہتے ہیں کہ ہم حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ہاں
آئے تو انہوں نے بتایا کہ میں ایک غزوے میں رسول
اللہ ﷺ کے ساتھ چلا۔ آپ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور
مجھ پر ایک چادر تھی۔ میں نے اس کے پلوؤں کو اس کے
مخالف اطراف سے لپیٹنے کی کوشش کی (یعنی دایاں پلو
بائیں کندھے پر اور بائیں پلو دائیں کندھے پر ڈالنے
لگا) مگر اس میں گنجائش نہیں تھی اور اس کے کناروں پر
جھارسی لگی تھی۔ میں نے انہیں الٹا کیا اور اس کے
کناروں میں اختلاف کر کے اپنی گردن پر باندھ لیا اور
گردن کو جھکالیا کہ کہیں گرنے جائے۔ پھر میں آ کر رسول
اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو
آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھا کر اپنی دائیں جانب
کھڑا کر دیا۔ پھر ابن صخر آئے اور وہ آپ کی بائیں
جانب کھڑے ہو گئے۔ پس آپ نے ہم دونوں کو اپنے
دونوں ہاتھوں سے پکڑا حتیٰ کہ اپنے پیچھے کھڑا کر دیا۔
آپ مجھے نکلیوں سے دیکھ رہے تھے مگر میں نہ سمجھ سکا۔
پھر میں سمجھ گیا اور آپ نے اشارہ کیا کہ اسے نہ بند

۶۳۴- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسَلِيمَانُ

ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَيَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ
السَّجِسْتَانِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ
إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُجَاهِدٍ أَبُو
حَزْرَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ
الصَّامِتِ قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرًا يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ: سِرْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ فَقَامَ
يُصَلِّي وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ ذَهَبْتُ أَخَالَفُ بَيْنَ
طَرَفَيْهَا فَلَمْ تَبْلُغْ لِي وَكَانَتْ لَهَا ذَبَابُ
فَنَكَسْتُهَا، ثُمَّ خَالَفْتُ بَيْنَ طَرَفَيْهَا، ثُمَّ
تَوَاقَفْتُ عَلَيْهَا لَا تَسْقُطُ، ثُمَّ جِئْتُ حَتَّى
قُمْتُ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخَذَ بِيَدِي
فَأَدَارَنِي حَتَّى أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَجَاءَ ابْنُ
صَخْرٍ حَتَّى قَامَ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَنَا بِيَدَيْهِ
جَمِيعًا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ. قَالَ: وَجَعَلَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ يَزْمُقُنِي وَأَنَا لَا أَشْعُرُهُمْ فَطَنْتُ بِهِ فَأَشَارَ
إِلَيَّ أَنْ أَتَزَوَّرَ بِهَا، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ:
«يَا جَابِرُ؟» قُلْتُ: لَيْتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ:

«إِذَا كَانَ وَاسِعًا فَخَالِفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ، وَإِذَا كَانَ ضَيِّقًا فَشَدَّهُ عَلَى حَقْوِكَ».

بنالوں۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ”اے جاہل!“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں! آپ نے فرمایا: ”جب کپڑا کھلا ہو تو اس کے کناروں میں اختلاف کر لیا کرو (اور کندھوں پر ڈال لیا کرو) اور اگر تنگ ہو تو اپنی کمر پر باندھ لیا کرو۔“ (یعنی صرف تہ بند باندھ لیا کرو۔)

☀️ فوائد ومسائل: ① ایک آدمی مقتدی ہو تو وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہو۔ ② اثنائے نماز میں امام یا مقتدی دوسرے نمازی کی مناسب اصلاح کر سکتا ہے اور اسے قبول کیا جانا چاہیے۔ ③ کپڑا کھلا ہو تو اس کے پلوؤں کو کندھوں پر ڈالنا ضروری ہے ورنہ صرف تہ بند بنالیا جائے۔

۶۳۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، أَوْ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: «إِذَا كَانَ لِأَحَدِكُمْ ثَوْبَانِ فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَلْيَتَرَبَّصْ بِهِ وَلَا يَشْتَمِلْ اِسْتِمَالَ الْيَهُودِ».

۶۳۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..... یا یہ کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا..... ”جب تم میں سے کسی کے پاس دو کپڑے ہوں تو ان میں نماز پڑھے۔ اگر ایک ہی ہو تو اسے تہ بند بنالے اور یہودیوں کی طرح نہ لپیٹے۔“

☀️ فائدہ: اشتمال یہود..... یہودی کی طرح لپیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ چادر اس طرح اوڑھی جائے کہ دونوں ہاتھ بھی اندر ہی بند ہو کر رہ جائیں اور انہیں باہر نکالنا آسان نہ ہو۔

۶۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الدُّهَلِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو ثَمِيلَةَ يَحْيَى بْنُ وَاصِحٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الثَّمَنِيبِ عُبَيْدُ اللَّهِ الْعَتَكِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ

۶۳۶- جناب عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی چادر میں ایسے نماز پڑھے کہ اسے لپیٹا نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ صرف پا جاے میں نماز پڑھے

۶۳۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۴۸/۲ من حديث نافع به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۶۶ من حديث أيوب، وللحديث شواهد كثيرة.

۶۳۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۳۶/۲، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۲۵۰، ووافقه الذهبي.

۲- کتاب الصلاۃ - نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

أَبِيهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ فِي
لِحَافٍ لَا يَتَوَشَّحُ بِهِ، وَالْآخِرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي
سَرَاوِيلَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ.

🌞 فوائد و مسائل: ① عدا چھوٹا کپڑا لینا کہ کندھوں پر کچھ نہ آ سکے یا جان بوجھ کر کندھوں کو بنگار کھنا ناجائز ہے۔
حسب وسعت لباس پورا ہونا چاہیے۔ ② اس حدیث اور دیگر احادیث میں مردوں کے لیے نماز میں ”سر ڈھانپنے“ کا
کوئی حکم یا اس کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ قرآن کریم کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ﴿يَا
بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف: ۳۱) ”اے لوگو! ہر مسجد میں آتے وقت (یا ہر نماز کے
وقت) اپنا بناؤ کر لیا کرو۔“ کا عام حکم دیا ہے۔ یعنی نماز اور طواف میں ستر عورہ فرض ہے۔ مرد کے لیے کمر سے گھٹنے
تک اور عورت کیلئے چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ سارا بدن۔ اور باریک کپڑا جس سے بدن یا بال نظر آئیں معتبر نہیں۔
(موضح القرآن) بہر حال اثنائے عبادت میں مباح زینت اختیار کرنا مطلوب ہے اور اتباع ہوائے نفس حرام۔ اور
سر کو ڈھانپنا بھی مباح زینت میں شامل ہے اور ننگے سر نماز پڑھنے میں ہوائے نفس کا شائبہ ہے۔ علاوہ ازیں نماز اور
غیر نماز میں ننگے سر رہنے کو عادت بنا لینا نبی ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے معمولات کے خلاف ہے۔
③ پا جاے پر چادر کی تلقین ستر کے لیے ہے کہ پوشیدہ جسم کے حصے کپڑے کے اوپر سے بھی نمایاں نہ ہوں۔

(المعجم ۸۲) - باب الإسْبَالِ فِي
باب ۸۲- نماز میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا
(الصَّلَاةُ (التَّحْفَةُ ۸۴)

۶۳۷- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ: حَدَّثَنَا
أَبُو دَاوُدَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ
أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ فِي
صَلَاتِهِ خِيَلَاءَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ فِي
جَلٍّ وَلَا حَرَامٍ».

۶۳۷- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے
تھے: ”جس نے نماز میں تکبر کرتے ہوئے اپنا تہبند
ٹخنوں کے نیچے لٹکایا، اللہ اس کے گناہ معاف نہیں
فرمائے گا“ نہ برے کاموں سے اسے بچائے گا۔“ (یا اس
کے لیے جنت کو حلال اور جہنم کو حرام نہیں فرمائے گا یا
جب وہ اللہ کی طرف سے کسی حلال کام میں نہیں تو اس
کے لیے بھی کوئی احترام نہ ہوگا۔)

۶۳۷- تخریج: [سنادہ حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۹۶۸۰ من حديث أبي عوانة به، وهو في مسند أبي
داود الطيالسي، ح: ۳۵۱ نحو المعنى.

نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا جَمَاعَةٌ عَنْ
عَاصِمٍ مَوْقُوفًا عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ مِنْهُمْ
حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَأَبُو
الْأَخْوَصِ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ. روايت کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث صحیح ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے دین اور نبی ﷺ کی سنت سے عمداً انحراف اور اس کی مخالفت کا عذاب انتہائی شدید ہے۔ جسے [فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي حِلٍّ وَلَا حَرَامٍ] سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ شارحین حدیث نے اس کی یہ وضاحت کی ہے کہ ایسے شخص کے گناہ معاف نہیں ہوتے۔ برے کاموں سے بچنے کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ اس کے لیے جنت حلال نہیں ہوتی اور جہنم حرام نہیں کی جاتی۔ اللہ کی طرف سے کسی احترام کا مستحق نہیں رہتا۔ والعباد باللہ۔ ② بندہ چادر اور شلوار کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور اسے تکبر کی علامت قرار دیا گیا ہے جو اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ ③ جہالت یا نسیان تو شاید کسی اعتبار سے اللہ کے ہاں معاف ہو جائے مگر علم ہو جانے کے بعد ایسے عمل کا ارتکاب ”تکبر“ میں شمار ہوتا ہے۔

۶۳۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ إِذْ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ»، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ، ثُمَّ قَالَ: «اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ»، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، ثُمَّ سَكَتَ عَنْهُ؟ قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وَإِنَّ اللَّهَ جَلَّ ذِكْرُهُ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ».

۶۳۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور وہ اپنا تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (دیکھا تو) اسے فرمایا: ”جاؤ اور وضو کر کے آؤ۔“ چنانچہ وہ گیا اور وضو کر کے آیا۔ آپ نے اسے دوبارہ فرمایا: ”جاؤ اور وضو کر کے آؤ۔“ چنانچہ وہ گیا اور وضو کر کے آیا۔ تو ایک آدمی نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کس وجہ سے آپ نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا، پھر آپ اس سے خاموش ہو رہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ شخص اپنا تہ بند لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی نماز قبول نہیں کرتا جو اپنا تہ بند لٹکا کر نماز پڑھ رہا ہو۔“

۶۳۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۶۷/۴ من حديث أبان العطار به * أبو جعفر المدني حسن له الترمذي، ح: ۳۴۴۸، وصححه له ابن حبان، ح: ۲۴۰۶، وقواه ابن حجر في تخریج الأذکار، والنووي في رياض الصالحين بتصحيح حديثه، وروی عنه يحيى بن أبي كثير وهو لا يحدث إلا عن ثقة، قاله أبو حاتم الرازي، فلا عبرة بمن جهله والله أعلم.

☀️ فوائد و مسائل: ① تہبند، چادر اور شلوار کا ٹخنوں سے نیچے لٹکائے رکھنا علامت تکبر ہے۔ اس لیے یہ سخت ممنوع اور کبیرہ گناہ ہے۔ ② تاہم کیا یہ عمل ناقض وضو بھی ہے؟ اس میں اختلاف ہے، کیونکہ اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ سمیت اکثر علماء کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے ان کے نزدیک ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا، مگر جن کے نزدیک یہ حدیث صحیح یا حسن درجے کی ہے ان کے نزدیک وضو ٹوٹ جائے گا، جیسا کہ اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہ ایک تہدید کی حکم ہے جس کا مقصد لوگوں کو اسباب ازار سے روکنا ہے وضو اس سے نہیں ٹوٹے گا۔ بہر حال ایک مومن نمازی کی شلوار ہمیشہ اور ہر وقت ٹخنوں سے اوپر ہی رہنی چاہیے۔

(المعجم ۸۳) - بَابُ: فِي كَمِّ تَصَلِّيِ
الْمَرْأَةِ (التحفة ۸۵)

۶۳۹- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ عورت کن کپڑوں میں نماز پڑھے؟ تو انہوں نے کہا: ”اور ڈھنی اور پوری قمیص میں نماز پڑھے جو اس کے پاؤں تک کو ڈھانپ لے۔“

۶۳۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ قُتَيْبٍ، عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ: مَاذَا تُصَلِّي فِيهِ الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَتْ: تُصَلِّي فِي الْخِمَارِ وَالذَّرْعِ السَّابِغِ الَّذِي يُغَيِّبُ ظَهْرَ قَدَمَيْهَا.

۶۴۰- جناب محمد بن زید سے روایت ہے۔ یہی حدیث انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا عورت ایک قمیص اور اور ڈھنی میں نماز پڑھ لے جبکہ اس نے تہ بندنہ باندھا ہو؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں“ جب قمیص پوری طرح ڈھانپنے والی ہو کہ اس کے پاؤں کی پشت کو بھی ڈھک لے۔“

۶۴۰- حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ: أَتُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي دِرْعٍ وَخِمَارٍ لَيْسَ عَلَيْهَا إِزَارٌ؟ قَالَ: «إِذَا كَانَ الذَّرْعُ سَابِغًا يَغْطِي ظَهْرَ قَدَمَيْهَا».

۶۳۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/۲۳۲، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۴۲ * أم محمد بن زید مجهولة الحال، وصحح لها الحاكم (۱/۲۵۰) والذهبي.

۶۴۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۲/۶۲ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ۱/۲۵۰، ووافقه الذهبي.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَبُكَيْرُ بْنُ مُضَرَ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ أَبِي ذَنْبٍ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ النَّبِيَّ ﷺ قَصَرُوا بِهِ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو مالک بن انس، بکر بن مضر، حفص بن غیاث، اسلمیل بن جعفر، ابن ابی ذنب اور ابن اسحاق نے محمد بن زید سے انہوں نے اپنی والدہ سے انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا بلکہ صرف ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر اقتصار کیا ہے۔ (یعنی موقوف بیان کرتے ہیں۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ بتائیں نماز کی حالت میں عورت کے لیے پیروں کا ڈھانپنا ضروری نہیں اسے زیادہ سے زیادہ پردے کے عمومی حکم کے اعتبار سے بہتر کہا جاسکتا ہے۔ بعض علماء پیروں کی پشت کے ڈھانپنے کے لیے ایک اور روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر عورت کے پیروں کے لباس سے ایک بالشت سے زیادہ لٹکانے پر نگے رہتے ہوں تو پھر وہ عورتیں اپنا لباس ایک ہاتھ اور لٹکالیا کریں۔ (ترمذی حدیث ۱۷۳۱) اس سے وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ عورت کو پاؤں کی پشتوں سمیت نماز میں اپنا پورا جسم ہی ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔ لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا تعلق پردے کے عمومی حکم سے ہے نمازی عورت کے لیے بھی اس کو ضروری قرار دینا غلط ہے۔ اس طرح تو پھر نماز پڑھتے وقت عورت کیلئے چہرے کو بھی ڈھانپنا ضروری قرار دینا پڑے گا۔ کیونکہ پردے کے حکم میں عورت کا چہرہ بھی شامل ہے۔ اگر عورت کیلئے نماز کی حالت میں چہرہ ڈھانپنا ضروری نہیں ہے تو حضرت ام سلمہ کی حدیث سے نماز کی حالت میں پیروں کی پشت کے ڈھانپنے کو بھی ضروری قرار دینا غلط ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ۴۲۶/۱۱-۴۳۰ طبع جدید ۱۹۹۸ء۔ الریاض) ② ان احادیث کا مرفوع (یعنی نبی ﷺ سے مروی) ہونا ثابت نہیں مگر بہتر یہی ہے کہ عورت نماز میں اپنا تمام جسم ڈھانپے (کیونکہ اسے سر سمیت سارا جسم ڈھانپنے کا حکم ہے) قابل غور امر یہ ہے کہ جب مسجد جیسے پاکیزہ ماحول اور نماز جیسی عبادت کے دوران میں عورت پر پردے کی اس قدر پابندی ہے تو دیگر کلمے مقامات اور اجنبیوں میں نکلتے ہوئے اسے اپنے پردے کا کس قدر اہتمام کرنا چاہیے!!

(المعجم ۸۴) - باب الْمَرْأَةُ تُصَلِّي بِغَيْرِ خِمَارٍ (التحفة ۸۶)

باب: ۸۴- عورت کا اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھنا

۲۴۱- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

۶۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا

۶۴۱- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذی، الصلوة، باب ماجاء لا تقبل صلوة المرأة الحائض إلا بخمار، ح: ۳۷۷، وابن ماجه، ح: ۶۵۵ من حدیث حماد بن سلمه به، وقال الترمذی: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ۴۴

۲۔ کتاب الصلاة۔ نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ،
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ
الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ:
«لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ».

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدٌ - يَغْنِي ابْنُ
أَبِي عَرُوبَةَ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو سعید یعنی ابن
ابی عروبہ نے قتادہ سے انہوں نے حسن سے انہوں نے
نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① سر کے کپڑے کا وجوب عورت کے لیے خاص ہے نہ کہ مرد کے لیے۔ ② ایسے شفاف
کپڑے جن سے عورت کے سر کے بال نظر آتے ہوں، ان میں نماز جائز نہیں ہے۔

۶۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ: أَنَّ
عَائِشَةَ نَزَلَتْ عَلَى صَفِيَّةَ أُمِّ طَلْحَةَ
الطَّلَحَاتِ فَرَأَتْ بَنَاتًا لَهَا، فَقَالَتْ: إِنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ وَفِي حُجْرَتِي جَارِيَةً،
فَأَلْقَى إِلَيَّ حَقْوَهُ وَقَالَ لِي: «شُقِّيهِ بِشُقَّتَيْنِ
فَأَعْطِي هَذِهِ نِصْفًا وَالْقَنَاءَ الَّتِي عِنْدَ أُمِّ
سَلَمَةَ نِصْفًا فَإِنِّي لَا أُرَاهَا إِلَّا قَدْ حَاصَتْ
أَوْ لَا أُرَاهُمَا إِلَّا قَدْ حَاصَتَا».

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ هِشَامٌ
عَنْ ابْنِ سِيرِينَ.

امام ابو داود نے کہا: ہشام نے بھی ابن سیرین سے
ایسے ہی روایت کیا ہے۔

🌞 ملحوظہ: یہ روایت سداضعیف ہے۔ تاہم جوان بچیوں کے لیے پردے کی تاکید ثابت ہے۔ اس لیے کہ بچیاں

۴۴: ح ۷۷۵، وابن حبان (الإحسان)، ح ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، والحاكم على شرط مسلم ۲۵۱/۱، ووافقه الذهبي،
ورواه هشام بن حسان وأيوب السختياني عن ابن سيرين به عند ابن الأعرابي في معجمه.

۶۴۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۹۶/۶ من حديث حماد بن زيد به * ابن سيرين لم يسمع من عائشة
رضي الله عنها شيئاً، قاله أبو حاتم الرازي رحمه الله.

جب جوان ہو جائیں تو ان سے پردے کا اہتمام کروایا جائے۔ یہ خود بچیوں اور ان کے سرپرستوں کا لازمی فریضہ ہے۔ قرآن کی آیات اور دیگر صحیح احادیث اس پر صریح دلالت کرتی ہیں۔

(المعجم ۸۵) - باب السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ باب: ۸۵- نماز میں ”السَّدْلُ“ کرنا (التحفة ۸۷)

۶۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْبَعْلَاءِ وَابْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَخْوَلِ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ، وَأَنْ يُعْطِيَ الرَّجُلُ قَاهُ.

۶۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سدل سے منع فرمایا ہے اور اس سے بھی کہ انسان منڈھانپ کر (ٹھانٹا باندھ کر) نماز پڑھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عِيسَى عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ اسے عسل نے عطاء سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے نماز کے دوران میں سدل سے منع فرمایا ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① ”سدل“ کی شارحین حدیث نے یہ وضاحت کی ہے کہ چادر کو اس کے درمیان سے اپنے سر یا کندھوں پر ڈال لیا جائے اور اس کی دائیں بائیں اطراف لگتی رہیں۔ یا صاحب النہایہ کے بیان کے مطابق کپڑے کو اس انداز سے اپنے اوپر لپیٹ لیا جائے کہ ہاتھ بھی اندر ہی بند ہو جائیں اور پھر رکوع اور سجدے میں بھی ان کو نہ نکالا جائے تو یہ صورتیں نماز کے منافی ہیں ② روایت ضعیف ہے اس لیے مسئلے کے اثبات کے لیے کافی نہیں۔ تاہم شیخ البانی رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک صحیح ہے بنا بریں اس صورت میں سدل ممنوع ہوگا۔

۶۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الطَّبَّاعِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ عَطَاءً يُصَلِّي سَادِلًا.

۶۴۴- ابن جریر کہتے ہیں کہ میں نے جناب عطاء (ابن ابی رباح..... تابعی) کو بار بار دیکھا کہ وہ سدل کیے ہوئے نماز پڑھتے تھے۔

۶۴۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۹۱۸، ۷۷۲ من حديث عبد الله بن المبارك به ورواه ابن ماجه، ح: ۹۶۶ من حديث الحسن بن ذكوان به، مختصراً * الحسن بن ذكوان، مدلس تقدم، ح: ۱۱، ولم أجد تصريح سماعه، وعسل بن سفيان ضعيف، ومن طريقه أخرجه الترمذي، ح: ۳۷۸، وجاء في المستدرک (۱/ ۲۵۳) وهم عجيب، انظر إتحاف المهرة (۱۵/ ۳۷۵).

۶۴۴- تخریج: [إسناده صحيح] انفراد به أبو داود.

۲- کتاب الصلاة۔ نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا يُضَعَّفُ ذَلِكَ
الحديث. امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا کہ عطاء کا یہ فعل (گویا) مذکورہ
بالا حدیث (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کو ضعیف ثابت کرتا ہے۔

☀ فائدہ: پہلی سند حسن اور دوسری (روایت غسل) صحیح ہے۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ) اور تیسری روایت تابعی کا عمل اگرچہ
سنداً صحیح ہے مگر مذکورہ بالا حدیث کے برخلاف ہے اور کسی راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا اس روایت کے
ضعیف ہونے کی دلیل نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ نماز میں کپڑے کو لپیٹ بغیر سر پر یا کندھوں پر ویسے ہی ڈال لینا یا منہ کو
بند کر لینا جائز نہیں ہے۔

(المعجم ۸۶) - باب الصَّلَاةِ فِي شُعْرٍ
النِّسَاءِ (التحفة ۸۸)

۶۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا
أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ
سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا
يُصَلِّي فِي شُعْرِنَا أَوْ لُحْفِنَا.

قال عَبْدُ اللَّهِ: شَبَّ أَبِي.
عبد اللہ نے کہا کہ [شُعْرِنَا أَوْ لُحْفِنَا] کے الفاظ
میں میرے والد کو شک ہوا ہے (اس لیے لفظ [أَوْ]
سے روایت کیا ہے)۔

☀ فائدہ: وہ کپڑے جو جسم کے ساتھ متصل ہوتے ہیں انہیں [شُعْرَانِ] اور جوان کے اوپر ہوں انہیں [دِثَنَانِ] کہتے
ہیں اور جیسے کہ یہ مسئلہ پہلے (احادیث: ۳۷۶ تا ۳۷۰) میں گزر چکا ہے کہ اکثر اوقات نبی ﷺ ایسی چادروں وغیرہ
میں نماز نہ پڑھا کرتے تھے جو آپ کی عورتوں کے استعمال میں بھی ہوتی تھیں مگر بعض اوقات ان میں نماز پڑھی بھی
ہے۔ تو اس مسئلے میں وسعت ہے تاہم کپڑے کی طہارت کا یقین ہونا شرط ہے۔

(المعجم ۸۷) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي
عَاقِبًا شَعْرَهُ (التحفة ۸۹)

۶۴۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: جناب سعید بن ابی سعید مقبری اپنے والد

۶۴۵- تخریج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۳۶۷.

۶۴۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية كف الشعر في الصلوة، ح: ۳۸۴.

نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے حضرت ابورافع (مولى رسول اللہ ﷺ) کو دیکھا کہ وہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے جبکہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور انہوں نے اپنی گدی میں اپنے بالوں کی چوٹی دھنسا رکھی تھی۔ پس ابورافع نے ان کے بال کھول دیے۔ حضرت حسن نے غصے سے ان کی طرف دیکھا، تو ابورافع نے کہا: اپنی نماز پڑھیے اور ناراض مت ہوئے۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جوڑے کا یہ مقام شیطان کی بیٹھک ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ ، حَدَّثَنِي عُمَرَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ : أَنَّهُ رَأَى أَبَا رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ مَرَّ بِحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي قَائِمًا وَقَدْ غَرَزَ ضَفْرَهُ فِي قَفَاهُ ، فَحَلَّهَا أَبُو رَافِعٍ فَأَلْتَمَتْ حَسَنٌ إِلَيْهِ مُغْضَبًا ، فَقَالَ أَبُو رَافِعٍ : أَقْبِلْ عَلَى صَلَاتِكَ وَلَا تَغْضَبْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : «ذَلِكَ كِفْلُ الشَّيْطَانِ» يَعْنِي مَقْعَدَ الشَّيْطَانِ - يَعْنِي مَغْرَزَ ضَفْرِهِ .

۶۴۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ عبداللہ بن حارث نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے بال پیچھے سے بندھے ہوئے تھے، تو وہ ان کے پیچھے کھڑے ہو کر ان کے بال کھولنے لگے۔ انہوں نے (یعنی عبداللہ بن حارث نے دوران نماز میں) اس پر کوئی انکار نہ کیا۔ نماز کے بعد وہ ابن عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: آپ کو میرے سر سے کیا کام؟ (یعنی آپ نے میرے بال کیوں کھولے؟) انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”بالوں کا جوڑا بنالینا ایسے ہے جیسے کوئی نماز پڑھے اور اس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوں۔“

۶۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ : حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ : أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوصٌ مِنْ وَرَائِهِ ، فَقَامَ وَرَاءَهُ فَجَعَلَ يَحُلُّهُ وَأَقَرَّ لَهُ الْآخَرَ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ : مَا لَكَ وَرَأْسِي؟ قَالَ : إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : «إِنَّمَا مَثَلُ هَذَا مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ» .

۶۴۷- من حديث عبد الرزاق به، وقال: "حسن"، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۲۹۹۱، وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۱۱، وابن حبان، ح: ۴۷۴، والحاكم: ۱/ ۲۶۱، ۲۶۲، ووافقه الذهبي.

۶۴۷- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب... الخ، ح: ۴۹۲ من حديث عبد الله بن وهب به.

۲۔ کتاب الصلاة - جوتوں میں نماز پڑھنے کے احکام و مسائل

🌞 **فوائد و مسائل:** ① مردوں کے لیے بالوں کا جوڑا بنانا بالخصوص نماز میں جائز نہیں۔ چاہیے کہ انہیں ویسے ہی لمبا چھوڑ دیا جائے اور سجدہ کی حالت میں زمین پر لگنے دیا جائے۔ دوسری حدیث میں صراحت ہے کہ ”مجھے حکم ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں اور بالوں کو نہ باندھوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹوں۔“ (صحیح بخاری، حدیث: ۸۱۲) و صحیح مسلم، حدیث: (۴۹۰) ② جن بزرگوں کے متعلق آیا ہے کہ انہوں نے جوڑا بنایا ہوا تھا تو شاید انہیں یہ ارشاد نبوی معلوم نہ تھا۔

(المعجم ۸۸) - **باب الصَّلَاةِ فِي النَّعْلِ** (التحفة ۹۰)

۶۴۸- حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فتح مکہ والے دن دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے جوتے آپ کی بائیں جانب رکھے ہوئے تھے۔

۶۴۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ ابْنِ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي يَوْمَ الْفَتْحِ وَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عَنْ يَسَارِهِ.

۶۴۹- حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مکہ میں صبح کی نماز پڑھائی، (اس نماز میں) آپ نے سورۃ المؤمنون کی تلاوت شروع کی۔ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہ السلام آیاں کہا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا..... ابن عباد کو شک ہے یا لوگوں نے اختلاف کیا ہے..... تو نبی ﷺ کو کھانسی آگئی تو آپ نے قراءت کو مختصر کر دیا اور رکوع کر لیا اور عبداللہ بن سائب اس میں حاضر تھے۔

۶۴۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو عَاصِمٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادٍ بْنَ جَعْفَرٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ سُفْيَانَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْعَبْدِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَمْتَحَ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى إِذَا جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى وَهَارُونَ أَوْ ذِكْرُ مُوسَى وَعِيسَى - ابْنُ عَبَّادٍ يَشْكُ أَوْ

۶۴۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القبلة، باب: أين يضع الإمام نعليه إذا صلى بالناس، ح: ۷۷۷، وابن ماجه، ح: ۱۴۳۱ من حديث يحيى القطان به.

۶۴۹- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۵۵ من حديث عبدالرزاق، وهو في مصنفه، ح: ۲۶۶۷، وعلقه البخاري، (فتح ۲/۲۵۵).

۲- کتاب الصلاة۔ جوتوں میں نماز پڑھنے کے احکام و مسائل

اِخْتَلَفُوا - أَخَذَتِ النَّبِيُّ ﷺ سَعْلَةً فَحَذَفَ .
فَرَكَعَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ السَّائِبِ حَاضِرٌ لِّذَلِكَ .

🌞 توضیح: یہ حدیث پہلی حدیث ہی کے مضمون کی تکمیل ہے۔

۶۵۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ :
حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ [سَلَمَةَ] عَنْ أَبِي نَعَامَةَ
السَّعْدِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْخُدْرِيِّ قَالَ : بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي
بِأَصْحَابِهِ إِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ
يَسَارِهِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ الْقَوْمُ أَلْقَوْا نِعَالَهُمْ،
فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ : «مَا
حَمَلَكُمْ عَلَى إلقاءِكُمْ نِعَالَكُمْ؟» قَالُوا :
رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا، فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنَّ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهِمَا قَدْرًا، أَوْ قَالَ :
أَذَى»، وَقَالَ : «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى
الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَدْرًا أَوْ
أَذَى فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا» .

۶۵۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو نماز پڑھا رہے
تھے کہ آپ نے (دوران نماز میں) اپنے جوتے اتار کر
اپنی بائیں جانب رکھ لیے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے
آپ کو دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیے۔
جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”تم لوگوں نے
اپنے جوتے کیوں اتارے؟“ انہوں نے کہا کہ ہم نے
آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے جوتے اتارے ہیں تو ہم
نے بھی اتار دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک
جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور بتایا کہ آپ کے جوتے
میں گندگی لگی ہے۔“ (لفظ [قَدْرًا] تھا یا [أَذَى]) آپ
نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو اپنے
جوتوں کو بغور دیکھ لیا کرے۔ اگر ان میں کوئی گندگی یا
نجاست نظر آئے تو اسے پونچھ ڈالے اور پھر ان میں نماز
پڑھ لے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جوتے پہن کر یا اتار کر نماز پڑھنا دونوں طرح جائز ہے۔ اگر جوتے پہنے ہوں تو ان کا پاک
ہونا شرط ہے۔ اور انہیں پاک کرنے کے لیے خشک زمین پر گر گڑ لینا ہی کافی ہے۔ ② نمازی اکیلا ہو اور اپنے جوتوں
کو اپنے پہلو میں رکھنا چاہتا ہو تو اپنی بائیں جانب رکھے مگر جب صف میں ہو تو اپنے پاؤں کے درمیان میں رکھے۔
③ نجاست آلود جوتے یا کپڑے میں نماز جائز نہیں۔ اثنائے نماز میں اسے دور کرنا ممکن ہو تو اسے دور کر دے، ورنہ
نماز چھوڑ دے اور نجاست دور کرے۔ ④ لاعلمی میں جو نماز نجس کپڑے یا جوتے میں پڑھی جا چکی ہو وہ صحیح ہے اس

۶۵۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۰/۳ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة،
ح: ۱۰۱۷، وابن حبان، ح: ۳۶۰، والحاكم على شرط مسلم: ۱/۲۶۰، ووافقه الذهبي، ورواه البيهقي: ۲/۴۳۱
من حديث أبي داود به.

کے ذہرانے کی ضرورت نہیں۔ ۵ جوتوں میں نماز تمام احادیث کی روشنی میں ایک درست عمل ہے۔ اس کا ثواب کی بیشی سے کوئی تعلق نہیں۔ ۶ نبی ﷺ کو غیب کی خبریں جبریل امین کے ذریعے سے بتائی جاتی تھیں۔ ۷ نبی ﷺ کی اتباع افعال عبادت میں اسی طرح ضروری ہے جیسے کہ اقوال میں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خصوصیت اور خوبی یہی ہے کہ وہ آپ کے اقوال و افعال کی اتباع میں کوئی پس و پیش نہ کرتے تھے اور ہر مسلمان کو ایسے ہی ہونا چاہیے۔

۶۵۱- حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ: حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِهِذَا قَالَ: [قَدَرُ] آيَا هُوَ وَهَذَا دُونُ جَلَّةٍ [خُبْتُ] اسْتَعْمَلَ كَيْلًا- ۶۵۱- جناب بکر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ مذکورہ حدیث بیان کی تو انہوں نے اس میں جہاں لفظ [قَدَرُ] آیا ہے وہاں دونوں جگہ [خُبْتُ] استعمال کیا۔ (اور معنی ان سب کا ”نجاست“ ہے۔)

☀ فائدہ: محدثین کرام نقل احادیث میں انتہائی محتاط اور کامل الضبط تھے۔ ﷺ

۶۵۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ هِلَالِ بْنِ مَيْمُونِ الرَّمْلِيِّ، عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَالِفُوا الْيَهُودَ فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ فِي نِعَالِهِمْ وَلَا خِيفَاهُمْ»۔ ۶۵۲- حضرت شہاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہود کی مخالفت کرو۔ یہ لوگ اپنے جوتوں یا موزوں میں نماز نہیں پڑھتے ہیں۔“

☀ فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ جوتوں میں نماز پڑھنا درست ہے۔ ② اہل کتاب اور مشرکین کی مخالفت ان

امور میں ہے جن کی شریعت اسلامیہ نے صراحت کی ہے یا ان کی خاص مذہبی یا قومی علامت ہے۔ ③ ہمارے ہاں مذکورہ مسئلہ اور اس قسم کے بعض دیگر مسائل متروک ہو گئے ہیں۔ ان سنتوں کے احیاء کے لیے پہلے اُذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (النحل: ۱۲۵) کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کی سنت سے محبت کا داعیہ پیدا کرنا ضروری ہے تاکہ بے علم لوگ دین سے اور علمائے حق سے متغیر نہ ہوں۔

۶۵۳- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: ۶۵۳- جناب عمرو بن شعیب، [عن ابیہ عن

۶۵۱- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي في معرفة السنن والآثار: ۱۲۳۰ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۶۵۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۵۳۴ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ۳۵۷، والحاكم: ۱/ ۲۶۰، ووافقه الذهبي * مروان بن معاوية صرح بالسماع عند ابن حبان.

۶۵۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الصلوة في النعال، ح: ۱۰۳۸ من حديث

۲- کتاب الصلوة - جو توں میں نماز پڑھنے کے احکام و مسائل

حدثنا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصَلِّي حَافِيًا وَمُتَّعَلًا.

جدہ [کے واسطے سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جوتے اتار کر بھی نماز پڑھتے تھے اور پہن کر بھی۔

🌞 فائدہ: اس عمل کا تعلق ثواب کی کمی بیشی سے نہیں ہے جیسے کہ مسواک وغیرہ میں ثابت ہے۔

(المعجم ۸۹) - باب الْمُصَلِّي إِذَا خَلَعَ نَعْلَيْهِ أَيْنَ يَضَعُهُمَا (التحفة ۹۱)

باب: ۸۹- نمازی اپنے جوتے اتارے تو کہاں رکھے؟

۶۵۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ رُسْتَمٍ أَبُو عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَضَعُ نَعْلَيْهِ عَنْ يَمِينِهِ وَلَا عَنْ يَسَارِهِ فَتَكُونَ عَنْ يَمِينِ غَيْرِهِ إِلَّا أَنْ لَا يَكُونَ عَنْ يَسَارِهِ أَحَدٌ وَلِيَضَعَهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ».

۶۵۴- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے جوتوں کو اپنی دائیں جانب نہ رکھا کرے اور نہ بائیں جانب کہ اس طرح وہ کسی دوسرے کی دائیں جانب ہوں گے۔ ہاں اگر اس کی بائیں جانب کوئی اور نہ ہو تو اس طرف رکھ لے ورنہ انہیں اپنے دونوں قدموں کے درمیان میں رکھے۔“

۶۵۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ

۶۵۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب کوئی نماز پڑھنے

«حسین المعلم بہ، ورواہ أحمد بن جعفر بن حمدان القطيعي في جزء الألف دينار (۱۴۴) عن الفضل بن حباب عن مسلم بن إبراهيم به بلفظ: "رأيت رسول الله ﷺ يصلي متعلاً وحافياً ويشرب قائماً وقاعداً ويصوم في السفر ويفطر وينصرف في الصلوة عن يمينه وشماله"، وكذا أخرجه أحمد (۲/۲۱۵) وغيره) من حديث حسين المعلم به مطولاً.

۶۵۴- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۴۳۲/۲ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۱۶، وابن حبان، ح: ۳۶۱، والحاكم على شرط الشيخين: ۲۵۹/۱، ووافقه الذهبي * وسنده حسن، وللحديث شواهد، وانظر الحديث الآتي.

۶۵۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۳۰۱ من حديث أبي داود به، ورواه الحاكم: ۲۶۰/۱ من حديث عبد الوهاب بن نجله به، وصححه ابن حبان، ح: ۳۵۸، والذهبي في تلخيص

چٹائی اور رنگے ہوئے چمڑے پر نماز کے احکام و مسائل

الأَوْزَاعِيّ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَلَا يُؤْذِيهِمَا أَحَدًا، لِيَجْعَلَهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَوْ لِيُصَلَّ فِيهِمَا».

لگے اور اپنے جوتے اتارے تو ان سے کسی دوسرے کو ایذا نہ دے۔ (یعنی اس کے آگے یا دائیں طرف نہ رکھے یا کسی اور طرح سے بھی اذیت کا باعث نہ بنے۔) چاہیے کہ انہیں اپنے قدموں کے درمیان میں رکھے یا اپنے ہوئے ہی نماز پڑھ لے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جوتے اتار کر یا پہن کر نماز پڑھنا دونوں ہی طرح جائز ہے البتہ کبھی کبھی یہودیوں کی مخالفت کے اظہار کے لیے پہن کر نماز پڑھنا، احیائے سنت کی نیت سے باعث اجر و فضیلت ہے مگر خیال رہے کہ یہ کام بے علم عوام میں فتنے کا باعث نہ بنے۔ ② کسی بھی مسلمان کو کسی طرح سے اذیت دینا حرام ہے۔

(المعجم ۹۰) - باب الصلاة على الخُمرة (التحفة ۹۲)

باب: ۹۰- چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا

۶۵۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ: حَدَّثَنِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا جِدَاءُهُ وَأَنَا حَائِضٌ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ وَكَانَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمَرَةِ.

۶۵۶- ام المومنین حضرت ميمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو میں آپ کے قریب برابر ہی میں ہوتی، اور ایام سے ہوتی۔ آپ سجدے کو جاتے تو بسا اوقات آپ کا کپڑا بھی مجھے لگتا اور آپ چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

🌞 فائدہ: ایسی چٹائی جو کھجور کے پتوں سے بنائی گئی ہو کہ انسان اس پر صرف بیٹھ سکے یا اس پر چہرہ اور ہاتھ رکھے جا سکیں اسے [خُمرة] کہتے ہیں۔ اگر یہ انسان کی قامت کے برابر ہو تو اسے [حصین] کہتے ہیں۔ درج ذیل احادیث سے استدلال یہ ہے کہ سجدے کی حالت میں پیشانی کا براہ راست زمین یا مٹی پر لگنا ضروری نہیں۔

(المعجم ۹۱) - باب الصلاة على الحصير (التحفة ۹۳)

باب: ۹۱- بڑی چٹائی پر نماز پڑھنا

المستدرک على شرط الشيخين، وله شواهد عند ابن خزيمة، ج: ۱۰۰۹، وابن حبان، ج: ۳۵۹، والحاكم: ۲۵۹/۱ وغيرهم.

۶۵۶- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: إذا أصاب ثوب المصلي امرأته إذا سجد، ج: ۳۷۹، ومسلم، الصلوة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ج: ۵۱۳ من حديث خالد بن عبد الله به، وانظر، ج: ۳۶۹.

چٹائی اور رنگے ہوئے چڑے پر نماز کے احکام و مسائل

۶۵۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھاری جسم والا ہوں..... اور وہ واقعی موٹا تھا..... میں آپ کی معیت میں نماز ادا نہیں کر سکتا..... اور اس نے آپ کے لیے کھانا تیار کر دیا اور آپ کو اپنے گھر دعوت دی..... تو آپ (میرے ہاں گھر میں) نماز پڑھیں، حتیٰ کہ آپ کو دیکھوں کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں لہذا میں بھی آپ کی طرح کیا کروں۔ (چنانچہ آپ اس کے گھر تشریف لے گئے) تو ان لوگوں نے آپ کے لیے چٹائی کے ایک ٹکڑے پر پانی چھڑکا (تاکہ وہ نرم ہو جائے) آپ نے اس پر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ جارود کے بیٹے فلاں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضحیٰ (چاشت کے وقت) کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: میں نے آپ کو صرف اسی دن یہ نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

۶۵۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے تو بعض اوقات ان کے ہاں نماز کا وقت بھی ہو جاتا۔ پس آپ ہماری ایک چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے وہ اس چٹائی پر پانی چھڑک دیا کرتی تھیں۔

۶۵۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی اور رنگے ہوئے چڑے پر نماز

۶۵۷- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي رَجُلٌ ضَخْمٌ - وَكَانَ ضَخْمًا - لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَصَلِّيَ مَعَكَ، وَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا وَدَعَاهُ إِلَى بَيْتِهِ، فَصَلَّ حَتَّى أَرَاكَ كَيْفَ تُصَلِّي فَأَقْتَدِي بِكَ، فَتَضَحُّوا لَهُ طَرَفَ حَصِيرٍ لَهُمْ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. قَالَ فَلَانُ بْنُ الْجَارُودِ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَكَانَ يُصَلِّي الضُّحَى؟ قَالَ: لَمْ أَرَهُ صَلَّى إِلَّا يَوْمَئِذٍ.

۶۵۸- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْمُتَنَّى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَزُورُ أُمَّ سُلَيْمٍ فَتَذَرُكُهُ الصَّلَاةُ أَحْيَانًا فَيُصَلِّي عَلَى بَسَاطٍ لَنَا وَهُوَ حَصِيرٌ تَنْضَحُهُ بِالْمَاءِ.

۶۵۹- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ بِمَعْنَى

۶۵۷- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يصلي الإمام بمن حضر؟ ، ح: ۸۷۰ من حديث شعبة به .

۶۵۸- تخریج: [صحیح] وانظر، ح: ۶۱۲ .

۶۵۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۵۴/۴، ح: ۱۸۴۱۴ من حديث يونس بن الحارث الطائفي به ،

وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، ومع ذلك صححه الحاكم على شرط الشيخين: ۲۵۹/۱، ووافقه الذهبي على شرط ۴۴

۲- کتاب الصلاة۔ چٹائی اور رنگے ہوئے چمڑے پر نماز کے احکام و مسائل

الإِسْنَادُ وَالْخَدِيثُ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ
الزُّبَيْرِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي
عَوْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ
قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى
الْحَصِيرِ وَالْفَرْوَةِ الْمَذْبُوعَةِ.

☀ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ چمڑا و باغٹ دینے (رنگنے) سے پاک ہو جاتا ہے، لہذا اسے مصلى بنانا یا اس کا لباس بنانا جائز ہے اور سجدے میں پیشانی کا براہ راست زمین یا مٹی پر ٹکانا ضروری نہیں۔

(المعجم ۹۲) - باب الرَّجُلِ يَسْجُدُ عَلَى
ثَوْبِهِ (التحفة ۹۴)

۶۶۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ
اللَّهُ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ:
حَدَّثَنَا غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا
نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ،
فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ
الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ.

۶۶۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
سخت گرمی کے موسم میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز
پڑھا کرتے تھے تو جب کوئی ہم میں سے اپنی پیشانی
زمین پر نہ ٹکاسکتا، تو اپنا کپڑا بچھالیتا پھر اس پر سجدہ کرتا۔

☀ فوائد و مسائل: ① سجدے کی جگہ پر کوئی چٹائی، چمڑا یا کپڑا وغیرہ بچھایا گیا ہو تو کوئی حرج نہیں البتہ پیشانی کا رنگ
ہونا اور رنگی زمین پر سجدہ کرنا افضل اور بہتر ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۳۸۵ و صحیح مسلم، حدیث:
۶۲۰) ② نماز میں خشوع ایک اہم اور ضروری عمل ہے اسے حاصل کرنے اور قائم رکھنے کے لیے گرمی سردی سے بچنے یا
اس قسم کے معمولی اعمال نماز کے دوران میں بھی جائز ہیں تاکہ ذہن اور جسم ان عوارض میں الجھنا نہ رہے۔

۴۴ مسلم، وأشار ابن حبان إلى انقطاع السند بين المغيرة والراوي عنه، وأما الصلوة على الحصير فثابت، انظر،
ح: ۶۱۲ والحديث السابق.

۶۶۰- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب السجود على الثوب في شدة الحر، ح: ۳۸۵، ومسلم، المساجد،
باب استحباب تقديم الظهر في أول الوقت في غير شدة الحر، ح: ۶۲۰ من حديث بشر بن المغيرة.

صف بندی کے احکام و مسائل

باب: ۹۳۔ صفیں سیدھی کرنے کا مسئلہ

تَصْرِيعُ أَبْوَابِ الصُّفُوفِ

(المعجم ۹۱) - باب تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ

(الحفۃ ۹۵)

۶۶۱۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم صفیں ویسے کیوں نہیں بناتے جیسے کہ فرشتے اپنے رب کے ہاں بناتے ہیں؟“ ہم نے کہا: فرشتے اپنے رب کے ہاں کیسے صفیں بناتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”وہ پہلے ابتدائی صفیں مکمل کرتے ہیں اور آپس میں جڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔“ (ان کے مابین کوئی خلا نہیں رہتا۔)

۶۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّقِيلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشَ، عَنْ حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ فِي الصُّفُوفِ الْمُقَدَّمَةِ، فَحَدَّثَنَا عَنِ الْمُسَيَّبِ ابْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَيْمِيمِ بْنِ طَرْفَةَ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟ قُلْنَا: وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟ قَالَ: «يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْمُقَدَّمَةَ وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ».

🌞 فوائد و مسائل: ① صف میں جڑ کر کھڑے ہونے سے صف سیدھی ہو جاتی ہے۔ ② معلوم ہوا کہ صالحین کا عمل اختیار کرنا شرعاً مطلوب ہے اور مسلمان کو ہمیشہ ان سے مشابہت کا حریص رہنا چاہیے۔ بالخصوص نمازوں میں صف بندی کے معاملے میں۔ سورۃ فاتحہ میں اسی دعا کی تعلیم دی گئی ہے کہ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴿۱﴾ پہلے پہل صف مکمل ہو تب دوسری بنائی جائے۔

۶۶۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْجَدَلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ۶۶۲۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف اپنا رخ کیا اور فرمایا: ”اپنی صفیں برابر کرلو۔“ آپ نے یہ تین بار فرمایا۔

۶۶۱۔ تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الأمر بالسكون في الصلوة والنهي عن الإشارة باليد... الخ، ج: ۴۳۰ من حديث سليمان الأعمش به.
۶۶۲۔ تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱۰۱، ۱۰۰/۳ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ج: ۱۶۰، وابن حبان، ج: ۳۹۶، وعلقه البخاري، (فتح ۲۱۱/۲، قبل، ج: ۷۲۵) * زكريا بن أبي زائدة صرح بالسماع عند الدارقطني: ۱/۲۸۳، وابن خزيمة وغيرهما.

”قسم اللہ کی! (ضرور ایسا ہوگا کہ) یا تو تم اپنی صفوں کو برابر رکھو گے یا اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں مخالفت پیدا کر دے گا۔“ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ اپنے گھٹنے کو اپنے ساتھی کے گھٹنے کے ساتھ اور اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھی کے ٹخنے کے ساتھ ملا کر اور جوڑ کر کھڑا ہوتا تھا۔

النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ يَقُولُ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ» ثَلَاثًا «وَاللَّهِ! لَتَقِيمَنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيَخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ». قَالَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يُلْزِقُ مَنَكِبَهُ بِمَنَكِبِ صَاحِبِهِ وَرُكْبَتَهُ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهِ وَكَعْبُهُ بِكَعْبِهِ.

🌞 فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں صحابی رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے فرمان پر تعمیل کی وضاحت کر دی ہے کہ صحابہ کرام صفوں میں خوب جڑ کر کھڑے ہوتے تھے حتیٰ کہ کوئی غلاباتی رہتا تھا نہ کوئی ٹیڑھ۔ ② شرعی تعلیمات سے اعراض کا نتیجہ ”آپس کی پھوٹ اور نفرت“ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے..... جیسے کہ ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهُ۔ ③ یہ بھی معلوم ہوا کہ دل کا معاملہ ظاہری اعضاء و اعمال کے ساتھ بھی ہے۔ اگر ظاہری اعمال صحیح ہوں تو دل بھی صحیح رہتا ہے اور اس کے برعکس بھی آیا ہے کہ اگر دل صحیح ہو تو باقی جسم صحیح رہتا ہے۔ ④ امام کو چاہیے کہ اس سنت کو زندہ کرتے ہوئے نمازیوں کو تکبیر تحریمہ سے پہلے تاکید کرے کہ آپس میں مل کر کھڑے ہوں۔ بلکہ عملاً صفیں سیدھی کرائے۔

۶۶۳- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہمیں صفوں میں ایسے برابر اور سیدھا کیا کرتے تھے جیسے کہ تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ ہم نے آپ سے یہ درس لے لیا اور اسے خوب سمجھ لیا ہے تو ایک دن آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ ایک آدمی اپنا سینہ صف سے آگے نکالے ہوئے ہے۔ آپ نے فرمایا: ”(قسم اللہ کی!) تم لوگ یا تو صفوں کو برابر کرو گے یا اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے مابین مخالفت پیدا کر دے گا۔“

۶۶۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسَوِّينَا فِي الصُّفُوفِ كَمَا يُقَوِّمُ الْقِدْحَ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنْ قَدْ أَخَذْنَا ذَلِكَ عَنْهُ وَفَقَّهْنَا أَقْبَلَ ذَاتَ يَوْمٍ بِوَجْهِهِ إِذَا رَجُلٌ مُتَبَدِّ بِصَدْرِهِ فَقَالَ: «لَتَسَوَّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيَخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ».

۶۶۳- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها... الخ، ح: ۴۳۶ من حديث حماد بن سلمة به.

۶۶۴۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صفوں کے درمیان ایک طرف سے دوسری طرف کو چلتے جاتے۔ (اس اثناء میں) آپ ہمارے سینوں اور کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: ”آگے پیچھے مت ہوو، ورنہ تمہارے دلوں میں بھی اختلاف آجائے گا۔“ اور آپ فرمایا کرتے تھے: ”اللہ عزوجل پہلی صفوں میں آنے والوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔“

۶۶۴۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُو عَاصِمٍ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنْفِيُّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْسَجَةَ، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ، يَمْسَحُ صُدُورَنَا وَمَنَاكِبَنَا وَيَقُولُ: «لَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ» وَكَانَ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْأُولِ».

☀️ فائدہ: نبی ﷺ کا عملاً صفوں کو برابر کرنا اس کے انتہائی تاکید عمل ہونے کی دلیل ہے۔ نیز چاہیے کہ امام ایسا ہو جو صاحب علم، باعمل، باوقار اور باہمت ہو اور خوش اخلاق بھی کہ دینی امور میں اپنے سے چھوٹوں اور بڑوں کی بالفعل اصلاح کر سکے۔ نو عمر، علم و عمل میں کوتاہ اور تنخواہ دار اماموں کے لیے اس انداز سے تعلیم و تربیت بالعموم مشکل ہوتی ہے۔ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ.

۶۶۵۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو برابر کرتے۔ جب ہم درست ہو جاتے تو آپ تکبیر کہتے۔

۶۶۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَغْنِي ابْنَ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَغْنِي ابْنَ أَبِي صَغِيرَةَ، عَنْ سِمَاكِ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَوِّي يَغْنِي صُفُوفَنَا، إِذَا قُمْنَا لِلصَّلَاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ.

۶۶۴۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب: كيف يقوم الإمام الصفوف، ح: ۸۱۲ من حديث أبي الأحوص به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۵۱، ۱۵۵۶، وابن حبان، ح: ۳۸۶، ورواه ابن ماجه، ح: ۹۹۷ من طريق آخر عن طلحة بن مصرف اليامي به.

۶۶۵۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۱ من حديث أبي داود به، على وهم وقع في المطبوع، وانظر، ح: ۶۶۳.

۶۶۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفوں کو درست کرلو کندھوں کو برابر رکھو، درمیان میں فاصلہ نہ رہنے دو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم بن جاؤ۔“..... راوی حدیث عیسیٰ بن ابراہیم نے [بأیدی إخوانکم] ”اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں“ کے لفظ بیان نہیں کیے..... ”اور شیطان کے لیے خلا نہ چھوڑو۔ جس نے صف کو ملایا اللہ اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ اسے کاٹے۔“

۶۶۶- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْغَفَقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ - وَحَدِيثُ ابْنِ وَهْبٍ أَنَّهُمْ - عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مَرَّةٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قُتَيْبَةُ: عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ: عَنْ أَبِي شَجَرَةَ لَمْ يَذْكُرْ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَقِيمُوا الصُّفُوفَ وَحَازُوا بَيْنَ الْمَنَاقِبِ وَشَدُّوا الْخَلَلَ وَلَيْسُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ» - لَمْ يَقُلْ عِيسَى بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ - «وَلَا تَذَرُوا فُرْجَاتِ الشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ».

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (راوی حدیث) ”ابو شجرہ“ سے مراد کثیر بن مرہ ہے۔

قال أبو داود: أبو شجرة كثير بن مرة.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ۔“ کا معنی یہ ہے کہ جب کوئی صف میں داخل ہونا چاہے تو (صف میں پہلے سے موجود) ہر شخص کو اپنے کندھے نرم کر دینے چاہئیں تاکہ وہ صف میں داخل ہو سکے۔

قال أبو داود: وَمَعْنَى وَلَيْسُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ: إِذَا جَاءَ رَجُلٌ إِلَى الصَّفِّ فَذَهَبَ يَدْخُلُ فِيهِ فَيَتَّبِعِي أَنْ يُلَيِّنَ لَهُ كُلَّ رَجُلٍ مِنْكِبِهِ حَتَّى يَدْخُلَ فِي الصَّفِّ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”جس نے صف کو ملایا۔“ یعنی جو نماز کی صف میں حاضر ہوا، اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل کر کھڑا ہوا، اس میں کوئی خلایا کچی پیدا نہ کی تو اس کے لیے نبی ﷺ کی دعا ہے کہ اللہ اس کو اپنی رحمت خاص سے ملائے۔ اور جس نے صف کو کاٹا یعنی مذکورہ امور کے برعکس کیا تو اللہ اس کو اپنی رحمت سے محروم رکھے۔ ② ”بھائیوں کے لیے نرم ہونے۔“ کے معنی یہ ہیں کہ صفیں درست کرنے والے ساتھیوں کے ساتھ خوش دلی سے تعاون کیا جائے۔

۶۶۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الإمامة، باب من وصل صفاً، ح: ۸۲۰ عن عيسى بن إبراهيم مختصراً، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۴۹، والحاكم على شرط مسلم ۲۱۳/۱، ووافقه الذهبي.

آگے پیچھے ہونے کے معاملے میں وہ جو کہیں مان لیا جائے اور ناراض نہ ہو جائے نیز یہ معنی بھی ہیں کہ اگر صف میں جگہ ممکن ہو تو دوسرے ساتھی کو جگہ دی جائے۔ خیال رہے کہ جگہ نہ ہو تو اس میں گھسنے کی کوشش پہلے سے کھڑے ہوئے بھائیوں کو تنگ کرنا ہے جو کسی طرح روا نہیں۔ ۵ امام کو تکبیر تحریمہ سے پہلے حسب ضرورت ان الفاظ سے نصیحت کرتے رہنا چاہیے اور عملاً بھی صف درست کرانی چاہیے۔

۶۶۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
 حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: "أُخْبِرْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «رُضُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَاذُوا بِالأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهُا الْحَذَفُ».

۶۶۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنی صفوں میں خوب مل کر کھڑے ہوا کرو۔ انہیں قریب قریب بناؤ اور گردنوں کو بھی برابر رکھو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ ہیں میری جان ہے، میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ خالی جگہوں میں سے تمہاری صفوں میں گھس آتا ہے گویا وہ بکری کا بچہ ہو۔"

فائدہ: شیطان مومنین مخلصین پر ہر آن اور ہر مقام پر حملے کے لیے گھات میں رہتا ہے جب وہ نماز کی صفوں سے گھس آتا ہے تو مسجد سے باہر اور عام حالات میں اس کا حملہ اور سخت ہوتا ہوگا لہذا ہر مسلمان کو اپنے دفاع سے کبھی غافل نہیں رہنا چاہیے اور اس کی واحد صورت شریعت کا علم حاصل کرنا اور پھر تمام چھوٹے بڑے امور پر بلا تخصیص عمل پیرا ہونا ہے۔ وبالله التوفيق.

۶۶۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
 وَسَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ».

۶۶۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "صفوں کو سیدھا اور برابر کرو۔ بلاشبہ صفوں کو برابر کرنا نماز کی تکمیل کا حصہ ہے۔"

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ صفوں میں بڑ کر کھڑے نہیں ہوتے، درمیان میں غلا رکھتے ہیں یا صف ٹیڑھی رکھتے ہیں ان کی نماز کامل نہیں ہوتی، ناقص رہتی ہے۔

۶۶۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب حث الإمام على رص الصفوف والمقاربة بينها، ح ۸۱۶ من حديث أبان بن يزيد العطار به، وصححه ابن خزيمة، ح ۱۵۴۵، وابن حبان، ح ۳۹۱، ۳۸۷، وقطادة صرح بالسماع عند النسائي، وانظر الحديث الآتي.

۶۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلوة، ح ۷۲۳ عن أبي الوليد الطيالسي، ومسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها. . . الخ، ح ۴۳۳ من حديث شعبة به.

۶۶۹- جناب محمد بن مسلم بن سائب صاحب مقصورہ
کایان ہے کہ میں نے ایک دن حضرت انس بن مالک
ؓ کے پہلو میں نماز پڑھی تو انہوں نے کہا: کیا آپ کو
معلوم ہے کہ یہ لکڑی کیوں رکھی ہوئی ہے؟ میں نے کہا:
نہیں، قسم اللہ کی! انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس پر
ہاتھ رکھا کرتے تھے (یعنی اپنے ہاتھ میں پکڑا کرتے
تھے) اور فرماتے تھے: ”برابر ہو جاؤ اور اپنی صفوں کو
سیدھا کرلو۔“

۶۷۰- جناب محمد بن مسلم نے حضرت انس ؓ سے
ذکورہ حدیث بیان کی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز
کے لیے کھڑے ہوتے تو اس لکڑی کو دائیں ہاتھ سے پکڑ
لیتے پھر (دائیں صف کی طرف) متوجہ ہو کر کہتے:
”سیدھے کھڑے ہو جاؤ اپنی صفوں کو برابر کرلو۔“ پھر
اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑتے (اور بائیں جانب متوجہ
ہوتے) اور فرماتے: ”سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور اپنی
صفوں کو برابر کرلو۔“

🌞 فائدہ: حدیث ۶۶۹ اور ۶۷۰ دونوں ضعیف ہیں۔ اس لیے اس میں صفوں کی درستی کی تاکید والی بات تو صحیح ہے
کیونکہ اس کا ذکر صحیح احادیث میں بھی ہے۔ لیکن اس کام کے لیے لکڑی کے استعمال والی بات صحیح نہیں ہے۔

۶۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
الْبَنْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ

۶۶۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۵۴/۳ من حديث حاتم بن إسماعيل به، وصححه ابن
حبان: ۳۸۹/۸ * مصعب بن ثابت ضعيف ومحمد بن مسلم بن سائب مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.
۶۷۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۲/۲ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۶۷۱- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب الصف المؤخر، ح: ۸۱۹ من حديث سعيد بن أبي عروبة
به، وتابعه شعبة عند ابن خزيمة، ح: ۱۵۴۷، وأبان بن يزيد عند ابن حبان، ح: ۳۹۱، وحديث سعيد صححه ابن
خزيمة، ح: ۱۵۴۶، وابن حبان، ح: ۳۹۰.

عَطَاءٌ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: اس کے بعد ہو۔ اور جو کی ہو تو وہ آخری صف میں ہو۔“
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ».

☀️ فائدہ: ”جو کی ہو وہ آخری صف میں ہو“۔ سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ آخری صف جو ناقص ہو اس میں مقتدی کس طرح کھڑے ہوں؟ امام کے دائیں جانب یا بائیں جانب یا درمیان میں؟ تو یہ ایک دوسری حدیث [وَسَطُوا الْإِمَامَ] ”امام کو درمیان میں کرو“ سے وضاحت ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم بہتر صورت یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ صف کے درمیان میں کھڑے ہوں تاکہ امام درمیان میں رہے۔ (عون المعبود)

۶۷۲- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ يَحْيَى بْنِ ثَوْبَانَ: ۶۷۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کے کندھے نماز میں نرم ہوں۔“
 أَخْبَرَنِي عَمِّي عُمَارَةُ بْنُ ثَوْبَانَ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خِيَارُكُمْ أَلْيَنُكُمْ مَنَاكِبَ فِي الصَّلَاةِ».

قال أَبُو دَاوُدَ: جَعْفَرُ بْنُ يَحْيَى مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ. امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ راوی حدیث جعفر بن یحییٰ اہل مکہ میں سے ہیں۔

☀️ توضیح: یعنی صفیں برابر کرانے والوں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں یا صف میں اپنے ساتھ کھڑے ہونے والے کے ساتھ کندھے نہیں بھڑاتے بلکہ نرم خوئی کا اظہار کرتے ہیں یا یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کسی کے لیے جگہ بنانی پڑے تو جگہ بنا دیتے ہیں۔

(المعجم ۹۴) - باب الصُّفُوفِ بَيْنَ السَّوَارِي (التحفة ۹۶) باب ۹۴- ستونوں کے درمیان صفیں بنانے کا مسئلہ

۶۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ۶۷۳- جناب عبدالحمید بن محمود بیان کرتے ہیں کہ

۶۷۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۰۱/۳ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۶۶، وابن حبان، ح: ۳۹۷، وللحديث شواهد.

۶۷۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية الصف بين السواري، ح: ۲۲۹

میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کے دن نماز پڑھی تو (ازدحام کی وجہ سے) ہمیں ستونوں کی طرف دھکیل دیا گیا۔ چنانچہ ہم (ستونوں سے) آگے پیچھے ہو گئے (یعنی ستونوں کے درمیان کھڑے نہیں ہوئے) اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم اس سے بچا کرتے تھے۔ (یعنی ستونوں کے درمیان صفیں نہیں بناتے تھے۔)

عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ مَحْمُودٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَدَفَعْنَا إِلَى السَّوَارِي فَتَقَدَّمْنَا وَتَأَخَّرْنَا، فَقَالَ أَنَسٌ: كُنَّا نَتَّقِي هَذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

☀ فائدہ: چونکہ ستونوں کی وجہ سے صف کٹ جاتی ہے اس لیے جائز نہیں۔ ہاں اگر ازدحام شدید اور انبوہ کثیر کی وجہ سے کہیں اور جگہ نہ مل رہی ہو تو اضطرار مباح ہے مگر حتی الامکان بچنا ہی چاہیے۔

باب: ۹۵- امام کے قریب کون کھڑا ہو اور پیچھے رہنے کی کراہیت

(المعجم ۹۵) - بَابُ مَنْ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَلِيَ الْإِمَامَ فِي الصَّفِّ وَكَرَاهِيَةُ التَّأَخُّرِ (التحفة ۹۷)

۶۷۴- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاہیے کہ تمہارے اہل عقل و دانش میرے قریب کھڑے ہوا کریں۔ پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔ ان کے بعد وہ جو ان کے قریب ہیں۔“

۶۷۴- حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَمِيرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِيَلَيْنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ».

☀ فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اہل علم و فضل کو اپنے قریب کھڑے ہونے کا حکم دیا تاکہ آپ کی نماز کا بغور مشاہدہ کر لیں اور ادب کا تقاضا بھی پورا ہو۔ چنانچہ امت میں بھی یہی مطلوب ہے تاکہ یہ لوگ امام کو اس کی خطا و سہو پر متنبہ کر سکیں اور اگر ضرورت پیش آئے تو وہ کسی کو اپنا نائب بنا سکے..... اس سے بالضرورت یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل علم و فضل کو بروقت حاضر ہو کر امام کے قریب جگہ لینی چاہیے تاکہ علماء ان کا اہل علم و فضل ہونا ثابت ہو سکے۔ اگر

« من حديث سفیان الثوري به وقال: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۶۸، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۱۵، والحاكم: ۱/۲۱۰، ۲۱۸، ووافقه الذهبي * والثوري صرح بالسماع عند البيهقي: ۳/۱۰۴، والحاكم. ۶۷۴- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها... الخ، ح: ۴۳۲ من حديث سفیان به، وتابعه شعبة عند النسائي، ح: ۸۱۳ وغيره.

یہ صف اول سے پیچھے رہتے ہیں تو ان کا ”اہل علم و فضل“ ہونا کل نظر ہوگا جیسے کہ بالعموم مشاہدہ ہے۔

۶۷۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ وَزَادَ: «وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ وَإِيَّاكُمْ وَهَيْسَاتِ الْأَسْوَاقِ».

۶۷۵- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا اور مزید بیان کیا: ”آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف آجائے گا اور بازاروں کے شور و شغب سے بچو۔“

 فائدہ: مسلمانوں کو ہمیشہ یاد تار رہتے ہوئے اپنی آواز کو پست رکھنا چاہیے اور مساجد میں ہوں تو اس کا اور زیادہ اہتمام ہونا چاہیے خصوصاً بعض جگہ طلبہ ان میں درس و تدریس کی غرض سے اقامت پڑ رہتے ہیں اس لیے مسجد میں مقیم اور مسجد میں آنے والے عابدین کا حق ہے کہ وہ ان باتوں کا خیال رکھیں۔

۶۷۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَبَايِنِ الصُّفُوفِ».

۶۷۶- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ صفوں کے دائیں اطراف والوں پر اپنی رحمت (خاص) نازل فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔“

 فائدہ: مسلمان کو فضیلت والے مقام کی طرف سبقت کرنا اور اس کا حریص ہونا چاہیے تاکہ خصوصی رحمتوں اور فرشتوں کی دعاؤں کا مستحق بن سکے۔ خیال رہے کہ امام کی بائیں جانب کو بھی نہیں بھول جانا چاہیے تاکہ ”صفوں کی برابری“ قائم رہے۔ اجر و فضیلت کا تعلق نیت سے بھی ہوتا ہے۔ ایک آدمی جسے امام کی دائیں جانب کھڑا ہونا ممکن ہے مگر جب دیکھتا ہے کہ اس کی بائیں جانب خالی ہے تو اس طرف کھڑا ہو جائے تو ان شاء اللہ مذکورہ اجر و فضیلت سے محروم نہیں رہے گا۔ (واللہ ذو فضل عظیم۔ واللہ اعلم)

۶۷۵- تخریج: أخرجه مسلم من حديث يزيد بن زريع به، وانظر الحديث السابق، وهذا جزء منه.

۶۷۶- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إمامة الصلوات، باب فضل ميمنة الصف، ح: ۱۰۰۵ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۵۰، وابن حبان، ح: ۳۹۳، ۳۹۴، والحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۲۱۴، ووافقه الذهبي، ولفظ ابن خزيمة وغيره: "على الذين يصلون الصفوف".

علاوہ ازیں یہ روایت صحیح ابن خزیمہ اور مسند احمد (الفتح الربانی: ۳۲۶/۵) والموسوعة الحدیثیة (مسند احمد: حدیث: ۲۳۳۸۱) میں بائیں الفاظ ہے۔ [إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصَلُّونَ الصُّفُوفَ] ”اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحمت نازل فرماتا اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں۔“ اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو انہی الفاظ کے ساتھ ”حسن“ قرار دیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک اس حدیث میں [مَيَّامِنِ الصُّفُوفِ] کی بجائے [يُصَلُّونَ الصُّفُوفَ] ہی کے الفاظ ہیں جن سے صفوں کے ملانے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے نہ کہ امام کے دائیں جانب کھڑے ہونے کی فضیلت کا اثبات۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ امام کے دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہونا یکساں ہے۔ اصل فضیلت صف بندی کا صحیح طریقے سے اہتمام کرنے میں ہے۔ تاہم ہر معاملے میں داہنے پن کی جو عمومی فضیلت ہے اس کے تحت امام کی داہنی جانب باعث فضیلت ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم

(المعجم ۹۶) - باب مَقَامِ الصَّبْيَانِ مِنْ الصَّفِّ (التحفة ۹۸)

۶۷۷- حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ شَادَانَ: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الرَّقَّامُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا بُدَيْلٌ: حَدَّثَنَا شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ قَالَ: قَالَ أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ الْغِلْمَانَ خَلْفَهُمْ ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ، فَذَكَرَ صَلَاتَهُ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا صَلَاةُ - قَالَ عَبْدُ الْأَعْلَى: لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا قَالَ: أُمْتِي.

۶۷۷- جناب عبدالرحمن بن غنم نے کہا کہ حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمہارے سامنے نبی ﷺ کی نماز نہ بیان کروں؟ چنانچہ انہوں نے بتایا کہ آپ نے اقامت کہی پھر مردوں کی صف بنائی اور پھر بچوں کی صف ان کے پیچھے بنائی اور انہیں نماز پڑھائی۔ اور ابومالک رضی اللہ عنہ نے آپ کی پوری نماز بیان کی پھر فرمایا: ایسے ہی ہے نماز!..... عبدالاعلیٰ نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا تھا: ”ایسے ہی ہے نماز میری امت کی۔“

🌞 ملحوظہ: حق یہ ہے کہ جماعت میں امام کے قریب اور پہلی صف میں صاحب علم اور بالغ نظر افراد کھڑے ہوں بعد ازاں بچوں کا مقام ہے۔ مگر ان کی صف علیحدہ ہو اس کے لیے کوئی قوی دلیل نہیں ہے۔ نمازی کم ہوں تو بچے بھی پہلی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں جیسے کہ حضرت امین عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے بیان کرتے ہیں: ”میں صف میں

۶۷۷- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵/۳۴۴ من حديث قرة بن خالد به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۵۴۸.

داخل ہو گیا اور کسی نے مجھ پر انگلیاں نہیں کیا۔“ (صحیح بخاری، حدیث: ۴۹۳ و صحیح مسلم، حدیث: ۵۰۴) اور یہ اس وقت قریب البلوغ تھے۔

(المعجم ۹۷) - باب صَفِّ النِّسَاءِ باب: ۹۷- عورتوں کی صف کا بیان اور یہ کہ وہ پہلی صف سے پیچھے ہو

۶۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ۶۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کی بہترین صف (اجر و فضیلت میں) پہلی صف ہے اور کم تر آخری صف ہے۔ اور عورتوں کی بہترین صف وہ ہے جو سب سے آخر میں ہو اور (اجر و فضیلت میں) کم تر وہ ہے جو سب سے پہلی ہو۔“

۶۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ۶۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کی بہترین صف (اجر و فضیلت میں) پہلی صف ہے اور کم تر آخری صف ہے۔ اور عورتوں کی بہترین صف وہ ہے جو سب سے آخر میں ہو اور (اجر و فضیلت میں) کم تر وہ ہے جو سب سے پہلی ہو۔“

☀️ توضیح: مردوں کے لیے نمازوں اور دیگر امور حیات کے لیے گھروں سے باہر نکلنا مطلوب ہے۔ اس لیے ان کے لیے اولین صف میں جگہ اور زیادہ سے زیادہ وقت مسجد میں گزارنا باعث اجر و فضیلت ہے اور جو جس قدر تاخیر سے آتا ہے اس کا درجہ کم ہوتا چلا جاتا ہے مگر عورتوں کے لیے افضل و اعلیٰ یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں بیگی رہیں۔ تاہم نماز کے لیے ان کا مسجد میں آنا جائز ہے جو عورت عین وقت پر گھر سے نکلتی اور کم سے کم وقت گھر سے باہر رہتی ہے اور اس وجہ سے آخری صفوں میں جگہ پاتی ہے وہ افضل ہے اس عورت سے جو پہلے آتی، پہلی صف میں جگہ لیتی اور زیادہ وقت گھر سے باہر رہتی ہے۔ نیز مردوں کی آخری صف عورتوں سے قریب ہوتی ہے اور عورتوں کی پہلی صف مردوں کے قریب ہوتی ہے۔ اس لیے بھی ان دونوں صفوں کو کمتر درجے کی قرار دیا گیا جبکہ مردوں کی پہلی صف اور عورتوں کی آخری صف ایک دوسرے سے دور ہوتی ہے اور وہاں تشویش اور توجہ بٹنے کا اندیشہ نہیں رہتا اس لیے ان کا اجر زیادہ ہے۔ آج کل مردوں اور عورتوں کی نماز میں باقاعدہ آڑ اور الگ حصے کا جو انتظام ہے اس میں اس تشویش کا بھی امکان بہت کم ہے۔

۶۷۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا ۶۷۹- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

۶۷۸- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها... الخ، ح: ۴۴۰ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

۶۷۹- تخریج: [ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۰۳/۳ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ۴۱

☀️ توضیح: یہ حکم مردوں سے مخصوص ہے اور اس میں ان کے لیے تہدید ہے جو سستی و کاہلی کی وجہ سے صفِ اول سے پیچھے رہتے ہیں۔ اللہ انہیں جہنم کے پچھلے درجے میں ڈالے گا..... یا جنت میں اولین داخل ہونے والوں میں شامل نہ کرے گا..... یا یہ معنی بھی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کو جہنم سے نکالے گا تو انہیں آخر میں نکالے گا۔ (اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ)

۶۸۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے (بعض) صحابہ میں یہ بات دیکھی کہ وہ پیچھے رہتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ”آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو۔ تمہارے بعد والے تمہاری اقتداء کریں۔ اور جو لوگ پیچھے رہنے کو اپنی عادت بنا لیتے ہیں ان کا انجام یہ ہوگا کہ اللہ عز و جل انہیں مؤخر کر دے گا۔“ (یعنی اپنی رحمت سے..... جنت میں داخل کرنے میں..... یا جہنم میں پیچھے کر دے گا یا جہنم سے تاخیر سے نکالے گا۔)

٦٨٠ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُزَاعِيُّ قَالَا:
حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا، فَقَالَ لَهُمْ:
«تَقَدَّمُوا فَاتَّبِعُوا بِي، وَلْيَأْتِمَ بِكُمْ مَنْ
بَعْدَكُمْ، وَلَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى
يُؤَخَّرَهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ».

باب: ۹۸- امام کے کھڑے ہونے کی جگہ

(المعجم ٩٨) - باب مقام الإمام من

الصَّفِّ (التحفة ١٠٠)

۶۸۱- جناب یحییٰ بن بشیر بن خلا داہنی والدہ سے

٦٨١- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ:

«ح: ٢٤٥٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٥٩، وابن جبان، ح: ٣٩٢* عكرمة بن عمار لم يصرح بالسماع من يحيى ابن أبي كثير، وتكلم الجمهور في روايته عنه أيضًا.

٦٨٠- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها ... الخ، ج: ٤٣٨ من حديث أبي الأشهب به.

٦٨١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ١٠٤/٣ من حديث أبي داود به * أمه الواحد أم يحيى مجهولة

حدثنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ عن يَحْيَى بنِ بَشِيرٍ رَوَى هِشَامُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْوَلِيدِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَكْبَرُ صُفُوفٍ فِي الدُّنْيَا صُفُوفُ الْمَدِينَةِ» حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَكْبَرُ صُفُوفٍ فِي الدُّنْيَا صُفُوفُ الْمَدِينَةِ» حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَكْبَرُ صُفُوفٍ فِي الدُّنْيَا صُفُوفُ الْمَدِينَةِ»

فائدہ: یعنی امام صفوں کے آگے اس طرح کھڑا ہو کہ وہ مقتدیوں کے وسط (درمیان) میں ہو۔ یہ نہ ہو کہ مقتدی دائیں یا بائیں کسی ایک جانب زیادہ تعداد میں ہوں ایسی صورت میں امام وسط میں نہیں رہے گا۔ یہی صورت آخری صف میں بھی ہو جس میں چند افراد ہوں، یعنی وہ صف کے ایک کنارے پر کھڑے نہ ہوں بلکہ درمیان میں (امام کے دائیں اور بائیں) کھڑے ہوں۔ تاکہ امام درمیان میں رہے۔ لیکن روایت کا یہ پہلا حصہ ضعیف ہے۔ اس لیے اسے مستحب تو قرار دیا جاسکتا ہے، ضروری نہیں۔ البتہ حدیث کا دوسرا حصہ ”صف کے خلا کو پر کرو۔“ صحیح ہے کیونکہ یہ حکم دوسری احادیث سے بھی ثابت ہے۔

(المعجم ۹۹) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي وَخَلْفَهُ خَلْفُ الصَّفِّ (التحفة ۱۰۱)

باب: ۹۹- جو شخص صف کے پیچھے اکیلا ہی نماز پڑھے

۶۸۲- حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صف کے پیچھے کھڑا اکیلا ہی نماز پڑھ رہا تھا تو آپ نے اسے دہرانے کا حکم دیا۔ سلیمان بن حرب نے لفظ [الصلاة] بھی بیان کیا یعنی [فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ] ”کہ نماز دہرائے۔“

۶۸۲- حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ وَابِصَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ قَالَ سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ: الصَّلَاةَ.

فائدہ: صف میں جگہ ہوتے ہوئے اس میں شریک نہ ہونا اور الگ سے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ اسے نماز دہرائی پڑے گی۔ بچے کو بھی صف میں شامل ہونا چاہیے بلکہ کیا جائے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۷۶، و صحیح

وابنہاجی بن بشیر مستور، کذا فی التقریب.

۶۸۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في الصلوة خلف الصف وحده، ح: ۲۳۱ من حديث شعبة به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ۴۰۳، وللحديث طرق أخرى عند ابن خزيمة، ح: ۱۵۶۹، وابن حبان، ح: ۴۰۱ وغيرهما.

مسلم، حدیث: ۵۰۴) ہاں عورت کی صف علیحدہ ہوگی، خواہ وہ اکیلی ہی کیوں نہ ہو۔

(المعجم ۱۰۰) - **باب الرَّجُلُ يَرْكُعُ** باب: ۱۰۰- جو شخص صف میں ملنے سے پہلے
دُونَ الصَّفِّ (التحفة ۱۰۲) ہی رکوع کر لے

۶۸۳- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ أَنَّ
يَزِيدَ بْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ
أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ زِيَادِ الْأَعْلَمِ، حَدَّثَنَا
الْحَسَنُ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ حَدَّثَ: أَنَّهُ دَخَلَ
الْمَسْجِدَ وَنَبِيُّ اللَّهِ ﷺ رَاكِعٌ، قَالَ:
فَرَكَعْتُ دُونَ الصَّفِّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:
”زَادَكَ اللَّهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدَّ“.

۶۸۳- حضرت ابو بکرہ ؓ نے بیان کیا کہ وہ مسجد
میں داخل ہوئے اور نبی ﷺ رکوع میں تھے، کہا چنانچہ
میں صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع میں ہو گیا۔ (نماز
کے بعد) نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تیری حرص اور
زیادہ کرے، آئندہ ایسے نہ کرنا۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ”آئندہ ایسے نہ کرنا“۔ کا مطلب ہے کہ یہ دیکھ کر کہ جماعت ہو رہی ہے اور امام رکوع میں چلا گیا
ہے تو تم تیزی سے دوڑتے ہوئے آؤ اور پھر دروازے ہی سے رکوع کر لو اور حالت رکوع ہی میں چلتے ہوئے صف
میں شامل ہو۔ آئندہ اس طرح نہ کرنا بلکہ طمینان اور وقار سے آکر صف میں شامل ہو۔ باقی رہا مسئلہ کہ اس رکعت کو
شمار کیا گیا یا نہیں کیا گیا؟ اس حدیث میں اس امر کی کوئی صراحت نہیں ہے۔ لیکن ایک دوسری حدیث میں نبی ﷺ
نے فرمایا ہے: [إِذَا آتَيْتَ الصَّلَاةَ فَأَتِهَا بِوَقَارٍ وَسَكِينَةٍ، فَصَلِّ مَا أَدْرَكْتَ وَاقْضِ مَا فَاتَكَ]
(الصحيح) حدیث: ۱۱۹۸، بحوالہ الاوسط، للطبرانی) ”جب تم نماز کے لیے آؤ تو وقار اور آرام سے آؤ پس
جو (جماعت کے ساتھ) پالو پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اُسے پورا کر لو۔“ ظاہر بات ہے کہ جب حضرت ابو بکرہ ؓ
سے قیام اور سورہ فاتحہ رہ گئی تو انہوں نے یہ رکعت دہرائی ہوگی، جس کا ذکر گو حدیث میں نہیں ہے، لیکن فرمان نبوی کی
رُوسے انہوں نے یقیناً ایسا کیا ہوگا اگر اسی طرح رکعت کا اثبات یا جواز ہوتا تو نبی ﷺ ان کو یہ نہ کہتے کہ آئندہ ایسا نہ
کرنا۔ بعض لوگ لَا تَعُدُّ (عاد، یعود، عَوْد سے) کو لَا تَعُدُّ پڑھتے ہیں اور اسے اَعَادَ، یُعِيد سے بتلاتے ہیں
اور معنی کرتے ہیں۔ اس رکعت کو نہ لوٹانا۔ اور یوں مدرک رکوع کے لیے رکعت کا اثبات کرتے ہیں۔ لیکن اس کا
”إِعَادَهُ“ سے ہونا سیاق کلام سے میل نہیں کھاتا۔ اس طرح بعض لوگ اسے عَدَّ یُعَدُّ ”شمار کرنا“ سے قرار دے کر
لَا تَعُدُّ پڑھتے ہیں، یعنی اس رکعت کو شمار نہ کرنا۔ اس طرح گویا لفظ میں متعدد احتمالات پائے جاتے ہیں۔ لیکن سیاق
کے اعتبار سے اس کے پہلے معنی ہی صحیح ہیں اور اس سے بھی مدرک رکوع کے لیے رکعت کا اثبات نہیں ہوتا۔ علاوہ
ازیں دیگر دلائل بھی اسی موقف کے مؤید ہیں اُس لیے یہی رائج اور قوی ہے۔ واللہ اعلم.

۶۸۴- جناب حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ رکوع میں تھے، تو انہوں نے صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور پھر (اسی حالت میں) چلتے ہوئے صف میں جا ملے۔ جب نبی ﷺ نے نماز مکمل کی تو پوچھا: ”تم میں سے کس نے صف میں ملنے سے پہلے رکوع کیا تھا پھر وہ چلتے ہوئے صف میں ملا؟“ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ میں تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تیری (نیکی کی) حرص اور بڑھائے پھر ایسے نہ کرنا۔“

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: زیاد اعلم کا نام زیاد بن فلان ابن قرہ ہے اور یہ یونس بن عبید کا خالہ زاد ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نیکی کرنے میں اگر کسی سے کوئی خطا ہو جائے تو پہلے اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے پھر صحیح طریقہ بتانا یا سکھانا چاہیے۔ ② نماز کو پہلے اطمینان سے صف میں پہنچنا چاہیے۔ اس کے بعد سکون سے تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو۔

سترے کے احکام و مسائل

تَفْرِيعُ أَبْوَابِ السُّتْرَةِ

🌞 فائدہ: نماز کو بحالت نماز ایسی جگہ کھڑے ہونا چاہیے جہاں اس کے آگے سے کسی کے گزرنے کا احتمال نہ ہو۔ جگہ اگر کھلی ہو تو کوئی مناسب چیز اسے اپنے سامنے رکھ لینی چاہیے جو گزرنے والوں کیلئے آڑ اور اس کے نماز میں ہونے کی علامت ہو۔ اسے اصطلاحاً ”سترہ“ کہتے ہیں۔ یہ بھی ایک تاکیدی سنت ہے۔ نماز اور سترے کے درمیان فاصلہ تقریباً تین ہاتھ کا ہو اس سے زیادہ فاصلہ پر موجود کوئی چیز یا آڑ مثلاً: دیوار یا ستون وغیرہ سترہ نہیں کہلاتے۔ لہذا سترے کے قریب کھڑا ہونا ہی مسنون عمل ہے۔

(المعجم ۱۰۱) - باب مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّي

(التحفة ۱۰۳)

۶۸۵- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

۶۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ

۶۸۴- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱۰۶، ۱۰۵/۳ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۶۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ستره المصلي، والندب إلى الصلوة إلى ستره... الخ، ح: ۴۹۹

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز رکھ لو تو تمہیں کوئی نقصان نہیں کہ کون تمہارے آگے سے گزرتا ہے۔“

الْعَبْدِيُّ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا جَعَلْتَ بَيْنَ يَدَيْكَ مِثْلَ مَوْخَرَةِ الرَّحْلِ فَلَا يَضُرُّكَ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْكَ».

🌞 فائدہ: معلوم ہوا کہ سترہ نہ رکھنے سے نمازی کو نقصان ہوتا ہے۔ یعنی اس کے خشوع خضوع اور اجر میں کمی ہوتی ہے یا کم از کم اتباع امر کی تفصیر کا نقصان تو واضح ہے اور یہ سترہ کم از کم فٹ یا ڈیڑھ فٹ کے درمیان کوئی چیز ہونی چاہیے۔

۶۸۶- جناب ابن جریج عطاء سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا: پالان کی پچھلی لکڑی ایک ذراع (ہاتھ) یا اس سے کچھ زائد ہوتی ہے۔

۶۸۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: آخِرُهُ الرَّحْلِ ذِرَاعٌ فَمَا فَوْقَهُ.

۶۸۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عید پڑھنے کے لیے نکلتے تو حکم دیتے کہ نیزہ ساتھ لے لیا جائے۔ اسے آپ کے آگے گاڑ دیا جاتا پھر آپ اس کی طرف نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے ہوتے۔ سفر میں بھی آپ کا یہ معمول ہوتا تھا۔ چنانچہ امراء نے یہیں سے یہ عمل اخذ کیا ہے۔

۶۸۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ أَمَرَ بِالْحَرَبَةِ فُتَوَضَّعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ، وَكَانَ يَقْعُلُ ذَلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ.

🌞 توضیح: یعنی امراء و حکام لوگ جو عید وغیرہ کے موقع پر بھالانیزہ وغیرہ لے کر نکلتے کا اہتمام کرتے ہیں اس کی اصل یہی ہے۔ نماز فرض ہو یا نفل، سفر ہو یا حضر ہر موقع پر سترے کا خیال رکھنا چاہیے۔ نیز امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے بھی کافی ہوتا ہے۔

۶۸۸- جناب عون بن ابی جحیفہ اپنے والد سے

۶۸۸- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا

من حديث سمالك بن حرب به.

۶۸۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲/۲۶۹ من حديث أبي داود وغيره به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۲۲۷۲ بطوله * ابن جريج صرح بالسمع عند ابن خزيمة، ح: ۸۰۷.

۶۸۷- تخریج: أخرجه البخاري، أبواب سترة المصلي، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ۴۹۴، ومسلم، الصلوة، باب سترة المصلي والتدب إلى الصلوة إلى سترة... الخ، ح: ۵۰۱ من حديث عبدالله بن نمير به.

۶۸۸- تخریج: أخرجه البخاري، أبواب سترة المصلي، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ۴۹۵ من حديث

سترے کے احکام و مسائل

بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں (مکہ کے قریب) وادی بطناء میں نماز پڑھائی اور آپ کے سامنے چھوٹا نیزہ تھا۔ (آپ نے ہمیں) ظہر اور عصر کی دودو رکعتیں پڑھائیں۔ اس نیزے کے آگے سے عورت بھی گزرتی تھی اور گدھا بھی۔

شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمُ بِالْبُطْحَاءِ - وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَتَرَةٌ - الظُّهْرَ رَكَعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكَعَتَيْنِ يَمُرُّ خَلْفَ الْعَتَرَةِ الْمَرْأَةُ وَالْجِمَارُ.

☀️ فوائد و مسائل: ① امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہے۔ ② سترے کے آگے سے کوئی بھی گزرے تو اس میں نمازی کا نقصان نہیں۔

باب: ۱۰۲- اگر سترہ کے لیے لائچی نہ ملے
تو خط کھینچنے کا مسئلہ

(المعجم ۱۰۲) - باب الْخَطِّ إِذَا لَمْ يَجِدْ عَصَا (التحفة ۱۰۴)

۶۸۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے۔ اگر کچھ نہ ملے تو کوئی لائچی کھڑی کر لے۔ اگر اس کے پاس عصا (لائچی) نہ ہو تو خط ہی کھینچ لے۔ پھر اس کے آگے سے جو بھی گزرے اسے نقصان نہ ہوگا۔“

۶۸۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حُرَيْثٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ حُرَيْثًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تَلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصَا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصَا فَلْيَخُطْ خَطًّا ثُمَّ لَا يَضُرَّهُ مَا مَرَّ أَمَامَهُ».

۶۹۰- جناب ابو محمد بن عمرو بن حریث اپنے دادا حریث سے جو بنی عذرہ کے آدمی تھے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابو القاسم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

۶۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ يَعْنَى ابْنَ الْمَدِينِيِّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ

«شعبة به، ورواه مسلم، الصنوة، باب ستره المصلي... الخ، ح: ۵۰۳ من حديث عون بن أبي جحيفة به، ورواه أيضًا من حديث شعبة عنه.

۶۸۹- تخریج: [سناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۷۰ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث الآتي.

۶۹۰- تخریج: [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يستر المصلي، ح: ۹۴۳ من حديث سفيان ابن عيينة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۱۱، وابن حبان. ح: ۴۰۷، ۴۰۸ # هذا الحديث ضعفه سفيان بن عيينة والطحاوي والدارقطني والجمهور، وتحقيقهم هو الصواب.

سترے کے احکام و مسائل

ہیں اور لکیر کھینچنے والی حدیث بیان کی۔

أَبِي مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ جَدِّهِ حُرَيْثٍ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فَذَكَرَ حَدِيثَ الْخَطِّ.

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ہمیں ایسی کوئی دلیل نہیں ملی جس سے ہم اس حدیث کو تقویت دے سکیں اور یہ صرف اسی سند سے مروی ہے۔ (ابن مدینی نے کہا) میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا کہ محدثین اس کے راوی میں اختلاف کرتے ہیں (آیا یہ ابو محمد بن عمرو بن حریث ہے یا کوئی اور) تو انہوں نے کچھ سوچا اور پھر کہا: مجھے ابو محمد بن عمرو ہی یاد ہے۔

قَالَ سُفْيَانُ: لَمْ نَجِدْ شَيْئًا نَشُدُّ بِهِ هَذَا الْحَدِيثَ وَلَمْ يَجِبْ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. قَالَ: قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّهُمْ يَحْتَلِفُونَ فِيهِ. فَتَفَكَّرَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: مَا أَحْفَظُ إِلَّا أَبَا مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو.

سفیان نے کہا کہ اسماعیل بن امیہ کی وفات کے بعد ایک آدمی آیا اور اس (آنے والے) شیخ نے ابو محمد کو طلب کیا، وہ مل گیا اور اس حدیث کے متعلق پوچھا مگر اسے اشتباہ ہو گیا (یعنی وہ اسے صحیح طریقے سے بیان نہیں کر سکا)۔

قَالَ سُفْيَانُ: قَدِمَ هُنَا رَجُلٌ بَعْدَ مَا مَاتَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ فَطَلَبَ هَذَا الشَّيْخُ أَبَا مُحَمَّدٍ حَتَّى وَجَدَهُ فَسَأَلَهُ عَنْهُ فَخَلِطَ عَلَيْهِ.

امام ابو داؤد رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا: میں نے امام احمد بن حنبل رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے سنا، انہوں نے کئی بار خط کھینچنے کا وصف بیان کیا تو کہا کہ اس طرح عرض میں کھینچا جائے جیسے کہ ہلال ہوتا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ يَعْنِي ابْنَ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ، سُئِلَ عَنْ وَصْفِ الْخَطِّ غَيْرَ مَرَّةٍ، فَقَالَ: هَكَذَا عَرَضًا مِثْلَ الْهَلَالِ.

امام ابو داؤد رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا: میں نے مسدد سے سنا انہوں نے کہا کہ ابن داؤد (خریبی) نے کہا کہ یہ خط طول میں کھینچا جائے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ مُسَدَّدًا قَالَ: قَالَ ابْنُ دَاوُدَ: الْخَطُّ بِالطُّوْلِ.

ابو داؤد رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا: میں نے امام احمد بن حنبل رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے سنا انہوں نے کئی بار اس خط کی صفت یہ بتائی کہ یہ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ وَصَفَ الْخَطَّ غَيْرَ مَرَّةٍ فَقَالَ:

هَكَذَا - يَعْنِي بِالْعَرَضِ - حُورًا دُورًا عرض میں ہو اور ہلال کی مانند گولائی میں ہو۔
مَثَلُ الْهَلَالِ - يَعْنِي مُنْعَطِفًا.

🌞 توضیح: حدیث ۶۸۹ اور ۶۹۰ دونوں ضعیف ہیں۔ اس لیے ان سے خط کھینچنے کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔

۶۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: رَأَيْتُ شَرِيكَاً صَلَّى بِنَا فِي جَنَازَةِ الْعَصْرِ فَوَضَعَ قَلَنْسُوتهُ بَيْنَ يَدَيْهِ يَعْنِي فِي فَرِيضَةٍ حَضَرَتْ.

۶۹۱- جناب سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے شریک (بن عبد اللہ بن ابی نمر..... یا شریک بن عبد اللہ نخعی کوئی) کو دیکھا کہ انہوں نے ہمیں ایک جنازہ کے اجتماع میں عصر کی نماز پڑھائی تو اپنے سامنے اپنی ٹوپی رکھ لی۔ یعنی ایک فریضہ میں جس کا وقت ہو چکا تھا۔

🌞 فائدہ: سترہ میں مسنون تو یہی ہے کہ ایک ہاتھ ہو لیکن اگر کوئی چیز میسر نہ ہو تو اس سے کم بھی کفایت کر جائے گی۔

(المعجم ۱۰۳) - باب الصلاة إلى
الراحلة (التحفة ۱۰۵)

باب: ۱۰۳- سواری کو سترہ بنا کر نماز پڑھنا

۶۹۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَوَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ وَابْنُ أَبِي خَلْفٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي إِلَى بَعِيرِهِ.

۶۹۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنے اونٹ کو سترہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

🌞 فائدہ: اونٹوں کے پاڑے میں نماز ممنوع ہے مگر مذکورہ صورت میں جب جانور ایک آدھ ہو تو اس کو سترہ بنا کر یا اس کے قریب نماز پڑھنا جائز ہے۔

(المعجم ۱۰۴) - بَابُ: إِذَا صَلَّى إِلَى سَارِيَةٍ أَوْ نَحْوِهَا أَيْنَ يَجْعَلُهَا مِنْهُ (التحفة ۱۰۶)

باب: ۱۰۴- کسی ستون وغیرہ کو سترہ بنائے تو اسے کس انداز میں اپنے سامنے رکھے؟

۶۹۱- تخریج: [إسناده صحيح].

۶۹۲- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ستره المصلي والتدب إلى الصلوة إلى ستره. . الخ، ح: ۵۰۲ من حديث أبي خالد الأحمر، والبخاري، الصلوة، باب الصلوة في مواضع الإبل، ح: ۴۳۰ من حديث عبيد الله بن عمر به.

۶۹۳- حضرت ضباعہ بنت مقداد بن اسود اپنے والد (حضرت مقداد رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتی ہیں، انہوں نے کہا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی کسی لکڑی، ستون یا درخت کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے تو اسے ہمیشہ اپنے دائیں یا بائیں ابرو کی طرف رکھتے، بالکل عین سامنے نہ رکھتے تھے۔

۶۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ الْوَلِيدُ بْنُ كَامِلٍ عَنْ الْمُهَلَّبِ ابْنِ حُجْرٍ الْبَهْرَانِيِّ، عَنْ ضَبَاعَةَ بِنْتِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهَا قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَى عُودٍ وَلَا عُمُودٍ وَلَا شَجَرَةٍ إِلَّا جَعَلَهُ عَلَى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ أَوْ الْأَيْسَرِ وَلَا يَضُمُّدُ لَهُ صَمْدًا.

🌞 ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے یہ بات جو اس میں بیان ہوئی ہے صحیح نہیں ہے۔ بتا بریں سترے کے عین سامنے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ سترہ عین سامنے ہی ہونا چاہیے۔

باب ۱۰۵- باتوں میں مشغول یا سونے والوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا

(المعجم ۱۰۵) - باب الصلاة إلى المتحدثين والنيام (التحفة ۱۰۷)

۶۹۴- جناب محمد بن کعب قرظی نے بیان کیا کہ میں نے ان سے یعنی عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ مجھ سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”سونے والے کے پیچھے (کھڑے ہو کر) نماز پڑھو نہ باتوں میں مشغول شخص کے پیچھے۔“

۶۹۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَبِي مَرْزُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُصَلُّوا خَلْفَ النَّائِمِ وَلَا الْمُتَحَدِّثِ».

🌞 فائدہ: صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے اور (بعض اوقات) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سامنے سوئی ہوئی ہوتی تھیں۔ (دیکھیے صحیح بخاری، حدیث: ۳۸۲ و صحیح مسلم، حدیث: ۵۱۲) معلوم

۶۹۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/۶ عن علي بن عياش به * ضباعة لا تعرف، والمهلب مجهول، والوليد بن كامل لين الحديث، كذا في التقريب.

۶۹۴- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۲/۲۸۹ من حديث أبي داود به، وله طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ۹۵۹، وسنده ضعيف جداً، وللحديث طريق حسن عند الطبراني في الأوسط، ح: ۵۲۴۲.

ہوا کہ یہ جائز ہے اور جہاں کہیں لوگ باتوں میں مشغول ہوں اور وہ قبلہ رخ پر ہوں تو بظاہر نمازی کو اس سے تشویش ہو سکتی ہے اور اس کے شروع میں غلغلے آئے گا۔ لہذا ایسی صورتوں میں بھی احتیاط کرنا اچھا ہے۔

(المعجم ۱۰۶) - باب الدُّنُو مِنَ السُّتْرَةِ
(التحفة ۱۰۸)

باب: ۱۰۶- سترے کے قریب کھڑے ہونے کا بیان

۶۹۵- حضرت سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کسی سترہ کی طرف نماز پڑھے تو اس کے قریب کھڑا ہو، کہیں شیطان اس پر اس کی نماز نہ قطع کر دے۔“

۶۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحَامِدُ بْنُ يَحْيَى وَابْنُ السَّرْحِ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ يُبْلَغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا، لَا يَقْطَعِ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: واقعہ بن محمد نے اس حدیث کو صفوان سے انہوں نے محمد بن سہل سے انہوں نے اپنے والد سے یا محمد بن سہل سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے جبکہ بعض نے نافع بن جبیر سے اس نے سہل بن سعد سے کہا ہے۔ اور اس کی سند میں اختلاف کیا گیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلِ عَنْ أَبِيهِ أَوْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَاخْتَلَفَ فِي إِسْنَادِهِ.

۶۹۶- حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے قبلے (یعنی سترے) کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا کہ اس سے ایک بکری گزر سکتی تھی۔

۶۹۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ وَالْقُتَيْبِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ قَالَ: وَكَانَ بَيْنَ مَقَامِ النَّبِيِّ

۶۹۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القبلة، باب الأمر بالدنو من السترة، ح: ۷۴۹ من حديث سفيان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۰۳، ابن حبان، ح: ۴۰۹، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۲۵۱، ۲۵۲، ووافقه الذهبي.
۶۹۶- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب قدركم ينبغي أن يكون بين المصلي والسترة، ح: ۴۹۶، ومسلم، الصلوة، باب دنو المصلي من السترة؟، ح: ۵۰۸ من حديث عبد العزيز بن أبي حازم به.

وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مَمَرٌ عَنِّي .

قال أبو داود: الْحَبِيرُ لِلنُّفَيْلِيِّ .

امام ابوداؤد نے کہا: یہ حدیث (میرے شیخ) نفیلی کی بیان کردہ ہے (تعبنی کی نہیں)۔

☀ فائدہ: معلوم ہوا کہ سترے کے قریب کھڑا ہوا جائے اور فاصلہ اتنا ہو کہ آسانی سجدہ ہو سکے۔ اس سے ضمانیہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر دیوار (سترے) اور امام کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو تو امام کو چاہیے کہ وہ اپنے آگے سترہ رکھے۔

(المعجم ۱۰۷) - باب مَا يُؤْمَرُ الْمُصَلِّي أَنْ يَذَرَأَ عَنِ الْمَمَرِ بَيْنَ يَدَيْهِ (التحفة ۱۰۹)

باب: ۱۰۷- نمازی کو یہ حکم کہ اپنے آگے سے گزرنے والے کو روکے

۶۹۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو کسی کو نہ چھوڑے کہ اس کے آگے سے گزرے۔ جہاں تک ہو سکے اس کو روکے۔ اگر وہ انکار و اصرار کرے تو چاہیے کہ اس کے ساتھ لڑائی کرے، بیشک وہ شیطان ہے۔“

۶۹۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدْعُ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَذَرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَبِي فَلْيَقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ».

۶۹۸- جناب عبدالرحمن بن ابی سعید خدری اپنے والد

سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو چاہیے کہ سترہ رکھ کر پڑھے اور اس کے قریب کھڑا ہو۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۶۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلَى سُتْرَةٍ وَلْيَذْنُ مِنْهَا» ثُمَّ سَاقَ مَعْنَاهُ.

☀ توضیح: اگر کوئی شخص سترہ کے باوجود نمازی کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرتا اور اس پر اصرار کرتا ہے تو وہ

شیطان صفت ہے۔ اس کو اثنائے نماز ہی میں روکنا چاہیے اور روکنے کی کیفیت ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے۔

اور [فَلْيَقَاتِلْهُ] ”اس سے لڑے“ کا مفہوم زور سے روکنے کی کوشش ہے نہ کہ معروف معنی میں قاتل کرنا لڑنا۔

۶۹۷- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ۵۰۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱۵۴/۱، ورواه البخاري، ح: ۵۰۹ من طريق آخر عن أبي سعيد به مطولاً.

۶۹۸- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: ادرا ما استطعت، ح: ۹۵۴ عن محمد بن العلاء به، وانظر الحديث السابق.

۶۹۹- جناب ابو عبیدہ حاجب سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے عطاء بن یزید لیش کو نماز میں کھڑے دیکھا اور میں ان کے آگے سے گزرنے لگا تو انہوں نے مجھے روکا۔ پھر (نماز کے بعد) مجھ سے کہا کہ مجھے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی یہ کر سکتا ہو کہ کسی کو اپنے اور قبلے کے درمیان میں سے نہ گزرنے دے تو چاہیے کہ وہ ایسا کرے۔“

۷۰۰- جناب ابوصالح نے کہا: میں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے جو دیکھا سنا ہے تمہیں بتاتا ہوں۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ مروان کے پاس گئے اور بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ”آپ فرما رہے تھے: ”جب تم میں سے کوئی کسی چیز کی طرف نماز پڑھ رہا ہو، جو اس کے لیے لوگوں سے سترہ ہو اور کوئی اس کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرے تو اس کے سینے کے آگے ہاتھ کر کے اسے روک دے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑائی کرے بلاشبہ وہ شیطان ہے۔“

☀ فائدہ: لڑائی کرنے کا مطلب ہاتھ کے ذریعے سے گزرنے والے کو زور سے روکنا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے کہا: ایک آدمی تکبر کرتے ہوئے میرے آگے سے نماز کی حالت میں گزرتا ہے تو میں اسے روک لیتا ہوں اور

۶۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: أَخْبَرَنَا مَسْرُءُ بْنُ مَعْبِدٍ اللَّخْمِيُّ، لَقِيْتُهُ بِالْكُوفَةِ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ حَاجِبُ سُلَيْمَانَ قَالَ: رَأَيْتُ عَطَاءَ بْنَ يَزِيدَ اللَّيْثِيَّ قَائِمًا يُصَلِّي فَذَهَبْتُ أَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَرَدَّنِي ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَحُولَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ أَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ».

۷۰۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ - عَنْ حُمَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ هِلَالٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو صَالِحٍ: «أَحَدْتُكَ عَمَّا رَأَيْتُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ وَسَمِعْتُهُ مِنْهُ، دَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ عَلَى مَرْوَانَ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْ فِي نَحْرِهِ، فَإِنْ أَبَى فَلْيَقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ».

قال أبو داود: قال سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: يَمُرُّ الرَّجُلُ يَتَخَتَّرُ بَيْنَ يَدَيَّ وَأَنَا أُصَلِّي فَأَمْنَعُهُ وَيَمُرُّ الضَّعِيفُ فَلَا أَمْنَعُهُ.

۶۹۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۸۲/۳، ۸۳ عن أبي أحمد الزبيري به مطولاً.

۷۰۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ۵۰۵ من حديث سليمان بن المغيرة، والبخاري، الصلوة، باب: يرد المصلي من مابين يديه، ح: ۵۰۹ من حديث حميد بن هلال به.

۲- کتاب الصلاة - ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

کبھی کوئی ضعیف انسان ہوتا ہے تو اسے منع نہیں کرتا۔

☀️ توضیح: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ ایک تابعی ہیں یہ ان کا عمل ہے اس عمل کی ان کے نزدیک کیا وجہ تھی؟ وہ انہوں نے بیان نہیں کی۔ اس لیے حدیث کی رو سے ہر گزرنے والے کو ہاتھ کے ذریعے سے روکنا چاہیے چاہے کوئی تکبر سے گزرنے والا ہو یا وہ ضعیف ہو۔

باب: ۱۰۸- نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت

(المعجم ۱۰۸) - باب مَا يَنْهَى عَنْهُ مِنَ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي (التحفة ۱۱۰)

۷۰۱- جناب زید بن خالد جہنی نے انہیں (بسر بن سعید کو) حضرت ابو جہیم رحمہ اللہ کے پاس بھیجا اور پچھوایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے متعلق کیا سنا ہے؟ تو حضرت ابو جہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اگر معلوم ہو جائے کہ اس پر کتنا گناہ اور عذاب ہے تو (اس کے بدلے) اسے چالیس..... کھڑا رہنا اس کے آگے سے گزرنے سے اچھا لگے۔“ ابو نصر نے کہا: نہ معلوم آپ نے چالیس کے لفظ کے ساتھ دن، مہینہ یا سال، کیا فرمایا؟

۷۰۱- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي. فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ». قَالَ أَبُو النَّضْرِ: لَا أَدْرِي قَالَ: أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً.

☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جان بوجھ کر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کتنا سخت گناہ ہے۔ نماز خواہ فرض ہو یا نفل۔ ② چالیس کے عدد کے بعد دن، مہینے یا سال کا ذکر نہ ہونا اس سزا کی شدت کے لیے ہے۔ تاہم بعض ضعیف طرق میں (خریف) ”سال“ کا لفظ آیا ہے اس سے اس گناہ کی شاعت و قباحت واضح ہے۔

ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

تَفْرِيعُ أَبْوَابِ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَمَا لَا يَقْطَعُهَا

باب: ۱۰۹- کس چیز (کے گزرنے) سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

(المعجم ۱۰۹) - باب مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ۱۱۱)

۷۰۱- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب إثم المار بين يدي المصلي، ح: ۵۱۰، ومسلم، الصلوة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ۵۰۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ۱/ ۱۵۴، ۱۵۵.

۲۔ کتاب الصلاة۔ ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

۷۰۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ وَابْنُ كَثِيرٍ الْمَعْنَى أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ الْمُغِيرَةِ أَخْبَرَهُمْ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ - قَالَ حَفْصٌ: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَقْطَعُ صَلَاةَ الرَّجُلِ» وَقَالَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: «يَقْطَعُ صَلَاةَ الرَّجُلِ إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ قِيدُ آخِرَةِ الرَّحْلِ الْحِمَارِ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ وَالْمَرَأَةُ». فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْأَسْوَدِ مِنَ الْأَحْمَرِ مِنَ الْأَضْفَرِ مِنَ الْأَبْيَضِ؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ: «الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ».

۷۰۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ شُعْبَةُ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرَأَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ».

۷۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ شُعْبَةُ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرَأَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ».

۷۰۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ شُعْبَةُ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرَأَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ».

۷۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ شُعْبَةُ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرَأَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ».

۷۰۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ شُعْبَةُ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرَأَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ».

۷۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ شُعْبَةُ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرَأَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ».

۷۰۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ شُعْبَةُ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرَأَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ».

۷۰۲۔ تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب قدر ما يستر المصلي، ح: ۵۱۰ من حديث شعبة ومن حديث سليمان ابن المغيرة به.

۷۰۳۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القبلة، باب ذكر ما يقطع الصلوة وما لا يقطع... الخ، ح: ۷۵۲، وابن ماجه، ح: ۹۴۹ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۳۲، وابن حبان، ح: ۴۱۲.

۲- کتاب الصلاة - ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹتی

☀ فائدہ: نماز ٹوٹنے کا مفہوم بعض محدثین کے نزدیک یہ ہے کہ نماز کے خشوع خضوع میں فرق آ جاتا ہے اور اس کی برکت جاتی رہتی ہے۔ جبکہ امام احمد، امام ابن القیم رحمہ اللہ اور بعض دوسرے ائمہ نے ظاہری مفہوم مراد لیا ہے کہ نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اس کی تائید ایک حدیث سے ہوتی ہے جسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے الصحیحہ میں نقل کیا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں [تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنْ مَمَرِ الْحِمَارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ] (الصحیحہ ۹۵۹/۷) حدیث: ۳۳۳۳ ”گدھے، عورت اور سیاہ فام کتے کے گزرنے پر نماز لوٹائی جائے۔“

۷۰۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کسی راوی نے کہا میرا خیال ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا: ”جب تم میں سے کوئی شخص بغیر سترے کے نماز پڑھے تو کتا، خنزیر، یہودی، مجوسی اور عورت اس کی نماز توڑ دیتے ہیں۔ مگر جب یہ ایک پتھر پھینکنے کے فاصلے سے گزریں تو نماز کے ٹوٹنے سے کفایت رہتی ہے۔“

۷۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَحْسَبُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى غَيْرِ سُتْرَةٍ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْخِنْزِيرُ وَالْيَهُودِيُّ وَالْمَجُوسِيُّ وَالْمَرْأَةُ، وَيُجْزِي عَنْهُ إِذَا مَرُّوا بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى قَذْفَةِ بِحَجَرٍ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: میرے دل میں اس روایت کے بارے میں کچھ (تردد) سا ہے۔ میں نے ابراہیم وغیرہ سے اس کا مذاکرہ کیا تو کسی نے اسے هشام سے روایت نہیں کیا نہ اس کو پہچانتا تھا۔ اور نہ میں نے کسی کو دیکھا جو اسے هشام سے بیان کرتا ہو۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ ابن ابی سمینہ کا وہم ہے۔ اور اس میں منکر حصہ ”مجوسی، پتھر پھینکنے کا فاصلہ اور خنزیر“ کا بیان ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: فِي نَفْسِي مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ شَيْءٌ كُنْتُ ذَاكِرْتُهُ إِبْرَاهِيمَ وَعَنْبَرَهُ فَلَمْ أَرَأْ أَحَدًا [جَاءَ بِهِ] عَنْ هِشَامٍ وَلَا يَعْرِفُهُ وَلَمْ أَرَأْ أَحَدًا يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ هِشَامٍ وَأَحْسِبُ الْوَهْمَ مِنْ ابْنِ أَبِي سَمِينَةَ وَالْمُنْكَرُ فِيهِ ذِكْرُ الْمَجُوسِيِّ وَفِيهِ عَلَى قَذْفَةِ بِحَجَرٍ وَذِكْرُ الْخِنْزِيرِ وَفِيهِ نَكَارَةٌ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث صرف محمد بن اسماعیل بصری سے سنی ہے اور میرا خیال ہے کہ اسے وہم ہوا ہے کیونکہ وہ اپنے حفظ سے بیان کرتا تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ أَسْمَعْ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، وَأَحْسِبُهُ وَهْمَ لَأَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُنَا مِنْ حِفْظِهِ.

۷۰۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۱/ ۴۵۸ من حديث معاذ بن هشام به * شك الراوي في اتصاله بقوله: أحسبه، فالسند معلل.

۲۔ کتاب الصلاة ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

☀️ فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پتھر پھینکنے کے فاصلے کے بقدر جگہ چھوڑ کر نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔ لیکن یہ روایت صحیح نہیں۔ نمازی کے آگے اگر سترہ نہ ہو تو کتنے فاصلے سے گزرنے والا گزر سکتا ہے؟ اس کی بابت کسی حدیث سے کوئی واضح صراحت نہیں ملتی۔ تاہم بعض علماء نے احتیاط کے طور پر اس کا اندازہ تین صف بیان کیا ہے۔ اس سے زیادہ یا اس کے بقدر فاصلے سے گزرنا جائز ہوگا۔ واللہ اعلم۔

۷۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ مَوْلَى لَيْزِيدَ بْنِ نِمْرَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ نِمْرَانَ قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَبَوَّكُ مُقْعَدًا فَقَالَ: مَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَ: «اللَّهُمَّ افْطَعْ أَثَرَهُ» فَمَا مَشَيْتُ عَلَيْهَا بَعْدُ.

۷۰۵۔ جناب یزید بن نمران نے بیان کیا کہ میں نے تبوک میں ایک آدمی دیکھا جو لُجّا تھا۔ (یعنی چل پھر نہ سکتا تھا۔) اس نے بتایا کہ میں نبی ﷺ کے آگے سے گزرا تھا میں گدھے پر سوار تھا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے کہا: ”اے اللہ! اس کے قدم کاٹ دے۔“ چنانچہ اس کے بعد سے میں اپنے قدموں پر نہیں چل سکا ہوں۔

۷۰۶۔ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ يَعْنِي الْمَذْحِجِيَّ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَوَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. زَادَ فَقَالَ: «فَطَعَّ صَلَاتَنَا فَطَعَّ اللَّهُ أَثَرَهُ».

۷۰۶۔ سعید نے مذکورہ سند کے ساتھ اسی کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: ”اس نے ہماری نماز توڑ دی، اللہ اس کے قدم توڑ دے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ أَبُو مُسْهِرٍ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ فِيهِ: «فَطَعَّ صَلَاتَنَا».

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: ابو مسہر نے سعید سے روایت کیا تو اس نے صرف اس قدر کہا: ”اس نے ہماری نماز توڑ دی۔“

۷۰۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ

۷۰۷۔ سعید بن غزوہ ان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حج کو جاتے ہوئے تبوک میں پڑاؤ کیا۔ اس نے ایک لُجّا آدمی دیکھا (جو چل نہ سکتا تھا)

۷۰۵۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶۴/۴ من حديث سعيد بن عبد العزيز به * مولى ليزيد بن نمران مجهول (تقريب).

۷۰۶۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/۲۷۵ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق لعلته.

۷۰۷۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/۲۷۵ من حديث أبي داود به * سعيد بن غزوہ مستور، وأبوه مجهول، كذا في التقريب وغيره.

۲۔ کتاب الصلاة۔ ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

اس نے اس کی کیفیت پوچھی تو اس نے کہا میں تمہیں بتاتا ہوں مگر جب تک تجھے یہ معلوم رہے کہ میں زندہ ہوں کسی کو بتانا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ تبوک میں ایک کھجور تلے پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ ہمارا قبلہ ہے۔“ پھر آپ اس کی طرف نماز پڑھنے لگے، چنانچہ میں بھاگتا ہوا آیا جب کہ میں لڑکا ہی تھا، حتیٰ کہ آپ کے اور آپ کے سترے کے درمیان میں سے گزر گیا۔ آپ نے کہا: ”اس نے ہماری نماز توڑی اللہ اس کے قدم توڑ دے۔“ چنانچہ اس دن سے آج تک میں ان پر کھڑا نہیں ہو سکا ہوں۔

عن سَعِيدِ بْنِ عَزْوَانَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ نَزَلَ بِتَبُوكَ وَهُوَ حَاجٌّ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُّقْعَدٍ فَسَأَلَهُ عَنْ أَمْرِهِ فَقَالَ: سَأَحْذِثُكَ حَدِيثًا فَلَا تُحَدِّثُ بِهِ مَا سَمِعْتَ أَنِّي حَيٌّ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ بِتَبُوكَ إِلَى نَخْلَةٍ فَقَالَ: هَذِهِ قِبْلَتُنَا، ثُمَّ صَلَّى إِلَيْهَا، فَأَقْبَلْتُ وَأَنَا غُلَامٌ أَسْعَى حَتَّى مَرَرْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، فَقَالَ: «قَطَعَ صَلَاتُنَا قَطَعَ اللَّهُ أَمْرَهُ»، فَمَا قُمْتُ عَلَيْهَا إِلَى يَوْمِي هَذَا.

فائدہ: نبی ﷺ کی بددعا والی مذکورہ تینوں روایات (۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷ اور ۷۰۸) ضعیف ہیں۔

باب: ۱۱۰۔ امام کا سترہ اس کے پیچھے والوں کا بھی سترہ ہوتا ہے

(المعجم ۱۱۰) - باب سُتْرَةِ الْإِمَامِ
سُتْرَةٌ مِّنْ خَلْفِهِ (التحفة ۱۱۲)

۷۰۸۔ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ كَعْبِ بْنِ جُرْجَلٍ مُّقْعَدٍ قَالَ: سَأَحْذِثُكَ حَدِيثًا فَلَا تُحَدِّثُ بِهِ مَا سَمِعْتَ أَنِّي حَيٌّ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ بِتَبُوكَ إِلَى نَخْلَةٍ فَقَالَ: هَذِهِ قِبْلَتُنَا، ثُمَّ صَلَّى إِلَيْهَا، فَأَقْبَلْتُ وَأَنَا غُلَامٌ أَسْعَى حَتَّى مَرَرْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، فَقَالَ: «قَطَعَ صَلَاتُنَا قَطَعَ اللَّهُ أَمْرَهُ»، فَمَا قُمْتُ عَلَيْهَا إِلَى يَوْمِي هَذَا.

۷۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْعَازِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: هَبَطْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ ثَيْبَةٍ أَدَاخِرَ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَغْنِي فَصَلَّى إِلَى جَدْرِ فَاتَّخَذَهُ قِبْلَةً وَنَحْنُ خَلْفُهُ فَجَاءَتْ بِهِمَّةٌ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا زَالَ يُدَارِكُهَا حَتَّى لَصِقَ بِطَنْئِهِ بِالْجَدْرِ وَمَرَّتْ مِنْ وَرَائِهِ أَوْ كَمَا قَالَ مُسَدَّدٌ.

۷۰۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی

۷۰۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ

۷۰۸۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۹۶/۲ من حديث هشام بن العاز به موطأ.

۷۰۹۔ تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۲۹۱/۱ من حديث شعبة به، وقال علي بن الجعد في مسنده: ۹۰ قال ۹۹

۲- کتاب الصلاة - ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَارِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فَذَهَبَ جَدِّي يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَتَّقِيهِ.

ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ بھیڑ کا ایک بچہ آپ کے آگے سے گزرنے لگا مگر آپ اسے ہٹاتے رہے۔

☀️ فوائد و مسائل: نمازی کو چاہیے کہ اپنی نماز کی حفاظت کرے۔ نبی ﷺ نے بکری کے ایک بچے کا گزرنہ بھی گوارا نہیں فرمایا۔ ① بکری کا وہ بچہ نبی ﷺ کے پیچھے سے یعنی مقتدیوں کے آگے سے گزر گیا، کیونکہ مقتدیوں کے لیے نبی ﷺ سترہ تھے۔

(المعجم ۱۱۱) - باب مَنْ قَالَ: الْمَرْأَةُ لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ۱۱۳)

باب: ۱۱۱- ان کے دلائل جو قائل ہیں کہ عورت کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹی

۷۱۰- جَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ بَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ الْقَبْلَةِ قَالَ شُعْبَةُ: وَأَخْبَسَهَا قَالَتْ: وَأَنَا حَائِضٌ.

۷۱۰- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نبی ﷺ اور آپ کے قبلے کے درمیان ہوا کرتی تھی شعبہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا: اور میں حیض سے ہوتی تھی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ وَعَطَاءٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ وَهَشَامُ بْنُ عُرْوَةَ وَعِرَاكُ بْنُ مَالِكٍ وَأَبُو الْأَسْوَدِ وَتَوْمِيمُ بْنُ سَلَمَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ وَالضُّحَى عَنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَأَبُو سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ، لَمْ يَذْكُرُوا وَأَنَا حَائِضٌ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو زہری، عطاء، ابو بکر بن حفص، ہشام بن عروہ، عراق بن مالک، ابو الاسود اور تميم بن سلمہ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ سب عروہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں جبکہ ابراہیم بواسطہ اسود عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ابو اسحٰبی بواسطہ مسروق عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور قاسم بن محمد اور ابو سلمہ (براہ راست) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں۔ ان حضرات نے یہ جملہ ذکر نہیں کیا "اور میں حیض سے ہوتی تھی۔"

«رجل لشعبة: كان بين يديه عزة؟ قال: لا» * يحيى بن الجزار سمعه من أبي الصهباء صهيب، انظر، ج: ۷۱۷، ۷۱۶.

۷۱۰- تعريخ: [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود الطيالسي في مسنده، ج: ۱، ۱۴۵۷، ورواه البخاري، ج: ۳، ۲۸۳، ومسلم، ج: ۵، ۱۲ من حديث عروة به.

ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

۷۱۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي صَلَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقَبِيلَةِ رَاقِدَةً عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِي يَرْقُدُ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يُؤْتِرَ يَقْطَعَهَا فَأَوْتَرَتْ.

۷۱۱- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اپنی نماز پڑھتے اور وہ آپ کے اور قبلے کے درمیان بستر پر ہوتی تھیں جس پر کہ آپ سوتے تھے، حتیٰ کہ جب آپ وتر پڑھنا چاہتے تو انہیں جگادیتے۔ تب وہ (بھی اٹھ کر) وتر پڑھ لیتیں۔

☀️ فائدہ: معلوم ہوا کہ بیوی اگر شوہر کے قریب یا سامنے لیٹی ہوئی ہو تو نماز صحیح ہے۔ گزشتہ حدیث: (۶۹۴) کا اشکال بھی اس سے دور ہو جاتا ہے۔ یعنی اگر سامنے کوئی سویا ہوا ہو تو نمازی کی نماز صحیح ہے۔

۷۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: بِئْسَ مَا عَدَلْتُمُونَا بِالْحِمَارِ وَالْكَلْبِ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ رِجْلِي فَضَمَمْتُهَا إِلَيْهِ ثُمَّ يَسْجُدُ.

۷۱۲- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ تم لوگوں نے برا کیا کہ ہمیں (یعنی عورتوں کو) گدھے اور کتے کے برابر کر دیا ہے۔ بلاشبہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے اور میں آپ کے سامنے لیٹی ہوئی ہوتی تھی۔ آپ جب سجدہ کرنا چاہتے تو میرے پاؤں کو دبا دیتے، میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی پھر آپ سجدہ کرتے۔

☀️ فائدہ: یہ صورت جگہ کی تنگی اور حجرے کی تاریکی کے باعث ہوتی تھی اور یہ کیفیت نماز کیلئے کوئی حارج نہیں ہے۔

۷۱۳- حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَكُونُ نَائِمَةً وَرِجْلَايَ بَيْنَ يَدَيَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ

۷۱۳- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سوئی ہوئی ہوتی اور میرے پاؤں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہوتے جبکہ آپ رات کو نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرنا چاہتے تو میرے پاؤں پر مارتے، میں انہیں سمیٹ لیتی پھر آپ سجدہ کرتے۔

۷۱۱- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة خلف النائم، ح: ۵۱۲، ومسلم، الصلوة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ۵۱۲ من حديث هشام بن عروة به باختلاف يسير.

۷۱۲- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: هل يغمز الرجل امرأته عند السجود لكي يسجد؟، ح: ۵۱۹ من حديث يحيى القطان به.

۷۱۳- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة على الفراش، ح: ۳۸۲، ومسلم، الصلوة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ۵۱۲ من حديث عبيد الله بن عمر به.

۲- کتاب الصلاة - ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹتی

يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ
ضَرَبَ رِجْلَيْهِ فَقَبَضَتْهَا فَسَجَدَ.

۷۱۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۷۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَسْرٍ، ح: وَحَدَّثَنَا
الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بَغْنِي ابْنُ
مُحَمَّدٍ وَهَذَا لَفْظُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو،
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ:
كُنْتُ أَنَا وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ فِي قِبْلَةِ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ فَيُصَلِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَمَامَهُ إِذَا
أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ. زَادَ عُثْمَانُ: عَمَرَنِي. ثُمَّ
انْفَقَا فَقَالَ: تَنَحَّى.

فائدہ: ان روایات سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے کسی کا لیٹا ہونا اور اس کے آگے سے گزرنے کا یہ دو الگ الگ
باتیں ہیں آگے لیٹا ہونا نماز میں قاذر (خراب کرنے والا عمل) نہیں۔ البتہ گزرنے کا شروع کے منافی ہے اسی لیے یہ
ممنوع ہے اور آگے گزرنے والا سخت گناہ گار۔

(المعجم ۱۱۲) - باب مَنْ قَالَ: الْحِمَارُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ۱۱۴)

۷۱۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۷۱۶- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:
جِئْتُ عَلَى حِمَارٍ، ح: وَحَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ
عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ

۷۱۴- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۸۲/۶، والحميدي، ح: ۱۷۸ (بتحقيق) من حديث محمد بن عمرو الليثي به.

۷۱۵- تخريج: أخرجه البخاري، أبواب سترة المصلي، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ۴۹۳، ومسلم،
الصلوة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلوة إلى سترة... الخ، ح: ۵۰۴ من حديث مالك به، وهو في
الموطأ (بهي): ۱۰/۱۵۵، ۱۵۶.

۲۔ کتاب الصلاة ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

چنانچہ میں صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزرا، پھر میں اترا اور گدھی کو چھوڑ دیا۔ وہ چرنے لگی اور میں صف میں شامل ہو گیا اور کسی نے مجھ پر اعتراض نہ کیا۔

ابن عبد الله بن عُبَيْثَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الاختِلَامَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْلِي بِالنَّاسِ بِمَنْى فَمَرَزْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَتَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْنَعُ وَدَخَلْتُ نِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ أَحَدٌ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: یہ الفاظ (استاد) تعنبی کے ہیں اور (استاد عثمان بن ابی شیبہ کے الفاظ سے) زیادہ کامل ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اس مسئلے میں توسع سمجھتا ہوں جبکہ نماز کھڑی ہو چکی ہو۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا لَفْظُ الْقَعْنَبِيِّ وَهُوَ أَتَمُّ. قَالَ مَالِكٌ: وَأَنَا أَرَى ذَلِكَ وَاسِعًا إِذَا قَامَتِ الصَّلَاةُ.

توضیح: ان حضرات کا استدلال یوں ہے کہ گدھی صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزری اور ان کے آگے سترہ نہ تھا، اور کسی نے ان پر عیب نہ لگایا مگر ثابت شدہ بات یہ ہے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے بھی سترہ ہے۔ اس طرح خواہ کچھ بھی گزرے کوئی حرج نہیں۔ نیز بچے بھی بڑوں کے ساتھ صف میں شریک ہو سکتے ہیں۔

۷۱۶۔ جناب ابوالصہباء بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں ہمارا مذاکرہ ہوا کہ کس چیز سے نماز ٹوٹتی ہے تو آنجناب نے بیان کیا کہ میں اور بنی عبد المطلب کا ایک لڑکا گدھے پر سوار ہو کر آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے، چنانچہ وہ اترا اور میں بھی اور ہم نے گدھے کو صف کے آگے چھوڑ دیا، تو آپ نے اس کی کوئی پروا نہ کی۔ اور بنی عبد المطلب کی دو بچیاں آئیں اور صف میں داخل ہو گئیں آپ نے ان کی بھی کوئی پروا نہ کی۔

۷۱۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ أَبِي الصَّهْبَاءِ قَالَ: تَذَاكَرْنَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: جِئْتُ أَنَا وَعَبْلَامٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَى حِمَارٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْلِي، فَتَزَلَّ وَتَزَلْتُ وَتَرَكْنَا الْحِمَارَ أَمَامَ الصَّفِّ فَمَا بَالَاهُ وَجَاءَتْ جَارِيَتَانِ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَدَخَلْنَا بَيْنَ الصَّفِّ فَمَا بَالَى ذَلِكَ.

۷۱۶۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، القبلة، باب ذكر ما يقطع الصلوة وما لا يقطع... الخ، ح: ۷۵۵

من حديث الحكم بن عتيبة به وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة: ۲/ ۲۴، ۲۵.

۲- کتاب الصلاة - ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

۷۱۷- حَدَّثَنَا عَثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَدَاوُدُ بْنُ مَخْرَاقٍ الْفَرِّيَابِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: فَجَاءَتْ جَارِيَتَانِ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اقْتَتَلَتَا فَأَخَذَهُمَا. قَالَ عَثْمَانُ: فَفَرَعَ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ دَاوُدُ: فَتَرََعَ إِحْدَاهُمَا مِنَ الْأُخْرَى فَمَا بَالِي ذَلِكَ.

۷۱۷- منصور نے یہی حدیث اپنی سند سے روایت کی۔ کہا کہ بنی عبدالمطلب کی دو لڑکیاں لڑتی ہوئی آئیں تو آپ نے ان دونوں کو پکڑ لیا..... عثمان نے کہا: آپ نے ان دونوں کو جدا کر دیا..... اور داود رحمہ اللہ نے کہا: انہیں ایک دوسری سے چھڑا دیا اور اس کی کوئی پروا نہ کی۔

☀️ فائدہ: سنن نسائی کی روایت: (۷۵۵) میں ہے کہ ”دو بچیاں آئیں اور آپ کے گھٹنوں کو پکڑ لیا۔“ اور ظاہر ہے کہ گھروں میں ایسے لطائف ہوتے رہتے ہیں۔ اس میں ماں باپ کے لیے اسوہ ہے کہ نماز کے دوران میں ایسا عمل قلیل مباح ہے۔

(المعجم ۱۱۳) - باب مَنْ قَالَ: الْكَلْبُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ۱۱۵)

باب: ۱۱۳- ان حضرات کی دلیل جو کہتے کہ نماز کا قاطع نہیں سمجھتے

۷۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ اللَّيْثِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ الْفَضْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي بَادِيَةِ لَنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ فَصَلَّى فِي صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ، وَحِمَارَةٌ لَنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالِي ذَلِكَ.

۷۱۸- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہم باہر اپنے دیہات میں تھے اور آپ کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ نے صحرائے میں نماز پڑھی آپ کے سامنے سترہ نہ تھا۔ ہماری گدھی اور کتیا آپ کے سامنے کھیل رہی تھیں اور آپ نے اس کی کوئی پروا نہ کی۔

☀️ توضیح: احتمال ہے کہ یہ جانور قدرے فاصلے پر ہوں، نیز یہاں ان کے آگے سے گزرنے کی تصریح بھی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

۷۱۷- تخریج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

۷۱۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القبة، باب ذكر ما يقطع الصلوة وما لا يقطع... الخ، ح: ۷۵۴ من حديث محمد بن عمر بن علي به * عباس بن عبيد الله لم يدرك عمه الفضل بن عباس، فالسند منقطع.

۲- کتاب الصلاۃ - ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

(المعجم ۱۱۴) - باب مَنْ قَالَ: لَا

يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ (التحفة ۱۱۶)

۷۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ:

أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ أَبِي
الْوَدَّاءِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: «لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ،
وَادْرُؤُوا مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ».

۷۲۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

الْوَّاحِدِ بْنِ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ: حَدَّثَنَا
أَبُو الْوَدَّاءِ قَالَ: مَرَّ شَابٌّ مِنْ قُرَيْشٍ بَيْنَ
يَدَيَّ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَهُوَ يُصَلِّي
فَدَفَعَهُ، ثُمَّ عَادَ فَدَفَعَهُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ،
فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّ الصَّلَاةَ لَا يَقْطَعُهَا
شَيْءٌ، وَلَكِنْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«ادْرُؤُوا مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ».

باب: ۱۱۴- ان حضرات کی دلیل جو کہتے

ہیں کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی

۷۱۹- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور جہاں تک
ممکن ہو (آگے سے گزرنے والی شے کو) ہٹاؤ، بلاشبہ وہ
شیطان ہے۔“

۷۲۰- جناب ابوالوداء بیان کرتے ہیں کہ قریش

کا ایک نوجوان حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے آگے سے
گزرنے لگا جب کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے تو انہوں نے
اس کو روکا۔ وہ پھر آیا تو انہوں نے اسے روکا۔ تین دفعہ
ایسا ہی ہوا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: نماز
کو کوئی شے نہیں توڑتی مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:
”(گزرنے والے کو) جہاں تک ہو سکے روکو بلاشبہ وہ
شیطان ہے۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ سے

دو حدیثیں ایک دوسرے کے خلاف منقول ہوں تو دیکھا
جاتا ہے کہ آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے بعد
کیا عمل اختیار کیا تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: إِذَا تَنَازَعَ الْخَبْرَانِ عَنْ

النَّبِيِّ ﷺ نَظَرُ إِلَى مَا عَمِلَ بِهِ أَصْحَابُهُ
[رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ] مِنْ بَعْدِهِ.

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔ تاہم جن کے نزدیک صحیح ہیں۔ ان کے نزدیک تو

اس عموم سے وہ تین چیزیں خارج ہوں گی جن کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور وہ ہیں عورت، گدھا اور کالا

کتا۔ (دیکھیے حدیث: ۷۰۲ اور اس کا فائدہ) یعنی اس حدیث کی وجہ سے حدیث: ۷۱۹ اور ۷۲۰ کے عموم سے مذکورہ

۷۱۹- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۲/۲۷۸ من حديث أبي أسامة به، وصرح بالسماع، وللحديث شاهد
قوي عند الدارقطني: ۱/۳۶۷.

۷۲۰- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي، انظر الحديث السابق.

۲۔ کتاب الصلاة - افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

تینوں چیزیں متفق ہوں گی یعنی ان کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی اور اس کا اعادہ ضروری ہوگا۔ البتہ ان کے علاوہ کسی کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔ واللہ اعلم۔

أَبْوَابُ تَفْرِيعِ اسْتِفْتَاكِ الصَّلَاةِ (المعجم ۱۱۴، ۱۱۵) - **باب رَفْعِ**
الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۱۷)
 باب: ۱۱۴، ۱۱۵ - نماز میں رفع الیدین کا بیان -
 (یعنی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا)

☀️ **ملحوظ:** ہر مسلمان پر واجب ہے کہ دین کی تمام جزئیات کو حتی الامکان اپنے عمل میں لائے اور بالخصوص جب علم حق یقین تک پہنچ جائے تو پھر ان سے اعراض کسی صورت بھی جائز نہیں۔ علم و تحقیق کے بعد ان سے اعراض فق تک پہنچا دیتا ہے۔ آیات کریمہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً﴾ (البقرة: ۲۰۸) ”اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ“ ﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا يَبَيِّنُ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (النساء: ۱۱۵) ”اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی، جب کہ کل پہنچی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے راستے کے خلاف تو ہم حوالے کریں گے اس کو اسی کے جو اس نے اختیار کیا اور ڈالیں گے اس کو دوزخ میں اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔“ یہ اور دیگر آیات و احادیث واضح طور پر سنتوں کے اختیار و التزام کو واجب قرار دیتی ہیں۔ منجملہ ان سنن کے رفع الیدین، آمین بالجہر، سینے پر ہاتھ باندھنا اور صفوں میں خوب مل کر کھڑے ہونا ایسی سنتیں ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں ان کی اہمیت اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ یہ دیگر سنن شریعت کی محافظ بن گئی ہیں۔ ان کا عامل بالعموم دیگر سنن کا بھی عامل اور شائق بن جاتا ہے اور ان سے اعراض کرنے والا دیگر سنن سے بھی غافل رہتا ہے۔ (الا ماشاء اللہ) بہر حال نماز..... فرض ہو یا نفل..... مرد پڑھے یا عورت اور بچہ..... اس میں رفع الیدین رسول اللہ ﷺ کی ثابت، متواتر، محکم اور غیر منسوخ سنت ہے۔ نبی ﷺ اس پر پوری زندگی کاربند رہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق پچاس صحابہ کرام نے اسے نقل کیا ہے جن میں خلفائے اربعہ بلکہ عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔

۷۲۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : ۷۲۱- جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے وہ
 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب
 عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا آپ نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے
 اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي حَتَّى کہ آپ کے کندھوں کے برابر آ جاتے اور جب

۷۲۱- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الإحرام والركوع... الخ، ح: ۳۹۰ من حديث سفيان بن عيينة به، ورواه البخاري، ح: ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۸ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في المسند للإمام أحمد: ۸/۲.

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ - وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ. وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يَقُولُ: وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ - وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

رکوع کرنا چاہتے (تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے) اور ایسے ہی رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کرتے۔ اور سفیان نے ایک بار کہا: اور جب اپنا سر اٹھاتے۔ اور اکثر اوقات ان کے لفظ ہوتے تھے: [وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ] "یعنی رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کرتے۔" اور مجددوں کے درمیان ہاتھ نہ اٹھایا کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ خلافتِ بیہقی میں ہے: [فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلَوَتُهُ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ] "آخر وقت تک نبی ﷺ کی یہی نماز رہی۔" امام ابن المدینی فرماتے ہیں کہ زہری عن سالم عن ایبہ کی سند سے یہ حدیث میرے نزدیک مخلوق پر واضح حجت اور دلیل ہے۔ جو بھی اسے سنے لازم ہے کہ اس پر عمل کرے کیونکہ اس کی سند میں کوئی نقص و عیب نہیں ہے۔ (التلخیص الحبیر: ۲۱۸/۱) ② اس حدیث میں تکبیر تحریمہ، رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھنے کے بعد تین مواقع پر رفع الیدین مذکور ہے۔ چوتھا موقع دوسری رکعت سے اٹھنے کے بعد کا بھی ہے۔ دیکھیے (صحیح بخاری، حدیث: ۴۳۹) ③ اس حدیث میں تصریح ہے کہ سجدوں میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں: [وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ] "اور آپ سجدوں میں یہ نہ کیا کرتے تھے۔" ④ اختلاف الفاظ [بَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ] اور [وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ] دونوں کا حاصل قریب قریب ہے یعنی رکوع سے سر اٹھالینے کے بعد ہاتھ اٹھاتے تھے یا رکوع سے اٹھتے ہوئے ساتھ ہی اپنے ہاتھ بھی اٹھالیتے تھے۔

۷۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى . حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ . عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذَوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ وَهُمَا كَذَلِكَ فَيَرْكَعُ، ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ صَلْبَهُ رَفَعَهُمَا حَتَّى تَكُونَا حَذَوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ»، وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي السُّجُودِ

۷۲۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے حتیٰ کہ وہ کندھوں کے برابر آجاتے۔ پھر [اللہ اکبر] کہتے اور انہیں ویسے ہی اٹھاتے اور رکوع کرتے پھر جب اپنی کمر اٹھانا چاہتے تو اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے، حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آجاتے پھر کہتے: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] اور سجدوں میں اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے اور رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں اپنے ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ آپ کی نماز پوری

۷۲۲- تخریج: [صحیح] أخرجه الدارقطني: ۱/۲۸۷، ح: ۱۰۹۸ من حديث نقيه به، ورواه ابن أخي الزهري عن

الزهري به عند أحمد: ۲/۱۳۳، ۱۳۴، وابن الجارود، ح: ۱۷۸، وسنده صحيح.

وَيَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ حَتَّى تَنْقَضِيَ صَلَاتُهُ.

🌞 فائدہ: اس حدیث کے الفاظ (رکوع سے پہلے ہر تکبیر) میں یہ اشارہ ہے کہ قبل از رکوع کی تکبیرات مثلاً عیدین یا جنازہ میں رفع الیدین کیا جائے۔

۷۲۳- جناب عبد الجبار بن وائل بن حجر بیان کرتے ہیں کہ میں نو عمر لڑکا تھا اپنے والد کی نماز کو نہ سمجھتا تھا، تو مجھے وائل بن علقمہ نے میرے والد وائل بن حجر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے..... بتایا کہ..... پھر آپ نے اپنا کپڑا پلیٹ لیا، پھر اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں سے پکڑا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے کپڑے میں کر لیا..... کہا کہ..... جب رکوع کرنا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (کپڑے سے باہر) نکالتے پھر انہیں اوپر اٹھاتے۔ اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھانا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور اپنے چہرے کو اپنی ہتھیلیوں کے درمیان میں رکھا۔ اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے تو بھی اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ آپ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔

محمد (بن حمادہ) نے کہا کہ میں نے یہ حدیث حسن بن ابی الحسن (بصری) سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: یہی ہے رسول اللہ ﷺ کی نماز، جس نے اسے اختیار کیا،

۷۲۳- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا لَا أَغْقِلُ صَلَاةَ أَبِي، فَحَدَّثَنِي وَائِلُ ابْنُ عُلَقَمَةَ عَنْ أَبِي وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ. قَالَ: ثُمَّ التَّحَفَ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ وَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي ثَوْبِهِ. قَالَ: فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ سَجَدَ وَوَضَعَ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ أَيْضًا رَفَعَ يَدَيْهِ، حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ.

قال مُحَمَّدٌ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ فَقَالَ: هِيَ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَعَلَهُ مَنْ فَعَلَهُ وَتَرَكَهُ مَنْ تَرَكَهُ.

۷۲۳- تخريج: [شاذ] أخرجه ابن حزم في المحلى: ۹۱، ۹۲ من حديث أبي داود به وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۰۵، وابن حبان، ح: ۴۸۹، وقوله: "وإذا رفع رأسه من السجود أيضًا رفع يديه" شاذ ومعناه إن صح: إذا رفع رأسه من سجود الركعة الثانية وأراد أن يقوم من التشهد، رفع يديه * حديث همام أخرجه مسلم، ح: ۴۰۱، وهو حديث صحيح.

فائدہ: اس حدیث میں [وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ أَيْضًا رَفَعَ يَدَيْهِ] ”یعنی سجدوں میں رفع یدین“۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

۲- کتاب الصلاة - افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

بَيَّنِّي عَنْ أَبِي أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَوَيْكَيْهَا تَهْتَكُ وَهْ تَكْبِيرُ كَيْ سَاوَاهَا تَهْتَكُ اللَّهُ ﷻ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيرِ . اُتْهَاتِ تَهْتَكُ .

☀ فائدہ: یعنی اللہ اکبر کہنے اور ہاتھ اٹھانے کا عمل ایک ساتھ ہوتا تھا۔ اور اس میں توسع ہے کہ تلفظ تکبیر اور رفع الیدین اکٹھے ہوں یا آگے پیچھے سب ہی جائز ہیں۔

۷۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: قُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَادَا أُذُنَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ، فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ رَأْسَهُ بِذَلِكَ الْمَنْزِلِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَقَبَضَ ثَنَتَيْنِ وَحَلَقَ حَلَقَةً وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا، وَحَلَقَ بِشْرُ الْإِبْهَامِ وَالْوُسْطَى وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ .

۷۲۶- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: میں بالضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا کہ آپ کیسے پڑھتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا: چنانچہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کیا اور اللہ اکبر کہا، پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ آپ کے کانوں کے برابر آگئے، پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیا، جب رکوع کرنا چاہا تو اپنے دونوں ہاتھ پہلے کی طرح اٹھائے اور پھر انہیں اپنے گھٹنوں پر رکھا۔ جب رکوع سے سر اٹھایا تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھایا (یعنی رفع الیدین کیا)۔ جب سجدہ کیا تو اپنا سر زمین پر اپنے ہاتھوں کے درمیان اسی مقام پر رکھا (یعنی سر اور ہاتھوں کا فاصلہ اتنا ہی تھا جتنا کہ رفع الیدین کے وقت تھا)۔ پھر بیٹھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیا اور اپنا بائیں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور دائیں ہاتھ کی کہنی کو دائیں ران سے علیحدہ اور اونچا رکھا۔ اپنی دو انگلیوں (چھٹکی اور ساتھ والی) کو بند کر لیا اور باقی سے حلقہ بنا لیا۔ (مسدد کہتے ہیں کہ) میں نے اپنے شیخ بشر کو دیکھا کہ انہوں نے انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنایا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔

۷۲۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب موضع اليمين من الشمال في الصلوة، ح: ۸۹۰، وابن ماجه، ح: ۸۶۷ من حديث عاصم بن كليب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۱۴، وابن حبان، ح: ۴۸۵ .

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

۷۲۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ فِيهِ : ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَالرُّسْغَ وَالسَّاعِدِ، وَقَالَ فِيهِ : ثُمَّ جَثُتُ بَعْدَ ذَلِكَ فِي زَمَانٍ فِيهِ بَرْدٌ شَدِيدٌ، فَرَأَيْتُ النَّاسَ عَلَيْهِمْ جُلُ الثِّيَابِ، تَحَرَّكَ أَيْدِيهِمْ تَحْتِ الثِّيَابِ.

۷۲۷- جناب عاصم بن کلیب نے اسی سند سے اس کا ہم معنی بیان کیا اور اس میں (تفصیل سے) کہا کہ پھر اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھا، یوں کہ وہ اپنے اور کلائی پر بھی آ گیا۔ اس روایت میں مزید کہا کہ میں اس کے بعد سخت سردی کے موسم میں بھی آپ کے ہاں آیا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بہت کپڑے اوڑھے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ (رفع الیدین کرتے ہوئے) کپڑوں کے نیچے سے حرکت کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت وائل بن حجر رحمہ اللہ سن ۹ ہجری میں مسلمان ہوئے ہیں۔ یہ اگلے سال سردی کے موسم میں دوبارہ تشریف لائے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا آخری جاڑا تھا اور اس موقع پر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رفع الیدین کرتے دیکھا۔ ② قیام میں ہاتھ باندھنے کی کیفیت میں ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھنا یا اسے پکڑ لینا دونوں جائز ہیں۔

۷۲۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ : رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ أُذُنَيْهِ، قَالَ : ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَى صُدُورِهِمْ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِمْ بَرَانِسُ وَأُكْسِيَّةٌ.

۷۲۸- حضرت وائل بن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جب نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک اٹھایا۔ کہا کہ میں پھر ان (صحابہ) کے پاس آیا میں نے صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ نماز شروع کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو سینوں تک اٹھاتے تھے اور وہ جبے اور کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔

🌞 فائدہ: [برانس] بُرنس کی جمع ہے۔ برنس ہر وہ کپڑا ہے جس میں ٹوپی لگی ہو، جبہ ہو یا قمیص یا بارانی کوٹ۔ بعض نے کہا، لمبی ٹوپی جس کو لوگ شروع اسلام میں پہنا کرتے تھے۔ (لغات المحدث علامہ وحید الزمان)

(المعجم ۱۱۵، ۱۱۶) - باب افتتاح الصلاة (التحفة ۱۱۸)

باب: ۱۱۵، ۱۱۶- نماز کے افتتاح کا بیان

۷۲۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي من حديث زائدة به، وانظر الحديث السابق.

۷۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۵۶۴ من حديث أبي داود به * شريك القاضي حسن الحديث، مدلس، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث.

۷۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُثَيْبٍ، عَنْ عَلْتَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الشَّتَاءِ فَرَأَيْتُ أَصْحَابَهُ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي تَيَابِهِمْ فِي الصَّلَاةِ.

۷۲۹- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا سردی کا موسم تھا میں نے صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ کپڑوں کے اندر سے نماز میں اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے۔ (یعنی رفع الیدین کرتے تھے۔)

۷۳۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهَذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَغْنِي ابْنُ جَعْفَرٍ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو ابْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالُوا: فَلِمَ؟ فَوَاللَّهِ! مَا كُنْتُ بِأَكْثَرَنَا لَهُ تَبَعَةً، وَلَا أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً. قَالَ: بَلَى. قَالُوا: فَاغْرَضْ. قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي بِيَهْمَا مَنَكِبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ حَتَّى يَقْرَأَ كُلَّ عَظْمٍ فِي

۷۳۰- جناب محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو حمید سعدی رضی اللہ عنہ کو سنا انہوں نے اصحاب رسول ﷺ میں سے دس افراد کی جماعت میں کہا اور ان میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق تم سب سے زیادہ باخبر ہوں۔ انہوں نے کہا: کیسے؟ قسم اللہ کی! تم کوئی ہم سے زیادہ نبی ﷺ کی اتباع کرنے والے تو نہیں ہو یا ہماری نسبت زیادہ قدیم صحبت تو نہیں ہو۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ صحابہ نے کہا: اچھا تو بیان کرو۔ (ابو حمید نے) کہا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، حتیٰ کہ وہ آپ کے کندھوں کے برابر آ جاتے، پھر [اللہ اکبر] کہتے، حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک طرح سے ٹک جاتی۔ پھر آپ قراءت فرماتے۔ پھر [اللہ اکبر] کہتے اور اپنے

۷۲۹- تخریج: [صحیح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۵۶۵ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، منها الحديث المتقدم: ۷۲۷.

۷۳۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في وصف الصلوة، ح: ۳۰۴ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۰۶۱، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۸۷، ۵۸۸، وابن حبان، ح: ۴۴۲، ۴۹۱، ۴۹۲ * عبد الحميد بن جعفر وثقه أكثر العلماء (نصب الراية للزيلعي الحنفي: ۳/۴۴۴)، ومحمد بن عمرو بن عطاء، صرح بالسماع.

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

دونوں ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ دونوں کندھوں کے برابر آجاتے۔ پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھتے اور اعتدال و سکون سے رکوع کرتے، نہ سر کو جھکاتے اور نہ اوپر اٹھائے ہوتے، پھر رکوع سے سر اٹھاتے، تو [سمع اللہ لمن حمدہ] کہتے، پھر اپنے ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ کندھوں کے برابر آجاتے..... اور خوب اعتدال و سکون سے کھڑے ہوتے۔ پھر [اللہ اکبر] کہتے اور زمین کی طرف جھکتے اور (سجدے میں) اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے۔ پھر اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بائیں پاؤں موڑ لیتے اور اس کے اوپر بیٹھ جاتے۔ اور سجدے میں اپنے پاؤں کی انگلیاں (قبلہ رخ) موڑ لیتے، پھر (دوسرا) سجدہ کرتے، پھر [اللہ اکبر] کہہ کر اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بائیں پاؤں موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے، حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر لوٹ آتی۔ پھر دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کرتے۔ پھر جب دو رکعتوں سے (تیسری کے لیے) اٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے، حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آجاتے جیسے کہ نماز شروع کرتے وقت اٹھائے تھے۔ (یعنی رفع الیدین کرتے) پھر بقیہ نماز میں اسی طرح کرتے حتیٰ کہ جب اس سجدہ میں ہوتے جس میں سلام کہنا ہوتا (تو تشہد میں) اپنے بائیں پاؤں کو آگے کر دیتے اور بائیں سرین کے حصے پر بیٹھ جاتے۔ ان سب صحابہ نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ آپ ﷺ ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔

مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَرْفَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي بِيَهُمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلَا يَضُبُّ رَأْسَهُ وَلَا يُقْنِعُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ»، ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي بِيَهُمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُ أَكْبَرُ»، ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ فَيَجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَنْشِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ، ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُ أَكْبَرُ» وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَنْشِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَضَعُ فِي الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي بِيَهُمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَضَعُ ذَلِكَ فِي بَقِيَّةِ صَلَاتِهِ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ آخَرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الْيُسْرَى. قَالُوا: صَدَقْتَ، هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي ﷺ.

۷۳۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۷۳۱- جناب محمد بن عمر و عامری بیان کرتے ہیں کہ

۷۳۱- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۸۴/۲، ۸۵ من حديث أبي داود به * ابن لهيعة تابعه الليث بن سعد، انظر الحديث الآتي.

میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک مجلس میں تھا، تو وہاں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ذکر شروع ہو گیا۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا..... اور مذکورہ حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا۔ اس میں کہا: آپ جب رکوع کرتے تو اپنی ہتھیلیوں سے اپنے گھٹنوں کو پکڑ لیتے اور اپنی انگلیوں کو کھول لیتے اور اپنی کمر کو دہرا کرتے۔ سر نہ تو اٹھایا ہوتا اور نہ اپنے رخسارے کو ادھر ادھر موڑا ہوتا (بلکہ سیدھا قبلہ رخ ہوتا)..... مزید کہا..... اور جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کے تلوے پر بیٹھتے اور دائیں انگلیوں کو کھڑا کر لیتے۔ اور جب چوتھی رکعت میں بیٹھتے تو اپنی بائیں ران کو زمین پر ٹکا دیتے اور اپنے دونوں پاؤں کو ایک جانب میں نکال لیتے۔

ابنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الْعَامِرِيِّ قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَذَكَّرُوا صَلَاتَهُ ﷺ، فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: فَذَكَرَ بَعْضُ هَذَا الْحَدِيثِ، وَقَالَ: فَإِذَا رَكَعَ أَمَكَنَ كَفَّيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ وَفَرَجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ هَضَرَ ظَهْرَهُ غَيْرَ مُقْنِعٍ رَأْسَهُ وَلَا صَافِحَ بَخْدِهِ. وَقَالَ: فَإِذَا قَعَدَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ قَعَدَ عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، فَإِذَا كَانَ فِي الرَّابِعَةِ أَفْضَى بَوْرِكِهِ الْيُسْرَى إِلَى الْأَرْضِ، وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ نَاحِيَةٍ وَاحِدَةٍ.

🌞 فائدہ: ① شیخ البانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جملہ [وَلَا صَافِحَ بَخْدِهِ] ”کو ادھر ادھر نہ موڑا ہوتا۔“ ضعیف ہے۔ ② رکوع میں گھٹنے پر ہاتھ رکھنا کافی نہیں بلکہ انگلیاں پھیلا کر گھٹنے کو پکڑنا مسنون ہے۔

۷۳۲- جناب محمد بن عمرو بن عطاء سے اسی کی مانند روایت ہے، کہا: اور جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھتے، اس حالت میں کہ زمین پر بچھے ہوئے نہ ہوتے اور نہ سمٹے ہوئے۔ اور انگلیوں کا رخ سیدھا قبلہ کی طرف ہوتا۔

۷۳۲- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ وَيَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ نَحْوَ هَذَا. قَالَ: فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضَهُمَا، وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ الْقِبْلَةَ.

۷۳۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، ح: ۸۲۸ من حديث الليث بن سعد به مطولاً.

☀️ قاعدہ: صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہوتا۔ (صحیح بخاری)

(حدیث: ۸۲۸)

۷۳۳- جناب عباس یا عیاش بن سہل ساعدی سے روایت ہے کہ وہ ایک مجلس میں حاضر تھے جس میں ان کے والد بھی موجود تھے اور وہ صحابی رسول تھے اور اسی طرح اس مجلس میں حضرات ابو ہریرہ، ابو حمید ساعدی اور ابو اسید رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ (عیسیٰ بن عبد اللہ نے) یہی خبر بیان کی، کسی قدر کمی بیشی کے ساتھ۔ اور اس میں کہا: پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا یعنی رکوع سے تو کہا: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر کہا: [اللَّهُ أَكْبَرُ] پھر سجدہ کیا اور اپنی ہتھیلیوں، گھٹنوں اور پنجوں کو زمین پر ٹکایا، پھر [اللَّهُ أَكْبَرُ] کہا اور بیٹھ گئے اور سرین پر بیٹھے (تورک کیا) اور دوسرے قدم کو کھڑا کیا، پھر [اللَّهُ أَكْبَرُ] کہا اور (دوسرا) سجدہ کیا، پھر [اللَّهُ أَكْبَرُ] کہا اور کھڑے ہو گئے مگر تَوَرُّک نہیں کیا (یعنی سرین پر نہ بیٹھے)..... اور حدیث بیان کی۔ کہا کہ دو رکعت کے بعد بیٹھ گئے، حتیٰ کہ جب قیام کے لیے اٹھنے کا ارادہ کیا تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے اور دوسری دو رکعتیں پڑھیں اور تشهد میں تَوَرُّک کا ذکر نہیں کیا۔

۷۳۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ: حَدَّثَنِي زُهَيْرُ أَبُو خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ: حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ - أَحَدِ بَنِي مَالِكٍ - عَنْ عَبَّاسٍ - أَوْ عِيَّاشِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ - أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَبُوهُ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ - وَفِي الْمَجْلِسِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ وَأَبُو أُسَيْدٍ، بِهَذَا الْخَبَرِ يَزِيدُ أَوْ يَنْقُصُ، قَالَ فِيهِ: ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ - يَعْنِي مِنَ الرُّكُوعِ - فَقَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ»، وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ» فَسَجَدَ، فَانْتَصَبَ عَلَى كَفِّهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَضُؤِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، ثُمَّ كَبَّرَ فَجَلَسَ فَتَوَرَّكَ وَنَصَبَ قَدَمَهُ الْأُخْرَى، ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكَ. ثُمَّ سَأَلَ الْحَدِيثَ. قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ الرُّكْعَتَيْنِ حَتَّى إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَنْهَضَ لِلْقِيَامِ قَامَ بِتَكْبِيرَةٍ، ثُمَّ رَكَعَ الرُّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ، وَلَمْ

۷۳۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حبان، ح: ۴۹۶، والبيهقي ۲/ ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۱۸، والطحاوي في معاني الآثار: ۱/ ۲۶۰ من حديث أبي بدر بن يثابت رفع الیدین قبل الركوع وبعده، وصححه النيموي۔ من غلاة الحنفية۔ في آثار السنن، ح: ۴۴۹، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي دون قوله: "ثم كبر فجلس فتورك" إلى "ولم يتورك"، وباقي الحديث صحيح بالشواهد * عیسی بن عبد اللہ بن مالک مجهول الحال، لم یوثقه غیر ابن حبان۔

يَذْكُرُ التَّوَكُّلَ فِي التَّسْبِيحِ.

🌞 ملحوظہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے عہد الحمید بن جعفر کی سابقہ روایت (۷۳۰ھ) کو راجح کہا ہے۔

۷۳۴- جناب عباس بن سہل نے کہا کہ حضرات ابو حمید، ابو اسید، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رحمہم اللہ جمع تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ذکر آ گیا تو حضرت ابو حمید رحمہ اللہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں تم سب سے زیادہ آگاہ ہوں۔ اور اس حدیث میں سے کچھ حصہ بیان کیا۔ کہا: پھر رکوع کیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا گویا انہیں پکڑے ہوئے ہوں اور اپنے ہاتھوں کو تانت بنایا (جو کہ کمان پر ہوتا ہے) اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا..... بیان کیا کہ..... پھر سجدہ کیا تو اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر ٹکایا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر رکھا۔ پھر اپنا سر اٹھایا حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ گئی یہاں تک کہ (سجدوں سے) فارغ ہو گئے۔ پھر بیٹھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیا اور اپنے دائیں پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کر دیا اور اپنی دائیں پھلی کو اپنے دائیں گھٹنے پر رکھا اور بائیں کو بائیں گھٹنے پر اور اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔

۷۳۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو: أَخْبَرَنِي فُلَيْحٌ: حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ مُسْلِمَةَ فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَغْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ بَعْضَ هَذَا. قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا، وَوَتَرَ يَدَيْهِ فَتَجَافَى عَنْ جَنْبَيْهِ. قَالَ: ثُمَّ سَجَدَ فَأَمَكَّنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ وَنَحَى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ حَتَّى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ حَتَّى فَرَعَ ثُمَّ جَلَسَ فَأَفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ الْيُمْنَى، وَكَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ الْيُسْرَى، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو عتبہ بن ابی حکیم نے عبد اللہ بن عیسیٰ سے انہوں نے عباس بن سہل سے روایت کیا مگر توڑک (سرین پر بیٹھے) کا ذکر نہیں کیا

قال أبو داؤد: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عُبَيْدُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، لَمْ

۷۳۴- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء أنه يجافي يديه عن جنبه في الركوع، ح: ۲۶۰، وابن ماجه، ح: ۸۶۳ من حديث عبد الملك بن عمرو به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۸۹، ۶۰۸، ۶۳۷، ۶۴۰، ۶۸۹، وابن حبان، ح: ۴۹۴، وسنده حسن، وصححه البغوي، ح: ۴۴۴.

يَذْكُرِ التَّوَرَّكَ، وَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ فُلَيْحٍ، اور حدیث فلیح کی مانند روایت کیا جبکہ حسن بن حرنے وَذَكَرَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَرِّ نَحْوَ جِلْسَةِ بٹھنے کا انداز فلیح اور عقبہ کی حدیث کی طرح بیان کیا۔ حَدِيثِ فُلَيْحٍ وَعُتْبَةَ.

☀ فائدہ: رکوع میں گھٹنوں کو اٹھایاں کھول کر پکڑنا اور بازوؤں کو رکوع اور سجدہ میں پہلوؤں سے دور رکھنا چاہیے۔
سجدوں میں اور بیٹھتے ہوئے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہونا چاہیے۔

۷۳۵- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ: جناب عباس بن سہل ساعدی نے حضرت
حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنِي عُتْبَةُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ ابومحمّد ؓ سے یہ حدیث روایت کی اور کہا: جب سجدہ کیا
ابن عيسى عن العباس بن سهل تو اپنی رانوں کو کشادہ رکھا اور پیٹ کو رانوں سے نہ لگایا۔
السَّاعِدِيُّ، عن أبي حميد بهذا الحديث امام ابو داود نے کہا: اور اس حدیث کو ابن مبارک
قال: وَإِذَا سَجَدَ فَرَجَ بَيْنَ فَخْذَيْهِ غَيْرَ نے روایت کیا تو کہا: [أَخْبَرَنَا فُلَيْحٌ: سَمِعْتُ عَبَّاسَ
حَامِلٍ بَطْنُهُ عَلَى شَيْءٍ مِنْ فَخْذَيْهِ. ابن سہل یحدیث] مگر میں اس کو یاد نہیں رکھ سکا، پس
قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ: اس نے مجھے یہ حدیث بیان کی، میرا (ابن مبارک کا)
أَخْبَرَنَا فُلَيْحٌ: سَمِعْتُ عَبَّاسَ بْنَ سَهْلٍ خیال ہے کہ انہوں نے اپنے شیخ کا نام عیسیٰ بن عبد اللہ
يُحَدِّثُ فَلَمْ أَخْفِظْهُ فَحَدَّثَنِيهِ، أَرَاهُ ذَكَرَ بتایا اور انہوں نے عباس بن سہل سے سنا۔ انہوں نے کہا
عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ عَبَّاسِ کہ میں ابومحمّد ساعدی کے پاس حاضر تھا..... اور یہ
ابن سهل قال: حَضَرْتُ أَبَا حَمِيدٍ حدیث بیان کی۔
السَّاعِدِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۷۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا جناب عبد الجبار بن وائل اپنے والد سے وہ
حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا نبی ﷺ سے راوی ہیں۔ اس حدیث میں بیان کیا کہ
مُحَمَّدُ بْنُ جُعَادَةَ عَنْ عَبْدِ الْجُبَّارِ بْنِ جب سجدہ کیا تو آپ کے دونوں گھٹنے زمین پر دونوں
وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا ہتھیلیوں کے پڑنے سے پہلے پڑے اور جب سجدہ کیا تو

۷۳۵- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱۱۵/۲ من حديث أبي داود به * وقوله: عبدالله بن عيسى وهم، والصواب عيسى بن عبدالله كما أخرجه الطحاوي: ۱/۲۶۰ بإثبات رفع اليدین قبل الركوع وبعده.
۷۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۹۸/۲، ۹۹ من حديث حجاج بن منهل به * عبد الجبار لم يسمع من أبيه كما تقدم، ح: ۷۲۴، وشقيق مجهول (تقريب)، وحديث مرسل.

اختیار نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

الحديث قال: فَلَمَّا سَجَدَ وَقَعْنَا رُكْبَتَاهُ إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَ أَنْ تَقَعَا كَفَّاهُ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بَيْنَ كَفْيَيْهِ وَجَافَى عَنْ إِنْطِيهِ.

اپنی پیشانی کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھا اور اپنی بظلوں سے بھی دور کیا۔

قال حجاج: قال همام: وحدثنا شقيق: حدثني عاصم بن كليب عن أبيه عن النبي ﷺ أبيه عن النبي ﷺ بمثل هذا. وفي حديث أحدهما، وأكبر عليهما أنه حديث محمد بن جحادة: وإذا نهض نهض على ركبتيه واعتمد على فخذيه.

حجاج نے کہا کہ ہمام نے کہا: حدثنا شقيق: حدثني عاصم بن كليب عن أبيه عن النبي ﷺ اسی کے مثل روایت کی۔ محمد بن جحادہ اور شقیق میں سے کسی ایک کی روایت میں ہے..... اور میرا غالب گمان ہے کہ محمد بن جحادہ کی حدیث ہے کہ آپ جب اٹھتے تو اپنے گھٹنوں پر اٹھتے اور اپنی رانوں پر ٹیک لگاتے۔

🕌 ملاحظہ: زمین سے اٹھنے کی کیفیت کا بیان آگے (حدیث: ۸۳۸، ۸۳۹) میں آ رہا ہے۔

۷۳۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ فِطْرِ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْفَعُ إِبْهَامَيْهِ فِي الصَّلَاةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ.

۷۳۷- جناب عبد الجبار بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنے انگوٹھوں کو کانوں کی لوتک اونچا کرتے تھے۔

۷۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ ابْنِ اللَّيْثِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ

۷۳۸- جناب ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے بکیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر لے جاتے اور جب رکوع کرتے تو اسی طرح کرتے۔ اور جب (رکوع سے) سجدے کے لیے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور

۷۳۷- تخریج: [ضعیف] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب موضع الإبهامين عند الرفع، ح: ۸۸۳ من حديث فطر ابن خليفة به، وانظر، ح: ۷۲۴ لعلته.

۷۳۸- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ۶۹۴، ۶۹۵، ومن طريقه أخرجه الحافظ ابن حجر في "موافقة الخبر الخیر" ۱/۴۰۹، ۴۱۰، وقال: "هذا حديث صحيح" * ابن جريج صرح بالسماع، وللحديث شواهد كثيرة.

رسول اللہ ﷺ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ لِلسُّجُودِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ.

جب دو رکعتوں کے بعد (تیسری کے لیے) اٹھتے تو اسی طرح کرتے۔ (یعنی رفع الیدین کرتے۔)

🌞 فائدہ: احادیث ۷۳۵-۷۳۸ سب سداضعیف ہیں۔ تاہم اس حدیث میں تیسری رکعت کے لیے بھی اٹھتے ہوئے رفع الیدین کا ثبوت ہے جو صحیح ہے علاوہ ازیں یہ دیگر صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے۔

۷۳۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهْيَعَةَ عَنْ أَبِي هُبَيْرَةَ، عَنْ مَيْمُونِ الْمَكِّيِّ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ صَلَّى وَصَلَّى بِهِمْ يُشِيرُ بِكَفَيْهِ حِينَ يَقُومُ وَحِينَ يَرُكِعُ وَحِينَ يَسْجُدُ وَحِينَ يَنْهَضُ لِلْقِيَامِ فَيَقُومُ فَيُشِيرُ بِيَدَيْهِ فَأَنْطَلَقْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ صَلَّى صَلَاةً لَمْ أَرِ أَحَدًا يُصَلِّيَهَا، فَوَصَفْتُ لَهُ هَذِهِ الْإِشَارَةَ، فَقَالَ: إِنَّ أَحَبِّتَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَقْتَدِ بِصَلَاةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ.

۷۳۹- قتیبہ بن سعید اپنی سند سے مایمون مکی سے راوی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتے تھے۔ (یعنی رفع الیدین کرتے تھے۔) جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے، جب رکوع کرتے، جب سجدہ کرتے اور جب قیام کے لیے اٹھتے اور قیام کرتے تو اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتے تھے۔ چنانچہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں کہا کہ میں نے ابن زبیر کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ ان کی طرح کسی اور کو نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور انہیں ان اشاروں (رفع الیدین) کی تفصیل بتائی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا: اگر تم رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھنا پسند کرتے ہو تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتدا کرو۔

🌞 ملحوظہ: اس حدیث میں سجدوں میں رفع الیدین کا اثبات ہے مگر عام محدثین ابن لہیعہ کی بنا پر اس کی سند کو کمزور کہتے ہیں۔ خلاصہ تذهیب تہذیب الکمال للحرز ج۱ میں ہے: ”امام احمد کہتے ہیں کہ ان کی کتابیں جل گئی تھیں، تاہم یہ صحیح الکتاب ہیں۔ جن لوگوں نے ان سے ابتدا میں سنا ہے ان کا سماع صحیح ہے یحییٰ بن معین نے کہا: یہ

۷۳۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۲۵۵ عن قتيبة به * ابن لهيعة، مدلس وعن ميمون المكي مجهول (تقريب)، وحديث البيهقي: ۲/۷۳ يخالفه.

قوی نہیں ہیں۔ امام مسلم کہتے ہیں کہ ان کو دیکھ، یحییٰ قطان اور ابن مہدی نے ترک کیا ہے۔“ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کتابیں جلنے کے بعد انہیں غلط ہو گیا تھا۔ صحیح مسلم میں ان کی کچھ روایات ہیں مگر دوسرے رواۃ کی معیت سے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ سند صحیح ہے۔ علامہ صاحب موصوف اور بعض دیگر بھی ان احادیث کی روشنی میں سجدوں کے رفع الیدین کو ”بعض اوقات“ پر محمول کرتے ہیں۔ بہر حال جمہور محدثین کے نزدیک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہی جو پیچھے گزری اور صحیح بخاری میں بھی ہے، معمول بہا ہے اور اس میں صراحت ہے کہ ”نبی ﷺ سجدوں میں یا سجدوں سے اٹھ کر رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔“ واللہ اعلم۔

۷۴۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ كَثِيرٍ يَغْنِي السَّعْدِيُّ، قَالَ: صَلَّى إِلَى جَنْبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ فِي مَسْجِدِ الْخَنْفِ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ السَّجْدَةَ الْأُولَى فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنْهَا رَفَعَ يَدَيْهِ تَلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ لَوْ هَيْبُ بْنُ خَالِدٍ: فَقَالَ لَهُ وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ تَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرِ أَحَدًا يَصْنَعُهُ؟ فَقَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: رَأَيْتُ أَبِي يَصْنَعُهُ، وَقَالَ أَبِي: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَصْنَعُهُ، وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُهُ.

۷۴۰- جناب نصر بن کثیر یعنی سعدی نے بیان کیا کہ جناب عبداللہ بن طاؤس (تابعی) نے مسجد خیف میں میرے پہلو میں نماز پڑھی۔ وہ جب پہلا سجدہ کر لیتے اور اس سے اپنا سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے کے سامنے اٹھاتے۔ مجھے ان کا یہ عمل مکر (عجیب اور غلط) محسوس ہوا تو میں نے وہیب بن خالد کو ان کا یہ عمل بتایا۔ جناب وہیب نے ان سے کہا کہ آپ ایسا کرتے ہیں جو میں نے کسی کو کرتے نہیں دیکھا۔ تو عبداللہ بن طاؤس نے کہا: میں نے اپنے والد کو یہ کرتے دیکھا اور میرے والد نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کرتے دیکھا اور میں نہیں جانتا مگر انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ وہ یہ کرتے تھے۔

 ملحوظہ: اس حدیث میں بھی سجدوں کے رفع الیدین کا اثبات ہے۔ ابوبکر المہذب ابوعلی الطبری اور بعض اہل حدیث اس کے قائل ہیں لیکن یہ حدیث نصر بن کثیر سعدی کی بنا پر ضعیف ہے۔ حافظ ابوالاحمد زین شاہ پوری نے کہا: یہ حدیث ابن طاؤس کی منکر روایات میں سے ہے۔ ابوالحکم نے کہا ہے: اس میں نظر (اعتراض) ہے۔ امام بخاری نے کہا: ان کے پاس منکر روایات بھی ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ ثقافت سے موضوعات روایت کرتا ہے اس سے حجت لیتا کسی بھی صورت جائز نہیں مگر علامہ شوکانی نے کہا کہ سجدوں کے رفع الیدین کی نفی ہی صحیح طور پر ثابت ہے تا آنکہ کوئی صحیح ترین دلیل مل جائے۔ (فخص الزعمون السجود) واللہ اعلم۔

۷۴۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، التطبيق، باب رفع الیدین بین السجدين تلقاء الوجه، ج: ۱۱۴۷ من حديث النضر بن كثير به، وهو ضعيف عابد كما في الترتيب.

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

۷۴۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جب نماز شروع کرتے تو [اللہ اکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے (یعنی رفع الیدین کرتے) اور (ایسے ہی) جب رکوع کو جاتے اور جب (رکوع سے اٹھتے اور) [سمع اللہ لمن حمدہ] کہتے۔ اور جب دو رکعتوں سے (تیسری کے لیے) اٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ اور وہ اپنا یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: صحیح یہ ہے کہ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے مرفوع حدیث نہیں۔

امام ابوداؤد نے کہا: اور بقیہ نے اس حدیث کا پہلا حصہ عبید اللہ سے بیان کیا تو اسے مرفوع ذکر کیا (بغیر اس کے کہ آپ نے دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع الیدین کیا) مگر عبد الوہاب ثقفی نے عبید اللہ سے روایت کیا تو اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف کیا اور اس میں کہا: جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنی چھاتیوں تک اٹھاتے۔ اور یہی صحیح ہے۔

امام ابوداؤد نے کہا کہ اسے لیث بن سعد مالک، ایوب اور ابن جریج نے موقوف ہی روایت کیا ہے۔ صرف حماد بن سلمہ نے بواسطہ ایوب مرفوع بیان کیا۔ ایوب اور مالک نے دو سجدوں (یعنی رکعتوں) سے اٹھ کر رفع الیدین کا ذکر نہیں کیا، صرف لیث نے ذکر کیا ہے۔

۷۴۱- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَيَرْفَعُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

قال أَبُو دَاوُدَ: الصَّحِيحُ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ لَيْسَ بِمَرْفُوعٍ.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى بَقِيَّةٌ أَوَّلُهُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ وَأَسْنَدُهُ، وَرَوَاهُ الثَّقَفِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَوْفَقَهُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَقَالَ فِيهِ: وَإِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُهُمَا إِلَى ثَدْيَيْهِ وَهَذَا هُوَ الصَّحِيحُ.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَمَالِكٌ وَأَيُّوبُ وَابْنُ جُرَيْجٍ مَوْقُوفًا، وَأَسْنَدُهُ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ وَحَدَّثَهُ عَنْ أَيُّوبَ، لَمْ يَذْكُرْ أَيُّوبُ وَمَالِكُ الرَّفْعَ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَذَكَرَهُ اللَّيْثُ فِي حَدِيثِهِ. قال

۷۴۱- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع الیدین إذا قام من الرکعتین، ح: ۷۳۹ من حدیث عبدالأعلى ابن عبدالأعلى به، وصححه البغوي في شرح السنة: ۲۱/۳، وما قال بعض الناس في تغليبه فليس بعله قاذحة، والحمد لله.

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

ابن جُرَیجِ فیہ: قُلْتُ لِنَافِعٍ: أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ یَجْعَلُ الْأَوَّلَى أَرْفَعَهُنَّ؟ قَالَ: لَا، سِوَاءٍ. قُلْتُ: أَشِیرَ لِي، فَأَشَارَ إِلَى التَّثْنَيْنِ أَوْ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ.

ابن جریج نے اس میں کہا کہ میں نے نافع سے پوچھا: کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پہلی بار رفع الیدین میں اپنے ہاتھ زیادہ اونچے اٹھاتے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں، سب میں برابر ہی اٹھاتے تھے۔ میں نے کہا: مجھے کر کے دکھاؤ، تو انہوں نے چھاتیوں تک اٹھائے یا اس سے ذرا کم ہی۔

☀️ فائدہ: اصل مسئلہ رفع الیدین کا ہے۔ اور اس میں قدرے تنوع آ جاتا ہے۔ ہتھیلیاں چھاتیوں کے برابر ہوں تو انگلیوں کے سرے کندھوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ ہتھیلیاں اگر کندھوں کے برابر ہوں تو انگلیاں کانوں کی کوؤں تک پہنچ جاتی ہیں اور اس سے ذرا اونچے بھی ہو سکتے ہیں اور ان سب صورتوں میں توسع ہے تاہم اولیٰ اور افضل یہی ہے کہ ہتھیلیاں کندھوں کے برابر آ جائیں۔

۷۴۲- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا ابْتَدَأَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا دُونَ ذَلِكَ.

۴۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اونچا کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو انہیں ذرا کم اونچا کرتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ رَفَعَهُمَا دُونَ ذَلِكَ أَحَدٌ غَيْرَ مَالِكٍ فِيمَا أَعْلَمُ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: جہاں تک مجھے معلوم ہے، ہاتھوں کو ذرا کم اونچا اٹھانے کا ذکر مالک کے علاوہ کسی اور نے نہیں کیا۔

☀️ فائدہ: اوپر بیان ہوا کہ ابن جریج نے نافع سے روایت کیا ہے کہ سب مواقع پر اپنے ہاتھ برابر ہی اونچا کرتے تھے۔ ان دونوں روایوں کو مختلف مواقع پر محمول کیا جاسکتا ہے۔

(المنعجم . . .) - باب مَنْ ذَكَرَ أَنَّهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا قَامَ مِنَ التَّثْنَيْنِ (التحفة ۱۱۹)

باب: دور کعتوں کے بعد تیسری کے لیے اٹھنے پر رفع الیدین

۷۴۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ

۷۴۲- تخریج: [إسناده صحيح] وهو حديث مختصر أخرجه الشافعي في مسنده ص: ۲۱۲ عن مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۷۷ / ۱.

۷۴۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۴۵ / ۲ عن محمد بن فضيل بن غزوان به بإثبات رفع الیدین قبل الركوع وبعدة.

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

ﷺ جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو [اللہ اکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے۔

وَمُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَثِيبٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ.

🌞 فائدہ: یہ رفع الیدین تیسری رکعت میں کھڑے ہو کر کرنا ہے۔ نیز دیکھیے درج ذیل حدیث علی رضی اللہ عنہ۔

۷۴۴- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو [اللہ اکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے۔ اور جب اپنی قراءت پوری کر لیتے اور رکوع کرنا چاہتے تو اسی طرح ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے اٹھتے تو اسی طرح کرتے۔ اور نماز میں بیٹھے ہوئے ہونے کی حالت میں آپ رفع الیدین نہ کرتے تھے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے اور [اللہ اکبر] کہتے۔

۷۴۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ رَبِيعَةَ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوِ مَنْكَبَيْهِ، وَيَضَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَضَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ وَكَبَّرَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس میں انہوں نے نماز نبوی کی تفصیل

قال أبو داود: وفي حديث أبي حميد الساعدي حين وصف صلاة

۷۴۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [دعاء "وجهت وجهي للذي فطر السماوات والأرض..."]، ح: ۳۴۲۳ عن الحسن بن علي به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۸۶۴، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۸۴.

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

النَّبِيِّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ.

بیان فرمائی ہے، اس میں ہے کہ آپ جب دو رکعتوں کے بعد اٹھتے تو [اللہ اکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آ جاتے جیسے کہ شروع نماز کے وقت تکبیر کہتے تھے۔

☀️ فائدہ: اس حدیث میں بھی سجدوں کے رفع الیدین کی نفی ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہوا کہ تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو کر رفع الیدین کرنا ہے نہ کہ بیٹھے ہوئے۔

۷۴۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتَّى يَبْلُغَ بِهِمَا فُرُوعَ أَذْنَيْهِ.

۷۴۵- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ تکبیر (تحریمہ) کہتے تو رفع الیدین کرتے، اور جب رکوع کو جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی اپنے ہاتھ اٹھاتے اور وہ آپ کی کانوں کی لوؤں تک پہنچ جاتے۔ (..... یا کانوں کے اوپر کے حصے تک پہنچ جاتے تھے۔)

☀️ توضیح: [فُرُوعُ أَذْنَيْهِ] کی شرح میں دو قول ہیں۔ ایک تو یہی کہ کان کے نیچے جو نرم گوشت والا حصہ ہوتا ہے اسے [شَحْمَةُ الْأُذُنِ] بھی کہتے ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ کان کی اوپر والی چوٹی کو [فَرْعُ الْأُذُنِ] کہا جاتا ہے اور لغت اسی کی تائید کرتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے ان مختلف روایات کو یوں جمع کیا ہے کہ تھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں، اس طرح کہ انگوٹھے کانوں کی لوؤں کے برابر اور انگلیاں اوپر کے حصے کے برابر آ جائیں۔

۷۴۶- حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي؛ وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ يَعْنَى ابْنَ إِسْحَاقَ، الْمَعْنَى عَنْ عِمْرَانَ، عَنْ لَاحِقٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْلٍ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَوْ كُنْتُ قُدَّامَ النَّبِيِّ

۷۴۶- جناب بشیر بن نہیک کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نبی ﷺ کے آگے ہوتا تو میں آپ کی بغلیں دیکھ سکتا تھا۔ (یعنی آپ کے ہاتھ رفع الیدین کے وقت نمایاں طور پر بغلوں سے علیحدہ، دور اور اونچے ہوتے تھے۔) ابن معاذ نے کہا کہ لاحق نے کہا:

۷۴۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین مع تکبیرة الاحرام والركوع ... الخ، ح: ۳۹۱ من حدیث قتادة به.

۷۴۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب صفة السجود، ح: ۱۱۰۸ من حدیث عمران به. مختصراً.

۲- کتاب الصلاة۔ افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

ﷺ لَرَأَيْتُ إِبْطِيهٖ. زَادَ ابْنُ مُعَاذٍ: قَالَ يَقُولُ لَا حَقَّ: أَلَا تَرَى أَنَّهُ فِي الصَّلَاةِ وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَكُونَ قُدَامَ النَّبِيِّ ﷺ. وَزَادَ مُوسَى: يَغْنِي إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ.

بھلا ابو ہریرہ نماز میں ہوتے ہوئے نبی ﷺ سے آگے کیوں کر ہو سکتے تھے؟ موسیٰ نے یہ اضافہ کیا ہے: (مقصد یہ ہے کہ) جب آپ تکبیر کہتے تو ہاتھ اونچے کرتے تھے۔ (یعنی نمایاں طور پر اونچے کرتے تھے۔)

۷۴۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ سَعْدًا فَقَالَ: صَدَقَ أَخِي قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا ثُمَّ أَمَرْنَا بِهِذَا، يَغْنِي الْإِمْسَاكَ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ.

۷۴۷- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز سکھائی تو آپ نے [اللہ اکبر] کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ جب رکوع کیا تو دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر گھٹنوں میں رکھ لیا۔ (یعنی تطبیق کی۔) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو کہا: میرے بھائی نے سچ کہا۔ ہم یہ عمل کیا کرتے تھے، پھر ہمیں اس کا حکم دیا گیا۔ یعنی گھٹنے پکڑنے کا۔

🌞 فائدہ: رکوع میں تطبیق کا حکم منسوخ کر دیا گیا تھا مگر شاید حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو یا انہیں یاد نہ رہا ہو۔

(المعجم ۱۱۶، ۱۱۷) - باب مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ (التحفة ۱۲۰)

باب: ۱۱۶، ۱۱۷- جس نے رکوع کے وقت رفع الیدین کرنے کا ذکر نہیں کیا

۷۴۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ - يَغْنِي ابْنَ كُلَيْبٍ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

۷۴۸- جناب علقمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھ کر دکھاؤں؟ چنانچہ انہوں نے نماز پڑھی اور اپنے ہاتھ صرف ایک ہی بار اٹھائے۔

۷۴۷- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، التطبيق، باب التطبيق، ح: ۱۰۳۲ من حديث عبدالله بن إدريس، وانظر الحديث الآتي: ۸۱۸.

۷۴۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن النبي ﷺ لم يرفع إلا في أول مرة، ح: ۲۵۷، والنسائي، ح: ۱۰۲۷ من حديث سفيان الثوري به * وهو مدلس، رماه بالتدليس يحيى بن سعيد القطان وابن المبارك وأبو عاصم النبيل وغيرهم، ولم أجد تصريح سماعه، وهذه العلة القادحة وحدها كافية في تضعيف السند، ومع ذلك قد ضعفه الشافعي وأحمد والبخاري وابن المبارك والجمهور، ولم يصب من صحيحه.

مَسْعُودٍ: أَلَا أَصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً.

قال أبو داود: هذا حديثٌ مُخْتَصَرٌ مِنْ حَدِيثٍ طَوِيلٍ، وَلَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ. ①

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث ایک لمبی حدیث سے مختصر ہے اور ان الفاظ میں صحیح نہیں ہے۔

۷۵۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ وَخَالِدُ بْنُ عَمْرٍو وَأَبُو حُذَيْفَةَ قَالُوا: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا قَالَ: فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَرَّةً وَاحِدَةً. ②

۷۵۱- جناب سفیان نے اسی سند سے اس حدیث کو بیان کیا۔ پس آپ نے پہلی ہی بار اپنے ہاتھ اٹھائے۔ اور بعض نے کہا: ایک ہی بار اٹھائے۔

🌞 توضیح: حضرت عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ کی یہ روایت امام ترمذی کی تحقیق میں ”حسن“ اور امام ابن حزم کے نزدیک ”صحیح“ ہے۔ علامہ ناصر الدین البانی اور ان سے پہلے علامہ احمد محمد شاہ رحمہ اللہ نے بھی اسے ”صحیح“ لکھا ہے۔ جبکہ متفقہ میں حفاظ حدیث کی تحقیق کا خلاصہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یوں بیان کیا ہے کہ ابن المبارک نے کہا: ”یہ حدیث میرے نزدیک ثابت نہیں ہے۔“ ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے بیان کیا: [هَذَا حَدِيثٌ خَطَأً] ”یہ حدیث خطا اور غلط ہے۔“ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور ان کے شیخ یحییٰ بن آدم نے کہا: ”یہ ضعیف ہے۔“ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی ان ہی کی تائید و متابعت کی ہے۔ اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: ”یہ صحیح نہیں ہے۔“ دارقطنی نے کہا: یہ ثابت نہیں ہے۔“ ابن حبان نے کہا: ”اہل کوفہ کے مذہب کے مطابق رکوع کے رفع الیدین کی نفی میں یہ ان کی سب سے عمدہ (احسن) حدیث ہے حالانکہ یہ سب سے زیادہ ضعیف ہے کیونکہ اس میں کچھ علتیں ہیں جن کی بنا پر یہ ضعیف قرار پاتی ہے۔“ (التلخیص الحبی: ۲۲۲/۱، نیل الأوطار: ۲۰۱/۲) علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”اگر ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ والی حدیث کو صحیح تسلیم کر لیں اور ائمہ حدیث کی تنقید کا کوئی اعتبار نہ بھی کریں تو اس حدیث اور دیگر احادیث جن میں رکوع کے رفع الیدین کا اثبات ہے میں کوئی تعارض یا منافات نہیں ہے کیونکہ ان احادیث میں امر زائد کا بیان ہے اور (صحیح احادیث سے ثابت) امور زائد بالاجماع مقبول ہوا کرتے ہیں بالخصوص جبکہ اسے صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہو اور محدثین کی ایک جماعت اس کی راوی ہو۔ (نیل الأوطار: ۲۰۲/۲)

ملحوظہ: یہ قاعدہ مجددوں کے رفع الیدین پر منطبق نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ صحیح اسانید سے ثابت ہے کہ حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بالوضاحت کہتے ہیں: ”آپ ﷺ سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔“ (صحیح بخاری حدیث: ۷۳۵ و صحیح مسلم حدیث: ۳۹۰)

علامہ احمد شاہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث) سے دیگر مواقع کے رفع الیدین کا ترک ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس حدیث میں ”نفی“ کا بیان ہے اور دیگر صحیح احادیث میں ”اثبات“ ہے۔ اور اثبات ہمیشہ مقدم ہوا کرتا ہے۔ چونکہ یہ عمل سنت ہے، ممکن ہے کہ نبی ﷺ نے کبھی ایک یا زیادہ بار اسے ترک بھی کیا ہو۔ مگر اغلب اور اکثر اس پر عمل کرنا ہی ثابت ہے لہذا رکوع کیلئے جاتے اور اس سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا ہی سنت ہے۔ (حواشی جامع ترمذی: ۴۱/۲ بتحقیق احمد شاہ)

راقم عرض کرتا ہے کہ صحیح احادیث میں تعارض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جہاں کہیں محسوس ہوتا ہے وہ یا تو نقل کی خرابی ہوتی ہے یا عقل و فہم کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اسنادی بحث سے قطع نظر معنوی اعتبار سے بھی قابل بحث ہے۔ اول تو اس میں سوائے ایک بار رفع الیدین کے اثبات یا نفی اور کوئی بات مذکور نہیں ہے حالانکہ نماز کے بیسیوں مسائل ہیں۔ جیسے ان کے نہ ذکر کرنے سے ان کی نفی نہیں ہوتی۔ ایسے ہی رکوع کا رفع الیدین ہے۔ دوسرے اس کو متنازع رفع الیدین کے ساتھ خاص کرنے کی بجائے اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے کہ نبی ﷺ نے دوسری رکعت میں اٹھتے ہوئے پھر دوبارہ رفع الیدین نہ کیا، بلکہ پہلی رکعت ہی میں ایک بار ہاتھ اٹھائے تھے۔ یا جیسے کہ سید السعید شہید رحمہ اللہ نے بحوالہ فتوحات لکھا ہے کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نماز شروع کرتے وقت آپ ﷺ بار بار ہاتھ نہ اٹھاتے تھے جیسے کہ عیدین میں ہوتا ہے بلکہ صرف ایک ہی بار اٹھانا مسنون ہے۔ (جیسے کہ بعض وسوسہ زدہ لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ ان کی نیت ہی سیدھی نہیں ہو پاتی ہے اور وہ بار بار ہاتھ اٹھاتے اور باندھتے ہیں۔)

محمد شین کرام پر اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں، دیکھیے انہوں نے دین کی امانت پوری دیانت کے ساتھ..... اپنی اسانید سے..... بلا کم و کاست امت کے حوالے کر دی ہے۔ اور اس میں اصحاب بصیرت کو دعوت ہے کہ مسلمہ اصولوں کے تحت آپ لوگ بھی تنقیح کر سکتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ عصمت صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے۔ آپ کے بعد تلامذہ رسول، تابعین عظام اور ائمہ امت سب کے سب قابل اعزاز و اکرام ہیں مگر حجت اور اللہ کے ہاں قربت صرف کتاب اللہ اور صحیح ثابت شدہ فرامین رسول میں ہے۔ ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (الحشر: ۱۰) ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ (آل عمران: ۸)

۷۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ۴۹- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۷۴۹- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حبان في المجروحين: ۱۰۰/۳، والحميدي ب (تحقيق حبيب الرحمن أعظمي، ح: ۷۲۴) من حديث يزيد بن أبي زياد به، وهو ضعيف مدلس، ولم يصرح بالسماع في هذا المتن، ۴۴

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھاتے، پھر دوبارہ نہ اٹھاتے۔

الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ الْبَرَاءِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ أذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ.

۷۵۰- عبد اللہ بن محمد زہری کی سند سے یزید سے شریک کی مانند مروی ہے اور [ثُمَّ لَا يَعُودُ] کے لفظ ذکر نہیں کیے (یعنی ”پھر دوبارہ نہ اٹھاتے“ کے لفظ نقل نہیں کیے۔) سفیان نے کہا: بعد میں کوفہ میں ہم کو [ثُمَّ لَا يَعُودُ] کے لفظ بیان کیے۔

۷۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ نَحْوَ حَدِيثِ شَرِيكٍ، لَمْ يَقُلْ: ثُمَّ لَا يَعُودُ. قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ لَنَا بِالْكُوفَةِ بَعْدُ ثُمَّ لَا يَعُودُ. ①

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو ہشیم، خالد اور ابن ادریس نے یزید سے روایت کیا ہے مگر ان حضرات نے [ثُمَّ لَا يَعُودُ] کا لفظ روایت نہیں کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ هُشَيْمٌ وَخَالِدٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ يَزِيدَ لَمْ يَذْكُرُوا ثُمَّ لَا يَعُودُ.

۷۵۲- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھائے پھر فارغ ہونے تک نہیں اٹھائے۔

۷۵۲- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَخِيهِ عَيْسَى، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتَّى انْصَرَفَ.

① وحديث به بعد اختلاطه واتفق الحفاظ على أن قوله: "ثم لم يعد" مدرج، التلخيص الحبير: ۱/ ۲۲۱ "والمدرج إلى المدرج" للسيوطي ص: ۱۹.

۷۵۰- تخریج: [ضعیف] أخرجه الحميدي عن سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق.

۷۵۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو يعلى في مسنده، ح: ۱۶۸۹، والطحاوي: ۱/ ۲۲۴ من حديث وكيع به * محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى ضعيف، ضعفه الجمهور، وقال أنور شاه الكشميري الديوبندي: "فهو ضعيف عندي كما ذهب إليه الجمهور" (فيض الباري: ۳/ ۱۶۸)، وهو سمع هذا الخبر من يزيد بن أبي زياد كما في "كتاب العلماء" للإمام أحمد، ح: ۶۹۳.

① حدیث (751) صفحہ (564) پر گزر چکی ہے۔

قال أَبُو ذَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ
بصحيح.

🌞 توضیح: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حافظ حدیث متفق ہیں کہ اس روایت (براء بن عازب رحمہ اللہ) میں [تُمْ لَا يُعَوِّذُ] کے لفظ مُدْرَج (یعنی الحاقی) ہیں۔ جو کہ یزید بن ابی زیاد کا اضافہ ہیں۔ جبکہ شعبہ، ثوری، خالد طحان اور زہیر وغیرہ حافظ نے اس حدیث کو اس اضافے کے بغیر روایت کیا ہے۔ حمیدی نے کہا کہ اس اضافے کو یزید نے روایت کیا ہے اور وہ (اپنے نام کے معنی کی مناسبت سے) ”زیادتی کرنے والا ہے۔“ عثمان داری نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا کہ ”یہ صحیح نہیں ہے۔“ ایسے ہی امام بخاری، احمد، یحییٰ، داری، حمیدی رحمہ اللہ اور کئی ایک محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔ یحییٰ بن محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سنا کہتے تھے: ”یہ حدیث دعی ہے۔“ (یعنی از حد ضعیف ہے) یزید پہلے اس کو بیان کرتا تھا تو [تُمْ لَا يُعَوِّذُ] کے لفظ اس میں نہ ہوتے تھے مگر بعد میں جب اسے ”تلقین“ کی گئی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور یہ الفاظ ذکر کرنا شروع کر دیے۔ (مزید دیکھیے التلخیص الحبیر: ۲۲۱/۱)

۷۵۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى
عن ابن أبي ذئب، عن سَعِيدِ بْنِ سَمْعَانَ،
عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا.

🌞 فائدہ: اس حدیث میں رفع الیدین کرنے کا انداز بیان فرمایا گیا ہے۔ سنن داری کی روایت میں ہے: ”جب آپ نماز کیلئے ہاتھ اٹھاتے تو اپنی انگلیوں کو قدرے کھولے ہوئے ہوتے تھے۔“ (ذیل الاوطار: ۱۹۷/۱۲) اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ کوع کا رفع الیدین نہیں ہے، کسی طور صحیح نہیں اور اس میں اس کا کوئی قرینہ بھی نہیں ہے۔

(المعجم ۱۱۷، ۱۱۸) - باب وَضْعِ
الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ
باب: ۱۱۸، ۱۱۷- نماز میں دائیں ہاتھ کو
بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا
(التحفة ۱۲۱)

۷۵۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا
۷۵۴- حضرت ابن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (نماز

۷۵۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في نشر الأصابع عند التكبير، ح: ۲۴۰ من
حديث ابن أبي ذئب به وقال: "حسن".

۷۵۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳۰ / ۲ من حديث أبي داود به، وأورده الضياء في المختارة (۳۰۱ / ۹،
ح: ۲۵۷) * وزرعة هذا روى عنه ثقتان ووثقه ابن حبان والذهبي والضياء المقدسي فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

نماز میں ہاتھ باندھنے کے احکام و مسائل

أَبُو أَحْمَدَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ
زُرْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ
ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: صَفُّ الْقَدَمَيْنِ وَوَضْعُ
الْيَدِ عَلَى الْيَدِ مِنَ السُّنَّةِ.

۷۵۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں پر
رکھے ہوئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو ان کے دائیں
ہاتھ کو بائیں کے اوپر کر دیا۔

۷۵۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ بْنُ
الرَّيَّانِ عَنْ هُشَيْمِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ الْحَجَّاجِ
ابْنِ أَبِي زَيْنَبٍ، عَنْ أَبِي عُمَانَ النَّهْدِيِّ،
عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فَوَضَعَ
يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْيُمْنَى فَرَأَاهُ النَّبِيُّ ﷺ
فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى.

🌞 فائدہ: قیام میں اس طرح ہاتھ باندھنا کہ دایاں ہاتھ بائیں پر ہو سنت متواترہ ہے۔ نیز علماء کو چاہیے کہ عوام کی
اصلاح کرتے رہا کریں۔

۷۵۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز میں ہتھیلی کو

ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

۷۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ:
حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
إِسْحَاقَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ
أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: السُّنَّةُ وَضْعُ
الْكُفِّ عَلَى الْكُفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

🌞 ملحوظ: یہ حدیث ضعیف ہے۔ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس کی سند میں عبدالرحمن بن اسحاق کوئی ہے اور
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اسے ضعیف کہتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ”اس میں نظر ہے۔“ (یعنی کمزور راوی
ہے۔) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ”یہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔“ اور اس سے بعد والی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ انہوں نے ناف سے اوپر ہاتھ رکھے۔

۷۵۵۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب: في الإمام إذا رأى الرجل قد وضع شماله على
يمينه، ح: ۸۸۹، وابن ماجه، ح: ۸۱۱ من حديث هشيم به، وصرح بالسماع.

۷۵۶۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ۱/ ۱۱۰ من حديث عبدالرحمن بن
إسحاق الكوفي به وهو ضعيف ضعفه الجمهور * وزیاد بن زید مجهول (تقریب).

نماز میں ہاتھ باندھنے کے احکام و مسائل

۷۵۷- جناب ابن جریر رضی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پینچے (کٹائی) کے پاس سے (یعنی جوڑ کے پاس سے) پکڑ رکھا تھا اور وہ ناف سے اوپر تھے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: جناب سعید بن جبیر سے ”ناف سے اوپر“ مروی ہے۔ اور ابو مجلز نے ”ناف سے نیچے“ کہا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ”ناف سے نیچے“ ہی روایت کی گئی ہے۔ مگر قوی نہیں ہے۔

۷۵۸- جناب ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نماز میں تھیلیوں کو تھیلیوں سے ناف کے نیچے سے پکڑنا ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سنا وہ (مذکورہ اثر کے ایک راوی) عبدالرحمن کوئی کو ضعیف کہتے تھے۔

۷۵۹- جناب طاؤس (بن کیسان یمنی، تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے دوران میں اپنا

۷۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ أَغْنَيْنَ عَنْ أَبِي بَذْرٍ، عَنْ أَبِي طَالُوتَ عَبْدَ السَّلَامِ، عَنْ ابْنِ جَرِيرِ الضَّبِّيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُمَسِّكُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ عَلَى الرُّشْعِ فَوْقَ الشَّرَةِ.

قال أَبُو دَاوُدَ: رُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَوْقَ الشَّرَةِ. وقال أَبُو مِجْلَزٍ تَحْتَ الشَّرَةِ. وَرُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

۷۵۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ الْكُوفِيِّ، عَنْ سَيَّارِ أَبِي الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَخَذْتُ الْأَكْفَ عَلَى الْأَكْفِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ الشَّرَةِ.

قال أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يُضَعِّفُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ إِسْحَاقَ الْكُوفِيَّ.

۷۵۹- [حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ يَعْنِي ابْنَ حُمَيْدٍ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ

۷۵۷- [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ۱/ ۳۹۰ من حديث أبي طالوت به، وعلقه البخاري، في صحيحه (فتح: ۳/ ۷۱، العمل في الصلوة باب: ۱)، وحسنه الحافظ في تغليق التعليق: ۲/ ۴۴۳.

۷۵۸- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۲۰/ ۷۸ من حديث أبي داود به * عبدالرحمن بن إسحاق الكوفي ضعيف، كما تقدم، ح: ۷۵۶.

۷۵۹- [صحيح] هو في المراسيل لأبي داود، ح: ۳۳، وسنده ضعيف لإرساله، وللحديث شاهد عند أحمد: ۵/ ۲۲۶، وسنده حسن، وبه صح الحديث.

مُوسَى، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ.

دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر رکھتے اور انہیں اپنے سینے پر باندھا کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: علامہ مزی نے الاطراف میں کتاب الراسل میں حرف طاء میں لکھا ہے: ”اس روایت کو ابو داؤد نے (کتاب الراسل باب ماجاء فی الاستفتاح‘ حدیث: ۳۳ بتحقیق شعب الارناؤوط) میں ذکر کیا ہے اور ایسے ہی امام بیہقی نے المعرف میں لکھا ہے۔“ (عون المعبود) شیخ البانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ مرسل ہے مگر صحیح السند ہے۔ اور احتاف کے نزدیک ویسے بھی مرسل صحیح اور حجت ہوتی ہے۔ اور اس کی تائید صحیح بخاری کی اس روایت سے ہوتی ہے: [عن سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ] (صحیح بخاری حدیث: ۷۴۰) یعنی حضرت سہل بن سعد رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں بازو پر رکھے۔

جناب ہلب رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ [رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَرَأَيْتُهُ قَالَ يَضَعُ هَذِهِ عَلَى صَدْرِهِ] (مسند احمد: ۲۲۶/۵) ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز سے فارغ ہو کر دائیں بائیں دونوں اطراف سے پھرتے تھے اور آپ ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے تھے۔“ علامہ شمس الحسن عظیم آبادی نے غنیۃ الالمعی میں مسند احمد کی سند کو قوی لکھا ہے اور یہ کہ اس میں کوئی علت قادح نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت وائل بن حجر رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ [صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى صَدْرِهِ] (صحیح ابن خزیمہ: ۲۳۳/۱) ”میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز پڑھی تو (دیکھا کہ) آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا اور سینے پر رکھا۔“ شیخ البانی رحمۃ اللہ کا تبصرہ یہ ہے کہ ”یہ حدیث دیگر احادیث کی روشنی میں صحیح ہے اور سینے پر ہاتھ رکھنے کی دوسری احادیث اس کی شاہد ہیں۔“ نیز صحیح بخاری کی روایت پر کوئی غبار نہیں اور ہر منصف مزاج مسلمان عملاً یہ دیکھ سکتا ہے کہ ہاتھ کو بازو (یعنی کٹائی اور کہنی کے درمیان) پر رکھنے سے ہاتھ کہاں تک جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ ناف سے اوپر ہی رہیں گے لہذا سینے پر ہاتھ رکھنا صحیح ہے یا زیادہ سے زیادہ ناف سے اوپر رہیں۔ ناف سے نیچے والی روایات از حد ضعیف ہیں۔

(المعجم ۱۱۸، ۱۱۹) - باب مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ
باب: ۱۱۸-۱۱۹- نماز شروع کرتے ہوئے کون سی دعا پڑھی جائے (التحفة ۱۲۲)

۷۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا سَيِّدُنا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَـحْيَى کہتے ہیں

۷۶۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب صلوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ۷۷۱ من حديث عبد العزيز بن أبي سلمة به۔

کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو [اللہ اکبر] کہتے پھر یہ دعا پڑھتے: [وَجْهَتْ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ..... الخ] میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ میں اسی کی طرف یکسو ہوں، اسی کا مطیع فرمان ہوں، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا اللہ رب العالمین ہی کیلئے ہے۔ اس کا کوئی سا جھی نہیں ہے۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں اولین اطاعت گزاروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ تو میرا پالنا رہا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنی جان پر زیادتی کی ہے۔ مجھے اپنے گناہوں کا اعتراف ہے۔ پس میرے سب گناہ معاف فرما دے۔ تیرے سوا گناہوں کو اور کوئی معاف نہیں کر سکتا۔ میری عمدہ اخلاق و عادات کی طرف رہنمائی فرما۔ اچھے اخلاق و عادات کی توفیق تجھی سے مل سکتی ہے۔ برے اخلاق و عادات مجھ سے دور فرما دے۔ بری عادتوں کو تو ہی پھیر سکتا ہے۔ میں تیرے دربار میں حاضر ہوں۔ پھر حاضر ہوں۔ تیرا مطیع فرمان ہوں پھر تیرا مطیع فرمان ہوں۔ خیر اور بھلائی ساری کی ساری تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور کسی شر کی نسبت تیری طرف نہیں ہے۔ میں تیرا ہوں اور میرا ٹھکانا تیری ہی طرف ہے۔ تو بڑی برکتوں والا اور رفعتوں والا ہے اور میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری جانب توبہ کر رہا ہوں۔“ اور جب رکوع کرتے تو یوں کہتے: [اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ.....

أَبِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَمِّهِ الْمَاجِشُونِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرُ ثُمَّ قَالَ: «وَجْهَتْ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ. اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي، فَاعْفُ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا، لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، وَأَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ» وَإِذَا رَكَعَ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعِظَامِي وَعَصَبِي». وَإِذَا رَفَعَ قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ». وَإِذَا سَجَدَ قَالَ:

دعائے استفتاح کے احکام و مسائل

الخ [اے اللہ! میں تیرے لیے جھک گیا ہوں، تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیرا مطیع ہوں۔ میرے کان، میری آنکھیں، میری ہڈیاں، گودا اور پٹھے سب ہی تیرے سامنے عاجزی کا مظہر ہیں۔“ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ الخ] ”اللہ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی حمد کی۔ اے ہمارے رب! اور تیری ہی تعریف ہے آسمانوں اور زمین بھر، اور ان کا مابین بھر کر اور اس کے بعد اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے۔“ اور جب سجدہ کرتے تو یوں کہتے: [اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ الخ] ”اے اللہ! میں تیرے حضور سجدہ ریز ہوں، تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیرا مطیع فرمان ہوں۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا، اسے شکل دی اور بہترین شکل دی اور اس میں کان اور آنکھیں بنائیں۔ بڑی برکتوں والا ہے اللہ جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔“ اور جب نماز سے سلام پھیرتے تو یہ دعا کرتے: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ الخ] ”اے اللہ! میرے سب گناہ اور میری تمام تقصیریں معاف فرمادے جو میں پہلے کر چکا اور جو میں نے بعد میں کیں، جو چھپے ہوئے کیں اور جو ظاہر میں کیں اور جو میں حد سے بڑھا رہا اور جن کا تو مجھ سے زیادہ باخبر ہے۔ تو ہی (سنکی اور خیر میں) آگے کرنے والا اور پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① نماز شروع کرنے کے وقت کی کئی دعائیں ثابت ہیں۔ طویل بھی اور مختصر بھی۔ من جملہ ان کے مذکورہ دعائیں رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حضور اپنے عجز و نیاز اور اظہار بندگی میں انتہا فرمادی ہے۔ ہمارے لیے

بھی ان دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے اور معنوی لحاظ سے ان میں توحید الوہیت، ربوبیت اور اسماء و صفات سب ہی کا اثبات و اقرار ہے۔ ⑤ یہ دعا فرائض و نوافل اور دن اور رات کی سب ہی نمازوں میں پڑھی جاسکتی ہے جیسے کہ امام ابن حبان اور امام شافعی رحمہ اللہ نے ان کا فرائض میں پڑھنا بیان فرمایا ہے۔ تاہم صحیح مسلم میں رات کی نماز میں پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ ⑥ اس روایت میں تصریح ہے کہ دعا [وَجْهَتْ وَجْهِي.....] کا مقام تکبیر تحریمہ کے بعد ہے بخلاف ان حضرات کے جو اسے تکبیر سے پہلے سمجھتے ہیں۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۷۷۱) ⑦ [وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ] کا جملہ جو پہلی دعائیں آیا ہے، اس کے متعلق کچھ فقہائے مدینہ سے مروی ہے کہ وہ اسے رسول اللہ ﷺ سے مخصوص سمجھتے تھے اور عام مسلمانوں کو [وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ] کہنے کی تلقین کرتے تھے۔ (دیکھیے روایت: ۷۶۲) مگر حقیقت یہ ہے کہ دونوں طرح صحیح ہے اور [أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ] کا مفہوم بھی بالکل بجا ہے، یعنی بندہ یہ اقرار کرتا ہے کہ ”میں تیرے احکام قبول کرنے میں سب سے پیش پیش ہوں۔“

۷۶۱- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو [اللہ اکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اونچا کرتے (رفع الیدین کرتے) اور قراءت مکمل کر لینے پر جب رکوع کو جاتے تو ایسے ہی (رفع الیدین) کرتے اور رکوع سے اٹھ کر بھی ایسے ہی (رفع الیدین) کرتے۔ اور آپ اپنی نماز میں جب بیٹھے ہوئے ہوتے تو ہاتھ نہ اٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور [اللہ اکبر] کہتے اور دعا کرتے جیسے کہ عبدالعزیز کی (سابقہ) حدیث میں بیان ہوا ہے۔ اس میں الفاظ کی کچھ کمی بیشی ہے اور یہ الفاظ ذکر نہیں کیے یعنی [وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ] اور اس روایت پر اضافہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ جب نماز سے پھرتے تو یہ دعا کرتے: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ

۷۶۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَضَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَضَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ، وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ، وَكَبَّرَ وَدَعَا نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي الدَّعَاءِ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ الشَّيْءَ، وَلَمْ يَذْكُرْ: «وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ»

دعائے افتتاح کے احکام و مسائل

وَزَادَ فِيهِ : وَيَقُولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ : «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَآخَرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ» .

”اے اللہ! میرے گناہ معاف فرمادے جو میں نے پہلے کیے، جو بعد میں کیے، جو پوشیدہ کیے جو ظاہر کیے، تو میرا معبود ہے، تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔“

۷۶۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ : حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ يَزِيدَ : حَدَّثَنِي شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ : قَالَ لِي ابْنُ الْمُثَنِّكِرِ وَابْنُ أَبِي فَرَوَةَ وَغَيْرُهُمَا مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ : فَإِذَا قُلْتَ أَنْتَ ذَاكَ فَقُلْ : وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ - يَغْنِي قَوْلُهُ : «وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ» .

۷۶۲- شعیب بن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابن منکدر اور ابن ابی فروہ وغیرہ فقہائے مدینہ نے کہا کہ جب تم یہ دعا: [وَجْهْتُ وَجْهِي..... الخ] پڑھو، تو [وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ] کی بجائے [وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ] کہا کرو۔

🌞 ملحوظہ : اس کی توضیح حدیث نمبر: ۷۶۰ کے فوائد میں کر دی گئی ہے کہ [وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ] کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے: ”اے اللہ! تیرے احکام کی تعمیل میں، میں سب سے پیش پیش ہوں۔“ جیسے کہ آیت کریمہ ہے: ﴿قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾ (الزخرف: ۸۱) ”کہیے کہ اگر (بالفرض) رحمن کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں ہی سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوتا۔“ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا: ﴿وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الاعراف: ۱۴۳) ”میں ایمان لانے والوں میں سب سے آگے ہوں۔“

۷۶۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ قَتَادَةَ وَثَابِتٍ وَحُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ : أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفْسُ فَقَالَ : اللَّهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ ”اللَّهُ سَبَّحَ مِنْ بَرَاءِ“

۷۶۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نماز کے لیے آیا اور اس کی سانس چڑھی ہوئی تھی۔ اس نے کہا: ”اللہ اکبر، الحمد لله حمدًا كثيرًا طيبًا مباركًا فيه“ ”اللہ سب سے بڑا ہے۔ حمد و ثنا اللہ ہی کے لیے ہے، بہت سی حمد، طیب، پاکیزہ اور بابرکت۔“ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو پوچھا: ”تم میں سے کس نے یہ کلمات کہے تھے؟ اور اس نے کوئی بری بات نہیں کہی۔“ تو ایک شخص بولا:

۷۶۲- تخریج : [إسناده صحيح] انفرادہ ابو داود .

۷۶۳- تخریج : أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، ح: ۶۰۰ من حديث حماد بن سلمة به .

دعائے استفتاح کے احکام و مسائل

میں ہوں، اے اللہ کے رسول! میں آیا اور میری سانس پھولی ہوئی تھی تو میں نے یہ الفاظ کہہ دیے۔ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا ہے کہ وہ ان کلمات کی طرف جلدی جلدی بڑھ رہے ہیں کہ کون ان کو لے کر اللہ کے حضور پہنچتا ہے۔“ حمید نے اس روایت میں اس قدر مزید کہا کہ (آپ نے فرمایا): ”اور جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے آئے تو اسی طرح چلا آئے جیسے کہ چلا کرتا ہے۔ جو پالے وہ پڑھ لے اور جو گزر جائے اس کی قضا کر لے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ کلمات طہیات از حد مبارک ہیں اور انہیں بطور ثواب پڑھنا مستحب ہے۔ ② ظاہر ہے کہ اس صحابی نے یہ کلمات اونچی آواز سے کہے تھے مگر ہمارے لیے انہیں اونچی آواز سے پڑھنا سنت نہیں ہوگا ورنہ دوسرے نمازیوں کے لیے تشویش ہوگی۔

۷۶۳۔ جناب ابن جبر بن مطعم اپنے والد (جبر بن مطعم) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک نماز پڑھتے دیکھا، عمرو نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ یہ کون سی نماز تھی..... تو آپ نے تین بار کہا: **اللَّهُ أَكْبَرُ كَثِيرًا، اللَّهُ أَكْبَرُ كَثِيرًا، اللَّهُ أَكْبَرُ كَثِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا** ”اللہ سب سے بڑا اور بہت بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا اور بہت بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اور حمد اللہ ہی کی ہے، بہت زیادہ حمد اللہ ہی کی ہے بہت زیادہ حمد اللہ ہی کی ہے۔ صبح و شام اس کی یہ ثناء ہے۔“ (اور

۷۶۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرُو بْنِ مَرْثَةَ، عَنْ غَاصِمِ الْعَنْزَرِيِّ، عَنْ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةً. قَالَ عَمْرُو: لَا أَذْرِي أَيَّ صَلَاةٍ هِيَ. فَقَالَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ كَثِيرًا، اللَّهُ أَكْبَرُ كَثِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا» ثَلَاثًا. «أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمْزِهِ». قَالَ: نَفْثُهُ الشَّعْرُ وَنَفْخُهُ الْكِبَرُ وَهَمْزُهُ الْمَوْتَةُ.

۷۶۴۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الاستعاذة في الصلوة، ح: ۸۰۷ من حديث شعبة به، وصححه ابن حبان، ح: ۴۴۳، ۴۴۴، وابن الجارود، ح: ۱۸۰، والحاكم ۲۳۵/۱، ووافقه الذهبي.

دعائے استفتاح کے احکام و مسائل

بعد میں یہ کلمات بھی پڑھتے: (أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمَزِهِ) ”میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان کے دم پھونک اور جنوں سے۔“ (جناب عمرو بن مرہ نے ان الفاظ کی شرح میں) کہا کہ [نَفَثٌ] سے مراد قسم کی شعر و شاعری ہے۔ [نَفْخٌ] کا مفہوم تکبر کی انجیت ہے اور [هَمَزٌ] کا معنی جنوں ہے۔

۷۶۵- جناب نافع بن جبیر اپنے والد (جبیر بن مطعم) سے بیان کرتے ہیں، کہا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نفل نماز میں مذکورہ بالا دعا پڑھتے تھے۔

۷۶۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بَيْهَقِيُّ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: فِي التَّطَوُّعِ، ذَكَرَ نَحْوَهُ.

۷۶۶- جناب عاصم بن حمید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنا قیام اللیل (تہجد) کس چیز سے شروع فرمایا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: تم نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی۔ آپ ﷺ جب (نماز کے لیے) کھڑے ہوتے تو کہتے: [اللہ اکبر] دس بار [الحمد للہ] دس بار پھر [سبحان اللہ] دس بار [لا الہ الا اللہ] دس بار [أَسْتَغْفِرُ اللہ] دس بار اور (یہ دعا) پڑھتے: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي] ”اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھے ہدایت دے مجھے رزق عنایت فرما اور مجھے آرام و راحت سے بہرہ ور

۷۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ: أَخْبَرَنِي أَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَرَّازِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَفْتَتِحُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ، كَانَ إِذَا قَامَ كَبَّرَ عَشْرًا وَحَمِدَ اللَّهَ عَشْرًا وَسَبَّحَ عَشْرًا وَهَلَّلَ عَشْرًا وَاسْتَغْفَرَ عَشْرًا وَقَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي»، وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضِيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۷۶۵- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۷۶۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، قیام اللیل، باب ذکر ما يستفتح به القيام، ح: ۱۶۱۸ من حديث زيد بن الحباب به.

دعائے استفتاح کے احکام و مسائل

فرما۔“ اور آپ قیامت کے روز (میدان حشر میں) کھڑے ہونے کی تنگی سے پناہ مانگتے تھے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث کو خالد بن معدان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بواسطہ ربیعہ جرجسی، مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ عَنْ رَبِيعَةَ الْجَرَجِسِيِّ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ.

۷۶۷- جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو اپنی نماز کس چیز سے شروع فرماتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ جب رات کو اٹھتے اور اپنی نماز شروع کرتے تو کہتے: «اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ [الخ] ”اے اللہ! جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! سب ظاہر اور پوشیدہ کے جاننے والے! تیرے بندوں کے مابین جو اختلاف ہوتا ہے تو ہی اس کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو اپنی خاص توفیق سے میری حق کی طرف رہنمائی فرما۔ بے شک تو ہی جسے چاہے اسے سیدھی راہ کی رہنمائی فرماتا ہے۔“

۷۶۷- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عُمَرُ ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَانَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ: «اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ أَنْتَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ».

۷۶۸- جناب عکرمہ (بن عمار بجلی) نے اپنی سند سے حدیث کی صراحت کے بغیر اور اس حدیث کے ہم معنی بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو قیام فرماتے تو (پہلے) [اللہ اکبر] کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے۔

۷۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نُوحٍ قُرَادٌ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بِإِسْنَادِهِ بِلَا إِخْبَارٍ وَمَعْنَاهُ قَالَ: كَانَ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ وَيَقُولُ.

۷۶۷- تخریج: أخرجه مسلم، صلوۃ المسافرين، باب صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعائه باللیل، ح: ۷۷۰ عن محمد بن المثنی بہ.

۷۶۸- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۷۶۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: لَا بَأْسَ بِالِدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ فِي أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ وَفِي آخِرِهِ فِي الْفَرِيضَةِ وَغَيْرِهَا.

۷۶۹- جناب قعنبی امام مالک رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ نماز کے شروع میں درمیان اور آخر میں دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ نماز خواہ فرض ہو یا غیر فرض۔

۷۷۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَعِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى الزُّرْقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرْقِيِّ قَالَ: كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ» فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا آفَاقًا؟» فَقَالَ الرَّجُلُ: «أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ!» فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةَ وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَنْتَدِرُونََهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلًا».

۷۷۰- رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا اور [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہا تو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک آدمی نے کہا: [اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ] "اے اللہ! اے ہمارے رب! اور تیری ہی تعریف ہے، بہت ساری حمد، پاکیزہ اور بابرکت۔" جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: "ابھی ابھی کس نے یہ کلمات کہے ہیں؟" اس آدمی نے کہا: میں نے اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تحقیق میں نے تیس سے کچھ اوپر فرشتوں کو دیکھا ہے جو ان کلمات کی طرف سبقت کر رہے تھے کہ کون ان کو پہلے لکھتا ہے۔"

☀ فائدہ: رکوع سے اٹھ کر مذکورہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے مگر تمام ہی مقتدی اونچی آواز سے پکار کر پڑھیں صحابہ سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس لیے تمام مقتدیوں کے لیے ان کلمات کو بہ آواز بلند کہنے کا پابند کرنا صحیح نہیں نہ اس حدیث سے اس کا اثبات ہی ہوتا ہے۔ اس سے صرف ان کلمات کی فضیلت اور اسے اس موقع پر پڑھنے کا اثبات ہوتا ہے نہ کہ تمام مقتدیوں کا اونچی آواز سے پڑھنے کا۔ نیز دیکھیے حدیث: (۷۷۳)

۷۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ سَيِّدِنَا ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رِوَايَةٍ هِيَ كَـ

۷۶۹- تخریج: [إسناده صحيح] وهو في الموطأ (بهي): ۲۱۸/۱ بالاختصار.

۷۷۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: ۱۲۶، ح: ۷۹۹ عن القعنبی به، وهو في الموطأ (بهي): ۲۱۲، ۲۱۱/۱ (والقعنبی، ص: ۱۰۵، ۱۰۶).

۷۷۱- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ۷۶۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۲۱۶، ۲۱۵/۱.

مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ
ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ
إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ
لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ
الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ،
وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ
وَالسَّاعَةُ حَقٌّ. اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ
آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ
خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاعْفُ عَنِّي مَا
قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ وَأَسْرَزْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ
إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ».

رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے
تو یوں کہتے: «اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ.....» [اے اللہ! تیری ہی
تعریف ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ تیری ہی
تعریف ہے کہ تو آسمانوں اور زمین کی تدبیر کرنے والا
ہے۔ تیری ہی تعریف ہے کہ تو آسمانوں، زمین اور جو
کچھ ان میں ہے سب کا رب ہے۔ تو حق ہے۔ تیرا
فرمان حق ہے۔ تیرا وعدہ حق ہے، تجھ سے ملاقات برحق
ہے۔ جنت برحق ہے۔ دوزخ برحق ہے۔ قیامت برحق
ہے۔ اے اللہ! میں تیرا مطیع فرمان ہوں۔ تجھ پر ایمان
لایا ہوں۔ میرا اعتماد تجھی پر ہے۔ میں تیری طرف رجوع
کرنے والا ہوں۔ (مخالفین حق سے) تیری ہی مدد سے
جھگڑتا ہوں اور تجھ ہی کو اپنا فیصل بناتا ہوں۔ تو میرے
سب گناہ معاف فرمادے جو میں نے پہلے کیے بعد میں
کیے چھپ کے کیے اور ظاہر کیے۔ تو ہی میرا معبود ہے۔
تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔“

☀ فائدہ: تمام ہی نمازوں میں ثنا کے موقع پر اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے بالخصوص تہجد میں اس دعا میں نبی ﷺ

نے جس انداز سے اظہارِ عبودیت کیا ہے وہ آپ ہی کا مقام ہے۔ ان میں ایمان، اسلام اور احسان کا خلاصہ آ گیا ہے۔

۷۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ
يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ
مُسْلِمٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنَا
طَاوُسٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
كَانَ فِي التَّهَجُّدِ يَقُولُ بَعْدَ مَا يَقُولُ: «اللَّهُ
أَكْبَرُ» ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۷۷۲- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ
رسول اللہ ﷺ تہجد میں [اللہ اکبر] یعنی (تکبیر تحریرہ)
کہنے کے بعد کہا کرتے تھے..... اور پھر مذکورہ بالا حدیث
کے ہم معنی روایت کیا۔

۷۷۲- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب صلوٰۃ النبی ﷺ ودعائه باللیل، ح: ۷۶۹ من حدیث عمران
ابن مسلم القصیر به۔

☀️ فائدہ: معلوم ہوا یہ دعائیں جاگنے کے وقت کی نہیں ہیں، بلکہ نماز شروع کرتے ہوئے ثناء کے موقع کی ہیں۔

۷۷۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ [وسعيد]

۷۷۳- جناب معاذ بن رافع بن رافع اپنے والد سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو رافع کو چھینک آگئی..... (استاد) قتیبہ نے رافع کا نام نہیں لیا..... تو میں نے کہا: [الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى] ”تعریف اللہ کی ہے بہت زیادہ تعریف، پاکیزہ اور بابرکت (یعنی باقی رہنے والی) جیسے کہ ہمارا رب پسند فرمائے اور جس پر راضی اور خوش ہو۔“ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ”نماز میں کون بول رہا تھا؟“ پھر مالک کی حدیث کی مانند بیان کیا اور اس سے کامل تر بیان کیا۔

ابْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ نَحْوَهُ. قَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا رِافِعُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رِافِعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَمِّ أَبِيهِ مُعَاذِ بْنِ رِافِعَةَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَعَطَسَ رِافِعَةُ - لَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ: رِافِعَةُ - فَقُلْتُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى. فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ انْصَرَفَ فَقَالَ: «مَنْ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ؟» ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ وَأَتَمَّ مِنْهُ.

☀️ فائدہ: حدیث مالک سے مراد پیچھے گزری ہوئی [قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ] والی (حدیث: ۷۶۹) ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز میں چھینک آئے تو مذکورہ دعایا [الْحَمْدُ لِلَّهِ] کہنا مباح ہے۔ ان دونوں احادیث (یعنی حدیث: ۷۷۳ اور ۷۷۴) کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید رکوع سے اٹھنے اور چھینک آنے کا وقت ایک ہی تھا کہ جناب رافع رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات کہے تھے۔

۷۷۴- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ

۷۷۴- جناب عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز میں ایک انصاری جوان نے چھینک ماری تو اس نے کہا: [الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، حَتَّى يَرْضَى رَبُّنَا وَبَعْدَ مَا يَرْضَى مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ] ”تعریف اللہ کی بہت ساری تعریف،

عَبْدُ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَطَسَ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ:

۷۷۳- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في الرجل يعطس في الصلوة، ح: ۴۰۴ عن قتيبة به، وقال: 'حسن'.

۷۷۴- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۷۷۷ من حديث أبي داود به * عاصم بن عبيد الله ضعيف (تقريب)، وشریک القاضي مدلس، كما تقدم، ح: ۷۲۸.

پاکیزہ، بابرکت، حتیٰ کہ ہمارا رب راضی ہو جائے اور دنیا و آخرت کے معاملے کے بعد جس پر وہ راضی ہو۔“ بب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ”کس نے کلمات کہے ہیں؟“ تو وہ نوجوان خاموش رہا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”کس نے کلمات کہے ہیں؟ اس نے کوئی حرج کی بات نہیں کہی۔“ تب وہ بولا: اے اللہ کے رسول! میں نے کہے ہیں اور میں نے بھلائی ہی کا ارادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کلمات عرشِ رحمن سے ورے کہیں نہیں رکے۔ (بلکہ براہ راست سیدھے عرش تک جا پہنچے ہیں۔) بلند ہے ذکر اس کا۔“

باب: ۱۱۹/۱۲۰- افتتاح نماز میں [سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ] والی دعا پڑھنا

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ حَتَّى يَرْضَى رَبُّنَا وَبَعْدَ مَا يَرْضَى مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ الْقَائِلُ الْكَلِمَةَ؟» قَالَ: فَسَكَتَ الشَّابُّ، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ الْقَائِلُ الْكَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا؟» فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنَا قُلْتُهَا، لَمْ أُرِدْ بِهَا إِلَّا خَيْرًا. قَالَ: «مَا تَنَاهَتْ دُونَ عَرْشِ الرَّحْمَنِ جَلَّ ذِكْرُهُ».

(المعجم ۱۱۹، ۱۲۰) - باب مَنْ رَأَى
الِاسْتِفْتَاَحَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ
(التحفة ۱۲۳)

۷۷۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو قیام فرماتے تو [اللہ اکبر] کہتے پھر یوں کہتے: [سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ] ”پاک ہے تو اے اللہ! اپنی حمد کے ساتھ۔ تیرا نام بڑی برکت والا ہے۔ تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“ پھر کہتے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ [تین بار] اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں“ پھر کہتے [اللہ اکبر کبیرا] تین بار [اللہ سب سے بڑا اور بہت بڑا ہے] [أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمَزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ] ”میں اللہ سے

۷۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ عَلِيٍّ الرَّفَاعِيُّ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُولُ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ». ثُمَّ يَقُولُ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» ثَلَاثًا. ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا» ثَلَاثًا، «أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمَزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ»، ثُمَّ يَقْرَأُ.

۷۷۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما يقول عند افتتاح الصلوة، ح: ۲۴۲ من حديث

جعفر بن سليمان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۶۷، ورواه ابن ماجه، ح: ۸۰۴.

دعائے افتتاح کے احکام و مسائل

والے جاننے والے کی پناہ چاہتا ہوں کہ شیطان مردود
مجھ پر کوئی جنون کا اثر ڈالے یا مجھے تکبر پر آمادہ کرے یا
غلط شعر و شاعری کی طرف لے آئے۔“ اس کے بعد آپ
قراءت فرماتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا الْحَدِيثُ إِمَامُ ابُو دَاوُدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: نَعْنِي بِمَا بَيَّنَّا أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ
يَقُولُونَ هُوَ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ بَارِءٍ مِّنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ كَقَوْلِهِ: «يَا عَلِيُّ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ بَارِءٍ مِّنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ
الْحَسَنُ مُرْسَلًا، الْوَهْمُ مِنْ جَعْفَرٍ».

🌞 نوآند و مسائل: ① ثا میں پڑھی جانے والی یہ مشہور و معروف دعا ہے جو کہ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابن
مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ ائمہ متقدمین نے اس کی سند میں بحث کی ہے جو اس کے قدرے کمزور ہونے کا اشارہ
ہے مگر اس کے مباح ہونے میں کوئی شک نہیں۔ شیخ الالبانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② نیز اس میں تعوذ پڑھنے کا
بھی ثبوت ہے کہ ثاک کے بعد اور قراءت سے پہلے [أَعُوذُ بِاللَّهِ] پڑھنا سنت ہے۔ ③ اس دعا کا ذکر نبی کریم ﷺ سے نقل
نمازوں کے اندر آیا ہے۔

۷۷۶- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عِيسَى: سَيِّدَةُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَيَّنَّا أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ إِمَامُ ابُو دَاوُدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: نَعْنِي بِمَا بَيَّنَّا أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ
حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ الْمَلَائِيُّ عَنْ بَدِيلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ،
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ
وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ».

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِالشَّهْوَورِ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ لَمْ يَرَوْهُ إِلَّا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، وَقَدْ رَوَى قِصَّةً
إِمَامُ ابُو دَاوُدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: نَعْنِي بِمَا بَيَّنَّا أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ إِمَامُ ابُو دَاوُدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: نَعْنِي بِمَا بَيَّنَّا أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ

۷۷۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۲۹۹ من حديث حسين بن عيسى به، وصححه الحاكم: ۱/ ۳۵،
وأصله عند مسلم، انظر الحديث الآتي: ۷۸۳، والحديث السابق شاهد له.

الصَّلَاةُ عَنْ بُدَيْلِ جَمَاعَةٍ لَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ كِي تَفْصِيلُ رَوَايَتِ كِي هِي مَكْرَانِ مِيں سِي سِي نِي بِي
مُسَيَّنًا مَن هَذَا . اسے ذكر نہیں کیا۔

☀ فائدہ: علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے صحیح اسانید سے ثابت اذکار کا اختیار کرنا ہی اولیٰ اور افضل ہے۔
افتتاح نماز کی دعاؤں میں سب سے صحیح ترین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے (یعنی اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي
وَبَيْنَ.....) [صحیح بخاری، حدیث: ۷۴۳ و صحیح مسلم، حدیث: ۵۹۸] اس کے بعد حدیث علی (یعنی
[وَجْهَتْ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ..... الخ] اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو سعید رضی اللہ عنہ [سبحانك
اللّٰهُمَّ..... الخ] میں کلام ہے۔ (نیل الاوطار: ۲۱۵/۳ تا ۲۱۹) لیکن امام شوکانی نے اگلے باب میں اس حدیث کو بھی
شواہد کی وجہ سے قابل عمل قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے علاوہ ازیں ہمارے محقق (شیخ
زبیر علی زئی رحمہ اللہ) نے بھی اسے صحیح کہا ہے اس لیے اس دعائے استفتاح کا پڑھنا بھی صحیح ہے گودرجات حدیث میں
اس کا نمبر تیسرا ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے۔

باب: ۱۲۰/۱۲۱- افتتاح نماز کے موقع

پر سکتے کا بیان

(المعجم ۱۲۰، ۱۲۱) - باب السَّكَنَةِ

عِنْدَ الْإِفْتِتَاحِ (التحفة ۱۲۴)

۷۷۷- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ مجھے نماز میں دو سکتے یاد ہیں۔ ایک تو جب امام
تکبیر کہتا ہے تو قراءت شروع کرنے تک۔ اور دوسرا
جب وہ فاتحہ اور سورت کی قراءت سے فارغ ہو کر رکوع
کرنا چاہتا ہے۔ کہا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ان
(سرہ) پر اس کا انکار کیا۔ چنانچہ انہوں نے یہ مسئلہ مدینہ
میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ بھیجا تو انہوں
نے حضرت سرہ کی تصدیق فرمائی۔

۷۷۷- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ
قَالَ: قَالَ سَمُرَةُ: حَفِظْتُ سَكَنَتَيْنِ فِي
الصَّلَاةِ: سَكَنَةً إِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ حَتَّى يَقْرَأَ،
وَسَكَنَةً إِذَا فَرَغَ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ
عِنْدَ الرُّكُوعِ قَالَ: فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ
ابْنُ حُصَيْنٍ. قَالَ: فَكُتِبُوا فِي ذَلِكَ إِلَى
الْمَدِينَةِ إِلَى أَبِي، فَصَدَّقَ سَمُرَةَ.

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی روایت

میں حمید الطویل نے بھی ایسے ہی کہا ہے کہ ”دوسرا سکتہ
اس وقت ہے جب وہ قراءت سے فارغ ہو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: كَذَا قَالَ حُمَيْدٌ فِي هَذَا

الْحَدِيثِ: وَسَكَنَةً إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ.

۷۷۷- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في سكتي الإمام، ح: ۸۴۵ من حديث
إسماعيل بن علي به، وانظر الحديثين الآتين * الحسن عن سمرة كتاب، والرواية عن الكتاب صحيحة.

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَشْعَثَ،
عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سُمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَسْكُتُ سَكَّتَيْنِ إِذَا
اسْتَفْتَحَ [الصَّلَاةَ] وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ
كُلُّهَا فَذَكَرَ مَعْنَى يُؤَسِّرَ.

حَدَّثَنَا سَعِيدٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ الْحَسَنِ
أَنَّ سُمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ وَعِمْرَانَ بْنَ
حُصَيْنٍ تَذَاكُرَا، فَحَدَّثَ سُمُرَةُ بْنُ
جُنْدُبٍ أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
سَكْتَيْنِ: سَكْتَةً إِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةً إِذَا
فَرَّغَ مِنْ قِرَاءَةِ ﴿غَيْرِ الْمَعْصُومِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَحَفِظَ ذَلِكَ سُمُرَةُ،
وَأَنْكَرَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، فَكَتَبَا
فِي ذَلِكَ إِلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ فَكَانَ فِي
كِتَابِهِ إِلَيْهِمَا أَوْ فِي رَدِّهِ عَلَيْهِمَا أَنَّ
سُمُرَةَ قَدْ حَفِظَ.

عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ بِهَذَا قَالَ: عَنْ

المثنى، وابن ماجه، ح: ٨٤٤ من حديث عبدالأعلى به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٧٨، وابن حبان، ح: ٤٤٨،
والحاكم: ٢١٥/١.

قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: نَعْتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِيهِ: قَالَ سَعِيدٌ: قُلْنَا لِقَتَادَةَ: مَا هَاتَانِ السَّكَّتَانِ؟ قَالَ: إِذَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ، ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: وَإِذَا قَالَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾.

نے قنادہ سے پوچھا کہ یہ دو سکوت کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: جب نماز شروع کرتے اور جب قراءت سے فارغ ہوتے۔ پھر اسکے بعد کہا: اور جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتے۔

🌞 توضیح: مذکورہ بالا احادیث ”حسن از سرہ بن جندب“ کی سند سے مروی ہیں اور ان کے سماع میں اختلاف ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسی اختلاف کی وجہ سے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اور جامع ترمذی کے شارح اور محقق احمد محمد شاکر رحمہ اللہ کے نزدیک حسن (بصری) کا سماع حضرت سرہ رحمہ اللہ سے ثابت ہے اس لیے انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور دیگر محققین (شیخ زبیر علی زئی سمیت) کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے اس لیے ان احادیث سے ثابت سکوت کا جواز ہے۔ تاہم شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ احادیث کو ضعیف شمار کیا ہے۔ بنا بریں ان کے نزدیک صحیح تراحدیث میں متفق علیہ سکوت صرف ایک ہی ہے یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد جس میں ٹاپڑھی جاتی ہے۔ البتہ دیگر سکوت جن کا ان روایات میں بیان آیا ہے یہ محض ”توقفات“ ہیں اور ائمہ نے ان کو مستحب کہا ہے اور ضرورت بھی ہوتی ہے تاکہ فاتحہ کا اختتام، آمین، دوسری قراءت کی ابتدا اور انتہا واضح رہے اور اس کے بعد ہی رکوع کے لیے تکبیر کہی جائے۔

۷۸۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنْ عُمَارَةَ، وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ الْمَعْنَى، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلَاةِ سَكَتَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبِیْ أُنْتُ وَأُمِّي أَرَأَيْتَ سَكُوتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، أَخْبِرْنِي مَا تَقُولُ؟ قَالَ: «اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ

۷۸۱- حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہہ لیتے تو تکبیر اور قراءت شروع کرنے کے درمیان قدرے خاموش رہتے۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! تکبیر اور قراءت کے درمیان اپنے سکوت کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ اس میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ فرمایا: «اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ..... الخ» [اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری کر دے جیسے کہ تو نے مشرق

۷۸۱- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، ح: ۵۹۸ من حديث محمد بن فضيل، والبخاري، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير، ح: ۷۴۴ من حديث عبد الواحد بن زياد به.

۲۔ کتاب الصلاة — نماز میں بسم اللہ سری یا جبری پڑھنے کے احکام و مسائل

خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اللَّهُمَّ أَنْقِنِي مِنْ خَطَايَايَ كَالثَّوْبِ الْأَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ. اللَّهُمَّ اغْسِلْنِي بِالْثَّلَجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرْدِ۔
اور مغرب کے درمیان دوری اور فاصلہ رکھا ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے ایسے صاف فرما دے جیسے کہ سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ثنائی دعاؤں میں سے یہ دعائے صبح اسانید سے ثابت ہے۔ الفاظ میں قدرے فرق بھی مروی ہے۔ ② ثنائی کو خاموشی سے پڑھنا مسنون ہے۔ ③ آخری جملہ ”اے اللہ! مجھے برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔“ اس میں برف اور اولوں کا ذکر یا تو تاکید کے لیے ہے یا اس معنی میں ہے کہ یہ پانی زمینی آلودگیوں سے پاک اور صاف ہوتا ہے تو اس سے صفائی اور بھی عمدہ ہوگی۔ اور صفائی کے لیے ”برف اور اولوں“ کے ذکر میں حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ الفاظ بطور تقاضا ہیں۔ یعنی اے اللہ! گناہوں کے باعث جو آگ کی حرارت کا سزاوار بن رہا ہوں، اس سے محفوظ رکھ اور میری خطاؤں کو ٹھنڈی برف اور اولوں سے دھو اور آگ کی جلن سے بالکل مامون و محفوظ فرما دے۔ واللہ اعلم۔ ④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے تمام احوال کا تتبع فرمایا کرتے تھے، خواہ وہ ظاہر ہوتے یا مخفی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے دین کو محفوظ کر دیا ہے۔ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ)

(المعجم ۱۲۱، ۱۲۲) - باب مَنْ لَمْ يَرِ الْجَهْرَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
باب: ۱۲۱/۱۲۲ - ان حضرات کے دلائل جو ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کو اونچی آواز سے نہیں پڑھتے
(التحفة ۱۲۵)

۷۸۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾۔
۷۸۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم قراءت کی ابتدا ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ سے کیا کرتے تھے۔

۷۸۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا الْوَارِثُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي الْجَوَزَاءِ، عَنْ
۷۸۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کی ابتدا اللہ اکبر سے اور قراءت کی ابتدا ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ سے کیا

۷۸۲- تخريج: [صحیح] أخرجه البخاري، في جزء القراءة: ۱۲۵ عن مسلم بن إبراهيم به، ورواه أحمد: ۱۱۴/۳، ۱۸۳، ۲۷۳ من حديث هشام به، ورواه البخاري في صحيحه، ح: ۷۴۳، ومسلم، ح: ۳۹۹ من حديث قتادة به.
۷۸۳- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يجمع صفة الصلوة وما يفتح به ويختم به... الخ، ح: ۴۹۸ من حديث حسين المعلم به.

نماز میں بسم اللہ سری یا جہری پڑھنے کے احکام و مسائل

کرتے تھے۔ اور جب رکوع کرتے تو اپنا سر نہ اونچا رکھتے اور نہ جھکاتے بلکہ ان کے بین بین ہوتا۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک کہ صحیح سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے۔ اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ اس وقت تک نہ کرتے جب تک کہ درست انداز میں بیٹھ نہ جاتے اور ہر دو رکعت کے بعد [التَّحِيَّات] (تشہد) پڑھتے۔ اور جب بیٹھے تو اپنا پایاں پاؤں بچھا لیتے اور دائیں کو کھڑا کرتے۔ اور شیطان کی چوڑی اور درندے کی مانند بیٹھنے سے منع فرماتے۔ اور نماز کو سلام پر ختم کرتے۔

عَائِشَةُ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْتَحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ، وَالْقِرَاءَةِ بِ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾. وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا، وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكَعَتَيْنِ التَّحِيَّاتُ، وَكَانَ إِذَا جَلَسَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى، وَكَانَ يَنْهَى عَنِ عَقِبِ الشَّيْطَانِ وَعَنِ فِرْشَةِ السَّبْعِ، وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ان احادیث سے استدلال یہ ہے کہ قراءت کی ابتدا ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ کے الفاظ سے ہوتی تھی نہ کہ ﴿بسم اللہ﴾ کے الفاظ سے۔ مگر شوافع وغیرہ جو ﴿بسم اللہ﴾ جہر پڑھنے کے قائل ہیں وہ ان احادیث کا مفہوم یہ بتاتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ قراءت کی ابتدا سورت فاتحہ سے ہوتی تھی نہ کہ کسی اور سورت سے۔ اور بقول ان کے ﴿بسم اللہ﴾ ہر سورت کا جز ہے مگر دلائل کو جمع کیا جائے تو ان سے ﴿بسم اللہ﴾ کو خاموشی سے پڑھنے کی جانب رائج ثابت ہوتی ہے۔ جیسے کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”یہ حضرات بسم اللہ جہر نہ پڑھا کرتے تھے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: ۷۳۳ و صحیح مسلم، حدیث: ۳۹۹ و مسند احمد: ۲۵۵/۳-۲۹۸) ② ہر دو رکعت کے بعد [التَّحِيَّات] تین یا چار رکعت والی نماز میں ہے مگر وتر کے لیے بصراحت ثابت ہے کہ نبی ﷺ جب تین یا پانچ رکعت وتر ایک ہی سلام سے پڑھتے تو درمیان میں کوئی [التَّحِيَّات] (تشہد) نہ پڑھتے صرف آخری رکعت میں پڑھتے تھے۔ ③ شیطان کی چوڑی [إِقْعَاءُ الشَّيْطَانِ] سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے سرین کو زمین پر رکھ لے، پنڈلیاں کھڑی کر لے اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ لے۔ یہ ناجائز ہے مگر إقْعَاء کی ایک دوسری صورت یہ ہے کہ اپنے سرین کو اپنی ایڑیوں پر رکھے جبکہ پاؤں، بچوں پر کھڑے کیے ہوں تو سجدوں کے درمیان یہ صورت جائز ہے۔ ④ ”درندوں کی طرح بیٹھنا“ اس سے مراد یہ ہے کہ سجدے میں اپنے ہاتھ زمین پر کہنی تک لمبے بچھا لے جیسے کہ درندے بیٹھتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

نماز میں بسم اللہ سری یا جبری پڑھنے کے احکام و مسائل

۷۸۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے۔“ آپ نے ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحیم - إنا أعطینک الکونین پوری سورت پڑھ کر سنائی۔ آپ نے پوچھا: ”جانتے ہو کوثر کیا ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ ایک نہر ہے جس کا میرے رب عزوجل نے مجھ سے جنت میں وعدہ فرمایا ہے۔“

۷۸۴- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أُنزِلَتْ عَلَيَّ آيَةُ سُورَةِ» فَقَرَأَ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿إِنَّا أَنْعَمْنَا عَلَى الْكَوْثَرِ﴾ حَتَّى خَتَمَهَا. قَالَ: «هَلْ تَذَرُونَ مَا الْكَوْثَرُ؟» قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَذْنِي وَرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي الْجَنَّةِ».

 فائدہ: مذکورہ الصدر و دونوں احادیث صحیح اور حسن ہیں۔ لہذا ترجیح صحیح احادیث کو ہے۔ نیز اگلے باب کی حدیث کہ [بسم اللہ] سے دو سورتوں کے مابین فرق و فصل نمایاں ہوتا تھا، اس سے یہی جانب رائج معلوم ہوتی ہے کہ [بسم اللہ] سورت کا جز نہیں ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: نیل الاوطار)

۷۸۵- جناب عروہ کے واسطے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے..... اور عروہ نے قصہ اُفک کا ذکر کیا..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے اور اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور کہا: [أَعُوذُ بِالسَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ]۔ [إِنَّ الدِّينَ حَاءٌ وَ بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ.....] (النور: ۱۱)

۷۸۵- حَدَّثَنَا قَطْنُ بْنُ نُسَيْرٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ الْأَعْرَجُ الْمَكِّيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ وَذَكَرَ الْإِفْكَ قَالَتْ: جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ: «أَعُوذُ بِالسَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» [إِنَّ الدِّينَ حَاءٌ وَ بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ] الْآيَةُ [النور: ۱۱].

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے۔ اسے زہری سے محدثین کی جماعت نے روایت کیا ہے مگر انہوں نے یہ کلام (یعنی تعوذ) اس طریقے سے (یعنی

قال أبو داود: وهذا حديث منكر، قد روى هذا الحديث جماعة عن الزهري، لم يذكروا هذا الكلام على

۷۸۴- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب حجة من قال: البسملة آية من أول كل سورة سوى براءة، ح: ۴۰۰ من حديث محمد بن فضيل به.

۷۸۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴۳/۲ من حديث أبي داود به * الزهري مدلس، ولم أجد تصريح سماعه.

۲- کتاب الصلاة۔ نماز میں بسم اللہ سری یا جہری پڑھنے کے احکام و مسائل
 هذا الشُّرْحُ، وَأَخَافُ أَنْ يَكُونَ أَمْرٌ (یہاں پر) ذکر نہیں کیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ شیطان سے
 الاستِعَاذَةُ مِنْهُ، كَلَامٌ حُمِيدٌ۔ تَعُوذُ کابیان حمید کا کلام ہوگا۔

☀ فائدہ: امام صاحب کا اس حدیث کو منکر بتا کر یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے تعوذ کا
 طریقہ یہ ثابت ہے کہ اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام بھی آئے کیونکہ قرآن میں ہے: ﴿فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ
 الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ (النحل: ۹۸/۱۶) ”اللہ کے ذریعے سے شیطان مردود سے پناہ مانگو“ اور احادیث میں بھی
 [أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ يَا أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ] کے الفاظ وارد
 ہیں۔ [أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ] نہیں ہے۔ یہ الفاظ صرف حمید راوی بیان کرتا ہے دوسرے راویوں نے اس طرح
 بیان نہیں کیا ہے۔ اس لیے یہ حدیث امام ابوداؤد کے نزدیک منکر ہے۔ لیکن صاحب عون المعبود فرماتے ہیں کہ اس لحاظ سے
 یہ روایت (منکر نہیں) شاذ ہوگی اور شاذ روایت وہ ہوتی ہے جس میں مقبول راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کے مخالف
 بیان کرے (اور اس میں ایسا ہی ہے)۔ اور منکر روایت میں ضعیف راوی ثقہ راوی کی مخالفت کرتا ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَنْ جَهَرَ بِهَا بسم اللہ جہری پڑھنے والوں کے دلائل
 (التحفة ۱۲۶)

۷۸۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: ۷۸۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
 أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ يَزِيدَ
 الْفَارِسِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا بات
 قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: مَا حَمَلَكُمْ أَنْ
 عَمَدْتُمْ إِلَيَّ ﴿بَرَاءَةً﴾ وَهِيَ مِنَ الْمِثْنِ، ہوئی کہ آپ نے سورۃ براءۃ جو مثنیٰ (سو آیتوں والی
 وَإِلَى ﴿الْأَنْفَالِ﴾ وَهِيَ مِنَ الْمِثْنَانِي، سورتوں) میں سے ہے اور سورۃ انفال کو جو مثنیٰ میں
 فَجَعَلْتُمُوهُمَا فِي السَّبْعِ الطُّوْلِ وَلَمْ تَكْتُبُوا سے ہے ملا کر سات طوال سورتوں میں شامل کر دیا ہے
 بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ؟ اور ان دونوں کے درمیان ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کی
 قَالَ عُثْمَانُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مِمَّا تَنْزَلُ عَلَيْهِ سطر نہیں لکھی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ پر
 الْآيَاتُ فَيَدْعُو بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ لَهُ جب قرآن کی آیات نازل ہوتی تھیں تو آپ کسی کا تب
 وَيَقُولُ لَهُ: «ضَعْ هَذِهِ الْآيَةَ فِي السُّورَةِ کو بلا لیتے اور فرماتے: ”اس آیت کو اس سورت میں لکھ
 الَّتِي يُذَكِّرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا»، وَتَنْزَلُ عَلَيْهِ دو جس میں فلاں فلاں بیان ہے۔“ پھر ایک دو آیات
 اترتیں تو اسی طرح فرماتے۔ اور سورۃ انفال ان سورتوں
 میں سے ہے جو آپ کی آمد مدینہ کے شروع ایام میں

۷۸۶- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذی، تفسیر القرآن، باب: ومن سورة التوبة، ح: ۳۰۸۶ من حديث عوف
 الأعرابي به، وقال: حسن صحيح وصححه ابن حبان، ح: ۴۵۲، والحاكم ۳۲۱/۲، ۳۳۰، ووافقه الذهبي.

نماز میں بسم اللہ سری یا جہری پڑھنے کے احکام و مسائل

اتری تھی اور سورۃ براءۃ نزول قرآن کے آخری دور کی سورتوں میں سے ہے اور ان کا مضمون آپس میں مشابہ ہے لہذا میں نے سمجھا کہ یہ سورۃ براءۃ سورۃ انفال کا حصہ ہے اور یہیں سے میں نے ان دونوں کو طویل میں درج کر دیا اور ان کے درمیان [بسم اللہ الرحمن الرحیم] کی سطر نہیں لکھی۔

الآیۃ وَالْآیَاتِ فَيَقُولُ مِثْلَ ذَلِكَ وَكَانَتْ ﴿الْأَنْفَالُ﴾ مِنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَتْ ﴿بَرَاءَةٌ﴾ مِنْ آخِرِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ، وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيهَةً بِقِصَّتِهَا، فَظَنَنْتُ أَنَّهَا مِنْهَا. فَمِنْ هُنَاكَ وَضَعْتُهَا فِي السَّنْعِ الطَّوِيلِ وَلَمْ أَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

۷۸۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور اس میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور آپ نے ہمارے لیے یہ واضح نہیں فرمایا کہ یہ (سورۃ براءۃ) سورۃ انفال میں سے ہے (یا نہیں)۔

۷۸۷- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُعَاوِيَةَ: أَخْبَرَنَا عَوْفُ الْأَعْرَابِيِّ عَنْ يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ، حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ قَالَ فِيهِ: فَقَبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَبَيِّنْ لَنَا أَنَّهَا مِنْهَا.

امام ابو داود نے فرمایا کہ شععی، ابو مالک، قتادہ اور ثابت بن عمارہ نے کہا ہے کہ نبی ﷺ نے (اپنے مکتوبات وغیرہ میں) [بسم اللہ الرحمن الرحیم] لکھنی شروع نہیں کی حتیٰ کہ سورۃ نمل نازل ہو گئی۔ یہ اس روایت کا مفہوم ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الشَّعْبِيُّ وَأَبُو مَالِكٍ وَقَتَادَةُ وَثَابِتُ بْنُ عُمَارَةَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكْتُبْ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ حَتَّى نَزَلَتْ سُورَةُ النَّملِ هَذَا مَعْنَاهُ.

۷۸۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سورتوں کا فرق نہ پہچانتے تھے حتیٰ کہ [بسم اللہ الرحمن الرحیم] نازل کی جاتی۔ یہ ابن سرح کے الفاظ ہیں۔

۷۸۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ وَابْنُ السَّرْحِ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُتَيْبَةُ فِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَعْرِفُ فَضْلَ السُّورَةِ

۷۸۷- تخريج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

۷۸۸- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ۴۲/۲، ۴۳ من حديث أبي داود به، ورواه الحميدي، ح: ۵۲۸، والنسائي في الكبرى، ح: ۱۱۶۳۶، والطحاوي في مشكل الآثار: ۱۵۳/۲، وصححه الحاكم: ۲۳۱/۱، وقال الذهبي: "أما هذا فتايت".

حَتَّى تُنْزَلَ عَلَيْهِ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ. وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ السَّرْحِ.

☀ فائدہ: اس مسئلے میں کہ ”بسم اللہ“ کو جہرا پڑھا جائے یا سرا علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی بات معتدل ہے کہ ”نبی کریم ﷺ اسے کبھی جہرا پڑھتے تھے اور کبھی سرا۔ مگر آپ کا اس کو سرا پڑھنا زیادہ ثابت ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسے روزانہ پانچ اوقات میں نیز سفر و حضر میں بھی جہرا پڑھتے رہے ہوں اور آپ کا یہ عمل خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مخفی رہا ہو اور پھر آپ کے اہل شرف و القرون میں بھی اس سے بے خبر رہیں یہ از حد محال بات ہے۔ چہ جائے کہ بسم اللہ کے جہر کو ثابت کرنے کے لیے جمل الفاظ اور کنز و احادیث کا سہارا لیا جائے۔ اس بارے میں صحیح احادیث غیر صریح اور جو صریح ہیں وہ غیر صحیح ہیں۔“ (زاد المعاد، فصل فی ہدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلاة) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے (نبیل الاوطار و سبیل السلام) شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف بھی ”بسم اللہ“ سری پڑھنے کا ہے۔ دیکھیے (صفة صلاة النبی ﷺ، ص: ۹۶) اور یہی رائج ہے۔

باب: ۱۲۲، ۱۲۳- کسی عارض کی وجہ سے

نماز کو ہلکا (مختصر) کر دینا

(المعجم ۱۲۲، ۱۲۳) - باب تخفیف

الصَّلَاةِ لِلْأَمْرِ بِحَدُوثِ (التحفة ۱۲۷)

۷۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَبَشْرُ
ابْنُ بَكْرِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي
كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَقُومُ
إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَطْوَلَ فِيهَا
فَأَسْمَعُ بَكَاءَ الصَّبِيِّ فَاتَجَوَّزُ كَرَاهِيَةً أَنْ
أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ».

۷۸۹- جناب عبد اللہ بن ابی قتادہ اپنے والد
(حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”میں نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ
ہوتا ہے کہ اسے لمبا کروں گا مگر میں بچے کا رونا سنتا ہوں تو
اسے مختصر کر دیتا ہوں تاکہ اس کی ماں بے چین نہ ہو۔“

☀ فوائد و مسائل: ① نماز کو طویل کر کے خشوع و خضوع سے پڑھنا مستحب ہے مگر امام کے لیے شرط ہے کہ اپنے
مقتدیوں میں سے کمزور افراد کا خیال رکھے۔ ② نماز میں کسی مستحب عمل کی نیت کر کے اسے پورا کرنا لازمی نہیں ہے
نیت میں اس طرح کی تبدیلی جائز ہے مثلاً کسی نے قیام لمبا کرنے کی نیت کی تو اسے مختصر کر دیا یا کھڑے ہو کر نفل

۷۸۹- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من أخف الصلوة عند بكاء الصبي، ح: ۷۰۷ من حديث الأوزاعي
به، ومن حديث بشر بن بكر تعليقا.

پڑھنے کی نیت کی تو ضروری نہیں کہ کھڑے ہو کر مکمل کرے بیٹھ کر بھی مکمل کر سکتا ہے۔ ⑤ عورتیں بھی جماعت میں شامل ہوں تو بہتر ہے اور چھوٹے بچوں کو بھی مسجد میں لایا جاسکتا ہے۔ ⑥ نماز کو ہلکا کرنے سے مراد یہ ہے کہ قراءت مختصر اور دیگر اذکار کو مناسب حد تک کم کر دیا جائے۔ نہ کہ ارکان نماز کو جلدی جلدی ادا کیا جائے۔

(المعجم ۱۲۳، ۱۲۴) - باب تَخْفِيفِ باب ۱۲۳: ۱۲۴- نماز مختصر (ہلکی) پڑھانی چاہیے
الصَّلَاةُ (التخفة ۱۲۸)

۷۹۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر واپس آ کر ہماری امامت کراتے تھے عمرو بن دینار نے ایک بار یوں کہا کہ پھر واپس آ کر اپنی قوم کو نماز پڑھاتے تھے..... ایک رات نبی ﷺ نے تاخیر سے نماز پڑھائی..... اور ایک بار روایت کیا کہ عشاء کی نماز آپ نے تاخیر سے پڑھائی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر آ کر اپنی قوم کی امامت کی اور سورہ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ تو قوم میں سے ایک آدمی علیحدہ ہو گیا اور اس نے الگ ہی اپنی نماز پڑھی تو اسے کہا گیا: کیا تو منافق ہو گیا ہے اے فلاں؟ اس نے کہا: میں منافق نہیں ہوا ہوں۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں پھر واپس جا کر ہماری امامت کراتے ہیں اے اللہ کے رسول! اور ہم آج پاشی کی انڈیوں والے ہیں اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں (گزشہ رات) وہ آئے اور ہماری امامت کرائی اور سورہ بقرہ پڑھنے لگے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے؟ کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے؟ وہ پڑھو اور وہ پڑھو۔“ ابو زبیر

۷۹۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو سَمِعَهُ مِنْ جَابِرٍ : كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُؤْمِنَا . قَالَ مَرَّةً : ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي بِقَوْمِهِ . فَأَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الصَّلَاةِ وَقَالَ مَرَّةً الْعِشَاءُ . فَصَلَّى مُعَاذٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ جَاءَ يَوْمٌ قَوْمُهُ فَقَرَأَ الْبَقْرَةَ ، فَأَعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَصَلَّى ، فَقِيلَ : نَافَقْتَ يَا فَلَانُ ! فَقَالَ : مَا نَافَقْتُ ، فَاتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : إِنَّ مُعَاذًا يُصَلِّي مَعَكَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُؤْمِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ! وَإِنَّمَا نَحْنُ أَصْحَابُ نَوَاضِحٍ وَنَعْمَلُ بِأَيْدِينَا وَإِنَّهُ جَاءَ يَوْمُنَا فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقْرَةِ . فَقَالَ : «يَا مُعَاذُ ! أَفَتَأَنَّ أَنْتَ أَفَتَأَنَّ أَنْتَ أَقْرَأُ بِكَذَا ، أَقْرَأُ بِكَذَا» - قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ : ﴿سَبَّحَ اسْمُ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ ، ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَنشَى﴾ فَذَكَرْنَا لِعَمْرٍو ، فَقَالَ : أَرَاهُ قَدْ ذَكَرَهُ .

۷۹۰- تخریج : أخرجه مسلم ، الصلوة ، باب القراءة في العشاء ، ح : ۴۶۵ من حديث سفیان بن عیینة به ، وهو في المسند للإمام أحمد : ۳/ ۳۰۸ ، ورواه البخاري ، ح : ۷۰۰ من حديث عمرو بن دينار به .

تخفيف نماز کے احکام و مسائل

نے نام لے کر کہا کہ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ پڑھو اور ہم نے عمرو سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ میرا بھی خیال ہے کہ آپ نے سورتوں کے نام ذکر کیے تھے۔

 فوائد و مسائل: ① امام کو اپنے مقتدیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز مختصر پڑھانی چاہیے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز اور جماعت سے پیچھے رہنے کو نفاق سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ ③ امام مفتی اور داعی کو کسی عمل خیر میں اس نکتے کو نہیں بھولنا چاہیے کہ عام مسلمانوں پر اس کے کیا اثرات ہوں گے ایسی صورت نہ ہو کہ لوگ دین ہی سے بدک جائیں۔ مردہ سنتوں کے احیاء کے لیے ضروری ہے کہ پہلے لوگوں کی فکری تربیت کی جائے اور ان میں سنت کی محبت بھردی جائے اور دلائل محکمہ سے انہیں مطمئن کیا جائے۔ پھر عمل شروع کیا جائے۔ بعض اوقات ایک شخص کا ارادہ توبہ کی کا ہوتا ہے مگر اس سے فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی عافیت میں رکھے۔ ائمہ اور داعی حضرات کی ذمہ داری انتہائی اہم اور حساس ہے۔ ④ پیچھے یہ گزر چکا ہے کہ کسی بھی مشروع سبب سے نماز کو دہرا نا اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض ادا کرنا جائز ہے۔ دیکھیے (حدیث: ۵۹۹) کیونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جو نماز اپنی قوم کو پڑھایا کرتے تھے وہ ان کی نفل نماز ہوتی تھی۔

۷۹۱- جناب حزم بن ابی بن کعب کا بیان ہے کہ وہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے اور وہ قوم کو مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے۔ اسی مذکورہ خبر میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے معاذ! فتنے میں ڈالنے والے نہ بنو بے شک تمہارے پیچھے بڑی عروا لے کزور“ کام کاج والے اور مسافر لوگ نماز پڑھتے ہیں۔“

۷۹۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا طَالِبُ بْنُ حَبِيبٍ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جَابِرٍ يُحَدِّثُ عَنْ حَزْمِ بْنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ أَنَّهُ أَتَى مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِقَوْمٍ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا مُعَاذُ! لَا تَكُنْ فِتْنَانَا فَإِنَّهُ يُصَلِّي وَرَاءَكَ الْكَبِيرُ وَالضَّعِيفُ وَذُو الْحَاجَةِ وَالْمُسَافِرُ».

 ملحوظہ: اس روایت میں صرف ”مسافر“ کا ذکر صحیح نہیں ہے۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ)

۷۹۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۷۹۲- نبی ﷺ کے ایک صحابی سے مروی ہے کہ

۷۹۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۱۱۰/۳ عن موسى بن إسماعيل به * طالب

ابن حبيب ضعفه البخاري والجمهور.

۷۹۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/۷۴ من حديث زائدة به، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن

نبی ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا: ”تم نماز میں کیا کہتے ہو؟“ اس نے کہا: میں تشهد پڑھتا ہوں پھر یوں کہتا ہوں اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اور میں آپ کی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی گنگناہٹ کو اچھی طرح نہیں سمجھتا (یعنی آپ اور معاذ کیا دعا مانگتے ہیں؟ آواز تو سنتا ہوں، لیکن واضح الفاظ سمجھ میں نہیں آتے۔) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہم بھی ان (جنت اور دوزخ) کے گرد ہی گنگناتے ہیں۔“ (یعنی جنت کا سوال اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ صحابی مختصر نماز اور مختصر دعائیں کرتے تھے۔ اور نبی ﷺ نے ان کی توثیق و تائید فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی ہمت سے بڑھ کر مکلف نہیں ٹھہراتا ہے۔ ② لفظ حدیث [ذَنْذَنَةُ] کا مفہوم یہ ہے کہ آواز کی گنگناہٹ تو محسوس ہو مگر الفاظ واضح نہ ہوں۔ ③ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ صحابی جن سے آپ نے یہ دریافت فرمایا تھا ان کا نام ”سلیم انصاری“ ہے۔ (منذری)

۷۹۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرٍ ذَكَرَ قِصَّةَ مُعَاذٍ قَالَ: وَقَالَ - يَغْنِي النَّبِيُّ ﷺ - لِلْفَتَى: «كَيْفَ تَصْنَعُ يَا ابْنَ أَخِي! إِذَا صَلَّيْتَ؟» قَالَ: أَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَأَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ، وَإِنِّي لَا أَذْرِي مَا ذَنْذَنُكَ وَلَا ذَنْذَنَةُ مُعَاذٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي وَمُعَاذٌ حَوْلَ هَاتَيْنِ»، أَوْ نَحْوَ هَذَا.

۷۹۳- عبید اللہ بن مقسم، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا قصہ ذکر کیا اور بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس جوان سے فرمایا: ”بھتیجے! جب نماز پڑھتے ہو تو کیسے کرتے ہو؟“ (یعنی کیا پڑھتے ہو؟) اس نے کہا: فاتحہ پڑھتا ہوں اور اللہ سے جنت مانگتا ہوں اور آگ سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور مجھے نہیں معلوم کہ آپ کی گنگناہٹ کیا ہے اور نہ معاذ کے متعلق معلوم ہے کہ ان کی گنگناہٹ کیا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں اور معاذ ان ہی کے گرد گنگناتے ہیں۔“ یا اس کی مانند کچھ فرمایا۔

۷۹۳- خزیمہ، ح: ۷۲۵، وابن حبان، ح: ۵۱۴ وغیرہما * الأعمش مدلس وعنعن، والحديث الآتي (۷۹۳) يغني عنه.

۷۹۳- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۳/۳۰۲ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۳۴، وانظر الحديث السابق وحديث: ۵۹۹.

☀️ فائدہ: نبی ﷺ کے حسن تعلیم و تربیت کا یہ انداز دلوں کو موہ لینے والا اور سادہ لوح مسلمانوں کی حسنت پر استقامت کا باعث تھا۔ اس میں مدرسین اور داعی حضرات کے لیے بہت بڑا درس ہے۔

۷۹۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنْ فِيهِم الضَّعِيفُ وَالسَّقِيمُ وَالْكَبِيرُ، وَإِذَا صَلَّى لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ».

۷۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے۔ کیونکہ ان میں کمزور بیمار اور بڑی عمر کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور جب اپنی اکیلے نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کر لے۔“

۷۹۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنْ فِيهِم السَّقِيمُ وَالشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَذَا الْحَاجَةِ».

۷۹۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان میں بیمار بڑی عمر کے اور کام کاج والے ہوتے ہیں۔“

☀️ فائدہ: نماز ہلکی اور مختصر ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ قراءت مختصر اور اذکار و تسبیحات کی تعداد مناسب حد تک کم ہو۔ اہم شرط یہ ہے کہ ارکان میں اعتدال وطمینان ہو۔ عدم اعتدال سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَا جَاءَ فِي

نُقْصَانِ الصَّلَاةِ (التحفة ۱۲۹)

۷۹۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ يَغْنِي ابْنِ مُضَرٍّ، عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ

۷۹۶- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے:

۷۹۴- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا صلى لنفسه فليطول ما شاء، ح: ۷۰۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۳۴.

۷۹۵- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۷۱ عن عبد الرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ۳۷۱۳ وانظر الحديث السابق.

۷۹۶- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۶۱۲ عن قتيبة به، ورواه أحمد: ۴/ ۳۲۱ من حديث ابن عجلان به، وله طرق عند ابن حبان، ح: ۵۲۱ وغيره.

سَعِيدُ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَّةَ الْمُزَنِيِّ، عَنْ عَمَّارِ
ابْنِ يَاسِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهُ
إِلَّا عَشْرُ صَلَاتِهِ تُشْعَاهَا ثُمْتُهَا سُبْعُهَا
سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبْعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا».

🌞 فائدہ: ظاہر ہے کہ یہ نقصان نماز میں وسوسے اور ادھر ادھر خیال ہٹنے کی وجہ سے اور خشوع و خضوع اور
تعدیل ارکان وغیرہ میں کمی کے باعث ہوتا ہے۔ یہ حدیث شریف مسلمانوں کے تمام طبقات علماء و عوام سب کو
اپنے پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی نمازوں کی اصلاح کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ۱۲۴، ۱۲۵) - باب القراءة
فی الظُّهْرِ (التحفة ۱۳۰)

۷۹۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعِيدٍ وَعُمَارَةَ بْنِ
مَيْمُونٍ وَحَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِيَّاحٍ أَنَّ
أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: فِي كُلِّ صَلَاةٍ
يُقْرَأُ، فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ
وَمَا أَخْفَى عَلَيْنَا أَخْفَيْنَا عَلَيْكُمْ.

🌞 فوائد و مسائل: ① مقصد یہ ہے کہ جو قراءت جہری تھی ہم جہری کرتے ہیں اور جو سری تھی ہم بھی سری کرتے
ہیں۔ ② امت کا اجماع ہے کہ فجر، مغرب، عشاء (پہلی دو رکعتیں) جمعہ عید اور استسقاء میں قراءت جہری ہوتی
ہے۔ اور ظہر، عصر اور مغرب کی تیسری اور عشاء کی آخری دونوں رکعتوں میں سری۔ ③ صحابہ کرام رحمہ اللہ امت کا وہ پہلا
عظیم طبقہ ہے جس نے دین کو رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا اور ان سے بعد کے لوگوں نے ان سے حاصل کیا۔

۷۹۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى
۷۹۸- حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۷۹۷- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة... الخ، ح: ۳۹۶ من حديث
حبيب بن الشهيد، والبخاري، الأذان، باب القراءة في الفجر، ح: ۷۷۲ من حديث عطاء بن أبي رباح به.
۷۹۸- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ۴۵۱ عن محمد بن المثنى،
والبخاري، الأذان، باب القراءة في العصر، ح: ۷۶۲ من حديث يحيى بن أبي كثير عن عبد الله بن أبي قتادة به.

رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تو ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے۔ آپ بعض اوقات ہمیں کوئی آیت سنوا بھی دیا کرتے تھے آپ ظہر کی پہلی رکعت کو طویل کرتے اور دوسری کو مختصر اور ایسے ہی فجر میں ہوتا۔

عن هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ الْحَجَّاجِ - وَهَذَا لَفْظُهُ - عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ. قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى وَأَبِي سَلَمَةَ ثُمَّ اتَّفَقَا عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا فَيَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا، وَكَانَ يُطَوِّلُ الرَّكْعَةَ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ وَيَقْصِرُ الثَّانِيَةَ وَكَذَلِكَ فِي الصُّبْحِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةَ.

امام ابوداؤد نے فرمایا: شیخ مسدد نے فاتحہ اور سورت کا ذکر نہیں کیا۔

۷۹۹- جناب عبد اللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والد سے اس مذکورہ حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا اور اضافہ کیا کہ آخری دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھتے۔ (یزید بن ہارون نے) ہام سے یہ مزید بیان کیا کہ آپ پہلی رکعت اس قدر لمبی کرتے کہ دوسری اتنی لمبی نہ کرتے اور ایسے ہی عصر اور فجر میں بھی۔

۷۹۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ وَأَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ بِبَعْضِ هَذَا وَزَادَ: فِي الْأَخْرَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَزَادَ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَا لَا يُطَوِّلُ فِي الثَّانِيَةِ، وَهَكَذَا فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَهَكَذَا فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ.

فائدہ: یہ حدیث نص ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں فاتحہ پڑھی جائے۔ (فتح الباری)

۸۰۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: جناب عبد اللہ بن ابی قتادہ اپنے والد (حضرت

۷۹۹- تخریج: أخرجه مسلم، من حديث يزيد بن هارون، انظر الحديث السابق، والبخاري، الأذان، باب: يقرأ في الآخرين بفاتحة الكتاب، ح: ۷۷۶ من حديث همام به.

۸۰۰- تخریج: متفق عليه، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۲۶۷۵.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ
يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ
أَبِيهِ قَالَ: فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يُذْرِكَ
النَّاسُ الرُّكْعَةَ الْأُولَى.

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کے معمول سے یہ سمجھا آپ چاہتے تھے کہ لوگ پہلی رکعت پالیں۔

۸۰۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ
عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ: قُلْنَا
لِخُبَّابٍ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي
الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْنَا: بِمِ كُتُبِ
تَعْرِفُونَ ذَاكَ؟ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ.

۸۰۱- جناب ابو معمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت فرمایا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ ہم نے کہا: آپ کو کیسے معلوم ہوتا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ کی ڈاڑھی کے ہلنے سے۔

۸۰۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
ابْنُ جُحَادَةَ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
أَوْفَى: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُومُ فِي الرُّكْعَةِ
الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ حَتَّى لَا يَسْمَعَ
وَقَعَ قَدَمٍ.

۸۰۲- حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی نماز کی پہلی رکعت میں اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ قدموں کی آوازیں نہ سنتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ظہر اور عصر کی آخری رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پر کفایت کرنا اور مزید پڑھنا بھی درست ہے جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔ دیکھیے (حدیث: ۸۰۴) ② بڑی نماز میں امام کے لیے مستحب ہے کہ اپنی قراءت میں سے کبھی کوئی آیت قدرے اونچی آواز سے پڑھ دیا کرے۔ ③ پہلی رکعت کو دوسری کی نسبت قدرے لمبا کرنا مستحب ہے۔ ④ امام اگر اس نیت سے قراءت کو طول دے کہ لوگ رکعت میں مل جائیں تو یہ مباح ہے۔ ⑤ بڑی قراءت میں ضروری ہے کہ الفاظ زبان سے ادا ہوں نہ کہ ہونٹ بند کر کے الفاظ پر تھکر کرنا، کیونکہ نبی ﷺ کی ڈاڑھی مبارک

۸۰۱- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلوة، ح: ۷۴۶ من حديث عبد الواحد ابن زياد به.

۸۰۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۵۶/۴ عن عفان به * رجل مجهول، وروى البيهقي: ۶۶/۲ بإسناد ضعيف جدًا وسمى الرجل المبهم طرفه الحضرمي وهو مجهول الحال، وجزم الضياء وغيره بأنه هو الواقع في هذا الإسناد ولم يذكروا دليلاً له.

اثنا عشر قراءت میں حرکت کرتی تھی۔ ① معلوم ہوا کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک اس قدر لمبی تھی کہ قراءت کرنے سے اس میں حرکت ہوتی تھی۔

(المعجم ۱۲۵، ۱۲۶) - باب تَخْفِيفِ الْأَخْرَيْنِ (التحفة ۱۳۱)

باب: ۱۲۵، ۱۲۶ - آخری دو رکعتوں کو ہلکار کھنے کا بیان

۸۰۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَبِي عَوْنٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِسَعْدِ: قَدْ شَكَكَ النَّاسُ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى فِي الصَّلَاةِ. قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأُمَدُّ فِي الْأَوَّلَيْنِ وَأُحْذَفُ فِي الْأَخْرَيْنِ وَلَا أَلُو مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ.

۸۰۳- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (امیر کوفہ) سے کہا کہ لوگوں نے آپ کی ہر بات میں شکایت کی ہے، حتیٰ کہ نماز کے بارے میں بھی تو انہوں نے کہا: میں تو پہلی دو رکعتوں کو لمبا اور پچھلی دو کو مختصر کرتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ والی نماز کی پیروی کرنے میں کوئی تقصیر نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کے متعلق یہی گمان ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① امام بخاری رحمہ اللہ کا اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ نماز کی ہر ہر رکعت میں قراءت واجب ہے۔ دیکھیے (باب وجوب القراءة للامام والمأموم في الصلوات كلها..... الخ، حدیث: ۷۵۵) ② اس سے پچھلی دو رکعتوں میں پہلی دو رکعتوں کے مقابلے میں تخفیف کا اثبات ہے۔

۸۰۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ يَعْني النَّفِيلِي: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ الْهَجَمِيِّ، عَنْ أَبِي الصَّدِّيقِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: حَزَرْنَا قِيَامَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ الْأُولَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً، قَدَرِ الْمَنَزِيلِ السَّجْدَةِ، وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْأَخْرَيْنِ

۸۰۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ظہر اور عصر کی نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کا اندازہ لگایا تو وہ یہ تھا کہ آپ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الم تنزيل السجدہ کی تقریباً تیس آیات کے برابر قیام فرماتے۔ اور ہم نے آخری دو رکعتوں میں آپ کے قیام کا اندازہ ان کے نصف کے برابر کیا۔ اور ہم نے عصر کی پہلی دو رکعتوں میں آپ کے قیام کا اندازہ لگایا تو یہ ظہر کی پچھلی دو رکعتوں کے برابر تھا۔ اور عصر کی

۸۰۳- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: يطول في الأولين ويحذف في الآخرين، ح: ۷۷۰، ومسلم، الصلوة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ۴۵۳ من حديث شعبة به.

۸۰۴- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ۴۵۲ من حديث هشيم به.

عَلَى النُّصْفِ مِنْ ذَلِكَ، وَحَزْرُنَا قِيَامَهُ فِي
الْأُولَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ الْأَخْرَيْنِ مِنَ
الظُّهْرِ، وَحَزْرُنَا قِيَامَهُ فِي الْأَخْرَيْنِ مِنَ
الْعَصْرِ عَلَى النُّصْفِ مِنْ ذَلِكَ.

☀️ فائدہ: معلوم ہوا کہ ظہر اور عصر کی نمازوں میں چاروں رکعات میں قراءت ہے۔ یعنی سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی
سورت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ تاہم افضل یہ ہے کہ پچھلی رکعات ہلکی اور مختصر ہوں۔

(المعجم ۱۲۶، ۱۲۷) - باب قَدْرِ
الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
(التحفة ۱۳۲)

۸۰۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ
ابْنِ سَمُرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي
الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَالسَّمَاءِ
ذَاتِ الْبُرُوجِ وَنَحْوِهِمَا مِنَ السُّورِ.

۸۰۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ:
حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ قَالَ:
سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ إِذَا أَذْخَضَ الشَّمْسُ الظُّهْرَ
وَقَرَأَ بَنَحْوِ مَنْ: وَاللَّيْلِ إِذَا بَغَسَى،
وَالْعَصْرِ كَذَلِكَ وَالصَّلَاةِ كَذَلِكَ، إِلَّا
الصُّبْحَ فَإِنَّهُ كَانَ يُطِيلُهَا.

۸۰۵- تخریج: [استادہ حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في القراءة في الظهر والعصر، ح: ۳۰۷،
والنسائي، ح: ۹۸۰ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۴۶۵.
۸۰۶- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۵۹ من حديث شعبة به.

۸۰۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی

ﷺ نے نماز ظہر میں سجدہ (تلاوت) کیا، پھر کھڑے ہو گئے پھر رکوع کیا، تو ہمیں معلوم ہوا کہ آپ نے الم تنزیل السجدة تلاوت کی تھی۔ ابن عسلی کہتے ہیں امیکاف ذکر صرف معتمر ہی نے کیا ہے۔

۸۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى:

حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَيزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَهَشِيمٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أُمِّيَّةَ، عَنْ أَبِي مِجَلَزٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ قَرَأَ تَنْزِيلَ السَّجْدَةِ. قَالَ ابْنُ عِيسَى: لَمْ يَذْكُرْ أُمِّيَّةٌ أَحَدًا إِلَّا مُعْتَمِرًا.

 **لحوظ:** حدیث ضعیف ہے۔ اس لیے یہ واقعہ تو صحیح نہیں۔ تاہم یہ واضح ہے کہ اگر نماز میں سجدہ تلاوت والی آیت پڑھی جائے تو سجدہ تلاوت کرنا بہتر ہوگا۔

۸۰۸- جناب عبداللہ بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں

بنی ہاشم کے چند جوانوں کی معیت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں گیا۔ ہم نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھو کہ کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ انہیں کہا گیا۔ شاید آپ اپنے دل میں پڑھتے تھے۔ کہا: تیرا بھلا ہوا! یہ صورت پہلی سے بھی بدتر ہے۔ آپ ﷺ (اللہ کے) مامور بندے تھے۔ آپ کو جس چیز کے ساتھ بھیجا گیا آپ نے اسے پہنچا دیا۔ آپ نے ہمیں لوگوں سے الگ کسی چیز کے ساتھ خاص نہیں کیا۔ سوائے

۸۰۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ مُوسَى بْنِ سَالِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فِي شَبَابٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَقُلْنَا لِسَابِّ مَنَا: سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ فَقَالَ: لَا. فَقِيلَ لَهُ: لَعَلَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي نَفْسِهِ، فَقَالَ: خَمْسًا هَذِهِ شَرٌّ مِنَ الْأُولَى، كَانَ عَبْدًا مَأْمُورًا بَلَّغَ مَا أُرْسِلَ بِهِ، وَمَا اخْتَصَصْنَا دُونَ النَّاسِ بِشَيْءٍ إِلَّا بِثَلَاثِ خِصَالٍ: أَمَرْنَا أَنْ تُسَبِّحَ الْوُضُوءَ

۸۰۷- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۸۳/۲ عن يزيد بن هارون به ولم يذكر عن "أمية"، وقال سليمان التيمي: "ولم أسمع من أبي مجلز"، وسمعه من أمية، بيته حديث المعتمر * وأمية مجهول (تقريب)، وغفل الحاكم عن هذه العلة القادحة فصححه على شرط الشيخين: ۲۲۱/۱، ووافقه الذهبي.

۸۰۸- **تخریج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في كراهية أن ينزى الحمر على الخيل، ح: ۱۷۰۱، وابن ماجه، ح: ۴۲۶، والنسائي، ح: ۱۴۱ من حديث موسى بن سالم به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وللحديث طرق، وقول ابن عباس هذا منسوخ، لأنه ثبت أنه قال: "أقرأ خلف الإمام بفاتحة الكتاب"، رواه ابن المنذر، الأوسط: ۱۰۹/۳ وغيره، وسنده صحيح، وصححه البيهقي في كتاب القراءة خلف الإمام، فعلم أن المأموم إذا كان مأمورًا بالقراءة فكيف الإمام؟

۲۔ کتاب الصلاة نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

وَأَنْ لَا تَأْكُلَ الصَّدَقَةَ وَأَنْ لَا تُنْزِيَ الْحِمَارَ عَلَى الْفَرَسِ .
تین باتوں کے۔ یہ کہ وضو کامل کریں۔ صدقہ نہ کھائیں اور گدھے کو گھوڑی سے جفتی نہ کرائیں۔

۸۰۹۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا أَذْرِي أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ أَمْ لَا .
۸۰۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ آیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت کرتے تھے یا نہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ظہر اور عصر میں قراءت کے مسئلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایات مختلف ہیں۔ کسی میں انکار ہے اور کسی میں تردد اور جبکہ کچھ میں اثبات بھی مروی ہے۔ شاید انہیں پہلے علم نہ تھا پھر بعد میں دیگر صحابہ سے علم ہوا۔ بہر حال صحیح روایت میں ثابت ہے کہ نبی ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت فرمایا کرتے تھے۔ دیکھیے (صحیح بخاری، حدیث: ۷۴۶) ② اہل بیت کو کسی خاص حکم اور وصیت سے مخصوص نہیں کیا گیا تھا۔ مذکورہ مسائل محض تاکید مزید کے معنی میں ہیں۔ صرف صدقہ کے نہ کھانے میں انہیں انفرادیت ہے۔ ③ گدھے اور گھوڑی کی جفتی ہمیں خود کرانا ممنوع ہے۔ ان میں یہ عمل از خود ہو جائے یا کوئی جاہل لوگ کریں تو ہمیں ان سے پیدا ہونے والے نخر سے فائدہ اٹھانا بالکل جائز ہے۔

(المعجم ۱۲۷، ۱۲۸) - باب قَدَرِ
الْقِرَاءَةُ فِي الْمَغْرِبِ (التحفة ۱۳۳)
باب: ۱۲۷، ۱۲۸۔ مغرب میں قراءت کی مقدار

۸۱۰۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهِيَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا، فَقَالَتْ: يَا بَنِي لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هَذِهِ السُّورَةَ إِنَّهَا لِأَخِيرُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ .
۸۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ (ان کی والدہ) ام الفضل بنت الحارث نے ان کو سنا کہ وہ سورہ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ کی تلاوت کر رہے تھے تو انہوں نے کہا: بیٹے! تم نے اس سورت کی قراءت سے مجھے یاد دلایا ہے کہ یہ آخری چیز تھی جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی۔ آپ اسے مغرب میں پڑھ رہے تھے۔

۸۰۹۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱/۲۴۹ من حديث هشيم به، وهو منسوخ، انظر الحديث السابق .

۸۱۰۔ تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في المغرب، ح: ۷۶۳، ومسلم، الصلوة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۶۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۷۸/۱ .

نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

۸۱۱- جناب محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ مغرب (کی نماز) میں سورہ ”والطور“ کی قراءت کر رہے تھے۔

۸۱۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ سَهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِالطُّورِ فِي الْمَغْرِبِ.

۸۱۲- مردان بن حکم سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کیا وجہ ہے کہ تم مغرب میں قصار مفصل (آخری چھوٹی سورتیں ہی) پڑھتے ہو حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے کہ آپ مغرب میں دو لمبی سورتوں میں سے لمبی سورت پڑھتے تھے۔ (ابن ابی ملیکہ نے) کہا: دو لمبی سورتیں کون سی ہیں؟ کہا اعراف اور انعام۔

۸۱۲- حَدَّثَنَا ابْنُ جَرِيرٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: مَا لَكَ تَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمَفْصَلِ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِطَوَلَى الطُّوَلَيْنِ؟ قَالَ: قُلْتُ: مَا طَوَلَى الطُّوَلَيْنِ؟ قَالَ: الْأَعْرَافُ وَالْآخِرُ الْأَنْعَامُ،

اور میں (ابن جریج) نے ابن ابی ملیکہ سے پوچھا تو مجھے انہوں نے اپنی طرف سے کہا کہ مائدہ اور اعراف۔

وَسَأَلْتُ أَنَا ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ فَقَالَ لِي مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ: الْمَائِدَةُ وَالْأَعْرَافُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے مختلف مواقع پر لمبی قراءت بھی کی ہے۔ امام کو اپنے مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے قراءت اختیار کرنی چاہیے۔ ② سورہ حجرات سے آخر قرآن تک کی سورتوں کو ”مفصل“ سے تعبیر کیا جاتا ہے اس لیے کہ ان میں [بسم اللہ] سے فصل کا تکرار ہے۔ سورہ ﴿لَمْ يَكُنْ﴾ سے آخر تک قصار مفصل سورہ بروج سے ﴿لَمْ يَكُنْ﴾ تک اوساط مفصل اور سورہ حجرات سے بروج تک طوال مفصل کہلاتی ہیں۔

باب: ۱۲۸، ۱۲۹- ان حضرات کی دلیل جو مغرب میں تخفیف کے قائل ہیں

(المعجم ۱۲۸، ۱۲۹) - باب مَنْ رَأَى التَّخْفِيفَ فِيهَا (التحفة ۱۳۴)

۸۱۱- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الجهر في المغرب، ح: ۷۶۵، وسلم، الصلوة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۷۸/۱.

۸۱۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في المغرب، ح: ۷۶۴ من حديث ابن جريج به، مختصراً، وهو في مصنف عبد الرزاق: ۲۶۹۱.

۸۱۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: جَابِ هِشَامُ بْنُ عَرَوْه كَابِيَانِ هِي كَهْ اِن كَه
 حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَرَوْه: أَنَّ
 أَبَاهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ يَنْحَوِ مَا
 تَقْرَأُونَ وَالْعَادِيَاتِ وَنَحْوَهَا مِنَ السُّورِ.
 قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يَذُلُّ أَنَّ ذَاكَ
 مَنْسُوخٌ. وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَصَحُّ.
 ۸۱۳- جناب ہشام بن عروہ کا بیان ہے کہ ان کے
 والد (عروہ بن زبیر) مغرب میں اسی طرح کی سورتیں پڑھتے
 تھے جیسی تم لوگ پڑھتے ہو یعنی ”والعادیات“ وغیرہ۔
 امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا یہ دلیل ہے کہ مغرب میں
 تطویل قراءت منسوخ ہے۔ اور امام ابو داود نے کہا کہ
 یہی زیادہ صحیح ہے۔

🌞 فائدہ: ① امام ابو داود رحمہ اللہ نے اسی اختصار قراءت کو رائج قرار دیا ہے ورنہ دیگر صحیح روایات سے اس کا نسخ ثابت
 نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں توشع ہے اور یہ آخری روایت تابعی کا عمل ہے۔ (عمون المعبود) اور نبی ﷺ کی آخری قراءت
 مغرب میں ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ تھی، جیسا کہ ام الفضل رحمہ اللہ کی روایت گزری ہے۔ (حدیث: ۸۱۰)

۸۱۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ: جَابِ هِشَامُ بْنُ عَرَوْه كَابِيَانِ هِي كَهْ اِن كَه
 حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ
 إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ،
 عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَالَ: مَا مِنْ
 الْمَفْصَلِ سُورَةٍ صَغِيرَةٍ وَلَا كَبِيرَةٍ إِلَّا وَقَدْ
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ النَّاسَ بِهَا فِي
 الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ.
 ۸۱۴- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب)
 سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جزو
 ”مفصل“ کی کوئی چھوٹی بڑی سورت نہیں جو میں نے
 رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہو آپ اسے فرض نمازوں کی
 امامت کراتے ہوئے پڑھتے تھے۔

۸۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: جَابِ هِشَامُ بْنُ عَرَوْه كَابِيَانِ هِي كَهْ اِن كَه
 حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنِ النَّزَّالِ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ
 ۸۱۵- جناب ابو عثمان نہدی سے مروی ہے کہ انہوں
 نے حضرت عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ کے پیچھے مغرب کی نماز

۸۱۳- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۳۹۲/۲ من حديث أبي داود به، وقول أبي داود رحمه الله غير صحيح.

۸۱۴- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۸۸/۲ من حديث وهب بن جرير به * محمد بن إسحاق مدلس
 تقدم، ح: ۳۱۳، ولم أجد تصريح سماعه.

۸۱۵- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۹۱/۲ من حديث أبي داود به * النزال مجهول الحال، لم
 يوثقه غير ابن حبان.

۲- کتاب الصلاة - نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

أَبِي عُثْمَانَ التَّهْدِي: أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ ابْنِ مَسْعُودٍ الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ.

پڑھی تو انہوں نے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ تلاوت کی۔

(المعجم ۱۲۹، ۱۳۰) - باب الرَّجُلِ يُعِيدُ سُورَةَ وَاحِدَةٍ فِي الرَّكْعَتَيْنِ (التحفة ۱۳۵)

باب: ۱۳۰، ۱۲۹ - دور کعتوں میں ایک ہی سورت کا تکرار

۸۱۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَاهِمَا، فَلَا أُدْرِي أَنَسِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمْ قَرَأَ ذَلِكَ عَمْدًا.

۸۱۶- جناب معاذ بن عبد اللہ جہنی کا بیان ہے کہ بنو جہینہ کے ایک شخص نے نبی ﷺ کو سنا کہ آپ فجر کی نماز میں دونوں رکعات میں ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ﴾ پڑھ رہے تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ بھول گئے تھے یا عمد اس کی قراءت کی تھی۔

🌅 فائدہ: کسی سورت کا نماز میں تکرار کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

(المعجم ۱۳۰، ۱۳۱) - باب الْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ (التحفة ۱۳۶)

باب: ۱۳۰، ۱۳۱ - فجر میں قراءت کا بیان

۸۱۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَصْبَغٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: كَأَنِّي أَسْمَعُ صَوْتَ النَّبِيِّ ﷺ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ ﴿فَلَا أَقِيمُ بِالْخُنُسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنُسِ﴾.

۸۱۷- حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ گویا میں نبی ﷺ کی آواز سن رہا ہوں آپ فجر کی نماز میں ﴿فَلَا أَقِيمُ بِالْخُنُسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنُسِ﴾ (سورۃ التکویر) پڑھ رہے تھے۔

۸۱۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲/ ۳۹۰ من حديث أبي داود به.

۸۱۷- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب القراءة في صلاة الفجر، ح: ۸۱۷ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، ورواه مسلم، ح: ۴۵۶ من حديث الوليد بن سريع عن عمرو بن حريث مطولاً.

(المعجم ۱۳۱، ۱۳۲) - باب مَنْ تَرَكَ
الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
(التحفة ۱۳۷)

باب: ۱۳۱، ۱۳۲- جو کوئی اپنی نماز میں
سورۃ فاتحہ کی قراءت چھوڑ دے

۸۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ:
حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ،
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: أُمِرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ
الْكِتَابِ وَمَا تَسَّرَ.

۸۱۸- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں
حکم دیا گیا کہ ہم (نماز میں) فاتحہ اور جو میسر ہو (یعنی
قرآن میں سے) پڑھا کریں۔

۸۱۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى
الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عَيْسَى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ
مَيْمُونِ الْبَصْرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ
النَّهْدِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ لِي
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اُخْرُجْ فَتَادِ فِي الْمَدِينَةِ
أَنَّهُ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقُرْآنٍ وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
فَمَا زَادَ، وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ».

۸۱۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ اور مدینے میں اعلان
کردو کہ قرآن (کی قراءت) کے بغیر نماز نہیں خواہ
فاتحہ الكتاب ہو اور کچھ زیادہ۔ خواہ فاتحہ الكتاب
ہو اور کچھ زیادہ۔“

۸۲۰- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
يَحْيَى: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ
أُنَادِيَ أَنَّهُ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ
الْكِتَابِ فَمَا زَادَ.

۸۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اعلان کر دوں کہ
قراءت فاتحہ اور کچھ مزید کے بغیر نماز نہیں۔

☀️ فائدہ: مذکورہ روایات سنداً ضعیف ہیں۔ لیکن اس میں بیان کردہ باتیں دوسری صحیح روایات سے ثابت ہیں، یعنی

۸۱۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/۳ من حديث همام به * قتادة مدلس، تقدم، ح: ۲۹ ولم أجد
تصريح سماعه والعجب من الحافظ ابن حبان، بأنه صرح أن لا يحتاج برواية المدلس إذا عنعن وذكر قتادة في المدلسين
(المجروحين: ۱/۹۲) ثم حشر هذا الحديث في صحيحه (الإحسان)، ح: ۱۷۸۷ فسبحان من لا يسهو.

۸۱۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري، في جزء القراءة: ۹۹ (بتحقيقي) من حديث عيسى بن يونس،
وأحمد: ۲/۴۲۸ من حديث جعفر بن ميمون به، وجعفر هذا ضعيف، ضعفه أحمد، وابن معين والبخاري والجمهور.

۸۲۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/۴۲۸ عن يحيى القطان به، وانظر الحديث السابق لعلته.

نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

منفرد شخص کے لیے سورہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت یا قرآن سے کچھ حصہ پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن جہری نمازوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا جائے۔

۸۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کوئی نماز پڑھے اور اس میں ام القرآن (سورہ فاتحہ) نہ پڑھے تو ایسی نماز ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے کامل نہیں ہے۔“ (ابو سائب نے کہا) میں نے کہا: اے ابو ہریرہ! میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں۔ تو انہوں نے میری کلائی دبا لی اور کہا: اے فارسی! اسے اپنے نفس میں پڑھا کرو بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ کہتے تھے: ”اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان آدھے آدھے تقسیم کر دیا ہے نصف میرے لیے ہے اور نصف میرے بندے کے لیے اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پڑھا کرو۔ بندہ کہتا ہے ﴿الحمد لله رب العالمین﴾ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی۔ بندہ کہتا ہے: ﴿الرحمن الرحیم﴾ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری شاک کی۔ بندہ کہتا ہے: ﴿مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ﴾ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ بندہ کہتا ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (اللہ فرماتا ہے: یہ میرے اور بندے کے مابین ہے اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا۔ بندہ کہتا ہے

۸۲۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَفْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ غَيْرُ تَمَامٍ». قَالَ: فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! إِنِّي أَكُونُ أحيانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ. قَالَ: فَعَمَزَ ذِرَاعِي وَقَالَ: اقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِيُّ فِي نَفْسِكَ! فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ». قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اقْرَأُوا يَقُولُ الْعَبْدُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: حَمْدُنِي عَبْدِي. يَقُولُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَتْنِي عَلَى عَبْدِي، يَقُولُ الْعَبْدُ: مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَجْدُنِي عَبْدِي. يَقُولُ الْعَبْدُ: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ، فَهَذِهِ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. يَقُولُ

۸۲۱- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة... الخ، ح: ۳۹۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۸۴، ۸۵ (والقنعبي، ص: ۱۳۷-۱۳۹).

۲۔ کتاب الصلاة نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

الْعَبْدُ: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿۱﴾
 ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿۱﴾
 سب میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص اور ناتمام رہتی ہے جس کی تعبیر دوسری احادیث میں کچھ یوں

ہے۔ [لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] (صحیح بخاری، حدیث: ۷۵۶) و صحیح مسلم، حدیث: ۳۹۳) انس علی کی روایت میں جناب سفیان سے مروی ہے۔ [لَا تُحْزِي صَلَوةَ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] (سنن دارقطنی، حدیث: ۱۲۱۲) ”جس نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ کافی نہیں ہوتی۔“ [فتح الباری] ابن خزیمہ، ابن حبان اور احمد میں ہے: [لَا تُقْبَلُ صَلَوةٌ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ] (فتح الباری، شرح حدیث: ۷۵۶) ”جس نماز میں ام القرآن (فاتحہ) نہ پڑھی جائے وہ قبول نہیں ہوتی۔“ اس قسم کے مختلف الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ نماز کا رکن ہے۔ اس کا پڑھنا فرض اور واجب ہے الّا یہ کہ کوئی پڑھنے سے عاجز ہو۔ ⑤ اس حکم میں تمام قسم کی نمازیں (فرض، نفل، جنازہ، عید اور کسوف وغیرہ) اور تمام طرح کے نمازی (مفرد، امام، مقتدی، حاضر اور مسافر) شامل ہیں۔ ⑥ نفس میں پڑھنا۔ اس سے مراد آواز نکالنے بغیر زبان سے پڑھنا ہے۔ صرف ان الفاظ کا خیال اور تصور صحیح نہیں اسے کسی طرح قراءت (پڑھنا) نہیں کہا جاتا۔ نیز یہ مسئلہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مذہب اور رائے محض نہیں بلکہ ان کا استدلال صریح اور صحیح فرمان نبوی سے ہے۔ ⑦ سورۃ فاتحہ کو ”نماز“ سے تعبیر کرتے ہوئے صرف اسی کی تقسیم کی گئی ہے اور اس تقسیم میں بسم اللہ کو شمار نہیں کیا گیا ہے۔ یہ دلیل ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزو نہیں ہے۔ ⑧ امام کے پیچھے ہونے کا اشکال آج کا نیا اشکال نہیں ہے بلکہ تابعین کے دور سے ہے، مگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے پڑھنے کا فتویٰ اور اس کی دلیل پیش فرما کر تمام ادہام کا ازالہ فرمادیا ہے۔ نیز آیت کریمہ ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ﴾ (اعراف: ۱۰۳) ”جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی سے سنو۔“ کا مفہوم بھی واضح کر دیا کہ آہستہ پڑھو یعنی آواز نہ نکالو۔ اس میں انصاف بھی ہے اور قراءت پر عمل بھی۔ نیز حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِأَمِّ الْقُرْآنِ] یعنی ”امام کے پیچھے صرف سورۃ فاتحہ کی قراءت کرو۔“ ⑨ سورۃ فاتحہ نماز کی سب رکعات میں پڑھی جائے۔ جیسے کہ حضرت خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث (مسئی الصلوة) میں آیا کہ [تُمْ أَفْعَلُ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا] (صحیح بخاری، حدیث: ۷۹۳ و صحیح مسلم، حدیث: ۳۹۷) ”اور پوری نماز میں ایسے ہی کرو۔“

۸۲۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ ۸۲۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی

۸۲۲۔ تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة... الخ، ح: ۳۹۴ من حديث

سفيان بن عيينة به.

السَّرْحُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ يَنْتَلِغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَصَاعِدًا»۔ جب کوئی شخص اکیلا پڑھ رہا ہو (تو یہ حکم ہے)۔

قَالَ سُفْيَانُ: لِمَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ۔

🌞 فوائد ومسائل: ① یہ حدیث صحیح ہے، مگر بعض روایات میں ”فَصَاعِدًا“ کا لفظ منقول نہیں ہے۔ اس لفظ کے لگانے کا فائدہ یہ ہے کہ کم از کم سورۃ فاتحہ پڑھے یا اس سے کچھ زیادہ پڑھے۔ سورۃ فاتحہ سے کم نہ پڑھے۔ یعنی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا بہر حال ضروری ہے۔ باقی رہا سفیان رحمہ اللہ کا یہ بیان کہ یہ اکیلے کے لیے ہے تو یہ ان کی رائے ہے اور اس مسئلے میں ان لوگوں کے درمیان اختلاف رہا ہے۔ ② [لَا صَلَاةَ] میں لائے نفی جنس ہے، نفی کمال نہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے کیا خوب لکھا ہے کہ ”نبی ﷺ کے الفاظ اس کے رکن ہونے پر دلالت کرتے ہیں: لَا صَلَاةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اور لَا تُجْزِئُ صَلَاةُ رَجُلٍ حَتَّى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرَّكُوعِ وَالسُّجُودِ“ آدمی کی نماز جائز نہیں ہوتی جب تک کہ رکوع اور سجدے میں اپنی کمر سیدھی نہ کرے۔“ جس عمل کو شارع ﷺ نے ”صلوۃ“ سے تعبیر فرمایا ہے اس میں تنبیہ بلیغ ہے کہ یہ نماز میں رکن ہے۔ (حجة الله البالغة: ۲۱۳) اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لائے نفی ہے۔ اس معنی میں کہ [لَا تُصَلُّوا إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ] یعنی فاتحہ کے بغیر نماز مت پڑھو۔ جیسے کہ فرمایا: [لَا صَلَاةَ بِخَضِرَةِ الطَّعَامِ] (صحیح مسلم، حدیث: ۵۶۰) ”کھانا تیار ہو تو نماز نہیں۔“ ③ خیال رہے کہ کچھ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ حدیث ”لا صلوۃ“ کے الفاظ سے سورۃ فاتحہ کا فرض ہونا لازم آتا ہے اور یہ قرآن پر اضافہ ہے یعنی قرآن مجید میں ہے کہ جب قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہو تو خاموشی اختیار کرو۔ اور حدیث میں ہے کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔ یعنی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا لازم ہے۔ جب کہ (ان کے نزدیک) سنت سے قرآن پر اضافہ جائز نہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ خانہ ساز اصول ہے۔ اسے قرآن پر اضافے سے تعبیر کرنا ہی یکسر غلط اور حدیث کو مسترد کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ اسی من گھڑت اصول کی بابت امام شوکانی رحمہ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ اس طرح کی بات کرنا ایک فاسد خیال ہے۔ جس کا نتیجہ بہت سی پاکیزہ سنتوں کے ترک کی صورت میں نکلتا ہے۔ اور اس قاعدے کی کوئی واضح دلیل اور حجت نہیں ہے۔ کتنے ہی مقام ہیں کہ شارع ﷺ نے فرمایا ہے: لَا تُجْزِئُ كَذَا۔ لَا يَقْبَلُ كَذَا۔ لَا يَصِحُّ كَذَا اور کچھ لوگ اس کے مقابل کہتے ہیں کہ: یجْزِئُ۔ یَقْبَلُ اور یصح۔ یہی وجہ ہے کہ سلف (صحابہ کرام) نے ایسے اہل الراۓ سے بچنے کو کہا ہے۔ دیکھیے (نبیل الاوطار، باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ) ④ [فَصَاعِدًا] ”یعنی کچھ مزید“ ظاہر الفاظ کا تقاضا ہے کہ سورۃ فاتحہ کے علاوہ مزید قراءت بھی واجب ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: [فِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ، فَمَا أَسْمَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْمَعَنَا كُمْ ، وَمَا أَخْفَى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ ، وَإِنْ لَمْ تَزِدْ عَلَيَّ أَمَّ الْقُرْآنِ أَجْزَأْتُ ، وَإِنْ زِدْتُ فَهُوَ خَيْرٌ [صحيح بخاری، حدیث: ۷۷۲] ”ہر نماز میں قراءت کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو ہمیں سنوایا ہم تمہیں سناتے ہیں اور جس میں وہ ہم سے خاموش رہے ہم بھی تم سے خاموش رہتے ہیں۔ اگر تم سورۃ فاتحہ سے مزید نہ پڑھو تو کافی ہے اگر مزید پڑھو تو بہتر ہے۔“ دراصل لفظ [فَصَاعِدًا] میں اس شبہ کا ازالہ ہے کہ کہیں یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ صرف سورۃ فاتحہ پڑھنی ہے اور کچھ نہیں پڑھنا تو فرمایا کہ سورۃ فاتحہ کے ساتھ مزید قراءت بھی ہونی چاہیے۔ الایہ کہ انسان مقتدی ہو۔

۸۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُفَيْلِيُّ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ مَكْحُولٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ : كُنَّا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ ، فَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَقَلْتُ عَلَيْهِ الْفِرَاءَةَ ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ : «لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُونَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ؟» قُلْنَا : نَعَمْ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ! قَالَ : «لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا» .

۸۲۳- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز فجر میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے۔ آپ نے قراءت شروع فرمائی مگر وہ آپ پر بھاری ہو گئی۔ (یعنی آپ اس میں رواں نہ رہ سکے۔) جب آپ فارغ ہوئے تو کہا: ”شاید تم لوگ اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟“ ہم نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! ہم جلدی جلدی پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”نہ پڑھا کرو مگر فاتحہ کیونکہ جو اسے (فاتحہ کو) نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔“

🌞 توضیح: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”ضعیف لکھا ہے“ جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔ اور خطابی کہتے ہیں: [جَيِّدٌ لَا طَعْنَ فِيهِ] ”یعنی حدیث اچھی ہے اس میں کوئی عیب نہیں۔“ (عون المعبود) علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں ایک علت ہے کہ اس کو ابن اسحاق نے مکحول سے بصیغہ عن روایت کیا ہے اور وہ مدلس ہے اور مکحول سے اپنے سماع کی صراحت بھی نہیں کی ہے۔ ایسی صورت میں حدیث ناقابل حجت ہو جاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ابراہیم بن سعد سے روایت کیا ہے اور اس میں مکحول سے سماع کی صراحت موجود ہے۔ اس طرح یہ حدیث موصول اور صحیح ہو جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب القراءت میں اسے بیان کیا ہے اور اسے صحیح لکھا ہے۔ ابن اسحاق کی توثیق و ثناء بیان کی ہے۔ اور اس حدیث سے حجت لی ہے۔ نیز ابن اسحاق کے علاوہ ایک دوسری سند سے بھی بیان کیا ہے اور یہ صحیح ہے۔ (تہذیب سنن أبی داود لابن القیم و عون المعبود)

۸۲۳- تخریج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في القراءة خلف الإمام، ح: ۳۱۱ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۳۲۲/۵ وغيره، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۸۱، وابن حبان، ح: ۴۶۰ * مكحول عنعن، ولحديثه شواهد، منها الحديث الآتي .

۸۲۴- جناب نافع بن محمود بن ربیع انصاری نے بیان کیا کہ (ایک بار) حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں تاخیر سے آئے تو ابو نعیم مؤذن نے تکبیر کہی اور نماز پڑھانا شروع کر دی۔ عبادہ رضی اللہ عنہ آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا ہم نے ابو نعیم کے پیچھے صف بنائی۔ ابو نعیم جہری قراءت کر رہے تھے اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے سورہ فاتحہ پڑھنی شروع کر دی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے عبادہ سے کہا: میں نے آپ کو سنا ہے کہ آپ سورہ فاتحہ پڑھ رہے تھے حالانکہ (امام) ابو نعیم جہری قراءت کر رہے تھے۔ (حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے) کہا ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جس میں آپ نے جہری قراءت کی، مگر آپ قراءت میں الجھ گئے۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو ہماری طرف چہرہ کیا اور فرمایا: ”کیا تم لوگ قراءت کرتے ہو؟ جب میں اونچی آواز سے قراءت کر رہا ہوتا ہوں؟“ ہم میں سے بعض نے کہا: ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”نہ کیا کرو۔ میں کہہ رہا تھا مجھے کیا ہوا ہے کہ قرآن پڑھنے میں الجھن ہو رہی ہے۔ جب میں جہر سے پڑھ رہا ہوں تو قرآن سے کچھ نہ پڑھو، مگر ام القرآن (فاتحہ۔“)

۸۲۴- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ نَافِعٌ: أَبْطَأَ عِبَادَةُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَأَقَامَ أَبُو نَعِيمٍ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى أَبُو نَعِيمٍ بِالنَّاسِ وَأَقْبَلَ عِبَادَةُ وَأَنَا مَعَهُ حَتَّى صَفَفْنَا خَلْفَ أَبِي نَعِيمٍ وَأَبُو نَعِيمٍ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ، فَجَعَلَ عِبَادَةُ يَقْرَأُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ لِعِبَادَةَ: سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَأَبُو نَعِيمٍ يَجْهَرُ. قَالَ: أَجَلْ صَلَّيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِي يُجْهَرُ فِيهَا الْقِرَاءَةُ. قَالَ: فَالْتَبَسْتُ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «هَلْ تَقْرَءُونَ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ؟» فَقَالَ بَعْضُنَا: إِنَّا نَصْنَعُ ذَلِكَ، قَالَ: «فَلَا، وَأَنَا أَقُولُ مَالِي يُتَارِ عُنِي الْقُرْآنُ فَلَا تَقْرَءُوا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأَمِّ الْقُرْآنِ».

🌞 ملحوظہ: یہ روایت سنن نسائی میں بھی آئی ہے دیکھیے (سنن نسائی، حدیث: ۹۲۱) اور دیگر صحیح روایات کی مؤید ہے اور امام کے پیچھے فاتحہ کے علاوہ دیگر قراءت خاموشی سے سننی چاہیے۔

۸۲۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب قراءة أم القرآن خلف الإمام فيما جهر به الإمام، ح: ۹۲۱ من حديث زيد بن واقد به، وحسنه الدارقطني: ۳۲۰/۱، وصححه البيهقي في كتاب القراءة خلف الإمام، ص: ۵۱، ۵۰، وذكر الضياء المقدسي في المختارة: ۳/۲۴۶، ح: ۴۲۱ * نافع بن محمود ثقة، وثقه الدارقطني والحاكم وابن حزم (المحلى: ۳/۲۴۱، ۲۴۲)، وابن حبان والبيهقي والذهبي في الكاشف، ولا عبرة بمن قال فيه مجهول أو مستور بعد هذا التوثيق، وللحديث شواهد.

۸۲۵- مکحول نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے ربیع بن سلیمان کی (مذکورہ بالا) روایت کی مانند بیان کیا۔ (مکحول کے تلامذہ نے) بیان کیا کہ جناب مکحول مغرب، عشاء اور فجر کی نمازوں میں ہر رکعت میں سری طور پر سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔

۸۲۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ ابْنِ جَابِرٍ وَسَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَلَاءِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّبِيعِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالُوا: فَكَانَ مَكْحُولٌ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ سِرًّا.

مکحول نے کہا: جب امام جہری قراءت کر رہا ہو اور سکتے کرے تو (اس اثناء میں) خاموشی سے فاتحہ پڑھ لو۔ اگر سکتے نہ کرے تو اس سے پہلے پڑھ لو یا اس کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاؤ یا اس کے بعد پڑھ لو۔ کسی حال میں چھوڑ نہیں۔

قال مَكْحُولٌ: اِقْرَأْ بِهَا فِيمَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ - إِذَا قَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسَكَتَ - سِرًّا، فَإِنْ لَمْ يَسْكُتْ اِقْرَأْ بِهَا قَبْلَهُ وَمَعَهُ وَبَعْدَهُ لَا تَتْرُكُهَا عَلَى كُلِّ حَالٍ.

 ملحوظ: مکحول نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا اس لیے روایت منقطع ہے۔ (منذری) اور تابعی کا عمل واضح ہے کہ وہ بہر صورت امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے اور اس کی تاکید کرتے تھے۔

باب: ۱۳۲، ۱۳۳- ان حضرات کے دلائل جو سری نمازوں میں قراءت کے قائل ہیں

(المعجم ۱۳۲، ۱۳۳) - باب مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ إِذَا لَمْ يَجْهَرَ (التحفة ۱۳۸، ۱۳۹)

۸۲۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے جس میں آپ نے جہری قراءت کی تھی اور فرمایا: ”کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قراءت کی ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”میں بھی کہہ رہا

۸۲۶- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ أَكِيْمَةَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ: «هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِنْكُمْ آيَةً؟» فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ

۸۲۵- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱۶۵/۲، ۱۷۱ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۸۲۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في ترك القراءة خلف الإمام، ح: ۳۱۲ من حديث مالك به، وقال: "حسن"، وهو في الموطأ (يحيى): ۸۶/۱، ۸۷ (والقنعني، ص: ۱۳۶، ۱۳۷)، وصححه ابن حبان، ح: ۴۵۴.

۲- کتاب الصلاة نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

یارسولَ اللہ! قال: «إِنِّي أَقُولُ مَالِي أَنَا زُعُ الْقُرْآنِ». قال: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مع رسولِ الله ﷺ فيما جَهَرَ فيه النَّبِيُّ ﷺ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ من رسولِ الله ﷺ.

تھا مجھے کیا ہوا کہ قراءت قرآن میں الجھ رہا ہوں۔“ راوی نے کہا: پس لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھنے سے رک گئے ان نمازوں میں جن میں آپ جہر کر رہے ہوتے جبکہ انہوں نے آپ سے یہ فرمان سنا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى حَدِيثَ ابْنِ أَكِيمَةَ هَذَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَلَى مَعْنَى مَالِكٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن اکیمہ کی یہ روایت معمر، یونس اور اسامہ بن زید نے زہری سے مالک کی روایت کے ہم معنی روایت کی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① امام جب سری قراءت کر رہا ہو تو مقتدی بھی قراءت کریں، سورۃ فاتحہ اور مزید بھی پڑھیں۔ ② یہ استدلال کہ امام جہری قراءت کرے اور مقتدی فاتحہ بھی نہ پڑھے، ہرگز راجح نہیں ہے۔ امام ابو داود رحمہ اللہ نے اگلی روایت سے ثابت کیا ہے کہ [فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ] جناب زہری کا مقولہ ہے نہ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا۔ لہذا درج ہونے کی وجہ سے ناقابل حجت ٹھہرا۔

۸۲۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلْفٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ وَأَبْنُ السَّرْحِ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَكِيمَةَ يُحَدِّثُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةً نَظَنُّ أَنَّهَُا الصُّبْحُ - بِمَعْنَاهُ إِلَى قَوْلِهِ: «مَالِي أَنَا زُعُ الْقُرْآنِ».

۸۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، خیال ہے کہ یہ صبح کی نماز تھی..... اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی [مَالِي أَنَا زُعُ الْقُرْآنِ] ”مجھے کیا ہوا کہ قراءت قرآن میں الجھ رہا ہوں۔“ تک بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مُسَدَّدٌ فِي حَدِيثِهِ قَالَ مَعْمَرٌ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فيما جَهَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے فرمایا: مسدد نے اپنی حدیث میں کہا کہ معمر نے بیان کیا: پس لوگ ان نمازوں میں قراءت سے رک گئے جن میں رسول اللہ ﷺ جہری قراءت

کرتے تھے۔

اور ابن سرح نے اپنی روایت میں کہا: معمر نے بواسطہ زہری بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ”پس لوگ رک گئے۔“

اور ان میں سے عبد اللہ بن محمد زہری نے بیان کیا کہ سفیان نے کہا کہ زہری نے کوئی کلمہ کہا جو میں نہ سن سکا تو معمر نے بتایا کہ انہوں نے کہا ہے: ”پس لوگ رک گئے۔“

وقال ابنُ السَّرْحِ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَانْتَهَى النَّاسُ.

وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ مِنْ بَيْنِهِمْ قَالَ سُفْيَانٌ وَتَكَلَّمَ الزُّهْرِيُّ بِكَلِمَةٍ لَمْ أَسْمَعْهَا فَقَالَ مَعْمَرٌ إِنَّهُ قَالَ: فَانْتَهَى النَّاسُ.

امام ابو داود نے کہا: اور اس حدیث کو عبد الرحمن بن اسحاق نے زہری سے روایت کیا ہے جو کہ [مالی] اَنَازِعُ الْقُرْآنِ کے الفاظ تک ہے۔ اور اوزاعی نے اسے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ زہری نے کہا: پس مسلمان اس پر متنبہ ہو گئے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہری قراءت کرتے تو وہ آپ کے ساتھ قراءت نہ کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَانْتَهَى حَدِيثُهُ إِلَى قَوْلِهِ: «مَالِي أَنْزَعُ الْقُرْآنَ». وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ فِيهِ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَاتَّعَظَ الْمُسْلِمُونَ بِذَلِكَ فَلَمْ يَكُونُوا يَقْرَءُونَ مَعَهُ فِيمَا يَجْهَرُ بِهِ.

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ بن فارس سے سنا کہ [فَانْتَهَى النَّاسُ] ”یعنی لوگ رک گئے۔“ زہری کا کلام ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ قَالَ قَوْلُهُ: فَانْتَهَى النَّاسُ، مِنْ كَلَامِ الزُّهْرِيِّ.

 فائدہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی لکھتے ہیں کہ زہری کے کچھ تلامذہ [فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ] کا جملہ جناب زہری کا مقولہ بتاتے ہیں..... اور یہ حدیث قائلین قراءت خلف الامام کے خلاف نہیں۔ کیونکہ یہ حدیث (زیر بحث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ”جو کوئی نماز پڑھے اور اس میں ام القرآن نہ پڑھے تو ایسی نماز ناقص ہے ناقص ہے“ کامل نہیں ہے۔“ شاگرد نے کہا کہ میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو انہوں نے فرمایا: ”اپنے جی میں پڑھ لیا کرو۔“ اور ابو عثمان نہدی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اعلان کر دو کہ ”فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں۔“ چنانچہ اکثر اصحاب الحدیث کی ترجیح یہی ہے کہ جب امام جہر کر رہا ہو تو مقتدی قراءت نہ کرے بلکہ سکات امام میں پڑھا کرے۔“ (دیکھیے (جامع ترمذی، حدیث: ۳۱۲)

نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

۸۲۸- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی ایک آدمی آیا اور اس نے آپ کے پیچھے ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ”تم میں سے کس نے قراءت کی ہے؟“ انہوں نے کہا: ایک آدمی نے قراءت کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں جان گیا تھا کہ تم میں سے کسی نے مجھے قراءت میں الجھایا ہے۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ابو الولید نے اپنی روایت میں شعبہ سے نقل کیا کہ میں نے قتادہ سے کہا: کیا سعید کا یہ قول نہیں ہے کہ ”قرآن کے لیے خاموش رہو؟“ کہا: یہ تب ہے جب وہ جبراً پڑھے۔ ابن کثیر نے اپنی روایت میں کہا: میں نے قتادہ سے کہا: گویا آپ نے اسے (یعنی پڑھنے کو) مکروہ جانا۔ کہا: اگر مکروہ جانتے تو روک دیتے۔

۸۲۹- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں ظہر کی نماز پڑھائی جب فارغ ہوئے تو پوچھا: ”تم میں سے کس نے ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ کی قراءت کی ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: میں نے آپ نے فرمایا: ”میں جان گیا تھا کہ تم میں سے کوئی مجھے (قراءت میں) الجھا رہا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس مسئلے کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں

۸۲۸- تخریج: أخرجه مسلم، الصلاة، باب نهى المأموم عن جهره بالقراءة خلف إمامه، ح: ۳۹۸ من حديث شعبه.

۸۲۹- تخریج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

۸۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ الْمَعْنَى عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَرَأَ خَلْفَهُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: «أَيْكُمْ قَرَأَ؟» قَالُوا: رَجُلٌ، قَالَ: «قَدْ عَرَفْتُ إِنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَ فِيهَا».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ أَلَيْسَ قَوْلُ سَعِيدٍ: أَنْصِتْ لِلْقُرْآنِ؟ قَالَ: ذَاكَ إِذَا جَهَرَ بِهِ. وَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ: قُلْتُ لِقَتَادَةَ: كَأَنَّهُ كَرِهَهُ. قَالَ: لَوْ كَرِهَهُ نَهَى عَنْهُ.

۸۲۹- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ، فَلَمَّا انْقَلَبَ قَالَ: «أَيْكُمْ قَرَأَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى؟» فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا، فَقَالَ: «عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَ فِيهَا».

سے اکثر اہل علم تابعین اور ان کے بعد والے قراءت (فاتحہ) خلف الامام کے قائل ہیں۔ امام مالک، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ “جناب عبد اللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ ”میں امام کے پیچھے قراءت کرتا ہوں لوگ بھی قراءت کرتے ہیں سوائے اہل کوفہ کی ایک قوم کے اور میری رائے میں جو قراءت نہ کرے اس کی نماز جائز ہے۔“ تاہم اہل علم کی ایک جماعت نے ترک قراءت فاتحہ میں از حد شدت اختیار کی ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں خواہ آدی امام کے پیچھے ہی ہو۔ ان کا استدلال حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے۔ اور وہ نبی ﷺ کے بعد بھی امام کے پیچھے پڑھا کرتے تھے اور فرمان نبوی [لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ] پر عمل پیرا تھے۔ امام شافعی اور اسحاق رحمہ اللہ وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ [لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] کا معنی یہ فرماتے ہیں کہ یہ مفرد کے لیے ہے۔ ان کا استدلال حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ ”جو کوئی ایک رکعت پڑھے اور اس میں ام القرآن کی قراءت نہ کرے تو اس نے نماز نہیں پڑھی الا یہ کہ امام کے پیچھے ہو“۔ (جامع ترمذی، حدیث: ۳۱۳) امام احمد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ بھی جماعت صحابہ کے ایک فرد ہیں ان کے نزدیک [لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] کا مفہوم یہی ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب وہ اکیلا ہو۔ بایں ہمہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ قراءت خلف الامام کو ترجیح دیتے ہیں کہ مُصَلِّي (نماز پڑھنے والا) خواہ امام کے پیچھے ہی ہو قراءت فاتحہ نہ چھوڑے۔ (جامع ترمذی، حدیث: ۳۱۲)

الغرض سوائے اہل کوفہ کے تمام ائمہ قراءت فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں۔ اور یہ اہم ترین مسائل میں سے ہے کیونکہ اس کا تعلق صحت نماز کے ساتھ ہے۔ ائمہ عظام میں سے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ”جزء القراءة“ اور امام بیہقی نے ”کتاب القراءة خلف الامام“ کے نام سے کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ہمارے دور حاضر کے ثقہ علماء علامہ عبد الرحمن مبارک پوری (صاحب تحفۃ الاحوذی) نے ”تحقیق الکلام فی وجوب قراءة الفاتحة خلف الامام“ میں اور مولانا ارشاد الحق الاثری نے ”توضیح الکلام فی وجوب الفاتحة خلف الامام“ میں اس مسئلے کے مآلہ و مآعلیہ کا احاطہ کیا ہے۔ جزأہم اللہ خیراً۔

باب: ۱۳۴، ۱۳۵- ان پڑھ اور عجمی آدی کو کس قدر قراءت کافی ہو سکتی ہے؟

(المعجم ۱۳۴، ۱۳۵) - بَاب مَا يُجْزِيءُ الْأُمِّيَّ وَالْأَعْجَمِيَّ مِنَ الْقِرَاءَةِ (التحفة ۱۴۰)

۸۳۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ ہماری مجلس میں تشریف لائے جب کہ ہم قرآن پڑھ رہے تھے ہم میں دیہاتی بھی تھے

۸۳۰- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ: أَخْبَرَنَا

خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدِ الْأَعْرَجِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: خَرَجَ

عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَفِينَا الْأَعْرَابِيُّ وَالْعَجَمِيُّ فَقَالَ: «افْرُؤُوا فِكْلُ حَسَنٌ، وَسَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يُقِيمُونَهُ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ، يَتَعَجَّلُونَهُ وَلَا يَتَأَجَّلُونَهُ»۔

اور غیر عرب بھی۔ آپ نے فرمایا: ”پڑھے جاؤ، سب ہی بہتر ہے۔ عتقرب ایسے لوگ آئیں گے جو اسے (قراءت قرآن کو) ایسے سیدھا کریں گے جیسے کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ اس کا اجر (دنیا میں) جلد ہی لینا چاہیں گے اور (آخرت تک) مؤخر نہیں کریں گے۔“

فوائد و مسائل: ① قرآن کریم کو کُن عرب میں پڑھنا مستحب اور مطلوب ہے اور اس میں اپنی سی محنت اور کوشش کرتے رہنا چاہیے کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے مگر بدوی اور عجمی لوگوں کے لیے عربی اسلوب اور قواعد تجوید پر کما حقہ پورا اثر ناممکن ہوتا ہے اس لیے آپ نے مختلف طبقات کے لوگوں کی قراءت کی توثیق فرما کر امت پر آسانی اور احسان فرمایا ہے۔ ② ایسے لوگوں کا پیدا ہو جانا جو قراءت قرآن کو ریاء، شہرت اور حطام دنیا (دنیوی ساز و سامان) جمع کرنے کا ذریعہ بنالیں، آخر قیامت میں سے ہے۔ ③ ظاہر الفاظ کی تجوید میں مبالغہ اور آواز کے زبردیم ہی کو قراءت جانا اور مفہوم و معنی سے صرف نظر کر لینا از حد معیوب ہے۔ ④ تلاوت قرآن اور اس کے درس و تدریس میں اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھنا واجب ہے۔ ⑤ حدیث نبوی [أَحَقُّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ آخِرُ كِتَابِ اللَّهِ] ”سب سے عمدہ چیز جس پر تم اجر (عوض و اجرت) لے سکتے ہو اللہ کی کتاب ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الإجازہ، باب ۱۶) اور مذکورہ بالا حدیث میں تطبیق یہ ہے کہ عزیمت، عوض نہ لینے میں ہے۔ تاہم امام شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ معلم اس سلسلے میں کوئی شرط نہ کرے ویسے کچھ دیا جائے تو قبول کر لے۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں دس درہم ادا کیے۔ (حوالہ مذکور) بہر حال مدرس اور داعی حضرات مجاہد کی طرح ہیں۔ اگر اعلائے کلمۃ اللہ کی نیت رکھتے ہوں اور عوض لیں تو ان شاء اللہ مباح ہے، کوئی جرم نہیں۔ لیکن اگر نیت محض مال کمانا ہو تو حرام ہے اور دنیا و آخرت میں اس سے بڑھ کر اور کوئی خسارے کا سودا نہیں۔

۸۳۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : ۸۳۱- حضرت سہل بن سعد ساعدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری مجلس میں تشریف لائے جب کہ ہم قرآن پڑھ پڑھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”الحمد للہ! کتاب اللہ ایک ہے اور تم (پڑھنے والوں) میں سرخ، سفید اور کالے سبھی لوگ ہیں۔ اسے پڑھے جاؤ! قل اس کے کہ وہ لوگ اس کی قراءت شروع کر دیں

۸۳۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۳۸/۵ من حديث ابن لهيعة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۷۸۶ فيه وفاء ابن شريح مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، والحدث السابق يعني عنه.

جو اسے ایسے سیدھا کریں گے جیسے کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے اور اس کا اجر جلد ہی (دنیا میں) لینا چاہیں گے اسے (آخرت تک) موخر نہ کریں گے۔“

كِتَابُ اللَّهِ وَاحِدٌ وَفِيكُمْ الْأَخْمَرُ وَفِيكُمْ الْأَبْيَضُ وَفِيكُمْ الْأَسْوَدُ، اقْرَؤْهُ قَبْلَ أَنْ يَفْرَأَهُ أَقْوَامٌ يُقِيمُونَهُ كَمَا يَقُومُ السَّهْمُ يَتَعَجَّلُ أَجْرُهُ وَلَا يُتَأَجَّلُهُ۔

۸۳۲- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں قرآن سے کچھ یاد نہیں کر سکتا، مجھے کچھ سکھا دیجیے جو میرے لیے (قراءت قرآن سے) کفایت کرے۔ آپ نے فرمایا: ”تم [سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ] وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ] پڑھا کرو۔“ اللہ پاک ہے اسی کی تعریف ہے اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ برائیوں سے بچنا اور نیکی کی توفیق ملنا اللہ کے سوا کسی سے ممکن نہیں۔ وہ عالی ہے عظمت والا ہے۔“ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! یہ تو اللہ کے لیے ہوا میرے لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کہا کرو: اَللّٰهُمَّ! اَرْحَمْنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ“ اے اللہ! مجھ پر رحم فرما۔ مجھے رزق دے راحت و عافیت سے نواز اور ہدایت سے سرفراز فرما۔“ چنانچہ جب وہ کھڑا ہوا تو اپنے ہاتھوں سے ایسے اشارہ کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے اپنے ہاتھ خیر سے بھر لیے ہیں۔“

۸۳۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ السَّكْسَكِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَخْذَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا فَعَلَّمْنِي مَا يُجْزئُنِي مِنْهُ فَقَالَ: «قُلْ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ». قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا اللَّهُ فَمَا لِي؟ قَالَ: «قُلِ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي» فَلَمَّا قَامَ قَالَ هَكَذَا بِيَدِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّا هَذَا فَقَدْ مَلَأَ يَدَهُ مِنَ الْخَيْرِ»۔

🌞 فائدہ: سابقہ صحیح احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ کم از کم قراءت فاتحہ واجب ہے۔ لہذا جو کوئی از حد عاجز ہو اور کسی

۸۳۲- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب ما يجزئ من القراءة لمن لا يحسن القرآن، ح: ۹۲۵ من حديث إبراهيم السكسكي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۴۴، وابن حبان، ح: ۴۷۳، والحاكم على شرط البخاري: ۲۴۱/۱، ووافقه الذهبي، وقال النسائي: "إبراهيم السكسكي" ليس بذلك القوي" قلت: وثقه الجمهور وحديثه حسن.

بھی معقول سبب سے سورۃ فاتحہ اور قرآن مجید پڑھنے یا یاد رکھنے پر قادر نہ ہو تو اسے مذکورہ بالا ذکر سے اپنی نماز پوری کرنی چاہیے یا اس قسم کے دیگر کلمات طیبات پڑھا کرے۔ شارح مصابیح نے اشارہ کیا ہے کہ اس سائل کا سوال یہ تھا کہ میں فوری طور پر کچھ یاد نہیں کر سکتا جبکہ نماز فرض ہو چکی ہے تب نبی ﷺ نے اسے یہ کلمات تعلیم فرمائے۔ (عون المعبود) بہر حال بوڑھے کو سٹ مردوں، عورتوں اور کمزور عقل افراد کے لیے رخصت ہے کہ وہ اس قسم کے ذکر سے اپنی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

۸۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ : أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي التَّطَوُّعَ نَدْعُو قِيَامًا وَقُعُودًا وَنُسَبِّحُ رُكُوعًا وَسُجُودًا.

۸۳۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نفل پڑھا کرتے تو قیام اور قعود میں دعا کیا کرتے تھے اور رکوع اور سجدے میں تسبیحات۔

☀️ فائدہ: یہ ضعیف ہونے کے ساتھ موقوف بھی ہے، یعنی ایک صحابی کا عمل۔

۸۳۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ مِثْلَهُ، لَمْ يَذْكُرِ التَّطَوُّعَ قَالَ: كَانَ الْحَسَنُ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِمَامًا أَوْ خَلْفَ إِمَامٍ بِقَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَيُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيُهَيِّلُ قَدْرَ قَافٍ وَالذَّارِيَاتِ.

۸۳۴۔ جناب حمید نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا اور نفل کا ذکر نہیں کیا۔ یہ بھی کہا کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ ظہر اور عصر میں امام ہوتے ہوئے یا امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ پڑھتے اور سبحان اللہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہتے اور سورۃ ق اور الذاریات کے بقدر کہتے۔

☀️ ملحوظہ: پہلی حدیث منقطع ہے اور دوسری جناب حسن بصری کا عمل۔ رسول اللہ ﷺ سے ثابت اعمال ہی میں خیر اور نجات ہے اور اس قدر ضرور ثابت ہے کہ نبی ﷺ اثنائے قراءت میں آیات رحمت پر دعا اور آیات عذاب پر تعوذ اور استغفار کیا کرتے تھے۔ ایسے ہی قنوت میں سجدوں کے درمیان رکوع اور سجدوں میں اور تشہد کے بعد حسب حال دعائیں وارد ہیں اور کی جاسکتی ہیں۔

(المعجم ۱۳۵، ۱۳۶) - باب تمام التَّكْبِيرِ (التَّحْفَةُ ۱۶۱)

باب: ۱۳۵، ۱۳۶۔ نماز میں تکبیرات کہنے کا بیان

۸۳۳۔ تخریج: [إسناده ضعيف] حميد الطويل مدلس وعنه.

۸۳۴۔ تخریج: [ضعيف] انظر الحديث السابق لعلته.

رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

۸۳۵- جناب مطرف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو وہ جب سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے رکوع کرتے تو اللہ اکبر کہتے دو رکعتوں سے اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے۔ جب ہم فارغ ہوئے تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: انہوں نے ہمیں پہلے والی نماز پڑھائی یا کہا: ہمیں اس طرح نماز پڑھائی جو ہم پہلے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

۸۳۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غِيلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ كَبَّرَ، وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدَيَّ وَقَالَ: لَقَدْ صَلَّيْ هَذَا قَبْلُ، أَوْ قَالَ: لَقَدْ صَلَّيْنَا هَذَا قَبْلَ صَلَاةِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

مسئلہ: دراصل لوگوں نے تکبیرات انتقال کہنی چھوڑ دی تھیں تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے اسی سنت کی طرف اشارہ فرمایا۔

۸۳۶- جناب ابوبکر بن عبد الرحمن اور ابوسلمہ سے مروی ہے کہ حضرت ابویہ رضی اللہ عنہ ہر فرض اور غیر فرض نماز میں تکبیریں کہا کرتے تھے جب کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے۔ پھر (رکوع سے اٹھتے تو) [سمع الله لمن حمده] کہتے اس کے بعد [ربنا ولك الحمد] کہتے۔ پھر سجدے کو جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے پھر سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر (دوسرا) سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے پھر سر اٹھاتے ہوئے تکبیر کہتے پھر دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھ کر اٹھتے تو تکبیر کہتے اور ہر رکعت میں ایسے ہی کرتے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔ پھر جب نماز سے پھرتے تو کہتے: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نماز

۸۳۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبِي وَبَقِيَّةٌ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبُو سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا، يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرُكِعُ، ثُمَّ يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ يَقُولُ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الْجُلُوسِ

۸۳۵- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب إتمام التكبير في السجود، ح: ۷۸۶، ومسلم، الصلوة، باب إثبات التكبير في كل خفض ورفع في الصلوة... الخ، ح: ۳۹۳ من حديث حماد بن زيد به.
۸۳۶- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب يهوي بالتكبير حين يسجد، ح: ۸۰۳ من حديث شعيب بن أبي حمزة به.

رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

کے معاملے میں میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہ ہوں۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی یہی نماز تھی حتیٰ کہ آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

فِي اثْنَيْنِ، فَيَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتَّى يَقْرَعَ مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَقُولُ حِينَ يَنْصَرِفُ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنِّي [لَأَقْرُبُكُمْ] شِبْهًا بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنْ كَانَتْ هَذِهِ لَصَلَاتَهُ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا.

امام ابو داود کہتے ہیں کہ مالک اور زبیدی وغیرہ نے ان آخری جملوں کو بواسطہ زہری جناب علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے۔ جبکہ عبدالاعلیٰ نے بواسطہ معمر شعیب بن ابی حمزہ کی موافقت کی ہے۔ (جیسے کہ مؤلف نے ذکر کیا ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْكَلَامُ الْأَخِيرُ يَجْعَلُهُ مَالِكٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَغَيْرُهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، وَوَافَقَ عَبْدُ الْأَعْلَى - عَنْ مَعْمَرٍ - شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْرَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.

🌞 فائدہ: ہر دو رکعت میں گیارہ اور چار رکعتوں میں بائیس تکبیریں ہوتی ہیں۔ تکبیر تحریمہ اور تیسری رکعت کی تکبیر کے علاوہ ہر رکعت میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے سب ہی کو واجب کہا ہے جبکہ دوسرے حضرات صرف تکبیر تحریمہ کو واجب کہتے ہیں اور باقی کو سنت مؤکدہ قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ نبی ﷺ کے عمل سے کسی موقع پر بھی ان کا ترک ثابت نہیں ہے۔

۸۳۷- جناب ابن عبد الرحمن بن ابی ہریرہؓ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ سب تکبیریں نہ کہتے تھے۔

۸۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ الشَّامِيُّ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْعَسْقَلَانِيُّ عَنْ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَنَبَرَى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ لَا يُتِمُّ التَّكْبِيرَ.

امام ابو داود نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ رکوع

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَاهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ

۸۳۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۰۶/۳، ۴۰۷ من حديث شعبة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ۱۲۸۷، وقال: "وهذا عند لا يصح"، ورواه البخاري في التاريخ الكبير: ۲/۳۰۰، ۳۰۱ * الحسن ابن عمران الشامي لين الحديث (تقريب).

۲۔ کتاب الصلاة۔ رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

مِنْ الرُّكُوعِ وَأَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ لَمْ يُكَبِّرْ سِرَاثًا كَرَجْدَةٍ كَوَاجَتِهِ هُوَ أَوْ سَجْدَةٍ كَوَاجَتِهِ هُوَ
وَإِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ لَمْ يُكَبِّرْ کرتے ہوئے تکبیر نہیں کہی۔

🌞 ملحوظ: ابو داؤد و طیالسی سے مروی ہے کہ یہ ہمارے نزدیک باطل ہے۔ (منذری) تکبیرات انتقال رسول اللہ ﷺ کا متواتر عمل ہے۔

(المعجم ۱۳۶، ۱۳۷) - بَابٌ: كَيْفَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ (التحفة ۱۴۲)

باب: ۱۳۶، ۱۳۷۔ (سجود کے لیے جھکتے ہوئے) گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے کیوں کر رکھے؟

۸۳۸۔ حضرت وائل بن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے تھے اور جب اٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے تھے۔

۸۳۸۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَحُسَيْنُ ابْنِ عِيسَى قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

۸۳۹۔ جناب عبد الجبار بن وائل اپنے والد سے حدیث صلاۃ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جب سجدہ کیا تو ان کے گھٹنے زمین پر ہاتھوں سے پہلے پہنچے۔

۸۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ ابْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَ حَدِيثَ الصَّلَاةِ قَالَ: فَلَمَّا سَجَدَ وَقَعْنَا رُكْبَتَاهُ إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَ أَنْ يَقَعَا كَفَاهُ.

ہمام نے کہا کہ شقیق نے عاصم بن کلیب عن ایہ عن النبی ﷺ کی سند سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔ اور محمد بن مجاہد یا شقیق میں سے کسی ایک کی روایت میں ہے۔ اور قالنا محمد بن مجاہد کی روایت میں

قال هَمَّامٌ: وَحَدَّثَنَا شَقِيقٌ: حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ هَذَا. وَفِي حَدِيثِ أَحَدِهِمَا، وَأَكْبَرُ عَلَيَّ أَنَّهُ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ

۸۳۸۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب السجود، ح: ۸۸۲ عن الحسن بن علي الخلال به، وحسنه الترمذي، ح: ۲۶۸ * شريك القاضي مدلس كما تقدم: ۷۲۸، ولم أجد تصريح سماعه. ۸۳۹۔ تخریج: [ضعيف] كما تقدم، ح: ۷۳۶.

رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

جُحَادَةً: وَإِذَا نَهَضَ نَهَضَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ہے کہ آپ جب اٹھتے تو اپنے گھٹنوں پر اٹھتے اور اپنی رانوں کا سہارا لیتے تھے۔

☀️ فائدہ: مذکورہ دونوں روایات سداضعیف ہیں۔ اس لیے سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے نہیں بلکہ ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں جیسا کہ اگلی حدیث ۸۴۰ میں ہے۔

۸۴۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ایسے نہ بیٹھے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے چاہیے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔“

۸۴۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَسَنِ عَنْ أَبِي الزُّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ»۔

☀️ فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند ”جید“ ہے جیسے کہ امام نووی اور زرقانی نے لکھا ہے۔ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حدیث واکل کی نسبت قوی تر فرمایا ہے۔ دیکھیے (تمام المنۃ، ص: ۱۹۳، ۱۹۴) اس لیے رائج یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے زمین پر پہلے ہاتھ رکھے جائیں اور پھر گھٹنے۔

۸۴۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَسَنِ، عَنْ أَبِي الزُّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْجَمَلُ»۔

۸۴۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(کیا) تم میں سے کوئی ایک اپنی نماز میں اس طرح بیٹھنے کا قصد کرتا ہے جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے۔“

☀️ فائدہ: صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھا کرتے تھے۔ (کتاب الاذان باب: ۱۲۸) حافظ ابن حجر کی ترجیح بھی یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے اونٹ کی مشابہت سے بچتے ہوئے

۸۴۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب: أول ما يصل إلى الأرض من الإنسان في سجوده، ح: ۱۰۹۲ من حديث عبد العزيز بن محمد الدراوردي به، ورواه الترمذي، ح: ۲۶۹، وقال: "غريب"، وللحديث شاهد، صححه الحاكم على شرط مسلم: ۲۲۶/۱، ووافقه الذهبي۔

۸۴۱- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب: أول ما يصل إلى الأرض من الإنسان في سجوده، ح: ۱۰۹۱ عن قتيبة، وانظر الحديث السابق۔

پہلے ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں اور معلوم حقیقت ہے کہ حیوان کے گھٹنے اس کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں اور اونٹ جب بیٹھنے کیلئے جھکتا ہے تو پہلے اپنے گھٹنے ہی رکھتا ہے۔ عام محدثین اور حنابلہ اسی کے قائل ہیں مگر احناف اور شوافع حضرت وائلؓ والی (ضعیف) روایت پر عامل ہیں اور پہلے گھٹنے رکھتے ہیں۔ (تفصیل کیلئے دیکھیے: تحفة الاحوذی، تمام المنہ)

(المعجم ۱۳۷، ۱۳۸) - باب النُّهُوضِ باب: ۱۳۸/۱۳۷ - طاق رکعت (پہلی اور تیسری) فی الْفَرْدِ (التحفة ۱۴۳) سے اٹھنے کا طریقہ

۸۴۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ قَالَ: جَاءَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ إِلَى مَسْجِدِنَا فَقَالَ: وَاللَّهِ! إِنِّي لِأُصَلِّيَ بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ وَلَكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي. قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي قَلَابَةَ: كَيْفَ صَلَّي؟ قَالَ: مِثْلَ صَلَاةِ شَيْخِنَا هَذَا - يَعْنِي عَمْرَو بْنَ سَلَمَةَ إِمَامَهُمْ - وَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الْآخِرَةِ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى قَعَدَ ثُمَّ قَامَ.

۸۴۳- جناب ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرثؓ ہماری مسجد میں تشریف لائے اور کہا: قسم اللہ کی! میں تمہیں نماز پڑھاؤں گا۔ حالانکہ نماز کا ارادہ نہیں۔ صرف یہ چاہتا ہوں کہ تمہیں دکھاؤں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ (ایوب نے کہا:) میں نے ابو قلابہ سے پوچھا: انہوں نے کیسے نماز پڑھی؟ کہا: ہمارے اس شیخ کی مانند..... یعنی عمرو بن سلمہؓ کی مانند جو وہاں ان کے امام تھے..... اور بیان کیا کہ جب وہ پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے تھے پھر (اس کے بعد) اٹھتے تھے۔

فائدہ: پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد قیام سے پہلے ذرا سا بیٹھنے کو عرفاً جملہ استراحت کہتے

ہیں۔ یہ جلسہ تعبد ہے اور سنت ہے۔

۸۴۳- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ قَالَ: جَاءَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ إِلَى مَسْجِدِنَا فَقَالَ: وَاللَّهِ! إِنِّي لِأُصَلِّيَ وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ وَلَكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ

۸۴۳- جناب ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرثؓ ہماری مسجد میں تشریف لائے اور کہا: قسم اللہ کی! میں نماز پڑھوں گا اور نماز کا ارادہ نہیں مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہیں دکھاؤں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

۸۴۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من صلى بالناس وهو لا يريد إلا أن يعلمهم صلوة النبي ﷺ وستة، ح: ۶۷۷ من حديث أيوب السخنياني به.

۸۴۳- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۱۹/۲۵۵ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۲- کتاب الصلاة - رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي. قَالَ: فَقَعَدَ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ السَّجْدَةِ الْآخِرَةِ.

(ابو قلابہ نے) کہا: چنانچہ وہ پہلی رکعت میں دوسرا سجدہ کرنے کے بعد بیٹھ گئے (اور پھر اٹھے۔)

۸۴۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا هُشَيْنٌ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ إِذَا كَانَ فِي وَتَرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا.

۸۴۳- جناب ابو قلابہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا جب آپ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے تھے جب تک کہ درست ہو کر بیٹھ نہ جاتے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ان احادیث سے ثابت ہوا کہ پہلی اور تیسری رکعت میں جلسہ استراحت مسنون اور مستحب ہے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تعلیم نماز کے بالخصوص بہت ہی حریص تھے انہوں نے اس کی جزئیات تک کو محفوظ رکھا اور امت تک پہنچایا۔

(المعجم ۱۳۸، ۱۳۹) - باب الإقعاء
بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ۱۴۴)

باب: ۱۳۸، ۱۳۹- دو سجدوں کے درمیان
اقعاء کرنا (ایڑیوں پر بیٹھنا)

۸۴۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ: قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فِي السُّجُودِ، فَقَالَ: هِيَ السُّنَّةُ. قَالَ قُلْنَا: إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ ﷺ.

۸۴۵- جناب طاووس فرماتے تھے کہ ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دو سجدوں کے درمیان ایڑیوں پر بیٹھنے کے متعلق پوچھا: تو انہوں نے کہا: یہ سنت ہے۔ ہم نے کہا: ہم تو اسے پاؤں پر بوجھ یا آدی کے لیے باعث مشقت خیال کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آپ کے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

🌞 فائدہ: ایڑیوں پر بیٹھنے کو "اقعاء" کہتے ہیں اور سجدوں کے درمیان کبھی کبھار اس طرح بیٹھنا جائز ہے مگر اقعاء کی دوسری کیفیت "عقبۃ الشیطان" ناجائز ہے۔ یعنی انسان اپنی پنڈلیوں کو کھڑا کر لے اور سرین پر بیٹھ جائے۔

(المعجم ۱۳۹، ۱۴۰) - باب مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ (التحفة ۱۴۵)

باب: ۱۳۹، ۱۴۰- رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے؟

۸۴۴- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من استوى قاعداً في وتر من صلوته ثم نهض، ح: ۸۲۳، من حديث هشيم به.

۸۴۵- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز الإقعاء على العقبين، ح: ۵۳۶، من حديث ابن جريج به.

۸۴۶- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے تھے: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ] ”سن لیا اللہ نے اس کو جس نے اس کی تعریف کی! اے اللہ! اے ہمارے رب! تیری ہی تعریف ہے (اس قدر کہ) اس سے سب آسمان بھر جائیں زمین بھر جائے اور ان کے علاوہ جو تو چاہے اس کے بھرنے کے برابر۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: سفیان ثوری اور شعبہ بن حجاج نے عبید ابوالحسن سے بیان کیا کہ اس حدیث میں ”رکوع کے بعد“ کا ذکر نہیں ہے۔ سفیان کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے بعد شیخ عبید ابوالحسن سے ملاقات کی تو انہوں نے اس روایت میں ”بعد رکوع“ کا ذکر نہیں کیا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: جبکہ شعبہ نے ابوعمصرہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عبید سے روایت کیا ہے تو [بَعْدَ الرُّكُوعِ] کا ذکر کیا ہے۔

۸۴۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہہ لیتے تو کہتے: [اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ] ”اے اللہ! اے ہمارے رب! تیری ہی تعریف ہے جس سے کہ

۸۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ عُبَيْدِ أَبِي الْحَسَنِ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ فِيهِ بَعْدَ الرُّكُوعِ. قَالَ سُفْيَانُ: لَقِينَا الشَّيْخَ عُبَيْدًا أَبَا الْحَسَنِ بَعْدُ فَلَمْ يَقُلْ فِيهِ بَعْدَ الرُّكُوعِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِصْمَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُبَيْدٍ قَالَ: بَعْدَ الرُّكُوعِ.

۸۴۷- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَّائِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ بَكْرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا

۸۴۶- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، ح: ۴۷۶ من حديث أبي معاوية الضرير به.

۸۴۷- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، ح: ۴۷۷ من حديث سعيد بن

آسمان بھر جائیں، زمین بھر جائے اور ان کے علاوہ جو تو چاہے بھر جائے۔ اے وہ ذات جو تعریف و بزرگی کے اہل ہے! سب سے حق بات جو بندے کو کہنی لائق ہے..... اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں..... یہی ہے کہ جو تو عنایت فرما دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور محمود نے زیادہ کیا [وَلَا مُعْطِي لِمَا مَنَعْتَ] اور جو تو روک لے کوئی دے نہیں سکتا پھر [وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ] اور تیرے مقابلے میں کسی کی بڑائی اور بزرگی فائدہ نہیں دے سکتی یہ سب کا اتفاق ہے۔ بشرنے [اللَّهُمَّ] کے بغیر [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] بیان کیا ہے اور محمود نے [اللَّهُمَّ] کے بغیر [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] (باضافہ دو) روایت کیا ہے۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، كُتِبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَبِيْسٍ، عَنْ قُرَّةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ حِينَ يَقُولُ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاءِ». قَالَ مُؤَمَّلٌ: «مِلْءُ السَّمَوَاتِ وَمِلْءُ الْأَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ يَغْدُو، أَهْلُ النَّاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُنَّا لَكَ عَبْدٌ، لَا مَانِعَ لِمَا أُعْطِيَ». زَادَ مُحَمَّدٌ: «وَلَا مُعْطِي لِمَا مَنَعْتَ». ثُمَّ اتَّفَقُوا - «وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ». وَقَالَ بَشَرٌ: «رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ لَمْ يَقُلْ مُحَمَّدٌ: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

ولید بن مسلم نے سعید سے روایت کیا تو کہا: [اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] اور [وَلَا مُعْطِي لِمَا مَنَعْتَ] کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

[رَوَاهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ»، وَلَمْ يَقُلْ: «وَلَا مُعْطِي لِمَا مَنَعْتَ» أَيْضًا.

امام ابو داؤد نے کہا ان کو صرف ابو مسرہی نے بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَجِءْ بِهِ إِلَّا أَبُو مُسْهِرٍ.

فوائد و مسائل: ① احادیث میں [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] اور

اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ سب طرح سے آیا ہے اور سب جائز ہے۔ ② امام ابو رقتدی دونوں ہی یہ کلمات کہیں۔

۸۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ ۸۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مَالِكٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: "جب امام [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ

۸۴۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: فضل اللهم ربنا لك الحمد، ح: ۷۹۶، ومسلم، الصلوة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح: ۴۰۹ من حديث مالك بن، وهو في الموطأ (بحی) ۸۸/۲ (والقنبي، ص: ۱۴۲).

السَّمَانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

حمده] کہے تو تم لوگ کہو [اللہم ربنا لك الحمد] کیونکہ جس کے یہ کلمات ملائکہ (فرشتوں) کے قول کے موافق ہو گئے اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ ملائکہ (فرشتے) بھی نمازیوں کے ساتھ یہ کلمات کہتے ہیں اور ان کی دعا کا وقت وہی ہوتا ہے جب امام رکوع سے سراٹھاتے ہوئے تسمیع سے فارغ ہوتا ہے تو وہ اپنے کلمات کہتے ہیں۔ ② مقتدی کو بھی امام کی اقتداء کرنی چاہیے اور اس میں ملائکہ کی موافقت ہے۔

۸۴۹- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَشْبَاطُ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ قَالَ: لَا يَقُولُ الْقَوْمُ خَلْفَ الْإِمَامِ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَلَكِنْ يَقُولُونَ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ.

۸۴۹- جناب عامر بن شراحیل شعی (تابعی) کہتے ہیں کہ لوگوں کو امام کے پیچھے [سمع الله لمن حمده] نہیں کہنا چاہیے۔ وہ [ربنا لك الحمد] کہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① تَسْمِيعُ (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنا) تحمید [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا] اور دیگر دعاؤں میں منفرد امام اور مقتدی سب ہی شریک ہوں احادیث کے عموم کا یہی تقاضا ہے۔ امام شافعی مالک عطاء ابوداؤد ابوبردہ محمد بن سیرین اسحاق اور داؤد رحمہم کا میلان اسی طرف ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے۔ (نیل الاوطار باب ما يقول في رفعه من الركوع وبعد انتصابه: ۲۷۹/۲) جبکہ کچھ دوسری طرف بھی گئے ہیں جیسے کہ امام شعی رحمہم کا یہ قول بیان ہوا ہے۔ پہلی صورت ان شاء اللہ رائج ہے۔ ② چاہیے کہ نوخیز بچوں اور طلبہ علم کو ان دعاؤں کے پڑھنے کا عادی بنایا جائے۔

(المعجم ۱۴۰، ۱۴۱) - باب الدعاء بين السجدين (التحفة ۱۴۶)

باب: ۱۴۰/۱۴۱- دو سجدوں کے درمیان کی دعا

۸۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ: حَدَّثَنَا كَامِلُ أَبُو

۸۵۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

۸۴۹- تخریج: [إسناده صحيح] انفرادہ ابوداؤد.

۸۵۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما يقول بين السجدين، ح: ۲۸۴ من حديث زيد ابن حباب به، ورواه ابن ماجه، ح: ۸۹۸، وصححه الحاكم: ۲۶۲/۱، ووافقه الذهبي، وأصل الحديث شاهد عند مسلم، ح: ۲۶۹۷، وانظر، ح: ۸۷۴، وهو أقوى منه * حبيب بن أبي ثابت مدلس وعنعن.

الْعَلَاءُ: حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس دعا کے سنن ترمذی میں الفاظ یہ ہیں: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ] "اجبُرْنِيْ" کا مفہوم ہے: "اے اللہ! ٹوٹی ہوئی حالت کو جوڑ دے۔" دیکھیے (سنن ترمذی، الصلاة باب ما يقول بين السجدين، حدیث: ۲۸۳) ② اس دعا کا پڑھنا سنت ہے مگر کچھ لوگ اس سے غافل ہیں بلکہ زیادہ ہی غافل ہیں۔ شیخ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس پر اس انداز میں انفسوس کا اظہار کرتے ہیں: "لوگوں نے صحیح احادیث سے ثابت شدہ سنت کو چھوڑ رکھا ہے اس میں ان کے محدث فقہیہ مجتہد اور مقلد بھی شریک ہیں نہ معلوم یہ لوگ کس چیز پر نکیہ کیے ہوئے ہیں۔" (نیل الاوطار ۲/۲۹۳) ③ سنن ابوداؤد کی ایک حدیث میں صرف [رَبِّ اغْفِرْ لِيْ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ] پڑھنے کا ذکر بھی آیا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۸۷۴) شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ اور کچھ دیگر علماء اور ائمہ کم از کم اتنا پڑھنے کو واجب کہتے ہیں۔

باب: ۱۴۲/۱۴۱- عورتیں جب امام کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھیں تو سجدے سے کب سر اٹھائیں؟

(المعجم ۱۴۱، ۱۴۲) - باب رَفْعِ النِّسَاءِ إِذَا كُنَّ مَعَ الْإِمَامِ رُؤُوسَهُنَّ مِنَ السَّجْدَةِ (التحفة ۱۴۷)

۸۵۱- سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ عورتوں سے فرماتے تھے: "جو تم میں سے اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتی ہے وہ اپنا سر (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھائے جب تک کہ مرد نہ اٹھالیں۔" آپ ﷺ نے یہ حکم اس لیے دیا کہ کہیں ان کی نظر مردوں کے ستروں پر نہ پڑ جائے۔

۸۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ أَخِي الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَوْلَى لَأَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا تَرْفَعُ رَأْسَهَا حَتَّى يَرْفَعَ الرَّجُلُ رُؤُوسَهُمْ» كَرَاهِيَةً أَنْ يَرَيْنَ مِنْ عَوْرَاتِ الرُّجَالِ.

۸۵۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۴۸/۶ عن عبد الرزاق به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ج: ۵۱۰۹ * فيه مولى أسماء مجهول، والحديث السابق (۶۳۰) يفتني عنه.

☀️ **فوائد و مسائل:** ① کپڑوں کی قلت اور ناداری کے باعث بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ایک ایک چادر میں نماز پڑھتے تھے اور بعض اوقات وہ اس قدر مختصر ہوتی تھیں کہ انہیں گردنوں پر باندھے ہوتے تھے۔ اس لیے مذکورہ ہدایت دی گئی اور اب اگرچہ حالات بدل گئے مگر ارشاد نبوی پر عمل واجب ہے، قرینہ اس کا آپ کا تاکید سے یہ فرمانا ہے کہ ”جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے۔“ نیز اس کی دوسری مثال طواف قدوم میں زلزل کرنا ہے، یعنی آہستہ آہستہ دوڑنا یہ بھی ایک وقتی ضرورت سے تھا مگر جملہ امت نے اس سنت کو علیٰ حالہا باقی رکھنا تسلیم کیا ہے۔

② صحابیات بھی نماز باجماعت کا اہتمام کرتی تھیں۔ ③ دوسرے کے ستر کو دیکھنا ناجائز ہے اور اچانک نظر پڑنے کے اندیشے سے بھی بچنا چاہیے البتہ زوجین اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ ایک دوسرے کا لباس ہیں۔

(المعجم ۱۴۲، ۱۴۳) - باب طویل
الْقِيَامِ مِنَ الرُّكُوعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ
باب ۱۴۳، ۱۴۴ - رکوع کے بعد کے قیام اور
سجدوں کے درمیان کے قعدہ کو طویل کرنے کا بیان
(التحفة ۱۴۸)

۸۵۲ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ
الْبَرَاءِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ سُجُودَهُ
وَرُكُوعَهُ وَقُعُودَهُ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا
مِنَ السَّوَاءِ.

۸۵۲ - حضرت براء رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ رسول
اللہ ﷺ کا سجدہ رکوع اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا
قریب قریب برابر ہوا کرتا تھا۔

☀️ **طوطہ:** [قُعُودُهُ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ] اس جملے میں نسخوں کا اختلاف ہے۔ مندرجہ میں ہے۔ [كَانَ
سُجُودَهُ وَرُكُوعَهُ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ] ایک دوسرے نے نسخے میں [قُعُودُهُ] کے بعد واو عاطفہ نہیں ہے۔

۸۵۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ عَنْ
أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ
رَجُلٍ أَوْجَزَ صَلَاةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي
تَمَامٍ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَالَ:
«سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» قَامَ حَتَّى يَقُولَ قَدْ

۸۵۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں
نے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز رسول اللہ
ﷺ (کی نماز) سے بڑھ کر مختصر اور کامل ہو۔ آپ
[سمع الله لمن حمده] کہہ کر کھڑے ہوتے (اور
اس قدر لمبا قیام کرتے) کہ ہم سمجھتے شاید آپ کو وہم ہو
گیا ہے۔ پھر آپ تکبیر کہتے اور سجدہ کرتے۔ اور آپ

۸۵۲ - تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: وجوب إتمام الركوع والاعتدال فيه والاطمئنان، ح: ۷۹۲ من حديث
شعبة، ومسلم، الصلوة، باب اعتدال أركان الصلوة وتخفيفها في تمام، ح: ۴۷۱ من حديث الحكم بن عتيبة به.

۸۵۳ - تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب اعتدال أركان الصلوة وتخفيفها في تمام، ح: ۴۷۳ من حديث حماد
ابن سلمة به.

أَوْهَمَ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَسْجُدُ، وَكَانَ يَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى يَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ. کہ ہم کہتے کہ شاید آپ کو وہم ہو گیا ہے۔

۸۵۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو كَامِلٍ - دَخَلَ حَدِيثُ أَحَدِهِمَا فِي الْآخِرِ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: رَمَقْتُ مُحَمَّدًا ﷺ - وَقَالَ أَبُو كَامِلٍ: رَسُولَ اللَّهِ ﷺ - فِي الصَّلَاةِ فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ كَرَكْعَتِهِ وَسَجْدَتِهِ. وَاعْتَدَلَهُ فِي الرَّكْعَةِ كَسَجْدَتِهِ وَجَلَسَتُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَسَجْدَتُهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مُسَدَّدٌ: فَرَكَعَتْهُ وَاعْتَدَلَهُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَسَجْدَتُهُ فَجَلَسَتُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فَسَجْدَتُهُ فَجَلَسَتُهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① سنن ابوداؤد کے بعض نسخوں میں اسی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں: [وَاعْتَدَلَهُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَسَجْدَتُهُ فَجَلَسَتُهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ] ”اور رکوع اور سجود کے مابین اعتدال (قومہ) پھر سجدہ اور سلام اور پھر کرنے کے مابین بیٹھنا تقریباً برابر ہوتے تھے۔“ ② حدیث کے الفاظ کی روایت میں قدرے اختلاف ہے۔ ان الفاظ کی توجیہ یہ ہے کہ [سَجْدَتُهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ] سے سجدہ سہمراہ ہو سکتا ہے۔ اور [اعْتَدَلَهُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ] میں ”رکعتین“ سے ممکن ہے علی سبیل التغلیب رکوع اور سجدہ مراد ہو۔ (بذل المجہود) [سَجْدَتُهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ] سے آخری رکعت کا آخری یعنی دوسرا سجدہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ ③ رکوع، قومہ، سجدہ، بین السجدتین اور بعد سلام بیٹھنے میں اطمینان ہونا چاہیے اور حسب طول قراءت ان ارکان کو بھی مناسب طول دینا شروع و مسنون ہے۔ بالکل برابری مراد نہیں ہے۔

(المعجم ۱۴۳، ۱۴۴) - باب صَلَاة مَنْ لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ
(التحفة ۱۴۹)

باب: ۱۳۳، ۱۳۴- اس آدمی کی نماز جو رکوع اور سجود میں اپنی کمر برابر نہ کرے؟

۸۵۵- حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی نماز کفایت نہیں کرتی جب تک کہ وہ رکوع اور سجود میں اپنی کمر کو برابر نہ کر لے۔“

۸۵۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُجْزِي صَلَاةَ الرَّجُلِ حَتَّى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ».

۸۵۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اس نے نماز پڑھی پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ”جاؤ نماز پڑھو! تم نے نماز نہیں پڑھی۔“ چنانچہ وہ گیا اور نماز پڑھی جیسے کہ (پہلے) پڑھی تھی۔ پھر نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”وَعَلَيْكَ السَّلَامُ جَاؤْ نماز پڑھو! تم نے نماز نہیں پڑھی۔“ حتیٰ کہ اس نے تین بار ایسے ہی کیا۔ بالآخر اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں اس سے عمدہ نہیں پڑھ سکتا“ مجھے سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم نماز

۸۵۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ - وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ الْمُثَنَّى - حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقَالَ: «ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، فَارْجَعَ الرَّجُلُ فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَعَلَيْكَ السَّلَامُ»، ثُمَّ قَالَ: «ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، حَتَّى

۸۵۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء فيمن لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ۲۶۵ من حديث سليمان الأعمش به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۸۷۰.

۸۵۶- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة... الخ، ح: ۳۹۷ عن محمد بن المشي، والبخاري، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها... الخ، ح: ۷۵۷ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

کے لیے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو۔ پھر تمہارے لیے جو آسان ہو قرآن سے پڑھو۔ پھر رکوع کرو حتیٰ کہ رکوع میں خوب اطمینان کرلو۔ پھر سر اٹھاؤ حتیٰ کہ درست انداز میں کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو حتیٰ کہ سجدے میں خوب اطمینان کرلو۔ پھر بیٹھو حتیٰ کہ تسلی سے بیٹھ جاؤ اور پھر ایسے ہی پوری نماز میں کیا کرو۔“

فَعَلْ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ الرَّجُلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا أَحْسِنُ غَيْرَ هَذَا فَعَلَّمَنِي. قَالَ: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ اجْلِسْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا».

قَعْنِي نے اسے بواسطہ سعید بن ابی سعید مقبریٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے تو اس کے آخر میں کہا ہے: ”اگر تم نے ایسے ہی کیا تو تمہاری نماز کامل ہوگی اور اگر اس میں کچھ کمی کی تو اپنی نماز میں کمی کی۔“ مزید اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا:..... ”جب نماز کے لیے اٹھو تو وضو کامل کرو۔“

قَالَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: وَقَالَ فِي آخِرِهِ: «إِذَا فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ وَمَا انْتَقَضَ مِنْ هَذَا شَيْئًا فَإِنَّمَا انْتَقَضَتْ مِنْ صَلَاتِكَ». وَقَالَ فِيهِ: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ».

۸۵۷- علی بن یحییٰ بن خالد (یحییٰ کے چچا) (رفاعہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور مذکورہ بالا حدیث کے مثل ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی شخص کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ وضو نہ کر لے اور اعضائے وضو کو ٹھیک ٹھیک نہ دھو لے۔ پھر تکبیر کہے اور اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے اور کچھ قرآن پڑھے جو اسے آسان لگے۔ پھر اللہ اکبر کہے اور رکوع کرے حتیٰ کہ اس کے جوڑ اطمینان سے تک جائیں پھر کہے سمع اللہ لمن حمدہ اور

۸۵۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَادٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، ذَكَرَ نَحْوَهُ، قَالَ فِيهِ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لَا تَتِمُّ صَلَاةٌ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يَتَوَضَّأَ فَيَضَعِ الْوُضُوءَ» يَعْنِي مَوَاضِعَهُ «ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَحْمَدُ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَيُثْنِي عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ بِمَا شَاءَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ

اطمینان سے سیدھا کھڑا ہو جائے پھر کہے اللہ اکبر اور سجدہ کرے حتیٰ کہ اس کے جوڑ اطمینان سے ٹک جائیں۔ پھر اللہ اکبر کہے اور اپنا سر اٹھائے اور ٹھیک طرح سے بیٹھ جائے۔ پھر اللہ اکبر کہے اور سجدہ کرے حتیٰ کہ اس کے جوڑ اطمینان سے ٹک جائیں۔ پھر اپنا سر اٹھائے اور تکبیر کہے۔ جب اس طرح کرے گا تو اس کی نماز کامل ہوگی۔“

يَزَكُّ حَتَّى تَطْمِئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يَسْجُدُ حَتَّى تَطْمِئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يَسْجُدُ حَتَّى تَطْمِئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَكْبُرُ، فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ.

۸۵۸- جناب علی بن یحییٰ بن خالد نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے چچا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا..... اس میں ہے کہ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وضو کامل نہ کرے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے۔ پس اپنا چہرہ دھوئے کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوئے سر کا مسح کرے اور ٹخنوں تک دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر اللہ اکبر کہے (اور نماز شروع کرے) اور اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے۔ پھر قرآن سے قراءت کرے جیسے کہ اسے حکم دیا گیا ہے اور جو آسان لگے۔“ پھر حماد کی حدیث کی مانند روایت کیا۔ اور کہا: ”پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے اور اپنا چہرہ زمین پر نکادے۔“ ہمام نے اس مقام پر بعض اوقات [جَنَّهُتُهُ مِنَ الْأَرْضِ] کا لفظ استعمال کیا ہے یعنی اپنی پیشانی زمین پر نکائے حتیٰ کہ اس کے جوڑ

۸۵۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ وَالْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ بِمَعْنَاهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّهَا لَا تَمُتُ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ حَتَّى يُسَبِّحَ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى، فَيُغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَحْمَدُهُ، ثُمَّ يَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا أَدْنَى لَهُ فِيهِ وَيَتَسَبَّرُ» - فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادٍ قَالَ: - «ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَسْجُدُ فَيَمْكُنُ وَجْهَهُ» - قَالَ هَمَّامٌ: - وَرَبَّمَا قَالَ: «جَنَّهُتُهُ مِنَ الْأَرْضِ، حَتَّى تَطْمِئِنَّ مَفَاصِلُهُ وَتَسْتَرِيحَ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَسْتَوِيَ قَاعِدًا عَلَى

۸۵۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء على ما أمر الله تعالى، ح: ۴۶۰ من حديث الحجاج بن المنهال، والنسائي، ح: ۱۱۳۷ من حديث همام به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۲۴۱، ۲۴۲، ووافقه الذهبي.

رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

اطمینان اور سکون سے ٹک جائیں۔ پھر تکبیر کہے اور درست ہو کر سرین پر بیٹھ جائے اور کمر کو سیدھی رکھے۔“
الغرض! اسی انداز میں نماز کا طریقہ بیان فرمایا حتیٰ کہ چاروں رکعات سے فارغ ہو جائے۔ ”کسی شخص کی نماز کامل نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ ایسے ہی کرے۔“

مَقْعِدُهُ وَيَقِيمُ صَلَاتَهُ، فَوَصَفَ الصَّلَاةَ هَكَذَا
أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ حَتَّىٰ فَرَغَ، «لَا تَتِمُّ صَلَاةُ
أَحَدِكُمْ حَتَّىٰ يَفْعَلَ ذَلِكَ».

۸۵۹- جناب علی بن یحییٰ بن خالد نے حضرت رفاع

بن رافع رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کیا کہا: ”جب تم (نماز کے لیے) کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف رخ کرو تو اللہ اکبر کہو پھر ام القرآن (فاتحہ) اور قرآن سے کچھ پڑھو جو اللہ توفیق دے۔ جب رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو اور کمر کو لہا رکھو۔“ اور فرمایا: ”جب سجدہ کرو تو اطمینان سے ٹک کر سجدہ کرو اور جب سجدے سے اٹھو تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جاؤ۔“

۸۵۹- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ

خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ
عَلِيِّ بْنِ يَحْيَىٰ بْنِ خَلَادٍ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ
رَافِعٍ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: «إِذَا قُمْتَ
فَتَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأَمِّ
الْقُرْآنِ وَبِمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَقْرَأَ إِذَا رَكَعْتَ
فَضَعْ رَا حَتِيَّتَكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَامْذُدْ ظَهْرَكَ»
وَقَالَ: «إِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُودِكَ فَإِذَا
رَفَعْتَ فَأَقْمِذْ عَلَى فَخْذِكَ الْيُسْرَى».

🌞 فائدہ: اس روایت میں قرأت فاتحہ کی تصریح ہے اور یہ ”ماتیسر من القرآن“ کی تفسیر و توضیح ہے۔

۸۶۰- جناب علی بن یحییٰ بن خالد بن رافع اپنے والد

سے وہ اپنے چچا رفاع بن رافع رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم اپنی نماز کے لیے کھڑے ہو تو اللہ عز و جل کی تکبیر کہو پھر جو شخص قرآن سے آسان لگے وہ پڑھو۔“ اس روایت میں مزید فرمایا: ”جب تم نماز کے دوران میں بیٹھو تو اطمینان سے بیٹھو اور اپنی بائیں ران بچھاؤ پھر تشہد پڑھو“

۸۶۰- حَدَّثَنَا مُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا

إِسْمَاعِيلُ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي
عَلِيُّ بْنُ يَحْيَىٰ بْنِ خَلَادٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ
أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ النَّبِيِّ
ﷺ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: «إِذَا أَنْتَ قُمْتَ فِي
صَلَاتِكَ فَكَبِّرْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسَّرُ
عَلَيْكَ مِنَ الْقُرْآنِ» وَقَالَ فِيهِ: «إِذَا جَلَسْتَ

۸۵۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۳۴۰ من حديث محمد بن عمرو به، وصححه ابن خزيمة،

ح: ۶۳۸، وابن حبان، ح: ۴۸۴.

۸۶۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲/ ۱۳۳، ۱۳۴ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة،

ح: ۵۹۷، ۶۳۸.

رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

فِي وَسْطِ الصَّلَاةِ فَاطْمَنَنَّ وَافْتَرَشَ فَمِنْ ذَلِكَ الْيُسْرَى، ثُمَّ تَشَهَّدَ، ثُمَّ إِذَا قُمْتَ فَمِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى تَقْرَعَ مِنْ صَلَاتِكَ»۔

پھر جب کھڑے ہو تو پہلے کی طرح کرو حتیٰ کہ اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤ۔“

۸۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ مُوسَى الْخَلِيلِيُّ: ۸۶۲- جناب یحییٰ بن علی بن یحییٰ بن خلاد بن رافع زرقی اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..... اور یہی حدیث بیان کی۔ اس میں کہا..... ”پھر وضو کر دیجیے کہ تم کو اللہ نے حکم دیا ہے اور (بعد از وضو) کلمہ شہادت پڑھو۔ پھر اقامت کہو۔ پھر اللہ اکبر کہو (اور نماز شروع کرو)۔ اگر تمہیں قرآن یاد ہو تو پڑھو ورنہ اللہ تعالیٰ کی تحمید، تکبیر اور جلیل کرو۔“ اس روایت میں مزید فرمایا ہے ”اگر تم نے اس سے کچھ کم کیا تو اپنی نماز سے کم کیا۔“

۸۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ مُوسَى الْخَلِيلِيُّ: ۸۶۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَادِ بْنِ رَافِعِ الزُّرْقِيِّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ - فَقَصَّ هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ فِيهِ: - «فَتَوَضَّأُ كَمَا أَمَرَكَ اللَّهُ ثُمَّ تَشَهَّدُ فَأَقِمُ ثُمَّ كَبِّرْ، فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَأَقْرَأْ بِهِ وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ» - وقال فيه: - «وَإِنْ انْتَقَضَتْ مِنْهُ شَيْئًا انْتَقَضَتْ مِنْ صَلَاتِكَ»۔

☀️ فوائد و مسائل: ① مذکورہ بالا چھ روایات ”حدیث مسی الصلوٰۃ“ کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ (یعنی وہ آدمی جس نے غلط انداز میں نماز پڑھی تھی) اس کا نام خلاد بن رافع (رضی اللہ عنہ) ہے۔ ② علم نہ ہونے کے عذر سے انسان کے افعال عبادت کسی طور بھی صحیح اور جائز نہیں ہو سکتے اس لیے ضروری ہے کہ ہر مسلمان اپنے دین کا ضروری علم حاصل کرنے کا اہتمام کرے اور یہ فرض ہے۔ ③ تعلیم و تربیت کی غرض سے طلبہ میں طلب علم اور اصلاح اغلاط کا داعیہ اجاگر کرنے کے لیے مربی کو مختلف انداز اختیار کرنے چاہئیں۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے دو تین بار نماز پڑھوائی۔ ④ اس حدیث میں نماز کے بہت سے مسائل آگئے ہیں اور کچھ رہ گئے ہیں۔ ان کے متعلق ائمہ حدیث یہ کہتے ہیں کہ شاید وہ ان سے واقف تھا۔ ⑤ وضو کی با ترتیب تکمیل اس کے بعد دعا منفرد کے لیے اقامت ابتدائے نماز کے لیے لفظ اللہ اکبر کی تخصیص، ثنا اور فاتحہ قراءت قرآن، تکبیرات، انقال اور سمیع، رکوع سجود میں کرکوسیدھا رکھنا، بیٹھنے ہوئے اثناء کی بجائے پاؤں بچھا کر بیٹھنا اور اطمینان و اعتدال ارکان ایسے مسائل ہیں جو نبی ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے اسے تعلیم فرمائے ہیں۔ فقہائے کرام نے ان مسائل میں فرض واجب سنت اور مستحب کی اصطلاحات استعمال کی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اس طرح ان کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ حالانکہ فرمان رسول کے

۸۶۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصلوة، باب الإقامة لمن يصلي وحده، ح: ۶۶۸ من حديث إسماعيل بن جعفر، مختصراً، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۴۵۔

سامنے سوائے تسلیم و قیام کے اور کسی بحث کا سوال پیدا نہیں ہونا چاہیے۔ ① اس حدیث کے پس منظر میں سب سے اہم مسئلہ ”اعتدال و اطمینان“ کے وجوب کا ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، خواہ مسجد نبوی میں کیوں نہ پڑھی جائے۔ ائمہ احناف میں سے امام طحاوی رحمہ اللہ نے بھی وجوب اطمینان کی صراحت کی ہے۔ ② کچھ لوگوں نے ﴿ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا نَسِيتَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ سے استدلال کرنے کی کوشش کی ہے کہ قراءت فاتحہ واجب نہیں ہے مگر یہ استدلال از حد ضعیف ہے۔ کیونکہ اس حدیث کی ایک سند (حدیث: ۸۵۹) میں ﴿ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا نَسِيتَ مِنَ الْقُرْآنِ وَبِمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَقْرَأَ﴾ کی صراحت موجود ہے۔ یعنی فاتحہ کی قراءت کرو اور جو اللہ توفیق دے۔ ان لوگوں کا استدلال ضعیف ہونے کی ایک نظیر یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حج کے مسائل میں فرمایا ہے: ﴿فَمَنْ نَسِيَ فَأَلْبِسَ بِهِنَّ الْقَبْلَ وَالْأُخْرَىٰ﴾ اور جو کوئی عمرہ کو حج کے ساتھ ملائے گا فائدہ اٹھائے تو اس پر قربانی ہے جو اسے میسر آئے۔ اور ظاہر ہے کہ حج تمتع میں کم از کم قربانی ایک بکری ہے اور شرط ہے کہ اس کے دانت ٹوٹ کر پھر سے نکل چکے ہوں۔ جیسے کہ صحیح احادیث میں واضح ہے۔ ”میسر آئے“ کا مفہوم کسی صورت میں بھی مکمل چھوٹ نہیں بلکہ خاص صفت سے مخصوص ہے۔ ایسے ہی ﴿ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا نَسِيتَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ کی توضیح سورت فاتحہ ہے جیسے کہ حدیث: ۸۵۹ اور دیگر صحیح و صریح احادیث میں آیا ہے۔ الایہ کہ کوئی از حد عاجز ہو اور کچھ بھی نہ پڑھ سکتا ہو تو تسبیح و تہلیل کر سکتا ہے۔ ③ ﴿ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا﴾ کے الفاظ کی روشنی میں مذکورہ آداب و تعلیمات کو ہر رکعت میں ملحوظ خاطر رکھنا لازمی ہے۔ اور اسی میں سے اطمینان اور قراءت فاتحہ بھی ہے اور اللہ توفیق دینے والا ہے۔

۸۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: ۸۶۲- حضرت عبدالرحمن بن شبل رحمہ اللہ کا بیان ہے
حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَعَىٰ عَنْهُ أَنْ يَكُونَ فِيهِ نَمَازٌ (نماز میں) کوئے
جَعْفَرُ بْنُ الْحَكَمِ؛ ح: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: کی طرح ٹھونکیں ماری جائیں یا درندے کی مانند پھیل
حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: کر بیٹھا جائے یا کوئی شخص مسجد میں (اپنے لیے) جگہ
الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ الْمَخْمُودِ، عَنْ خاص کر لے جیسے کہ اونٹ خاص کر لیتا ہے۔ اور یہ لفظ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ تَقْبِیہ کے ہیں۔
اللَّهُ ﷺ عَنْ تَقْرَةِ الْغُرَابِ وَأَفْتِرَاشِ السَّبْعِ
وَأَنْ يُوْطِنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ
كَمَا يُوْطِنُ الْبَعِيرُ. هَذَا لَفْظُ قُتَيْبَةَ.

۸۶۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، التطبيق، باب النهي عن نقرة الغراب، ح: ۱۱۱۳ من حديث الليث ابن سعد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۳۱۹، ۶۶۲، وابن حبان، ح: ۴۷۶، والحاكم: ۲۲۹/۱، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، منها شاهد ضعيف في المسند: ۴۴۷/۵ * فيه تميم بن محمود، ضعفه البخاري والجمهور.

☀️ **فائدہ:** نماز میں حیوانات سے مشابہت کی ممانعت آئی ہے جیسے کہ اونٹ کی طرح بیٹھنا۔ اور اس حدیث میں جلدی جلدی نماز پڑھنے کو کوئے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یا سجدے میں انسان اپنی کہنیاں زمین پر بچالے تو درندے کی طرح پھیل کر بیٹھنے سے تشبیہ آئی ہے۔ ایسے ہی سجدہ میں نماز کے لیے اپنے لیے جگہ مخصوص کرنا بھی ممنوع ہے۔ نماز کے بعد علمی حلقے کے لیے جگہ خاص کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۸۶۳- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَالِمِ الْبَرَادِ قَالَ: أَتَيْنَا عُقْبَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْأَنْصَارِيِّ أَبَا مَسْعُودٍ فَقُلْنَا لَهُ: حَدَّثَنَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَامَ بَيْنَ أَيْدِينَا فِي الْمَسْجِدِ فَكَبَّرَ، فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَجَعَلَ أَصَابِعَهُ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ وَجَافَى بَيْنَ مِرْفَقَيْهِ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقَامَ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ جَافَى بَيْنَ مِرْفَقَيْهِ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَجَلَسَ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ أَيْضًا، ثُمَّ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِثْلَ هَذِهِ الرُّكَعَةِ، فَصَلَّى صَلَاتَهُ ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي.

۸۶۳- جناب سالم براد بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق بتائیے۔ وہ ہمارے سامنے مسجد میں کھڑے ہو گئے اور اللہ اکبر کہا (اور نماز شروع کی۔) جب رکوع کیا تو ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور انگلیوں کو ان (گھٹنوں) سے نیچے کیا اور کہنیوں کو پہلوؤں (سے) دور رکھا حتیٰ کہ ہر ہر جوڑا اپنی جگہ پر ٹک گیا۔ پھر [سمع اللہ لمن حمدہ] کہا اور کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ ہر ہر عضو اپنی اپنی جگہ پر ٹک گیا۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اور ہاتھوں کو زمین پر رکھا۔ پھر کہنیوں کو پہلوؤں سے دور کیا حتیٰ کہ ہر عضو اپنی جگہ پر ٹک گیا پھر (سجدے سے) اپنا سر اٹھایا اور بیٹھے حتیٰ کہ ہر ہر عضو اپنی جگہ پر ٹک گیا۔ پھر (دوسرے سجدے میں) بھی ایسے ہی کیا۔ پھر اسی طرح چار رکعتیں پڑھیں اور اپنی نماز پوری کی پھر فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

☀️ **نوٹ و مسائل:** ① نماز میں اعتدال و اطمینان واجب ہے۔ اس کے بغیر نماز باطل ہوتی ہے۔ ② رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا بلکہ گھٹنوں کو پکڑنا منسوخ ہے۔ (سنن نسائی حدیث: ۱۰۳۶۱۰۳۵) جب کہ تطہیق منسوخ ہے۔ ③ رکوع اور سجدے میں کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھنا چاہیے۔

۸۶۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب مواضع الراحتين في الركوع، ح: ۱۰۳۷ من حديث عطاء بن السائب به وحدث به قبل اختلاطه وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۹۸ والحاكم: ۱/ ۲۳۴ وواقفه الذهبي.

(المعجم ۱۴۴، ۱۴۵) - باب قول النبی ﷺ: كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُتِمُّهَا صَاحِبُهَا تُتَمُّ مِنْ تَطَوُّعِهِ (التحفة ۱۵۰)

باب ۱۴۳: ۱۳۵- نبی ﷺ کا فرمان: ہر وہ (فرض) نماز جسے نمازی نے پورا نہ کیا ہو اس کے نوافل سے پورا کیا جائے گا

۸۶۳- انس بن حکیم رضی سے مروی ہے، کہا کہ وہ زیاد یا ابن زیاد کے خوف سے مدینہ آ گیا اور یہاں حضرت ابو ہریرہ رضی سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے مجھ سے میرا نسب معلوم کیا تو میں نے انہیں بتا دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا: اے جوان! کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے! (استاد یونس کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: ”قیامت کے روز لوگوں کے اعمال میں سے جس عمل کا سب سے پہلے حساب ہوگا وہ ان کی نماز ہوگی۔ ہمارا رب عز و جل فرشتوں سے فرمائے گا حالانکہ وہ (پہلے ہی) خوب جاننے والا ہے، میرے بندے کی نماز دیکھو! کیا اس نے اس کو پورا کیا ہے یا اس میں کوئی کمی ہے؟ چنانچہ وہ اگر کامل ہوئی تو پوری کی پوری لکھ دی جائے گی اور اگر اس میں کوئی کمی ہوئی تو فرمائے گا کہ دیکھو! کیا میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں؟ اگر نفل ہوئے تو وہ فرمائے گا کہ میرے بندے کے فرضوں کو اس کے نفلوں سے پورا کر دو۔ پھر اسی انداز سے دیگر اعمال لیے جائیں گے۔“

نوافل و مسائل: ① یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔ حدیث ۸۶۲ اس کی تائید ہے۔ ② قیامت کے روز اعمال کا محاسب حق ہے۔ ③ شہادتین کے بعد نماز دین کا اہم ترین رکن ہے اور حقوق اللہ میں سے اسی کا سب سے

۸۶۴- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ حَكِيمٍ الضَّبِّيِّ قَالَ: خَافَ مِنْ زِيَادٍ أَوْ ابْنِ زِيَادٍ فَاتَى الْمَدِينَةَ فَلَقِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: فَتَسْبِيْ فَانْتَسَبْتُ لَهُ، فَقَالَ: يَا فَتَى: أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى رَحِمَكَ اللَّهُ. قَالَ يُونُسُ: وَأَخْبَسَهُ ذَكَرَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ النَّاسُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَعْمَالِهِمُ الصَّلَاةُ، قَالَ: يَقُولُ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ وَهُوَ أَغْلَمُ: انظُرُوا فِي صَلَاةِ عَبْدِي أَمَّهَا أَمْ نَقَصَهَا؟ فَإِنْ كَانَتْ تَامَةً كُتِبَتْ لَهُ تَامَةٌ وَإِنْ كَانَ انْتَقَصَ مِنْهَا شَيْئًا. قَالَ: انظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ قَالَ: أَتَمُّوا لِعَبْدِي فَرِيضَتَهُ مِنْ تَطَوُّعِهِ، ثُمَّ نُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ عَلَى ذَاكَ».

۸۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/ ۴۲۵ من حديث إسماعيل به، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۴۲۵، وصححه الحاكم: ۱/ ۲۶۲، ووافقه الذهبي وللحديث شواهد الحسن البصري مدلس وعن ابن عباس بن زيد، وهو ضعيف والحديث الآتي: ۸۶۶ بغني عنه.

سے پہلے حساب ہوگا۔ (سنن نسائی، حدیث: ۳۶۶) جبکہ حقوق العباد میں سب سے پہلے خونوں کا حساب لیا جائے گا۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۲۵۳۳ و صحیح مسلم، حدیث: ۱۶۷۸) ⑤ فرائض کی ادائیگی میں کسی بھی تقصیر سے انسان کو محتاط رہنا چاہیے نیز نوافل کا بھی خوب اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ ان ہی سے فرضوں کی کمی پوری کی جائے گی۔ ⑥ نوافل بالخصوص سنن راتبہ (موکدہ) رسول اللہ ﷺ کی سنت متواترہ ہیں۔ سفر کے علاوہ آپ نے انہیں کبھی ترک نہیں فرمایا بلکہ بعض اوقات تاخیر ہونے پر ان کی قضا بھی ادا کی ہے۔ کچھ صالحین کا کہنا ہے کہ سنن و نوافل کی پابندی فرائض پر پابندی کے لیے تمیز کا کام دیتی ہے۔ اور جو شخص سنن میں غفلت کرتا ہے عین ممکن ہے فرائض میں غفلت کا مرتکب ہو جائے۔ ⑦ وہ احادیث جن میں رسول اللہ ﷺ نے کچھ نو مسلم بدویوں کو صرف فرائض کی پابندی کے عہد پر انہیں جنت کی خوشخبری دی ہے وہ اول تو ابتداء اسلام کی بات ہے۔ یہی لوگ جوں جوں حق کو سمجھتے گئے نوافل میں بہت آگے بڑھتے چلے گئے جیسے کہ ان کی سیرتیں واضح کرتی ہیں۔ دوسرے رسول اللہ ﷺ کی صحبت مبارکہ سے انہیں ایسا تزکیہ حاصل ہو جاتا تھا کہ ان کے فرائض ہی اس اعلیٰ پائے کے ہو جاتے تھے کہ وہ نوافل نہ بھی پڑھتے تو ان کی کامیابی کی ضمانت اور خوشخبری زبان رسالت سے جاری ہو گئی تھی لہذا دیگر مسلمانوں کا اس معاملے میں اپنے آپ کو ان پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے اور صرف فرائض پر تکیہ کرنا ٹھیک نہیں ہے بلکہ ”يَوْمُ الْحُسْرَةِ“ کو پیش نظر رکھتے ہوئے مزید درمزد قَرُبَ إِلَى اللَّهِ کی کوشش کرنی چاہیے۔ وَاللَّهِ التَّوْفِيقُ۔ ہاں بعض اوقات کسی عذر کی بنا پر شیئ رہ جائیں تو ان کی قضا کرنا واجب نہیں ہے۔

۸۶۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ۸۶۵۔ بنی سلیط کے ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی (مذکورہ بالا حدیث) کی مانند روایت کیا۔
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَلِيطٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

۸۶۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ۸۶۶۔ جناب زرارہ بن اوئی نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے ہم معنی بیان کیا۔ کہا ”پھر زکاة کا محاسبہ ہوگا۔ پھر باقی اعمال اسی انداز سے لیے جائیں گے۔“
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنِ تَمِيمِ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْمَعْنَى قَالَ: «ثُمَّ الزَّكَاةُ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ تَوَخَّذُوا الْأَعْمَالُ عَلَى حَسَبِ ذَلِكَ».

۸۶۵۔ تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

۸۶۶۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في أول ما يحاسب به العبد الصلوة، ح: ۱۴۲۶ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه المحاكم على شرط مسلم ۱/ ۲۶۲، ۲۶۳.

۲۔ کتاب الصلاة۔ رکوع اور سجود کے احکام ومسائل

☀ فائدہ: یعنی تمام اعمال میں پہلے فرائض کو دیکھا جائے گا وہ کامل ہوئے تو بہتر ورنہ اس کے بعد نوافل سے فرضوں کی کمی پوری کی جائے گی۔ جیسے نفل نمازوں سے فرض نمازوں کی اور نفل صدقے سے فرضی زکوٰۃ کی کمی پوری کی جائے گی۔

(المعجم ۱۴۵، ۱۴۶) - باب تَفْرِيع
أَبْوَابِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَوَضْعِ الْيَدَيْنِ
عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ (التحفة ۱۵۱)

باب: ۱۳۶، ۱۳۵- رکوع و سجود کے احکام اور
ہاتھوں کا گھٹنوں پر رکھنا

۸۶۷- جناب مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں کہ

میں نے اپنے ابا جان (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما) کے پہلو میں نماز پڑھی۔ اور میں نے اپنے ہاتھوں کو (رکوع میں) اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھا تو انہوں نے مجھے اس سے منع فرمایا۔ میں نے پھر ویسے ہی کیا تو انہوں نے کہا: ایسے مت کرو۔ ہم (صحابہ رسول) یہ کیا کرتے تھے مگر ہمیں اس سے روک دیا گیا تھا اور حکم دیا گیا کہ ہم اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا کریں۔“

۸۶۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ عَنْ أَبِي يَعْقُورَ.
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَاسْمُهُ وَفَدَانٌ، عَنْ
مُضْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ
أَبِي فَجَعَلْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيْ، فَتَنَاهَنِ عَنْ
ذَلِكَ، فَعُدْتُ. فَقَالَ: لَا تَصْنَعْ هَذَا فَإِنَّا كُنَّا
نَفْعَلُهُ، فَتَنَيْنَا عَنْ ذَلِكَ وَأَمَرْنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِيَنَا
عَلَى الرُّكْبِ.

☀ فوائد ومسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ کہنا کہ ”ہمیں حکم دیا گیا۔“ یا ”ہمیں روک دیا گیا۔“ یا ”ہم ایسے ایسے کیا کرتے تھے۔“ یہ سب مرفوع احادیث کے معنی میں آتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا جو انہیں ایسی ہدایات دیتا۔ ② رکوع میں تطبیق یعنی گھٹنوں کے درمیان ہاتھ دے کر کھڑے ہونا منسوخ عمل ہے۔ صرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما یا چند ایک صحابہ ہی اس پر عمل کرتے رہے تھے۔ جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

۸۶۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے انہوں نے کہا: جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو اپنے بازوؤں کو اپنی رانوں پر بچھا لیا کرے اور اپنی ہتھیلیوں کو ایک دوسری میں دے لیا کرے، گو ایک میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلیاں ایک دوسری

۸۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْرِشْ
ذِرَاعَيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ وَلْيُطَبِّقْ بَيْنَ كَفَيْهِ فَكَأَنِّي

۸۶۷- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب وضع الأكف على الركبتين في الركوع، ح: ۷۹۰ من حديث شعبة، ومسلم، المساجد، باب النذب إلى وضع الأيدي على الركبتين في الركوع ونسخ التطبيق، ح: ۵۳۵ من حديث أبي يعفور.
۸۶۸- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النذب إلى وضع الأيدي على الركبتين في الركوع ونسخ التطبيق، ح: ۵۳۴ من حديث أبي معاوية الضويري، وقال أبو معاوية عند البيهقي: ۸۳/۲: "هذا قدر ترك".

أَنْظُرُ إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. کے اندر ہیں۔

(المعجم ۱۴۶، ۱۴۷) - باب مَا يَقُولُ

الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ (التحفة ۱۵۲)

آدی کیا پڑھے؟

۸۶۹- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

جب ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے اپنے رکوع میں کرو۔“

(یعنی [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] کہا کرو) اور جب

﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ نازل ہوئی تو فرمایا:

”اسے اپنے سجدوں میں کرو۔“ (یعنی [سُبْحَانَ رَبِّيَ

الْأَعْلَى] کہا کرو۔)

۸۶۹- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ

وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَعْنَى قَالَا:

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى قَالَ أَبُو

سَلَمَةَ: مُوسَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ

عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿فَسَبِّحْ

بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ [الواقعة: ۷۴] قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اجْعَلُوهَا فِي

رُكُوعِكُمْ»، فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ

الْأَعْلَى﴾ [الأعلى: ۱] قَالَ: «اجْعَلُوهَا فِي

سُجُودِكُمْ».

🌞 ملحوظہ: یہ تسبیحات صحیح اسانید سے ثابت ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کا پناہ عمل بھی ہے۔ نبی ﷺ بذات خود رکوع

اور سجود میں یہ تسبیحات پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم؛ حدیث: ۷۷۳) مذکورہ دونوں روایات (۸۶۹ اور ۸۷۰)

شیخ البانی کے نزدیک سداً ضعیف ہیں۔ لیکن شواہد کی بنا پر یہ اضافہ ان کے نزدیک صحیح ہے۔ دیکھیے (مفصل سنن ابی

داود وصفة الصلاة للالبانی)

۸۷۰- جناب ایوب بن موسیٰ یا موسیٰ بن ایوب نے

اپنی قوم کے ایک آدمی سے انہوں نے حضرت عقبہ بن

عامر رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ اور اضافہ

کیا ہے کہ (ان آیات کے اترنے پر) رسول اللہ ﷺ

جب رکوع کرتے تو کہتے: ”[سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ

۸۷۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ:

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ يَغْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ

ابْنِ مُوسَى أَوْ مُوسَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ رَجُلٍ

مِنْ قَوْمِهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ بِمَعْنَاهُ. زَادَ

قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ قَالَ:

۸۶۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب التسبيح في الركوع والسجود، ح: ۸۸۷

من حديث عبدالله بن المبارك به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۷۰، وابن حبان، ح: ۵۰۶،

والحاكم: ۴۷۷/۲، ووافقه الذهبي هاهنا.

۸۷۰- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۸۶/۲ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

«سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ» ثَلَاثًا. وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ» ثَلَاثًا.

وَبِحَمْدِهِ] تین بار اور جب سجدہ کرتے تو کہتے [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ] تین بار۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ نَخَافُ أَنْ لَا تَكُونَ مَحْفُوظَةً.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: انفرد أهل مِصْرَ بِإِسْنَادٍ هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ: حَدِيثِ الرَّبِيعِ وَحَدِيثِ أَحْمَدَ بْنِ يُونُسَ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ہمارے خیال میں یہ اضافہ محفوظ نہیں ہے۔ اور اہل مصر ان دونوں احادیث کو (حدیث ربیع اور حدیث احمد بن یونس کو) سند بیان کرنے میں منفرد ہیں۔

🌞 ملحوظہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ علامہ ابن الصلاح وغیرہ نے [وَبِحَمْدِهِ] کے اضافے کا انکار کیا ہے مگر متعدد اسانید کی بنا پر اسے تقویت مل جاتی ہے اور یہ انکار قابل توجہ نہیں رہتا۔ امام احمد سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: میں [وَبِحَمْدِهِ] کے لفظ نہیں کہتا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: نیل الاوطار، باب الذکر فی الركوع والسجود: ۲/۲۷۷)

۸۷۱- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: قُلْتُ لِسُلَيْمَانَ: أَدْعُو فِي الصَّلَاةِ إِذَا مَرَزْتُ بِآيَةِ تَخَوُّفٍ، فَحَدَّثَنِي عَنْ سَعْدِ بْنِ عُيَيْدَةَ، عَنْ مُسْتَوْرِدٍ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ». وَفِي سُجُودِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى»، وَمَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَسَّأَلَ، وَلَا بِآيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَتَعَوَّذَ.

۸۷۱- جناب شعبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سلیمان بن مہران اعمش سے پوچھا: کیا میں نماز میں تخویف کی آیات پڑھتے وقت دعا کر لیا کروں؟ تو انہوں نے مجھے بسند سعد بن عبیدہ بیان کیا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ رکوع میں [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] اور سجدے میں [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] پڑھتے تھے۔ اور اثنائے قراءت میں جس کسی آیت رحمت سے گزرتے تو وہاں رکتے اور سوال کرتے اور جس کسی آیت عذاب سے گزرتے تو وہاں رکتے اور پناہ مانگتے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① قراءت قرآن انتہائی غور و فکر سے کرنی چاہیے، خواہ نماز کے دوران میں ہو یا اس کے علاوہ۔

۸۷۱- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلوٰۃ الليل، ح: ۷۷۲ من حدیث سلیمان الأعمش به.

⑤ تلاوت قرآن کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ رحمت کی آیات پر دعا اور آیات عذاب پر تَعَوُّذ کیا جائے اور یہ بھی ممکن ہے جب اس کا ترجمہ مفہوم آتا ہو۔ لہذا علم حاصل کرنا چاہیے۔

۸۷۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: ۸۷۲- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنے سجدہ اور رکوع میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے [سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ] ”میرا رب شراکت، سا جھے داری اور دیگر تمام نقائص و عیوب سے بالکل پاک ہے۔ فرشتوں کا رب ہے اور روح کا بھی۔“

۸۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: قُمْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً فَقَامَ فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ لَا يَمُرُّ بِآيَةٍ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ فَسَأَلَ، وَلَا يَمُرُّ بِآيَةٍ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ فَتَعَوَّذَ. قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعِظَمَةِ»، ثُمَّ سَجَدَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ ثُمَّ قَالَ فِي سُجُودِهِ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ بِآلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَرَأَ سُورَةَ سُورَةٍ.

۸۷۳- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قیام کیا آپ نے قیام کیا تو سورہ بقرہ کی تلاوت فرمائی۔ آپ جس کسی آیت رحمت سے گزرتے تو وہاں رکتے اور دعا کرتے اور جس کسی آیت عذاب سے گزرتے تو وہاں رکتے اور تَعَوُّذ کرتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا اس قدر لمبا جتنا کہ آپ کا قیام تھا۔ آپ اپنے رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے: [سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ الخ] ”پاک ہے وہ ذات جو غلبہ و قوت، ملکیت، بڑائی اور عظمت والی ہے۔“ پھر آپ نے سجدہ کیا اس قدر لمبا جتنا کہ آپ کا قیام تھا۔ اور آپ اپنے سجدے میں بھی وہی دعا پڑھتے رہے۔ پھر کھڑے ہوئے اور سورہ آل عمران کی قراءت فرمائی۔ پھر ایک سورت پڑھی (بعد ازاں ایک اور) سورت پڑھی۔“

۸۷۲- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ۴۸۷ من حديث قتادة به.

۸۷۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، التطبيق، باب: نوع آخر من الذكر في الركوع، ح: ۱۰۵۰ من حديث معاوية بن صالح به، وانظر، ح: ۸۷۱.

۸۷۴- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ کہتے تھے اللہ اکبر تین بار ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبْرُوتِ وَالْکِبَرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ ”اللہ سب سے بڑا ہے“ کامل ملکیت والا غلبہ والا بڑائی اور عظمت والا۔“ پھر آپ نے ثنا پڑھی۔ پھر سورہ بقرہ کی قراءت کی۔ پھر رکوع کیا اور آپ کا رکوع آپ کے قیام جیسا تھا“ آپ رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پھر رکوع سے سر اٹھایا۔ آپ کا یہ قیام پہلے قیام کی مانند (لسبا) تھا۔ آپ یہاں پڑھتے تھے لِرَبِّيَ الْحَمْدُ ”میرے رب کی حمد ہے۔“ پھر سجدہ کیا تو آپ کا سجدہ بھی آپ کے قیام کی مانند تھا۔ اور آپ سجدے میں کہتے تھے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ”پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند و بالا ہے۔“ پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور سجدوں کے درمیان بیٹھے اتنی دیر جتنی کہ سجدے میں لگائی اور اس دوران میں کہتے تھے رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي چنانچہ آپ نے چار رکعتیں پڑھیں اور ان میں سورہ بقرہ آل عمران، نساء اور مائدہ یا انعام کی تلاوت کی۔ شعبہ کو شک ہوا ہے۔

باب: ۱۴۷، ۱۴۸- رکوع اور سجدے میں

دعا کرنے کا بیان

۸۷۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

۸۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ مَوْلَى الْأَنْصَارِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَبْسٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَكَانَ يَقُولُ: «اللَّهُ أَكْبَرُ» ثَلَاثًا «ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبْرُوتِ وَالْکِبَرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ». ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَأَ الْبَقْرَةَ، ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، وَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ». ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَكَانَ قِيَامُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ يَقُولُ: «لِرَبِّيَ الْحَمْدُ» ثُمَّ يَسْجُدُ فَكَانَ سُجُودُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، فَكَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى»، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ، وَكَانَ يَقَعُدُ فِيمَا بَيْنَ السُّجُودَيْنِ نَحْوًا مِنْ سُجُودِهِ، وَكَانَ يَقُولُ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي»، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَقَرَأَ فِيهِنَّ الْبَقْرَةَ وَالْأَنْعَامَ شَكَّ شُعْبَةُ.

(المعجم ۱۴۷، ۱۴۸) - باب الدعاء

في الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ۱۵۳)

۸۷۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَأَحْمَدُ

۸۷۴- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، التطبيق، باب ما يقول في قيامه ذلك، ح: ۱۰۷۰ من حديث شعبة به، ورجل من بني عبس هو صلة بن زفر كما جاء في رواية ابن ماجه، ح: ۸۹۷، والطيايلى، ح: ۴۱۶. ۸۷۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقال في الرُّكُوعِ والسُّجُودِ؟، ح: ۴۸۲ من حديث عبد الله بن وهب به.

ابن عمرو بن السرح و مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالُوا : أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ : أَخْبَرَنَا عَمْرُو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ ، عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا صَالِحٍ ذِكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : « أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ » .

ﷺ نے فرمایا: ”سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے لہذا سجدے میں بہت زیادہ دعا کیا کرو۔“

۸۷۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُهَيْمٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَشَفَ السُّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ : « يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَنْقُ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النَّبِيِّ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةَ بَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تَرَى لَهُ ، وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا ، فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظُمُوا الرَّبَّ فِيهِ ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنُ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ » .

۸۷۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے (اپنے مرض وفات کے دنوں میں) پردہ ہٹایا جبکہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صفیں بنائے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”لوگو! نبوت کی خوشخبریوں میں سے صرف اچھا خواب ہی باقی رہ گیا ہے جسے مسلمان دیکھ لیتا ہے یا (کسی کیلئے) اسے دکھا دیا جاتا ہے اور مجھے رکوع یا سجدے کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ رکوع میں رب تعالیٰ کی عظمت اور سجدے میں دعا خوب کیا کرو۔ یہ اس لائق ہوتی ہے کہ قبول کر لی جائے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مصلائے نبوی پر کھڑے ہونا نبی ﷺ کے لیے باعث الطمینان و تسکین ثابت ہوا تھا اور اسی کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی احقیقت (سب سے زیادہ حق دار ہونے) کا قرینہ سمجھا گیا۔ ② اچھا خواب مسلمان کے لیے خوشخبری کا باعث ہوتا ہے۔ جو بعض اوقات انسان خود دیکھتا ہے یا کسی دوسرے مسلمان کو دکھا دیا جاتا ہے۔ ③ اسی سے بعض علماء نے یہ دقیق سا استنباط کیا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے استراہ کر سکتا ہے۔ (نیز اگلی حدیث کے فوائد ملاحظہ فرمائیے) ④ رکوع اور سجدے میں قرآن کی تلاوت جائز نہیں۔ ⑤ سجدے میں دعا بہت زیادہ ہونی چاہیے۔ اس کی قبولیت کی بہت امید ہوتی ہے۔

رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

۸۷۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۸۷۷- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں کثرت سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» ”پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! اور اپنی حمد کے ساتھ۔ اے اللہ! مجھے بخش دے۔“ آپ ﷺ اس دعا سے قرآنی تعلیم پر عمل فرماتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس دعا کا پس منظر یہ ہے کہ جب سورہ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ﴾ نازل ہوئی تو اس میں یہ ارشاد ہوا کہ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ ”سو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے اور اس سے استغفار کیجیے شک وہ تو بے قبول کرنے والا ہے۔“ تو نبی ﷺ نے مذکورہ دعا کو رکوع اور سجود میں اپنا معمول بنا لیا۔ ② اس دعا میں تسبیح، تحمید اور دعائیں چیزیں جمع ہیں۔ اور سابقہ حدیث میں جو آیا ہے کہ ”رکوع میں اپنے رب کی عظمت اور سجود میں دعا خوب کیا کرو“۔ تو ان دونوں احادیث کو جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ رکوع میں تسبیح و تحمید کے ساتھ ساتھ دعا جائز ہے اور ایسے ہی سجود میں دعا کے ساتھ تسبیح و تحمید بھی۔ ③ اس کی دوسری توجیہ یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ رکوع میں تعظیم رب اور سجود میں کثرت دعا افضل واولیٰ ہے۔ اور اس مقصد کے لیے ماثر کلمات کا انتخاب ہی ارجح ہے۔ نوافل میں حسب مطلب بھی دعا جائز ہے۔

۸۷۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ۸۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن وہب؛ ح: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ السَّرْحِ: نبی ﷺ اپنے سجدوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: «اللَّهُمَّ أَخْبِرْنَا ابْنَ وَهْبٍ: أَخْبِرْنِي يَخْيِي بِنُ أَيُّوبَ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّةً وَجِلَّةً، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ» عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّةً وَجِلَّةً، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ». زَادَ ابْنُ السَّرْحِ: «عَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی اس انداز کی دعائیں اظہار تشکر اور عبدیت کے لیے تھیں اور امت کے

۸۷۷- تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة إذا جاء نصر الله والفتح، باب: ح: ۲: ۴۹۶۸، ومسلم، الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ۴۸۴ من حديث جرير به.

۸۷۸- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ۴۸۳ عن ابن السرح به.

لئے تعلیم بھی۔ (۷) مذکورہ اور آگے آنے والی دعاؤں سے یہ بات بھی پوری طرح واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں نہ مثلاً کل بلکہ اللہ تعالیٰ کے عبد کامل اور عبد مامور (حکم الہی کے پابند) ہیں۔

۸۷۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (ان کے بستر سے) گم پایا تو میں نے انہیں ان کے مصلے پر ٹٹولا تو پایا کہ آپ سجدے میں تھے۔ آپ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپ یہ کلمات پڑھ رہے تھے: «أَعُوذُ بِرِضَاكَ..... الخ» [اے اللہ!] میں تیری ناراضی سے تیری رضامندی کی اور تیری پکڑ سے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں تجھ سے (ڈر کر) تیری ہی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری تعریفات شمار نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جیسے کہ تو نے خود اپنی ثنا بیان کی ہے۔“

باب: ۱۴۸، ۱۴۹- نماز میں دعا کرنا

۸۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُهُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَمَسْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ سَاجِدٌ وَقَدَمَاهُ مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ: «أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَاپَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ».

(المعجم ۱۴۸، ۱۴۹) - باب الدعاء

في الصَّلَاةِ (التحفة ۱۵۴)

۸۸۰- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں یہ دعا کرتے تھے: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ..... الخ] ”اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں مجھے مسیح دجال کے فتنے سے محفوظ رکھ مجھے زندگی اور موت کے فتنوں سے محفوظ فرما۔ اے اللہ! مجھے گناہ کے کاموں اور قرضے سے بچائے رکھ۔“ کسی نے کہا کہ آپ قرضے سے بہت پناہ مانگتے ہیں؟ (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ

۸۸۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ»، فَقَالَ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ

۸۷۹- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود، ح: ۴۸۶ من حديث عبدة بن سليمان به.

۸۸۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، ح: ۸۳۲، ومسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلوة، ح: ۵۸۹ من حديث شعيب بن أبي حمزة به.

رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

مَا تَسْتَعِيدُ مِنَ الْمَغْرَمِ، فَقَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ نَبْدَهْ جَبْ قَرْصَهْ لِيَقْتَا هُ تَوْبَاتِ كَرْتَا هُ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَّبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ». تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① وہاں کے معنی ہیں ”انتہائی فرجی۔“ اور ”مسح“ سے مراد [مَمْسُوحُ الْعَيْنِ] ہے یعنی ایک آنکھ سے کان۔ اور حضرت یسٰی علیہ السلام کو جو سچ کہا جاتا ہے وہ بمعنی [مَاسِيح] ہے یعنی ان کے ہاتھ پھیرنے سے مریضوں کو شفا مل جاتی تھی۔ یہاں اصطلاحاً ہر اس شخص کو مسح کہتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لیے مامور ہوتا تھا۔ ② زندگی کے فتنے سے مراد یہ ہے کہ انسان دنیا کے کھینچوں میں الجھ کر رہ جائے اور دین کے تقاضے پورے نہ کر سکے۔ ③ موت کے فتنے سے مراد یہ ہے کہ آخر وقت میں کلمہ توحید سے محروم رہ جائے یا کوئی اور نامناسب کلمہ یا کام کر بیٹھے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہ۔ ④ نماز اللہ کے قرب کا موقع ہوتا ہے۔ اس لیے انسان کو اپنی دنیا و آخرت کی حاجات طلب کرنے کا حریص ہونا چاہیے۔ (بالخصوص تشہد کے آخر اور سجدوں میں)۔ ⑤ قرض سے انسان کو حتی الامکان بچنا چاہیے۔ اگر ناگزیر ہو تو اپنے وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے اتنا قرض لے کہ وہ حسب وعدہ ادا کر سکے، تاکہ جھوٹ بولنے کی یا وعدہ خلافی کی نوبت نہ آئے۔

۸۸۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةٍ تَطَوُّعٍ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ، وَبِئْسَ مَا لِلنَّارِ، وَبِئْسَ مَا لِلنَّارِ»۔ ۸۸۱- جناب عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، کہا کہ میں نے (ایک بار) رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھی۔ میں نے آپ کو سنا کہتے تھے: «أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ، وَبِئْسَ مَا لِلنَّارِ، وَبِئْسَ مَا لِلنَّارِ»۔ آگ سے اللہ کی پناہ۔ ہلاکت ہے دوزخیوں کے لیے۔“

🌞 فائدہ: اس حدیث کی سند ضعیف ہے البتہ حضرت حذیفہ اور عوف بن مالک رضی اللہ عنہما کی حدیثوں سے اس کی تائید ہوتی ہے لہذا اثنائے تلاوت میں حسب مضمون ”تعوذ“ جائز ہے۔

۸۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ ۸۸۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے تو ایک بدوی نے نماز میں یوں کہا:

۸۸۱- تخریج: [إسناده ضعیف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في القراءة في صلوة الليل، ح: ۱۳۵۲ من حديث ابن أبي ليلى به * محمد بن أبي ليلى ضعيف كما تقدم، ح: ۷۵۲۔

۸۸۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، السهو، باب الكلام في الصلوة، ح: ۱۲۱۷ من حديث ابن شهاب به، ورواه البخاري، ح: ۶۰۱۰ من حديثه نحوه، وللحديث طرق، انظر، ح: ۳۸۰۔

أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَقُمْنَا مَعَهُ، فَقَالَ أَغْرَابِيٌّ فِي الصَّلَاةِ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِلْأَغْرَابِيِّ: «لَقَدْ تَحَجَّزْتَ وَاسِعًا»، يُرِيدُ رَحْمَةَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

(اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا) ”اے اللہ! مجھ پر رحم فرما اور محمد ﷺ پر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ فرما۔“ جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو اس بدوی سے کہا: ”تو نے وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔“ آپ ﷺ کا اشارہ اللہ عزوجل کی رحمت کی طرف تھا۔

☀️ **قائدہ:** اس انداز سے دعائیں کرنی چاہیے اور یہ دعا کرنے والا وہی اعرابی تھا جس نے مسجد میں پیشاب کر دیا تھا جیسے کہ جامع الترمذی کی حدیث (۱۲۷) سے معلوم ہوتا ہے۔

۸۸۳- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُسْلِمِ الْبَطْنِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَرَأَ سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى».

۸۸۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی ﷺ جب ﴿سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ ”اپنے رب اعلیٰ کی تسبیح بیان کیجیے“ کی تلاوت کرتے تو (جواباً) فرماتے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] ”پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند و بالا ہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: خُوِلِفَ وَكِيعٌ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، رَوَاهُ أَبُو وَكِيعٍ وَشُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں وکیع کی مخالفت کی گئی ہے۔ ابو وکیع اور شعبہ نے اسے بواسطہ ابواسحاق عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما موقوف بیان کیا ہے۔

☀️ **نوٹ و مسائل:** ① نماز اور غیر نماز میں آیات کا جواب ثابت ہے ان میں سے ایک مقام یہ بھی ہے۔ ② یہ حدیث صرف قاری یعنی قراءت اور تلاوت قرآن کرنے والے کے لیے ہے۔ اس سے مقتدی یا سامع کا جواب دینا بہر حال ثابت نہیں ہوتا۔ اس لیے مقتدی اور سامع کیلئے بہتر ہے کہ وہ جواب دینے سے اجتناب کرے۔ واللہ اعلم.

۸۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: ۸۸۳- جَنَابُ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ (تَابِعِي) بَيَانُ

۸۸۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۲۳۲ عن وكيع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۲۶۴، ۲/۲۶۴، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف * وأبو إسحاق عنن.

۸۸۴- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/۳۱۰ من حديث أبي داود به * موسى لم يسمعه من الصحابي، بينهما رجل، كما صرح به ابن أبي حاتم وغيره، فالسند معلل.

کرتے ہیں کہ (صحابہ میں سے) ایک صاحب اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھاتے تھے۔ تو جب وہ (سورۃ قیامہ کی آخری آیت) ﴿الْأَنسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُخَيِّئَ الْمَوْتَىٰ﴾ ”کیا اللہ قدرت نہیں رکھتا کہ وہ مردوں کو زندہ کر دے؟“ پڑھتے تو (جواب میں) کہتے ”سُبْحَانَكَ فَبَلَىٰ“ [اے اللہ! تو پاک ہے تو یقیناً قدرت رکھتا ہے۔“ لوگوں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ امام احمد کا کہنا ہے کہ مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ فرض نمازوں میں قرآنی دعائیں کی جائیں۔

باب: ۱۴۹، ۱۵۰- رکوع اور سجود کے مقدار

۸۸۵- جناب سعید جریریؒ سہدی سے وہ اپنے والد یا چچا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو ان کی نماز میں بڑے غور سے دیکھا ہے۔ آپ اپنے رکوع اور سجود میں اتنی دیر رکھتے تھے کہ [سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ] تین بار کہہ لیں۔

۸۸۶- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَوْقَ بَيْتِهِ وَكَانَ إِذَا قَرَأَ ﴿الْأَنسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُخَيِّئَ الْمَوْتَىٰ﴾ [الْقِيَامَةُ: ۴۰] قَالَ: سُبْحَانَكَ فَبَلَىٰ. فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ أَحْمَدُ: يُعْجِبُنِي فِي الْفَرِيضَةِ أَنْ يَدْعُوَ بِمَا فِي الْقُرْآنِ.

(المعجم ۱۴۹، ۱۵۰) - باب مقدار

الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ۱۵۵)

۸۸۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ السَّعْدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَوْ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي صَلَاتِهِ، فَكَانَ يَتَمَكَّنُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ قَدْرَ مَا يَقُولُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا.

۸۸۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ

۸۸۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۷۱/۵ من حديث خالد بن عبد الله به * السعدي مجهول كما قال المنذري، وقال الحافظ في التقریب: "لا يعرف ولم يسم".

۸۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التسبيح في الركوع والسجود، ح: ۲۶۱، وابن ماجه، ح: ۸۹۰ من حديث ابن أبي ذئب به، وقال الترمذي: "ليس إسناده بم متصل، عون بن عبد الله ابن عتبة لم يلق ابن مسعود" وإسحاق بن يزيد مجهول.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو تین دفعہ کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] اور یہ کم سے کم تعداد ہے۔ اور جب سجدہ کرے تو کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] تین بار۔ اور یہ کم سے کم تعداد ہے۔“

الْأَهْوَازِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَزِيدَ الْهَدَلِيِّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، وَذَلِكَ أَذْنَاهُ، فَإِذَا سَجَدَ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَى ثَلَاثًا، وَذَلِكَ أَذْنَاهُ».

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مُرْسَل (مُنْقَطِع) ہے۔ عاون نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو نہیں پایا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا مُرْسَلٌ، عَوْنٌ لَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ اللَّهِ.

☀️ فائدہ: صحیح احادیث سے یہ تسبیحات ثابت ہیں۔ مثلاً حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ (۸۷۱-۸۷۲) مگر تعداد کم از کم تین ہو اس سلسلے میں شاید ہی کوئی حدیث صحیح ہو۔ سب ضعیف ہیں۔ البتہ کثرت تعداد سے انہیں کچھ تقویت ملتی ہے۔ دیکھیے (مرآة الفائق حدیث: ۸۸۶) شیخ البانی رحمہ اللہ نے متعدد طرق کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کی فعلی حدیث یعنی جس میں تین تین بار تسبیحات کہنے کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے عملاً ملتا ہے اسے صحیح قرار دیا ہے جبکہ وہ روایات جن میں تین تین بار تسبیحات کہنے کا حکم ہے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیے (صفة الصلاة: ص ۱۳۲، ۱۳۳) اس طرح گویا فعل رسول ﷺ سے تو مذکورہ تسبیحات کا تین تین مرتبہ کہنے کا اثبات ہوتا ہے۔

۸۸۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو تم میں سے سورۃ ﴿وَالَّذِينَ﴾ پڑھے اور اس کے آخر میں ﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾ ”کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا احکم نہیں ہے؟“ پر پہنچے تو کہے [بلی! وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ] ”کیوں نہیں! اور میں اس کی گواہی دیتے والوں میں سے ہوں۔“ اور جو سورۃ القیامہ پڑھے اور

۸۸۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَغْرَابِيًا يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ مِنْكُمْ بِالَّتَيْنِ وَالزَّيْتُونِ فَأَتَتْهُ إِلَى آخِرِهَا ﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾ فَلْيَقُلْ: بَلَى وَأَنَا عَلَى

۸۸۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة التين، ح: ۲۳۴۷ من حديث سفیان به، مختصراً * الأعرابي مجهول، وله طرق كلها ضعيفة.

رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

اس کے آخر میں ﴿الْيَسَّ ذَلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُخَيِّبَ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾ ”کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر سکے؟“ تو چاہیے کہ کہے: [بلی] ”کیوں نہیں؟ وہ قادر ہے۔“ اور جو شخص سورۃ المرسلات پڑھتے ہوئے اس آیت پر پہنچے ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾ ”یہ لوگ اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے؟“ تو چاہیے کہ کہے: [آمَنَّا بِاللَّهِ] ”ہم اللہ پر ایمان لائے۔“

اسماعیل کہتے ہیں کہ میں اس اعرابی کے پاس دوبارہ گیا تاکہ اس سے یہ حدیث دوبارہ سنوں اور دیکھوں کہیں وہ (بھولا تو نہیں) تو اس نے کہا: اے بھتیجے! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے اس حدیث کو یاد نہیں رکھا ہوگا؟ حالانکہ میں نے ساتھ حج کیے ہیں اور ہرج میں جس جس اونٹ پر سوار ہوتا رہا ہوں وہ سب مجھے یاد ہیں۔

🌞 ملحوظہ: اس حدیث میں اعرابی مجھول راوی ہے تاہم دیگر صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ آیات رحمت پر اللہ سے اس کی رحمت کا سوال اور آیات عذاب پر عذاب سے محفوظ رہنے کا سوال کیا جائے۔

۸۸۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی کہ اس کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے بہت زیادہ مشابہ ہو۔ سوائے اس جوان کے یعنی عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے۔ چنانچہ ہم نے اندازہ لگایا کہ وہ اپنے رکوع اور سجود میں دس دس تسبیحات کہتے تھے۔

ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ. وَمَنْ قَرَأَ ﴿لَا أَفِيحُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ فَانْتَهَى إِلَى ﴿الْيَسَّ ذَلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُخَيِّبَ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾ فَلْيَقُلْ: بَلَى. وَمَنْ قَرَأَ وَالْمُرْسَلَاتِ فَبَلَغَ ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾ فَلْيَقُلْ: آمَنَّا بِاللَّهِ.

قال إسماعيل: ذَهَبْتُ أُعِيدُ عَلَى الرَّجُلِ الْأَعْرَابِيِّ وَأَنْظَرُ لَعَلَّهُ، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! أَتَقُولُ أَنِّي لَمْ أَخْفِظْهُ، لَقَدْ حَجَجْتُ سِتِينَ حَجَّةً مَا مِنْهَا حَجَّةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْرِفُ الْبُعِيرَ الَّذِي حَجَجْتُ عَلَيْهِ.

۸۸۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَابْنُ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ بْنِ كَيْسَانَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ وَهْبِ بْنِ مَانُوسٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَشْبَهَ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ قَدَا الْفَتَى يَعْنِي عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: فَحَزَرْنَا فِي

۸۸۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه السانني، التطبيق، باب عدد التسيح في السجود، ح: ۱۱۳۶ عن محمد بن رافع به * وهب بن مانوس وثقه الذهبي، وابن حبان، وهو حسن الحديث، ولا عبرة بمن جهله.

رُكُوعِهِ عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ، وَفِي سُجُودِهِ
عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ.

امام ابو داؤد رحمہ فرماتے ہیں: احمد بن صالح کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ سے پوچھا کہ راوی کا نام مانوس (نون کے ساتھ) ہے یا مانوس (باء کے ساتھ)؟ تو انہوں نے کہا کہ عبدالرزاق نے مانوس (نون کے ساتھ) بیان کیا ہے مگر مجھے مانوس (نون کے ساتھ) یاد ہے اور یہ ابن رافع کے لفظ ہیں۔ احمد نے اپنی روایت میں عنعنہ کا استعمال کرتے ہوئے ”عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ“ کہا۔ (جبکہ ابن رافع نے سہل کی تصریح کی ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: قُلْتُ لَهُ: مَا نُوسٌ أَوْ مَا بُوسٌ؟ فَقَالَ: أَمَّا عَبْدُ الرَّزَّاقِ فَيَقُولُ: مَا بُوسٌ، وَأَمَّا حِفْظِي: فَمَا نُوسٌ. وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ رَافِعٍ. قَالَ أَحْمَدُ: عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. ⑩

🌞 ملحوظہ: شیخ شوکانی رحمہ فرماتے ہیں کہ رکوع اور سجود میں زیادہ سے زیادہ عدد کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ نماز کی طوالت کے اعتبار سے زیادہ سے زیادہ بغیر کسی عدد معین کے تسبیحات کہی جاسکتی ہیں۔

باب: ۱۵۱، ۱۵۲- آدمی جب امام کو سجدے میں پائے تو کیسے کرے؟

(المعجم ۱۵۱، ۱۵۲) - باب الرَّجُلِ
يُذْرِكُ الْإِمَامَ سَاجِدًا كَيْفَ يَضَعُ؟
(التحفة ۱۵۷)

۸۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نماز کے لیے آؤ اور ہم سجدے میں ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور اسے کچھ شمار نہ کرو۔ اور جس نے رکعت کو پالیا اس نے نماز کو پالیا۔“

۸۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ فَارِسٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَهُمْ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي سَلِيمَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي الْعَتَّابِ وَابْنِ الْمُقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا نَجِثُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ فَاسْجُدُوا وَلَا تَعُدُّوْهَا شَيْئًا، وَمَنْ

۸۹۳- تخریج: [مسندہ ضعیف] أخرجه ابن خزيمة ح: ۱۶۲۲ من حديث سعيد بن الحكم به و صححه الحاكم: ۱/۱۶۰، ۲۷۳، ۲۷۴ ووافقه الذهبي وأعله ابن خزيمة رحمه الله ولم يصححه يحيى بن أبي سليمان: ضعفه البخاري و الجمهور وللحديث شواهد ضعيفة.

أَذْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَذْرَكَ الصَّلَاةَ ﴿۱﴾

🌞 فوائد و مسائل: ① مسبوق یعنی امام سے پیچھے رہ جانے والا بکیر تحریر یہ کہ کر نماز شروع کرے اور امام کے ساتھ مل جائے وہ جس حالت میں بھی ہو۔ ② زیر نظر حدیث میں [الرَّكْعَةُ] کا ترجمہ ہم نے ”رکعت“ کیا ہے۔ جب کہ کچھ علماء یہاں اس سے مراد ”رکوع“ لیتے ہیں۔ ہمارے مشائخ اور علمائے پاک و ہند کی ایک کثیر تعداد اس سے ”رکعت“ ہی مراد لیتی ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے۔ جیسے کہ شیخ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیل الاوطار (۲۳۴/۲۳۵) میں یہ بحث کی ہے۔ وہ تمام حضرات ائمہ کرام جو وجوب فاتحہ ظلف الامام کے قائل ہیں وہ رکوع کی رکعت کے قائل نہیں ہیں۔ امام بخاری، امام ابن خزیمہ، تقی الدین سبکی اور دیگر علمائے شافعیہ بھی اسی طرف گئے ہیں۔ تاہم رکوع میں مل جانے سے رکعت کے قائلین کی تعداد بھی کافی ہے مگر رائج یہی ہے کہ رکعت دو چیزوں سے مرکب ہوتی ہے ایک قیام اور دوسری قراءت۔ اور رکوع میں ملنے والا ان دونوں سے محروم رہتا ہے۔ لہذا رکوع میں ملنے سے رکعت کو دہرانا زیادہ رائج ہے۔ واللہ اعلم۔ اور اس قسم کے مسائل میں عوام الناس کو اپنے ہاں کے قائل اعتماد و محقق علماء سے رابطہ کرنا چاہیے۔ ③ مد رک رکوع کے مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۶۸۳ کے فوائد۔

(المعجم ۱۵۰، ۱۵۱) - باب أَعْضَاءِ السُّجُودِ (التحفة ۱۵۶)

۸۸۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَمِرْتُ» - قَالَ حَمَّادٌ: «أَمِرَ نَبِيُّكُمْ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةٍ وَلَا يَكْفُ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا».

۸۸۹ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے.....“ حماد کے الفاظ ہیں..... تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ ”سات (اعضاء) پر سجدہ کریں اور اس دوران میں اپنے بالوں یا کپڑوں کو نہ سمیٹیں۔“

🌞 فائدہ: سجدے میں اپنے سر یا اڑھی کے بالوں کو مٹی سے بچاتے ہوئے سمیٹنا درست نہیں۔ اور ایسے ہی کپڑوں کو بھی نہیں سمیٹنا چاہیے۔

۸۹۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: ۸۹۰ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

۸۸۹ - تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: لا يكف شعرا، ح: ۸۸۵، ومسلم، الصلوة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب... الخ، ح: ۴۹۰ من حديث حماد بن زيد به.

۸۹۰ - تخریج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

① یہ حدیث اصل نسخہ کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

رواں اور حجود کے احکام و مسائل

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے۔“ اور بعض اوقات کہتے ”تمہارے نبی ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ ”سات اعضاء پر سجدہ کریں۔“

أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ» - وَرَبَّمَا قَالَ: «أُمِرَ نَبِيِّكُمْ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ آرَابٍ».

۸۹۱- حضرت عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے ”انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”بندہ جب سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں: چہرہ دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔“

۸۹۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ، عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ: وَجْهُهُ وَكَفَاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ».

۸۹۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مروی بیان کرتے ہیں: ”ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں جیسے کہ چہرہ سجدہ کرتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی (سجدے میں زمین پر) اپنا چہرہ رکھے تو ہاتھ بھی (زمین پر) رکھے اور جب (چہرہ) اٹھائے تو انہیں بھی اٹھالے۔“

۸۹۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَفَعَهُ قَالَ: «إِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ، وَإِذَا وَضَعَ أَحَدُكُم وَجْهَهُ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَهُ فَلْيَرْفَعْهُمَا».

باب: ۱۵۲، ۱۵۳- سجدے میں ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھنا

(المعجم ۱۵۲، ۱۵۳) - باب السجود على الأنف والجنبه (التحفة ۱۵۸)

۸۹۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

۸۹۴- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا

۸۹۱- تخریج: أخرجه مسلم "الصلاة" باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب... الخ ح: ۴۹۱ عن قتيبة به. ۸۹۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، التطبيق، باب وضع اليدين مع الوجه في السجود، ح: ۱۰۹۳ من حديث إسماعيل بن عليه به، وهو في المسند للإمام أحمد: ۶/۲، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۲۲۶، ۲۲۷، ووافقه الذهبي.

۸۹۴- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب السجود على الأنف في الطين، ح: ۸۱۳، ومسلم، الصيام، باب «حديث (893) مطرو (654) پر ملاحظہ فرمائیں۔

صَفْوَانُ بْنُ عَيْسَى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى
ابنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رُبِّيَ
عَلَى جَبْهَتِهِ وَعَلَى أَرْبَبَتِهِ أَثَرُ طِينٍ مِنْ
صَلَاةٍ صَلَّىهَا بِالنَّاسِ.

۸۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ۸۹۵- محمد بن یحییٰ بواسطہ عبد الرزاق معمر سے
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ نَحْوَهُ. اسی کی مانند روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: سجدے میں انسان کی پیشانی نگلی ہو اور براہ راست زمین یا مصلے پر لگے تو راجح اور افضل ہے۔ نبی ﷺ کا
اپنی پگڑی کی پٹی یا تہ پر سجدہ کرنا ثابت نہیں ہے مگر کچھ صحابہ کے آثار ضرور ثابت ہیں۔ دیکھیے (نبیل الاوطار):
(۲۹۰/۲) نیز پیشانی کے ساتھ ناک بھی زمین پر لگانی چاہیے۔

(المعجم ۱۵۳، ۱۵۴) - باب صِفَةِ السُّجُودِ (التحفة ۱۵۹)
باب: ۱۵۳/۱۵۴- سجدہ کیسے کیا جائے؟

۸۹۶- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو
تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ:
وَصَفَ لَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فَوَضَعَ يَدَيْهِ
وَاعْتَمَدَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ عَجِيزَتَهُ وَقَالَ:
هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْجُدُ.

۸۹۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ:
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ قَالَ: «اغْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا
يَفْتَرِشْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعِيَهُ أَفْتِرَاشَ الْكَلْبِ».

۸۹۶- جناب ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت
براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ہمیں سجدہ کر کے دکھایا۔ یوں کہ
انہوں نے (پہلے) اپنے ہاتھ رکھے اپنے گھٹنوں پر ٹیک
لگائی اور اپنی سرین کو اونچا کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ اس
طرح سجدہ کیا کرتے تھے۔

۸۹۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ
نے فرمایا: ”سجدہ صحیح طرح (سکون) سے کیا کرو۔ اور تم
میں سے کوئی کتے کی طرح اپنے ہاتھ نہ پھیلائے۔“

«فضل ليلة القدر والحث على طلبها... الخ، ح: ۱۱۶۷ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

۸۹۵- تخریج: متفق علیہ، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۷۶۸۵.

۸۹۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، التطبيق، باب صفة السجود، ح: ۱۱۰۵ من حديث شريك
القاضي به * وهو مذكور كما تقدم، ح: ۷۲۸، ولم أجد تصريح سماعه.

۸۹۷- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: لا يفتريش ذراعيه في السجود، ح: ۸۲۲، ومسلم، الصلوة، باب
الاعتدال في السجود ووضع الكفين على الأرض... الخ، ح: ۴۹۳ من حديث شعبة به.

۸۹۸- سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے تھے حتیٰ کہ اگر بکری کا بچہ آپ کے ہاتھوں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔

۸۹۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافَى بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى لَوْ أَنَّ بَهْمَةً أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ.

۸۹۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، میں نبی ﷺ کے پیچھے سے آیا (جبکہ آپ سجدے میں تھے) تو میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ نے اپنی کمر کو اٹھایا ہوا تھا، پیٹ زمین سے اونچا تھا اور بازو پہلوؤں سے دور تھے۔

۸۹۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ التَّمِيمِيِّ الَّذِي يُحَدِّثُ بِالتَّفْسِيرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ خَلْفِهِ فَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ وَهُوَ مُجَحِّجٌ قَدْ فَرَجَ يَدَيْهِ.

🌞 فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح کی ہے، اگلی حدیث اس کی مؤید ہے۔

۹۰۰- حضرت احمر بن جزء رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے (اس قدر) دور رکھتے تھے کہ ہمیں (آپ کی مشقت کو دیکھتے ہوئے) آپ پر ترس آتا۔

۹۰۰- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ رَاشِدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ: حَدَّثَنَا أَحْمَرُ بْنُ جَزْءٍ، صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ جَافَى عَضُدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ حَتَّى نَأْوِي لَهُ.

🌞 فائدہ: یعنی ہاتھوں کو اپنی پسلیوں سے خوب دور کر کے رکھتے تھے اسی وجہ سے دیکھنے والوں کو ترس آتا کہ آپ بہت مشقت میں ہیں مگر جماعت اور صف میں یہ صورت نہیں ہو سکتی۔ تاہم اگر بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکتا ہو تو اس کے لیے رخصت ہے کہ وہ جس طرح سجدہ کر سکتا ہے کر لے۔

۹۰۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَبِيُّ ﷺ سے روایت

۸۹۸- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الاعتدال في السجود... الخ، ح: ۴۹۶ من حديث سفیان بن عیینة به.
۸۹۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۶۷/۱ من حديث زهير به * وأبو إسحاق عن عمن والحديث الآتي يغني عنه.

۹۰۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب السجود، ح: ۸۸۶ من حديث عباد بن راشد به.

۹۰۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۱۴/۲، وصححه ابن خزيمة، ح: ۶۵۳، وابن حبان، ح: ۴۹۹ ب.

اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ
دَرَّاجٍ، عَنْ ابْنِ حُجْبِرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَفْتَرِشْ
يَدَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ وَلْيَضْمَ فَخِذَيْهِ».

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی
سجدہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) کتے کی طرح نہ
پھیلائے اور اپنی رانوں کو ملا کر رکھے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ”جب آپ سجدہ کرتے تو اپنی رانوں میں
فاصلہ کرتے اور اپنے پیٹ کو بھی اٹھائے ہوتے“ اسے رانوں کا سہارا نہ دیتے۔ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۷۳۵)
② سجدہ کرنے کا یہ طریقہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہے، کیونکہ عورتوں کے لیے نبی ﷺ نے سجدے کا کوئی
الگ طریقہ بیان نہیں فرمایا۔ اس سلسلے میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں ان میں کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔ (تفصیل کے
لیے دیکھیے: حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی کتاب ”کیا عورتوں کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے؟“ مطبوعہ دار السلام)

(المعجم ۱۵۴، ۱۵۵) - باب الرُّخْصَةِ
فِي ذَلِكَ لِلضَّرُورَةِ (التحفة ۱۶۰)
باب: ۱۵۴، ۱۵۵ - ضرورت کے لیے
اس میں رخصت کا بیان

۹۰۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ
أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: اشْتَكَى
أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَشَقَّةَ
السُّجُودِ عَلَيْهِمْ إِذَا انْفَرَجُوا فَقَالَ:
«اسْتَعِينُوا بِالرُّكْبِ».

۹۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ
کرام نے نبی ﷺ سے شکایت کی کہ جب وہ سجدے
میں اپنے بازوؤں کو کھلے کرتے ہیں تو اس سے بہت
مشقت ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا: ”اپنے گھٹنوں سے
مدد لے لیا کرو۔“

🌞 فائدہ: بیمار اور ضعیف کے لیے سجدوں میں رانوں کا سہارا لیتا مباح ہے کیونکہ وہ معذور ہوتا ہے۔

(المعجم ۱۵۵، ۱۵۶) - باب التَّخَصُّرِ
وَالْإِقْعَاءِ (التحفة ۱۶۱)
باب: ۱۵۵، ۱۵۶ - پہلوؤں پر ہاتھ رکھنا
اور اقعاء کرنا

۹۰۳- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

۹۰۳- جناب زیاد بن صبیح حنفی بیان کرتے ہیں کہ

۹۰۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في الاعتماد في السجود، ح: ۲۸۶ عن
قتيبة به، وصححه ابن حبان، ح: ۵۰۷، والحاكم على شرط مسلم: ۲۲۹/۱، ووافقه الذهبي * محمد بن عجلان
مدلس ولم أجد تصريح سماعه، وخالفه السفينان فارسلا عن سمي عن نعمان بن أبي عياش به.

۹۰۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه السنائي، الافتتاح، باب النهي عن التخصر في الصلوة، ح: ۸۹۲ من
حديث سعيد بن زياد به.

وکیع، عن سَعِيدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ صُبَيْحٍ الْحَقَفِيِّ قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَوَضَعْتُ يَدَيَّ عَلَى خَاصِرَتَيْهِ، فَلَمَّا صَلَّيْتُ قَالَ: هَذَا الصَّلْبُ فِي الصَّلَاةِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْهُ.

میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھی، میں نے اس دوران میں اپنے ہاتھ اپنے پہلوؤں (کوکھوں) پر رکھ لیے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: یہ کیفیت نماز میں صلیب (مضلوب) سے مشابہت ہے اور رسول اللہ ﷺ اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اٹائے نماز میں کوکھ (یا کوکھوں) پر ہاتھ رکھنا ناجائز ہے۔ اس کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ ایک تو یہی مشابہت جو ذکر ہوئی ہے کہ سولی دیے جانے والے کو لکڑی پر اسی انداز میں کھڑا کرتے تھے کہ اس کے ہاتھ اس کے پہلوؤں سے دور ہوتے تھے۔ دیگر اقوال یہ ہیں۔ اس میں شیطان سے مشابہت ہوتی ہے۔ یا یہود سے مشابہت ہوتی ہے۔ یا یہ دوزخیوں کے آرام کی کیفیت ہوگی۔ یا منکبیرین اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں۔ یا غم و اندوہ میں بھی لوگ اسی انداز میں کھڑے ہوتے ہیں وغیرہ (عون المعبود) الغرض وچ کوئی بھی ہو یہ عمل ممنوع ہے۔ ② ”إِقْعَاءَ عَلَى الْقَدَمَيْنِ“ کی وضاحت اس طرح ہے کہ ”اقعاء“ ایڑیوں پر بیٹھنے کو کہتے ہیں اور دو ہجروں کے درمیان کبھی کبھار اس طرح بیٹھنا جائز ہے۔ تفصیل کے لیے حدیث: ۸۳۵ کے فوائد ملاحظہ ہو۔

(المعجم ۱۵۶، ۱۵۷) - باب الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۶۲)

باب: ۱۵۶/۱۵۷ - نماز میں رونا

۹۰۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَلَامٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَرِيزٌ كَأَرِيزِ الرَّحَى مِنَ الْبُكَاءِ.

۹۰۴ - جناب مطرف اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے ایسے آواز آرہی تھی جیسے کوئی چکی سی چل رہی ہو۔

🌞 فائدہ: سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ کے اندر سے ہنڈیا کے ایلنے کی سی آواز آرہی تھی۔ (حدیث: ۱۳۱۵)

اور مؤمنین کی خاص صفت یہی ہے کہ ”جب ان پر اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو جہدوں میں گر جاتے ہیں اور روتے ہیں۔“ (سورہ مریم: ۵۸) اور یہ کیفیت ایمان اور تدبر فی الآیات ہی سے حاصل ہوتی ہے اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی، خواہ آواز سے روئے۔

۹۰۴ - تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، السهو، باب البكاء في الصلوة، ح: ۱۲۱۵ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ۴۵۱ (بتحقيقي).

باب: ۱۵۸، ۱۵۷۔ نماز کے دوران میں
وسوے اور خیالات کی کراہت

(المعجم ۱۵۷، ۱۵۸) - باب كَرَاهِيَةِ
الْوَسْوَسَةِ وَحَدِيثِ النَّفْسِ فِي الصَّلَاةِ
(التحفة ۱۶۳)

۹۰۵۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص وضو کرے اور اچھا
وضو کرے (یعنی سنت کے مطابق) پھر دور کعتیں پڑھے
اور ان میں غفلت کا شکار نہ ہو تو اس کے سابقہ گناہ معاف
کر دیے جاتے ہیں۔“

۹۰۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ
حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو:
حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يَعْنَى ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ
أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ
خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: «مَنْ
تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وَضُوءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَا
يَسْهُو فِيهِمَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۹۰۶۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کوئی وضو کرے اور
اچھا وضو کرے پھر دور کعتیں پڑھے اور وہ اپنے دل اور
چہرے سے ان ہی پر متوجہ رہے تو اس کے لیے جنت
واجب ہوگی۔“

۹۰۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ
صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ
الْحَوَّلَانِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ،
عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم
قَالَ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ
وَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ يُقْبِلُ بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ عَلَيْهِمَا
إِلَّا وَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ».

 فوائد و مسائل: ① وضو وہی اچھا ہو سکتا ہے جو سنت نبوی کے مطابق ہو۔ اعضا کامل دھوئے جائیں۔ پانی کا
ضیاع نہ ہو اور شروع میں بسم اللہ اور آخر کی دعا بھی پڑھے۔ ② دل کے خیالات اور وسوسوں سے بچنے کی ظاہری
صورت یہ ہے کہ ادھر ادھر نہ دیکھے اپنی نظر اور چہرے کو سجدے کی جگہ پر مرکوز رکھے اور معنوی اعتبار سے آیات و اذکار
کے معانی و مفاہیم پر غور کرے اور اس طرح عبادت کرے گویا کہ اللہ کو دیکھ رہا ہے یا اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور سمجھے کہ
شاید یہ میری آخری نماز ہے۔ علاوہ ازیں علمائے صالحین کی صحبت اور کتب احادیث میں زہد اور رفاق کے ابواب کا

۹۰۵۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۱۰۱۳ من حديث أبي داود به وهو في مسند
الإمام أحمد: ۱۱۷/۴، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱/۱۳۱، ووافقه الذهبي.

۹۰۶۔ تخریج: أخرجه مسلم، كما تقدم، ح: ۱۶۹، ورواه البغوي في شرح السنة، ح: ۱۰۱۴ من حديث أبي داود به.

بکثرت مطالعہ انسان کے لیے حسن عبادت کا بہترین ذریعہ ہیں اور یہ ماثور دعا اپنا معمول بنائے [اللّٰهُمَّ اَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ] (سنن أبی داود، حدیث: ۱۵۲۲) ”اے اللہ! اپنا ذکر کرنے، شکر کرنے اور بہترین عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔“

باب: ۱۵۸، ۱۵۹- امام کو نماز میں لقمہ دینا

(المعجم ۱۵۸، ۱۵۹) - باب الفتح

عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۶۴)

۹۰۷- (الف) حضرت مسور بن یزید مالکی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے نماز میں قراءت فرمائی اور اس میں سے کچھ آیات چھوٹ گئیں جنہیں آپ نے تلاوت نہیں فرمایا، تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو تو نے مجھے یاد کیوں نہ کرا دیں؟“

۹۰۷ (أ) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّمَشْقِيُّ قَالَا: أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى الْكَاهِلِيِّ، عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ يَزِيدَ الْمَالِكِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ - قَالَ يَحْيَى - وَرَبَّمَا قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ فَتَرَكَ شَيْئًا لَمْ يَقْرَأْهُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَرَكْتَ آيَةً كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلَّا أَذْكَرْتَنِيهَا؟».

سلیمان نے اپنی روایت میں کہا کہ اس آدمی نے کہا: میں سمجھا شاید یہ منسوخ ہو گئی ہیں۔ سلیمان نے اس سند کو یوں بیان کیا..... [حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْأَسَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُسَوَّرُ بْنُ يَزِيدَ الْأَسَدِيُّ الْمَالِكِيُّ] (یعنی تصریح تحدیث اور وضاحت نسب کے ساتھ۔)

قال سُلَيْمَانُ فِي حَدِيثِهِ قَالَ: كُنْتُ أَرَاهَا نُسِخَتْ. وَقَالَ سُلَيْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْأَسَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُسَوَّرُ بْنُ يَزِيدَ الْأَسَدِيِّ الْمَالِكِيِّ.

۹۰۷- (ب) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی

۹۰۷ (ب) - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ

۹۰۷ الف - تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري في جزء القراءة، ح: ۱۹۴، وعبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ۷۴/۴ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۴۸، وابن حبان، ح: ۳۷۸، ۳۷۹ * يحيى بن كثير وثقه ابن حبان والجمهور، وحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

۹۰۷ ب - تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۱۲/۳، وصححه ابن حبان، ح: ۳۸۰، والنووي في المجموع: ۲۴۱/۴، وأعله الإمام أبو حاتم في علل الحديث: ۷۸، ۷۷/۱ بعلة غير قاذحة، والله أعلم.

ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نماز پڑھی اور اس میں قراءت کی تو کچھ خلط ہو گیا۔ جب فارغ ہوئے تو حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا: ”کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟“ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو تمہیں کس چیز نے روکا تھا (کہ مجھے بتا دیتے)۔“

الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زُبَيْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلَاةً فَقَرَأَ فِيهَا فَلَبَسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأَبِي: «أَصَلَّيْتَ مَعَنَا؟» قَالَ: نَعَمْ.

قال: «فَمَا مَنَعَكَ».

نواز و مسائل: ① بشری تقاضوں کے تحت نبی ﷺ کو بھی قراءت میں کچھ بھول ہوئی ہے جس سے ایک تو آپ کی بشریت کا ثبات ہوا۔ دوسرے آپ کا بھولنا امت کے لیے تعلیم و تشریح کا ذریعہ بن گیا۔ قرآن مجید میں ہے ﴿سَنَقُرْكَ فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾ (الاعلیٰ: ۶) ② امام اگر قراءت میں بھولے تو اسے وہ آیات بتائی جائیں۔ اگر دوسرے ارکان بھول رہا ہو تو سُبْحَانَ اللَّهِ کہا جائے۔ اور عورت اگلے ہاتھ پر تالی بجا کر متنبہ کرے۔

(المعجم ۱۵۹، ۱۶۰) - باب النَّهْيِ عَنِ التَّلْقِينِ (التحفة ۱۶۵)

باب: ۱۵۹، ۱۶۰- امام کو لقمہ دینے کی ممانعت کا مسئلہ

۹۰۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا عَلِيُّ! لَا تَفْتَحْ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ».

۹۰۸- حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے علی! امام کو نماز میں لقمہ مت دو۔“

قال أبو داود: أبو إسحاق لم يسمع من الحارث إلا أربعة أحاديث ليس هذا منها.

امام ابو داود کہتے ہیں کہ ابو اسحاق نے حارث سے صرف چار احادیث سنی ہیں اور یہ ان میں سے نہیں ہے۔

ملفوظ: اس حدیث کے ایک راوی حارث بن عبد اللہ کوفی، ابو زہیر الاعمور کوئی ایک محدثین نے کذاب کہا ہے۔

۹۰۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۱۴۶ من حديث يونس بن أبي إسحاق به * الحارث الأعور ضعيف جداً، رافضي، وأبو إسحاق لم يسمع منه هذا الحديث.

اس کے مقابلے میں پچھلے باب میں مذکور حضرت ابی بن کثیرؓ کی حدیث سنداً صحیح ہے۔ لہذا امام اگر قراءت میں بھول رہا ہو تو اسے بتادینا چاہیے۔

(المعجم ۱۶۰، ۱۶۱) - باب الْإِتْفَاتِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۶۶)

باب: ۱۶۰/۱۶۱ - نماز میں ادھر ادھر دیکھنا

۹۰۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حضرت ابو ذرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”بندہ جب نماز میں ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی طرف برابر متوجہ رہتا ہے جب تک کہ وہ ادھر ادھر نہ دیکھے۔ جب وہ ادھر ادھر دیکھنے لگ جائے تو اللہ بھی اس سے منہ موڑ لیتا ہے۔“

۹۰۹- حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَخْوَصِ يُحَدِّثُنَا فِي مَجْلِسِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَزَالُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، فَإِذَا التَفَتَ انْصَرَفَ عَنْهُ».

۹۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ يَغْنِي بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْتِفَاتِ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: «إِنَّمَا هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ».

۹۱۰- ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آدمی کا نماز کے دوران میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ ”اچکنا“ ہے۔ اس طرح سے شیطان بندے کی نماز سے اچک لیتا ہے۔“

☀ فائدہ: گردن گھما کر دیکھنا بالکل ناجائز ہے۔ البتہ اشد ضرورت کے تحت کسی قدر نظر گھما کر دیکھے تو جائز ہے۔

(المعجم ۱۶۱، ۱۶۲) - باب السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ (التحفة ۱۶۷)

باب: ۱۶۱/۱۶۲ - ناک پر سجدہ کرنا

۹۱۱- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے منقول ہے کہ

۹۰۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب التشديد في الالتفات في الصلوة، ح: ۱۱۹۶ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۸۱، ۴۸۲، والحاكم: ۲۳۶/۱، ووافقه الذهبي.

۹۱۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الالتفات في الصلوة، ح: ۷۵۱ عن مسدد به.

۹۱۱- تخریج: [صحيح] تقدم، ح: ۸۹۴.

حَدَّثَنَا عِيسَى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رُئِيَ عَلَى جَبْهَتِهِ وَعَلَى أَرْبَتَيْهِ أَثَرُ طِينٍ مِنْ صَلَاةٍ صَلَّاهَا بِالنَّاسِ.

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا گیا کہ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو آپ کی پیشانی اور ناک کے بانے پر کچھ کا نشان تھا۔

قال أَبُو عَلِيٍّ: هَذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَقْرَأْهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْعَرُضَةِ الرَّابِعَةِ.

ابوعلیٰ الملوکی کہتے ہیں کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے جب چوتھی بار اپنی یہ کتاب تلامذہ پر پڑھی تو اس میں یہ حدیث نہ تھی۔

🌞 فائدہ: امام ابو داؤد رحمہ اللہ سے سنن ابو داؤد روایت کرنے والے معروف محدث چار ہیں جن تک علمائے محدثین کی اسانید پہنچتی ہیں۔ (۱) ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو الملوکی البصری۔ (۲) ابوبکر بن محمد بن عبدالرزاق التمار البصری المعروف بابن داسہ۔ (۳) ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر المعروف بابن الاعرابی۔ (۴) ابو عیسیٰ اسحاق بن موسیٰ بن سعید الرقی وراق ابی داؤد۔ لوگوں کا نسخہ مشرق میں اور ابن داسہ کا نسخہ مغرب میں مشہور ہوا ہے۔ (الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ) ان نسخوں میں کہیں کہیں کچھ باہم اختلاف ہیں۔

(المعجم ۱۶۲، ۱۶۳) - باب النظر في الصلاة (التحفة ۱۶۸)

باب: ۱۶۲، ۱۶۳ - نماز میں نظر اٹھانے کا مسئلہ

۹۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ- وَهَذَا حَدِيثُهُ وَهُوَ أَتَمُّ - عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ الطَّائِي، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَرَأَى فِيهِ نَاسًا يُصَلُّونَ رَافِعِي أَيْدِيهِمْ إِلَى السَّمَاءِ - ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالَ: «لَيْسَتْ هِيَ رِجَالٌ يُشْخِصُونَ أَبْصَارَهُمْ

۹۱۲- حضرت جابر بن سرہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا: ”یا تو لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آ جائیں یا ان کی نظریں ان کی طرف واپس نہیں لوٹیں گی۔“

إِلَى السَّمَاءِ. - قَالَ مُسَدَّدٌ: «فِي الصَّلَاةِ -
أَوْ لَا تَرْجِعْ إِلَيْهِمْ أَبْصَارُهُمْ».

🌞 فائدہ: نماز کے دوران میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا جائز ہے جیسے کہ قنوت میں اٹھائے جاتے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ کی حمد کے لیے اٹھائے تھے۔ (دیکھیے حدیث: ۹۴۰، ۹۴۱) لیکن نظریں آسمان کی طرف اٹھانا صحیح نہیں۔ اس حدیث میں انکار نظریں اٹھانے پر ہے نہ کہ ہاتھ اٹھانے پر۔

۹۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ
مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا
بَالَ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ فِي صَلَاتِهِمْ»،
فَاسْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ: «لَيْتَهُنَّ عَنْ
ذَلِكَ أَوْ لَتُخَطَفْنَ أَبْصَارُهُمْ».

۹۱۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ اپنی
نمازوں کے دوران نظریں اٹھا لیتے ہیں؟“ آپ کا
فرمان اس بارے میں بڑا سخت ہو گیا اور فرمایا: ”یہ لوگ
اپنے اس عمل سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں اچک لی
جائیں گی۔“

۹۱۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ
عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ، فَقَالَ:
«شَغَلَنِي أَعْلَامُ هَذِهِ، اذْهَبُوا بِهَا إِلَى أَبِي
جَهْمٍ وَأَتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّتِهِ».

۹۱۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹنی چادر میں نماز پڑھی اس
میں کچھ نقش و نگار تھے۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے اس
کے نقوش الجھانے لگے تھے۔ اسے ابوجہم کے پاس لے
جاؤ اور میرے پاس آنجگانی چادر لے آؤ۔“ (یعنی
جس میں نقش نہیں ہوتے۔)

۹۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا
أَبِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي
الزَّنَادِ، قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامًا يُحَدِّثُ عَنْ
أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: وَأَخَذَ

۹۱۵- جناب ہشام نے اپنے والد سے انہوں نے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث بیان کی۔ آپ نے ابوجہم
کی (چادروں میں سے) گردی چادر لے لی۔ آپ سے
کہا گیا کہ اونٹنی (منقش) چادر اس گردی سے عمدہ تھی۔

۹۱۳- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلوة، ح: ۷۵۰ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

۹۱۴- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الالتفات في الصلوة، ح: ۷۵۲، ومسلم، المساجد، باب كراهة الصلوة في ثوب له أعلام، ح: ۵۵۶ من حديث سفيان بن عيينة به.

۹۱۵- تخریج: [صحیح] أخرجه مسلم من حديث هشام بن عروة به، انظر الحديث السابق.

كُزِدِيَا كَانَ لِأَيِّ جَهْمٍ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!
الْحَمِيصَةُ كَانَتْ خَيْرًا مِنَ الْكُزْدِيَّةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ابو جہم رضی اللہ عنہ آپ کے صحابہ میں سے تھے ان کا نام عبید یا عامر بن حذیفہ قرشی عدوی آیا ہے۔ ان کی طرف منقش چادر اس لیے بھیجی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ چادر ہدیہ کی تھی۔ (عون المعبود) ② لباس مصلیٰ، فرش یا سامنے کی دیوار وغیرہ اگر ایسی ہو کہ اس کے نقوش سے نماز کے دوران میں الجھن ہوتی ہو تو اس سے بچنا چاہیے۔ ③ نماز کے دوران میں آنکھیں بند کر لینا کسی طرح صحیح نہیں۔ نظر حتی الامکان سجدے کی جگہ پر رہنی چاہیے مگر تشہد میں بیٹھتے ہوئے انگشت شہادت پر ہو تو مستحب ہے۔ (سنن نسائی، حدیث: ۱۱۶۱) تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الاوطار، باب نظر المصلی الی موضع سجودہ ص: ۲۱۷/۲)

(المعجم ۱۶۳، ۱۶۴) - باب الرُّخْصَةِ
فِي ذَلِكَ (التحفة ۱۶۹)
باب: ۱۶۳، ۱۶۴ - نماز میں ادھر ادھر
دیکھنے کی رخصت

۹۱۶- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا
مُعَاوِيَةُ بْنُ يَغْنِي بْنِ سَلَامٍ، عَنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ
أَبَا سَلَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي السُّلُوبِيُّ هُوَ أَبُو
كَبْشَةَ، عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلَةِ قَالَ: ثُبُوبٌ
بِالصَّلَاةِ يَغْنِي صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَجَعَلَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى
الشَّعْبِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ أَرْسَلَ فَارِسًا
إِلَى الشَّعْبِ مِنَ اللَّيْلِ يَخْرُسُ.

🌞 فائدہ: یہ حدیث اور دیگر روایات جن میں التفات سے منع کیا گیا ہے ان کے درمیان تطبیق یوں دی گئی ہے کہ گردن موڑے بغیر اشد ضرورت سے دیکھنا جائز ہے ورنہ ممنوع۔

(المعجم ۱۶۴، ۱۶۵) - باب الْعَمَلِ فِي
الصَّلَاةِ (التحفة ۱۷۰)
باب: ۱۶۳، ۱۶۵ - نماز میں عمل
(حرکات وغیرہ جو مباح ہیں)

۹۱۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۸۷ من حديث الربيع بن نافع به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۸۷، وابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱/ ۳۶۵، ح: ۳۷۶.

۹۱۷- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بعض اوقات اپنی نواسی) امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر نماز پڑھاتے تھے۔ جب سجدہ کرتے تو اسے بٹھادیے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔

۹۱۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ ابْنَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا.

۹۱۸- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ امامہ بنت ابی العاص بن ربیع کو اٹھائے ہوئے تھے۔ اور اس کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں یہ چھوٹی بچی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے نماز پڑھائی اور یہ آپ کے کندھے پر تھی آپ جب رکوع کرتے تو اسے نیچے بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔ آپ نے (اسی طرح) نماز مکمل کی اور اس دوران میں اسے اٹھاتے اور بٹھاتے رہے۔

۹۱۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ جُلُوسًا خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحْمِلُ أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ. وَأُمُّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ صَبِيَّةٌ يَحْمِلُهَا عَلَى عَاتِقِهِ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ عَلَى عَاتِقِهِ، يَضَعُهَا إِذَا رَكَعَ وَيُعِيدُهَا إِذَا قَامَ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ بِهَا.

۹۱۹- حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھانے کے دوران میں امامہ دختر ابی العاص کو اپنی گردن (یعنی کندھے) پر اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ

۹۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: رَأَيْتُ

۹۱۷- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز حمل الصبيان في الصلوة... الخ، ح: ۵۴۳ عن القعنبي، والبخاري، الصلوة، باب: إذا حمل جارية صغيرة على عاتقه في الصلوة، ح: ۵۱۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۱/ ۱۷۰.

۹۱۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأدب، باب رحمة الولد وتقيله ومعاقبته، ح: ۵۹۹۶، ومسلم (انظر الحديث السابق) من حديث ليث بن سعد به.

۹۱۹- تخریج: أخرجه مسلم من حديث عبد الله بن وهب به، انظر الحديث السابق: ۹۱۷.

رسول اللہ ﷺ يُصَلِّي لِلنَّاسِ وَأَمَامَهُ بِنْتُ أَبِي
الْعَاصِ عَلَى عُنُقِهِ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا .
جَب سجدہ کرتے تو اسے نیچے بٹھا دیتے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَسْمَعْ مَخْرَمَةً مِنْ
أَبِيهِ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا .
امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ جناب مخرمہ نے اپنے والد
(بکیر بن عبد اللہ بن الاشج) سے ایک ہی حدیث سنی ہے۔

۹۲۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ
إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ
الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقِيِّ،
عَنْ أَبِي قَتَادَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
لِلصَّلَاةِ، فِي الظُّهْرِ أَوْ الْعَصْرِ وَقَدْ دَعَا
بِلَالٍ لِلصَّلَاةِ، إِذْ خَرَجَ إِلَيْنَا وَأَمَامَهُ بِنْتُ
أَبِي الْعَاصِ بِنْتُ ابْتِهَ عَلَى عُنُقِهِ، فَقَامَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مُصَلَّاهُ وَقُمْنَا خَلْفَهُ
وَهِيَ فِي مَكَانِهَا الَّذِي هِيَ فِيهِ . قَالَ:
فَكَبَّرَ فَكَبَّرْنَا . قَالَ: حَتَّى إِذَا أَرَادَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ أَنْ يَرْكَعَ أَخَذَهَا فَوَضَعَهَا ثُمَّ رَكَعَ
وَسَجَدَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ سُجُودِهِ ثُمَّ قَامَ
أَخَذَهَا فَرَدَّهَا فِي مَكَانِهَا، فَمَا زَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ يَضَعُ بِهَا ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتَّى
فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ﷺ .
۹۲۰- حضرت ابو قتادہ صحابی رسول اللہ ﷺ سے مروی
ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک بار ہم نماز کے لیے رسول اللہ
ﷺ کا انتظار کر رہے تھے نماز ظہر کی تھی یا عصر کی۔ اور
حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کے لیے بلایا۔ جب
آپ تشریف لائے تو امامہ بنت ابی العاص یعنی آپ کی
صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کی بیٹی آپ کی گردن
پر تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے مصلے پر کھڑے
ہوئے اور ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے جب کہ
وہ بچی اپنی اسی جگہ پر تھی (یعنی آپ ﷺ کی گردن
پر)۔ آپ نے بکیر کی تو ہم نے بھی بکیر کہی۔ حتیٰ کہ
جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع کرنا چاہا تو اسے پکڑ کر بٹھا
دیجا پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ جب آپ اپنے سجدے
سے فارغ ہوئے اور کھڑے ہوئے تو اسے پھر گردن
(کندھے) پر بٹھالیا۔ رسول اللہ ﷺ ہر رکعت میں ایسے
ہی کرتے رہے حتیٰ کہ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس آخری روایت کی سابقہ احادیث سے تائید ہوتی ہے۔ ② حضرت امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا
سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بموجب ان کی وصیت کے نکاح کر لیا تھا مگر ان سے

۹۲۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حزم في المحلى: ۸۸/۳، ۸۹ من حديث أبي داود به، وابن إسحاق
عنمن، والحديث السابق: ۹۱۸ يعني عنه .

اولاد نہیں ہوئی۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کو بچوں سے بہت ہی پیار تھا اور آپ ان سے کسی طرح پریشان نہ ہوتے تھے۔ ⑥ کچھ فقہائے کرام نے نبی ﷺ کے اس عمل کو آپ سے مخصوص باور کرانے کی کوشش کی ہے مگر حق یہ ہے کہ ایسا کوئی قرینہ نہیں ہے جس کے تحت اس قسم کے اعمال کو آپ سے مخصوص کیا جاسکے، بلکہ اس میں امت کے لیے اسوہ ہے۔ ماں باپ کو اس قسم کی صورت حال کا اکثر سامنا رہتا ہے اور بعض احوال میں امام یا مقتدی کو بھی ایسی صورت پیش آ سکتی ہے۔ ⑦ چھوٹے بچوں کے جسم اور کپڑے طہارت پر محمول ہوتے ہیں اور انہیں مسجد میں لے آنا جائز ہے۔ (مگر ایک حدیث) ⑧ نماز میں عمل قلیل ہو یا کثیر مباح ہے بشرطیکہ قبلے سے انحراف نہ ہو۔ جیسے کہ اس حدیث میں نبی ﷺ نے اپنی نواسی کو نیچے اتارا پھر اٹھایا اور بار بار ایسے کیا۔

۹۲۱- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز پڑھتے ہوئے بھی دو کالے جانوروں کو قتل کر دو یعنی سانپ اور بچھو۔“

کثیر، عن ضَمَضَمَ بْنِ جَوْسٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اَقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ».

🌞 فائدہ: یہ انسان کو ایذا دینے والے جانور ہیں اس لیے ان پر ترس کھانا انسان پر ظلم ہے لہذا نماز کے دوران میں بھی انہیں قتل کر دیا جائے۔ خواہ عصایا پتھر وغیرہ ڈھونڈنے اور اس جانور کے پیچھا کرنے میں قبلہ رخ سے منحرف ہونا پڑے۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس دوسری صورت میں نماز باطل ہو جائے گی اور دہرائی پڑے گی، مگر کچھ دوسرے علماء نماز خوف پر قیاس کرتے ہوئے نماز کو صحیح کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۹۲۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ: ۹۲۲- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے - وَهَذَا لَفْظُهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا بُرْدٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ

کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے، میں آتی اور دروازہ کھلواتی تو آپ چل کر دروازہ کھول دیتے اور پھر اپنے مصلے پر لوٹ آتے۔ اور (عروہ نے) ذکر کیا کہ

۹۲۱- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في قتل الأسودين في الصلوة، ح: ۳۹۰ من حديث علي بن المبارك، والنسائي، ح: ۱۲۰۳، وابن ماجه، ح: ۱۲۴۵ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۴۷۳/۲، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۶۹، وابن حبان، ح: ۵۲۸، والحاكم: ۲۵۶/۱، ووافقه الذهبي.

۹۲۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ذكر ما يجوز من المشي والعمل في صلوة التطوع، ح: ۶۰۱ من حديث بشر بن المفضل به، وقال: "حسن غريب" * الزهري تقدم: ۷۸۵، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث، وله شاهد ضعيف عند الدار فطنی: ۸۰/۲.

رسولُ اللہ ﷺ - قَالَ أَحْمَدُ: - يُصَلِّيْ دروازہ قبلہ رخ تھا۔
وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ، فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ،
قَالَ أَحْمَدُ: فَمَشَى فَفَتَحَ لِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ
مُصَلًّا، وَذَكَرَ أَنَّ الْبَابَ كَانَ فِي الْقِبْلَةِ.

🌞 فائدہ: یہ روایت سداً ضعیف ہے۔ تاہم اگر دروازہ قبلہ رخ ہو اور چند قدم کے فاصلے پر ہو اور گھر میں کوئی جواب دینے والا بھی نہ ہو تو چند قدم چل کر دروازہ کھول دینے میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا، بلکہ ایک تو یہ عمل قلیل ہے۔ دوسرے نمازی قبلہ سے منحرف بھی نہیں ہوتا۔ تیسرے اس سے اس کا خشوع فی الصلوٰۃ بھی زیادہ متاثر نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۶۵، ۱۶۶) - بَاب رَدِّ السَّلَامِ
باب: ۱۶۵، ۱۶۶ - نماز کے دوران میں
سَلَام کا جواب دینا
فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۷۱)

۹۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ،
عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ
فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ
عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدِّ عَلَيْنَا
وَقَالَ: «إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز میں قراءت قرآن اللہ کے ذکر اور دعا میں مشغولیت ہوتی ہے اس لیے کسی اور طرف متوجہ ہونا مناسب نہیں۔ سوائے اس کے جس کی رخصت آئی ہے۔ ② دوران نماز میں عمدات کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۹۲۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ،
۹۲۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو سلام کہتے تھے جبکہ آپ نماز
میں ہوتے تو آپ ہمیں سلام کا جواب دیتے۔ پس جب
ہم (ہجرت حبشہ کے بعد) نجاشی کے پاس سے واپس
آئے اور ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے ہمیں جواب
نہ دیا اور فرمایا: ”نماز میں ایک اور ہی مشغولیت ہے۔“

۹۲۳- تخريج: أخرجه البخاري، العمل في الصلوة، باب ما ينهي من الكلام في الصلوة، ح: ۱۱۹۹، ومسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ۵۳۸، كلاهما عن ابن نمير به.
۹۲۴- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب الكلام في الصلوة، ح: ۱۲۲۲ من حديث عاصم بن بهدلة به، وعلقه البخاري قبل، ح: ۷۵۲۲، التوحيد باب: ۴۲.

بات بھی لوگوں سے کر لیتے تھے، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے میں نے آپ کو سلام کیا، لیکن آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ اس سے مجھے بہت غم لاحق ہوا اور اگلے پچھلے اندیشوں نے آیا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: ”اللہ عزوجل اپنے احکام میں جو چاہتا ہے تبدیلی کرتا ہے۔ اس نے اب یہ حکم دیا ہے کہ نماز کے دوران میں بات چیت نہ کیا کرو۔“ تب آپ نے میرے سلام کا جواب دیا۔

عن عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ وَنَأْمُرُ بِحَاجَتِنَا، فَقَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَأَخَذَنِي مَا قَدُمُ وَمَا حَدَثَ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يُخْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ لَا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ»، فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ.

☀ فائدہ: زبان سے سلام کا جواب دینا منسوخ ہو گیا تھا مگر اشارے سے جواب دینا جائز اور مسنون ہے جیسے کہ مندرجہ ذیل احادیث میں آ رہا ہے۔

۹۲۵- حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے اشارے سے جواب دیا۔ نائل کہتے ہیں جہاں تک میں جانتا ہوں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ کہا تھا: اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ یہ الفاظ جناب قتیبہ کی روایت کے ہیں۔

۹۲۵- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ وَفُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ نَائِلٍ صَاحِبِ الْعَبَاءِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ صُهَيْبٍ أَنَّهُ قَالَ: مَرَرْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ إِشَارَةً. قَالَ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: إِشَارَةً بِإِصْبَعِهِ. وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ فُتَيْبَةَ.

☀ فائدہ: نمازی کو سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں البتہ آواز مناسب ہونی چاہیے مگر وہ اشارے سے جواب دے۔ نیز درج ذیل احادیث ملاحظہ ہوں:

۹۲۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

۹۲۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

۹۲۵- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في الإشارة في الصلوة، ح: ۳۶۷ عن قتیبہ به، وقال: 'حسن لا نعرفه إلا من حديث الليث عن بكير'، طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ۱۰۱۷ وغيره، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۸۸، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۵۵ والحاكم: ۱۲/۳ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي. ۹۲۶- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ۵۴۰ من حديث زهير به.

التَّقْلِي: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَرْسَلَنِي نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى بَعِيرِهِ فَكَلَّمْتُهُ، فَقَالَ لِي يَبْدِهِ هَكَذَا، ثُمَّ كَلَّمْتُهُ، فَقَالَ لِي يَبْدِهِ هَكَذَا وَأَنَا أَسْمَعُهُ يَقْرَأُ وَيُؤَمِّئُ بِرَأْسِهِ. قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: «مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِي أَرْسَلْتُكَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكَلِّمَكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أَصَلِّي».

نے مجھے قبیلہ بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ میں آیا تو آپ اپنے اونٹ پر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ سے بات کرنا چاہی تو آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا۔ میں نے پھر بات کی تو آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا۔ میں آپ کو سن رہا تھا کہ آپ قراءت کر رہے تھے اور (رکوع سجود کے لیے) اپنے سر سے اشارہ کر رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ”جس کام کے لیے میں نے تمہیں بھیجا تھا اس کا تم نے کیا کیا؟ اور تم سے بات نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔“

🌞 فوائد و مسائل: صحیح مسلم (کتاب المساجد حدیث: ۵۴۰) میں ہے کہ زہیر نے ”زمین کی طرف اشارہ“ کر کے نبی ﷺ کے اشارے کی وضاحت کی۔ ① سفر میں (نفل) نماز سواری پر پڑھی جاسکتی ہے۔ رکوع اور سجود اشارے سے ہوں گے۔ ② اٹائے نماز میں کسی مخاطب کو اشارے سے جواب دینا جائز ہے۔ ③ اگر کوئی کسی وجہ سے جواب نہ دے سکے تو چاہیے کہ معذرت پیش کرے۔

۹۲۷- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى الْخَرَّاسَانِيُّ الدَّامِغَانِيُّ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى قُبَاءَ يُصَلِّي فِيهِ. قَالَ: فَجَاءَتْهُ الْأَنْصَارُ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي. قَالَ: فَقُلْتُ لِبِلَالٍ: كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي؟ قَالَ: يَقُولُ هَكَذَا، وَبَسَطَ كَفَّهُ وَبَسَطَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ كَفَّهُ وَجَعَلَ بَطْنَهُ أَسْفَلَ

۹۲۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مسجد) قباء میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ (اس اثنا میں آپ کے پاس) انصار آگئے۔ وہ آپ کو سلام کہتے تھے جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح جواب دیتے ہوئے دیکھا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور وہ لوگ آپ کو سلام کہتے تھے؟ انہوں نے کہا: اس طرح اور اپنی ہتھیلی پھیلائی۔ (حسین بن عیسیٰ نے اپنے شیخ جعفر بن عون سے اس کی وضاحت یوں نقل

۹۲۷- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الإشارة في الصلوة، ح: ۳۶۸ من حديث هشام بن سعد به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۲۱۵، وللحديث شواهد.

نماز کے متفرق احکام و مسائل

وَجَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَىٰ فَوْقَ . کی ہے کہ) جعفر بن عون نے اپنے ہاتھ کی پھلی کو نیچے کیا اور اس کی پشت کو اوپر کی طرف۔

۹۲۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”نماز اور سلام میں نقص نہیں۔“ (یعنی کمی نہ رکھو۔)

۹۲۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا غَرَارَ فِي الصَّلَاةِ وَلَا تَسْلِيمٍ».

امام احمد فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ آپ سلام کریں نہ آپ پر سلام کیا جائے۔ اور نماز میں انسان کا کمی کرنا یوں ہے کہ انسان نماز سے فارغ ہو جائے حالانکہ اسے اس میں شک ہو۔

قَالَ أَحْمَدُ: يَغْنِي فِيمَا أَرَىٰ أَنْ لَا تُسَلِّمَ وَلَا يُسَلِّمَ عَلَيْكَ وَيُغَرِّزُ الرَّجُلُ بِصَلَاتِهِ فَيَنْصَرِفُ وَهُوَ فِيهَا شَاكٌ.

۹۲۹- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں معاویہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے مرفوع بیان کیا۔ ”سلام میں اور نماز میں نقص نہیں۔“

۹۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَرَاهُ رَفَعَهُ. قَالَ: «لَا غَرَارَ فِي تَسْلِيمٍ وَلَا صَلَاةٍ».

امام ابوداؤد کہتے ہیں: ابن فضیل نے ابن مہدی کی (سابقہ روایت) کی مانند روایت کیا اور مرفوع نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابْنُ فَضِيلٍ عَلَى لَفْظِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَلَمْ يَرْفَعَهُ.

فوائد و مسائل: ① [غَرَار] کا لفظی معنی ”نقص اور کمی کرنا“ ہے۔ نماز میں کمی دو طرح سے ہو سکتی ہے۔ ایک یہ کہ انسان اس کے رکوع اور سجود صحیح طور سے ادا نہ کرے۔ ارکان جلدی جلدی ادا کرے۔ اس سے نماز ناقص رہ جاتی ہے بلکہ ہوتی ہی نہیں۔ دوسری صورت شک ہونے کی ہے کہ مثلاً تین یا چار رکعت میں شک ہوا کہ نہ معلوم کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ تو انسان سمجھے کہ بس جتنی بھی ہے پوری ہو گئی ہے یا وہ اسے چار رکعات ہی شمار کر لے۔ یہ کیفیت بھی نماز

۹۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۶۱ من حديث أبي داود به، وهو في مسند الإمام أحمد: ۶۱/۲، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۲۶۴، ووافقه الذهبي ۳ سفیان الثوري تقدم، ح: ۷۴۸، ولم أجد تصريح سماعه.

۹۲۹- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

میں نقص ہے۔ چاہیے کہ بندہ یقین اور اعتماد سے نماز پوری پڑھے۔ یعنی اسے چار نہیں تین رکعات شمار کر لے۔ سلام میں نقص یوں ہے کہ سلام کہنے والے کو اس کے الفاظ کا پورا پورا جواب نہ دیا جائے۔ اگر زیادہ نہیں کہتا تو اس کے الفاظ ہی سے جواب دے ان میں کمی نہ کرے۔ مثلاً کہنے والے نے السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ کہا ہے تو جواب میں وعلیکم السلام پر کفایت مناسب نہیں۔ امام ابن کثیر رحمہ فرماتے ہیں: [إِذَا اسَلَّمَ عَلَيْكُمْ الْمُسْلِمُ فَرُدُّوا عَلَيْهِ أَفْضَلَ مِمَّا سَلَّمَ أَوْ رُدُّوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا سَلَّمَ فَإِلَّا يَزِيدُهُ مَذْمُومَةٌ وَالْمُمَاتِلَةُ مَقْرُوضَةٌ] ”یعنی جب تمہیں کوئی مسلمان سلام کہے تو اس کے سلام کا جواب اس کے سلام سے افضل الفاظ سے دیا کم از کم اس کے سلام کے مثل جواب دو۔ افضل جواب دینا مستحب اور سلام کے مثل جواب دینا ضروری اور فرض ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر ج: ۱) تفسیر سورۃ نساء: آیت (۸۶): وَاللَّهُ اعْلَمُ۔ ⑤ اس حدیث سے یہ استدلال کہ نمازی کو سلام نہ کہا جائے اور وہ بھی جواب نہ دے صحیح نہیں؛ کیونکہ صحیح ترین احادیث سے نمازی کو سلام کہنے اور اشارے سے جواب دینے کی صراحت ثابت ہے۔ (مثلاً مذکورہ بالا حدیث: ۹۲۷) اس لیے اس حدیث میں سلام کا جواب نہ دینے کی جو بات ہے وہ اولاً اس سے منہ سے الفاظ کے ساتھ جواب نہ دینا مراد ہے۔ ثانیاً جواب دینے والی روایات قوی اور صریح ہیں اس بنا پر ان کو ترجیح ہوگی اور نماز میں سلام کا جواب اشارے سے دینا صحیح ہوگا۔

(المعجم ۱۶۶، ۱۶۷) - باب تَشْمِيتُ
باب: ۱۶۶، ۱۶۷ - نماز میں چھینک کا جواب دینا
الْعَاطِسُ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۷۲)

۹۳۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى؛
۹۳۰- حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور
قوم میں سے ایک آدمی نے چھینک ماری تو میں نے کہا
[يَرْحَمُكَ اللَّهُ] ”اللہ تم پر رحم فرمائے“۔ اس پر لوگوں
نے مجھے تیز نظروں سے دیکھا تو میں نے کہا: افسوس
میری ماں کا مجھے گم کرنا! تمہیں کیا ہوا ہے کہ مجھے اس
طرح دیکھ رہے ہو؟ (اس پر) ان لوگوں نے اپنے ہاتھ
اپنی رانوں پر مارنے شروع کر دیے تب مجھے معلوم ہوا
کہ یہ مجھے خاموش کر رہے ہیں۔ (استاد) عثمان نے
بیان کیا کہ جب میں نے انہیں دیکھا کہ یہ لوگ مجھے

ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا
إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْنَى عَنْ حَجَّاجِ
الصَّوَّافِ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ
هَلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ
يَسَارٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السَّلْمِيِّ
قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَعَطَسَ
رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ،
فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقُلْتُ: وَائْتَكَلَ
أُمِّيَاءُ، مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ. قَالَ:

۹۳۰- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة، ونسخ ما كان من إباحته، ح: ۵۲۷ من
حدیث إسماعیل ابن علیہ بہ .

خاموش کر رہے ہیں (تو مجھے غصہ تو آیا) مگر میں خاموش رہا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھ لی میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ نے مجھے مارا نہ ڈانٹا نہ سخت سست کہا بلکہ فرمایا: ”یہ نماز ہے اس میں لوگوں کی سی عام بات چیت جائز نہیں ہے۔ اس میں تسبیح ہوتی ہے، تکبیر ہوتی ہے اور قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے اسی قسم کی بات فرمائی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ نئے نئے جاہلیت سے باہر آئے ہیں اور اللہ نے ہمیں اسلام (کی نعمت) سے نوازا ہے۔ تو ہم میں کچھ لوگ ہیں جو کاجانوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تم ان کے پاس نہ جایا کرو۔“ میں نے عرض کیا: ہم میں کچھ لوگ (پرندوں وغیرہ سے) بدقالی لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ ان کے دلوں کے ادھام ہیں۔ یہ چیزیں ان کے لیے رکاوٹ نہیں بنی چاہئیں۔“ میں نے عرض کیا: ہم میں کچھ لوگ ہیں جو لکیریں کھینچتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”سابقہ انبیاء میں سے ایک نبی تھے جو لکیریں کھینچا کرتے تھے تو جس کی لکیریں ان کے موافق ہوں وہ تو صحیح ہو سکتی ہیں۔“ (لیکن اب یہ جاننا مشکل ہے۔) میں نے کہا: میری ایک لونڈی ہے جو اُحد اور جوانیہ کی اطراف میں میری کچھ بکریاں چرایا کرتی تھی۔ میں نے ایک بار اس پر چھاپہ مارا تو دیکھا کہ بھیڑیا ان میں سے ایک بکری لے گیا ہے اور میں بھی آدم کی اولاد میں سے ہوں جس طرح انہیں افسوس ہوتا ہے مجھے بھی ہوا تو میں نے اسے تھپڑ دے مارا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو میرے لیے بڑا بھاری اور برا عمل جانا۔ میں

فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَادِهِمْ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ يُصَمَتُونِي. قَالَ عُثْمَانُ: فَلَمَّا رَأَيْنَهُمْ يُسَكِّنُونِي لِكُنِّي سَكْتُ. فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَبِي وَأُمِّي مَا ضَرَبَنِي وَلَا كَهَرَنِي وَلَا سَبَنِي، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَحِلُّ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ هَذَا إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ»، أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا قَوْمٌ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جَاءَنَا اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ، وَمِنَّا رَجَالٌ يَأْتُونَ الْكُفَّانَ. قَالَ: «فَلَا تَأْتِيهِمْ». قَالَ: قُلْتُ: وَمِنَّا رَجَالٌ يَتَطَيَّرُونَ. قَالَ: «ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا يَصُدُّهُمْ» قَالَ: قُلْتُ: وَمِنَّا رَجَالٌ يَخْطُونَ. قَالَ: «كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ». قَالَ: قُلْتُ: جَارِيَةٌ لِي كَانَتْ تَرَعَى غَنِيمَاتٍ قَبْلَ أُحُدٍ وَالْجَوَابِيَّةِ إِذْ أَطْلَعْتُ عَلَيْهَا أَطْلَاعَةً فَإِذَا الذَّنْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاؤِ مِنْهَا وَأَنَا مِنْ بَنِي آدَمَ أَسْفُ كَمَا بِأَسْفُونَ لِكُنِّي صَكَّكْتُهَا صَكَّةً فَعَظَمَ ذَاكَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ: أَفَلَا أُغْتَفِقُهَا؟ قَالَ: «إِثْنِي بِهَا»، فَجِئْتُ بِهَا، فَقَالَ: «أَيْنَ اللَّهُ؟» قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ، قَالَ: «مَنْ أَنَا؟» قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ،

قال: «أَعْتَفَهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ».

نے کہا: کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ”اسے میرے پاس لاؤ۔“ چنانچہ میں اسے آپ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”اللہ کہاں ہے؟“ اس نے کہا: آسمان میں۔ آپ نے فرمایا: ”میں کون ہوں؟“ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو آزاد کر دو بلاشبہ یہ مومنہ ہے۔“

۹۳۱- حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اسلام کے کچھ احکام جان لیے۔ ان میں سے ایک یہ بھی جانا کہ مجھے کہا گیا: جب تمہیں چھینک آئے تو [الْحَمْدُ لِلَّهِ] کہو اور جب کوئی دوسرا چھینک مارے اور [الْحَمْدُ لِلَّهِ] کہے تو تم اسے [بِرَحْمَتِكَ اللَّهُ] سے جواب دو۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں کھڑا تھا کہ ایک شخص نے چھینک ماری اور اس نے [الْحَمْدُ لِلَّهِ] کہا میں نے کہا: [بِرَحْمَتِكَ اللَّهُ] اور اونچی آواز سے کہا: تو لوگوں نے مجھے تیز نظروں سے دیکھا۔ اس سے مجھے غصہ آیا اور میں نے کہا: تمہیں کیا ہوا ہے کہ مجھے گھور گھور کے دیکھ رہے ہو؟ اس پر انہوں نے سنبھان اللہ کہا۔ پھر جب نبی ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: ”باتیں کون کر رہا تھا؟“ کہا گیا کہ یہ بدوی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور مجھ سے فرمایا: ”نماز میں قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے اور اللہ کا ذکر تو جب تم نماز میں ہوا کرو تو تمہارا یہی کام ہونا چاہیے۔“

۹۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ النَّسَائِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السَّلْمِيِّ قَالَ: لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلِمْتُ أُمُورًا مِنْ أُمُورِ الْإِسْلَامِ، فَكَانَ فِيمَا عَلِمْتُ أَنْ قِيلَ لِي: إِذَا عَطَسْتَ فَأَحْمِدِ اللَّهَ وَإِذَا عَطَسَ الْعَاطِسُ فَحَمِدِ اللَّهَ فَقُلْ: بِرَحْمَتِكَ اللَّهُ. قَالَ: فَبَيْنَمَا أَنَا قَائِمٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ فَحَمِدَ اللَّهَ فَقُلْتُ: بِرَحْمَتِكَ اللَّهُ رَافِعًا بِهَا صَوْتِي، فَرَمَانِي النَّاسُ بِأَبْصَارِهِمْ حَتَّى اخْتَمَلَنِي ذَلِكَ، فَقُلْتُ: مَا لَكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ بِأَعْيُنٍ شَرِّهِ، قَالَ: فَسَبَّحُوا، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: «مَنْ الْمُتَكَلِّمُ؟» قِيلَ: هَذَا الْأَعْرَابِيُّ فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: «إِنَّمَا الصَّلَاةُ

۹۳۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري، في جزء القراءة، ح: ۶۸ من حديث فليح بن سليمان به، وهو حسن الحديث، ورواه البيهقي: ۲/ ۲۶۹ من حديث أبي داود به.

لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللَّهِ، فَإِذَا كُنْتَ فِيهَا الْغُرُزُ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَ بَهِ كَرُكُوْى شَيْقٍ فَلْيَكُنْ ذَلِكَ شَأْنَكَ، فَمَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَطُّ مُعَلِّمٌ نَهِى دِيكَا۔
أَرْفَقَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔

🌞 فوائد و مسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم پچھلی صحیح حدیث اس کی مؤید ہے۔ ② نماز میں چھینک کا جواب دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ خود چھینک مارنے والا اگر خاموشی سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو جائز ہے۔ ③ نماز میں ضرورت کا اشارہ جائز ہے۔ ④ دعوت و تعلیم اسلام میں نرمی اور اخوت کا انداز اپنانا واجب ہے۔ ⑤ کانہوں کے پاس جانا اور ان سے غیب کی خبریں وغیرہ دریافت کرنا حرام ہے۔ اسی طرح بدقالی اور بدگلوئی لینا بھی ناجائز ہے۔ ⑥ علم خطوط دراصل وحی شدہ علم تھا، مگر اٹھایا گیا۔ اسے حضرت ادریس یا دانیال علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اب اس میں مشغول ہونا اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتا ہے۔ اس پر کسی بھی طرح اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ نبی ﷺ کے مذکورہ جوابات میں حق کاشیات اور باطل کا ابطال نہایت عمدہ انداز میں ہوا ہے۔ اس میں داعی اور مفتی حضرات کے لیے بہت بڑا درس ہے۔ ⑦ خادم وغیرہ کو بلا وجہ معقول سزا دینا ظلم اور ناجائز ہے۔ چاہیے کہ انسان اس کا کفارہ ادا کرے۔ ⑧ اسلام کی تعلیمات عقائد و اعمال انتہائی سادہ اور فطرت کے مطابق ہیں اور ان کی بنیاد تو حید و رسالت پر ہے۔ ⑨ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے اور اس کی طرف جہت و جانب کی نسبت کرنا عین حق ہے۔ ⑩ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

باب: ۱۶۸، ۱۶۷ - باب التَّامِينِ باب: ۱۶۸، ۱۶۷ - امام کے پیچھے آمین کہنا
وَرَاءَ الْإِمَامِ (التحفة ۱۷۳)

۹۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ حُجْرِ أَبِي الْعَبَّاسِ الْخَضْرَمِيِّ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ: «آمِينَ» وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ۔
۹۳۲- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (سورۃ فاتحہ کے آخر میں) ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتے تو [آمین] کہتے اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے۔

۹۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ ۹۳۳- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
۹۳۲- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التامين، ح: ۲۴۸ من حديث سفیان الثوري، وقال: "حسن"، وصححه الدارقطني: ۱/ ۳۳۴، وابن حجر (التلخيص الحبير: ۱/ ۲۳۶) وغيرهما * رواه يحيى القطان عن الثوري به وهو لا يروي عنه إلا ما صرح بالسماع.

۹۳۳- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي في الخلافيات (ق: ۵۱/ ۱) من حديث أبي داود به، وعنده العملاء بن ۴۴

الشَّعْبَرِيُّ : حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ ، عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنَسٍ ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ : أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَهَرَ بِأَمِينٍ وَسَلَّم عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ خَدِّهِ .

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے اونچی آواز سے آمین کہی۔ اور (جب نماز سے فارغ ہوئے تو) دائیں بائیں جانب سلام پھیرا حتیٰ کہ میں نے آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھی۔

🌞 ملحوظہ: امام ترمذی رحمہ اللہ کی اس سند میں ”علی بن صالح“ کی بجائے ”علاء بن صالح“ نقل ہوا ہے۔ دیکھیے جامع الترمذی: (حدیث: ۲۳۹)

۹۳۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ : أَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَيْسَى عَنْ بَشْرِ بْنِ رَافِعٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَلَا ﴿غَيْرَ الْمَنْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الْأَصْلَينَ﴾ قَالَ : «أَمِينَ» حَتَّى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيهِ مِنَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ .

۹۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرَ الْمَنْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الْأَصْلَينَ﴾ پڑھتے تو آمین کہتے حتیٰ کہ صف اول کے لوگ جو آپ سے قریب ہوتے آپ کی آواز سن لیتے۔

🌞 فائدہ : امام دارقطنی اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ”صحیح علی شرطہما“ (بخاری و مسلم) کہا ہے۔ ان احادیث سے استدلال یوں ہے کہ مقتدی امام کی اتباع کا پابند ہے اور نبی ﷺ کا حکم ہے کہ ﴿صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ اَصْلَى﴾ ”تم نماز ایسے پڑھو جیسے تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: ۶۳۱) جب آپ ﷺ نے امام ہوتے ہوئے آمین کہی تو مقتدی کے لیے بھی ثابت ہوگئی۔ (عون المعبود) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت دلیل ہے کہ آمین چیخ کر نہ کہی جائے بلکہ درمیان آواز سے کہی جائے۔ جس میں عجز و فروتنی کا اظہار ہو۔ چیخ کر آمین کہنا بجز و نیاز کے منافی ہے اس لیے ایسا کرنا صحیح نہیں۔ اسی طرح بغیر آواز نکالے دل میں آمین کہنا بھی خلاف سنت ہے۔

❖ صالح، وهو الصواب، والسند حسن، وللحديث شواهد * العلاء بن صالح وثقه ابن معين والجمهور، فهو حسن الحديث .

۹۳۴- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الجهر بآمين، ح: ۸۵۳ من حديث صفوان بن عيسى به * بشر بن رافع ضعيف، وأبو عبد الله، ابن عم أبي هريرة لا يعرف حاله، قاله البوصيري في مصباح الزجاجة: ۱/۱۰۶ .

۹۳۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”جب امام ﴿غیر المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم [آمین] کہو کیونکہ جس کا یہ قول ملائکہ کے قول کے موافق ہو گیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔“

۹۳۵۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ. فَقُولُوا: آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۹۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب امام آئین کہے تو تم بھی آئین کہو کیونکہ جس کی آئین فرشتوں کی آئین کے موافق ہوگی اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

۹۳۶۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَسْتَوْا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آئین کہا کرتے تھے۔

قال ابن شِهَابٍ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «آمِينَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یعنی امام ﴿غیر المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کے بعد آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اسی وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ اس اجتماع و توافق کی فضیلت یہی ہے کہ نمازیوں کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ. ② حدیث کے الفاظ ”جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو۔“ کا تقاضا یہ ہے کہ مقتدی امام کی آمین کے بعد آمین کہیں نہ کہ امام کے ساتھ ہی نہ امام سے پہلے ہی۔ اس میں بھی یہ کوتاہی عام ہے کہ اکثر لوگ امام کے وَلَا الضَّالِّينَ پڑھتے ہی آمین کہہ دیتے ہیں حالانکہ مقتدیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے امام کو آمین کہنے کا موقع دیں اور اس کے بعد خود آمین کہیں۔

۹۳۵۔ تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب جهر المأموم بالتأمين، ح: ۷۸۲ عن عبدالله بن مسلمة القعني، ومسلم، الصلوة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح: ۴۰۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۸۷/۱، (والقعني، ص: ۱۴۱).

۹۳۶۔ تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، ح: ۷۸۰، ومسلم، الصلوة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح: ۴۱۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۸۷/۱، (والقعني، ص: ۱۴۱، ۱۴۰).

۹۳۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ رَاهُوَيْهَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ بِلَالٍ: أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَا نَسْتَقْبِلُ بِأَمِينٍ.

۹۳۷- حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آئین کہنے میں مجھ سے جلدی نہ فرمائیے۔

🌞 توضیح: یعنی نماز شروع ہو چکی تھی اور وہ تاخیر سے آئے تو کہا: مجھے موقع دیجیے کہ میں بھی نماز میں مل کر آپ کے ساتھ آئین کہہ سکوں۔ اس کی سند مرسل ہے کہ ابو عثمان کی بلال رضی اللہ عنہ سے ملاقات میں کلام ہے۔ جبکہ امام دارقطنی رحمہ اللہ وغیرہ اسے موصول قرار دیتے ہیں۔ (عون المعبود) بہر حال اگر امام کو کہہ دیا جائے کہ ذرا قراءت کو طویل کر دیں اور وہ اسے قبول کر لے تو کوئی حرج نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے (باب إِذَا قِيلَ لِلْمُصَلِّي تَقَدَّمَ أَوْ اِنْتَظَرَ فَانْتَظَرَ فَلَا بَأْسَ، كِتَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ: بَابُ ۱۲)

۹۳۸- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُثْبَةَ الدَّمَشَقِيُّ وَمَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا الْفَرَزْيَابِيُّ عَنْ صُبَيْحِ بْنِ مُخَرِّزِ الْجَمَصِيِّ، حَدَّثَنِي أَبُو مُصْبِحٍ الْمَقْرِيئِيُّ قَالَ: كُنَّا نَجْلِسُ إِلَى أَبِي زُهَيْرِ الثَّمِيرِيِّ، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ، فَيَتَحَدَّثُ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ فَإِذَا دَعَا الرَّجُلُ مِنَّا بِدُعَاءٍ قَالَ: اخْتِمَهُ بِأَمِينٍ، فَإِنْ آمِينَ مِثْلُ الطَّابِعِ عَلَى الصَّحِيفَةِ. قَالَ أَبُو زُهَيْرٍ: أَخْبَرُكُمْ عَنْ ذَلِكَ، خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَلَحَّ فِي الْمَسْأَلَةِ، فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَمِعُ مِنْهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْجَبَ إِنْ خَتَمَ»، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: بِأَيِّ شَيْءٍ

۹۳۸- ابوصحیح مقرر کی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابو زہیر ثمری کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے اور یہ صحابہ میں سے تھے اور بڑی اچھی اچھی احادیث بیان کرتے تھے تو ہم میں سے جب کوئی دعا کرتا تو فرمایا کرتے کہ اے آئین کی مہر لگاؤ۔ آئین مہر کی مانند ہے جو کسی خط پر لگا دی جاتی ہے۔ ابو زہیر نے فرمایا: میں تمہیں اس کے متعلق بتاتا ہوں، ہم ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور ایک شخص پر پہنچے جب کہ وہ بہت الحاح اور مبالغے سے دعا کر رہا تھا۔ نبی ﷺ رک گئے اور اس کی دعا سنتے رہے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس کی دعا قبول ہوگئی بشرطیکہ مہر کر دے۔“ ساتھیوں میں سے ایک نے پوچھا: کس چیز سے مہر کرے؟ آپ نے فرمایا: ”آئین سے بلاشبہ اگر اس نے اپنی دعا آئین سے ختم کی (یا مہر لگائی) تو

۹۳۷- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۵، ۱۲/۶ من حديث عاصم الأحول به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۲۱۹/۱، ووافقه الذهبي.

۹۳۸- تخریج: [سناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۱۴۰۲ من حديث أبي داود به * صحيح بن محرز مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

يَخْتِمُ، فَقَالَ: «بِأَمِينٍ، فَإِنَّهُ إِنْ خَتَمَ بِأَمِينٍ فَقَدْ أُوجِبَ»، فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ الَّذِي سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَتَى الرَّجُلَ فَقَالَ: اخْتِمْ يَا فَلَانُ! بِأَمِينٍ وَأَبْشِرْ وَهَذَا لَفْظُ مُحْمُودٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالْمَقْرَأَتِي قِيلَ مِنْ جَمِيرٍ.

قبول ہوگئی۔“ چنانچہ وہ جس نے نبی ﷺ سے یہ پوچھا تھا اس دعا کرنے والے کے پاس گیا اور اسے کہا: اے فلاں! اپنی دعا کو آمین سے مہر کر دو اور خوشخبری قبول کرو۔ یہ الفاظ محمود کے ہیں۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ ”مقرائی“ حمیر کا ایک ذیلی قبیلہ ہے۔

باب: ۱۶۸، ۱۶۹- نماز میں تالی بجانا

(المعجم ۱۶۸، ۱۶۹) - باب التَّصْفِيقِ

في الصَّلَاةِ (التحفة ۱۷۴)

۹۳۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”تسبیح (سبحان اللہ کہنا) مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے۔“

۹۳۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز کے دوران میں اگر امام کو کسی امر کے لیے متنبہ کرنا ہو تو مسنون یہ ہے کہ مرد سبحان اللہ کہیں مگر عورت تالی بجائے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے نہ کہ مصروف تالی کی طرح، کیونکہ یہ لہو و لعب ہے اور نماز میں لہو و لعب جائز نہیں ہے۔ عورتوں کو تسبیح کہنے سے اس لیے روکا گیا ہے کہ ان کی آواز کسی فتنے کا باعث نہ بنے اور مردوں کو تالی سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ یہ عورتوں کا کام ہے۔ (عون المعبود)

۹۴۰- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنی عمرو بن عوف (قباء) میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت ہو گیا تو مؤذن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ

۹۴۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

أَبِي حَازِمٍ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ، وَحَانَتْ الصَّلَاةُ،

۹۳۹- تخریج: أخرجه البخاري، العمل في الصلوة، باب التصفيق للنساء، ح: ۱۲۰۳، ومسلم، الصلوة، باب

تسبيح الرجل وتصفيق المرأة إذا ناهما شيء في الصلوة، ح: ۴۲۲ من حديث سفيان بن عيينة به.

۹۴۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من دخل ليوم الناس فجاء الإمام الأول... الخ، ح: ۶۸۴، ومسلم، الصلوة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم إذا تأخر الإمام... الخ، ح: ۴۲۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بحی) ۱/۱۶۳، ۱۶۴ (والقنعبي، ص: ۱۱۲، ۱۱۳).

نماز کے متفرق احکام و مسائل

نماز پڑھائیں گے تو میں اقامت کہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی اور ادھر رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور چلتے آئے حتیٰ کہ صف میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے تالیاں بجا کر شروع کر دیں۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے (متوجہ نہ ہوتے تھے) لیکن جب لوگوں نے بہت زیادہ تالیاں بجا کریں تو آپ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جو انہیں حکم دیا تھا اس پر اللہ کی حمد کی اور پھر پیچھے ہٹ آئے حتیٰ کہ صف میں برابر ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے اور نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”اے ابوبکر! تمہیں کیا مانع تھا کہ تم رکے رہتے جب میں نے تمہیں کہہ دیا تھا؟“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ابن ابی قحافہ کو زیب نہ دیتا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے آگے ہو کر نماز پڑھائے۔ پھر آپ نے فرمایا: ”تم لوگوں کو کیا ہوا تھا کہ اس قدر تالیاں بجانے لگے تھے؟ جسے نماز میں کوئی عارض ہو وہ سبحان اللہ کہا کرے۔ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی۔ تالیاں تو عورتوں کے لیے ہیں۔“

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ فرض نماز میں ہے۔

۹۴۱- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَتُصَلِّي بِالنَّاسِ فَأَقِيمُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ، فَصَفَّقَ النَّاسُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ انْتَفَتَفَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ امْكُثْ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهَ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تَتَّبِعَ إِذَا أَمَرْتُكَ؟» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَالِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمْ مِنَ التَّصْفِيقِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ التَّيْتُ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا فِي الْمَرِيضَةِ.

۹۴۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا

۹۴۱- تخریج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب الإمام يأتي قومًا فيصلح بينهم، ح: ۷۱۹۰ من حديث أبي حازم، به، مطولاً.

قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں کوئی جھگڑا ہو گیا تھا۔ نبی ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ ظہر کے بعد ان میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے اور بلال سے فرما گئے: ”اگر نماز عصر کا وقت ہو جائے اور میں نہ پہنچ سکوں تو ابو بکر سے کہنا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔“ چنانچہ جب عصر کا وقت ہوا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی پھر اقامت کہی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھانے کو کہا وہ آگے بڑھ گئے۔ اس روایت کے آخر میں ہے: ”جب تمہیں نماز میں کوئی عارض پیش آ جائے تو مرد سبحان اللہ کہا کریں اور عورتیں تالی بجا لیں۔“

حمادُ بن زَیْد عن ابي حازِم، عن سَهْل بن سَعْدٍ قال: كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَاهُمُ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَقَالَ لِبَلَالٍ: «إِنْ حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ وَلَمْ آتِكَ فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»، فَلَمَّا حَضَرَتْ الْعَصْرُ أَذَّنَ بَلَالٌ ثُمَّ أَقَامَ ثُمَّ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ. قَالَ فِي آخِرِهِ: «إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُسَبِّحِ الرَّجُلُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مسلمانوں میں کہیں جھگڑا ہو جائے تو اولین فرصت میں ان میں صلح کرانے کی کوشش کی جائے اور بالخصوص ائمہ قوم اور ذی وجاہت افراد کو اس میں سبقت کرنی چاہیے۔ ② امام مقرر کو چاہیے کہ متوقع غیر حاضری کی صورت میں اپنا نائب مقرر کر کے جائے۔ ③ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے قابل اعتماد نائب تھے اور امت نے آپ کے اسی مقام کی وجہ سے انہیں منصب خلافت کے لیے منتخب کیا۔ ④ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مقام رسالت کو خوب پہنچاتے تھے کہ آپ کے ہوتے ہوئے کسی طرح مناسب نہیں کہ آگے رہ کر نماز پڑھائی جائے۔ یہ خصوصیت صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے تھی امت میں کسی اور کا یہ مقام نہیں ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے تالیاں بجا لیں۔ ⑤ لاعلمی سے جو عمل ہو جائے وہ معاف ہے جیسے کہ صحابہ نے تالیاں بجا لیں مگر علماء پر لازم ہے کہ اس کی اصلاح کریں تاکہ پھر اس کا اعادہ نہ ہونے پائے۔ ⑥ اثنائے قراءت میں حمد اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لینے جائز ہیں۔

۹۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: ۹۴۲- جناب عیسیٰ بن ایوب بیان کرتے ہیں کہ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ عَنْ عِيسَى بْنِ أَيُّوبَ عورتوں کا تالی بجانا یوں ہے کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کی دو قال: قَوْلُهُ: التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ تَضْرِبُ انگلیاں اپنی بائیں ہتھیلی پر ماریں۔ بِأَضْبَعَيْنِ مِنْ يَمِينِهَا عَلَى كَفِّهَا الْيُسْرَى.

۹۴۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۲۱/ ۱۰۷، ۱۰۸ من حديث أبي داود به ۵ الوليد

ابن مسلم تقدم، ح: ۴۱۵، ولم يصرح بسماعه من عيسى بن أيوب.

۲۔ کتاب الصلوة۔ نماز کے متفرق احکام و مسائل

☀ فائدہ: عیسیٰ بن ایوب حج تابعین میں سے ہیں۔ چونکہ نماز میں امام کو مستحب کرنا مقصود ہوتا ہے اس لیے دوا انگلیوں سے کافی ہے۔ سب انگلیوں سے تالی بجانا ہولعب میں شمار ہوتا ہے اسی لیے فرق کیا گیا ہے۔

(المعجم ۱۶۹، ۱۷۰) - باب الإِشَارَةِ
فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۷۵)

۹۴۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ شَبُوبَةَ الْمَرْزُوقِي وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيرُ فِي الصَّلَاةِ.

۹۴۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز میں اشارہ کر دیا کرتے تھے۔

☀ ملحوظہ: مثلاً سلام کا جواب دینا یا خاموش رہنے کا اشارہ کرنا۔ (دیکھیے گزشتہ باب: ۱۶۹، ۱۷۰)

۹۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُثْبَةَ بْنِ الْأَخْطَسِ، عَنْ أَبِي غَطَفَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ» يَعْنِي فِي الصَّلَاةِ، «وَالتَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ، مَنْ أَشَارَ فِي صَلَاتِهِ إِشَارَةً تُفْهَمُ عَنْهُ فَلْيَعُدَّ لَهَا» يَعْنِي الصَّلَاةَ.

۹۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”[سبحان اللہ] کہنا مردوں کے لیے ہے۔“ یعنی نماز میں۔ ”اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔ اور جس نے اپنی نماز میں کوئی ایسا اشارہ کیا جو کوئی مفہوم رکھتا ہو تو وہ اپنی نماز دہرائے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ وَهُمْ. امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث وہم ہے۔

☀ فائدہ: کیونکہ صحیح احادیث سے حسب ضرورت اشارہ کرنا ثابت ہے۔

(المعجم ۱۷۰، ۱۷۱) - باب مَسْحِ
الْخَصَا فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۷۶)

باب: ۱۷۰، ۱۷۱۔ نماز میں نکلیاں
چھوٹا یا درست کرنا

۹۴۳۔ تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۳۸/۳ عن عبد الرزاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۸۵، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۳۲۷۶، وله طريق آخر، صحيح، عند الدارقطني: ۸۴/۲، وللحديث شواهد.

۹۴۴۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۸۳/۲ من حديث عبد الله بن سعيد به * ابن إسحاق تقدم، ح: ۳۱۳ ولم أجد تصريح سماعه.

۹۴۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ شَيْخٍ مِنْ
أَهْلِ الْمَدِينَةِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ذَرٍّ يَرْوِيهِ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ
فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تَوَاجَّهُ فَلَا يَمْسَحُ الْحَصَا».

۹۴۵- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے
ہیں: ”جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو
(اللہ کی) رحمت اس کے رو برو ہوتی ہے لہذا انگٹیاں نہ
چھوا کرے۔“

۹۴۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حضرت معقیب ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نماز پڑھتے ہوئے کنکریاں مت چھو۔ اگر ایسا کرنا ہی ہے تو ایک بار برابر کرلو۔“

☀️ فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن شواہد کی بنا پر قابل استدلال ہے۔ بنا بریں نمازی کو چاہیے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے اپنی جگہ صاف کر لے اور مصلیٰ وغیرہ درست کر کے کھڑا ہو، نماز کے دوران میں یہ عمل جائز نہیں، اگر کرنا بھی ہو تو صرف ایک بار کی رخصت ہے۔

(المعجم ۱۷۱، ۱۷۲) - باب الرَّجُلِ
يُصَلِّي مُخْتَصِرًا (التحفة ۱۷۷)

۹۴۷- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ: ۹۴۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

٩٤٥- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية مسح الحصى في الصلوة، ح: ٣٧٩، والنسائي، ح: ١١٩٢، وابن ماجه، ح: ١٠٢٧ من حديث سفيان به، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩١٣، ٩١٤، وابن حبان، ح: ٤٨١، ٤٨٢، والحافظ في بلوغ المرام، ح: ١٨٩، وللحديث شواهد.

٩٤٦- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة مسح الحصى وتسوية التراب في الصلوة، ح: ٥٤٦ من حديث هشام الدستوائي، والبخاري، العمل في الصلوة، باب مسح الحصى في الصلوة، ح: ١٢٠٧ من حديث يحيى ابن أبي كثير به.

٩٤٧- تخريج: أخرجه البخاري، العمل في الصلوة، باب الخصر في الصلوة، ح: ١٢٢٠، ومسلم، المساجد، باب كراهة الاختصار في الصلوة، ح: ٥٤٥ من حديث هشام بن حسان به، ورواه أحمد: ٢٣٢/٢ عن محمد بن سلمة به، وانظر، ح: ٩٠٣.

اللہ ﷻ عن الاختصار في الصلاة .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَغْنِي يَضَعُ يَدَهُ عَلَى
امام ابو داود فرماتے ہیں: [الاختصار في
الصلاة] کا معنی ہے اپنے پہلوؤں (یعنی کوکھوں) پر
ہاتھ رکھنا۔

☀ فائدہ: اہل لغت نے ”اختصار“ کے دو تین معانی ذکر کیے ہیں۔ ایک یہ کہ لاٹھی کا سہارا لے کر کھڑے ہونا۔
دوسرے سورت قرآن کو مختصر کرتے ہوئے آخر سے پڑھنا یا نماز کے ارکان کو از حد مختصر (چھوٹا) کر دینا۔ تو امام
صاحب رحمہ اللہ نے اس کا معنی متعین فرما دیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ (مزید دیکھیے باب: ۱۵۶۱۵۵ حدیث: ۹۰۳)

(المعجم ۱۷۲، ۱۷۳) - باب الرجل

باب: ۱۷۲، ۱۷۳ - نماز میں لاٹھی کا سہارا لینا

يَعْتَمِدُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَصَا (التحفة ۱۷۸)

۹۴۸- جناب ہلال بن یساف کہتے ہیں کہ میں
(شام کے علاقہ) رقبہ میں آیا تو میرے دوستوں نے
مجھے کہا: کیا تم کسی صحابی رسول سے ملنا چاہتے ہو؟ میں
نے کہا: (کیوں نہیں) یہ تو غنیمت ہے۔ چنانچہ ہم
حضرت وایصہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ میں نے اپنے
ساتھی سے کہا: پہلے تو ہم ان کی ظاہری وضع قطع دیکھتے
ہیں۔ تو ہم نے دیکھا کہ آپ کے سر پر ٹوپی ہے سر سے
چٹکی ہوئی اور کانوں والی اور غز (ریشم) کا جبہ تھامیا لے
رنگ کا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اور اپنی لاٹھی کا سہارا
لیے ہوئے تھے۔ سلام کے بعد ہم نے (یہ مسئلہ) دریافت
کیا تو فرمایا: مجھ سے ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا
کہ رسول اللہ ﷺ جب بڑی عمر کے ہو گئے اور کچھ فربہ
بھی تو آپ کی جائے نماز کے پاس ایک ستون تھا آپ
اس کا سہارا لیا کرتے تھے۔

۹۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْوَائِصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ
شَيْبَانَ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ
هَلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ: قَدِمْتُ الرَّقَّةَ فَقَالَ لِي
بَعْضُ أَصْحَابِي: هَلْ لَكَ فِي رَجُلٍ مِنْ
أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: قُلْتُ: غَنِيمَةٌ.
فَدَفَعْنَا إِلَى وَائِصَةٍ، قُلْتُ لِصَاحِبِي: نَبْدَأُ
فَنَنْظُرُ إِلَى ذَلِكَ، فَإِذَا عَلَيْهِ فَلَنْسُوَةٌ لَا طِئَّةَ ذَاتُ
أُذُنَيْنِ وَبُرْسُ خَزْ أَعْبَرُ وَإِذَا هُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى
عَصَا فِي صَلَاتِهِ، فَقُلْنَا بَعْدَ أَنْ سَلَمْنَا،
فَقَالَ: حَدَّثَنِي أُمُّ قَيْسٍ بِنْتُ مِخْصَنٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا أَسَنَّ وَحَمَلَ اللَّحْمَ اتَّخَذَ
عُمُودًا فِي مَبْصَلَاهُ يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے قبل کے باب میں وارد حدیث سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز میں لاشی کا سہارا لینا درست نہیں۔ تو یہ باب اور حدیث اس مسئلے کو واضح کرتی ہے۔ ② صالحین کی زیارت اور ان کی صحبت میسر آنا بہت بڑی قیمت ہے۔ ③ معروف و مشہور ہے کہ انسان کا مظہر اس کے باطن کا عکاس ہوتا ہے لہذا ظاہری منظر سادہ اور سنت کے مطابق ہونا چاہیے۔ اصحاب مجلس پر اس کا بہت عمدہ اثر ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ بالخصوص و فود کے استقبال میں اس کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ④ عذر کی بنا پر نماز میں سہارا لینا جائز ہے اور سہارے سے کھڑے ہونا بیٹھنے کی نسبت زیادہ افضل ہے۔ ⑤ بطور عادت یا فیشن کے ہر وقت نیچے سر رہنا حتیٰ کہ مستقل طور پر نماز بھی نیچے سر پڑھنا صحابہ کے طریقے کے خلاف ہے۔

(المعجم ۱۷۳، ۱۷۴) - باب النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۷۹)
باب: ۱۷۳، ۱۷۴ - نماز میں گفتگو منع ہے

۹۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: ۹۴۹- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
حَدَّثَنَا هُشَيْنٌ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي (ابتداءً اسلام میں) ہمارا ایک ساتھی نماز کے دوران
خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ، عَنْ أَبِي میں اپنے ساتھ والے سے بات کر لیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ
عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ: آیت کریمہ ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ نازل ہوئی۔
كَانَ أَحَدُنَا يُكَلِّمُ الرَّجُلَ إِلَى جَنْبِهِ فِي ”یعنی اللہ کے حضور خاموش باادب ہو کے کھڑے ہوا
الصَّلَاةِ، فَتَزَلَّتْ ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ کرو۔“ چنانچہ ہمیں خاموشی کا حکم دیا گیا اور بات چیت
[البقرة: ۲۳۸] فَأَمَرْنَا بِالشُّكُوتِ وَنُهِينَا سے روک دیا گیا۔
عَنِ الْكَلَامِ۔

🌞 فائدہ: نماز میں گفتگو حرام ہے۔ الایہ کہ خطا اور نسیان سے کوئی لفظ زبان سے نکل جائے تو معاف ہے۔

(المعجم ۱۷۴، ۱۷۵) - بَابُ فِي صَلَاةِ الْقَاعِدِ (التحفة ۱۸۰)
باب: ۱۷۴، ۱۷۵ - جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے

۹۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَدَامَةَ بْنِ ۹۵۰- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مجھ

۹۴۹- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ۵۳۹ من حديث هشيم، والبخاري، العمل في الصلوة، باب ما ينهى من الكلام في الصلوة، ح: ۱۲۰۰ من حديث إسماعيل ابن أبي خالد به.

۹۵۰- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً... الخ، ح: ۷۳۵ من حديث جرير بن عبد الحميد به.

سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”آدی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے۔“ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو پایا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا تو آپ نے دریافت فرمایا: ”عبداللہ بن عمرو! کیا بات ہے؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: ”آدی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟“ آپ نے فرمایا: ”ہاں، لیکن میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔“

أَعْيَنَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالٍ - يَعْنِي ابْنَ يَسَافٍ - عَنْ أَبِي بَحْيٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا يَصْفُ الصَّلَاةَ»، فَأَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي جَالِسًا، فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى رَأْسِي، فَقَالَ: «مَا لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَمْرٍو؟» قُلْتُ: حَدَّثْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنَّكَ قُلْتَ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا يَصْفُ الصَّلَاةَ»، وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا. قَالَ: «أَجَلْ، وَلَكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ کی خصوصیت تھی کہ نوافل بیٹھ کر پڑھتے تو پورا ثواب پاتے تھے اور صحابہ کرام رحمہم اللہ سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ شرعی امور کے اسی طرح پابند ہیں جس طرح کہ امت ہے۔ ﴿وَأَمَّا الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ.....﴾ (البقرہ: ۲۸۵) مگر جہاں آپ کی خصوصیت بیان ہو گئی ہے وہاں استثناء ہے۔ ② بلا عذر بیٹھ کر نفل نماز پڑھنے سے آدی کو آدھا ثواب ملتا ہے۔

۹۵۱- حضرت عمران بن حصین رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”کھڑے ہو کر نماز پڑھنا بیٹھ کر نماز پڑھنے کی نسبت افضل ہے۔ اور بیٹھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے مقابلے میں آدھی ہوتی ہے۔ اور لیٹ کر پڑھنے والے کی نماز بیٹھ کر پڑھنے والے کی نسبت آدھی ہوتی ہے۔“

۹۵۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا، فَقَالَ: «صَلَاتُهُ قَائِمًا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا، وَصَلَاتُهُ قَاعِدًا عَلَى النَّصْفِ مِنْ صَلَاتِهِ قَائِمًا، وَصَلَاتُهُ نَائِمًا عَلَى النَّصْفِ مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر کوئی بیمار یا ضعیف کھڑا نہیں ہو سکتا تو بیٹھ کر پڑھنے سے وہ ان شاء اللہ پورا اجر پائے

گا۔ ⑤ طاقت ہوتے ہوئے بغیر کسی عذر کے فرض نماز بیٹھ کر یا لیٹ کر پڑھنا قطعاً ناجائز ہے۔ (عون المعبود)
البتہ نفلی نماز بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا جرم ہو جاتا ہے۔

۹۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
طَهْمَانَ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ ابْنِ
بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: كَانَ
بِي النَّاصُورُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ:
«صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ
لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ».

۹۵۲- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
مجھے ناسور تھا۔ پس اس بارے میں میں نے نبی ﷺ سے
معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: ”نماز کھڑے ہو کر پڑھو۔
اگر ہمت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو
کے بل لیٹ کر۔“

۹۵۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ
عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِنْ
صَلَاةِ اللَّيْلِ جَالِسًا قَطُّ حَتَّى دَخَلَ فِي
السَّنِّ فَكَانَ يَجْلِسُ فِيهَا فَيَقْرَأُ حَتَّى إِذَا بَقِيَ
أَرْبَعِينَ أَوْ ثَلَاثِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ سَجَدَ.

۹۵۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ کو بڑھاپا آنے سے پہلے میں نے
کبھی نہیں دیکھا تھا کہ رات کی نماز میں آپ نے بیٹھ کر
قراءت کی ہو مگر جب بوڑھے ہو گئے تو بیٹھ کر قراءت
کیا کرتے تھے حتیٰ کہ جب تیس یا چالیس آیتیں باقی رہ
جاتیں تو انہیں کھڑے ہو کر پڑھتے پھر سجدہ کرتے۔

🌞 فائدہ: معلوم ہوا کہ نوافل میں جائز ہے کہ انسان بیٹھ کر ابتدا کرے اور اثنائے قراءت میں کھڑا ہو جائے یا
کھڑے ہو کر ابتدا کرے اور درمیان میں بیٹھ جائے۔

۹۵۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ وَأَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي

۹۵۴- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی
ہیں کہ نبی ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور اسی حالت میں

۹۵۲- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، باب إذا لم يطق قاعدًا صلى على جنب، ح: ۱۱۱۷ من حديث إبراهيم
ابن طهمان به.

۹۵۳- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا... الخ، ح: ۷۳۱ من حديث
زهير، والبخاري، التفسير، باب إذا صلى قاعدًا ثم صح أو وجد خفة ثم ما بقي، ح: ۱۱۱۸ من حديث هشام بن عروة به.

۹۵۴- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، باب إذا صلى قاعدًا ثم صح أو وجد خفة... الخ، ح: ۱۱۱۹،
ومسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا... الخ، ح: ۷۳۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ
(يحيى): ۱۳۸/۱.

قراءت کرتے رہتے حتیٰ کہ جب آپ کی قراءت میں سے تیس یا چالیس آیتیں باقی ہوتیں تو کھڑے ہو جاتے اور قراءت کرتے پھر رکوع اور سجدہ کرتے۔ اس کے بعد دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کرتے۔

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو علقمہ بن وقاص نے بھی حضرت عائشہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

سَلَمَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عُلُقَمَةُ بْنُ وَقَاصٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۹۵۵-۱م المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کا لمبا حصہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور ایک لمبا حصہ بیٹھ کر پڑھتے۔ اور جب کھڑے ہو کر پڑھتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

۹۵۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ بُدَيْلَ بْنَ مِيسْرَةَ وَأَيُّوبَ يُحَدِّثَانِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا، فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا، وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

☀ فائدہ: افضل یہ ہے کہ جب قراءت کھڑے ہو کر ہو تو رکوع بھی کھڑے ہو کر ہو اور اگر قراءت بیٹھ کر ہو تو رکوع بھی بیٹھ کر ہو..... یہ اور پروا کی صورت یعنی رکعت کا کچھ حصہ کھڑے ہو کر اور کچھ حصہ بیٹھ کر ادا کیا جائے تو بھی جائز ہے۔

۹۵۶- جناب عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ایک رکعت میں (ایک سے زائد) سورتیں پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: (ہاں) حصہ مفصل ہے۔ (سورہ ق)

۹۵۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا كَثْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ

۹۵۵- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا... الخ، ح: ۷۳۰ من حديث حماد بن زيد به.

۹۵۶- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا، وفعل بعض الركعة قائمًا وبعضها قاعدًا، ح: ۷۳۲ من حديث كهمس به باختلاف يسير، ورواه أحمد: ۱۷۱/۶ عن يزيد بن هارون به.

[الشُّورَ] فِي رُكْعَةٍ؟ قَالَتْ: الْمُفْضَلُ. سے آخر قرآن تک کی سورتوں کو مفصل کہا جاتا ہے۔) میں قال: قُلْتُ: فَكَأَن يُصَلِّيَ قَاعِدًا؟ قَالَتْ: نے پوچھا: کیا آپ بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: (ہاں) جب لوگوں نے آپ کو تھکا دیا تھا۔ حِينَ حَطَمَهُ النَّاسُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① یعنی معقول عذر کے بغیر بیٹھ کر نماز پڑھنا مناسب نہیں ہے۔ ② دعوتِ تزکیہ جہاد اور سخت ترین عبادت کے مسلسل عمل نے آپ ﷺ کو فی الواقع تھکا دیا تھا۔ ③ ایک رکعت میں ایک سے زیادہ سورتیں پڑھنا بھی جائز ہے۔

(المعجم ۱۷۵، ۱۷۶) - بَابُ: كَيْفَ الشَّهْدِ (التحفة ۱۸۱)
باب: ۱۷۵، ۱۷۶- تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت

۹۵۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفْضَلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي؟ قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَادَتَا بِأُذُنَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ. قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْيَمَنِ عَلَى فَخِذِهِ الْيَمَنِ وَقَبَضَ ثُنْبَيْنِ وَحَلَقَ حَلَقَةً وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا، وَحَلَقَ بِشْرُ الْإِبْهَامِ وَالْوُسْطَى وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ.

۹۵۷- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا میں بالضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کیسے پڑھتے ہیں؟ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور قبلے کی طرف رخ کیا اللہ اکبر کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ آپ کے کانوں کے برابر آگئے۔ پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں سے پکڑ لیا۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھایا۔ بیان کیا کہ پھر آپ بیٹھ گئے اور اپنا بائیں پاؤں بچھالیا اور اپنا بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھ لیا اور دائیں ہاتھ کی کہنی کے کنارے کو اپنی دائیں ران پر رکھا اور دو انگلیوں کو بند کر کے حلقہ بنالیا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس طرح کرتے تھے..... جناب بشر نے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنایا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے دکھایا۔

🌞 فائدہ: الفاظ حدیث [وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْيَمَنِ عَلَى فَخِذِهِ الْيَمَنِ] کے دو ترجمے کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ کہنی

۹۵۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب رفع اليدين إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع، ح: ۸۶۷ من حديث بشر بن المفضل، والنسائي، ح: ۱۲۶۴ من حديث عاصم بن كليب به.

کی ہڈی کو اپنی ران پر رکھا جیسے کہ آئندہ حدیث: ۹۹۱ میں ہے۔ نمیر ابو مالک الخزازی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ نے اپنی داہنی کلائی اپنی دائیں ران پر رکھی ہوئی تھی..... محدث عصر شیخ البانی رحمہ اللہ اسی طرف مائل ہیں۔ جبکہ ابن رسلان اور سندھی وغیرہ کہنی کو ران سے اوپر اٹھائے رکھنا مرد لیتے ہیں۔

۹۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتَنْتَبِي رِجْلَكَ الْيُسْرَى۔

۹۵۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ آپ اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیں اور بائیں پاؤں کو بچھا کر بیٹھیں۔

۹۵۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تُضْجِعَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى وَتَنْصِبَ الْيُمْنَى۔

۹۵۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے تھے کہ تمہارا اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لینا اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے بیٹھنا نماز کی سنتوں میں سے ہے۔

۹۶۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَى بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: عَنْ يَحْيَى أَيْضًا مِنَ السُّنَّةِ كَمَا قَالَ جَرِيرٌ۔

۹۶۰۔ عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ حماد بن زید نے یحییٰ کی سند میں [مِنَ السُّنَّةِ] کا لفظ کہا ہے جیسے کہ جریر نے کہا ہے۔

☀️ فائدہ: صحابی رسول کا [مِنَ السُّنَّةِ] ”سنت یہ ہے“ کے الفاظ بولنا حدیث کے مرفوع ہونے کی دلیل ہوا کرتی ہے۔

۹۶۱۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۹۶۱۔ جناب یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ قاسم بن محمد نے

۹۵۸۔ تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، ح: ۸۲۷ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، وهو في الموطأ (بهي): ۹۰، ۸۹/۱۔

۹۵۹۔ تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق۔

۹۶۰۔ تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق۔

۹۶۱۔ تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۹۵۸، ۹۶۰ وهو في الموطأ (بهي): ۹۰/۱۔

يَحْيَىٰ بن سَعِيدٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ أَرَاهُمُ الْجُلُوسَ فِي الشَّهَادَةِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ .
ان کو تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت دکھائی اور حدیث ذکر کی۔

🌞 فائدہ : نوخیز بچوں اور طلبہ کی تعلیم و تربیت کے لیے عملی مشاہدہ بہت اہم ہے۔

۹۶۲- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى اسْوَدَّ ظَهْرُ قَدَمِهِ .
۹۶۲- جناب ابراہیم (بن یزید نخعی فقیہ اہل کوفہ) نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھالیا کرتے تھے۔ (اور مسلسل اس طرح کرنے سے) ان کے پاؤں کی پشت سیاہ ہو گئی تھی۔

باب: ۱۷۶، ۱۷۷ - باب مَنْ ذَكَرَ التَّوَكُّلَ فِي الرَّابِعَةِ (التحفة ۱۸۲)
کامیاب (یعنی سرین پر بیٹھنا)

۹۶۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُهُ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. وَقَالَ أَحْمَدُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بِنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ. قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالُوا: فَاعْرِضْ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ

۹۶۳- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے اصحاب رسول ﷺ کی دس افراد کی جماعت میں بیان کیا کہ ان میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تم میں سے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا: بیان کرو۔ تو انہوں نے حدیث بیان کی اور کہا: اور سجدے میں اپنے پاؤں کی انگلیاں (قبلہ رخ) موڑ لیتے، پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بائیں پاؤں نیچا (موڑ) کر کے اس پر بیٹھ جاتے۔ پھر دوسری رکعت میں ایسے ہی کرتے۔ اور حدیث تفصیل سے ذکر کی اور بیان کیا کہ جب اس رکعت میں ہوتے جس میں سلام ہوتا ہے تو اپنے بائیں پاؤں کو ایک طرف نکال لیتے اور اپنے بائیں ہاتھ پر بیٹھ جاتے۔ احمد نے اس قدر اضافہ کیا کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

۹۶۲- تخریج: [إسناده ضعيف] السند مرسل، والثوري تقدم، ح: ۷۴۸، ولم أجد تصريح سماعه .

۹۶۳- تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۷۳۰، وأخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۱۹/۲۵۳ من حديث أبي داود به .

إِذَا سَجَدَ، ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُ أَكْبَرُ» وَيَزْفَعُ وَيُنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ - فَذَكَرَ الْحَدِيثَ - قَالَ: حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ آخَرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الْيُسْرَى. زَادَ أَحْمَدُ: قَالُوا: صَدَقْتَ، هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِمَا الْجُلُوسَ فِي الثَّنَيْنِ كَيْفَ جَلَسَ.

(حضرت ابو حمید سے) کہا: آپ نے سجد اور صحیح کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور مسدد نے دو رکعتوں پر بیٹھنے کی کیفیت بیان نہیں کی۔

🌞 فائدہ: اس حدیث میں صراحت ہے کہ درمیانی تشہد اور آخری تشہد میں فرق ہوتا تھا۔ آخری تشہد جس میں سلام ہوتا ہے اسی میں تورک مسنون ہے۔ (یہ حدیث پیچھے بھی گزری ہے۔ حدیث: ۷۳۰) تَوَرُّكُ کا مطلب ہے پایاں پاؤں باہر نکال کر سرینوں پر بیٹھنا۔

۹۶۴- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ: فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَجَلَسَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ.

۹۶۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهْيَعَةَ

۹۶۴- جناب محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ وہ چند اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ یہی (مذکورہ) حدیث بیان کی۔ انہوں نے (یعنی عیسیٰ بن ابراہیم نے) ابوقنادہ کا ذکر نہیں کیا۔ کہا کہ جب آپ دو رکعتوں پر بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور جب آخری رکعت ہوتی تو اپنے بائیں پاؤں کو ایک طرف نکال دیتے اور اپنی سرین پر بیٹھ جاتے (جسے تورک کہا جاتا ہے)۔

۹۶۵- جناب محمد بن عمرو عامری بیان کرتے ہیں کہ

۹۶۴- تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۷۳۲.

۹۶۵- تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۷۳۱.

میں اس مجلس میں موجود تھا (جس میں کہ دس اصحاب رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے اور حضرت ابوجہد رضی اللہ عنہ نے ان کو نماز پڑھ کر دکھائی تھی) انہوں نے اس میں بیان کیا: جب آپ دور کعتوں کے بعد بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں کے ٹکڑے پر بیٹھے اور دائیں کو کھڑا کر لیتے تھے۔ اور جب چوتھی رکعت ہوتی تو اپنی بائیں سرین کو زمین پر رکھ لیتے اور اپنے دونوں پاؤں کو ایک جانب نکال لیتے۔

عن يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الْعَامِرِيِّ قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ: فَإِذَا قَعَدَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَعَدَ عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، فَإِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ أَفْضَى بِوَرِكِهِ الْيُسْرَى إِلَى الْأَرْضِ وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ نَاحِيَةٍ وَاحِدَةٍ.

🌞 فائدہ: آخری تشہد میں یہ صورت کہ دایاں پاؤں بھی دائیں جانب کوٹا لیا جائے جائز ہے۔

۹۶۶- جناب عباس (یا عیاش) بن سہل ساعدی بیان کرتے ہیں کہ وہ بھی اس مجلس میں موجود تھے جس میں ان کے والد حاضر تھے۔ اس میں بیان کیا کہ پس سجدہ کیا اور جب اٹھے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں گھٹنوں اور اپنے پاؤں کے پنجوں پر اٹھے دریاں حالیکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے تورک کیا (یعنی اپنی سرین پر بیٹھے) اور دوسرے پاؤں کو کھڑا کر لیا۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ پھر تکبیر کہی اور کھڑے ہو گئے اور تورک نہ کیا۔ اور دوسری رکعت پڑھی اور اسی طرح تکبیر کہی پھر بیٹھ گئے۔ دور کعتوں کے بعد۔ حتیٰ کہ جب کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے اور پھر دوسری دور کعتیں پڑھیں اور جب سلام کیا تو اپنی دائیں اور بائیں جانب سلام کیا۔

۹۶۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ أَبُو خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْخُرَّ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ، [عن محمد بن عمرو] عن عَبَّاسٍ - أَوْ عِيَّاشٍ - ابنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَبُوهُ فَذَكَرَ فِيهِ قَالَ: فَسَجَدَ فَأَنْصَبَ عَلَى كَفِّهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَصُدُورِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ جَالِسٌ فَتَوَرَّكَ وَنَصَبَ قَدَمَهُ الْأُخْرَى ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكَ، ثُمَّ عَادَ فَرَكَعَ الرَّكْعَةَ الْأُخْرَى فَكَبَّرَ كَذَلِكَ، ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ حَتَّى إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَنْهَضَ لِلْفَيْتَامِ قَامَ بِتَكْبِيرٍ ثُمَّ رَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَتَيْنِ، فَلَمَّا سَلَّمَ سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن عبد اللہ نے وہ کچھ ذکر نہیں کیا جو کچھ کہ عبد الحمید نے تورک اور دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کا ذکر کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ مَا ذَكَرَ عَبْدُ الْحَمِيدِ فِي التَّوَرُّكِ وَالرَّفْعِ إِذَا قَامَ مِنْ ثُنَيْنٍ.

۹۶۷- جناب عباس بن سہل کہتے ہیں کہ حضرت ابو حمیدؓ ابواسیدؓ سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہما اکٹھے ہوئے اور یہ حدیث بیان کی۔ اور اس میں دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع الیدین اور بیٹھنے کا ذکر نہیں کیا۔ کہا حتیٰ کہ جب آخر میں پچھتے تو بیٹھ گئے بائیں پاؤں کو بچھا لیا اور اپنے دائیں پاؤں کے پچھتے کو قبلہ کی طرف کر لیا۔

باب: ۱۷۸/۱۷۷- تشہد کا بیان

۹۶۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں بیٹھا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے [السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ] اللہ پر اس کے بندوں سے پہلے (یا اس کے بندوں کی طرف سے) سلام ہو سلام ہو فلاں پر تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ پر سلام مت کہا کرو اللہ تو خود سراپا سلام ہے۔ لیکن جب تم میں سے کوئی بیٹھے تو یوں کہا کرے: [الْتَّحِيَّاتُ لِلَّهِ..... الخ] ”تمام طرح کی قوی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے خاص ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک صالح بندوں پر۔“ تم لوگ جب یہ کہو گے تو تمہاری یہ دعا آسمان وزمین اور ان کے درمیان سب صالح بندوں کے لیے ہوگی۔ (اس

۹۶۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو: أَخْبَرَنِي فُلَيْحٌ: أَخْبَرَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حَمِيدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ، لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ إِذَا قَامَ مِنْ يَثْنَيْنِ وَلَا الْجُلُوسَ، قَالَ: حَتَّى فَرَّغَ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ.

(المعجم ۱۷۷، ۱۷۸) - باب التشہد

(التحفة ۱۸۳)

۹۶۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، حَدَّثَنِي شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَقُولُوا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلَكِنْ إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمْ ذَلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ - أَوْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ -

۹۶۷- تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۷۳۴.

۹۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد، وليس بواجب، ح: ۸۳۵ عن مسدد، ومسلم، الصلوة، باب التشهد في الصلوة، ح: ۵۸/۴۰۲ من حديث سليمان الأعمش به.

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لِيَتَخَيَّرَ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ . [بخ] ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ پھر چاہیے کہ دعا کرے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہو۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① تہجد کے تمام صیغوں میں یہ صیغے صحیح ترین ہیں۔ ② [التَّحِيَّاتُ: تَحِيَّةٌ] کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے سلامتی، بھلائی، عظمت، بے عیب ہونا اور ملک و ملکیت۔ اور بقول علامہ خطابی و بغوی بوقت یہ لفظ تنظیم کے تمام تر معانی پر مشتمل ہے۔ [الصلوات]: صلاة کی جمع ہے۔ یعنی عبادات، دعائیں اور رحمتیں اسی سے مخصوص ہیں۔ [الطَّيِّبَاتُ]: طَيِّبَةُ کی جمع ہے یعنی ذکر اذکار، اعمال صالحہ اور اچھی باتیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ التَّحِيَّاتُ سے قولی عبادات، الصَّلَوَاتُ سے فعلی عبادات اور الطَّيِّبَاتُ سے مالی عبادات مراد ہیں۔ دیکھیے: (ذیل الاوطار: ۲/۳۱۱-۳۱۲) ③ [الْسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ] میں غائب کی بجائے صیغہ خطاب کا ورود نبی ﷺ کی تعلیم ہے اور اس کی حقیقی حکمت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ بظاہر یوں ہے کہ جب بندہ اللہ عزوجل کے لیے اپنے تحیات پیش کرتا ہے تو اسے یاد دلایا گیا ہے کہ یہ سب کچھ تمہیں نبی ﷺ کے ذریعے سے ملا ہے۔ اس لیے بندہ نبی ﷺ کو اپنے ذہن میں متحضر کر کے آپ کو صیغہ خطاب سے سلام پیش کرتا ہے۔ کچھ لوگوں کا اصرار ہے کہ ان الفاظ میں براہ راست رسول اللہ ﷺ کو سنوانا مقصود ہے۔ یہ خیال برحق اور درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس انداز سے خطاب ہمیشہ سنوانے کے لیے نہیں ہوتا اور اس کی دلیل سنن نسائی کی درج ذیل حدیث ہے، حضرت ابورافع بیان کرتے ہیں: [كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَيَتَحَدَّثُ عَنْهُمْ حَتَّى يَنْحَلِيَ لِلْمَغْرِبِ، قَالَ أَبُو رَافِعٍ: فَيَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يُسْرِعُ إِلَى الْمَغْرِبِ مَرْرًا بِالنَّبِيعِ فَقَالَ: أَفَبِكَ لَكَ أَفَبِكَ قَالَ: فَكَبَّرَ ذَلِكَ فِي ذَرْجِي فَاسْتَأْخَرْتُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُنِي فَقَالَ: مَا لَكَ؟ امْشِ- فَقُلْتُ: أَخَذْتُ حَدِيثَ، قَالَ: مَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: أَقَفْتُ بِكَ، قَالَ: لَا، وَلَكِنْ هَذَا فَلَاكُ بَعَثْتُهُ سَاعِيًا عَلَى بَنِي فَلَانَ فَعَلَّ نَيْرَةً فَدَرَعَ الْآنَ مِثْلَهَا مِنْ نَارٍ] (سنن النسائي، الإمامة، حديث: ۸۷۴)

”رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد قبیلہ بنو عبد الاشہل کے ہاں جاتے اور گفتگو میں مشغول رہتے تھے حتیٰ کہ مغرب کے قریب واپس تشریف لاتے۔ ابورافع کہتے ہیں: ایک دن نبی ﷺ نماز مغرب کے لیے جلدی جلدی تشریف لا رہے تھے اور ہم بقیع کے پاس سے گزر رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ”انفوس ہے تجھ پر! انفوس ہے تجھ پر!“ ابورافع کہتے ہیں کہ اس سے مجھے بہت گرانی محسوس ہوئی اور میں کچھ پیچھے ہو گیا۔ میں نے سمجھا کہ شاید آپ میرا ارادہ فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟ آگے چلو۔“ میں نے عرض کیا: حضرت کیا کوئی

بات ہوگئی ہے؟ فرمایا: کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ نے مجھ پر افسوس کا اظہار فرمایا ہے۔ فرمایا: ”نہیں! اس فلاں شخص کو میں نے فلاں قبیلہ پر عامل بنا کر بھیجا تھا تو اس نے مال میں سے ایک دھاری دار چادر چھپالی چنانچہ اب اسے اسی طرح آگ کی چادر پہنائی گئی ہے۔“ اس حدیث میں نبی ﷺ کو جب اس کا منظر دکھایا گیا تو آپ نے اس پر صیغہ خطاب سے افسوس کا اظہار فرمایا۔

اسی طرح نیا چاند دیکھنے کی دعا میں ہے: [اللَّهُمَّ أَهْلَهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ] (مسند ترك حاکم: ۲۸۵/۴، حدیث: ۷۷۷۷) ”اے اللہ!..... اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔“ یہاں چاند کو سنوانا مقصود نہیں بلکہ تعلیم نبی ہے۔ الغرض تشہد میں نبی ﷺ کے لیے صیغہ خطاب استعمال (سنوانے) کے لیے نہیں بلکہ تعلیم نبی کی بنا پر ہے۔ واللہ اعلم۔ اگر سنوانا مقصود ہوتا تو حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد سلام کے صیغہ خطاب کو صیغہ غیب سے ہرگز تبدیل نہ کرتے اور [السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ] نہ پڑھتے اور نہ اس کی تعلیم دیتے۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ دیکھیے: (صحیح بخاری، حدیث: ۶۳۶۵) ⑤ لفظ [قَلْبِ قُلِّ] ”چاہیے کہ کہے۔“ سے استدلال ہے کہ تشہد پڑھنا واجب ہے۔ ⑥ سلام سے پہلے دین و دنیا کی حاجات کی طلب بھی مستحب ہے اور یہ دعا کا بہترین وقت اور مقام ہے۔

۹۶۹- حَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُثَنِّصِرِ: ۹۶۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نہیں
أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، عَنْ شَرِيكَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا لَا نَدْرِي مَا نَقُولُ إِذَا جَلَسْنَا فِي الصَّلَاةِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ عَلِمَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

قال شَرِيكَ: وَأَخْبَرَنَا جَامِعٌ يَعْنِي ابْنَ شَدَّادٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بِمِثْلِهِ قَالَ: وَكَانَ يُعَلِّمُنَا كَلِمَاتٍ وَلَمْ يَكُنْ يُعَلِّمُنَا هُنَّ كَمَا يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ: «اللَّهُمَّ أَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ

۹۶۹- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق: ۶۷) من حديث أبي داود به، وأصله عند الترمذي، ح: ۱۱۰۵، والنسائي، ح: ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ورواه شعبه والثوري عن أبي إسحاق به، (حديث شريك)، وأخرجه أحمد: ۱/ ۳۹۴، وصححه الحاكم: ۱/ ۲۶۵ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، ورواه ابن جريج عن جامع ابن شداد به.

بَيْنَنَا، وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ، وَجَبِّئْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ، وَبَارِكْ لَنَا فِي أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَرْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ، مُفْنِينَ بِهَا، قَابِلِيهَا وَأَتَمِّمَهَا عَلَيْنَا»۔

(بیویوں) اور بچوں میں برکتیں عطا فرما۔ (اے اللہ!) اور ہم پر رجوع فرما (ہماری توبہ قبول کر) بلاشبہ تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا بنا دے اور یہ کہ ہم ان کا کماحقہ اعتراف کریں اور انہیں بر محل استعمال میں لائیں اور ان نعمتوں کو ہم پر کامل فرمادے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ازواج‘ جمع زوج‘ اعضاء میں سے ہے۔ شوہر کے مقابلے میں بیوی اور بیوی کے مقابلے میں شوہر کے معنی میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ ساتھی اور جوڑے کے معنی میں بھی آتا ہے اس طرح اس کے معنی میں بڑی وسعت ہے۔ ② شروع حدیث میں ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ کو سکھایا گیا تھا۔“ بلاشبہ صحابہ کرام کا ایمان تھا کہ رسول اللہ ﷺ دین و عبادت کی کوئی معمولی سی بات بھی اپنی طرف سے نہیں کہتے اور ہمیں دین کی تمام تفصیلات و جزئیات رسول اللہ ﷺ ہی سے لینی ہیں۔ چنانچہ ہم تمام مسلمانوں کی فکر بھی یہی ہونی چاہیے۔ اسی فکر سے انسان بدعات سے بچ سکتا ہے۔

۹۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ۹۷۰- قاسم بن خیمہ کہتے ہیں کہ جناب علقمہ نے الثَّقَلَيْنِ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مِير ہاتھ پکڑا اور بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما الْحُرُّ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيَّرَةَ قَالَ: أَخَذَ نے میرا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ عَلَقَمَةُ بَيْدِي فَحَدَّثَنِي أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور انہیں نماز میں تشہد کے

۹۷۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۴۲۲ من حديث زهير به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۹۵۸-۱۹۶۰ وأصله عند النسائي، ح: ۱۱۶۸، وقوله: "إذا قلت هذا" مدرج بانفاق الحفاظ، انظر "المدرج إلى المدرج" للسيوطي ص: ۲۰، وعون المعبود: ۱/ ۳۶۷ من قول ابن مسعود رضي الله عنه.

کلمات تعلیم فرمائے۔ اور حدیث اعمش کی دعا کے مانند بیان کیا۔ اور کہا: ”جب تم یہ کہہ لو یا فرمایا: پورا کر لو تو تم نے اپنی تہاڑ پوری کر لی۔ اگر چاہو تو اٹھ جاؤ اور اگر چاہو تو بیٹھے رہو۔“

مَسْعُودٌ أَخَذَ يَبْدُو، وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ يَبْدُو عَبْدُ اللَّهِ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُدَ فِي الصَّلَاةِ، فَذَكَرَ مِثْلَ دُعَاءِ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ: «إِذَا قُلْتَ هَذَا - أَوْ قَضَيْتَ هَذَا - فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُومَ فَقُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ».

🕌 ملحوظہ: اس روایت کا یہ حصہ ﴿وَإِذَا قُلْتَ﴾ ”جب تم یہ کہہ لو۔“ آخر تک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما پر موقوف ان کا اپنا قول اور حدیث میں درج ہے۔ دیکھیے: (عون المعبود) اور حق یہ ہے کہ تشہد پڑھنا واجب ہے۔
① نقل احادیث میں اس قسم کے لطائف موجود ہیں کہ راوی حدیث بیان کرنے میں اپنے شیخ کی ظاہری کیفیت کا بھی اختیار کرتے تھے جیسے کہ اس میں ہاتھ پکڑ کر حدیث بیان کرنے کا ذکر آیا ہے اور اسے ”مسلط“ کی ایک نوع قرار دیا گیا ہے۔

۹۷۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے تشہد کے یہ کلمات بیان کرتے ہیں: «التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ» ”تمام طرح کی عظمتیں اللہ کے لیے ہیں۔ (عبادت کا مستحق بھی وہی ہے)۔ پاکیزہ کلمات! اذکار اور دعائیں اللہ کے لیے سلامتی ہو آپ پر اے اللہ کے نبی! اور اس کی رحمتیں اور برکتیں۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ [وہ برکاتہ] کا لفظ میری طرف سے اضافہ ہے۔ «السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ» - «أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» - «أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»

۹۷۱- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي التَّحِيَّاتِ: «التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ» - قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: زِدْتُ فِيهَا وَبَرَكَاتُهُ - «السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» - قَالَ ابْنُ عُمَرَ: زِدْتُ فِيهَا وَخَدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ - «وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

تشہد کے احکام و مسائل

کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ [وَحَدَّه لَا شَرِيكَ لَهُ] کے لفظ میری طرف سے اضافہ ہیں۔

☀️ فوائد و مسائل: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جن الفاظ کو اپنی طرف سے اضافہ قرار دیا ہے وہ بخاری و مسلم میں مرفوع احادیث سے ثابت ہیں۔ دیکھیے: (صحیح بخاری، حدیث: ۸۳۱ و صحیح مسلم، حدیث: ۴۰۲) ① اس تصریح میں ان حضرات کی امانت و دیانت کا اظہار ہے کہ جب تک کامل یقین نہ ہو تو رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی بات منسوب نہ کرتے تھے۔

۹۷۲- جناب حطان بن عبد اللہ رقاشی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز کے آخر میں جب بیٹھے تو قوم میں سے ایک آدمی نے کہا: نماز نیکی اور پاکیزگی کے ساتھ برقرار کی گئی۔ جب حضرت ابو موسیٰ نماز سے پھرے تو کہا: کس نے یہ یہ الفاظ کہے ہیں؟ لوگ خاموش رہے۔ آپ نے دوبارہ پوچھا کہ یہ یہ الفاظ کس نے کہے ہیں؟ لوگ پھر خاموش رہے۔ تو انہوں نے حطان سے کہا: اے حطان شاید تم نے یہ کہے ہیں؟ میں نے کہا: میں نے نہیں کہے اور مجھے اندیشہ تھا کہ آپ مجھے ہی ڈانٹیں گے۔ تب ایک شخص نے کہا: میں نے یہ الفاظ کہے ہیں اور خیر ہی کا ارادہ کیا ہے۔ تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ اپنی نماز میں تمہیں کیا اور کیسے کہنا ہے؟ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور ہمیں تعلیم فرمائی اور ہمیں ہماری نماز کا طریقہ سکھایا۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفوں کو درست بناؤ“ پھر تم میں سے کوئی ایک تمہاری جماعت کرائے جب وہ

۹۷۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيِّ قَالَ: صَلَّى بِنَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، فَلَمَّا جَلَسَ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَقْرَبَ الصَّلَاةَ بِالْبِرِّ وَالزَّكَاةِ، فَلَمَّا أَنْقَلَ أَبُو مُوسَى أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ فَقَالَ: أَيُّكُمْ الْقَائِلُ كَلِمَةً كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: فَأَرَمَ الْقَوْمُ. قَالَ: أَيُّكُمْ الْقَائِلُ كَلِمَةً كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: فَأَرَمَ الْقَوْمُ. قَالَ: فَلَعَلَّكَ يَا حِطَّانُ أَنْتَ قُلْتَهَا؟ قَالَ: مَا قُلْتُهَا، وَلَقَدْ رَهَبْتُ أَنْ تَبْكَعَنِي بِهَا. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا قُلْتُهَا وَمَا أَرَدْتُ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ. فَقَالَ أَبُو مُوسَى: أَمَا تَعْلَمُونَ كَيْفَ تَقُولُونَ فِي صَلَاتِكُمْ؟ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا

۹۷۲- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب التشهد في الصلوة، ح: ۴۰۴ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وهو في المسند لأحمد: ۴/۴۰۹.

تکبیر کے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم آمین پکارو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اور جب وہ (امام) تکبیر کہے اور رکوع کرے تو تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو۔ امام تم سے پہلے رکوع کرے گا اور تم سے پہلے اٹھے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اس کے بدلے میں ہے اور جب وہ [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم کہو [اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] اللہ تمہاری سنے گا اور قبول کرے گا۔ بلاشبہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کی زبان سے کہلوا یا ہے کہ ”اللہ سنتا ہے اور قبول کرتا ہے اس کی جو اس کی حمد کرے۔“ اور جب وہ تکبیر کہے اور سجدے کو جائے تو تم بھی تکبیر کہو اور سجدے میں چلے جاؤ۔ امام تم سے پہلے سجدہ کرتا اور تم سے پہلے سرائٹھاتا ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”یہ اس کے بدلے میں ہے۔ اور جب قعدہ کرے (تشہد میں بیٹھے) تو تمہارے اولین الفاظ یہ ہونے چاہئیں: [التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ] السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“ جناب احمد نے [وَبَرَكَاتُهُ] اور [أَشْهَدُ] کے الفاظ بیان نہیں کیے بلکہ [وَأَنَّ مُحَمَّدًا] کہا۔

وَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا، فَقَالَ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، ثُمَّ لِيُؤْمَرْكُمْ أَحَدُكُمْ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا: آمِينَ يُجِبْكُمْ اللَّهُ، وَإِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ» قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَتِلْكَ بَيْتُكَ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، يَسْمَعُ اللَّهُ لَكُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. وَإِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ»، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَتِلْكَ بَيْتُكَ، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقُعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلٍ أَحَدِكُمْ أَنْ يَقُولَ: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»، لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ: «وَبَرَكَاتُهُ» وَلَا قَالَ: «وَأَشْهَدُ»، قَالَ: «وَأَنَّ مُحَمَّدًا».

۹۷۳- جناب ابو غلاب نے حطان بن عبد اللہ

۹۷۳- حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ: حَدَّثَنَا

۹۷۳- تخریج: أخرجه مسلم، أيضاً، ح: ۴۰۴ من حديث سليمان التيمي به، وهو حديث صحيح ولكنه منسوخ

بحدیث ابی ہریرۃ، تقدم: ۸۲۱.

رقاشی سے یہ حدیث بیان کی اور اضافہ کیا کہ امام جب قراءت کرے تو خاموش رہو..... اور تشہد میں [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کے بعد [وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ] کا اضافہ کیا۔

امام ابو داود فرماتے ہیں کہ [وَأَنْصَتُوا] (یعنی خاموش رہو) کے لفظ محفوظ نہیں ہیں۔ اس حدیث میں صرف سلیمان تمیمی ہی اس کو روایت کرتا ہے۔

۹۷۴- سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس اہتمام سے سکھاتے تھے جیسے کہ قرآن اور آپ کے الفاظ یہ ہوتے تھے: [التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ]

المُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي غَلَابٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ. زَادَ: «فَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصَتُوا». وَقَالَ فِي التَّشْهِيدِ بَعْدَ «أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ»، زَادَ: «وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَوْلُهُ «وَأَنْصَتُوا» لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ، لَمْ يَجِئْ بِهِ إِلَّا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ.

۹۷۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشْهَدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ وَكَانَ يَقُولُ: «التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① "تشہد اس اہتمام سے سکھاتے تھے جیسے کہ قرآن۔" اس میں اشارہ ہے کہ یہ واجب ہے۔

ترجمہ اوپر گزرے الفاظ ہی کی مانند ہے۔ یعنی "تمام بابرکت عظمتیں اور پاکیزہ اذکار اللہ ہی کے لیے خاص ہیں۔"

② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تصریح ہے کہ نبی ﷺ بھی ان ہی الفاظ سے پورا تشہد پڑھا کرتے تھے جو آپ صحابہ کو تعلیم فرماتے تھے۔

۹۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا ۹۷۵- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابابعد! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جب نماز کا

۹۷۴- تخریج: أخرجه مسلم، أيضاً، ح: ۴۰۳ عن قتيبة به.

۹۷۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۷/ ۲۵۰، ح: ۷۰۱۸ من حديث يحيى بن حسان به *

خبيب مجهول كما قال الحافظ ابن حجر وغيره، وجعفر بن سعد ضعيف، ضعفه الجمهور.

درمیان قعدہ ہو یا اس کی انتہا تو سلام کہنے سے پہلے (تشہد سے ابتدا کرو اور) کہا کرو: ”التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلُكُ لِلَّهِ“ ”تمام پاکیزہ تعظیبات اذکار اور ملک اللہ ہی کے لیے ہے۔“ پھر دائیں طرف سلام کرو۔ پھر اپنے قاری اور اپنے آپ پر سلام کرو۔“

سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ سُمْرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ سُمْرَةَ، عَنْ سُمْرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ: أَمَّا بَعْدُ، أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا كَانَ فِي وَسْطِ الصَّلَاةِ أَوْ حِينَ انْقِضَائِهَا: «فَابْدُؤُوا قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَقُولُوا: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ، وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلُكُ لِلَّهِ، ثُمَّ سَلِّمُوا عَنِ الْيَمِينِ، ثُمَّ سَلِّمُوا عَلَى قَارِئِكُمْ وَعَلَى أَنْفُسِكُمْ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن موسیٰ اصل میں کوفہ کے ہیں اور دمشق میں مقیم تھے۔

اور یہ صحیفہ دلیل ہے کہ حسن بھری نے حضرت سرہ رحمہ اللہ سے سنا ہے۔

باب: ۱۷۸، ۱۷۹- تشہد کے بعد نبی ﷺ کے لیے صلاۃ (درود) کا بیان

۹۷۶- حضرت کعب بن عجرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا یا دیگر صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر درود اور سلام بھیجیں۔ سلام بھیجنا تو ہم نے جان لیا ہے تو درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ”کہا کرو! اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ..... الخ“ ”اے اللہ! محمد اور آل محمد پر اپنی رحمتیں نازل فرما جیسے کہ تو نے ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائیں اور محمد اور آل محمد پر اپنی برکتیں نازل فرما

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى كُوفِي الْأَصْلِ كَانَ بِدِمَشْقَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَذَلِكَ هَذِهِ الصَّحِيفَةُ عَلَى أَنَّ الْحَسَنَ سَمِعَ مِنْ سُمْرَةَ،

(المعجم ۱۷۸، ۱۷۹) - باب الصلاة
عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ التَّشَهُّدِ (التحفة ۱۸۴)

۹۷۶- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قُلْنَا - أَوْ قَالُوا -: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمَرْتَنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ وَأَنْ نُسَلِّمَ عَلَيْكَ، فَأَمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ

۹۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب الصلوة على النبي ﷺ، ح: ۶۳۵۷، ومسلم، الصلوة، باب الصلوة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ۴۰۶، من حديث شعبة به.

مُحَمَّدٌ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ جِيسَ كَدُوْنِ آلِ اِبْرَاهِيمَ پراپنی برکتیں نازل فرمائیں۔
حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔ بے شک تو تعریف کیا ہوا بڑی شان والا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① قرآن مجید میں ہے: ﴿وَإِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۶) ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے آپ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) نبی ﷺ پر صلاۃ بھیجو اور سلام کو سلام کہنا۔“ لغت عربی میں ”صلاۃ“ کا معنی ہے دعائے رحمت، مغفرت اور حسن ثنا۔ اس کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تو اس کا ترجمہ ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندے پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے اس کے درجات بلند کرتا ہے اور ملکوت میں اس کی ثنا فرماتا ہے۔ اور جب اس کی نسبت ملائکہ یا مومنین کی طرف ہوتی ہے تو اس کا مفہوم ان امور کی طلب اور دعا ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے صلوٰۃ میں آپ کی رفعت ذکر و شان اظہار دعوت، ابقاء شریعت، تکثیر اجر و ثواب اور بعثت مقام محمود سبھی شامل ہیں اور ان سب مفاد کو ہماری اردو زبان میں فارسی لفظ ”درو“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس مسئلے کی شرح و بسط کے لیے علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کی ”تسیم الریاض“ شرح شفاء قاضی عیاض اور امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی ”جلاء الافہام“ دیکھنی چاہیے۔ اس کا اردو ترجمہ جو قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا اسے دار السلام نے ”الصلاۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ“ کے عنوان سے نہایت دیدہ زیب انداز میں شائع کیا ہے۔ ② وَأَمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ [”سلام کہنا تو ہم نے جان لیا ہے۔“ یعنی جیسے کہ آپ نے ہمیں تعلیم فرمایا ہے۔ ملاقات کے موقع پر اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ] کہنا اور نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ پڑھنا۔

۹۷۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهِذَا الْحَدِيثِ قَالَ: صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ۔
۹۷۷- جناب شعبہ نے یہ حدیث بیان کی اور کہا: [صَلَّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ]۔

۹۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْحَكَمِ بِإِسْنَادِهِ بِهِذَا قَالَ: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ

۹۷۸- حکم نے اپنی سند سے اسے روایت کیا اور کہا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ]۔

۹۷۷- تخریج: متفق علیہ، انظر الحديث السابق.

۹۷۸- تخریج: متفق علیہ، انظر الحديث السابقين.

عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زبیر بن عدی نے ابن ابی لیلیٰ سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسے کہ منہج نے اسے روایت کیا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انہوں نے کہا ہے: [كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَبَارَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ] اور سابقہ روایت کے مثل بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّبَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ
عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، كَمَا رَوَاهُ مُسْعَرٌ،
إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَبَارَكْتَ عَلَى
مُحَمَّدٍ» وَسَاقَ مِثْلَهُ.

۹۷۹۔ حضرت ابو حمید ساعدی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ
صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر صلاۃ
(رود) کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ”کہا کرو: اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ“

۹۷۹۔ حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ؛ ح:
وَحَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ:
أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ
مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
عَمْرٍو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي
أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ: أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ
اللَّهِ! كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا:
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ،
كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».

۹۸۰۔ حضرت ابو مسعود انصاری رحمہ اللہ نے روایت کیا
کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں سعد بن عبادہ رحمہ اللہ کی
مجلس میں تشریف لائے تو حضرت بشیر بن سعد رحمہ اللہ نے

۹۸۰۔ حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ
نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجَمِّرِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ - وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ هُوَ الَّذِي

۹۷۹۔ تخریج: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: ۱۰، ح: ۳۳۶۹، ومسلم، الصلوة، باب الصلوة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ۴۰۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۶۵.
۹۸۰۔ تخریج: أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ۴۰۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۶۵، ۱۶۶.

آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر صلاۃ پڑھیں۔ تو یہ کس طرح پڑھیں۔ تو رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے (اور دیر تک خاموش رہے) حتیٰ کہ ہم نے چاہا کہ کاش وہ سوال ہی نہ کیا ہوتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یوں کہا کرو۔“ اور کعب بن عجرہ کی حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور اس کے آخر میں [فِی الْعَالَمِیْنَ إِنَّكَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ] زیادہ کیا۔

أَرَى النَّدَاءَ بِالصَّلَاةِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أَنَا نَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللَّهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَكَيْفَ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى تَمْتَنَيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قُولُوا»، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ. زَادَ فِي آخِرِهِ: «فِی الْعَالَمِیْنَ، إِنَّكَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ».

۹۸۱- محمد بن عبد اللہ بن زید نے جناب عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی کہ کہا کرو [اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ]۔

۹۸۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرِو بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ».

☀ فائدہ: نبی ﷺ کے ”امی“ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ روایتی انداز میں لوگوں کے ہاں سے پڑھے ہوئے نہیں ہیں بلکہ جبریل امین کے شاگرد ہیں۔

۹۸۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”جس کا جی چاہتا ہے کہ اسے اس کی میزان خوب بھری ہوئی ملے تو چاہیے کہ جب ہم اہل بیت پر صلاۃ (درود) پڑھے تو یوں کہا

۹۸۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَبَّانُ بْنُ يَسَارٍ الْكِلَابِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو مُطَرِّفٍ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَرِيزٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ عَنْ

۹۸۱- تخریج: [صحیح] أخرجه الحاكم: ۱/۲۶۸ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث السابق.

۹۸۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۳/۸۷۰ عن موسى بن إسماعيل به * جبان ابن يسار، ضعفه أبو حاتم وغيره، واختلط بآخره كما قال الصلت بن محمد وغيره، وفي السند علة أخرى عند العقيلي في الضعفاء: ۱/۳۱۸.

المُجْمِر، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَخْتَالَ بِالْمَكِّيَّاتِ الْأَوْفَى إِذَا صَلَّى عَلَيْنَا أَهْلَ النَّبِيِّ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ».

کرے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَ اَزْوَاجِهِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَ اَهْلَ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ۔

 فوائد و مسائل: ① صلوٰۃ کے معنی شروع باب میں ذکر ہو چکے ہیں۔ ② ”آل“ دراصل بمعنی ”خمس“ ہے اور اس کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کو دوسرے کے ساتھ کوئی ذاتی تعلق ہو۔ اور یہ لفظ ہمیشہ صاحب شرف اور افضل ہستی کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ ”آل النبی“ سے مراد آپ کے رشتہ دار ہیں اور بعض کے نزدیک وہ لوگ ہیں جنہیں علم و معرفت کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تعلق حاصل ہو۔ اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ اہل دین دوسم کے ہیں۔ ایک وہ جو علم کے اعتبار سے راسخ اور محکم ہوتے ہیں۔ ان کو ”آل النبی اور امتہ“ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور دوسرے جن کا علم و عمل سرسری اور تقلیدی سا ہوتا ہے ان کو امت محمد کہہ سکتے ہیں آل محمد نہیں کہہ سکتے۔ اس طرح امت اور آل میں عموم خصوص کی نسبت ہے۔ یعنی ہر آل نبی آپ کی امت میں داخل ہے مگر ہر امتی آل نبی نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (مفردات راغب اصفہانی)۔ احادیث صحیحہ اور درود کے مختلف صیغوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے اہل بیت اور آل میں آل علی آل جعفر آل عقیل آل عباس ازواج مطہرات اور آپ کی تمام اولاد شامل ہیں۔ ③ [کَمَا صَلَّيْتَ] میں معروف تشبیہ نہیں کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کے مشابہ کہا گیا ہو بلکہ اس میں ایک غیر مشہور امر کو مشہور و معروف کے ساتھ ملحق کر کے اذہان کے قریب کیا گیا ہے۔ جیسے کہ اللہ کے نور کو چراغ کے نور سے مشابہت دی گئی ہے: ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، مِثْلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ﴾ (النور: ۳۵) چونکہ ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم کی عظمت اور ان پر صلوٰۃ تمام طبقات میں مشہور و معروف تھی تو محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی اسی انداز سے صلوٰۃ کی دعا تعلیم کی گئی ہے اس میں مقدار کا مفہوم شامل نہیں۔ ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ چونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی آل میں انبیاء و رسل کثیر تعداد میں ہیں اور ان میں خود رسول اللہ ﷺ بھی ہیں تو ان سب کے لیے جس قدر صلوٰۃ نازل کی گئی ہے اس عظیم مقدار کی صلوٰۃ صرف محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل کے لیے طلب کی جا رہی ہے۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح) باب الصلاة على النبي، حدیث: ۹۳۳

باب: — تشہد کے بعد کیا پڑھے؟

(المعجم . . .) — بَاب مَا يَقُولُ بَعْدَ

الشَّهَادَةِ (التحفة ۱۸۵)

۹۸۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ : حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْآخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ : مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ» .

۹۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آخری تہجد سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ سے چار چیزوں کی پناہ طلب کرے۔ یعنی عذاب جہنم، عذاب قبر، زندگی و موت کے فتنے اور مسیح دجال کے شر سے۔“

☀ فائدہ: الفاظ اس دعا کے یہ ہوں گے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ۔

۹۸۴- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ : أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ يُوسُفَ الْيَمَامِيُّ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ طَاوُسٍ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ : «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ» .

۹۸۴- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ تہجد کے بعد دعا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔

۹۸۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو أَبُو

۹۸۵- حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

۹۸۳- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستأذ منه في الصلوة، ح: ۵۸۸ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في المسند لأحمد: ۲/۲۲۷، وانظر، ح: ۸۸۰ .

۹۸۴- تخریج: [صحیح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۱/۲۹، ح: ۱۰۹۳۹، ورواه مسلم، ح: ۵۹۰ من حديث طاووس به، وانظر، ح: ۱۵۴۳ .

۹۸۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، السهو، باب الدعاء بعد الذكر، ح: ۱۳۰۲ من حديث الحسين المعلم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۲۴، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/۲۶۷، وواقفه الذهبي، انظر، ح: ۱۴۹۳ .

کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنی نماز مکمل کر لی تھی اور وہ تہجد پڑھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ الْأَحَدَ الصَّمَدَ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ] آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے بخش دیا گیا، اے بخش دیا گیا۔“ تین بار فرمایا۔ (دعا کا ترجمہ ہے:) ”میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ۔ اکیلے بے نیاز نہ جس نے جتنا نہ جتا گیا اور کوئی اس کے برابر نہیں! یہ کہ میرے گناہ معاف فرمادے۔ بے شک تو بہت ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

باب: ۹۱۷۹-۱۸۰۱ تہجد خاموشی سے پڑھنا

۹۸۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: سنت یہ ہے کہ تہجد کو خاموشی سے پڑھا جائے۔

باب: ۱۸۱۸۰-۱۸۱ تہجد میں (انگلی سے) اشارہ کرنا

۹۸۷- جناب علی بن عبدالرحمن المعادی بیان کرتے

مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ الْمُعَلَّمُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرْنِدَةَ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّ مَحْجَنَ بْنَ الْأَزْرَعِ حَدَّثَهُ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدْ قَضَى صَلَاتَهُ وَهُوَ يَتَشَهَّدُ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ الْأَحَدَ الصَّمَدَ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. قَالَ: فَقَالَ: «قَدْ غُفِرَ لَهُ، قَدْ غُفِرَ لَهُ» ثَلَاثًا.

(المعجم ۱۷۹، ۱۸۰) - باب إخفاء

التَّشَهُّدِ (التحفة ۱۸۶)

۹۸۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، يَغْنِي ابْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفِيَ التَّشَهُّدُ.

(المعجم ۱۸۰، ۱۸۱) - باب الإشارة

فِي التَّشَهُّدِ (التحفة ۱۸۷)

۹۸۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۹۸۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذی، الصلوة، باب ما جاء أنه يخفي التشهد، ح: ۲۹۱ من حديث يونس بن بكير به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ۱/۲۶۷ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، ورواه الحسن بن عبيد الله عن عبد الرحمن بن الأسود به عند الحاكم: ۱/۲۳۰.

۹۸۷- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلوة، وكيفية وضع اليدين على الفخذين، ح: ۵۸۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۸۸، ۸۹.

ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے دیکھا کہ میں نماز کے دوران میں کنکریوں سے کھیل رہا تھا جب وہ فارغ ہوئے تو انہوں نے مجھے اس سے منع فرمایا اور کہا: ایسے کیا کرو جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کیسے کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: جب آپ نماز میں بیٹھے تو اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی دائیں ران پر رکھ لیتے اور ساری انگلیاں بند کر لیتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی (شہادت والی) انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی بائیں ران پر رکھتے تھے۔

مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْزَمٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُعَاوِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَأَنَا أَغْبُثُ بِالْحَصَا فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِي وَقَالَ: اضْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضْنَعُ، فَقُلْتُ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضْنَعُ؟ قَالَ: إِذَا جَاسَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا، وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى.

🌟 فائدہ: معلوم ہوا کہ تشہد میں بیٹھے ہی یہ کیفیت ہوتی کہ دائیں ہاتھ کی مٹھی سی بنا لیتے تھے۔ اور اشارہ کرتے تھے

یعنی انگشت شہادت کو اٹھائے رکھتے تھے۔ تاہم بار بار حرکت دینے کی ضرورت نہیں ہے جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔

۹۸۸- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھا کرتے تو اپنے بائیں پاؤں کو اپنی دائیں ران اور پندلی کے نیچے کر لیتے اور اپنے دائیں پاؤں کو بچھا لیتے اور بایاں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ اور عبدالواحد نے ہم کو دکھایا اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

۹۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرَّازُ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلَاةِ جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى تَحْتَ فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَسَاقِهِ وَفَرْشَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ وَأَرَانَا عَبْدُ الْوَاحِدِ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

۹۸۹- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ

۹۸۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ

۹۸۸- تخریج: أخرجه مسلم، أيضاً، ح: ۵۷۹ من حديث عبدالواحد بن زياد به.

۹۸۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، السهو، باب بسط اليسرى على الركبة، ح: ۱۲۷۱ من حديث

المُصْبِيصِي: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيرُ بِأَصْبَعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا.

نبی ﷺ جب دعا کرتے تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے اور اسے حرکت نہ دیتے تھے۔

قال ابن جُرَيْجٍ: وَرَأَى عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرٌ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو كَذَلِكَ، وَيَتَحَاوَلُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُسْرَى.

ابن جریجؒ نے کہا کہ عمرو بن دینار نے مزید کہا کہ مجھے عامر نے اپنے والد سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ اس طرح اشارہ کیا کرتے تھے۔ اور نبی ﷺ اپنا بائیں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا کرتے تھے۔

☀️ **فائدہ:** حرکت نہ دینے والی روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم بعض علماء نے اس کو صحیح قرار دیتے ہوئے اشارہ کرنے اور حرکت نہ دینے کے درمیان یہ تطبیق دی ہے جیسے کہ شیخ شوکانی نے امام بیہقی رحمہ سے نقل کیا ہے کہ آپ اشارہ کرتے مگر حرکت میں تکرار نہ ہوتا تھا۔ دیکھیے: (نیل الاوطار باب الاشارة بالسبابة) اس لیے حرکت اور اشارہ دونوں پر اگر اس طرح عمل کیا جائے کہ تشہد میں بیٹھے ہی ۵۳ کی گنتی کی گرہ بناتے ہوئے انگلی اٹھالی جائے اور اسے سلام پھیرنے تک اشارے کی حالت میں کھڑا رکھا جائے جیسا کہ احادیث سے تشہد میں انگلی کی یہی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور چند بار درمیان میں حرکت بھی دے لی جائے تاکہ حرکت والی حدیث پر بھی عمل ہو جائے۔ تاہم حرکت کی تکرار اور کثرت جیسا کہ رواج ہوتا جا رہا ہے اس کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۹۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ وَحَدِيثُ حَجَّاجٍ أَثَمٌ.

۹۹۰۔ جناب عامر بن عبد اللہ بن زبیر اپنے والد سے انہوں نے یہ حدیث بیان کی اور کہا: آپ کی نظر آپ کے اشارے سے آگے نہ بڑھتی تھی۔ اور حجاج کی حدیث اس سے زیادہ کامل ہے۔

☀️ **فائدہ:** نماز میں بالعموم نظر مقام سجدہ پر ہونی چاہیے مگر تشہد میں انگلی پر ہو۔ تعجب ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے آپ ﷺ کی ایک ایک حرکت کو کس وقت نظر سے ملاحظہ کیا اور امت تک پہنچایا ہے۔

۴۴ حجاج بن محمد بہ * ابن عجلان تقدم، ح: ۹۰۲ ولم أجد تصريح سماعه في لفظ "ولا يحركها".
۹۹۰۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳/۴ عن يحيى القطان به * وابن عجلان صرح بالسماع عنده.

۹۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ قِدَامَةَ مِنْ بَنِي بَجِيلَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعًا ذِرَاعَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُمْنَى رَافِعًا إِصْبَعَهُ السَّبَابَةَ قَدْ حَنَّاها شَيْئًا.

۹۹۱- جناب مالک بن نمیر خزاعی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا: آپ اپنے داہنے دستے کو اپنی دائیں ران پر رکھے ہوئے تھے شہادت کی انگلی اٹھائے ہوئے تھے اور اسے کچھ ٹیڑھا سا بھی کیے ہوئے تھے۔

☀️ فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اس لیے انگلی کو خم دینے کی بجائے اسے سیدھا کھڑا رکھا جائے (یعنی تہجد میں)۔

باب: ۱۸۱، ۱۸۲- نماز میں ہاتھ کا سہارا لینے کی کراہت

(المعجم ۱۸۱، ۱۸۲) - باب كَرَاهِيَةِ
الْإِعْتِمَادِ عَلَى الْيَدِ فِي الصَّلَاةِ
(التحفة ۱۸۸)

۹۹۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ شَبُوبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْغَزَالِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: - أَنْ يَجْلِسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ مُعْتِمِدٌ عَلَى يَدِهِ. وَقَالَ ابْنُ

۹۹۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں کہ آدمی نماز میں اس حال میں بیٹھے کہ وہ اپنے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے ہو۔ اور ابن شہوبیہ نے کہا: منع فرمایا اس بات سے کہ آدمی نماز میں اپنے ہاتھ کا سہارا لے۔ اور ابن رافع نے کہا: منع فرمایا اس سے کہ آدمی نماز پڑھے اور وہ اپنے ہاتھ کا سہارا لے۔ اور اس حدیث کو مجدوں سے اٹھنے کے باب میں

۹۹۱- تخریج: [سنادہ حسن] أخرجه النسائي، السهر، باب الإشارة بالأصبع في التشهد، ح: ۱۲۷۲ من حديث عِصَامِ بْنِ قِدَامَةَ، وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ، ح: ۷۱۶، ۷۱۵، وَابْنُ حِبَّانَ، ح: ۴۹۹ * مَالِكُ بْنُ نُمَيْرٍ وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ، وَابْنُ خُزَيْمَةَ بِتَصْحِيحِ حَدِيثِهِ، فَهُوَ حَسَنُ الْحَدِيثِ.

۹۹۲- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي ۱۳۵/۲ من حديث أبي داود، وهو في مسند الإمام أحمد: ۱۴۷/۲، ومصنف عبد الرزاق: ۱۹۷/۲، ح: ۳۰۵۴، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۲۳۰، ووافقه الذهبي، وأما رواية محمد بن عبد الملك الغزال فضعيفة لأنهم لم يذكروا سماعه من عبد الرزاق، أقبل اختلاطه أم بعده؟ وهي شاذة أيضًا لمخالفة الثقات.

شُبُوحِيه: نَهَى أَنْ يَتَعَمَّدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ. وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُتَعَمِّدٌ عَلَى يَدَيْهِ. وَذَكَرَهُ فِي بَابِ الرَّفْعِ مِنَ السُّجُودِ. وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: نَهَى أَنْ يَتَعَمَّدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدَيْهِ إِذَا نَهَضَ فِي الصَّلَاةِ.

🌞 فائدہ: ابن رافع کا استدلال کہ کھڑے ہونے کے لیے سہارا لینا منع ہے، درست نہیں کیونکہ صحیح احادیث میں اس کا ثبوت ہے۔ مثلاً ابوب عن ابی قلابہ کی روایت بخاری میں ہے کہ ”نبی ﷺ جب دوسرے بندے سے سر اٹھاتے تو بیٹھتے زمین کا سہارا لیتے اور پھر کھڑے ہوتے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: ۸۳۳) اسی لیے شیخ البانی نے اس روایت کے آخری کلمے کو جس میں اٹھتے وقت ہاتھوں سے سہارا لینے کی ممانعت ہے، منکر قرار دیا ہے۔ باقی یہ صحیح ہے کہ آدمی جب تشہد میں بیٹھا ہو تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھے جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔

۹۹۳- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: سَأَلْتُ نَافِعًا عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّي وَهُوَ مُشَبَّكٌ يَدَيْهِ؟ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تِلْكَ صَلَاةُ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ.

۹۹۳- جناب اسماعیل بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ اگر کوئی آدمی نماز کے دوران میں تشبیک کیے ہوئے ہو تو؟ (یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں دیے ہوئے ہو؟) انہوں نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ مغضوب علیہم (یعنی یہودیوں) کی نماز ہے۔

۹۹۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنَا أَبِي؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ - وَهَذَا لَفْظُهُ - جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَتَكَبَّرُ عَلَى يَدَيْهِ الْيُسْرَى وَهُوَ قَاعِدٌ فِي الصَّلَاةِ. - وَقَالَ هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ: سَاقِطٌ عَلَى شِقْوِهِ

۹۹۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں بیٹھے ہوئے اپنے بائیں ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھا۔ (یعنی زمین پر رکھے ہوئے تھا) ہارون بن زید نے کہا وہ اپنی بائیں جانب پر گرا ہوا تھا..... پھر دونوں (راوی) ان الفاظ میں متفق ہیں..... تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا: ایسے مت بیٹھو اس طرح وہ لوگ بیٹھتے ہیں جنہیں عذاب دیا جائے گا۔

۹۹۳- تخریج: [اسنادہ صحیح] أخرجه البيهقي ۲/ ۲۸۹ من حديث أبي داود به.

۹۹۴- تخریج: [حسن] رواه أحمد: ۱۱۶/۲ من حديث هشام بن سعد به، مرفوعاً.

۲۔ کتاب الصلاة - (اختتام نماز پر) سلام پھیرنے کے احکام و مسائل

الْأَيْسَرُ، ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالَ لَهُ: لَا تَجْلِسْ
هَكَذَا فَإِنَّ هَكَذَا يَجْلِسُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ..

🌞 نوادر و مسائل: ① اس اثر میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی روایت (۹۹۲) کی وضاحت ہے جو اوپر گزری ہے۔ ② اگر کوئی شخص بیٹھے سے معذور ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے اپنے پہلو پر نہ گرے۔

(المعجم ۱۸۲، ۱۸۳) - بَابُ فِي
تَخْفِيفِ الْقُعُودِ (التحفة ۱۸۹)

۹۹۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي
عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: كَانَ فِي
الرُّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ.
قَالَ: قُلْنَا: حَتَّى يَقُومَ؟ قَالَ: حَتَّى يَقُومَ.
۹۹۵- جناب ابو عبیدہ اپنے والد سے راوی ہیں وہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آپ پہلی دو
رکعتوں کے بعد (جب بیٹھے تو) ایسے ہوتے گویا گرم پتھر
پر بیٹھے ہوں۔ ہم نے کہا: حتیٰ کہ کھڑے ہو جاتے؟
کہا: حتیٰ کہ کھڑے ہو جاتے۔

🌞 ملحوظ: ابن ابی شیبہ نے تمیم بن سلمہ کی صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیٹھنا
ایسے ہوتا تھا کہ گویا گرم پتھر پر بیٹھے ہوں۔ دیکھیے: (التلخیص الحبیبر: ۱/۲۶۳) اس میں اشارہ ہے کہ دو رکعتوں کے
بعد صرف تشہد پڑھنا کافی ہے۔ تاہم اس کے بعد درود شریف بھی پڑھ لیا جائے تو بہتر ہے۔ یعنی پہلے تشہد میں بھی
درود شریف کا پڑھنا مستحب ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صفة صلاة النبي ﷺ للالباني، ص: ۳۵)

(المعجم ۱۸۳، ۱۸۴) - بَابُ فِي
السَّلَامِ (التحفة ۱۹۰)

۹۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا
شَفِيَّانُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ:
حَدَّثَنَا زَائِدَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا
۹۹۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کے اختتام پر) اپنی دائیں اور
بائیں طرف سلام کیا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کے

۹۹۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في مقدار القعود في الركعتين الأولين،
ح: ۳۶۶ من حديث شعبة به، وقال: "حسن إلا أن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه"، يعني أنه منقطع.

۹۹۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في التسليم في الصلوة، ح: ۲۹۵ من حديث
شفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۲۸، وابن حبان، ح: ۵۱۶، أبو إسحاق
صريح بالسماع عند أحمد: ۴۰۸/۱، ۴۰۹، ح: ۳۸۷۹.

(اختتام نماز پر) سلام پھیرنے کے احکام و مسائل

رخساروں کی سفیدی دیکھی جاتی تھی۔ (اور کہتے تھے)
[السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ.]

أَبُو الْأَخْوَصِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَا:
حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الطَّنَافِيسِيِّ؛ ح:
وَحَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُتَّصِرِ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ
يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، عَنْ شَرِيكَ؛ ح:
وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ
مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، كُلُّهُمُ عَنْ أَبِي
إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ - وَقَالَ إِسْرَائِيلُ: عَنْ أَبِي
الْأَخْوَصِ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ -: أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ
حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ».

امام ابو داؤد نے کہا: یہ الفاظ سفیان کی حدیث کے ہیں۔
اور اسرائیل کی حدیث میں اس کی وضاحت نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ
سُفْيَانَ وَحَدِيثِ إِسْرَائِيلَ لَمْ يُفَسَّرْهُ.

امام ابو داؤد کہتے ہیں: اور اس روایت کو زہیر نے ابو
اسحاق سے اور یحییٰ بن آدم نے اسرائیل سے انہوں نے
ابو اسحاق سے انہوں نے عبد الرحمن بن اسود سے انہوں
نے اپنے والد اور علقمہ سے انہوں نے حضرت عبد اللہ
سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي
إِسْحَاقَ وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ
أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ وَعَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.

امام ابو داؤد نے (یہ بھی) کہا کہ شعبہ ابو اسحاق کی
اس حدیث کے مرفوع ہونے کا انکار کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: شُعْبَةُ كَانَ يُنْكِرُ هَذَا
الْحَدِيثَ - حَدِيثَ أَبِي إِسْحَاقَ - أَنَّ
يَكُونُ مَرْفُوعًا.

(اختتام نماز پر) سلام پھیرنے کے احکام و مسائل

۹۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ : ۹۹۷- جناب علقمہ بن وائل اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ کہتے اور اپنی بائیں طرف اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہتے۔

۹۹۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۹۹۸- حضرت جابر بن سرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو سلام کہتے ہوئے اپنے ہاتھ سے دائیں اور بائیں اشارہ کرتے تھے۔ جب آپ نے نماز پڑھ لی تو فرمایا: ”تمہیں کیا ہوا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے یوں اشارے کرتے ہو گویا سرکش گھوڑوں کی دھن میں ہوں؟ تمہیں یہی کافی ہے۔“ یا فرمایا: ”کیا تمہارے ایک کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ یوں کرے اور اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ اپنے بھائی پر دائیں اور بائیں جانب سلام کہے۔“

فائدہ: [وَبَرَکَاتُہُ] سنن ابوداؤد کے متداول نسخوں میں دائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے [وَبَرَکَاتُہُ] کا اضافہ ثابت ہے اور بائیں جانب صرف [السلام علیکم ورحمة اللہ] کہنا ثابت ہے تاہم سنن ابوداؤد کے بعض نسخوں میں اور بلوغ المرام میں دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے [وَبَرَکَاتُہُ] کا اضافہ ثابت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے [وَبَرَکَاتُہُ] کہتا ہے یا کہا جاتا ہے تو جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (نیل الاوطار: ۲/۲۳۳، سبل السلام: ۱/۱۳۲۱۳۳۰ اور شرح بلوغ المرام فی الرضی مبارک پوری رحمہ اللہ)

۹۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ : ۹۹۷- جناب علقمہ بن وائل اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو سلام کہتے ہوئے اپنے ہاتھ سے دائیں اور بائیں اشارہ کرتے تھے۔ جب آپ نے نماز پڑھ لی تو فرمایا: ”تمہیں کیا ہوا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے یوں اشارے کرتے ہو گویا سرکش گھوڑوں کی دھن میں ہوں؟ تمہیں یہی کافی ہے۔“ یا فرمایا: ”کیا تمہارے ایک کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ یوں کرے اور اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ اپنے بھائی پر دائیں اور بائیں جانب سلام کہے۔“

۹۹۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۹۹۸- حضرت جابر بن سرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو سلام کہتے ہوئے اپنے ہاتھ سے دائیں اور بائیں اشارہ کرتے تھے۔ جب آپ نے نماز پڑھ لی تو فرمایا: ”تمہیں کیا ہوا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے یوں اشارے کرتے ہو گویا سرکش گھوڑوں کی دھن میں ہوں؟ تمہیں یہی کافی ہے۔“ یا فرمایا: ”کیا تمہارے ایک کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ یوں کرے اور اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ اپنے بھائی پر دائیں اور بائیں جانب سلام کہے۔“

۹۹۷- [إسناده حسن] وصححه النووي في المجموع: ۳/۴۷۹، والحافظ في بلوغ المرام، ح: ۲۵۲ (بتحقيق). ۹۹۸- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الأمر بالسكوت في الصلوة والنهي عن الإشارة باليد ورفعها عند السلام... إلخ، ح: ۴۳۱ من حديث يحيى بن زكريا ووكيع به.

(اختتام نماز پر) سلام پھیرنے کے احکام و مسائل

۹۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ مِسْعَرٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: «أَمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ - أَوْ أَحَدَهُمْ - أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخْذِهِ ثُمَّ يَسْلُمَ عَلَى أَخِيهِ مِنْ عَنْ يَمِينِهِ وَمِنْ عَنْ شِمَالِهِ».

۹۹۹- مسعر نے سابقہ سند اور معنی کے مطابق روایت کیا کہا: ”کیا تمہیں..... یا فرمایا..... انہیں یہ کافی نہیں کہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھیں اور اپنے بھائی پر سلام کہیں جو اس کی دائیں اور بائیں طرف ہے۔“

۱۰۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّقِيلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ الطَّائِي، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ رَافِعُو أُيُودِهِمْ - قَالَ زُهَيْرٌ: أَرَاهُ قَالَ: فِي الصَّلَاةِ - فَقَالَ: «مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أُيُودِكُمْ كَأَنَّهَُا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ».

۱۰۰۰- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور لوگ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ زہیر نے کہا..... میرا خیال ہے کہ شیخ نے کہا تھا کہ نماز میں..... تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں تم اپنے ہاتھ اٹھاتے ہو جیسے کہ سرکش گھوڑوں کی ڈنڈیں ہوں۔ نماز میں سکون اختیار کیا کرو۔“

 فوائد و مسائل: ① نماز میں ظاہر و باطناً خشوع و خضوع کا اہتمام کرنا واجب ہے۔ لائینی حرکات ناجائز اور حرام ہیں۔ نماز اسی طرح ادا کرنی چاہیے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھ کر دکھائی اور صحابہ نے سیکھی ہے۔ ② مذکورہ بالا حدیث صحیح مسلم (حدیث: ۴۳۰) اور سنن نسائی (حدیث: ۱۳۲۷) میں بھی آئی ہے اور صحیح حدیث ہے اور ان معروف دلائل میں سے ایک ہے جو برادران احناف رکوع کے رفع الیدین کے رد و انکار میں بڑے اعتماد سے پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ امام ابوداؤد، امام مسلم اور ان کے مؤتب امام نووی رحمہ اللہ اسے سلام کے باب میں لائے ہیں اور صحیح استدلال یہ ہے کہ تشہد میں سلام کے موقع پر ہاتھوں سے اشارے کرنا منع ہے کیونکہ اس حدیث میں اسی موقع پر ہاتھوں کے ساتھ اشارہ کر کے سلام کرنے سے روکا گیا ہے نہ کہ مطلقاً ہاتھ اٹھانے (رفع الیدین کرنے) سے۔ امام بخاری رحمہ اللہ جزء رفع الیدین میں فرماتے ہیں کہ ”(رکوع کے رفع الیدین کے انکار میں) کچھ علماء کا حدیث جابر بن سمرہ سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ یہ درحقیقت تشہد کی بات ہے نہ کہ قیام کی کیونکہ کچھ لوگ ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھا کر سلام کیا کرتے تھے تو نبی ﷺ نے انہیں تشہد میں ہاتھ سے اشارہ کرنے سے منع فرمایا۔ اور جس آدمی کو ظلم کا کوئی حصہ ملا ہے وہ اس حدیث کو (رکوع کے رفع الیدین کے انکار کی) دلیل نہیں بنا سکتا۔ یہ حدیث مشہور و معروف ہے اس میں

۹۹۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۰۰۰- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۶۶۱.

کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر بات ایسے ہی ہوتی جیسے کہ ان کا مزموعہ استدلال ہے (کہ ہاتھ اٹھانے مطلقاً منع ہیں) تو پہلی تکبیر تحریر اور تکبیرات عید میں بھی رفع الیدین ممنوع ہوتا کیونکہ حدیث میں کسی بھی رفع الیدین کا استثناء نہیں ہے۔ اور جناب مسر کی روایت میں آیا ہے کہ ”نمازی کو چاہیے اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے پھر سلام کہے۔“ (امام بخاری فرماتے ہیں) ایسے لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایسی باتیں بتاتے ہیں جو آپ نے نہیں فرمائی ہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور: ۲۳) ”ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو نبی ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہیں انہیں کوئی فتنہ نہ آئے یا کسی دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔“ انتہی اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح ثابت شدہ سنت کی تحقیر اس کا مذاق اور اس کا انکار اپنی دنیا و عاقبت خراب کرنے والی بات ہے۔ [اللَّهُمَّ ارْنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهُ وَارْنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ]

(المعجم ۱۸۴، ۱۸۵) - باب الرَّدَّ عَلَى
الإمام (التحفة ۱۹۱)

۱۰۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُثْمَانَ أَبُو
الْجَمَاهِرِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ
قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ:
أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَرُدَّ عَلَى الْإِمَامِ، وَأَنْ
نَتَحَابَّ، وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ.

۱۰۰۱ - حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
نبی ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ امام کو (اس کے سلام کا)
جواب دیں اور یہ کہ آپس میں محبت رکھیں اور ایک
دوسرے کو سلام کیا کریں۔

☀️ فائدہ: ”امام کو سلام کا جواب دیں۔“ کا مطلب ہے کہ مقتدی سلام پھیرتے وقت امام کو سلام کا جواب دینے کی
نیت کریں۔ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے جس سے کسی حکم کا اثبات نہیں ہو سکتا۔ تاہم اس کے اگلے حصے میں باہم
محبت رکھنے اور ایک دوسرے کو سلام کرنے کا جو حکم ہے وہ صحیح ہے کیونکہ یہ دونوں باتیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

(المعجم ...) - باب التَّكْبِيرِ بَعْدَ
الصَّلَاةِ (التحفة ۱۹۲)

۱۰۰۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ

۱۰۰۱ - تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب رد السلام على الإمام، ح: ۹۲۱ من
حديث قتادة به، ولم أجد تصريح سماعه، وتقدم، ح: ۲۹، ومع ذلك صححه الحاكم: ۱/ ۲۷۰، ووافقه الذهبي.
۱۰۰۲ - تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الذكر بعد الصلوة، ح: ۸۴۲، ومسلم، المساجد، باب الذكر
بعد الصلوة، ح: ۵۸۳ من حديث سفيان بن عيينة به.

۲- کتاب الصلاة۔ (اختتام نماز پر) سلام پھیرنے کے احکام و مسائل

أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ، رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كِي نَمَازِ كَاخْتَمُ هُونَا تَكْبِيرِ (اللَّهُ أَكْبَرُ كَهْنِي كِي عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ يُعَلِّمُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالتَّكْبِيرِ. (آواز) سے جانا جاتا تھا۔

۱۰۰۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبُلْخِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ أَبَا مَعْبُدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَفَعَ الصَّوْتِ لِلذَّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ ذَلِكَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَأَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذَلِكَ وَأَسْمَعُهُ.

۱۰۰۳- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں لوگ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو ذکر کرتے ہوئے اپنی آوازیں بلند کیا کرتے تھے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ مجھے ان کا نماز سے فارغ ہونا اسی سے معلوم ہوتا تھا اور میں ان کا ذکر سنتا تھا۔

🌅 فائدہ: سلام کے بعد اللہ اکبر اور تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللہ اور اسی طرح بعض اور کلمات بالخصوص بلند آواز سے ثابت شدہ سنت ہے۔ اے بعض اوقات یا محض تعلیم کے لیے محمول کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ آواز کی بلندی اس قدر نہ ہو کہ دوسروں کے لیے تشویش اور الجھن کا باعث بنے۔

(المعجم ۱۸۵، ۱۸۶) - باب حَذْفِ السَّلَامِ (التحفة ۱۹۳)

باب ۱۸۵، ۱۸۶- سلام کو لمبا کیے بغیر کہنا

۱۰۰۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفَرِّيَّابِيُّ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ».

۱۰۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سلام کو لمبا کیے بغیر کہنا سنت ہے۔“

۱۰۰۳- تخریج: متفق علیہ، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۳۲۲۵، ومن طريقه رواه مسلم، ح: ۵۸۳.

۱۰۰۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء أن حذف السلام سنة، ح: ۲۹۷ من حديث الأوزاعي به، وقال: "حسن صحيح" وهو في المسند: ۵۳۲/۲، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۳۴، والحاكم على شرط مسلم: ۱/۲۳۱، ووافقه الذهبي * الزهري تقدم: ۷۸۵، ولم أجد تصريح سماعه.

دوران نماز میں بے وضو ہو جانے کے احکام و مسائل

قال عيسى: نهاني ابن المبارك عن عيسى کہتے ہیں کہ جناب ابن مبارک نے مجھے اس رفع هذا الحديث۔
حدیث کو مرفوع بیان کرنے سے منع فرمایا تھا۔

قال أبو داود: سمعت أبا عُمَيْرٍ عيسى بن يونس فاعوري الرَّمْلِيَّ قال: لَمَّا رَجَعَ الْفَرَبَائِيُّ مِنْ مَكَّةَ تَرَكَ رَفَعَ هَذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ: نَهَاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ رَفْعِهِ۔
امام ابوداؤد کہتے ہیں: میں نے ابوعمیر عیسیٰ بن یونس فاخوری رملی کو سنا وہ بیان کرتے تھے کہ فریابی جب مکہ سے واپس لوٹے تو انہوں نے اس حدیث کو مرفوع بیان کرنا چھوڑ دیا تھا اور کہا کہ مجھے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے سے روکا ہے۔

☀️ فائدہ: اس کا مفہوم یہ ہے کہ سلام کو مد کے ساتھ لبا کر کے نہ کہا جائے۔ بلکہ درمیانی انداز سے کہے۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

باب: ۱۸۶، ۱۸۷- جب نماز کے دوران

میں بے وضو ہو جائے تو نماز دہرائے

۱۰۰۵- حضرت علی بن طلق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز میں پھسکی مارے (ہوا خارج کرے) تو چاہیے کہ نماز توڑ دے اور وضو کرے اور اپنی نماز دہرائے۔“

(المعجم ۱۸۶، ۱۸۷) - بَابُ: إِذَا

أَخَذَتْ فِي صَلَاتِهِ يَسْتَقْبِلُ (التحفة ۱۹۴)

۱۰۰۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ عِيْسَى بْنِ حِطَّانَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا فَسَأَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدْ صَلَاتَهُ»۔

☀️ فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ہوا کا خروج آواز

کے ساتھ ہو یا بغیر آواز کے دونوں صورتوں میں مسئلہ اسی طرح ہے۔ ② یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر دوران نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کر کے نماز دہرائی پڑے گی نہ کہ بنا کی جائے گی کیونکہ حدیث شریف کے واضح الفاظ ہیں [وَلْيُعِدْ صَلَاتَهُ] کہ ایسے شخص کو اپنی نماز دہرائی چاہیے۔ ③ شیخ البانی اور دیگر اکثر محققین کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن جس طرح بے وضو شخص کی نماز مقبول نہیں (صحیح بخاری حدیث: ۶۹۵۳ میں ہے) اسی طرح دوران نماز میں بے وضو ہو جانے کی صورت میں بھی اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اسے نئے سرے سے نماز پڑھنی پڑے گی اور اس کی دلیل بھی صحیح بخاری کی مذکورہ حدیث ہی ہوگی۔

باب: ۱۸۷، ۱۸۸- جس جگہ آدمی نے فرض پڑھے ہوں وہیں نفل ادا کرنا کیسا ہے؟

(المعجم ۱۸۷، ۱۸۸) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَتَطَوَّعُ فِي مَكَانِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْمَكْتُوبَةُ (التحفة ۱۹۵)

۱۰۰۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم اس بات سے عاجز ہو کہ (فرضوں کے بعد) آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو جاؤ، یعنی نفل پڑھنے کے لیے۔“

۱۰۰۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَعَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ الْحَجَّاجِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيَعِزُّ أَحَدُكُمْ - قَالَ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ - أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ أَوْ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ». - زَادَ فِي حَدِيثِ حَمَّادٍ -: «فِي الصَّلَاةِ» يَعْنِي فِي السُّبْحَةِ.

☀ فائدہ: مقصد یہ ہے کہ جس جگہ فرض پڑھے ہوں، نفل پڑھنے کے لیے وہاں سے کسی قدر جگہ بدل لینی چاہیے۔

۱۰۰۷- جناب ازرق بن قیس کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے امام نے جن کا نام ابو رمثہ تھا نماز پڑھائی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے یہ نماز یا اسی طرح کی کوئی اور نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما صف اول میں آپ کی دائیں جانب کھڑے تھے۔ وہاں ایک اور آدمی بھی تھا جو تکبیر اولیٰ میں پہنچا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر اپنی دائیں بائیں جانب سلام پھیرا حتیٰ کہ ہم نے آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھی۔ پھر وہاں سے پھرے جیسے کہ میں پھرا ہوں۔ تو وہ آدمی جو

۱۰۰۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ شُعْبَةَ عَنْ الْمِنْهَالِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ الْأَرْزَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا إِمَامٌ لَنَا يُكْنَى أَبَا رِمَّةٍ فَقَالَ: صَلَّيْتُ هَذِهِ الصَّلَاةَ - أَوْ مِثْلَ هَذِهِ الصَّلَاةَ - مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَقُومَانِ فِي الصَّفِّ الْمُقَدِّمِ عَنْ يَمِينِهِ وَكَانَ رَجُلٌ قَدْ شَهِدَ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ، فَصَلَّى نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ سَلَّمَ

۱۰۰۶- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوة النافلة حيث تصلى المكتوبة، ح: ۱۴۲۷ من حديث ليث بن أبي سليم به، وذكر البخاري أن رفع هذا الحديث غير صحيح انظر، ح: ۸۴۸، وقال الحافظ: "ليث بن أبي سليم ضعيف الحفظ، وقال أبو حاتم: إبراهيم مجهول"، (تغليق التعليق: ۲/ ۳۲۷).
۱۰۰۷- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۱۹۰ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۲۷۰ وقال الذهبي: "المنهال ضعفه ابن معين، وأشعث فيه لين والحديث منكر".

نماز میں سہو کے احکام ومسائل

تکبیر اولیٰ میں شامل ہوا تھا، نفل پڑھنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما جلدی ہے اس کی طرف اٹھے اور اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور کہا: بیٹھ جاؤ! اہل کتاب کی ہلاکت کا باعث یہی تھا کہ ان کی نمازوں میں کوئی فرق و فاصلہ نہ ہوتا تھا۔ تو نبی ﷺ نے ان کی طرف اپنی نظر اٹھائی اور فرمایا: ”اے ابن خطاب! اللہ نے تمہیں صحیح بات کہنے کی توفیق دی ہے۔“

عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى رَأَيْنَا بَيَاضَ خَدَّيْهِ، ثُمَّ انْقَلَبَ كَأَنفَتَالِ أَبِي رِمَّةَ يَعْنِي نَفْسَهُ، فَقَامَ الرَّجُلُ الَّذِي أَدْرَكَ مَعَهُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ يَشْفَعُ، فَوَثَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ فَأَخَذَ بِمَنْكَبَيْهِ فَهَزَّهٗ ثُمَّ قَالَ: اجْلِسْ فَإِنَّهُ لَمْ يَهْلِكْ أَهْلُ الْكِتَابِ إِلَّا أَنَّهُمْ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ صَلَوَاتِهِمْ فَضْلٌ! فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ بَصَرَهُ فَقَالَ: «أَصَابَ اللَّهُ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ».

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ امام کا نام ابو رمثہ کی بجائے ابو امیہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ قِيلَ أَبُو أُمَيَّةَ مَكَانَ أَبِي رِمَّةَ.

🌞 ملحوظہ: اس روایت کی سند میں اشعث بن شعبہ اور منہال بن خلیفہ پر کلام ہے اس لیے ضعیف ہے، مگر صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث سے یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”جب تم جمعہ پڑھو تو اسے دوسری نماز کے ساتھ ملاؤ حتیٰ کہ کوئی بات کرو یا وہاں سے نکل جاؤ۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملایا کریں حتیٰ کہ کوئی بات کر لیں یا وہاں سے ہٹ جائیں۔“ (صحیح مسلم، حدیث: ۸۸۳)

باب: ۱۸۸، ۱۸۹- سجدہ سہو کے احکام ومسائل

(المعجم ۱۸۸، ۱۸۹) - باب السَّهْوِ فِي

السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ۱۹۶)

۱۰۰۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو پچھلے پہر کی ایک نماز پڑھائی، ظہر یا عصر۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ مسجد کے سامنے ایک لکڑی کے پاس جا کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھ اس پر رکھ لیے۔ آپ کا ایک ہاتھ دوسرے کے اوپر تھا۔ اور آپ کے

۱۰۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعِشِيِّ الظُّهْرِ أَوْ الْعَصْرِ. قَالَ: فَصَلَّى بِنَا رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشْيَةٍ فِي مُقَدِّمِ

۱۰۰۸- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجود، ح: ۵۷۳ من حديث حماد بن زيد به.

چہرے پر ناراضی کے آثار نمایاں تھے۔ پھر جلد باز لوگ (مسجد سے) نکل آئے اور وہ کہہ رہے تھے: نماز کم کر دی گئی! نماز کم کر دی گئی! لوگوں میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے مگر ہیبت کے باعث وہ آپ ﷺ سے بات نہ کر رہے تھے تو ایک آدمی کھڑا ہوا، رسول اللہ ﷺ اسے ذوالیہدین (ہاتھوں والا) کہا کرتے تھے۔ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم کر دی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”میں بھولا ہوں نہ نماز کم کی گئی ہے۔“ کہنے لگا: بلکہ آپ بھول گئے ہیں اے اللہ کے رسول! تب رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: ”کیا ذوالیہدین ٹھیک کہہ رہا ہے؟“ انہوں نے اشارہ کیا کہ ہاں۔ تب رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ پر تشریف لائے اور بقیہ دو رکعتیں پڑھائیں، پھر آپ نے سلام پھیرا، پھر آپ نے تکبیر کہی اور سجدہ کیا اپنے سجدے کی مانند یا اس سے کچھ لمبا۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی اور (دوسرا) سجدہ کیا اپنے (پہلے) سجدے کی مانند یا اس سے کچھ لمبا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔

محمد بن سیرین سے کہا گیا: کیا آپ نے سجدہ سہو کے بعد سلام پھیرا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے یہ بات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یاد نہیں ہے، مگر مجھے بتایا گیا ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ پھر آپ نے سلام پھیرا۔

الْمَسْجِدِ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَيْهَا، إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى، يُعْرِفُ فِي وَجْهِهِ الْغَضَبُ، ثُمَّ خَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ وَهُمْ يَقُولُونَ: قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، وَفِي النَّاسِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ، فَقَامَ رَجُلٌ كَانَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُسَمِّيهِ ذَا الْيَدَيْنِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أُنْسِيَتْ أَمْ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرِ الصَّلَاةُ». قَالَ: بَلْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْقَوْمِ فَقَالَ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟» فَأَوْمَأُوا أَيْ نَعَمْ. فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى مَقَامِهِ فَصَلَّى الرُّكْعَتَيْنِ الْبَاقِيَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ.

قال: فَقِيلَ لِمُحَمَّدٍ: سَلَّمَ فِي السَّهْوِ؟ فَقَالَ: لَمْ أَحْفَظْهُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَلَكِنْ تَبَيَّنْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ کو چند ایک مواقع پر نسیان ہوا ہے تاکہ امت کے لیے شریعت کے اصول واضح ہو جائیں۔ ② ذوالیہدین کا نام [خِرْبَانَق] آیا ہے۔ اور اس قسم کے القاب میں اگر تحقیر مقصود نہ ہو تو مزاحاً جائز ہیں۔

۳) نماز میں زیادہ سہو ہو جائیں تو بھی دو ہی سجدے کرنے ہوں گے۔ جیسے کہ اس حدیث میں ہے کہ دو رکعتوں پر سلام پھیرا۔ پھر تشریف لے گئے اور گفتگو فرمائی۔ ۴) نسیان میں کیا جانے والا دعویٰ جھوٹ شارب نہیں ہوتا۔ ۵) سجود سہو میں تکبیر بھی ہے اور سلام بھی۔ ۶) بھول کر کلام کرنے سے نماز باطل ہوتی ہے نہ مکمل سمجھ کر سلام پھیر دینے سے۔ ۷) ایسی صورت میں نماز کی بنا کر تادرت ہے۔ یعنی ساری نماز دوبارہ نہیں پڑھی جائے گی بلکہ صرف بقیہ رکعتیں پڑھ کر سہو کے دو سجدے کیے جائیں گے۔

۱۰۰۹- محمد (بن سیرین) سے روایت ہے اور حماد کی

روایت زیادہ کامل ہے۔ انہوں نے (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ یہ نہیں کہا کہ ہمیں نماز پڑھائی۔ اور نہ یہ کہا کہ لوگوں نے اشارہ کیا۔ بلکہ کہا: کہ لوگوں نے کہا: ہاں۔ (یعنی آپ بھول گئے ہیں۔) پھر بیان کیا کہ آپ نے سر اٹھایا۔ مگر تکبیر کا ذکر نہیں کیا۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اپنے پہلے سجدے کی مانند یا اس سے کچھ لمبا پھر سر اٹھایا۔ (یعنی یہاں بھی تکبیر کا ذکر نہیں) اور یہاں تک اس کی روایت پوری ہو گئی ہے۔ اور اس کے بعد آخر تک کے الفاظ بھی بیان نہیں کیے۔ اور [فَأَوْمُوا] "لوگوں نے اشارہ کیا۔" کا لفظ سوائے حماد بن زید کے کسی اور نے ذکر نہیں کیا۔

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ جس نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے اس نے آپ ﷺ کی تکبیر اور آپ کے لوٹ آنے کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۱۰۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ بِإِسْنَادِهِ - وَحَدِيثُ حَمَادٍ أَتَمُّ - قَالَ: ثُمَّ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَقُلْ: بِنَا وَلَمْ يَقُلْ: فَأَوْمُوا. قَالَ: فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ. قَالَ: ثُمَّ رَفَعَ وَلَمْ يَقُلْ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ، وَتَمَّ حَدِيثُهُ لَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فَأَوْمُوا إِلَّا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكُلُّ مَنْ رَوَى هَذَا

الْحَدِيثَ لَمْ يَقُلْ: فَكَبَّرَ وَلَا ذَكَرَ: رَجَعَ.



فائدہ: اس میں راویوں کے اختلاف الفاظ کا ذکر ہے اور ان میں جمع یوں ہے کہ کچھ نے زبان سے جواب دیا اور کچھ نے اشارے سے۔ اور سجدہ سہو میں جانے اور سر اٹھانے کے لیے تکبیر کہنا صحیح ثابت ہے۔

۱۰۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ ۱۰۱۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۱۰۰۹- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يأخذ الإمام - إذا شك - بقول الناس؟، ح: ۷۱۴ عن عبد الله ابن مسلمة القعنبي به، وهو في الموطأ (بهي): ۹۳/۱، (والقعنبي، ص: ۱۶۹، مطولاً).

۱۰۱۰- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۰۳۵ من حديث بشر بن المفضل به، وعلقه البخاري، ۴۴

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی..... آخر تک روایت حماد کی مانند کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ پھر آپ نے سلام پھیرا (سلمہ نے) کہا: میں نے پوچھا: اور تشہد؟ انہوں نے کہا: تشہد کے بارے میں میں نے کچھ نہیں سنا مگر مجھے تشہد پڑھنا زیادہ پسند ہے۔ (سلمہ نے یہ) ذکر نہیں کیا کہ آپ ﷺ اس شخص کو ذوالیدین کہا کرتے تھے اور نہ لوگوں کے اشارے اور رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کا ذکر کیا۔ اور حماد کی حدیث زیادہ کامل ہے جو ایوب سے مروی ہے۔

يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ عُلَقَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَعْنَى حَمَادٍ كُلَّهُ إِلَى آخِرِ قَوْلِهِ: نُبْتُ أَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ، قَالَ: قُلْتُ: فَالْتَّشَهُدُ؟ قَالَ: لَمْ أَسْمَعْ فِي التَّشَهُدِ وَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَتَشَهُدَ، وَلَمْ يَذْكُرْ كَانَ يُسَمِّيهِ ذَا الْيَدَيْنِ، وَلَا ذَكَرَ: فَأَوْمَرُوا، وَلَا ذَكَرَ: الْغَضَبُ وَحَدِيثُ حَمَادٍ عَنْ أَيُّوبَ أَتَمُّ.

☀️ فائدہ: سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھنا راجح نہیں ہے۔ اس مسئلہ کی روایات ضعیف ہیں۔

۱۰۱۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے ذوالیدین کے قصے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ جبکہ ہشام بن حسان نے روایت کیا کہ آپ نے تکبیر کہی (یعنی تحریمہ) پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا۔

۱۰۱۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ وَهْشَامٍ وَيَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ وَابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ فِي قِصَّةِ ذِي الْيَدَيْنِ أَنَّهُ كَبَّرَ وَسَجَدَ، وَقَالَ هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ حَسَّانٍ: كَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس حدیث کو حبیب بن شہید حمید یونس اور عاصم احول (چاروں) نے محمد بن سیرین سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور ان میں سے کسی نے بھی وہ بات ذکر نہیں کی جو حماد بن زید نے ہشام سے بیان کی ہے کہ آپ نے تکبیر

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا حَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ وَحَمِيدٌ وَيُونُسُ وَعَاصِمُ الْأَخْوَلُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ مَا ذَكَرَ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ أَنَّهُ كَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ

«ح: ۱۲۲۸، مختصرًا.

۱۰۱۱- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره، ح: ۴۸۲ من حديث ابن عون به * حديث هشام بن حسان "كبر ثم كبر وسجد" ضعيف لعدم تصريح سماعه لأنه كان يدللس.

وَسَجَدَ. وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامٍ، لَمْ يَذْكُرَا عَنْهُ هَذَا الَّذِي ذَكَرَهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: أَنَّهُ كَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ. (تحریمہ) کہی پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ اسی طرح حماد بن سلمہ اور ابو بکر بن عیاش بھی ہشام سے یہ روایت ذکر کرتے ہیں تو انہوں نے بھی حماد بن زید والی یہ بات ذکر نہیں کی کہ آپ نے تکبیر (تحریمہ) کہی پھر تکبیر کہی۔

🌞 فائدہ: اگر سلام کے بعد سجدہ سہو کرے تو سجدہ میں جانے کے لیے ایک ہی تکبیر کافی ہے پہلے تکبیر تحریمہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس روایت میں پہلی تکبیر (تحریمہ) کا ذکر شاذ ہے۔

۱۰۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتِي السَّهْوِ حَتَّى يَقْنَهُ اللَّهُ ذَلِكَ.

۱۰۱۲- سعید بن مسیب، ابوسلمہ اور عبید اللہ بن عبد اللہ (تینوں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا، نبی ﷺ نے سہو کے سجدے نہیں کیے حتیٰ کہ اللہ نے آپ کو اس کا یقین و لا دیا۔

۱۰۱۳- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ بْنَ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي حَتْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: وَلَمْ يَسْجُدِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تُسْجَدَانِ إِذَا شَكَّ حَتَّى لِقَاَهُ النَّاسُ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي بِهَذَا الْخَبَرِ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي

۱۰۱۳- ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابو بکر بن سلیمان بن ابی حمہ (تابعی) نے ان سے بیان کیا کہ ان کو رسول اللہ ﷺ سے یہ خبر پہنچی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے شک کی بنا پر کیے جانے والے سجدے اس وقت تک نہیں کیے جب تک کہ لوگوں نے مل کر نہیں بتایا۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث سعید بن مسیب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی (علاوہ ازیں) کہا

۱۰۱۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۰۴۰ عن محمد بن يحيى الذهلي به * محمد بن كثير الصنعاني ضعيف، ضعفه الجمهور.

۱۰۱۳- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، السهو، باب ما يفعل من سلم من ركعتين ناسيًا وتكلم، ح: ۱۲۳۲ من حديث يعقوب بن إبراهيم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۴۳.

نماز میں سہو کے احکام و مسائل

هُرَيْرَةُ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ (نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَعِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، جَمِيعًا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ سَجَدَ السَّجْدَتَيْنِ.

امام ابو داؤد نے کہا: یحییٰ بن ابی کثیر اور عمران بن ابی انس نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور علاء بن عبد الرحمن سے بواسطہ اس کے والد کے روایت کی ہے اور یہ سب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس میں دو سجدے کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِيهِ: وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

۱۰۱۴- ابو سلمہ بن عبد الرحمن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو آپ نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ آپ سے کہا گیا: (کیا) نماز کم ہو گئی ہے؟ تب آپ نے دو رکعتیں (مزید) پڑھیں پھر دو سجدے کیے۔

۱۰۱۴- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَسَلَّمَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ، فَقِيلَ لَهُ: نَقَصْتَ الصَّلَاةَ؟ فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۰۱۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ: ۱۰۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

۱۰۱۴- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يأخذ الإمام - إذا شك - بقول الناس، ح: ۷۱۵ من حديث

شعبة به.

۱۰۱۵- تخریج: [إسناده صحيح] حديث داود بن الحصين، رواه مالك: ۹۴/۱، ومن طريقه أخرجه مسلم،

ح: ۵۷۳.

ﷺ نے ایک فرض نماز میں دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ایک شخص نے آپ سے کہا: کیا نماز کم ہو گئی ہے؟ اے اللہ کے رسول! آپ بھول گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا۔“ تو لوگوں نے کہا: تحقیق آپ نے ایسا کیا ہے اے اللہ کے رسول! تب آپ نے دو رکعتیں مزید پڑھائیں پھر آپ پلٹے اور سہو کے دو سجدے نہیں کیے۔

أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَنْصَرَفَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَقْصَرْتَ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمْ نَسِيتَ؟ قَالَ: «كُلَّ ذَلِكَ لَمْ أَفْعَلْ». فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ فَعَلْتَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَارْكَعْ رَكَعَتَيْنِ أُخْرَتَيْنِ، ثُمَّ أَنْصَرَفَ وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

امام ابو داود نے کہا: اس روایت کو داود بن حصین نے بواسطہ ابوسفیان مولیٰ ابن ابی احمد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے یہ قصہ بیان کیا تو کہا: پھر آپ نے دو سجدے کیے جبکہ آپ سلام کے بعد بیٹھے ہوئے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ دَاوُدُ بْنُ الْحَصَنِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيمِ.

☀️ فائدہ: اس میں [وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ] ”سہو کے دو سجدے نہیں کیے۔“ کے الفاظ شاذ ہیں۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ)

۱۰۱۶- ضمیمہ بن جوس ہفانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ خبر بیان کی۔ کہا کہ پھر آپ نے سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کیے۔

۱۰۱۶- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ ضَمْصَمِ بْنِ جَوْسٍ الْهِفَانِيِّ، حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

۱۰۱۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو دو رکعتوں پر

۱۰۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا

۱۰۱۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب السلام بعد سجدة السهو، ح: ۱۳۳۱ من حديث عكرمة بن عمار به، وصرح بالسماع.

۱۰۱۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: فيمن سلم من ثنتين أو ثلاث ساهياً، ح: ۱۲۱۳ من حديث أبي أسامة به.

نماز میں سہو کے احکام و مسائل

سلام پھیر دیا۔ اور ابن سیرین کی حدیث کی مانند بیان کیا جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور کہا: پھر آپ نے سلام پھیرا پھر سہو کے دو سجدے کیے۔

مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْ السَّهْوِ.

☀️ فائدہ: مذکورہ بالا احادیث میں دلیل ہے کہ نبی ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے کیے۔

۱۰۱۸- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز میں تین رکعات پر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ اپنے حجرات میں تشریف لے گئے تو ایک آدمی جس کا نام خرباق تھا آپ کی طرف گیا اور یہ لہجے ہاتھوں والا تھا کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم کر دی گئی ہے؟ تو آپ غصے میں چادر گھسیٹے ہوئے باہر تشریف لائے اور کہا: ”کیا یہ سچ کہتا ہے؟“ لوگوں نے کہا: ہاں! تب آپ نے وہ رکعت پڑھائی پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔

۱۰۱۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ ثُمَّ دَخَلَ - قَالَ عَنْ مَسْلَمَةَ - الْحَجَرَ. فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يَقَالُ لَهُ الْخَرْبَاقُ كَانَ طَوِيلَ الْيَدَيْنِ فَقَالَ: أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَخَرَجَ مُغْضَبًا يَجُرُّ رِدَاءَهُ، فَقَالَ: «أَصْدَقُ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَصَلَّى تِلْكَ الرُّكْعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْهَا ثُمَّ سَلَّمَ.

☀️ فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں دلیل ہے کہ سہو کے واقعات مختلف تھے۔ ② جب فوت شدہ رکعت یا رکعات پڑھنی پڑھائی ہوں گی تو اس کے لیے تکمیل تحریر یہ بھی ہوگی۔

باب: ۱۸۹، ۱۹۰- جب پانچ رکعتیں پڑھ جائے؟

(المعجم ۱۸۹، ۱۹۰) - بَابُ: إِذَا

صَلَّى خَمْسًا (التحفة ۱۹۷)

۱۰۱۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - الْمَعْنَى - قَالَ حَفْصُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ خَمْسًا، فَقِيلَ لَهُ: أَرِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالَ: صَلَّيْتُ خَمْسًا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

۱۰۱۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ تو آپ سے کہا گیا: کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ کہنے لگے کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھا کی ہیں۔ تب آپ نے دو سجدے کیے جبکہ آپ سلام پھیر چکے تھے۔

🌞 نوآند و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا دور نزول شریعت کا دور تھا اور اس میں نسخ کا احتمال تھا اس لیے صحابہ کرام دوران نماز میں خاموش رہے مگر اب مقتدی کو لازم ہے کہ اپنے امام کی اتباع کرتے ہوئے اسے متنبہ بھی کرے۔ ② ائمہ احناف کا اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ سہو کی کبھی صورتوں میں سجدے سلام کے بعد ہوں جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ کا میلان اس طرف ہے کہ کبھی صورت میں سلام سے پہلے اور اضافہ ہو جانے کی صورت میں سلام کے بعد سجدے کیے جائیں۔

۱۰۲۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - قَالَ إِبْرَاهِيمُ: فَلَا أَدْرِي زَادَ أَمْ نَقَصَ - فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَحَدَتْ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالُوا: صَلَّيْتَ كَذًا وَكَذَا، فَفَنَى رِجْلَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ [بِهِمْ] سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَلَمَّا انْقَلَبَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا

۱۰۲۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے نماز پڑھا کی ابراہیم نے کہا معلوم نہیں اس میں کوئی کمی کر دی یا بیشی..... جب سلام پھیرا تو آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کے متعلق کوئی نیا حکم آیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ کہنے لگے کہ آپ نے ایسے ایسے نماز پڑھا کی ہے۔ تو آپ نے اپنا پاؤں موڑا، قبلہ رخ ہوئے اور انہیں دو سجدے کرائے پھر سلام پھیرا۔ جب پھرے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”بلاشبہ اگر نماز کے متعلق

۱۰۱۹۔ تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب ماجاء في القبلة... الخ، ح: ۴۰۴، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجود له، ح: ۵۷۲/۹۱ من حديث شعبة به.

۱۰۲۰۔ تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، ح: ۴۰۱، ومسلم، أيضًا، ح: ۵۷۲ عن عثمان بن أبي شيبة به.

يُوجِّهُ فَقَالَ: «إِنَّهُ لَوْ حَدَّثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ، وَلَكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي». وَقَالَ: «إِذَا شَكَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيَتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيُسَلِّمْ ثُمَّ لْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

کوئی نیا حکم آتا تو میں تمہیں بتلا دیتا، لیکن میں بشر ہوں ویسے ہی بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو۔ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کرادیا کرو۔“ اور فرمایا: ”جب کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو چاہیے کہ غور کرے کہ ٹھیک کیا ہے اور اسی پر اپنی نماز کو مکمل کرے پھر سلام پھیرے پھر دو سجدے کرے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے بشر یعنی انسان ہونے پر صریح اور بالکل واضح دلیل ہے۔ اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی ذات کے بارے میں [نُورٌ مِّنْ نُورِ اللَّهِ] جیسے من گھڑت خود ساختہ اور غلط عقیدے کی تردید ہے۔ اور بتقاضائے بشریت بعض معاملات میں جناب رسول اللہ ﷺ کو وقتی طور پر کوئی نسیان ہو جانا آپ کے لیے کوئی عیب کی بات نہ تھی۔ ② نمازی کو اپنا وہم دور کرنے کے لیے سوچنا چاہیے اور پھر یقین پر بنا کرنی چاہیے۔ ③ غلطی نماز فرض میں ہو یا نفل میں سجدہ سہو سے اس کی تلافی ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۰۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بِهَذَا قَالَ: «إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَحَوَّلْ فَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

۱۰۲۱- علقمہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہی خبر بیان کی۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی بھول جائے تو دو سجدے کرے۔“ پھر آپ مڑے اور آپ نے دو سجدے کیے۔

امام ابوداؤد نے کہا: جھین نے اعمش کی مانند روایت کیا ہے۔

۱۰۲۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ- وَهَذَا حَدِيثُ يُونُسَ - عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: صَلَّى بِنَا

۱۰۲۲- علقمہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ جب آپ پھرے تو لوگ آپس میں چپکے چپکے سے باتیں کرنے لگے۔ آپ نے پوچھا: ”کیا بات ہے؟“ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول!

۱۰۲۱- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجدة، ح: ۵۷۲ من حديث إبراهيم بن أبيه النخعي به.

۱۰۲۲- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۹۲/۵۷۲ من حديث الحسن بن عبيد الله به، وانظر الحديث السابق.

۲- کتاب الصلاة۔ نماز میں سہو کے احکام و مسائل

رسول الله ﷺ خَمْسًا، فَلَمَّا انْقَلَبَ تَوَشَّوْشَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ: «مَا شَأْنُكُمْ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ زِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «لَا»، قَالُوا: فَإِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا، فَأَنْقَلَبَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ».

کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ فرمایا: ”نہیں۔“ انہوں نے کہا: آپ نے پانچ رکعات پڑھائی ہیں تو آپ نے اسے دو رکعتوں کے پھر سلام پھیرا اور فرمایا: ”بلاشبہ میں بشر ہوں بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو۔“

۱۰۲۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ قَيْسٍ أَخْبَرَهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ حُذَيْجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى يَوْمًا فَسَلَّمَ وَقَدْ بَقِيََتْ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةٌ، فَأَذْرَكَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: نَسِيتَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً، فَارْجِعْ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَمَرَ بِلَا لَأَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى لِلنَّاسِ رَكْعَةً، فَأُخْبِرْتُ بِذَلِكَ النَّاسَ، فَقَالُوا لِي: أَتَعْرِفُ الرَّجُلَ؟ قُلْتُ: لَا، إِلَّا أَنْ أَرَاهُ، فَمَرَّ بِي، فَقُلْتُ: هَذَا هُوَ، فَقَالُوا: هَذَا طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهِ.

۱۰۲۳- جناب سوید بن قیس، حضرت معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا حالانکہ ایک رکعت باقی تھی۔ تو ایک آدمی آپ سے جا کر ملا اور کہا کہ آپ نماز میں ایک رکعت بھول گئے ہیں۔ تو آپ واپس تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے اور بلال کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی۔ میں نے لوگوں کو (بعد میں) اس (واقعہ) کی خبر دی تو انہوں نے مجھے کہا، کیا تم اس آدمی کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، لیکن اگر دیکھ لوں تو پہچان جاؤں گا۔ چنانچہ وہ میرے پاس سے گزرا تو میں نے کہا: یہی وہ شخص ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ یہ طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔

☀ فائدہ: جب لوگ صفوں سے آگے پیچھے ہو جائیں اور بعد میں سہو کا علم ہو تو نماز اور صف بندی کیلئے تکبیر کہی جائے۔

(المعجم ۱۹۰، ۱۹۱) - «بَابُ: إِذَا شَكَّ فِي الثَّلَاثِ وَالْثَلَاثِ مَنْ قَالَ: يُلْقِي الشَّكَّ (التحفة ۱۹۸)

باب: ۱۹۰، ۱۹۱- جب دو یا تین رکعات میں شک ہو تو شک کو چھوڑ دے

۱۰۲۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأذان، باب الإقامة لمن نسي ركعة من الصلوة، ح: ۶۶۵ عن قتيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۵۲.

نماز میں سہو کے احکام و مسائل

۱۰۲۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو چاہیے کہ شک کو دور کرے اور یقین کو بنیاد بنائے۔ جب یقین پر نماز مکمل کر لے تو دو سجدے کرے۔ اگر اس کی نماز (در اصل) پوری ہوئی تو اس کی زائد رکعت اور دونوں سجدے نفل ہوں گے۔ اور اگر ناقص ہوئی تو یہ رکعت اس کی نماز کی تکمیل ہوگی اور دو سجدے شیطان کی ذلت کا باعث ہوں گے۔“

۱۰۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُلْتِمِ الشُّكَّ وَلْيَتَيْنِ عَلَى الْيَقِينِ، فَإِذَا اسْتَيْقَنَ التَّمَامَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ نَافِلَةً وَالسَّجْدَتَانِ، وَإِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ تَمَامًا لِصَلَاتِهِ وَكَانَتِ السَّجْدَتَانِ مُرْغَمَتَي الشَّيْطَانِ».

امام ابوداؤد نے کہا: اسے ہشام بن سعد اور محمد بن مطرف نے زید سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور ابوخالد کی حدیث زیادہ بھرپور ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدِيثُ أَبِي خَالِدٍ أَشْبَعُ.

 فائدہ: ”شک کو دور کر کے یقین پر بنیاد۔“ یوں ہے کہ دو یا تین میں شبہ ہو تو کم تعداد یعنی دو رکعت یقینی ہیں۔ تین یا چار میں شبہ ہو تو تین یقینی ہیں اور چوتھی مشکوک۔ لہذا پہلی صورت میں دو رکعت مان کر اور دوسری صورت میں تین رکعت مان کر باقی نماز پوری کرے۔ یہی صورت سب سے رائج اور محتاط ہے۔

۱۰۲۵- جناب عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے سہو کے سجدوں کو شیطان کے لیے ذلت کا باعث بیان فرمایا۔

۱۰۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رِزْمَةَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمَى سَجْدَتَيْ السَّهْوِ الْمُرْغَمَتَيْنِ.

۱۰۲۴- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجود له، ح: ۵۷۱ من حديث زيد بن أسلم به، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۲۱۰ عن محمد بن العلاء به.
۱۰۲۵- تخریج: [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۰۶۳ عن محمد بن عبد العزيز به، وصححه الحاكم: ۱/ ۳۲۴، ووافقه الذهبي، وسنده ضعف، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

فائدہ: یعنی شیطان نے تو نمازی کو بھلوانا چاہا مگر اس نے مزید سجدے کر کے بھول چوک کی تلافی کر لی اور اللہ کے ہاں اور زیادہ قریب ہو گیا۔ اس میں شیطان کی رسوائی ہے۔

۱۰۲۶- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَكَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَا يَذْرِيكُمْ صَلًى، ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا، فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، فَإِنْ كَانَتْ الرُّكْعَةُ الَّتِي صَلَّى خَامِسَةً شَفَعَهَا بِهِاتَيْنِ، وَإِنْ كَانَتْ رَابِعَةً فَالْسَّجْدَتَانِ تَرْغِيمٌ لِلشَّيْطَانِ».

۱۰۲۶- جناب عطاء بن یسار (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور معلوم نہ رہے کہ کتنی نماز پڑھی ہے تین یا چار؟ تو اسے چاہیے کہ ایک رکعت پڑھے اور دو سجدے کرے جبکہ وہ بیٹھا ہوا ہو سلام سے پہلے۔ اگر اس کی یہ رکعت پانچویں ہوئی تو ان سجدوں کے ساتھ مل کر دو گنا ہو جائے گی اور اگر چوتھی ہی ہوئی تو یہ سجدے شیطان کی رسوائی کا باعث ہوں گے۔“

۱۰۲۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِي عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ - بِإِسْنَادِ مَالِكٍ - قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَكَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَإِنْ اسْتَيْقَنَ أَنْ قَدْ صَلَّى ثَلَاثًا فَلْيَقُمْ فَلْيَتِمَّ رَكْعَةً بِسُجُودِهَا ثُمَّ يَجْلِسُ فَيَتَشَهَّدُ، فَإِذَا فَرَغَ فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْ يُسَلِّمَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ يُسَلِّمُ» ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَى مَالِكٍ.

۱۰۲۷- زید بن اسلم نے مالک کی سابقہ سند سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو تو اگر اسے یقین ہو کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں تو چاہیے کہ کھڑا ہو اور ایک رکعت سجدوں سمیت پوری کرے پھر بیٹھ جائے اور تشهد پڑھے۔ جب فارغ ہو جائے اور صرف سلام کہنا باقی ہو تو چاہیے کہ دو سجدے کرے پھر سلام کہے۔“ پھر مالک کی حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكٍ وَحَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ وَدَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ وَهَشَامُ بْنُ سَعْدٍ إِلَّا

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو ابن وہب نے مالک، حفص بن میسرہ، داؤد بن قیس اور ہشام بن سعد سے اسی طرح (مرسل) روایت کیا ہے مگر ہشام

۱۰۲۶- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۳۳۸/۲ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۵/۱، (والقنعيني، ص: ۱۷۲)، والسند مرسل، وله شواهد عند ابن عبد البر (في التمهيد: ۲۰/۵) وغيره، وانظر الحديث السابق.

۱۰۲۷- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

أَنْ هِشَامًا بَلَغَ بِهِ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ .
نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے موصولاً بیان کی ہے۔

(المعجم ۱۹۱، ۱۹۲) - بَابُ مَنْ قَالَ:
يُنِمْ عَلَى أَكْثَرِ ظَنِّهِ (التحفة ۱۹۹)

باب: ۱۹۱، ۱۹۲- ان حضرات کے دلائل

جو کہتے ہیں کہ ظن غالب پر بنا کرے

۱۰۲۸- ابو عبیدہ بن عبداللہ اپنے والد سے وہ رسول

اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب تم نماز میں ہو اور تین یا چار رکعات میں شک ہو جائے اور تمہارا غالب گمان چار کا ہو تو تشہد پڑھو پھر دو سجدے کرو جبکہ تم بیٹھے ہوئے ہو سلام سے پہلے پھر تشہد پڑھو پھر سلام پھیر دو۔“

۱۰۲۸- حَدَّثَنَا النَّفِيلِيُّ: حَدَّثَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كُنْتَ فِي صَلَاةٍ فَشَكَّكَتْ فِي ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ وَأَكْبَرُ ظَنِّكَ عَلَى أَرْبَعٍ تَشَهَّدْتَ ثُمَّ سَجَدْتَ سَجْدَتَيْنِ وَأَنْتَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ تُسَلَّمَ، ثُمَّ تَشَهَّدْتَ أَيْضًا ثُمَّ تُسَلَّمَ».

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس روایت کو عبدالواحد نے خُصَيْف سے روایت کیا ہے مگر اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔ سفیان شریک اور اسرا ئیل نے بھی عبدالواحد کی موافقت کی ہے۔ اور متن حدیث کے الفاظ میں اختلاف ہے۔ اور ان لوگوں نے اسے مسند (مرفوع) بیان نہیں کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ خُصَيْفٍ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَوَافَقَ عَبْدُ الْوَاحِدِ أَيْضًا سُفْيَانُ وَشَرِيكَ وَإِسْرَائِيلُ، وَاخْتَلَفُوا فِي الْكَلَامِ فِي مَتْنِ الْحَدِيثِ وَلَمْ يُسْنِدُوهُ.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے ”ظن غالب“ کی بجائے یقین ہی کی بنیاد پر نماز کی تکمیل کی جائے گی جیسا کہ مذکورہ باب کی احادیث سے واضح ہے۔ نیز سہو کے دو سجدوں کے بعد تشہد پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

۱۰۲۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور اسے معلوم نہ رہے کہ زیادہ پڑھی ہے یا کم تو

۱۰۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ:

۱۰۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۲۸/۱، والنسائي في الكبرى، ح: ۶۰۵ من حديث محمد بن سلمة به، والسند منقطع، انظر، ح: ۹۹۵ * وخصيف ضعيف مشهور.

۱۰۲۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب: فيمن يشك في الزيادة والنقصان، ح: ۳۹۶ من حديث إسماعيل بن إبراهيم به وقال: "حسن"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۳۲۴/۱، ووافقه الذهبي.

حَدَّثَنَا عِيَاضٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِلَالِ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَذَرِ زَادَ أَمْ نَقَصَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِذَا أَتَاهُ الشَّيْطَانُ فَقَالَ: إِنَّكَ قَدْ أَحَدَنْتَ، فَلْيَقُلْ: كَذَبْتَ، إِلَّا مَا وَجَدَ رِيحًا بِأَنْفِهِ أَوْ صَوْتًا بِأُذُنِهِ» وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ أَبَانَ.

اے چاہیے کہ جب وہ بیٹھا ہوا ہو تو دو سجدے کر لے۔ اور جب شیطان اس کے پاس آئے اور کہے کہ تو بے وضو ہو گیا ہے تو اسے چاہیے کہ کہے تو نے جھوٹ کہا ہے، الا یہ کہ ناک سے بو محسوس کرے یا کان سے آواز سنے۔ اور یہ لفظ ابان کی روایت کے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ مَعْمَرٌ وَعَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ: عِيَاضُ بْنُ هِلَالٍ، وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: عِيَاضُ بْنُ أَبِي زُهَيْرٍ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ معمر اور علی بن مبارک نے (راوی کا نام) عیاض بن ہلال کہا ہے جبکہ اوزاعی عیاض بن ابی زہیر کہتے ہیں۔

☀ فائدہ: شیطان کا کام ہی اللہ کے بندوں کو پریشان کرنا ہے۔ لہذا نمازی کو اپنا وہم دور کرنے کے لیے سوچنا چاہیے اور جو یقین ہو اس پر بنا کرے۔

۱۰۳۰۔ حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَذَرِي كَمَّ صَلَّى، فَإِذَا وَجَدَ أَحَدَكُمْ ذَلِكَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ».

۱۰۳۰۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک تم میں سے کوئی جب نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس پر خلط ملط کر دیتا ہے (یعنی بھلوا دیتا ہے) حتیٰ کہ اسے معلوم نہیں رہتا کہ کس قدر نماز پڑھی ہے تو تم میں سے کوئی جب یہ کیفیت محسوس کرے تو چاہیے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٌ وَاللَّيْثُ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ابن عیینہ، معمر اور لیث نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے۔

۱۰۳۰۔ تخریج: أخرجه البخاري، السهو، باب السهو في الفرض والتطوع، ح: ۱۲۳۲، ومسلم، الصلوة، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه، ح: ۳۸۹، بعد، ح: ۵۶۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۰، (والقنعبي، ص: ۱۷۸، ۱۷۹).

🌟 فائدہ: حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث امام مالک، لیث اور ابن وہب وغیرہ کے نزدیک ایسے افراد کے لیے ہے جو سو سے کم مرتبے ہوں۔ شک و شبہ ان سے کسی طرح دور ہوتا ہی نہ ہو۔ اس قسم کے لوگ اپنے یقین کی بنیاد پر جب نماز مکمل کر لیں تو سجدے کر لیا کریں۔ (عون المعبود) مذکورہ حدیث (۱۰۲۹) بھی بر بنائے صحت اسی مفہوم پر محمول ہوگی۔

۱۰۳۱- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ بِهِذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ. زَادَ «وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ».

۱۰۳۱- جناب زہری کا بھتیجا (محمد بن عبداللہ) راوی ہے کہ محمد بن مسلم (زہری) نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی اور کہا کہ (سجدے کرے) ”جبکہ وہ بیٹھا ہوا ہو سلام سے پہلے۔“

۱۰۳۲- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيُّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: «فَلَيْسَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلَّمَ ثُمَّ لَيْسَ».

۱۰۳۲- ابن اسحاق راوی ہیں کہ محمد بن مسلم زہری نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور کہا: ”سلام سے پہلے دو سجدے کرے پھر سلام پھیرے۔“

(المعجم ۱۹۲، ۱۹۳) - باب مَنْ قَالَ: بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التَّحْفَةُ ۲۰۰)

باب: ۱۹۲، ۱۹۳- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ سلام کے بعد سجدے کرے

۱۰۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسَافِعٍ أَنَّ مُضْعَبَ بْنَ شَيْبَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۱۰۳۳- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے اپنی نماز میں شک ہو اسے چاہیے کہ سلام کے بعد دو سجدے کرے۔“

۱۰۳۱- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۲/ ۳۳۹ من حديث أبي داود به.

۱۰۳۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في سجدي السهو قبل السلام، ح: ۱۲۱۶ من حديث الزهري به، ورواه البيهقي: ۲/ ۳۳۹ من حديث أبي داود به.

۱۰۳۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب التحري، ح: ۱۲۵۱ من حديث حجاج بن محمد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۳۳، وقال البيهقي: ۲/ ۳۳۶ ”هذا الإسناد لا بأس به“.

قال: «مَنْ شَكَ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ».

☀️ فائدہ: یعنی اپنی رکعتیں پوری کر کے آخر میں دو سجدے کر لے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سہو کے سجدے سلام پھرنے کے بعد بھی کیے جاسکتے ہیں۔ تاہم یہ روایت دیگر محققین کے نزدیک ضعیف ہے۔ (دیکھیے: الموسوعة الحديثية، سند احمد، ۲۷۳/۳)

(المعجم ۱۹۳، ۱۹۴) - باب مَنْ قَامَ مِنْ ثَنَيْنِ وَلَمْ يَتَشَهَّدْ (التحفة ۲۰۱)

باب: ۱۹۳، ۱۹۴ - جو شخص دو رکعتوں کے بعد کھڑا ہو جائے اور تشہد نہ پڑھے؟

۱۰۳۴ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَانْتَظَرْنَا التَّسْلِيمَ كَثُرَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۰۳۳ - حضرت عبداللہ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں اور کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں۔ پس لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے جب آپ نے اپنی نماز مکمل فرمائی اور ہمیں آپ کے سلام کہنے کا انتظار تھا آپ نے تکبیر کہی اور دو سجدے کیے جبکہ آپ (تشہد میں) بیٹھے ہوئے تھے سلام سے پہلے۔ ان کے بعد سلام پھیرا۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① مقتدیوں پر امام کی اقتدا واجب ہے خواہ وہ بھول رہا ہو۔ امام کو متنبہ کرنا ان کا شرعی حق ہے۔ ② درمیانی تشہد رہ جائے تو سجدہ سہو سے اس کی تلائی ہو جاتی ہے۔ ③ راوی حدیث حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام مالک اور بحینہ ان کی والدہ کا نام ہے۔ اسی لیے محدثین جب ان کا پورا نام ”عبداللہ بن مالک ابن بحینہ“ لکھتے ہیں تو ابن بحینہ کے شروع میں ہمزہ ضرور لکھتے ہیں تاکہ معلوم رہے کہ یہ عبداللہ کی صفت ہے نہ کہ مالک کی۔

۱۰۳۵ - حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبِي وَبَقِيَّةُ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِمَعْنَى إِسْنَادِهِ وَحَدِيثِهِ. زَادَ: كَرَامِ تِسْرِي رَكْعَتٍ فِي كَهْرُءٍ هُوَ كَعْلٍ (تو) کچھ لوگ ہم

۱۰۳۵ - شعیب نے زہری سے مذکورہ بالا سند اور حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: (کہ جب صحابہ کرام تیسری رکعت میں کھڑے ہو گئے تو) کچھ لوگ ہم

۱۰۳۴ - تخریج: أخرجه البخاري، السهو، باب ما جاء في السهو إذا قام من ركعتي الفريضة، ح: ۱۲۲۴ من حديث مالك، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجود له، ح: ۵۷۰ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الموطأ (بحی): ۹۶/۱.

۱۰۳۵ - تخریج: منقول عليه، انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۱۰/۲۱۰ من حديث أبي داود به.

وَكَانَ مِنَّا الْمُتَشَهِّدُ فِي قِيَامِهِ .

میں سے قیام میں تشہد پڑھ رہے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ سَجَدَهُمَا ابْنُ الزُّبَيْرِ قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، وَهُوَ قَوْلُ الزُّهْرِيِّ.

امام ابو داود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایسے ہی حضرت عبد اللہ بن زبیر رحمہ اللہ نے بھی دو سجدے کیے جبکہ وہ دو رکعتوں پر کھڑے ہو گئے تھے یہ سجدے سلام سے پہلے کیے اور زہری کا قول بھی یہی ہے۔

🌞 فائدہ: درمیانی تشہدہ جانے کی صورت میں اگر دوران نماز میں علم ہو جائے تو افضل یہی ہے کہ سو کے دو سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں ورنہ بعد از سلام کرنے ہوں گے۔

(المعجم ۱۹۴، ۱۹۵) - باب مَنْ نَسِيَ أَنْ يَتَشَهَّدَ وَهُوَ جَالِسٌ (التحفة ۲۰۲)

باب: ۱۹۴، ۱۹۵- جو شخص بیٹھے ہوئے تشہد پڑھنا بھول جائے؟

۱۰۳۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرِو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ الْجُعْفِيِّ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سُبَيْلٍ الْأَحْمَسِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ الْإِمَامُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ فَإِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ، فَإِنْ اسْتَوَى قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ وَيَسْجُدُ سَجْدَتِي السَّهْوِ».

۱۰۳۶- حضرت مغیرہ بن شعبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب امام دو رکعتوں پر کھڑا ہو جائے اور صحیح سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے ہی اسے یاد آجائے تو چاہے کہ بیٹھ جائے (اور تشہد پڑھے)۔ (اور اگر سیدھا کھڑا ہو جائے تو نہ بیٹھے بلکہ سو کے دو سجدے کرے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ فِي كِتَابِي جَابِرِ الْجُعْفِيِّ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری کتاب میں جابر جعفی سے صرف یہی حدیث روایت ہوئی ہے۔

🌞 ملحوظہ: اس حدیث کو شیخ البانی رحمہ اللہ صحیح شمار کرتے ہیں جبکہ دیگر عام محدثین جابر جعفی کی وجہ سے اسے ضعیف کہتے ہیں۔ یہ اپنے رافضی عقائد کی بنا پر ناقابل حجت ہے۔ (عون المعبود، منذری) تاہم اگلی حدیث سے اس میں بیان کردہ مسئلہ ثابت ہے۔ شوافع وغیرہ کا مذہب ہے کہ تشہد پڑھنا واجب ہے۔ اگر امام اور ایسے ہی منفرد بھی خاموش بیٹھا رہا ہو اور تشہد نہ پڑھے تو یاد آئے پر سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے قعدے میں لوٹ جائے اور

۱۰۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن قام من اثنتين ساهيًا، ح: ۱۲۰۸ من حديث سفيان الثوري به * جابر الجعفي ضعيف جدًا، والحديث الآتي: ۱۰۳۷ يغني عنه.

۲- کتاب الصلاة

تشہد پڑھے اور یہی حق ہے۔ اور اگر سیدھا کھڑا ہو جائے تو کھڑا رہے اور آخر میں سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔

۱۰۳۷- زیاد بن علاقہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی تو وہ دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے۔ ہم نے سبحان اللہ کہا۔ انہوں نے بھی سبحان اللہ کہا اور کھڑے رہے جب نماز پوری کی اور سلام پھیر لیا تو سہو کے دو سجدے کیے۔ جب نماز سے پھرے تو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا تھا جیسے کہ میں نے کیا ہے۔

۱۰۳۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْجُشَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةَ بْنُ شُعْبَةَ فَتَهَضَّ فِي الرُّكْعَتَيْنِ قُلْنَا: سُبْحَانَ اللَّهِ! قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ! وَمَضَى، فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ سَجَدَ سَجْدَتِي السَّهْوِ، فَلَمَّا أَنْصَرَفَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ كَمَا صَنَعْتُ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ نے بواسطہ شعی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی مرفوع بیان کیا ہے۔ (نیز) ابوعمیس نے ثابت بن عبید سے زیاد بن علاقہ کی مانند روایت کیا ہے کہا کہ ہم کو مغیرہ بن شعبہ نے نماز پڑھائی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ، وَرَفَعَهُ وَرَوَاهُ أَبُو عُمَيْسٍ عَنِ ثَابِتِ بْنِ عُثَيْدٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةَ ابْنِ شُعْبَةَ، مِثْلَ حَدِيثِ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ.

امام ابوداؤد نے کہا: ابوعمیس، مسعودی کا بھائی ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی کیا تھا جیسے کہ جناب مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اور عمران بن حصین، ضحاک بن قیس اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی فتویٰ ہے اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا بھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عُمَيْسٍ أَخُو الْمَسْعُودِيِّ، وَفَعَلَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمُغِيرَةُ وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَالضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَابْنُ عَبَّاسٍ أَفْتَى بِذَلِكَ وَعُمَرُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان لوگوں کیلئے ہے جو دو رکعتوں پر کھڑے ہو جائیں۔ پھر وہ سلام کے بعد سجدے کریں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا فِيمَنْ قَامَ مِنْ ثَنَيْنِ ثُمَّ سَجَدُوا بَعْدَ مَا سَلَّمُوا.

۱۰۳۷- [تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في الإمام ينهض في الركعتين ناسيًا، ح: ۳۶۵ من حديث يزيد بن هارون به، وقال: "حسن صحيح"، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة عند الطحاوي في معاني الآثار: (۱/ ۴۴۰) وغيره.

۲- کتاب الصلاة : نماز میں سہو کے احکام و مسائل

☀️ **فائدہ:** امام صاحب کے آخری جملوں میں یہ توضیح ہے کہ درمیانی قعدہ بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو لازم ہے مگر ”سلام کے بعد“ ہونے میں صحابہ کا عمل مختلف ہے۔ کچھ سے قبل از سلام مروی ہے اور کچھ سے بعد از سلام۔ (عون المعبود) راجح اور افضل یہ ہے کہ قبل از سلام کیے جائیں۔

۱۰۳۸- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ بِمَعْنَى الْإِسْنَادِ، أَنَّ ابْنَ عِيَّاشٍ حَدَّثَهُمْ: عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ الْكَلَّاعِيِّ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ يَعْنِي ابْنِ سَالِمٍ الْعَنْسِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ. - قَالَ عَمْرُو وَخَذَهُ: عَنْ أَبِيهِ - عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ» وَلَمْ يَذْكُرْ: عَنْ أَبِيهِ، غَيْرُ عَمْرُو.

۱۰۳۸- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”ہر سہو کے لیے سلام کے بعد دو سجدے ہیں۔“ (امام ابوداؤد کے شیخ عمرو بن عثمان کی سند میں عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر اپنے والد سے وہ ثوبان سے روایت کرتے ہیں۔) اور والد کا یہ ذکر عمرو کے علاوہ کسی اور کی سند میں نہیں ہے۔

(المعجم ۱۹۵، ۱۹۶) - باب سَجْدَتِي السَّهْوِ فِيهِمَا تَشَهُدٌ وَتَسْلِيمٌ (التحفة ۲۰۳)

باب: ۱۹۵، ۱۹۶- سجود سہو میں تشہد اور سلام کا بیان

۱۰۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنِي أَشْعَثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَعْنِي الْحَدَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ

۱۰۳۹- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی اور بھول گئے تو دو سجدے کیے پھر تشہد پڑھا اور سلام پھیرا۔

۱۰۳۸- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن سجدهما بعد السلام، ح: ۱۲۱۹ عن عثمان بن أبي شيبة به، ولم يقل: عن أبيه * إسماعيل بن عياش صرح بالسماع عند البيهقي: ۳۳۷/۲، وزهير بن سالم وثقه ابن حبان وكذا الذهبي في الكاشف.

۱۰۳۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التشهد في سجدتي السهو، ح: ۳۹۵ من حديث ابن المثنى به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۶۲، وابن حبان، ح: ۵۳۶، والحاكم على شرط الشيخين: ۳۲۳/۱، ووافقه الذهبي، وأعل بعله غير قاذحة.

۲- کتاب الصلاة - نماز کے اختتام پر چند ضروری احکام و مسائل

حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فَسَهَا
فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ.

فائدہ: اس میں سو کے سجدوں کے بعد تشهد پڑھنے اور پھر سلام پھیرنے کا ذکر ہے۔ اس حدیث کی رو سے اس کا بھی جواز ہے۔ تاہم شیخ البانی نے اس حدیث کو شاذ قرار دیا ہے۔

(المعجم ۱۹۶، ۱۹۷) - باب انصراف النساء قبل الرجال من الصلاة
باب: ۱۹۶، ۱۹۷ - نماز کے بعد عورتیں مردوں سے پہلے واپس ہوں
(التحفة ۲۰۴)

۱۰۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدِ بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ مَكَتَ قَلِيلًا، وَكَانُوا يُرَوْنَ أَنَّ ذَلِكَ كَيْمَا يَنْفُذَ النِّسَاءُ قَبْلَ الرِّجَالِ.

۱۰۴۰- ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام کہہ لیتے تو تھوڑی دیر کے رہتے۔ اور صحابہ سمجھتے تھے کہ یہ اس لیے ہوتا تھا کہ عورتیں مردوں سے پہلے لوٹ جائیں۔

فائدہ: اسلامی معاشرے میں مردوں اور عورتوں کا بغیر پردے کے بے ہنگم ازدحام اور میل جول کسی طرح پسندیدہ نہیں ہے۔ اور مسلمان حضرات و خواتین کو چاہیے کہ شہے اور تہمت کے مواقع سے ہمیشہ دور رہیں اور اختلاط سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(المعجم ۱۹۷، ۱۹۸) - باب: كَيْفَ الْإِنْصِرَافُ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ۲۰۵)
باب: ۱۹۷، ۱۹۸ - نماز کے بعد کس طرح اپنا رخ پھیرے؟

۱۰۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ

۱۰۴۱- جناب قبیسہ بن ہلب طائی اپنے والد ہلب سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کے

۱۰۴۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب التسليم، ح: ۸۳۷ من حديث الزهري به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۳۲۲۷.

۱۰۴۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الانصراف عن يمينه وعن يساره، ح: ۳۰۱ من حديث سمالك بن حرب به، وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ۸۰۹، ۹۲۹.

۲- کتاب الصلاة گھر میں نوافل پڑھنے اور قبلے کے علاوہ کسی اور طرف نماز پڑھ لینے کے احکام و مسائل

قَيْصَةَ بْنِ هَلْبٍ - رَجُلٍ مِنْ طَيٍّ - عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ شِقَّتِهِ.

ساتھ نماز پڑھی تو آپ اپنی دونوں اطراف سے (مقتدیوں کی طرف) پھرا کرتے تھے۔ (یعنی کبھی دائیں جانب سے اور کبھی بائیں جانب سے۔)

۱۰۴۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَا يَجْعَلْ أَحَدُكُمْ نَصِيصًا لِلشَّيْطَانِ مِنْ صَلَاتِهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكْثَرَ مَا يَنْصَرِفُ عَنْ شِمَالِهِ. قَالَ عُمَارَةُ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ بَعْدُ، فَرَأَيْتُ مَنَازِلَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ يَسَارِهِ.

۱۰۴۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تم میں سے کوئی اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ رکھے۔ یوں کہ صرف دائیں جانب سے پھرنے ہی کو اختیار کر لے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بارہا دیکھا کہ آپ اپنی بائیں جانب سے بھی پھرا کرتے تھے۔ عمارہ بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں میں مدینے آیا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے مکانات آپ (کے مصلے) سے بائیں جانب تھے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ کا استہدایوں ہے کہ نبی ﷺ کا نماز کے بعد ازاں کار و غیرہ سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کو بائیں جانب ہی جانا ہوتا تھا تو یقیناً آپ عموماً اپنی بائیں جانب ہی سے اپنا منہ موڑتے رہے ہوں گے۔ ② بقول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سنت کے کسی ایک ہی انداز میں اس قدر اصرار کہ دوسرے سے اعراض یا اس کی تکذیب سمجھی جائے تو میں بے حد برا عمل ہے گویا شیطان کا حصہ ملانا ہے۔

(المعجم ۱۹۸، ۱۹۹) - باب صَلَاةِ الرَّجُلِ التَّطَوُّعَ فِي بَيْتِهِ (التحفة ۲۰۶)

باب: ۱۹۸، ۱۹۹- گھر میں نفل پڑھنے کا بیان

۱۰۴۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۱۰۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں بھی پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بنا چھوڑو۔“

۱۰۴۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الافتتاح والانصراف عن اليمين والشمال، ح: ۸۵۲ من حديث شعبة، ومسلم، صلوة المسافرين، باب جواز الانصراف من الصلوة عن اليمين والشمال، ح: ۷۰۷ من حديث سليمان الأعمش به.

۱۰۴۳- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب كراهية الصلوة في المقابر، ح: ۴۳۲، ومسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب صلوة النافلة في بيته وجوارها في المسجد... الخ، ح: ۷۷۷ من حديث يحيى القطان به، وهو في المسند لأحمد: ۱۶/۲ باختلاف يسير.

۲- کتاب الصلاة گھر میں نوافل پڑھنے اور قبلے کے علاوہ کسی اور طرف نماز پڑھ لینے کے احکام و مسائل
«اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوا هَا قُبُورًا».

☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے مراد صرف سنتیں اور نوافل ہیں۔ ② قبرستان سے مشابہت اس لیے دی گئی ہے کہ وہاں نہ نماز پڑھی جاتی ہے اور نہ جائز ہی ہے۔ ③ اس میں اہم تر حکمت یہ ہے کہ اس عمل کے باعث گھر میں اللہ کی رحمت اترتی ہے، فرشتے نازل ہوتے ہیں، انسان ریا سے محفوظ رہتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ بھی ہے کہ گھروالوں کو ترغیب اور بچوں کی تربیت ہوتی ہے۔ ④ ان نوافل سے، احرام و طواف کی سنتیں اور باجماعت تراویح وغیرہ مستثنیٰ ہیں۔

۱۰۴۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ : أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي مَسْجِدِي هَذَا إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ».

۱۰۴۳- جناب بسر بن سعید حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میری اس مسجد میں نماز پڑھنے کے مقابلے میں انسان کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے سوائے فرض نماز کے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ ارشاد مردوں کو ہے عورتوں کو نہیں، کیونکہ ان کے لیے فرض نماز بھی گھر میں پڑھنا زیادہ افضل ہے اگرچہ جماعت میں آنے کی اجازت ہے۔ ② بیت الحرام اور بیت المقدس بھی مسجد نبوی پر قیاس ہیں۔ ③ ان نوافل سے مراد ایسے نوافل ہیں جو مسجد سے مخصوص نہیں مثلاً تحیۃ المسجد اور جمعہ سے پہلے کے نوافل وغیرہ۔

(المعجم ۱۹۹، ۲۰۰) - باب مَنْ صَلَّى لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ ثُمَّ عَلِمَ (التحفة ۲۰۷) باب: ۲۰۰، ۱۹۹- جو شخص قبلے کے علاوہ کسی اور طرف نماز پڑھ لے اور اسے بعد میں علم ہو

۱۰۴۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَحُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا يُصَلُّونَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَلَمَّا نَزَلَتْ «قَوْلٌ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ حَيْثُ

۱۰۴۳- سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ تو جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: «قَوْلٌ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ حَيْثُ

۱۰۴۴- تخریج: متفق علیہ من حدیث أبي النضر به كما سيأتي، ح: ۱۴۴۷.

۱۰۴۵- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحويل القبلة من القدس إلى الكعبة، ح: ۵۲۷ من حدیث حماد ابن سلمة به.

مَا كُنْتُمْ قَوْلُوا وَجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ﴿۱﴾ ”چنانچہ آپ اپنا رخ مسجد حرام کی جانب کر لیجئے اور تم جہاں بھی ہو اپنے چہرے اس کی طرف کر لو۔“ تو ایک شخص بنو سلمہ کے افراد کے پاس سے گزرا جب کہ وہ فجر کی نماز میں رکوع میں تھے اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے انہیں پکار کر کہا: خبردار! قبلہ کعبہ کی جانب تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس نے دوبارہ یندادی۔ چنانچہ وہ لوگ اپنی اسی رکوع کی حالت میں کعبہ کی جانب پھر گئے۔

هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ قَوْلُوا وَجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ [البقرة: ۱۴۴]. فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَنَادَاهُمْ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ: أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حَوَّلْتُ إِلَى الْكَعْبَةِ - مَرَّتَيْنِ - قَالَ: فَمَالُوا كَمَا هُمْ رُكُوعٌ إِلَى الْكَعْبَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اسلام میں احکام کا نسخ ثابت ہے اور جب تک اس کا علم نہ ہو جائے کوئی اس کا مکلف نہیں ہوا کرتا۔ ② کسی قابل اعتماد فرد واحد کی خبر بھی قابل قبول ہوتی ہے۔ جسے اصطلاحاً ”خبر واحد“ کہتے ہیں۔ ③ لاعلمی میں اگر غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لی گئی ہو تو وہ صحیح ہے۔ ④ ضرورت کے پیش نظر نمازی کو حالت نماز میں وہ شخص تعلیم دے سکتا ہے جو نماز نہ پڑھ رہا ہو۔ ⑤ ایسی تعلیم سے نمازی کی نماز خراب نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔

جمعة المبارک کے احکام و مسائل

باب: ۲۰۱/۲۰۰- جمعے کے دن اور اس کی

رات کی فضیلت

۱۰۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعے کا دن ہے۔ اس میں آدم پیدا کیے گئے اسی میں ان کو زمین پر اتارا گیا اسی میں ان کی توبہ قبول کی گئی اسی دن ان کی وفات ہوئی اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ جمعہ کے دن صبح ہوتے ہی تمام جانور قیامت کے ڈر سے کان لگائے ہوئے ہوتے ہیں حتیٰ کہ سورج

بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الْجُمُعَةِ

(المعجم ۲۰۰، ۲۰۱) - باب فَضْلِ يَوْمِ

الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ (التحفة ۲۰۸)

۱۰۴۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُهْبِطَ، وَفِيهِ تَبَّ عَلَيْهِ، وَفِيهِ مَاتَ، وَفِيهِ

۱۰۴۶- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الساعة التي ترجى في يوم الجمعة، ح: ۴۹۱ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ (بجی): ۱/۱۰۸، ۱۱۰ (والقنعني، ص: ۱۶۳، ۱۶۶)، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۳۸، وابن حبان، ح: ۱۰۲۴، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۲۷۸، ۲۷۹، ووافقه الذهبي.

طلوع ہو جائے سوائے جنوں اور انسانوں کے۔ اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے جسے کوئی مسلمان بندہ پالے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ عزوجل سے اپنی کسی ضرورت کا سوال کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عنایت فرما دیتا ہے۔“ جناب کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا سال میں ایک دن ہوتا ہے؟ تو میں نے کہا: (نہیں) بلکہ ہر جمعہ کو ہوتا ہے۔ تب کعب نے تورات پڑھی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بعد میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کو جناب کعب رضی اللہ عنہ سے اپنی مجلس کا بتایا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ یہ گھڑی کس وقت ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں نے ان سے کہا: مجھے (بھی) یہ بتا دیجیے۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ جمعہ کے دن آخری گھڑی ہوتی ہے۔ میں نے (ان سے) کہا: یہ آخری گھڑی کیسے ہو سکتی ہے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مسلمان بندہ اسے پائے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔“ اور اس وقت میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ”جو شخص کسی جگہ بیٹھا نماز کا انتظار کر رہا ہو تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے حتیٰ کہ نماز پڑھ لے۔“ میں نے کہا: ہاں! تو کہنے لگے کہ بس یہی ہے۔

تَقُومُ السَّاعَةُ، وَمَا مِنْ دَائِيَّةٍ، إِلَّا وَهِيَ مُسَبِّخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِينَ تَضْبِجُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْحِجْنَ وَالْإِنْسَ، وَفِيهَا سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَاجَةً إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهَا. قَالَ كَعْبٌ: ذَلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ؟ فَقُلْتُ: بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ، قَالَ: فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَةَ فَقَالَ: صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ثُمَّ لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ فَحَدَّثَنِي بِمَجْلِسِي مَعَ كَعْبٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: قَدْ عَلِمْتُ أَيُّهُ سَاعَةٌ هِيَ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ لَهُ: فَأَخْبِرْنِي بِهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَقُلْتُ: كَيْفَ هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي»، وَتِلْكَ السَّاعَةُ لَا يُصَلِّي فِيهَا؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ؟» قَالَ: فَقُلْتُ: بَلَى، قَالَ: هُوَ ذَاكَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے جمعۃ المبارک کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ نیز یہ حدیث جمعۃ المبارک کے دن خصوصاً آخری ساعت میں دعا مانگنے اور اس کی قبولیت پر دلالت کرتی ہے۔ ② حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالے جانے اور زمین پر اتارے جانے کو روز جمعہ کی فضیلت میں اس لیے شمار کیا گیا ہے کہ اس سے زمین کی آبادی

نبیوں رسولوں اور صالحین کا ظہور اللہ کی شریعت پر عمل درآمد اور اس کے تقرب کا حصول، عدل و انصاف کا قیام اور فضل و احسان کا ظہور ہوا۔ اسی طرح اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کو اس دن کی فضیلت میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ مومن اسی سے دارالامتحان سے نکل کر اپنے اللہ کے حضور پہنچتا ہے۔ ⑤ حیوانات میں بھی اپنے خالق کی معرفت حتیٰ کہ قیامت کا خوف وادیت کیا گیا ہے۔ ⑥ ظہور قیامت کا عمل طلوع شمس سے پہلے ہی شروع ہو جائے گا۔ ⑦ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے مگر ضروری ہے کہ داعی نے دعائیں لازمی شرطیں ملحوظ رکھی ہوں نیز قبولیت کی نویتیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ ⑧ یہ مقبول ساعت پورے دن میں مغلّی رکھی گئی ہے تاہم اس حدیث کی روشنی میں دن کی آخری گھریوں میں اس کا ہونا زیادہ متوقع ہے۔ ⑨ کعب احبار کہتا یحییٰ میں سے ہیں جو پہلے یہودی تھے اور مُحَضَّرِ مین میں سے ہیں۔ (مُحَضَّرِ مین، ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو عہد رسالت میں مسلمان ہوئے، مگر بوجہ رسول اللہ ﷺ سے مل نہیں سکے۔) اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اور قبل از اسلام یہود کے سربراہ اور وہ علماء میں سے تھے۔ ⑩ شریعت محمدیہ مطہرہ علی صاحبہا الصلاة والسلام سابقہ کتب مُنَزَّل مِنَ اللّٰہ کی تصدیق کرتی ہے۔

۱۰۴۷۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے افضل ایام میں سے جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم پیدا کیے گئے، اسی میں ان کی روح قبض کی گئی، اسی میں نفخہ (دوسری دفعہ صور پھونکنا) ہے اور اسی میں صحتہ ہے (پہلی دفعہ صور پھونکنا، جس سے تمام بنی آدم ہلاک ہو جائیں گے)۔ سو اس دن میں مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کیوں کر پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ (یعنی آپ کا جسم)۔ تو آپ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کے جسم حرام کر دیے ہیں۔“

۱۰۴۷۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ أُوسِ بْنِ أُوسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟ - قَالَ: يَقُولُونَ: بَلَيْتَ - فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ».

۱۰۴۷۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجمعة، باب إكثار الصلوة على النبي ﷺ يوم الجمعة، ح: ۱۳۷۵، وابن ماجه، ح: ۱۰۸۵، من حديث حسين بن علي به، وفيه علة قاذحة * عبد الرحمن بن يزيد الذي يروي عنه حسين الجعفي وأبو أسامة ليس هـ ابن جابر الثقة، بل هو ابن تميم الضعيف، كذا حققه البخاري وابن أبي حنيفة الجعفي وأبو داود وغيرهم، وانظر شرح علل الترمذي لابن رجب (ص: ۴۶۵، ۴۶۷) وغيره.

☀️ فوائد و مسائل: ① نفخہ اور صَعَقَہ کے اس دن میں واقع ہونے میں اس کی فضیلت یہ ہے کہ یہ مومنین کے لیے ابدی فرحت یعنی دخولِ جنت کا موقع ہوگا اور کفار کے لیے عذاب و عقاب کا۔ ② افضل دن میں افضل عمل افضل الرسل ﷺ کے لیے درود شریف پڑھنا ہے۔ ③ نبی علیہ السلام کی یہ حیات برزخی معاملہ ہے جس کی تفصیلات ہمیں نہیں دی گئی ہیں۔ ہم اس پر اجمالاً ایمان رکھتے ہیں اور تفصیل و کیفیت سے خاموش رہتے ہیں سوائے اس کے جس کی ہمیں خبر دے دی گئی ہے۔

(المعجم ۲۰۱، ۲۰۲) - باب الإِجَابَةِ
آيَةُ سَاعَةِ هِيَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ
(التحفة ۲۰۹)
باب: ۲۰۱، ۲۰۲ - قبولیت کی گھڑی جمعہ کے روز
کس وقت ہے؟

۱۰۴۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَغْنِي ابْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ الْجُلَّاحَ مَوْلَى عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «يَوْمُ الْجُمُعَةِ ثِنْتَا عَشْرَةَ - يُرِيدُ سَاعَةً - لَا يُوجَدُ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ، فَالْتَمِسُوهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ».

۱۰۴۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے دن میں بارہ گھڑیاں ہیں۔ جو بھی مسلمان اس حالت میں پایا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عنایت فرما دیتا ہے، لہذا اسے عصر کے بعد کی آخری ساعت میں تلاش کرو۔“

☀️ فائدہ: اس حدیث میں پیچھے مذکور حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بیان کی تائید ہے کہ یہ ساعت قبولِ عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے سے پہلے ہے۔

۱۰۴۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ يَعْنِي ابْنَ بُكَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي

۱۰۴۹- جناب ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پوچھا: کیا آپ نے اپنے والد سے جمعہ کے بارے میں

۱۰۴۸- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب وقت الجمعة، ح: ۱۳۹۰ من حديث عبد الله بن وهب به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۲۷۹/۱، ووافقه الذهبي.

۱۰۴۹- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب: في الساعة التي في يوم الجمعة، ح: ۸۵۳ من حديث عبد الله بن وهب به.

مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عُمَرَ: أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي شَأْنِ الْجُمُعَةِ يَعْنِي السَّاعَةَ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي عَلَى الْمِنْبَرِ.

کچھ سنا ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرتے تھے یعنی قبولیت کی گھڑی کون سی ہے؟ میں نے کہا: ہاں میں نے ان کو سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”یہ گھڑی امام کے (منبر پر) بیٹھ جانے سے لے کر نماز مکمل ہونے تک کے مابین ہے۔“

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: یعنی منبر پر (بیٹھ جانے سے)

فائدہ: مختلف روایات میں جمع و طہیق کی ایک صورت یہ ہے کہ یہ ساعت مختلف اوقات میں نھل ہوتی رہتی ہے۔

(المعجم ۲۰۲، ۲۰۳) - باب فَضْلِ الْجُمُعَةِ (التحفة ۲۱۰)

باب: ۲۰۲، ۲۰۳ - جمعہ کی فضیلت کا بیان

۱۰۵۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءِ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ - قَالَ - : فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةٌ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا».

۱۰۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر جمعہ کے لیے آئے اور غور سے سننے اور خاموش رہے تو اس کے جمعہ سے جمعہ تک کے اور مزید تین دن کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جو (خطبے کے دوران میں) کنگریوں سے کھلیا اس نے لغو کام کیا۔“

فوائد و مسائل: ① اچھے وضو سے مراد سنت کے مطابق کامل وضو ہے۔ جس میں کوئی کمی رکھی گئی ہو نہ پانی کا اسراف ہو۔ ② اس بخشش میں قرآن کریم کی آیت مبارکہ کی تصدیق ہے کہ ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَثْمَالِهَا﴾ (الانعام: ۱۶۰) ”جو کوئی نیکی کرے اس کے لیے اس کا دس گنا (اجر) ہے۔“ ③ یہ حدیث خطبہ جمعہ خاموشی اور غور سے سننے پر دلالت کرتی ہے اور اسی منون اہداز کے اختیار کرنے پر اتنے بڑے اجر و ثواب کی بشارت ہے۔

۱۰۵۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: ۱۰۵۱- مولیٰ ام عثمان (زوجہ عطاء) سے روایت

۱۰۵۰- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة، ح: ۸۵۷ من حديث أبي معاوية الضرير به، وصرح بالسماع عند ابن خزيمة، ح: ۱۷۵۶، وللحديث شواهد.

۱۰۵۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۲۰/۳، ورواه أحمد: ۹۳/۱، ح: ۷۱۹، أطراف ۴۴

ہے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسجد کوفہ کے منبر پر سنا وہ فرما رہے تھے: ”جب جمعے کا دن آتا ہے تو شیاطین اپنے جھنڈے لے کر بازار جاتے ہیں اور لوگوں کو مختلف مشاغل میں الجھا دیتے ہیں اور انہیں جمعے سے تاخیر کرا دیتے ہیں۔ اور ملائکہ (فرشتے) آ کر مساجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے اور پہلی ساعت میں پہنچنے والوں کے نام لکھتے ہیں اور دوسری ساعت میں آنے والوں کے نام لکھتے ہیں حتیٰ کہ امام آ جاتا ہے۔ پس جب کوئی شخص کسی مناسب جگہ بیٹھ جاتا ہے کہ صحیح طور پر (خطبہ) سن سکے امام کو دیکھ سکے اور خاموش رہے اور لغوبات (یا کام) نہ کرے تو ایسے شخص کو دو حصے اجر ملتا ہے اور اگر کوئی شخص دور ہو اور ایسی جگہ بیٹھے کہ وہاں سے سن نہ سکتا ہو لیکن خاموش رہے اور لغوبات (یا کام) نہ کرے تو اس کو ایک حصہ اجر ملتا ہے۔ اور اگر کسی ایسی جگہ بیٹھے جہاں سے وہ صحیح طور پر سن سکتا ہو اور امام کو دیکھ سکتا ہو لیکن کسی لغو کام میں مشغول ہو رہے اور خاموش نہ رہے تو اس کو گناہ کا ایک حصہ ملتا ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے ساتھی کو دور ان جمعیہ میں (خاموش کرانے کیلئے) ”چپ رہو“ بھی کہہ دیا تو اس نے لغو کام کیا۔ اور جس نے لغو کام کیا اس کے لیے اس جمعہ میں سے کچھ نہیں ہے۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے آخر میں کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ سب فرماتے ہوئے سنا ہے۔

امام ابو داؤد کہتے ہیں اسے ولید بن مسلم نے ابن جابر سے روایت کیا تو لفظ [رَبَائِث] ذکر کیا ہے۔ ایسے

أَخْبَرَنَا عِيسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ ابْنِ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ الْخُرَّاسَانِيُّ عَنْ مَوْلَى امْرِئِهِ أُمِّ غُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى مِثْبَرِ الْكُوفَةِ يَقُولُ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ غَدَبَ الشَّيَاطِينُ بِرَبَائِثِهَا إِلَى الْأَسْوَاقِ، فَيَرْمُونَ النَّاسَ بِالرَّبَائِثِ - أَوْ الرَّبَائِثِ - وَيَبْطُلُونَهُمْ عَنِ الْجُمُعَةِ، وَتَغْدُو الْمَلَائِكَةُ فَتَجْلِسُ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَيَكْتُبُونَ الرَّجُلَ مِنْ سَاعَةِ وَالرَّجُلَ مِنْ سَاعَتَيْنِ حَتَّى يَخْرُجَ الْإِمَامُ فَإِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ مَجْلِسًا يَسْتَمْكِنُ فِيهِ مِنَ الْإِسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ، فَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْعُ، كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنْ أَجْرٍ، فَإِنْ نَأَى وَجَلَسَ حَيْثُ لَا يَسْمَعُ فَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْعُ، كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنْ أَجْرٍ، وَإِنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَسْتَمْكِنُ فِيهِ مِنَ الْإِسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ فَلَعَا وَلَمْ يُنْصِتْ، كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنَ وَزِيرٍ، وَمَنْ قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِصَاحِبِهِ: صَهْ. فَقَدْ لَعَا، وَمَنْ لَعَا فَلَيْسَ لَهُ فِي جُمُعَتِهِ نِصْلٌ شَيْءٌ». ثُمَّ يَقُولُ فِي آخِرِ ذَلِكَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ذَلِكَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ: بِالرَّبَائِثِ. وَقَالَ:

«المسند: ۵۰۹/۴، ح: ۶۴۸۳» وقال الشيخ أحمد شاكر رحمه الله: «إسناده ضعيف لجهالة مولى امرأة عطاء الخراساني».

مَوْلَى امْرَأَتِهِ اُمُّ عُمَانَ بْنِ عَطَاءٍ .
ہی [مَوْلَى امْرَأَتِهِ اُمُّ عُمَانَ بْنِ عَطَاءٍ] کہا۔

(المعجم ۲۰۳، ۲۰۴) - باب التَّشْدِيدِ

باب: ۲۰۳/۲۰۴ - جمعہ چھوڑ دینے کی وعید

فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ (التحفة ۲۱۱)

۱۰۵۲- حضرت ابوالجعد ضمری رحمہ اللہ..... صحابی.....

۱۰۵۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص غفلت اور سستی سے تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔“

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو: حَدَّثَنِي عُيَيْدَةُ بْنُ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ - وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمُعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ».

☀️ فائدہ: ”دل پر مہر لگ جانا“ بہت بڑی بد نصیبی، محرومی اور سزا ہے کہ انسان نیکی اور خیر کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لیے بندے کو فوراً اپنی اصلاح اور توبہ کرنی چاہیے۔

باب: ۲۰۴/۲۰۵ - جمعہ چھوڑنے کا کفارہ

(المعجم ۲۰۴، ۲۰۵) - باب كَفَّارَةِ مَنْ

تَرَكَهَا (التحفة ۲۱۲)

۱۰۵۳- حضرت سرہ بن جندب رحمہ اللہ نبی ﷺ سے

۱۰۵۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس نے کسی عذر کے بغیر جمعہ چھوڑ دیا ہو وہ ایک دینار صدقہ کرے اگر نہ پائے تو آدھا دینار۔“

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ قُدَّامَةَ بْنِ وَبَرَةَ الْعُجَيْنِيِّ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

«مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عَذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِئْصَفٍ دِينَارٍ».

۱۰۵۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في ترك الجمعة من غير عذر، ح: ۵۰۰، والنسائي، ح: ۱۳۷۰، وابن ماجه، ح: ۱۱۲۵ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۸۵۷، وابن حبان، ح: ۵۵۴، ۵۵۳، ۶۵، والحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۲۸۰، ووافقه الذهبي.

۱۰۵۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجمعة، باب كفارة من ترك الجمعة من غير عذر، ح: ۱۳۷۳ من حديث يزيد بن هارون به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۸۶۱، وابن حبان، ح: ۵۸۲، والحاكم: ۱/ ۱۸۰، ووافقه الذهبي * قدامة لم يصح سماعه من سمرة كما قال البخاري * وقناة تقدم، ح: ۲۹، وعن، وللحديث شاهد ضعيف عند ابن ماجه، ح: ۱۱۲۸.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رَوَاهُ خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ،
وَخَالَفَهُ فِي الْإِسْنَادِ، وَوَافَقَهُ فِي الْمَتْنِ.
امام ابوداؤد فرماتے ہیں: خالد بن قیس نے ایسے ہی
روایت کیا ہے مگر سند میں اختلاف کیا ہے اور متن میں
موافقت کی ہے۔

۱۰۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ وَإِسْحَاقُ
ابْنُ يُوسُفَ عَنْ أَيُّوبَ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ
قَتَادَةَ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ وَبَرَةَ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ فَاتَهُ الْجُمُعَةُ مِنْ غَيْرِ
عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِرْهَمٍ أَوْ يَصِفْ دِرْهَمٍ، أَوْ
صَاعٍ حِنْطَةٍ أَوْ يَصِفْ صَاعٍ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ
عَنْ قَتَادَةَ هَكَذَا، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: مُدًّا أَوْ
يَصِفْ مُدًّا، وَقَالَ: عَنْ سُمُرَةَ.
امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس کو سعید بن بشیر نے قتادہ
(راوی) سے ایسے ہی روایت کیا ہے مگر اس نے ایک مدیا
آدھا مد کہا ہے اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ
حَنْبَلٍ يُسْأَلُ عَنْ اخْتِلَافِ هَذَا الْحَدِيثِ
فَقَالَ: هَمَّامٌ عِنْدِي أَحْفَظُ مِنْ أَيُّوبَ
يَعْنِي أَبَا الْعَلَاءِ.
امام ابوداؤد کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ
سے سنا ان سے اس حدیث میں اختلاف کے بارے
میں سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے کہا: میرے نزدیک
ایوب یعنی ابو العلاء کی نسبت ہمام احفظ ہے۔ (یعنی
زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔)

🌞 فائدہ: اس باب کی دونوں حدیثیں ضعیف ہیں اس لیے ان سے وہ کفارہ ثابت نہیں ہوتا جو ان میں بیان ہوا
ہے۔ تاہم بغیر عذر شرعی کے جمعہ چھوڑنا سخت گناہ ہے۔

(المعجم ۲۰۵، ۲۰۶) - باب مَنْ تَجِبُ
عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ (التحفة ۲۱۳)

۱۰۵۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۴۸/۳ من حديث أبي داود به، والسند مرسل، وانظر
الحديث السابق.

۱۰۵۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: ۱۰۵۵- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگ اپنے ڈیروں سے اور بالائے مدینہ (عوالی) سے جمعہ کے لیے آیا کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَتَأْتُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَمِنْ الْعَوَالِي.

🌞 فوائد و مسائل: ① [عوالی] کی آبادیاں مدینہ منورہ سے تین سے آٹھ میل کی مسافت تک تھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہر کے ساتھ ملحق بستیوں والوں پر بھی جمعہ واجب ہے اور انہیں جمعے میں حاضر ہونا چاہیے۔ ② اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جمعہ میں اجتماعیت مطلوب ہے لہذا جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کو اس ہفت روزہ اجتماع میں اپنی اجتماعیت اور وحدت کا اظہار کرنا چاہیے۔ ایک شہر میں مختلف مساجد میں جمعے کا قیام فقہی یا فتویٰ کے لحاظ سے بلاشبہ جائز ہے مگر خیر القرون میں اس قدر بھی تفرق و تشتت نہ تھا جو آج ہر گلی کوچے میں نظر آتا ہے۔ (تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: نیل الاوطار، السبل الجرار للشوکانی: ۳۰۳/۱)

۱۰۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ يَغْنِي الطَّائِفِي، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هَارُونَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْجُمُعَةُ عَلَى كُلِّ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ».

۱۰۵۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”ہر اس شخص پر جمعہ ہے جو اذان سنے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ جَمَاعَةٌ عَنْ سُفْيَانَ مَقْصُورًا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَزِفْعُوهُ وَإِنَّمَا

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ایک جماعت نے سفیان سے روایت کیا ہے اور وہ سب اسے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما پر موقوف کرتے ہیں صرف

۱۰۵۵- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: من أين تؤتى الجمعة وعلى من تجب؟، ح: ۹۰۲ عن أحمد بن صالح، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال... الخ، ح: ۸۴۷ من حديث عبد الله بن وهب به.

۱۰۵۶- تخریج: [مسندہ ضعیف] أخرجه الدارقطني: ۵/۲، ح: ۱۵۷۴ من حديث محمد بن يحيى الذهلي به * أبو سلمة بن نبيه وعبد الله بن هارون مجهولان، وللحديث شاهد ضعيف جدًا عند الدارقطني.

أَسْنَدُهُ قَبِيضَةٌ

قیمہ نے اسے مرفوع بیان کیا ہے۔



ملحوظ: یہ روایت سنداً تو ضعیف ہے، مگر التزام جماعت کی دیگر احادیث سے معنا اس کی تائید ہوتی ہے۔

(المعجم ۲۰۶، ۲۰۷) - باب الْجُمُعَةِ باب ۲۰۶، ۲۰۷ - بارش والے دن جمعہ
فی الیوم المطیر (التحفة ۲۱۴)

۱۰۵۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِیحِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ كَانَ يَوْمَ مَطَرٍ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مُنَادِيَهُ: أَنْ يَنَادِيَ: أَنَّ الصَّلَاةَ فِي الرَّحَالِ.

۱۰۵۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ صَاحِبٍ لَهُ عَنْ أَبِي مَلِیحٍ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ يَوْمَ جُمُعَةٍ.

۱۰۵۹ - ابولیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ حنین کے دن بارش تھی تو نبی ﷺ نے اپنے منادی (مؤذن) کو حکم دیا کہ (اعلان کرے کہ) نماز اپنے اپنے پڑاؤ ہی پر پڑھیں۔

۱۰۵۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ صَاحِبٍ لَهُ عَنْ أَبِي مَلِیحٍ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ يَوْمَ جُمُعَةٍ.

۱۰۵۹ - ابولیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ یہ جمعہ کے دن کا واقعہ ہے۔



فائدہ: اگر بارش لوگوں کے لیے مشقت کا باعث ہو تو جماعت میں حاضری معاف ہے۔ ایسے لوگ اپنے گھروں میں ٹھہر پڑھیں۔ امام وہاں موجود اپنے لوگوں کو جمعہ پڑھائے۔ جیسے کہ نبی ﷺ نے پڑھایا تھا۔ (دیکھیے: فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۰/۲۳)

۱۰۵۹ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: قَالَ شُعْبَانُ بْنُ حَبِيبٍ: خُبِّرْنَا عَنْ خَالِدِ الْحَذَاءِ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِیحِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيُّ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ وَأَصَابَهُمْ مَطَرٌ لَمْ يَتَمَلَّأْ شَقْلُ نَعَالِهِمْ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُصَلُّوا فِي رَحَالِهِمْ.

۱۰۵۹ - ابولیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حدیبیہ کے دنوں میں نبی ﷺ کے ہاں حاضر تھے۔ جمعہ کا دن تھا اور بارش ہو گئی۔ اتنی کہ ان کے جوتوں کے تلوے بھی نہ بھیکے تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ اپنے اپنے پڑاؤ ہی پر نمازیں پڑھیں۔

۱۰۵۷ - تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب العذر في ترك الجماعة، ح: ۸۵۵ من حديث. شعبة عن قتادة به، وصححه الحاكم: ۲۹۳/۱، ووافقه الذهبي.

۱۰۵۸ - تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق والآتي.

۱۰۵۹ - تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الجماعة في الليلة المطيرة، ح: ۹۳۶ من حديث خالد الحذاء به، وانظر، ح: ۶۰۵ * رواه إسماعيل ابن علية وغيره عن خالد الحذاء به (المعجم الكبير للطبراني: ۱/۱۸۹، ۱۸۸).

☀ فائدہ: رسول اللہ ﷺ سے سفر میں جمعہ پڑھانا ثابت نہیں ہے۔ مقیم لوگوں کے لیے اگر حاضری مشکل ہو تو رخصت ہے البتہ امام حاضرین کو جمعہ پڑھائے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح بخاری، حدیث: ۲۶۸)

(المعجم ۲۰۷، ۲۰۸) - باب التَّخْلُفِ
عَنِ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ أَوْ اللَّيْلَةِ
الْمَطِيرَةِ (التحفة ۲۱۵)
باب: ۲۰۸، ۲۰۷ - سردی یا بارش کی رات میں
جماعت سے پیچھے رہنا؟

۱۰۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ
ابْنَ عُمَرَ نَزَلَ بِضَجْنَانَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فَأَمَرَ
الْمُنَادِيَ فَنَادَى أَنْ الصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ.
۱۰۶۰ - جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر
ؓ نے (ایک سفر میں) ضجنان مقام پر ٹھنڈی رات
میں پڑاؤ کیا۔ تو انہوں نے مؤذن کو حکم دیا اس نے
اعلان کیا کہ نماز اپنے اپنے خیموں میں پڑھیں۔

قال أَيُّوبُ: وَحَدَّثَ نَافِعٌ عَنْ ابْنِ
عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَانَتْ
لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ مَطِيرَةٌ أَمَرَ الْمُنَادِيَ
فَنَادَى: الصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ.
ایوب بیان کرتے ہیں کہ نافع نے حضرت ابن عمر
ؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی رات
ٹھنڈی یا بارش والی ہوتی تو مؤذن کو حکم فرماتے اور وہ
اعلان کرتا کہ [الصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ] یعنی اپنے اپنے
ڈیروں میں نماز پڑھو۔

☀ فائدہ: ایسا اعلان کر دینا مسنون ہے اور نمازیوں کے لیے مسجد میں نہ آنے کی رخصت ہے۔ لیکن اگر کوئی آنا
چاہے تو اس کے لیے فضیلت ہے۔ جیسے آئندہ احادیث سے واضح ہوگا۔

۱۰۶۱ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ:
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ
قَالَ: نَادَى ابْنُ عُمَرَ بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ،
ثُمَّ نَادَى أَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ. قَالَ فِيهِ:
ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ
الْمُنَادِيَ فَيُنَادِي بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يُنَادِي أَنْ
۱۰۶۱ - جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر
ؓ نے مقام ضجنان میں نماز کے لیے اذان کہی پھر کہا
[صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] ”اپنے پڑاؤ اور خیموں میں نماز
پڑھو۔“ پھر رسول اللہ ﷺ سے یہ بیان کیا کہ آپ
مؤذن کو حکم دیتے ”وہ اذان دیتا پھر اعلان کرتا کہ“ اپنے
اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھو۔“ جبکہ رات کو سردی ہوتی، بارش

۱۰۶۰ - تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الجماعة في الليلة المطيرة، ح: ۹۳۷
من حديث أيوب به، وله طرق عند البخاري، ح: ۶۶۶، ومسلم، ح: ۶۹۷، وغيرهما.
۱۰۶۱ - تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/۲ عن إسماعيل ابن علية به، وانظر الحديث السابق والآتي.

صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ وَفِي
الْلَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ فِي السَّفَرِ .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ
عَنْ أَيُّوبَ وَعُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ فِيهِ: فِي
السَّفَرِ فِي اللَّيْلَةِ الْقَرَّةِ أَوْ الْمَطِيرَةِ .
امام ابوداؤد کہتے ہیں: اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے
ایوب اور عبید اللہ سے بیان کیا تو اس میں کہا: آپ سفر
میں (ایسا اعلان کرواتے) جبکہ رات کو سردی ہوتی یا
بارش ہوتی۔

🌞 فائدہ: اکثر روایات میں گھروں میں نماز پڑھنے کے اعلان کا تعلق سفر سے بتلایا گیا ہے۔ لیکن بعض روایات میں
مطلقاً بھی آیا ہے۔ اس اعتبار سے اس اعلان کا تعلق سفر سے نہیں ہے۔ بلکہ مطلق ہے یعنی ہر جگہ حسب ضرورت اذان
میں مذکورہ الفاظ کے ذریعے سے گھروں میں نماز پڑھنے کا اعلان کیا جاسکتا ہے۔

۱۰۶۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: جَنَابُ نَافِعٍ عَنْ رَوَايَةٍ عَنْ
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا كَانَ فِي رِحَالِكُمْ
فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ، فَقَالَ فِي آخِرِ نِدَائِهِ: أَلَا صَلُّوا فِي
الرِّحَالِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ ذَاتُ
مَطَرٍ فِي سَفَرٍ يَقُولُ: أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ .
۱۰۶۲- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن
عمر رضی اللہ عنہما نے مقام بصرہ میں نماز کے لیے اذان کی رات
تھنڈی تھی اور ہوا چل رہی تھی۔ آپ نے اپنی اذان کے
آخر میں کہا: [اَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] اَلَا صَلُّوا فِي
رِحَالِكُمْ [خبردار! اپنے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھو۔
خبردار اپنے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھو۔] پھر بیان کیا کہ
رسول اللہ ﷺ سفر کے دوران میں جب رات سرد ہوتی یا
بارش والی ہوتی تو مؤذن کو حکم دیتے کہ یوں کہے [اَلَا صَلُّوا
فِي رِحَالِكُمْ] [خبردار! اپنے اپنے مقام پر نماز پڑھو۔]

۱۰۶۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ
نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ - يَعْنِي أَدْنَ بِالصَّلَاةِ فِي
لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ - فَقَالَ: أَلَا صَلُّوا فِي
۱۰۶۳- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن
عمر رضی اللہ عنہما نے ایک رات جب کہ سردی تھی اور ہوا چل رہی
تھی اذان کی تو کہا: [اَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ] پھر بیان

۱۰۶۲- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب الصلوة في الرحال في المطر، ح: ۶۹۷ من حديث أبي
أسامة به.

۱۰۶۳- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الرخصة في المطر والعلّة أن يصلي في رحله، ح: ۶۶۶،
ومسلم، صلوة المسافرين، باب الصلوة في الرحال في المطر، ح: ۶۹۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ
(يحيى: ۱/۷۳، والقعنبي، ص: ۹۳).

کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات ٹھنڈی ہوتی یا بارش والی ہوتی تو مؤذن کو حکم دیتے کہ یوں کہے [أَلَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ]۔

الرَّحَالِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ ذَاتُ مَطَرٍ يَقُولُ: أَلَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ.

۱۰۶۴- جناب نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے یہ اعلان مدینے میں کیا جبکہ رات بارش والی تھی اور صبح ٹھنڈی تھی۔

۱۰۶۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّقِيلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِذَلِكَ فِي الْمَدِينَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ وَالْعَدَاةِ الْفَرَّةِ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید انصاری اس خبر کو قاسم سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں تو اس میں کہا کہ یہ ”سفر“ کا واقعہ ہے۔ ۱۰۶۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو بارش ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو چاہے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھ لے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْخَبَرُ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِيهِ: فِي السَّفَرِ. ۱۰۶۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَمَطَرْنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِيُصَلِّ مَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فِي رَحْلِهِ».

☀ فائدہ: ایسے مواقع پر جماعت کی رخصت ہے یعنی آدی اکیلے جماعت کے بغیر یا اپنے گھر میں بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔ مگر حاضر ہونے میں یقیناً فضیلت ہے۔

۱۰۶۶- جناب عبد اللہ بن حارث، محمد بن سیرین

۱۰۶۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا

۱۰۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، أخرجه عبد بن حميد، ح: ۷۴۴ من حديث ابن إسحاق، والبيهقي: ۷۱/۳ من حديث أبي داود به، ومحمد بن إسحاق عن، وحديث يحيى بن سعيد الأنصاري صحيح، رواه ابن خزيمة، ح: ۱۶۵۶، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۰۸۱. ۱۰۶۵- تخریج: أخرجه مسلم، صلوۃ المسافرين، باب الصلوۃ في الرحال في المطر، ح: ۶۹۸ من حديث زهير ابن معاوية به. ۱۰۶۶- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب الرخصة إن لم يحضر الجمعة في المطر، ح: ۹۰۱ عن مسدد، ۴۴

کے پیچھے۔ بھائی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک بارش والے دن میں اپنے مؤذن سے کہا کہ جب تم [أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ] کہہ لو تو پھر [حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ] نہ کہنا، بلکہ [صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ] اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔ کہنا لوگوں نے اس عمل کو کچھ عجیب جانا تو انہوں نے کہا: یہ کام اس ذات نے کیا ہے جو مجھ سے افضل تھی۔ بلاشبہ جمعہ واجب ہے مگر مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں تمہیں مشقت میں ڈالوں اور تم کچھ اور بارش میں چل کر آؤ۔

إِسْمَاعِيلُ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ ابْنُ عَمِّ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لِمُؤَذِّنِهِ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ: إِذَا قُلْتَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَلَا تَقُلْ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قُلْ: صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ. فَكَانَ النَّاسُ اسْتَكْرَوْا ذَلِكَ، فَقَالَ: قَدْ فَعَلَ ذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ فَتَمُشُّوا فِي الطَّيْنِ وَالْمَطَرِ.

فوائد و مسائل: ① صحیح بخاری میں اس حدیث کا عنوان ہے۔ ”بارش کی وجہ سے اگر جمعہ میں حاضر نہ ہو تو رخصت ہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: ۹۰۱) ② آج کل ہلکی پھلکی بارش میں تو مساجد میں آنا جانا مشکل نہیں۔ البتہ شدید یا مسلسل بارش میں اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ ③ ایسے موقع پر مؤذن اذان میں حی علی الصلاة اور حی علی الفلاح کی جگہ [أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ] کے الفاظ کہے جس کا مطلب ہے لوگو! گھروں میں نماز پڑھ لو۔

(المعجم ۲۰۸، ۲۰۹) - باب الْجُمُعَةِ لِلْمَمْلُوكِ وَالْمَرْأَةِ (التحفة ۲۱۶)

۱۰۶۷- حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ لازم فرض ہے سوائے چار قسم کے لوگوں کے۔ غلام، ملوک، عورت، بچہ اور مریض۔“

۱۰۶۷- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا هُرَيْمٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنِّبِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَوْ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ مَرِيضٌ».

◀◀ وسلم، صلوة المسافرين، باب الصلوة في الرحال في المطر، ح: ۶۹۹ من حديث إسماعيل ابن علي به. ۱۰۶۷- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ۲/۲، ح: ۱۵۶۱ من حديث إسحاق بن منصور به، وقال النووي في الخلاصة: ”وهذا (أي قول أبي داود) غير قاذح في صحته، فإنه يكون مرسل صحابي وهو حجة، والحديث على شرط الشيخين“ (نصب الرابة: ۱۹۹/۲).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا. امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طارق بن شہاب نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے مگر آپ سے کچھ سنا نہیں ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مستدرک حاکم میں یہ حدیث طارق بن شہاب بواسطہ حضرت ابو موسیٰ رحمہ اللہ مروی ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ کئی ایک محدثین نے اس کو صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: (نیل الاوطار: ۳/۲۵۸) ② یہ حدیث مطلق اور عام ہے اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بستیوں وغیرہ میں بھی جمعہ پڑھنا ضروری ہے۔ نیز قرآن اور حدیث میں کوئی ایسی صحیح دلیل موجود نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ بستی میں جمعہ پڑھنا درست نہیں ہے ایسے لوگوں کا قول مردود قرآن و حدیث کے منافی اور صحابہ کرام رحمہ اللہ کے عمل کے خلاف ہے۔ ③ قرآن مقدس کا عموم بھی اسی بات کی تائید کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ (الجمعة: ۹) حضرت عمر فاروق رحمہ اللہ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا: [جَمِعُوا حَيْثُ كُنْتُمْ] ”تم جہاں کہیں بھی ہو جمعہ پڑھا کرو۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ: حدیث: ۵۰۶۸)

(المعجم ۲۰۹، ۲۱۰) - باب الْجُمُعَةِ باب فِي الْقُرَى (التحفة ۲۱۷)

۱۰۶۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُحَرَّمِيُّ - لَفْظُهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ جُمُعَةِ جُمِعَتْ فِي مَنْسَجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ لَجُمُعَةٍ جُمِعَتْ بِجَوَائِءِ قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ. قَالَ عُثْمَانُ: قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى عَبْدِ الْقَيْسِ.

🌞 فائدہ: ظاہر ہے کہ یہ عمل صحابہ کرام رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہی سے شروع کیا تھا۔ وہ لوگ عبادات کے معاملے میں بہت ہی محتاط ہوا کرتے تھے۔ اور وہ زمانہ نزول وحی کا تھا۔ اگر یہ عمل ناجائز ہوتا تو یقیناً وحی کے ذریعے سے کوئی ہدایت نازل کر دی جاتی۔ جو اثناء کی مسجد کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ چھوٹی سی جگہ میں ہے اور صرف دو صفوں کا دالان ہے۔

۱۰۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، ح: ۸۹۲ من حديث إبراهيم بن طهمان به.

۱۰۶۹- جناب عبدالرحمن بن کعب بن مالک..... یہ

اپنے والد کے ناپینا ہونے کے بعد ان کے قائد تھے.....
اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز جب
وہ جمعے کی اذان سنتے تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے
رحمت کی دعا کرتے۔ میں نے ان سے کہا: آپ جب
بھی اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ کے لیے رحمت کی
دعا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اس لیے کہ حرہ بنی بیاضہ
میں ”ہزم النبیث“ کے اندر انہوں نے ہی سب سے
پہلے ہمیں جمعہ پڑھایا تھا ایک نقیع میں جسے ”نقیع
الخصومات“ کہا جاتا تھا۔ (یعنی نشی جگہ جہاں پانی
جمع ہو جاتا تھا۔) میں نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگوں
کی تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے کہا: چالیس افراد۔

۱۰۶۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ - وَكَانَ
قَائِدَ أَبِيهِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ بَصَرُهُ - عَنْ أَبِيهِ كَعْبِ
ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ يَوْمَ
الْجُمُعَةِ تَرَحَّمَ لِأَسْعَدَ بْنِ زُرَّارَةَ، فَقُلْتُ لَهُ:
إِذَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ تَرَحَّمْتَ لِأَسْعَدَ بْنِ
زُرَّارَةَ. قَالَ: لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ جَمَعَ بِنَا فِي هَزْمِ
النَّبِيثِ مِنْ حَرَّةِ بَنِي بِيَّاضَةَ، فِي نَقِيعٍ يُقَالُ
لَهُ: نَقِيعُ الْخِصْمَاتِ قُلْتُ: كَمْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟
قَالَ: أَرْبَعُونَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”ہو بیاضہ“ انصار کی ایک شاخ ہے۔ حرہ ایسی سنگلاخ زمین کو کہتے ہیں جس میں سیاہ پتھر
ہوں۔ یہ بستی مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر تھی۔ ② ان حضرات کا چالیس کی تعداد میں ہونا ایک اتفاقی عدد اور خبر
ہے ورنہ صحت جمعہ کے لیے افراد کی تعداد متعین ہونے کی بابت کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔ اگر یہ استدلال تسلیم کر لیا
جائے تو رسول اللہ ﷺ کی دیگر نمازوں کی جماعت کے اثبات کے لیے بھی افراد کی تعداد کا تعین اور اس کی دلیل
طلب کرنی پڑے گی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (السیل الجرار: ۱/۲۹۷)

(المعجم ۲۱۰، ۲۱۱) - بَابُ: إِذَا وَافَقَ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَوْمَ عِيدٍ (التحفة ۲۱۸)

۱۰۷۰- جناب ایاس بن ابی رملہ شامی سے روایت

۱۰۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ:

۱۰۶۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في فرض الجمعة، ح: ۱۰۸۲ من
حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۲۴، وابن الجارود، ح: ۲۹۱،
والحاكم على شرط مسلم: ۲۸۱/۱، ووافقه الذهبي.

۱۰۷۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، العيدین، باب الرخصة في التخلف عن الجمعة لمن شهد
العيد، ح: ۱۵۹۲، وابن ماجه، ح: ۱۳۱۰ من حديث إسرائيل به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۶۴، والحاكم:
۲۸۸/۱، ووافقه الذهبي.

أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي رَمْلَةَ الشَّامِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَالَ: أَشَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عِيدَيْنِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ صَنَعَ؟ قَالَ: صَلَّى الْعِيدَ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ فَقَالَ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ».

ہے کہتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا اور وہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کر رہے تھے کہ کیا تمہارے ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے دور میں کبھی دو عیدیں (جمعہ اور عید) ایک ہی دن میں اکٹھی ہوئی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! پوچھا کہ تب آپ نے کیسے کیا؟ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے عید کی نماز پڑھی پھر جمعہ کے بارے میں رخصت دے دی اور فرمایا: ”جو پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔“

🌞 ملحوظہ: اس حدیث اور دیگر بعض آثار سے یہی ثابت ہے کہ اگر عید اور جمعہ دونوں ایک ہی دن میں اکٹھے ہو جائیں تو عید پڑھنے کے بعد جمعہ کی رخصت ہے چاہے جمعہ پڑھے یا ظہر۔ لیکن جمعہ پڑھنا مستحب ہے۔ افضل یہ ہے کہ امام استحباب پر عمل کرے نہ کہ رخصت پڑتا کہ جمعہ پڑھنے والوں کو کسی قسم کی تکلیف یا پریشانی نہ ہو۔ الا یہ کہ نمازیوں کی تعداد محدود ہو اور سب کے اتفاق سے جمعہ نہ پڑھنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہو۔ اس صورت میں کسی صورت میں کسی نمازی کو پریشانی نہیں ہوگی بلکہ سب نماز ظہر ادا کر لیں گے۔ واللہ اعلم۔

۱۰۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْبَجَلِيُّ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: صَلَّى بَنَّا ابْنُ الزُّبَيْرِ فِي يَوْمٍ عِيدٍ فِي يَوْمٍ جُمُعَةٍ أَوَّلَ النَّهَارِ ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْجُمُعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا فَصَلَّيْنَا وَخُذْنَا، وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالطَّائِفِ، فَلَمَّا قَدِمَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: أَصَابَ السُّنَّةُ.

۱۰۷۱۔ جناب عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ہم کو جمعہ کے روز عید کے دن دن کے پہلے حصے میں نماز پڑھائی، پھر ہم جمعہ کے لیے گئے مگر وہ نہ آئے اور ہم نے اکیلے ہی نماز پڑھی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ طائف میں تھے وہ جب آئے تو ہم نے ان سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کہ انہوں نے سنت پر عمل کیا ہے۔

۱۰۷۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا

۱۰۷۲۔ جناب عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ

۱۰۷۱۔ تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۰۷۲۔ تخریج: [صحیح] رواه عبدالرزاق، ح: ۵۷۲۵ عن ابن جريج به، وصرح بالسماع عنده، وأخرجه الفريابي في العيدين، ح: ۱۵۳ من حديث أبي عاصم الضحاك بن مخلد به.

أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ : قَالَ عَطَاءٌ :
اجْتَمَعَ يَوْمَ جُمُعَةٍ وَيَوْمَ فِطْرِ عَهْدِ ابْنِ
الرُّبَيْعِ فَقَالَ : عِيدَانِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ ،
فَجَمَعَهُمَا جَمِيعًا فَصَلَّاهُمَا رَكَعَتَيْنِ بُكْرَةً لَمْ
يَزِدْ عَلَيْهِمَا حَتَّى صَلَّى الْعَصْرَ .

حضرت ابن زبیر کے دور خلافت میں جمعہ اور عید فطر ایک ہی دن آ گئے تو انہوں نے کہا: دو عیدیں ایک ہی دن میں اکٹھی ہو گئی ہیں۔ پھر انہوں نے ان دونوں کو جمع کر دیا اور پہلے پہر دو رکعتیں پڑھائیں، اس پر کچھ اضافہ نہ کیا، حتیٰ کہ عصر پڑھی۔

🌞 فائدہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس رخصت کو عوام اور امام سب ہی کے لیے عام سمجھا ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے نماز عید کے بعد پھر ظہر کی نماز نہیں پڑھی بلکہ صرف عصر کی نماز پڑھی۔ لیکن صاحب بل السلام نے کہا ہے کہ یہ روایت ظہر کے نہ پڑھنے میں نص قاطع نہیں ہے، کیونکہ یہ ممکن ہے کہ انہوں نے نماز ظہر گھر ہی میں ادا کر لی ہو۔

۱۰۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى
وَعُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الْوَصَائِيُّ الْمَعْنَى قَالَا :
حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ
الضَّبِّيِّ ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ ، عَنْ
أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : « قَدْ اجْتَمَعَ فِي يَوْمِكُمْ
هَذَا عِيدَانِ ، فَمَنْ شَاءَ أَجَزَّهُ مِنْ الْجُمُعَةِ
وَإِنَّا مُجْمَعُونَ » . قَالَ عُمَرُ : عَنْ شُعْبَةَ .

۱۰۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں تو جو چاہے اس کے لیے یہ (نماز عید) جمعہ کے بدلے کافی ہے اور ہم جمعہ پڑھیں گے۔“ عمر بن حفص کی سند میں عنعنہ ہے۔ (یعنی اس نے ”عن شعبہ“ کہا ہے)

🌞 فائدہ: یہ روایت شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح ہے حدیث ۱۰۷۰ بھی اس کے ہم معنی ہے۔ ان احادیث کی رُو سے جمعہ پڑھنا عزیمت ہے اور چھوڑنا رخصت۔ اس لیے دو دراز سے آنے والے اس رخصت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(المعجم ۲۱۱، ۲۱۲) - باب مَا يَقْرَأُ
باب: ۲۱۱، ۲۱۲- جمعہ کے روز فجر کی
نماز میں قراءت؟
فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
(التحفة ۲۱۹)

۱۰۷۳- تخريج: [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما إذا اجتمع العیدان في يوم، ح: ۱۳۱۱ عن محمد بن المصنف به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۲۸۸/۱، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، مغيرة بن يقسم عنمن، والحديث السابق: ۱۰۷۰ يغني عنه.

۱۰۷۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز فجر کی نماز میں سورۃ الم تنزیل السجدة اور ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

۱۰۷۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبُطَيْنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ وَ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ﴾.

۱۰۷۵- شعبہ نے بخول سے مذکورہ سند اور اسی کے ہم معنی بیان کیا اور مزید یہ کہا کہ نماز جمعہ میں آپ سورۃ جمعہ اور منافقون پڑھا کرتے تھے۔

۱۰۷۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَزَادَ: فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ.

☀ فائدہ: ان سورتوں کی قراءت مسنون، مستحب اور افضل ہے۔ اور اس طرح معنوی اعتبار سے گویا مسلمانوں کو پورے ایک ہفتے کا درس دیا جاتا ہے۔ ان میں توحید و رسالت، قیامت، جنت، دوزخ، ایمان، علم اور عمل وغیرہ سب ہی امور کا بیان ہے۔

باب: ۲۱۲، ۲۱۳- جمعہ کے لیے خاص لباس کا اہتمام

(المعجم ۲۱۲، ۲۱۳) - باب اللبس
لِلْجُمُعَةِ (التحفة ۲۲۰)

۱۰۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی لباس دیکھا جو مسجد کے دروازے کے پاس بیچا جا رہا تھا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن زیب تن فرمایا کریں یا جب آپ کے پاس وفود آئیں تو ان کے استقبال کے لیے پہنا کریں (تو اچھا ہو گا۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ وہ لوگ پہنتے ہیں

۱۰۷۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سَيِّئَةً - يَعْنِي تَبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ - فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ»، ثُمَّ

۱۰۷۴- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة، ح: ۸۷۹ من حديث مخول به.

۱۰۷۵- تخریج: أخرجه مسلم من حديث شعبة به، انظر الحديث السابق.

۱۰۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: يلبس أحسن ما يجد، ح: ۸۸۶، ومسلم، اللباس والزينة، باب

تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ۲۰۶۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۱۷/۲، ۹۱۸.

جَاءَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْهَا حُلَّةٌ، فَأَعْطَى
عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً، فَقَالَ عُمَرُ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَسَوْنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ
عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي
لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا»، فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخَاهُ
مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔“ پھر رسول اللہ ﷺ
کے پاس اسی قسم کے مزید جوڑے آئے تو آپ نے ان
میں سے ایک عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی عنایت فرمایا۔
انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے یہ دے
رہے ہیں حالانکہ عطارد کے جوڑے کے بارے میں اس
سے پہلے آپ جو کچھ فرما چکے ہیں، فرما چکے ہیں۔ تو
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں یہ اس لیے
نہیں دیا ہے کہ تم خود اسے پہنو۔“ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ
نے یہ جوڑا اپنے بھائی کو دے دیا جو کہ مشرک تھا اور کہے
میں رہتا تھا۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① جمعہ عید اور خاص مواقع پر عمدہ لباس کا اہتمام مسنون و مستحب ہے۔ ② ریشمی لباس مردوں
کے لیے حرام مگر عورتوں کے لیے مباح ہے جیسے کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ ③ کافر شریعت داروں کے ساتھ صلہ
رحمی اور حسن سلوک اسلامی اخلاق و آداب کا حصہ ہے۔ نیز ان کو تحفہ یا ہدیہ دینا بھی جائز ہے۔ جبکہ دینی قلبی محبت اللہ
اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان ہی کا حق ہے۔ ④ ریشم فی نفسہ جائز اور حلال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کے لیے
اس کا استعمال بھی درست ہے۔ مردوں کے لیے حرمت کی دلیل مذکورہ حدیث ہے جو صحیحین یعنی صحیح بخاری اور صحیح
مسلم میں بھی وارد ہے۔ دیکھیے: (صحیح بخاری، حدیث: ۸۸۶، و صحیح مسلم، حدیث: ۲۰۶۸) یہ حدیث
قرآن مقدس کی اس آیت کی مُخَصَّص ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي
أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ﴾ (الأعراف: ۳۲) ”(اے نبی!) کہہ دیجیے: جو زینت اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں اللہ نے اپنے
بندوں کے لیے پیدا کی ہیں وہ کس نے حرام کی ہیں؟“ اس سے معلوم ہوا کہ صحیح حدیث سے عموم قرآن کی تخصیص ہو
سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۰۷۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:
حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَعُمَرُ
ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ،
عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَجَدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حُلَّةً
إِسْتَبْرَقَ ثُبَاغًا بِالسُّوقِ فَأَخَذَهَا فَأَتَى بِهَا

۱۰۷۷- جناب سالم اپنے والد سے روایت کرتے
ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی جوڑا
دیکھا جو بازار میں بیچا جا رہا تھا وہ انہوں نے لیا اور
رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور کہا: آپ اسے خرید
لیں تاکہ عید اور وفود کے استقبال کے موقع پر زینت

رسول اللہ ﷺ فقال: ابْتَغِ هَذِهِ تَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَلِلْوُفُودِ، ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ، وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ.

کے لیے زیب تن فرمایا کریں..... پھر حدیث بیان کی..... (تاہم) پہلی روایت زیادہ کامل ہے۔

۱۰۷۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَعَمْرُو أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنَ حَبَّانَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا عَلَى أَحَدِكُمْ أَنْ يَجِدَ، - أَوْ مَا عَلَى أَحَدِكُمْ أَنْ يَجِدْتُمْ - أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوَى ثَوْبَيْنِ مِهْنَتِهِ». قَالَ عَمْرُو: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ ابْنِ سَلَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ذَلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

۱۰۷۸- جناب محمد بن یحییٰ بن حبان (تابعی) نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر ممکن ہو تو جمعہ کیلئے اپنے کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے اور بنا رکھنے میں کیا حرج ہے؟“ عمرو نے بسند ابن ابی حبیب ابن سلام ابن سہیل سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں (اس کی ایک سند یوں بھی ہے) کہ اسے وہب بن جریر اپنے والد سے وہ یحییٰ بن ایوب سے وہ یزید بن ابی حبیب سے وہ موسیٰ بن سعد سے وہ یونس بن عبد اللہ بن سلام سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

☀️ فائدہ: افضل ہے کہ انسان خاص جمعہ کے لیے عمدہ کپڑے بنا رکھے اور استعمال کرے۔

(المعجم ۲۱۳، ۲۱۴) - باب التَّحَلُّقِ
باب: ۲۱۳، ۲۱۴ - جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقہ بنا کے بیٹھنا منع ہے۔
(يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ) (التحفة ۲۲۱)

۱۰۷۸- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الزينة يوم الجمعة، ح: ۱۰۹۵ من حديث عبد الله بن وهب به مختصراً، ورواه البيهقي: ۲/ ۲۴۲ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد كثيرة جداً.

۱۰۷۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى
عن ابنِ عَجَلَانَ، عن عمرو بنِ شُعَيْبٍ، عن
أبيه، عن جدِّه: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عن
الشَّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ
ضَالَّةٌ، وَأَنْ يُنْشَدَ فِيهِ شِعْرٌ، وَنَهَى عن
التَّحَلِّي قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

۱۰۷۹- عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور
وہ اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت
کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید و
فروخت سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ گشدہ چیز کا اس
میں اعلان کیا جائے یا شعر پڑھے جائیں۔ اور اس سے
بھی منع فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقہ بنا کر
بیٹھا جائے۔

🌞 فوائد و مسائل: اس حلقہ میں عام دنیاوی گفتگو ہو یا علمی درس و تدریس سب ہی ممنوع ہیں۔ درس و تدریس اگرچہ
شرعاً مستحب عمل ہے مگر جمعہ کے روز نماز سے پہلے صحیح نہیں۔ اس کی بجائے نماز اور اذکار مسنونہ میں مشغول ہونا چاہیے۔
اس لیے مسنون خطبوں سے پہلے لوگوں کو کسی حلقے میں جمع کرنا خلاف سنت ہے۔ کجایہ کہ خطیب ہی مسنون خطبے سے
پہلے منبر پر بیٹھ کر ”بیان یا تقریر“ کے نام سے وعظ شروع کر دے۔ یہ کسی طرح بھی جائز نہ ہوگا۔ اس طرح عدد کے لحاظ
سے بھی یہ تین خطبے ہو جائیں گے! حالانکہ سنت یہ ہے کہ خطبے دو ہی ہوں۔

(المعجم ۲۱۴، ۲۱۵) - باب اتَّخَاذِ
الْمِنْبَرِ (التحفة ۲۲۲)

۱۰۸۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ
عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِي الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنِي
أَبُو حَازِمٍ بْنُ دِينَارٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَوَا سَهْلَ بْنَ
سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ وَقَدْ امْتَرَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِمَّ
عُودُهُ؟ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: وَاللَّهِ! إِنِّي
لَأَعْرِفُ مِمَّا هُوَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ

۱۰۸۰- جناب ابو حازم بن دینار بیان کرتے ہیں
کہ کچھ لوگ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ کے پاس
آئے اور وہ منبر نبوی کے بارے میں بحث کر رہے تھے
کہ یہ کس لکڑی سے بنا تھا؟ ان لوگوں نے ان سے اس
کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! میں
خوب جانتا ہوں کہ وہ کس چیز سے بنا تھا اور میں نے
اسے پہلے ہی دن جب وہ رکھا گیا اور رسول اللہ ﷺ اس

۱۰۷۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، المساجد، باب النهي عن البيع والشراء في المسجد... الخ،
ح ۷۱۵: من حديث يحيى القطان به، ورواه ابن ماجه، ح ۷۶۶، ۱۱۳۳، وحسنه الترمذي، ح ۳۲۲ * ابن عجلان
صرح بالسماع عند أحمد ۱۷۹/۲، وانظر أطراف المسند: ۳۲/۴، ح ۵۱۷.

۱۰۸۰- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب الخطبة على المنبر، ح ۹۱۷، ومسلم، المساجد، باب جواز
الخطوة والخطوتين في الصلوة... الخ، ح ۵۴۴، كلاهما عن قتيبة بن سعيد به.

پر بیٹھے تھے دیکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت کے ہاں پیغام بھیجا..... پہل نے اس عورت کا نام بھی ذکر کیا..... کہ ”اپنے بڑھئی غلام سے کہو کہ مجھے کچھ لکڑیاں جوڑ دے جب میں لوگوں سے خطاب کروں تو اس پر بیٹھ جایا کروں۔“ چنانچہ اس نے اپنے غلام سے کہا تو وہ اسے طَرَفَاءِ الْغَابَةِ (جنگل کی ایک لکڑی جھاڑ) سے بنا کر لے آیا۔ اس عورت نے اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے حکم دیا تو اسے یہاں رکھ دیا گیا۔ پھر میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس پر نماز پڑھی۔ اس پر کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہی پھر رکوع کیا اور آپ اسی کے اوپر تھے پھر آپ پچھلے پاؤں نیچے اتر آئے اور منبر کی جڑ میں نیچے سجدہ کیا۔ پھر آپ منبر پر چڑھ گئے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”لوگو! میں نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری اقتدا کرو اور میری نماز سیکھ لو۔“

 فوائد و مسائل: ① خطبہ وغیرہ کے لیے منبر کا استعمال مستحب ہے۔ ② نماز کا معاملہ اس قدر اہم تھا اور

ہے کہ نبی ﷺ نے اس کی تعلیم میں از حد مبالغے سے کام لیا حتیٰ کہ منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ کر دکھائی۔

③ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا بالعموم اور نماز میں بالخصوص فرض ہے۔ ④ طلباء کو اہم علمی مسائل کے ساتھ ساتھ بعض

دیگر ضروری امور کی معرفت بھی حاصل کرنی چاہیے۔

۱۰۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی

ﷺ جب کسی قدر بھاری ہو گئے تو جناب تمیم داری رضی اللہ عنہ

نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے

لیے منبر نہ بنالادوں جو آپ کی ہڈیوں (وجودِ اطہر) کو اٹھایا

کرے؟ (یعنی آپ اس پر تشریف فرما ہوا کریں) آپ

نے فرمایا: ”ہاں!“ چنانچہ وہ دو سیڑھیوں والا منبر بنالائے۔

۱۰۸۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ أَبِي رَوَادٍ، عَنْ

نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا بَدَنَ

قَالَ لَهُ تَمِيمُ الدَّارِيُّ: أَلَا أَتُخِذُ لَكَ مَنْبَرًا

يَارَسُولَ اللَّهِ! يَجْمَعُ أَوْ يَحْمِلُ عِظَامَكَ؟

قَالَ: «بَلَى»، فَاتَّخَذَ لَهُ مَنْبَرًا مَرْقَاتَيْنِ.

☀️ توضیح: اس سے پہلے گزرا کہ لکڑی کا یہ منبر ایک غلام نے بنایا تھا اور اس روایت میں ہے کہ تمیم داری نے اسے بنایا۔ حافظ ابن حجر نے ان احادیث کی وضاحت کرتے ہوئے پہلی روایت کو زیادہ قوی قرار دیا ہے۔ دوسرا احتمال یہ بیان کیا ہے کہ اس کے بنانے میں یہ سارے ہی کسی نہ کسی طریقے سے شریک رہے ہوں۔ علاوہ ازیں اس روایت میں ہے کہ یہ منبر دو سیڑھیوں پر مشتمل تھا جب کہ دوسری روایات میں تین سیڑھیوں کا ذکر ہے تو بات یہ ہے کہ دو سیڑھیوں کے ذکر کرنے والے راوی نے وہ تیسری سیڑھی شار نہیں کی جس پر نبی ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری) والعون)

باب: ۲۱۵، ۲۱۶- منبر نبوی کی جگہ

(المعجم ۲۱۵، ۲۱۶) - باب موضع المنبر (التحفة ۲۲۳)

۱۰۸۲- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر اور (مسجد کی) دیوار کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ اس میں سے بکری گزر جائے۔

۱۰۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبَيْنَ الْحَائِطِ كَقَدْرِ مَمَرِ الشَّاةِ.

باب: ۲۱۶، ۲۱۷- جمعہ کے روز زوال سے پہلے نماز

(المعجم ۲۱۶، ۲۱۷) - باب الصلاة يوم الجمعة قبل الزوال (التحفة ۲۲۴)

۱۰۸۳- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نصف النہار (زوال) کے وقت نماز پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے سوائے جمعہ کے دن کے۔ اور آپ نے فرمایا: ”بے شک (اس وقت) جہنم بھڑکائی جاتی ہے سوائے جمعہ کے دن کے۔“

۱۰۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَرِهَ الصَّلَاةَ نِصْفَ النَّهَارِ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَالَ: «إِنَّ جَهَنَّمَ تَسْجَرُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ».

۱۰۸۲- تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: قدر كم ينبغي أن يكون بين المصلي والسترة؟ ح: ۴۹۷، ومسلم، الصلوة، باب دنو المصلي من السترة، ح: ۵۰۹ من حديث يزيد بن أبي عبيد به.

۱۰۸۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۹۳/۳ من حديث حسان بن إبراهيم الكرماني به، السند مرسل * وقال الحافظ في التلخيص الجبير: ۱/۱۸۹: "وفيه ليث بن أبي سليم وهو ضعيف"، وللحديث شاهد ضعيف عند أبي نعيم في حلية الأولياء: ۵/۱۸۸.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُرْسَلٌ مُجَاهِدٌ
أَكْبَرُ مِنْ أَبِي الْخَلِيلِ، وَأَبُو الْخَلِيلِ لَمْ
يَسْمَعْ مِنْ أَبِي قَتَادَةَ.
امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے اور
مجاہد ابوالخلیل سے بڑے ہیں۔ اور ابوالخلیل نے حضرت
ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے۔

☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے اس سے استدلال کرتے ہوئے عین زوال شمس کے وقت یا قبل
الزوال جمعہ کی نماز پڑھنے کا اثبات نہیں ہوتا جیسا کہ بعض علماء نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ نبی ﷺ نماز جمعہ زوال
کے فوراً بعد پڑھ لیا کرتے تھے جیسا کہ اگلی روایات سے واضح ہے۔ (مزید دیکھیے "حدیث: ۱۲۷۷ کے فوائد")

(المعجم ۲۱۸) - باب وَقْتُ الْجُمُعَةِ
(التحفة ۲۲۵)
باب: ۲۱۸- جمعہ پڑھنے کا وقت

۱۰۸۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:
حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ: حَدَّثَنِي فُلَيْحُ بْنُ
سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
التَّيْمِيُّ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ:
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ إِذَا
مَالَتِ الشَّمْسُ.
۱۰۸۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے پر جمعہ پڑھا کرتے تھے۔

۱۰۸۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ:
حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ الْحَارِثِ: سَمِعْتُ إِيَّاسَ
ابْنَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ:
كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ
نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحَيْطَانِ فِيَّ.
۱۰۸۵- ایاس بن سلمہ بن اکوع اپنے والد (حضرت
سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ
ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھا کرتے تھے اس کے بعد جب
واپس لوٹے تو دیواروں کا سایہ نہ ہوتا تھا۔

۱۰۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا
۱۰۸۶- حضرت کثیر بن محمد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم

۱۰۸۴- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس، ح: ۹۰۴ من حديث فليح بن سليمان به.

۱۰۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس، ح: ۸۶۰ من حديث يعلى بن الحارث، والبخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، ح: ۴۱۶۸ من حديث إياس بن سلمة به.

۱۰۸۶- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب قول الله تعالى: "فإذا قضيت الصلاة... الخ"، ح: ۹۳۹، ومسلم، الجمعة، باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس، ح: ۸۵۹ من حديث أبي حازم به.

سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: لَوْ كُنَّا جَمْعًا لَكُنَّا نَكْهَانُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ. قَالَ: كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَغَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

🌞 فائدہ: ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی ﷺ کا جمعہ زوال کے فوراً بعد ہوتا تھا، چونکہ خطبہ مختصر اور نماز قدرے لمبی ہوتی تھی اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واپسی پر دیواروں کا اتنا سایہ نہ پاتے تھے کہ اس سے سایہ حاصل کر سکتے۔ جیسے کہ صحیح مسلم کی حدیث: ۸۶۰ کے الفاظ ہیں [وَمَا نَجِدُ فَيْئًا نَسْتَطِلُّ بِهِ] یعنی سایہ تو ہوتا تھا مگر بہت کم۔ ”عِذَاء“ دوپہر کے کھانے اور ”قِيلُول“ نصف النہار میں استراحت کرنے کو کہتے ہیں۔ اس سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ جمعہ قبل الزوال ہوتا تھا۔ مگر یہ استدلال بے محل ہے۔ دوپہر کا کھانا دیر کر کے کھایا جائے تو بھی اسے ”عِذَاء“ ہی کہتے ہیں اور نصف النہار کی استراحت میں تاخیر کی جائے تو بھی اسے قیلول ہی کہتے ہیں۔ لہذا جمعہ کے بعد کھانے اور قیلولہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمعہ قبل الزوال ہوتا تھا۔

(المعجم ۲۱۷، ۲۱۹) - باب النَّدَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۲۲۶)

۱۰۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ: أَنَّ الْأَذَانَ كَانَ أَوَّلُهُ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَلَمَّا كَانَ خِلَافَةُ عُثْمَانَ وَكَثُرَ النَّاسُ أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّالِثِ، فَأُذِّنَ بِهِ عَلَى الزُّوَرَاءِ، فَثَبَّتَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ.

۱۰۸۷- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز (جمعہ کی) پہلی اذان امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت کہی جاتی تھی۔ عہد نبوت، خلافت ابی بکر اور عمر میں یہی معمول رہا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت آئی اور لوگ بھی بہت ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز تیسری اذان کا حکم دیا جو کہ زوراء مقام پر دی جاتی تھی اور معاملہ اسی پر قائم رہا۔

🌞 فائدہ: اصل اذان جو کہ امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت کی ہے پہلی اذان ہے۔ اور اقامت یعنی جماعت کے لیے تکبیر کو دوسری اذان کہا گیا ہے اور خطبہ شروع ہونے سے کچھ وقت پہلے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے جواز اذان شروع کرائی گئی وہ تیسری اذان ہوئی۔ جو کہ عملاً پہلی گمرتبہ میں تیسری ہے۔ اسے عرف عام میں دوسری اذان اور تاریخی لحاظ سے ”اذان عثمانی“ کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت نے اسے قبول کیا ہے۔ اور یہ عالم اسلام میں اسی دور سے جاری و ساری ہے۔ یہ اذان لوگوں کو متنبہ کرنے کے لیے تھی جیسے کہ اذان فجر سے کچھ پہلے متنبہ کرنے کے لیے

دور نبوت میں اذان کہلوائی گئی۔ ابن ابی شیبہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے اس اذان کو بدعت کہا ہے۔ اصحاب الحدیث کے ہاں ایسے مسائل میں توسع ہے۔ افضل اور راجح یہی ہے کہ دور نبوت کا عمل اختیار کیا جائے۔ حسب ضرورت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا معمول اپنا لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ویسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ اذان مسجد نبوی سے ایک میل دور مقام ذوراء میں کہلوائی تھی۔ وہاں بازار لگتا تھا اور لوگوں کو نماز کا وقت ہو جانے کا علم نہیں ہوتا تھا۔ یہ اذان اتنی پہلے کہی جاتی تھی کہ لوگ اذان سن کر سامان سمیٹتے، گھر جاتے، غسل اور وضو کر کے لباس بدل کر خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد نبوی میں آ جاتے، لہذا اگر اذان عثمانی ہی کہلانی ہو تو اس پس منظر کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ ورنہ خطبے سے چند منٹ پہلے امام کے منہ کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہنا اذان عثمانی کی متابعت ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یہ طبع زاد اور ایجاو بندہ ہے۔ ذوراء (زءاء کے فتح واد ساکن اور آخر میں الف مددودہ) بازار مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام تھا جو مسجد نبوی سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر تھی۔

۱۰۸۸- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ وَأَبَى بَكْرٍ وَعُمَرُ ثُمَّ سَاقَ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ.

۱۰۸۸- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز جب رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھ جاتے تو آپ کے سامنے مسجد کے دروازے کے پاس اذان کہی جاتی تھی۔ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں بھی ایسے ہی ہوتا تھا۔ اور (گزشتہ) حدیث یونس کی مانند بیان کیا۔

فائدہ: مسجد نبوی کی شمالی بیرونی دیوار کے تقریباً وسط میں آنے جانے والوں کے لیے دروازہ تھا جو منبر کے سامنے پڑتا تھا۔ اسی پر اذان ہوتی تھی۔ اس لیے کہ یہاں سے عام آبادی تک آواز کا پہنچنا آسان تھا یعنی اذان اپنی معروف جگہ پر ہونی چاہیے۔ عین امام کے سامنے اذان کہنے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے جیسے کہ بعض مقامات پر دیکھنے میں آتا ہے۔

۱۰۸۹- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَأَيْكٍ هِيَ مَوْزُونٌ تَحْتَ بِلَالٍ أَوْ

۱۰۸۹- حضرت سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہی موزون تھا۔ یعنی بلال اور

۱۰۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] محمد بن إسحاق تقدم: ۳۱۳، ولم أجد تصريح سماعه في هذا اللفظ، وروى الطبراني: ۱۴۶/۷ بإسناد صحيح عن سليمان التيمي عن الزهري به، وفيه: 'كان النداء على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما عند المنبر' وهو الصواب.

۱۰۸۹- تخریج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

(ابن اسحاق نے) سابقہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

عن الزُّهْرِيِّ، عن السَّائِبِ قَالَ: لَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ، بِلَالٌ ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۱۰۹۰- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی

کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہی مؤذن تھا۔ صالح نے یہ حدیث بیان کی، مگر کامل نہیں ہے۔

۱۰۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ بْنَ أَخْتِ نَمِرٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَيْرُ مُؤَذِّنٍ وَاحِدٍ. وَسَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ.

🌞 فائدہ: اس روایت کا پس منظر یہ ہے کہ خیر القرون کے بعد جب مساجد بڑی بڑی بننے لگیں اور آبادی میں اضافہ ہو گیا تو جامع مسجد کے ہر منارے پر ایک مؤذن مقرر کیا جانے لگا تو ایک نماز کے لیے ایک مسجد میں کئی کئی مؤذن اذان دیتے تھے۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ایک مؤذن کا اذان کہنا ہی سنت ہے نہ کہ متعدد کا۔ دور رسالت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت ابن ام مکتوم، سعد القرظ اور ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بھی مؤذن تھے۔ حضرت ابو محذورہ مکہ میں تھے اور حضرت سعد قباء میں۔

باب: ۲۱۸، ۲۲۰- امام خطبہ کے دوران میں کسی سے بات کرے

(المعجم ۲۱۸، ۲۲۰) - باب الإمام يُكَلِّمُ الرَّجُلَ فِي خُطْبَتِهِ (التحفة ۲۲۷)

۱۰۹۱- جناب عطاء بن ابی رباح، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک بار) جمعہ کے روز جب رسول اللہ ﷺ (منبر پر) برابر (تشریف فرما) ہو گئے تو فرمایا: ”بیٹھ جاؤ!“ اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا تو مسجد کے دروازے ہی پر بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: ”اے عبد اللہ بن مسعود! آگے آ جاؤ۔“

۱۰۹۱- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا اسْتَوَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ: «اجْلِسُوا»، فَسَمِعَ ذَلِكَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَجَلَسَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَرَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «تَعَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ».

۱۰۹۰- تخریج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ۱۰۸۷.

۱۰۹۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۱۸ من حديث ابن جريج به، وحديثه عن عطاء قوي، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۸۰، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۲۸۳، ۲۸۴، ووافقه الذهبي.

جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يُعْرَفُ مُرْسَلٌ
إِنَّمَا رَوَاهُ النَّاسُ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ. وَمَخْلَدٌ هُوَ شَيْخٌ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کا مرسل ہونا معروف ہے۔ محدثین کی ایک جماعت اسے عطاء (تابعی) سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ (یعنی درمیان میں صحابی کا واسطہ متروک ہے۔) اور مخلد ”شیخ“ ہے۔ (یعنی اس کی حدیث لکھی جاتی ہے۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① خطیب کو حق حاصل ہے کہ سامعین سے حسب ضرورت کوئی بات کر سکتا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی تعمیل ارشاد نبوی کی کیفیت دیکھیے کہ حکم سنتے ہی بیٹھ گئے اور قدم تک نہیں بڑھایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه۔ اس قسم کے لوگوں پر زبان طعن دراز کرنا کہ یہ لوگ بعد از وفات نبی (نعوذ باللہ) مرتد ہو گئے تھے یا منافق بن گئے تھے اپنے خبث باطن کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں۔ ② احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خطبے کے دوران میں سامعین کو آپس میں گفتگو کرنے کی اجازت نہیں ہے مگر خطیب بات کر سکتا ہے۔ ③ یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی فوراً بلاتا تاخیر تعمیل ضروری ہے۔

(المعجم ۲۱۹، ۲۲۱) - باب الْجُلُوسِ
إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ (التحفة ۲۲۸)

۱۰۹۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يُعْنِي ابْنَ
عَطَاءٍ، عَنِ الْعُمَرِيِّ، عَنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ
عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ
خُطْبَتَيْنِ، كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ
حَتَّى يَفْرَغَ - أَرَاهُ [قَالَ:] الْمُؤَذِّنُ - ثُمَّ
يَقُومُ فَيَخْطُبُ ثُمَّ يَجْلِسُ فَلَا يَتَكَلَّمُ ثُمَّ
يَقُومُ فَيَخْطُبُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① جمعہ میں منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا مستحب ہے بلا عذر بیٹھ کر خطبہ دینا ناجائز ہے۔ دونوں خطبوں کے درمیان آپ کا بیٹھنا بہت مختصر سا ہوتا تھا۔ ② خطبے عددی اعتبار سے دو ہیں تین نہیں۔ مسنون خطبوں سے

۱۰۹۲ - تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۰۵/۳ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ۱۰۹۵، وأصله عند البخاري، ح: ۹۲۸ من حديث نافع بلفظ: "كان النبي ﷺ يخطب خطبتين يقعد بينهما" * عبدالله العمري عن نافع "قوي"، عبد الوهاب بن عطاء مدلس وعنعن، وحديث البخاري: ۹۲۸ يعني عنه.

پہلے ”تقریر یا بیان“ وغیرہ اس عدد کو بڑھا دیتا ہے اس لیے جائز نہیں۔ یہ سنت رسول سے انحراف ہے جب کہ ضرورت سنت رسول پر عمل کرنے کی ہے۔

(المعجم ۲۲۰، ۲۲۲) - باب الْخُطْبَةِ باب: ۲۲۰، ۲۲۲ - کھڑے ہو کر خطبہ دینا قَائِمًا (التحفة ۲۲۹)

۱۰۹۳- حَدَّثَنَا الثَّيْلِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا، فَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ، فَقَالَ: فَقَدْ - وَاللَّهِ - صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنَ أَلْفِي صَلَاةٍ.

۱۰۹۳- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ (یعنی پہلا خطبہ) پھر بیٹھ جاتے، پھر (دوسرے کے لیے) کھڑے ہوتے اور کھڑے ہو کر ہی خطبہ دیتے۔ اور جو شخص تمہیں یہ بتائے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے اس نے جھوٹ کہا۔ قسم اللہ کی! میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔

☀ فائدہ: بغیر عذر شرعی کے بیٹھ کے خطبہ دینا جائز نہیں ہے۔ جو لوگ مسنون خطبوں سے پہلے منبر پر بیٹھ کر بیان یا تقریر کرتے ہیں انہیں اپنے اس خلاف سنت عمل پر غور کرنا چاہیے۔

۱۰۹۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، الْمَعْنَى، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَذْكُرُ النَّاسَ.

۱۰۹۴- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دو خطبے ہوا کرتے تھے۔ آپ ان دونوں کے درمیان میں بیٹھا کرتے تھے۔ آپ قرآن پڑھتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

۱۰۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً لَا يَتَكَلَّمُ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۱۰۹۵- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے پھر مختصر سا بیٹھ جاتے اور اس دوران میں کوئی گفتگو نہ کرتے تھے اور حدیث بیان کی۔

۱۰۹۳- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلوة وما فيهما من الجلسة، ح: ۸۶۲ من حديث سماك بن حرب به.

۱۰۹۴- تخریج: أخرجه مسلم من حديث أبي الأحوص به، انظر الحديث السابق.

۱۰۹۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، صلوة العیدین، باب الجلوس بين الخطبتين والسكوت فيه، ح: ۱۵۸۴ من حديث أبي عوانة به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱/ ۴۹۷، ح: ۶۰۸.

🌞 فوائد و مسائل: ① خطبہ کی جملہ احادیث سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ اس عمل میں مقصود و مطلوب سامعین کو وعظ و تذکیر ہے۔ اس لیے اگر سامعین عجمی ہوں عربی نہ سمجھتے ہوں تو انہیں ان کی زبان میں وعظ کیا جائے۔ اس پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ پھر نماز میں بھی ترجمہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ خطبہ عبادت کے ساتھ ساتھ وعظ و نصیحت بھی ہے جبکہ نماز خالص عبادت ہے۔ اس میں ذکر اور قرآن کی تلاوت متعین ہے۔ ”ذکر اور تذکیر“ میں فرق ہے۔ جیسے کہ قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں ہے وہ محض ترجمانی ہے۔ اس لیے نماز کو خطبے پر قیاس کرنا جائز نہیں۔ عجوبہ یہ ہے کہ ان حضرات نے نماز تو..... ایک روایت کے مطابق..... عجمی زبان میں جائز کر دی مگر خطبے کے لیے یہ گنجائش نہ نکال سکے۔ ② اصحاب الحدیث کے خطبات جمعہ و عیدین بحمد اللہ سنت کے عین مطابق نبوی خطبات کے عربی الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات اور اکثر احادیث بھی عربی میں پڑھی جاتی ہیں۔ اور ساتھ ساتھ سامعین کی زبان میں معانی و مفہیم بیان کیے جاتے ہیں۔ واللہ ولی التوفیق۔

باب: ۲۲۱، ۲۲۲۔ خطیب کا خطبے میں
کمان سے سہارا لینا

(المعجم ۲۲۱، ۲۲۳) - باب الرَّجُلِ
يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ (التحفة ۲۳۰)

۱۰۹۶۔ شعیب بن رزیق طائفی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک صاحب کے ہاں بیٹھا جنہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی۔ انہیں حکم بن حزن کلمی کہا جاتا تھا۔ وہ ہم سے بیان کرنے لگے کہ میں ایک وفد میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر ہوا۔ میں سات میں سے ساتواں یا نو میں سے نواں فرد تھا۔ ہم آپ ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی زیارت کے لیے آئے ہیں ہمارے لیے دعائے خیر فرمائیے۔ آپ نے ہمارے لیے کسی قدر کھجوروں کا حکم دیا حالت ان دنوں بہت کمزور تھی۔ ہم آپ کے یہاں کئی دن مقیم رہے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھنے کا موقع بھی ملا۔ آپ ایک لٹھی یا کمان کا سہارا لیے ہوئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان

۱۰۹۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ خِرَاشٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ رُزَيْقٍ الطَّائِفِيُّ قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى رَجُلٍ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُقَالُ لَهُ الْحَكَمُ بْنُ حَزْنٍ الْكَلْبِيُّ، فَأَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا قَالَ: وَفَدْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَابِعَ سَبْعَةٍ - أَوْ تَاسِعَ تِسْعَةٍ - فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! زُرْنَاكَ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا بِخَيْرٍ، فَأَمَرَنَا، - أَوْ أَمَرَ لَنَا - بِسُنَّةٍ مِنَ التَّمْرِ، وَالشَّائِنْ إِذْ ذَاكَ دُونَ، فَأَقَمْنَا بِهَا أَيَّامًا شَهِدْنَا فِيهَا الْجُمُعَةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى تَقْصَا - أَوْ قَوْسٍ - فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ كَلِمَاتٍ خَفِيفَاتٍ

۱۰۹۶۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/۲۱۲ عن سعيد بن منصور به، وصححه ابن خزيمة،

ح: ۱۴۵۲، وانظر، ح: ۱۱۴۵۰.

طِبَّاتٍ مُّبَارَكَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ لَنْ تُطِيقُوا - أَوْ لَنْ تَفْعَلُوا - كُلَّ مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ وَلَكِنْ سَدُّوا وَأَبْشِرُوا»۔
 کی۔ آپ کے الفاظ مختصر پاکیزہ اور بابرکت تھے۔ پھر فرمایا: ”لوگو! جو احکام تمہیں دیے جاتے ہیں تم ان سب کی طاعت نہیں رکھتے ہو یا انہیں ہرگز نہیں کر سکتے ہو لیکن استقامت و اعتدال اختیار کرو اور خوش ہو جاؤ۔“

قال أَبُو عَلِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ قَالَ: جَنَابُ ابُو عَلِيٍّ (لَوْلَى تَلِيدُ إِمَامِ ابُو دَاوُدَ) كَبْتِهِ هِيَ كَبْتِي فِي شَيْءٍ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِي، وَقَدْ كَانَ انْقَطَعَ مِنَ الْقِرْطَاسِ۔
 جناب ابوعلی (لولوی تلیذ امام ابوداود) کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوداود سے سنا وہ کہتے تھے کہ اس حدیث کا کچھ حصہ مجھے میرے ساتھیوں نے یاد کر لیا ہے جو کہ میرے کاغذ سے ضائع ہو گیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① متبع سنت علماء صلحاء اور باعل لوگوں سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرنا نہایت قابل قدر اور بلند درجہ کا حاصل عمل ہے۔ ایسے لوگوں سے خود باری تعالیٰ محبت کرتا ہے اور روز قیامت ایسے لوگوں کو اللہ عزوجل کا خصوصی سایہ میسر ہوگا۔ [اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ] آمین۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۵۶۶/۲۵۶۷)
 ② اصحاب خیر کی زیارت میسر آئے تو ان سے دعائے خیر کرانی چاہیے یہ مستحب عمل ہے۔ ③ حسب حال مہمانوں کی عمدہ خدمت ان کا حق ہے۔ ④ خطبہ میں عصا وغیرہ لے کر کھڑے ہونا مستحب ہے۔ ⑤ عام انسانوں کے لیے ناممکن ہے کہ شریعت کے تمام احکام پر عمل پیرا ہو سکیں، لیکن حسب امکان غفلت و کسل مندی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اعمال صالحہ پر استقامت اور میانہ روی کو معمول بنانا ضروری ہے۔ ⑥ محدثین اپنی شخصی فروگزاشتیں بھی بیان کر دیا کرتے تھے تاکہ لوگ انہیں معصوم نہ سمجھ سکیں۔

۱۰۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ، عَنْ أَبِي عِيَّاضٍ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَشَهَّدَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ

۱۰۹۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (خطبے میں) تشہد پڑھتے تو کہا کرتے [الْحَمْدُ لِلَّهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ..... الخ] ”تمام طرح کی حمد و ثناء اللہ کے لیے ہے۔ ہم اس سے مدد چاہتے اور معافی مانگتے ہیں۔ اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ بھٹکا دے اسے کوئی راہ راست پر نہیں لاسکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ

۱۰۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۱۲۶/۷ من حديث أبي عاصم به * قتادة تقدم، ح: ۲۹ وعنه، وأبو عياض مجهول كما في التفریب۔

مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ وَلَا يَضُرُّ اللَّهَ شَيْئًا.

اللہ کے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ نے ان کو قیامت سے پہلے حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اللہ کا کچھ نہیں بگاڑتا۔“

🌞 ملحوظہ: اس موضوع پر محدث البانی رحمہ اللہ کا رسالہ ”خطبة الحاجة“ قابل مطالعہ ہے۔

۱۰۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ تَشْهِيدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ: «وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى، وَنَسَأَلُ اللَّهَ رَبَّنَا أَنْ يَجْعَلَنَا مِمَّنْ يُطِيعُهُ وَيُطِيعُ رَسُولَهُ، وَيَتَّبِعَ رِضْوَانَهُ، وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهُ، فَإِنَّمَا نَحْنُ بِهِ وَلَهُ».

۱۰۹۸- جناب یونس سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن شہاب سے رسول اللہ ﷺ کے خطبے کے متعلق پوچھا جو آپ جمعہ کے روز پڑھا کرتے تھے۔ تو اسی (مذکورہ حدیث) کی مانند بیان کیا اور کہا [وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى..... الخ] ”جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ بہت بڑے شر میں جا پڑا۔ ہم اپنے اللہ سے جو ہمارا رب ہے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے رسول کی اس کی رضامندی کے تابع ہوتے اور اس کی ناراضی سے بچتے ہیں۔ بلاشبہ ہم اسی کے ساتھ ہیں اور اسی کیلئے ہیں۔“

🌞 ملحوظہ: یہ روایت بھی مرسل یعنی تابعی نامیاں ہے اس لیے محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

۱۰۹۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ عَنْ تَمِيمِ الطَّائِنِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

۱۰۹۹- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک خطیب نے خطبہ دیا اور اس نے کہا: [مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يَعْصِهِمَا]

۱۰۹۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/۲۱۵، وهو في كتاب المراسيل لأبي داود، ح: ۵۷ * الخبر مرسل.

۱۰۹۹- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوة والخطبة، ح: ۸۷۰ من حديث سفيان الثوري به.

”جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھڑے ہو جاؤ۔“ یا فرمایا: ”چلے جاؤ تم بہت برے خطیب ہو۔“

🌞 فائدہ: نبی ﷺ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کو ایک خمیر حشیش سے ذکر کیا جائے۔ یہ خلاف ادب ہے۔ اس میں مساوات کا شبہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ مفہوم ادا کرنا ہو تو مَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ کہا جائے۔

۱۱۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: ۱۱۰۰- حَارِثُ بْنُ نَعْمَانَ كِي صَاحِبِ زَادِي بَيَانٍ كَرْتِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُثَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْنٍ، عَنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ التُّعْمَانِ قَالَتْ: مَا حَفِظْتُ هُوَ إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، يَخْطُبُ بِهَا كُلَّ جُمُعَةٍ. قَالَتْ: وَكَانَ تَتَوَرُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَتَتَوَرُّنَا وَاحِدًا.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ روح بن عبادہ نے شعبہ سے روایت کرتے ہوئے اس خاتون کا نسب یوں ذکر کیا: ”بنت حارث بن نعمان“ جبکہ ابن اسحاق نے ”ام ہشام بنت حارث بن نعمان“ کہا۔

🌞 فائدہ: خطبہ جمعہ میں قرآن کریم کی آیات سے وعظ کہنا چاہیے۔ اور سورۃ فی کو موضوع بنانا مستنون و مؤکد ہے کہ سامعین کو قیامت اور اس کے حساب کتاب کی شدت یاد دلائی جائے۔ اور وہ اقوام ہاتھ کی تاریخ و انجام سے بھی غافل نہ رہیں۔

۱۱۰۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي سِمَاكٌ عَنْ جَابِرٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كِي نَمَازٍ أَوْرَآپ كَا خُطْبَةٍ دَر مِيَانِہٖ دَر مِيَانِہٖ

۱۱۰۰- تخریج: أخرجه مسلم، أيضاً، ح: ۸۷۳ عن محمد بن بشار به، وانظر، ح: ۱۱۰۲، ۱۱۰۳.

۱۱۰۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب القراءة في الخطبة الثانية والذكر فيها، ح: ۱۶۱۹، وابن ماجه، ح: ۱۱۰۶ من حديث سفيان الثوري به، ورواه مسلم، ح: ۸۶۶ من حديث أبي الأحوص عن سماك به نحوه.

ابنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا، يَفْرَأُ آيَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَيَذْكُرُ النَّاسَ.

ہوتے تھے۔ آپ قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرماتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① خطبہ جمعہ کو بہت زیادہ طویل کر دینا اور اس کے بالمقابل نماز کو مختصر رکھنا خلاف سنت ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ صرف عربی زبان میں دینا ضروری نہیں بلکہ اس سے اصل مقصد تو یہ ہے کہ لوگوں کی اصلاح ہو اس لیے خطبہ اس زبان میں ہونا چاہیے جو لوگوں کی سمجھ میں آ سکے اور وہ خطبہ سن کر اس سے نصیحت حاصل کر سکیں۔ اور ان کی زندگی میں انقلاب آئے۔ ③ اگر یہ پابندی لگا دی جائے کہ خطبہ جمعہ صرف عربی زبان میں ہوا اور بس تو عربی نہ جاننے والوں کی سمجھ میں اس سے کیا آئے گا؟ اور کیسے ان کی اصلاح ہوگی؟ اس طرح تو وعظ و نصیحت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

۱۱۰۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ أُخْتِهَا قَالَتْ: مَا أَخَذْتُ ﴿ق﴾ إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، كَانَ يَفْرَأُهَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ.

۱۱۰۲- عمرہ اپنی بہن سے روایت کرتی ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے سورۃ ق رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک ہی سے (سن کر) یاد کی ہے۔ آپ اسے ہر جمعہ (کے خطبہ میں) پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَابْنُ أَبِي الرَّجَالِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ أُمِّ هِشَامِ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ.

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ یحییٰ بن ایوب اور ابن ابی الرجال نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ سے انہوں نے ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

۱۱۰۳- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ أُخْتِ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانَتْ أُكْبِرَ مِنْهَا، بِمَعْنَاهُ.

۱۱۰۳- یحییٰ بن سعید عمرہ سے وہ عمرہ بنت عبد الرحمن کی بہن سے جو ان سے بڑی تھیں۔ اس کے ہم معنی روایت ہے۔

توضیح: عمرہ بنت عبد الرحمن اور ام ہشام بنت حارثہ یا تو رضاعی بہنیں ہیں یا کوئی اور قرابت داری ہے۔

۱۱۰۲- تخریج: أخرجه مسلم من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، انظر الحديث الآتي.

۱۱۰۳- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوة والخطبة، ح: ۸۷۲ عن ابن السرح به.

(المعجم ۲۲۲، ۲۲۴) - باب رَفْعِ

الْيَدَيْنِ عَلَى الْمِنْبَرِ (التحفة ۲۳۱)

۱۱۰۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ:

حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

قَالَ: رَأَى عُمَارَةَ بْنَ رُوَيْبَةَ بِشَرِّ بْنِ مَرْوَانَ

وَهُوَ يَدْعُو فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، فَقَالَ عُمَارَةُ:

قَبِّحَ اللَّهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ، قَالَ: زَائِدَةُ قَالَ

حُصَيْنٌ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا يَزِيدُ عَلَى

هَذِهِ يَعْنِي السَّبَابَةَ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ.

۱۱۰۴- جناب حصین بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ عمارہ بن رویبہ نے بشر بن مروان کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے روز (اثنائے خطبہ میں ہاتھ اٹھا کر) دعا کر رہا تھا۔ (ہاتھ ہلا رہا تھا) تو عمارہ نے کہا: اللہ ان دونوں ہاتھوں کو رسوا کرے..... زائدہ کہتے ہیں کہ حصین نے کہا: مجھے عمارہ نے بیان کیا..... تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اس سے زیادہ نہیں کرتے تھے۔ یعنی صرف شہادت کی انگلی (اٹھانے پر اکتفا کرتے تھے) جو انگوٹھے سے ملی ہوتی ہے۔

🌞 فائدہ: خطیب کا دوران خطبہ میں اپنے ہاتھ ہلا کر لوگوں سے خطاب کرنا خلاف سنت اور خلاف ادب جمعہ ہے۔

صرف انگشت شہادت سے اشارہ ثابت ہے۔ رہا یہ استدلال کہ اثنائے خطبہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ممنوع ہے اگرچہ

بعض روایات اس طرف گئے ہیں مگر یہ استدلال مروج ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے استسقاء کے

لیے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی تھی۔

۱۱۰۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ

الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ

إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ،

عَنْ ابْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَاهِرًا يَدَيْهِ

قَطُّ يَدْعُو عَلَى مِثْرِهِ وَلَا غَيْرِهِ، وَلَكِنْ

۱۱۰۵- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے

منبر پر یا اس کے علاوہ دعا کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ

اٹھائے ہوں۔ میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ یوں

کرتے تھے اور اشارہ کر کے دکھایا کہ آپ انگشت شہادت

اٹھاتے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا لیتے۔

۱۱۰۴- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوة والخطبة، ح: ۸۷۴ من حديث حصين بن

عبدالرحمن به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۶۱۴.

۱۱۰۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۱۰/۳ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ۳۳۷/۵ من

حديث عبدالرحمن بن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۵۰ * عبدالرحمن بن معاوية بن الحويرث ضعفه

الجمهور، وباقي السند حسن.

رَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا، وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَعَقَدَ
الْوُسْطَى بِالْإِبْهَامِ.

باب: ۲۲۳، ۲۲۵- خطبہ مختصر ہونا چاہیے

(المعجم ۲۲۳، ۲۲۵) - باب إقصارِ
الْخُطْبِ (التحفة ۲۳۲)

۱۱۰۶- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خطبہ مختصر رکھنے کا حکم دیا۔

۱۱۰۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ
عَنْ عَبْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَاشِدٍ، عَنْ
عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
بِإِقْصَارِ الْخُطْبِ.

۱۱۰۷- حضرت جابر بن سمرہ سوائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز لمبا وعظ نہ فرمایا کرتے
تھے بلکہ چند مختصر سے کلمات ہوا کرتے تھے۔

۱۱۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ:
حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: أَخْبَرَنِي شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ،
عَنْ سَمَّاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ
سَمُرَةَ السَّوَائِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
لَا يُطِيلُ الْمَوْعِظَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِنَّمَا هُنَّ
كَلِمَاتٌ يَسِيرَاتٌ.

🌅 فائدہ: خطبہ مختصر ہونا سنت ہے اور تطویل خلاف سنت۔

باب: ۲۲۳، ۲۲۶- وعظ و خطبہ میں امام
کے قریب ہونا

(المعجم ۲۲۴، ۲۲۶) - باب الدُّنُوِّ مِنَ
الْإِمَامِ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ (التحفة ۲۳۳)

۱۱۰۸- جناب معاذ بن ہشام کہتے ہیں کہ میں نے
اپنے والد کی بیاض میں ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا پایا اور سنا

۱۱۰۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ:
حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: وَجَدْتُ فِي

۱۱۰۶- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۴/۳۲۰ عن عبد الله بن نمير به، وصححه الحاكم: ۱/۲۸۹، ووافقه
الذهبي * أبو راشد حديثه حسن.

۱۱۰۷- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۳/۲۰۷، ۲۰۸ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط
مسلم: ۱/۲۸۹، وانظر، ح: ۱۱۰۱، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۶۲۶.

۱۱۰۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۵/۱۱ عن علي بن المديني به، وصححه الحاكم على شرط
مسلم: ۱/۲۸۹، ووافقه الذهبي * قتادة تقدم، ح: ۲۹، وعن.

نہیں۔ کہ قتادہ نے کہا یحییٰ بن مالک سے وہ سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ذکر (خطبہ اور وعظ) میں حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب بیٹھا کرو۔ انسان (اگر خیر کے مقامات سے) پیچھے رہنے کو معمول بنا لے تو جنت میں بھی پیچھے کر دیا جائے گا اگرچہ اس میں داخل ہو ہی جائے۔“

کِتَابِ أَبِي يَحْيَى يَدُوهُ وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْهُ، قَالَ قَتَادَةُ: عَنْ يَحْيَى بْنِ مَالِكٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «اخْضَرُوا الذِّكْرَ وَادْنُوا مِنَ الْإِمَامِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتْبَاعُهُ حَتَّى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا».

🌞 فوائد و مسائل: ① مسلمان کو بھلائی اور نیکی کے کاموں میں سبقت کرنے کا حریص بننا چاہیے تاکہ اللہ کے ہاں قربت میں سبقت پائے۔ بالخصوص جمعہ اور اس کا خطبہ سننا بہت بڑی اہم نیکیوں میں سے ہے۔ ② اسی طرح امام اور خطیب کے قریب ہو کر بیٹھنا بھی باعث فضیلت ہے۔

باب: ۲۲۵، ۲۲۷- امام کسی عارضے کے باعث خطبے کا تسلسل توڑ دے تو جائز ہے۔

(المعجم ۲۲۵، ۲۲۷) - باب الإمام يَقْطَعُ الْخُطْبَةَ لِلْأَمْرِ يَخْذُ (التحفة ۲۳۴)

۱۱۰۹- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ (اس اثناء میں) حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سرخ قمیص پہنے ہوئے آئے۔ وہ گرتے تھے اور اٹھتے تھے۔ تو آپ منبر سے اتر پڑے ان کو پکڑا اور ان دونوں کو لے کر منبر پر تشریف لائے پھر فرمایا: ”سچ فرمایا اللہ ذوالجلال نے: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ ”بلاشبہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔“ میں نے ان دونوں کو دیکھا تو صبر نہ کر سکا۔“ اس کے بعد آپ نے پھر خطبہ دینا شروع کر دیا۔

۱۱۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ حُبَابٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَتَعَرَّانِ وَيَقُومانِ، فَتَزَلَّ فَأَخَذَهُمَا فَصَعِدَ بِهِمَا الْمِنْبَرَ ثُمَّ قَالَ: «صَدَقَ اللَّهُ ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [الأنفال: ۲۸] رَأَيْتُ هَذَيْنِ فَلَمْ أَصْبِرْ»، ثُمَّ أَخَذَ فِي الْخُطْبَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① کسی معقول عارضے کی بنا پر اگر خطبے کا تسلسل ٹوٹ جائے یا توڑنا پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔

② حضرات حسین رسول اللہ ﷺ کے محبوب ترین نواسے ہیں نبی ﷺ نے ان کو اپنی ”راحت جان“ [رَيْحَانَتَايَ]

۱۱۰۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب حلمه ووضعه الحسن والحسين بين يديه ...

الخ، ح: ۳۷۷۴ من حديث حسين بن واقد به، وقال: "حسن غريب".

فرمایا اور جو انانِ جنت کے سردار ہونے کی بشارت دی ہے۔ ان کے دل نواز تذکرے سے ہم اہل السنۃ والجماعۃ اصحاب الحدیث کے چہرے کھل اٹھتے، سینے ٹھنڈے ہوتے، آنکھیں ادب میں جھک جاتی اور زبانیں بے ساختہ [رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ] پکارنے لگ جاتی ہیں۔ بہت بڑے ظالم ہیں وہ لوگ جو ہمیں ان سے عدم محبت کا طعنہ دیتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم محبت کے نام پر انہیں صفات الہیہ سے متصف نہیں کرتے کہ انہیں عالم الغیب، مشکل کشا، مجیب الدعوات یا مغیث (فریادرس) کہنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افراط و تفریط کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور آخرت میں ان مقبولانِ الہی اور محبوبانِ رسول ﷺ کی رفاقت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

(المعجم ۲۲۶، ۲۲۸) - باب الاختیاء
وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ۲۳۵)
باب ۲۲۶، ۲۲۸ - خطبے کے دوران
میں اجتناب (ممنوع ہے)

۱۱۱۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ :
حدثنا المقرئ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ
عن أبي مَرْحُومٍ، عن سَهْلٍ بنِ مُعَاذٍ بنِ
أَنَسٍ، عن أَبِيهِ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ
الْجَبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ .

۱۱۱۰ - سہل بن معاذ بن انس اپنے والد سے راوی
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز جب امام خطبہ دے
رہا ہو جب وہ (بیٹھنے کی ایک صورت) سے منع فرمایا ہے۔

☀ فائدہ : [اجتناب یا جبوہ] اس انداز کے بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ انسان اپنے گھٹنے اکٹھے کر کے سینے سے لگا لے اور
پھر ہاتھوں سے ان پر حلقہ بنا لے یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا لپیٹ لے۔ اسی کو اجتناب اور جبوہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ
نشت بے پروائی اور عدم توجہ کی علامت سمجھی جاتی ہے نیز ادگہ بھی آنے لگتی ہے۔ تہ بند پہننے ہو تو ستر کھٹنے کا بھی اندیشہ
رہتا ہے اور بعض اوقات انسان بے وضو بھی ہو جاتا ہے اور اسے پتہ بھی نہیں چلتا، الغرض جمعہ میں بالخصوص اس طرح
بیٹھنا ممنوع ہے۔

۱۱۱۱ - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ :
حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ حَيَّانَ الرَّقِّيُّ : حَدَّثَنَا
سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بنِ الزُّبَيْرِ قَانَ عَنْ

۱۱۱۱ - جناب یعلیٰ بن شداد بن اوس کہتے ہیں کہ
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت المقدس میں حاضر تھا۔
انہوں نے ہمیں جمعہ پڑھایا۔ میں نے دیکھا کہ مسجد میں

۱۱۱۰ - تخريج : [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية الاجتناب والإمام يخطب،
ح : ۵۱۴ من حديث أبي عبد الرحمن المقرئ، به، وقال : "حسن".

۱۱۱۱ - تخريج : [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار : ۸۰ / ۴ من حديث خالد بن حيان به *
سليمان بن عبد الله لين الحديث كما في التقريب * خالد بن حيان وسليمان بن عبد الله، لم أجدهما في رجال أبي
داود، وهذا أمر عجيب.

يَعْلَى بْنِ شَدَّادٍ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ بْنِتِ الْمَقْدِسِ فَجَمَعَ بِنَا، فَنَظَرْتُ فَإِذَا جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ، فَرَأَيْتُهُمْ مُخْتَبِينَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ.

حاضرین کی اکثریت اصحاب نبی ﷺ کی تھی۔ میں نے انہیں دیکھا کہ امام خطبہ دے رہا تھا اور وہ احتباء کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَحْتَبِي وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ وَأَنْسُ بْنُ مَالِكٍ وَشَرِيحٌ وَصَفْعَةُ بْنُ صُوحَانَ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَإِبْرَاهِيمُ التَّخَعِيُّ وَمَكْحُولٌ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَعْدٍ وَنُعَيْمُ ابْنُ سَلَامَةَ، قَالَ: لَا بَأْسَ بِهَا.

امام ابو داود فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خطبہ میں احتباء کی حالت میں بیٹھا کرتے تھے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور شرح، صفحہ بن صوحان، سعید بن مسیب، ابراہیم نخعی، مکحول، اسماعیل بن محمد بن سعد اور نعیم بن سلامہ کا کہنا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يُلْغَنِي أَنَّ أَحَدًا كَرِهَهَا إِلَّا عِبَادَةَ بَنٍ نُسَيٍّ.

امام ابو داود کہتے ہیں کہ جناب عبادہ بن نسی رضی اللہ عنہ (تابعی) کے علاوہ مجھے کسی کے متعلق معلوم نہیں ہوا کہ انہوں نے اس طرح بیٹھنے کو مکروہ کہا ہو۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے میں توسع ہے بالخصوص جبکہ محظورات (منوع اور ناجائز امور) میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ علاوہ ازیں یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ بہر حال بہتر یہی ہے کہ احتباء اور جبوہ جیسی نشست سے بچا جائے۔ ② امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خطبے کے دوران میں اکثریت کا اصحاب رسول ہونا امیر معاویہ کے مقبول اور پسندیدہ ہونے کی علامت ہے۔

(المعجم ۲۲۷، ۲۲۹) - باب الکلامِ باب: ۲۲۹، ۲۲۷ - خطبے کے دوران میں بات چیت وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ۲۳۶)

۱۱۱۲ - حَدَّثَنَا الْقُتَيْبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَ فَرَمَا: "جَبْ تَمَّ يَهْ كَهْ خَامُوشْ هُوَ جَاؤُ

۱۱۱۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۱۱۱۲ - تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، صلوٰۃ العیدین، باب الإنصات للخطبة، ح: ۱۵۷۸ من حدیث مالک، وهو في الموطأ (رواية عبدالرحمن بن القاسم)، ح: ۱۳، ورواه البخاري، ح: ۹۳۴، ومسلم، ح: ۸۵۱ من حدیث ابن شہاب الزہری بہ۔

هُرَيْرَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قُلْتَ
أَنْصِبْتُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتُ»
اور امام خطبہ دے رہا ہو تو تم نے لغو کام کیا۔“

☀ فائدہ: خطبہ کے دوران میں خطیب کو سننا چاہیے اور اسی کے ذمے ہے کہ لوگوں پر نظر رکھے اور امر بالمعروف و نہی
عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے۔ کسی کو خاموش کرانا اگرچہ امر بالمعروف ہے مگر سماع کو اس کی بھی اجازت نہیں۔ الایہ
کہ خطیب کا اس طرف خیال نہ ہو یا غفلت کرے تو اشارے سے خاموش کرادے۔ اگر اشارہ نہ سمجھتا ہو تو از حد مختصر
الفاظ سے منع کر دے۔ (کذا فی عون المعبود)

۱۱۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو كَامِلٍ
قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ حَبِيبِ الْمَعْلَمِ،
عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
«يُخْضَرُ الْجُمُعَةُ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ: رَجُلٌ
خَضَرَهَا يَلْغُو وَهُوَ حَظُّهُ مِنْهَا، وَرَجُلٌ
خَضَرَهَا يَدْعُو، فَهُوَ رَجُلٌ دَعَا اللَّهَ
عَزَّ وَجَلَّ إِنْ شَاءَ أَعْطَاهُ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُ،
وَرَجُلٌ خَضَرَهَا بِإِنْصَاتٍ وَسُكُوتٍ وَلَمْ
يَخْطُ رَقَبَةً مُسْلِمٍ وَلَمْ يُؤْذِ أَحَدًا، فَهِيَ
كَفَّارَةٌ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا وَزِيَادَةٌ
ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى
عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ
عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ [الأنعام: ۱۶۰]».

باب: ۲۲۸، ۲۳۰- جس کا وضو ٹوٹ جائے
وہ امام کو کیوں کر خبر دے کر جائے

۱۱۱۴- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

(المعجم ۲۲۸، ۲۳۰) - باب اسْتِئْذَانِ
الْمُخْدِتِ لِلْإِمَامِ (التحفة ۲۳۷)

۱۱۱۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ

۱۱۱۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/۲۱۴ من حديث يزيد بن زريع به، وصححه ابن خزيمة،
ح: ۱۸۱۳.

۱۱۱۴- تخریج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن أحدث في الصلوة كيف ۴۴

المصْبِي: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا أَحَدُكُمْ أَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جب کوئی اپنی نماز میں بے وضو ہو جائے تو چاہیے کہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھے اور چلا جائے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ» لَمْ يَذْكُرَا عَائِشَةَ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو حماد بن سلمہ اور ابواسامہ نے عن ہشام عن ابیہ عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ ”جب کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو۔“ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

☀ فائدہ: یعنی اس معاملے میں نماز اور خطبے کا مسئلہ تقریباً ایک ہی ہے۔ اور بے وضو ہوجانے کی صورت میں ناک پر ہاتھ رکھ کر چلے جانا بیان عذر کی ایک علامت بتائی گئی ہے۔

(المعجم ۲۲۹، ۲۳۱) - بَابُ: إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ۲۳۸)

باب: ۲۳۱، ۲۲۹- جب کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو.....

۱۱۱۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ عَنْ عَمْرِو - وَهُوَ ابْنُ دِينَارٍ - عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: «أَصَلَّيْتَ يَا فُلَانٌ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَمَ فَارَكَعْتَ».

۱۱۱۵- سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جمعہ کے دن ایک شخص آیا اور نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا: ”اے فلاں! کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو۔“

۱۱۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ: جَابِرُ الْأَمَشِيِّ، ابْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ دُرِّهِ عَنْ حَضْرَتِ جَابِرِ

«ينصرف؟» ح: ۱۲۲۲ من حديث هشام بن عروة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۱۹، وابن حبان، ح: ۲۰۵، ۲۰۶، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۱۸۴، ۲۶۰، ووافقه الذهبي.

۱۱۱۵- تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: إذا رأى الإمام رجلاً جاء وهو يخطب... الخ، ح: ۹۳۰، ومسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح: ۸۷۵ من حديث حماد بن زيد به.

۱۱۱۶- تخريج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، من حديث الأعمش به، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۱۱۴ من حديث حفص بن غياث به.

ﷺ سے 'نیز اعمش' ابوصالح سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دونوں کا بیان ہے کہ سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے آپ نے ان سے کہا: "کیا تم نے کوئی نماز پڑھی ہے؟" انہوں نے کہا: نہیں: آپ نے فرمایا: "مختصری دور کعتیں پڑھ لو۔"

وَأَسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، الْمَعْنَى، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ سُلَيْكُ الْغُطَفَانِيُّ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ لَهُ: «أَصَلَّيْتَ شَيْئًا؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «صَلِّ رَكَعَتَيْنِ تَجُوزُ فِيهِمَا».

۱۱۱۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کر رہے تھے کہ جناب سلیک آئے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔ مزید یہ کہا کہ پھر نبی ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "جب تم میں سے کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہیے کہ مختصری دور کعتیں پڑھے۔"

۱۱۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ الْوَلِيدِ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ أَنَّ سُلَيْكًا جَاءَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، زَادَ: ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكَعَتَيْنِ يَتَجَوَّزُ فِيهِمَا».

🌞 فوائد و مسائل: ① قبل از خطبہ جمعہ نوافل کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ کم از کم دو رکعت تحیۃ المسجد لازماً پڑھنی چاہیے۔ یہ نہایت مؤکد ہے حتیٰ کہ اگر امام خطبہ دے رہا ہو تو بھی مختصری دور کعت پڑھ کر بیٹھے۔ الا یہ کہ خطبہ فوت ہو جائے تو جماعت میں شامل ہو جائے۔ ② امام اثنائے خطبہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے اور لوگوں کو شریعت کے مسائل سے آگاہ کرے مگر جس بات کی تفصیل معلوم نہ ہو تو پہلے معلوم کر لے پھر حکم دے جیسے کہ نبی ﷺ نے پہلے دریافت فرمایا کہ "کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟" ③ اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا جاتا ہے کہ تحیۃ المسجد ممنوع اوقات میں بھی پڑھی جائے کسی وقت ترک نہ کی جائے۔

(المعجم ۲۳۰، ۲۳۲) - باب تَخْطِي رِقَابِ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۲۳۹) باب ۲۳۰، ۲۳۲- جمعہ کے روز (اثنائے خطبہ میں) لوگوں کی گردنیں پھلانگنا منع ہے ۱۱۱۸- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ: ۱۱۱۸- ابوالزاہریہ بیان کرتے ہیں کہ ایک (بار)

۱۱۱۷- تخریج: [صحیح] وهو في المسند لأحمد: ۲/۲۹۷ بطوله، وانظر الحديث السابق.

۱۱۱۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب النهي عن تخطي رقاب الناس والإمام على ۴۴

جمعہ کے دن ہم حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا تو حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ جمعہ کے روز ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا جب کہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے تو نبی ﷺ نے اس سے کہا: ”بیٹھ جاؤ تم نے اذیت دی۔“

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ قَالَ: كُنَّا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسَيْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسَيْرٍ: جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيِّ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «اجْلِسْ فَقَدْ أَذَيْتَ».

 فوائد و مسائل: ① جمعہ میں دیر سے آنا اور پھر لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے جگہ لینے کی کوشش کرنا انتہائی مکروہ کام ہے۔ مسلمان کا اکرام واجب ہے اور اسے ایذا دینا حرام ہے۔ ② ہاں اگر لوگ جہالت کی بنا پر اگلی صفیں چھوڑ کر پیچھے بیٹھ جائیں تو ایسے لوگوں کی گردنیں پھلانگنا جائز ہوگا کیونکہ انہوں نے از خود اپنی حرمت پامال کی پیچھے بیٹھے اور اگلی صفیں پوری نہیں کیں۔ ③ البتہ خطیب امام کو شرعی ضرورت کے تحت اس عمل کی رخصت ہے۔ ایسے ہی جو بے وضو ہو جائے تو باہر جانا اس کے لیے ضروری ہو جاتا ہے مگر پھر بھی ادب و اکرام سے گزرے۔

باب: ۲۳۱، ۲۳۳- خطبے کے دوران میں

کسی کو اونگھ آنے لگے تو.....؟

(المعجم ۲۳۱، ۲۳۳) - باب الرَّجُلِ

يَنْعَسُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ۲۴۰)

۱۱۱۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں

نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”جب کسی کو اونگھ آنے لگے اور وہ مسجد میں ہو تو چاہیے کہ اپنی جگہ بدل کر کسی اور جگہ بیٹھ جائے۔“

۱۱۱۹- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

عَبْدَةَ، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ إِلَى غَيْرِهِ».

 فائدہ: اونگھ یا نیند دور کرنے کا ایک اور طریقہ بھی ہو سکتا ہے کہ وضو کر لے۔

۱۱۱۹- المنبر يوم الجمعة، ح: ۱۴۰۰ من حديث معاوية بن صالح به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۸۱۱، وابن حبان، ح: ۵۷۲، والحاكم على شرط مسلم: ۲۸۸/۱، ووافقه الذهبي.

۱۱۱۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب: فيمن نعنس يوم الجمعة أنه يتحول من مجلسه، ح: ۵۲۶ من حديث عبدة بن سليمان به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۸۱۹، وابن حبان، ح: ۵۷۱، والحاكم على شرط مسلم: ۲۹۱/۱، ووافقه الذهبي.

(المعجم ۲۳۲، ۲۳۴) - باب الإمام
يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ
(التحفة ۲۴۱)

باب: ۲۳۲، ۲۳۴ - منبر سے اترنے کے بعد
امام کسی سے کوئی بات کرے

۱۱۲۰ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ عَنْ
جَرِيرٍ وَهُوَ ابْنُ حَازِمٍ، لَا أَدْرِي كَيْفَ قَالَهُ
مُسْلِمٌ أَوْ لَا، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ:
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ
فَيَعْرِضُ لَهُ الرَّجُلُ فِي الْحَاجَةِ فَيَقُومُ مَعَهُ
حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي.

۱۱۲۰ - حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے
دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے اترتے اور کوئی شخص
اپنی ضرورت سے آپ کے پاس آ جاتا تو آپ اس کے
ساتھ کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ وہ اپنی ضرورت پوری کر لیتا
پھر آپ (صلے پر) کھڑے ہوتے اور نماز پڑھاتے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالْحَدِيثُ لَيْسَ
بِمَعْرُوفٍ عَنْ ثَابِتٍ، هُوَ مِمَّا تَقَرَّدَ بِهِ
جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ثابت سے یہ حدیث
معروف نہیں ہے۔ جریر بن حازم اس بیان میں منفرد ہے۔

ملفوظ: یہ روایت سداضعیف ہے۔ تاہم اس قسم کا ایک واقعہ جس میں دوران خطبہ خطبہ چھوڑ کر مسائل سے گفتگو
کرنے کا ذکر ہے صحیح مسلم (حدیث: ۸۷۲) میں ہے۔ علاوہ ازیں اس قسم کا واقعہ کسی نماز کے موقع پر بھی پیش آیا تھا۔
جیسے کہ جامع ترمذی میں ہے کہ ”نماز کی اقامت کہہ دی گئی تو ایک شخص نے نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ سے
باتیں کرنے لگا حتیٰ کہ کچھ لوگوں کو اٹکھانے لگی۔“ (ترمذی، حدیث: ۵۱۸ - ابوداؤد، حدیث: ۲۰۱) اور مسئلہ یوں ہی
ہے کہ اگر امام یا کوئی اور شخص کوئی ضروری بات کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں، مگر اہل جماعت کو اذیت نہیں ہونی چاہیے۔

(المعجم ۲۳۳، ۲۳۵) - باب مَنْ أَدْرَكَ
مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً (التحفة ۲۴۲)

باب: ۲۳۳، ۲۳۵ - جس شخص کو جمعے کی
ایک رکعت مل جائے

۱۱۲۱ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۱۱۲۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

۱۱۲۰ - تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الكلام بعد نزول الإمام من المنبر،
ح: ۵۱۷، والنسائي، ح: ۱۴۲۰، وابن ماجه، ح: ۱۱۱۷ من حديث جرير بن حازم به، وصرح بالسماع عند
البيهقي ۲۲۴/۳، وقال الترمذي: "غريب"، والحديث ضعفه البخاري وغيره، فالحديث معلل، وحديث مسلم،
ح: ۸۷۶ يغني عنه.

۱۱۲۱ - تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب من أدرك من الصلوة ركعة، ح: ۵۸۰، ومسلم،
المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلوة فقد أدرك تلك الصلوة، ح: ۶۰۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ
(يحيى: ۱/۱۰، والقعنبي، ص: ۳۵، ۳۶).

ابن شہاب، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً نِمَازِ پَالِي» نِمَازِ پَالِي۔
مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ.

☀ فائدہ: جس شخص نے جمعہ جماعت اور نماز کے وقت میں ایک رکعت پالی اس نے نماز کی ادائیگی اور فضیلت پا لی۔ اسی طرح جمعہ کی ایک رکعت پائے تو ایک رکعت اور پڑھے ورنہ چار رکعت مکمل کرے۔ ائمہ کرام سفیان ثوری ابن مبارک، شافعی احمد اور اسحاق رحمہم اللہ یہی بیان کرتے ہیں۔ علامہ محمد عبدالرحمن مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ صاحب تحفۃ الاحوذی نے مسلک احناف کو ترجیح دی ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ نماز کا کچھ حصہ بھی پالے چاہے تشہد ہی کیوں نہ ہو تو وہ باقی نماز دو رکعت ہی جمعہ کی پوری کرے گا اور ظہر کی نماز نہیں پڑھے گا۔ واللہ اعلم۔
(جامع الترمذی مع التحفۃ: حدیث: ۵۲۳)

(المعجم ۲۳۴، ۲۳۶) - باب مَا يُقْرَأُ بِهِ فِي الْجُمُعَةِ (التحفة ۲۴۳)

۱۱۲۲- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں سورت ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ بیان کیا کہ بعض اوقات عید اور جمعہ اکٹھے ہو جاتے تو بھی یہی سورتیں پڑھتے۔

۱۱۲۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ بِـ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾. قَالَ: وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَقَرَأَ بِهِمَا.

۱۱۲۳- جناب ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز سورۃ جمعہ کی تلاوت کے بعد کون سی سورت پڑھا کرتے تھے۔ کہا کہ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (یعنی دوسری رکعت میں) پڑھتے تھے۔

۱۱۲۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ الضَّحَّاكَ ابْنَ قَيْسٍ سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ: مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى إِنْ

۱۱۲۲- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلوة الجمعة، ح: ۸۷۸ عن قتيبة به.

۱۱۲۳- تخریج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح: ۸۷۸ من حديث ضمرة بن سعيد به، وهو في الموطأ (يحيى: ۱/۱۱۱، والقنعبي، ص ۱۶۶).

سُورَةُ الْجُمُعَةِ؟ فَقَالَ: كَانَ يَقْرَأُ بِـ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾.

۱۱۲۴- ابن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمعہ پڑھایا تو انہوں نے سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُونَ﴾ کی تلاوت کی۔ ابن ابی رافع کہتے ہیں کہ نماز کے بعد میں حضرت ابو ہریرہ سے ملا اور کہا کہ آپ نے جو سورتیں تلاوت کی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کوفہ میں یہی پڑھا کرتے تھے۔ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے کہ آپ بھی جمعہ کے روز (نماز جمعہ میں) یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

۱۱۲۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا

سُلَيْمَانُ يَنْعِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا أَبُو هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَفِي السُّرُكَةِ الْآخِرَةِ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُونَ﴾. قَالَ: فَأَذْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيٌّ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

☀ فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے بعض دفعہ جمعہ کی نماز میں یہ دونوں سورتیں بھی پڑھی ہیں۔

۱۱۲۵- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

۱۱۲۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ

سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَعْبُدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِـ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾.

☀ فائدہ: نماز میں قرآن کریم میں سے کہیں سے پڑھ لیا جائے تو نماز بلاشبہ صحیح اور درست ہے، مگر رسول اللہ ﷺ کی اختیار کردہ قراءت کو معمول بنانا نبی ﷺ سے اور آپ کی سنت سے محبت کی علامت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر مزید کا باعث ہے۔ اور اس میں جو لذت اور شرف ہے وہ اصحاب الحدیث ہی کا نصیب ہے۔ ﴿كُتِبَ اللَّهُ سَوَادُهُمْ﴾.

۱۱۲۴- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ۸۷۷ عن القعنبي به.

۱۱۲۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب القراءة في صلاة الجمعة... الخ، ح: ۱۴۲۳ من حديث شعبة به.

(المعجم ۲۳۵، ۲۳۷) - باب الرَّجُلِ يَأْتُمُ بِالْإِمَامِ وَيَبْنِيهِمَا جِدَارًا (التحفة ۲۴۴)
 ۱۱۲۶- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حُجْرَتِهِ وَالنَّاسُ يَأْتُمُونَ بِهِ مِنْ وَرَاءِ الْحُجْرَةِ.

باب: ۲۳۵، ۲۳۷- امام اور مقتدی کے درمیان دیوار حائل ہو تو اقتداء کا حکم؟

۱۱۲۶- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرہ (اعتکاف) میں نماز پڑھی اور لوگ حجرے سے باہر آپ کی اقتداء کر رہے تھے۔

فائدہ: جب نمازیوں کی صفیں متصل ہوں اور صفوں کے درمیان کوئی پردہ یا دیوار حائل ہو، خواہ امام اور مقتدیوں کے درمیان ہی یہ صورت ہو اور انہیں امام کے احوال کی بخوبی اطلاع ہو تو اقتداء جائز ہے جیسے آج کل مساجد کی کئی منزلہ بن گئی ہیں یا عورتیں پردے کے پیچھے ہوتی ہیں۔ مگر ریڈیو یا ٹی وی کے ذریعے سے اقتداء جائز نہیں۔ کیونکہ صفیں متصل نہیں ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں ٹی وی کے ذریعے سے ان عبادات کو ٹیلی کاسٹ (نشر) کرنا ہی شرعاً سخت محل نظر ہے چہ جائیکہ ٹی وی کی سکرین پر نمودار ہونے والے شخص کو امام بنالیا جائے؟

(المعجم ۲۳۶، ۲۳۸) - باب الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۲۴۵)
 ۱۱۲۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ [الْعَتَكِيُّ]، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي مَقَامِهِ، فَدَفَعَهُ وَقَالَ: أَتُصَلِّي الْجُمُعَةَ أَرَبْعًا؟! وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَكَعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَيَقُولُ: هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

باب: ۲۳۶، ۲۳۸- جمعے کے بعد نماز کا بیان

۱۱۲۷- جناب نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ جمعہ کے روز (جمعہ کے بعد) اسی جگہ دو رکعتیں پڑھ رہا تھا تو آپ نے اسے ہٹا دیا اور کہا: کیا تو جمعے کی چار رکعتیں پڑھتا ہے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز (جمعہ کے بعد) اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا ہے۔

۱۱۲۶- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا كان بين الإمام وبين القوم حائط أو سترة، ح: ۷۲۹ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، مطولاً، ورواه أحمد: ۳۰/۶ عن هشيم به.

۱۱۲۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب إطالة الركعتين بعد الجمعة، ح: ۱۴۳۰ من حديث أيوب به.

🌞 فوائد و مسائل: ① فرائض کے بعد فوراً اسی جگہ نوافل نہیں پڑھنے چاہئیں، بلکہ جگہ بدل لی جائے یا کسی سے بات چیت یا اذکار کے ذریعے سے وقفہ کیا جائے۔ ② جمعہ کے بعد گھر میں جا کر دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے۔ ③ علماء کے ذمے ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ جرات سے ادا کیا کریں۔ لیکن اس عظیم مقصد کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے لوگوں کو اس کی تلقین کرنے سے پہلے اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں، یعنی اپنے اخلاق، کردار اور اعمال کو سنت مطہرہ کے مطابق بنائیں۔

۱۱۲۸- جناب نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ سے پہلے لمبی نماز پڑھا کرتے تھے اور جمعے کے بعد گھر جا کر دو رکعتیں پڑھتے اور بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ یہی کیا کرتے تھے۔

۱۱۲۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُطِيلُ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَيُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَيَحْدُثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

۱۱۲۹- جناب عمر بن عطاء بن ابی الحواریہ سے روایت ہے کہ جناب نافع بن جبیر نے ان کو نمر کے بھانجے جناب سائب بن یزید کے پاس بھیجا، یہ پوچھنے کے لیے کہ وہ کیا بات تھی جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نماز میں دیکھی تھی۔ تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں ان کے مقصورہ میں جمعہ کی نماز پڑھی، سلام کے بعد میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھی۔ جب وہ اپنی منزل میں آئے تو مجھے بلوایا اور کہا: جو کچھ تم نے کیا ہے ایسے پھر مت کرنا، جب تم جمعہ پڑھو تو اسے نماز کے ساتھ مت ملاؤ، حتیٰ کہ بات کر لو یا وہاں سے چلے جاؤ۔ بلاشبہ نبی ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے کہ ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملایا جائے، حتیٰ کہ تم کوئی بات کر لو یا وہاں سے نکل جاؤ۔

۱۱۲۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءٍ بْنِ أَبِي الْخَوَّارِ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَأَى مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ فَلَمَّا سَلَّمْتُ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: لَا تُعِدْ لِمَا صَنَعْتَ، إِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَكَلِّمَ أَوْ تَخْرُجَ، فَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِذَلِكَ، أَنْ لَا تُوَصِّلَ صَلَاةَ بِصَلَاةٍ حَتَّى تَكَلِّمَ أَوْ تَخْرُجَ.

۱۱۲۸- تخریج: [إسناده صحيح] وانظر الحديث السابق، وصححه ابن الملقن على شرط الشيخين، (تحفة المحتاج ۱/ ۳۹۸، ح: ۴۳۳).

۱۱۲۹- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب الصلوة بعد الجمعة، ح: ۸۸۳ من حديث ابن جريج به.

☀ فائدہ: اہل علم کے لیے ضروری اور بہتر ہے کہ مسئلہ بیان کرتے یا فتویٰ دیتے ہوئے وہ دلیل بیان کریں تاکہ سامعین کو علم بصیرت اور اطمینان و وثوق حاصل ہو۔

۱۱۳۰- جناب عطاء حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی

ہیں کہ وہ جب کبھی میں ہوتے اور جمعہ پڑھتے تو آگے بڑھ کر دو رکعتیں پڑھتے پھر آگے بڑھتے اور چار رکعتیں پڑھتے اور جب مدینے میں ہوتے اور جمعہ پڑھتے تو اس کے بعد گھر لوٹ جاتے اور دو رکعتیں ادا کرتے اور مسجد میں نہ پڑھتے۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

۱۱۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ

ابن أبي رَزْمَةَ الْمَرْوَزِيُّ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ إِذَا كَانَ بِمَكَّةَ فَصَلَّى الْجُمُعَةَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَلَّى أَرْبَعًا، وَإِذَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ صَلَّى الْجُمُعَةَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ فِي الْمَسْجِدِ، فَقِيلَ لَهُ؟ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

☀ فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دین کے امین تھے رسول اللہ ﷺ کے متبع تھے ان کے اعمال پر نظر رکھی جاتی تھی اور تفصیل و دلیل بھی پوچھی جاتی تھی۔ ان کے بعد علمائے امت اس امانت کے وارث ہیں۔ لوگ ان کے کردار کو دینی نظر سے دیکھتے اور دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ تو چاہیے کہ طلبہ دین اور علمائے شریعت صحیح سنت نبوی کو اپنا معمول بنائیں تاکہ لوگوں کو صحیح عملی نمونہ ملے اور اس کا اجر اللہ عزوجل ہی کے ہاں ملنے والا ہے۔ ② عام مسلمانوں کے بھی دئے ہے کہ مسائل و اعمال میں قرآن و سنت صحیح کی دلیل طلب کریں کیونکہ علماء کسی صورت بھی معصوم نہیں ہیں۔

۱۱۳۱- سہیل اپنے والد ابوصالح سے وہ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا (ابن صباح کے الفاظ ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جمعے کے بعد نماز پڑھنا چاہے تو چار رکعت پڑھے۔“ اور ابن صباح کی حدیث مکمل ہوئی۔ (احمد بن

۱۱۳۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ:

حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَرَّازُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكْرِيَّا عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ:

۱۱۳۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۳/ ۲۴۰، ۲۴۱، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱/ ۳۹۷، ۳۹۸، ح: ۴۳۰، واختصره الترمذي، ح: ۵۲۳، جدًا.

۱۱۳۱- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب الصلوة، بعد الجمعة، ح: ۸۸۱ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

یونس کی حدیث کے الفاظ ہیں: ”جب تم جمعہ پڑھ لو تو اس کے بعد چار رکعتیں پڑھو۔“ میرے والد (ابوصالح) نے مجھ سے کہا: بیٹے! اگر مسجد میں پڑھو تو دو رکعت پڑھو پھر جب گھر آؤ تو دو رکعتیں اور پڑھو۔

«مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا ابْعَدَ الْجُمُعَةَ فَلْيَصِلْ أَرْبَعًا» وَتَمَّ حَدِيثُهُ، وَقَالَ ابْنُ يُونُسَ: «إِذَا صَلَّيْتُمُ الْجُمُعَةَ فَصَلُّوا بَعْدَهَا أَرْبَعًا» قَالَ: فَقَالَ لِي أَبِي: يَا بُنَيَّ! فَإِنْ صَلَّيْتَ فِي الْمَسْجِدِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَتَيْتَ الْمَنْزِلَ أَوِ الْبَيْتَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ.

☀️ فائدہ: یہ تین ترغیب اور احتباب کے لیے ہے۔

۱۱۳۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

۱۱۳۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن دینار نے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ.

۱۱۳۳- عطاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے بعد نماز پڑھتے تو اپنی اس جگہ سے جہاں انہوں نے جمعہ پڑھا ہوتا کچھ ہٹ جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور پھر اس سے تھوڑا سا اور ہٹ جاتے اور چار رکعات پڑھتے۔ میں نے عطاء سے پوچھا: آپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایسا کرتے ہوئے کتنی بار دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: کئی بار۔

۱۱۳۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ: أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ: أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَيَنْمَازُ عَنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْجُمُعَةَ قَلِيلًا غَيْرَ كَثِيرٍ قَالَ: فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَالَ: ثُمَّ يَمْشِي أَنْفَسَ مِنْ ذَلِكَ فَيَرْكَعُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. قُلْتُ لِعَطَاءٍ: كَمْ رَأَيْتَ ابْنَ عُمَرَ

۱۱۳۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب صلوة الإمام بعد الجمعة، ح: ۱۴۲۹ من حديث عبد الرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ۵۵۲۷، واختصره الترمذي، ح: ۴۳۴، ورواه البخاري، ح: ۱۱۶۵، ومسلم، ح: ۸۸۲ من حديث الزهري به.

۱۱۳۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الصلوة قبل الجمعة وبعدها، ح: ۵۲۳ من حديث ابن جريج به، مختصراً.

يَضْنَعُ ذَلِكَ؟ قَالَ: مِرَارًا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ وَلَمْ يُيَمِّمْهُ. امام ابو داود کہتے ہیں اس روایت کو عبد الملک بن ابی سلیمان نے بھی روایت کیا ہے مگر مکمل بیان نہیں کیا۔

🌞 توضیح: جمعہ کے بعد سنتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا اپنا فعل گھر جا کر دو رکعات پڑھنے کا ہے اور امت کو چار رکعات کی ترغیب دی ہے بغیر اس فرق کے کہ مسجد میں پڑھی جائیں یا گھر میں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے فعل اور قول دونوں کو جمع کر لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے صریح فرمان یا عمل سے چھ رکعات پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ بہر حال چار رکعات افضل اور رائج ہیں۔ (دیکھیے مرعاة الفاتح، حدیث: ۱۱۷۵) اور بعض نے یہ تطبیق بھی دی ہے کہ مسجد میں پڑھنی ہوں تو چار رکعتیں اور گھر جا کر پڑھنی ہوں تو دو رکعتیں پڑھی جائیں۔

(المعجم ۲۱۹، ۲۲۱-تابع) - بَابُ: باب: ۲۲۱/۲۱۹- دو خطبوں کے درمیان میں بیٹھنا

فِي الْقُعُودِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ

۱۰۹۲م - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يُعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ، عَنِ الْعُمَرِيِّ، عَنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ، كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتَّى يَقْرَأَ - أَرَاهُ قَالَ: الْمُؤَدِّنَ - ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ، ثُمَّ يَجْلِسُ فَلَا يَتَكَلَّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ.

۱۰۹۲م - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی ﷺ دو خطبے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ منبر پر آنے کے بعد بیٹھ جاتے، حتیٰ کہ مؤذن فارغ ہو جاتا۔ پھر آپ کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے۔ پھر بیٹھ جاتے اور کلام نہ کرتے۔ پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے۔

🌞 ملحوظہ: یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے (۱۰۹۲)

(المعجم ۲۳۹) - بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

(التحفة ۲۴۶)

۱۱۳۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَدِيمٌ ۱۰۹۲م - تخریج: [ضعیف] تقدم: ۱۰۹۲.

۱۱۳۴م - حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور ان لوگوں کے ہاں قديم

۱۱۳۴ - تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، صلاة العیدین، باب ۱، ح: ۱۵۵۷ من حدیث حمید الطویل بہ، وصرح بالسماع عند أحمد: ۲۵۰/۳، وصححه الحاكم علی شرط مسلم: ۱/۲۹۴، ووافقه الذهبي.

۲۔ کتاب الصلاة۔ عیدین کے احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا فَقَالَ: «مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟» قَالُوا: كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا: يَوْمَ الْأَضْحَى، وَيَوْمَ الْفِطْرِ».

دودن تھے کہ وہ ان میں کھیل کود کیا کرتے تھے۔ آپ نے پوچھا: ”یہ دودن کیا ہیں؟“ انہوں نے کہا کہ ہم دور جاہلیت میں ان دنوں میں کھیل کود کیا کرتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بدلے ان سے اچھے دن دیے ہیں۔ اضحیٰ (قربانی) کا دن اور فطر کا دن۔“

🌞 فائدہ: اسلام نے جاہلیت کے تمام شعار کو حق کے ساتھ بدل دیا ہے تو مسلمان کو اسی حق کے ساتھ تمسک کرنا چاہیے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی عیدوں کی تعداد صرف دو ہے باقی سب خود ساختہ ہیں۔

(المعجم ۲۳۷، ۲۴۰) - باب وَقْتُ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ (التحفة ۲۴۷)

باب: ۲۳۷، ۲۴۰ - عید کے لیے جانے کا وقت

۱۱۳۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُؤَيَّبِ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ خُزَيْمٍ الرَّحْبِيُّ قَالَ: خَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسَيْرٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَعَ النَّاسِ فِي يَوْمِ عِيدِ فِطْرِ أَوْ أَضْحَى فَأَنْكَرَ إِبْطَاءَ الْإِمَامِ فَقَالَ: إِنَّا كُنَّا قَدْ فَرَعْنَا سَاعَتَنَا هَذِهِ، وَذَلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ.

۱۱۳۵ - جناب یزید بن خیر الجسی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ صحابی رسول لوگوں کے ساتھ عید فطر یا عید اضحیٰ کے لیے تشریف لائے تو امام کے تاخیر کر دینے کو انہوں نے ناپسند کیا اور کہا: ہم تو اس وقت فارغ ہو چکے ہوتے تھے یعنی اشراق کے وقت۔

🌞 فائدہ: نماز عید میں بہت زیادہ تاخیر کرنا اچھا نہیں ہے۔

(المعجم ۲۳۸، ۲۴۱) - باب خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدِ (التحفة ۲۴۸)

باب: ۲۳۸، ۲۴۱ - عورتوں کا عید کے لیے جانا

۱۱۳۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ: حَدَّثَنَا امْرَأَتُ عَطِيَّةَ

۱۱۳۵ - تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في وقت صلوة العیدین، ح: ۱۳۱۷ من حديث صفوان به، وهو في المسند (أطراف المسند: ۲/ ۶۸۸، ح: ۳۰۷۵)، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ۲۹۵/ ۱، ووافقه الذهبي.

۱۱۳۶ - تخریج: أخرجه البخاري، العیدین، باب خروج النساء والحیض إلى المصلی، ح: ۹۷۴، ومسلم، صلوة العیدین، باب ذکر إباحة خروج النساء في العیدین إلى المصلی... الخ، ح: ۸۹۰ من حديث أبيوب به.

سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ پردے میں بیٹھی ہوئی عورتوں کو بھی عید کے دن ساتھ لے جائیں۔ پوچھا گیا کہ جو ایام میں ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”وہ بھی خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔“ ایک عورت کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اگر کسی کے پاس (پردے کے لیے) چادر نہ ہو تو وہ کیسے کرے؟ آپ نے فرمایا: ”اس کی سیکلی اسے اپنی چادر کا ایک حصہ اوڑھا دے۔“

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَحَبِيبٍ وَيَحْيَىٰ بْنِ عَتِيقٍ وَهَشَامٍ، فِي آخِرِينَ، عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نُخْرِجَ ذَوَاتِ الْخُدُورِ يَوْمَ الْعِيدِ، قِيلَ: فَأَلْحِيضُ؟ قَالَ: «لَيْسَ هَذَا الْخَيْرَ وَدَعْوَةُ الْمُسْلِمِينَ»، قَالَ: فَقَالَتْ امْرَأَةٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ لَمْ يَكُنْ لِأَخْدَاهُنَّ ثَوْبٌ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: «تَلْبِسُهَا صَاحِبَتُهَا طَائِفَةً مِنْ ثَوْبِهَا».

فوائد و مسائل: ① عید کے دنوں میں عورتوں کا عید گاہ میں جانا مستحب ہے مگر پردے میں خوشبو اور آواز دار زیور کے بغیر۔ ② ”دعوتِ المسلمین“ میں اجتماعی دعا کا ثبوت ہے۔ مگر مرد و بیٹھے سے نہیں۔ ③ دعا کے لیے طہارت ضروری نہیں اس کے بغیر بھی دعا کرنا جائز ہے۔

۱۱۳۷- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے یہی حدیث بیان کی (محمد بن سیرین نے) کہا اور ایام والی خواتین نماز کے مقام سے الگ رہیں۔ اور کپڑے کا ذکر نہیں کیا۔ اور (حماد نے بواسطہ ایوب) حصہ بنت سیرین سے انہوں نے ایک خاتون سے انہوں نے ایک دوسری خاتون سے روایت کیا کہا گیا: اے اللہ کے رسول! اور کپڑے کے بارے میں موسیٰ بن اسماعیل کی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

۱۱۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمَّ عَطِيَّةَ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: «وَتَعْتَزِلُ الْحَيْضُ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ». وَلَمْ يَذْكُرِ الثَّوْبَ. قَالَ: وَحَدَّثَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ امْرَأَةٍ تَحَدَّثُ عَنْ امْرَأَةٍ أُخْرَى قَالَتْ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَذَكَرَ مَعْنَى مُوسَى فِي الثَّوْبِ.

۱۱۳۸- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا۔ اور یہ حدیث بیان کی۔ اور کہا کہ حیض والیاں

۱۱۳۸- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَخْوَلُ عَنْ حَفْصَةَ

۱۱۳۷- تخریج: [صحیح] متفق علیہ من حدیث حماد بن زید بہ، انظر الحديث السابق، أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۴۰۳/۲۳ من حدیث أبي داود بہ.

۱۱۳۸- تخریج: أخرجه البخاري، العيدين، باب التكبير أيام منى... الخ، ۹۷۱، ومسلم، صلوة العيدين، باب ذكر إباحة خروج النساء في العيدين إلى المصلى... الخ، ج: ۸۹۰ من حدیث عاصم الأخول بہ.

☀ فائدہ : عورتوں کے لیے ایام مخصوصہ میں بھی تکبیرات اور اللہ کا ذکر مباح اور مشروع ہے۔ اس کے لیے طہارت ضروری نہیں ہے۔

ضروری نہیں ہے۔

١١٣٩ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ يَعْنِي
الطَّيَالِسِيُّ، وَمُسْلِمٌ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ
ابْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ جَدِّهِ أُمِّ
عَطِيَّةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ
جَمَعَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فِي بَيْتٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَسَلَّمَ
عَلَيْنَا، فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: أَنَا
رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَيْكُمْ وَأَمَرْنَا
بِالْعِيدَيْنِ أَنْ نُخْرِجَ فِيهِمَا الْحَيَّضَ
وَالْعَتَقَ، وَلَا جُمُعَةَ عَلَيْنَا، وَنَهَانَا عَنْ
اتِّبَاعِ الْجَنَازِ.

(المعجم ٢٣٩، ٢٤٢) - باب الخطبة

يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ٢٤٩)

١١٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ:
حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ
إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

١١٤٠- تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان... الخ، ح: ٤٩، عن أبي كريب محمد بن العلاء به.

عیدین کے احکام و مسائل

مروان! تم نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ عید کے روز منبر لگوا دیا ہے جب کہ اس دن یہ نہ نکالا جاتا تھا اور نماز سے پہلے خطبے سے ابتدا کی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ فلاں بن فلاں ہے۔ انہوں نے کہا: اس نے اپنا فریضہ ادا کر دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ”(تم میں سے) جو کوئی برائی دیکھے اور اسے اپنے ہاتھ سے دور کر سکتا ہو تو ہاتھ سے دور کرے۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے یہ کام کرے اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے۔ اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔“

الْخُدْرِيُّ؛ ح: وعن قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عن طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمُنْبَرَّ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ! أَخْرَجْتَ الْمُنْبَرَّ فِي يَوْمِ عِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ فِيهِ، وَبَدَأَتْ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، فَقَالَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِقْلَبِهِ، وَذَلِكَ أَوْضَعُ الْإِيمَانِ».

🌞 **فوائد و مسائل:** ① صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی مروان کو عید سے پہلے خطبہ دینے سے منع کیا تھا۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۹۵۶) اور اس روایت میں انکار کرنے والے کا نام عمارہ بن رویہ یا ابو مسعود رضی اللہ عنہ ہے۔ (عون السجود) ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی مخالفت از حد گراں گزرتی تھی۔ ③ ”دل سے برا جانے“ کا مفہوم یہ ہے کہ عزم رکھے کہ جب بھی موقع ملا اس برائی کو ختم کر کے رہوں گا۔

۱۱۴۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ، ۱۱۴۱- جناب عطاء، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ میں نے ان کو سنایا کرتے تھے کہ نبی ﷺ عید الفطر کے روز کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی۔ آپ نے خطبے سے پہلے نماز سے ابتدا فرمائی پھر لوگوں کو خطبہ دیا۔ جب اللہ کے نبی ﷺ فارغ ہوئے تو اترے اور عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ و نصیحت فرمائی

۱۱۴۱- تخریج: أخرجه البخاري، العيدين، باب موعظة الإمام النساء يوم العيد، ح: ۹۷۸، ومسلم، صلوة العيدين، باب ۱، ح: ۸۸۴ من حديث عبد الرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ۵۶۳۱، ومسنده أحمد: ۲/۲۹۶.

فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بِأَسِطَ ثُوبُهُ تُلْقِي النِّسَاءُ فِيهِ الصَّدَقَةَ. قَالَ: تُلْقِي الْمَرْأَةُ فَتَحِهَا، وَيُلْقِيْنَ وَيُلْقِيْنَ. وَقَالَ ابْنُ بَكْرٍ: فَتَحَتْهَا.

آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھے اور بلال اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ عورتیں اس میں اپنے صدقات ڈالتی جاتی تھیں۔ کوئی اپنی انگلیوں ڈالتی تھی، کوئی کچھ اور کوئی کچھ۔ ابن بکر نے (فَتْحَهَا کی بجائے) فَتَحَتْهَا کا لفظ استعمال کیا۔ (یعنی انگلیوں)

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز عید سے پہلے خطبہ دینا اور اس کا نام ”بیان یا تقریر“ رکھنا سب ہی خلاف سنت ہے۔

② عورتوں تک اگر خطبے کی آواز نہ پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ان کے لیے وعظ و نصیحت کا علیحدہ طور پر اہتمام کرنا جائز ہے۔

③ اسلامی معاشرہ میں شرعی اور اجتماعی امور کیلئے صدقات و عطیات جمع کرنا کوئی معیوب کام نہیں۔ ④ خواتین اپنے

شوہروں کی اجازت کے بغیر بھی تھوڑا بہت صدقہ کر سکتی ہیں۔

۱۱۴۲- جناب عطاء سے روایت ہے وہ کہتے ہیں:

میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر شہادت دیتا ہوں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ پر شہادت دی کہ آپ عید فطر کے دن نکلے نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا، اس کے بعد عورتوں کے پاس آئے اور بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ ابن کثیر نے کہا: شعبہ کا غالب گمان ہے کہ (ایوب نے یہ جملہ بھی کہا تھا کہ) آپ ﷺ نے ان خواتین کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تو وہ (اپنے صدقات بلال کے کپڑے میں) ڈالنے لگیں۔

۱۱۴۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَشَهِدَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمَ فِطْرٍ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ - قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ: أَكْبَرُ عِلْمِ شُعْبَةَ - فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ.

۱۱۴۳- ایوب نے عطاء سے انہوں نے حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ آپ کو خیال ہوا کہ عورتوں نے (آپ کا خطبہ) نہیں سنا ہے تو آپ ان کی طرف

۱۱۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ قَالَ: فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ

۱۱۴۲- تخریج: أخرجه البخاري، العلم، باب عظة الإمام النساء وتعليمهن، ح: ۹۸ من حديث شعبة، ومسلم،

صلوة العیدین، باب ۱، ح: ۸۸۴ من حديث أيوب به.

۱۱۴۳- تخریج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

عیدین کے احکام و مسائل

چلے اور بلال آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے انہیں وعظ فرمایا اور صدقہ کرنے کا حکم دیا تو کوئی بلال کے کپڑے میں اپنی بالی ڈال رہی تھی تو کوئی اپنی انگلی۔

النِّسَاء، فَمَشَى إِلَيْهِنَّ وَبِلَالٌ مَعَهُ، فَوَعَّظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ فِي نَوْبِ بِلَالٍ.

۱۱۴۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس حدیث میں

بیان کیا کہ کوئی عورت اپنی بالی دیے لگی اور کوئی اپنی انگلی اور بلال انہیں اپنے کپڑے میں جمع کرتے جاتے تھے۔ پھر آپ نے اس مال کو فقیر مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

۱۱۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ:

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُعْطِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ وَجَعَلَ بِلَالٌ يَجْعَلُهُ فِي كِسَائِهِ قَالَ: فَقَسَمَهُ عَلَى فَقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ.

فائدہ: مسلمانوں کے ولی امر اور اسلامی تنظیمات پر لازم ہے کہ اقتصادی طور پر پے ہوئے اور نادار لوگوں کی مالی معاونت کا اہتمام کرتے رہا کریں بالخصوص عیدین کے موقع پر۔

باب: ۲۴۰، ۲۴۳- خطبے میں کمان کا سہارا لینا

(المعجم ۲۴۰، ۲۴۳) - بَابُ: يَخْطُبُ

عَلَى قَوْسٍ (التحفة ۲۵۰)

۱۱۴۵- جناب یزید بن براء اپنے والد سے راوی

ہیں کہ نبی ﷺ کو عید کے روز کمان دی گئی تو آپ نے اس کے سہارے خطبہ دیا۔

۱۱۴۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي جَنَابٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نُوِّلَ يَوْمَ الْعِيدِ قَوْسًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ.

باب: ۲۴۱، ۲۴۳- عید میں اذان نہیں

(المعجم ۲۴۱، ۲۴۴) - بَابُ تَرْكِ

الْأَذَانِ فِي الْعِيدِ (التحفة ۲۵۱)

۱۱۴۶- جناب عبدالرحمن بن عابس کہتے ہیں کہ ایک

۱۱۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ:

۱۱۴۴- تخریج: متفق علیہ، انظر الحديثين السابقين.

۱۱۴۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۸۲/۴ عن سفیان بن عیینة به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ج: ۵۶۵۸ * أبو جناب ضعيف، وصرح بالسماع، والحديث السابق: ۱۰۹۶، يغني عن حديثه هذا.

۱۱۴۶- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور... الخ، ۱۱۴۶

شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید میں حاضر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں اگر مجھے آپ کے ساتھ تعلق و مرتبہ حاصل نہ ہوتا تو بچپن کے باعث میں آپ کے قریب نہ ہو سکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن الصلت کے گھر کے پاس ہے آپ نے نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا اور (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے) کسی اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا۔ پھر آپ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو غورتیں اپنے کانوں اور اپنی گردنوں کی طرف اشارہ کرنے لگیں۔ بیان کیا کہ آپ نے بلال کو حکم دیا تو وہ ان (غورتوں) کے پاس گئے اور پھر نبی ﷺ کے پاس لوٹ آئے۔

أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عَبَّاسٍ: أَشَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْ لَا مَنَزِلَتِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصَّغَرِ، فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ، فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً. قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ. قَالَ: فَجَعَلَنَ النِّسَاءُ يُشِرْنَ إِلَى أَذَانِهِنَّ وَحُلُوفِهِنَّ، قَالَ: فَأَمَرَ بِإِلَاقَةِ أَذَانِهِنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

۱۱۴۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عید (کی نماز) اذان اور اقامت کے بغیر پڑھائی۔ اور (ایسے ہی) ابوبکر و عمر یا عثمان نے بھی۔ بجلی کو شک ہوا ہے۔

۱۱۴۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الْعِيدَ بِلاَ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ - أَوْ عُثْمَانُ - شَكَّ يَحْيَى.

☀ فائدہ: یہ روایت معاصح ہے اسی لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔

۱۱۴۸- حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دو بار نہیں بلکہ کئی بار نبی ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز پڑھی ہے۔ اذان اور اقامت کے بغیر۔

۱۱۴۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ - وَهَذَا لَفْظُهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ يَغْنِي بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ

۴۴ ح: ۸۶۳ من حديث سفيان الثوري به.

۱۱۴۷- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوة العیدین، ح: ۱۲۷۴ من حديث يحيى القطان به، ابن جريج عن عنعن، وحديث البخاري، ح: ۹۶۲، ومسلم، ح: ۸۸۵ يغني عنه. ۱۱۴۸- [تخریج: أخرجه مسلم، صلوة العیدین، باب ۱، ح: ۸۸۷ من حديث أبي الأحوص به.]

سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.

(المعجم ۲۴۲، ۲۴۵) - باب التَّكْبِيرِ
في الْعِيدَيْنِ (التحفة ۲۵۲)

۱۱۴۹- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید فطر اور اضحیٰ میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے۔

۱۱۴۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى، فِي الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا.

۱۱۵۰- جناب خالد بن یزید نے ابن شہاب سے مذکورہ سند کے ساتھ اور اس کے ہم معنی بیان کیا، مزید کہا کہ رکوع کی تکبیر کے علاوہ۔

۱۱۵۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ خَالِدِ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: سَوَى تَكْبِيرَتِي الرَّكُوعِ.

فائدہ: صحابہ میں سے حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ اور ائمہ سے امام زہریؒ، امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام اسحاق بن راہویہؒ سے یہی منقول ہے۔

۱۱۵۱- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نماز عید الفطر میں تکبیریں پہلی رکعت میں سات ہیں اور دوسری میں پانچ اور قراءت ان دونوں کے بعد ہے۔“

۱۱۵۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّائِفِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «التَّكْبِيرُ فِي الْفِطْرِ

۱۱۴۹- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في كم يكبر الإمام في صلاة العیدین، ح: ۱۲۸۰ من حديث ابن لهيعة به، وللحديث شواهد، انظر، ح: ۱۱۵۱.

۱۱۵۰- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۱۱۵۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في كم يكبر الإمام في صلاة العیدین، ح: ۱۲۷۸ من حديث الطائفي به.

سَبَّعَ فِي الْأُولَى وَخَمْسَ فِي الْآخِرَةِ وَالْقِرَاءَةُ
بَعْدَهُمَا كِلْتَاهُمَا».

۱۱۵۲- جناب عمرو بن شعيب اپنے والد (شعيب)

سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن عاص) سے
روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عید فطر کی نماز میں پہلی
رکعت میں سات تکبیریں کہتے، پھر قراءت کرتے، پھر
تکبیر کہتے (رکوع کے لیے) پھر (دوسری رکعت میں)
کھڑے ہوتے اور چار تکبیریں کہتے، پھر قراءت کرتے
پھر (اس کے بعد) رکوع کرتے۔

۱۱۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ

نَافِعٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ حَيَّانَ، عَنْ
أَبِي يَعْلَى الطَّائِفِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ
أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ فِي
الْفِطْرِ فِي الْأُولَى سَبْعًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثُمَّ
يَقُومُ فَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يَرْكَعُ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: کعب اور ابن مبارک نے یہ
حدیث روایت کی تو ان دونوں نے سات اور پانچ تکبیریں
بیان کی ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ وَكَيْعٌ وَابْنُ
الْمُبَارَكِ قَالَا: سَبْعًا وَخَمْسًا.

☀ فائدہ: یعنی دوسری رکعت میں چار تکبیروں کا ذکر سلیمان بن حیان کا وہم ہے، صحیح پانچ ہیں جیسے کہ امام کعب اور
ابن مبارک کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی پانچ تکبیرات والی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۱۵۳- جناب سعید بن العاص نے حضرت ابو موسیٰ

اشعری اور حذیفہ بن یمان رحمہما سے پوچھا کہ رسول اللہ
ﷺ نماز عید اضحیٰ اور فطر میں تکبیریں کیسے کہا کرتے تھے؟
تو حضرت ابو موسیٰ رحمہ اللہ نے کہا: آپ ﷺ چار تکبیریں کہا
کرتے تھے جیسے کہ جنازے میں ہوتی ہیں۔ حضرت
حذیفہ رحمہ اللہ نے کہا: انہوں نے سچ کہا ہے۔ حضرت ابو
موسیٰ رحمہ اللہ کہنے لگے: میں جب بصرہ میں لوگوں پر امیر تھا
تو ایسے ہی تکبیریں کہا کرتا تھا۔ اور ابو عائشہ نے کہا کہ
میں سعید بن العاص کے پاس حاضر تھا۔

۱۱۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ

وَابْنُ أَبِي زِيَادٍ، الْمَعْنَى قَرِيبٌ، قَالَا:
حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ حُبَابٍ، عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
مَكْحُولٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَائِشَةَ -
جَلِيسٌ لِأَبِي هُرَيْرَةَ - أَنَّ سَعِيدَ بْنَ
الْعَاصِ سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ
وَحَذِيفَةَ بْنَ الْيَمَانِ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ أَبُو

۱۱۵۲- تخریج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

۱۱۵۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/ ۴۱۶ عن زيد بن حباب به * أبو عائشة مجهول كما قال ابن

حزم وغيره، ولم أجد من وثقه.

مُوسَى: كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا نَكِيرَهُ عَلَى
الْجَنَائِزِ. فَقَالَ حَذِيفَةُ: صَدَقَ. فَقَالَ أَبُو
مُوسَى: كَذَلِكَ كُنْتُ أَكَبِّرُ فِي الْبُضْرَةِ
حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ. قَالَ أَبُو عَائِشَةَ: وَأَنَا
حَاضِرٌ سَعِيدَ بْنِ الْعَاصِ.

🌞 توضیح: یعنی دونوں رکعتوں میں چار چار تکبیریں ہوتی تھیں۔ پہلی میں تکبیر تحریرہ کے علاوہ تین قراءت سے پہلے۔
اور دوسری رکعت میں قراءت کے بعد تین اور چوتھی رکوع کے لیے۔ امام ابو داود اور امام منذری رحمہما علیہما اس حدیث پر
کسی نقد سے خاموش ہیں مگر تحقیق یہ ہے کہ اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے میں ابو عائشہ (جلس ابو ہریرہ) منفرد ہے
وہ مجہول الحال ہے، نیز عبدالرحمن بن ثوبان پر بھی جرح ہے۔ اور دیگر ثقات کی ایک جماعت مثلاً علقمہ اسود اور عبداللہ
بن قیس اس قصے کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما پر موقوف بیان کرتے ہیں۔ جبکہ مذکورۃ الصدر احادیث جن میں بارہ
تکبیرات زائدہ کا بیان آیا ہے وہ مرفوع ہیں اور اسنادی اعتبار سے صحیح ہیں یا حسن اور دیگر ان کی مؤید ہیں۔ اور اکثر
صحابہ دائرہ کا انہی پر عمل ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، حدیث: ۱۳۵۸-۱۳۵۷)

(المعجم ۲۴۳، ۲۴۶) - باب مَا يَقْرَأُ
فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ (التحفة ۲۵۳)

۱۱۵۴- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو داؤد

لیشی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر
میں کیا قراءت کیا کرتے تھے؟ کہا کہ ﴿ق وَالْقُرْآنِ
الْمَجِيدِ﴾ اور ﴿اَقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾

۱۱۵۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ
صَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَذَنِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ
عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ
أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ: مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ قَالَ: كَانَ يَقْرَأُ
فِيهِمَا بِـ ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ وَ﴿اَقْتَرَبَتِ
السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾.

🌞 فائدہ: عیدین میں ان سورتوں کی قراءت مسنون اور مستحب ہے۔

(المعجم ۲۴۴، ۲۴۷) - باب الْجُلُوسِ
لِلْخُطْبَةِ (التحفة ۲۵۴)

۱۱۵۴- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ العیدین، باب ما یقرأ فی صلوٰۃ العیدین، ح: ۸۹۱ من حدیث مالک بہ،
وهو فی الموطأ (یحی): ۱/ ۱۸۰.

۱۱۵۵- حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ میں رسول اللہ کے ہاں عید میں حاضر تھا۔ آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”ہم خطبہ دیتے ہیں تو جو پسند کرے بیٹھ جائے اور جو جانا چاہے چلا جائے۔“

۱۱۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ

الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السَّيْنَانِيُّ:

حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

السَّائِبِ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

الْعِيدَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «إِنَّا

نَخْطُبُ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ

فَلْيَجْلِسْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ».

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ یہ حدیث (مرفوع صحیح نہیں)

بلکہ (مرسل ہے اور عطاء نے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا مُرْسَلٌ عَنْ

عَطَاءٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

☀ توضیح: دوسرے محدثین کے نزدیک یہ روایت صحیح یا حسن ہے۔ اس سے عید کے خطبہ کے وجوب کی نفی ہوتی ہے۔

تاہم اس کے سنت ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اسی لیے نبی ﷺ نے عید کے اجتماع میں ان عورتوں کو بھی شریک ہونے

کی تاکید کی ہے جو ایام حیض میں ہوں اور نماز کی پابندی سے مستثنیٰ ہوں۔ اس لیے خطبہ عید کے بھی سننے کا اہتمام ہونا

چاہیے اس سے تسامع و اعراض سنت سے تسامع و اعراض ہے جو کسی مسلمان کے لیے زیبا نہیں۔

باب: ۲۳۵، ۲۳۸- عید گاہ کے لیے ایک راستے

سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا

(المعجم ۲۴۵، ۲۴۸) - بَابُ الْخُرُوجِ

إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ وَيَرْجِعُ فِي طَرِيقٍ

(النحفة ۲۵۵)

۱۱۵۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے عید کو جانے کے لیے ایک راستہ اختیار فرمایا

اور واپسی میں دوسرے راستے سے تشریف لائے۔

۱۱۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ،

عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ يَوْمَ

الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ ثُمَّ رَجَعَ فِي طَرِيقٍ آخَرَ.

۱۱۵۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، العيدین، باب التخییر بین الجلوس فی الخطبة للعیدین،

ح: ۱۵۷۲، وابن ماجه، ح: ۱۲۹۰ من حدیث الفضل بن موسیٰ به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۶۲، والحاكم

على شرط الشيخین: ۱/ ۲۹۵، ووافقه الذهبي * ابن جریج عن عطاء قوي.

۱۱۵۶- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فی الخروج یوم العید من طریق والرجوع

من غیره، ح: ۱۲۹۹ من حدیث عبد اللہ العمري به، وحديثه عن نافع قوي، وثقه ابن معین فی روايته عن نافع، راجع

* میزان الاعتدال وغيره.

🌞 فائدہ: یہ عمل مستحب ہے جبکہ صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب عید کا دن ہوتا تو (آتے جاتے) راستہ تبدیل کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۹۸۲)

(المعجم ۲۴۶، ۲۴۹) - بَابُ: إِذَا لَمْ
يَخْرُجِ الْإِمَامُ لِلْعِيدِ مِنْ يَوْمِهِ يَخْرُجُ مِنَ
الْعِدِّ (التحفة ۲۵۶)

۱۱۵۷- جناب ابو عمیر بن انس اپنے چچوں سے جو کہ نبی ﷺ کے صحابہ تھے بیان کرتے ہیں کہ ایک قافلہ والے نبی ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے شہادت دی کہ ہم نے کل شام کو چاند دیکھا ہے۔ تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ افطار کر لیں اور اگلے دن صبح کو عید گاہ میں پہنچیں۔

۱۱۵۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي وَحْشِيَّةٍ، عَنْ أَبِي عُمَيْرٍ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عُمُومَةَ لَه مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَجُلًا جَاؤُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْهَدُونَ أَنَّهُمْ رَأَوْا الْهَيْلَالَ بِالْأَمْسِ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُفْطِرُوا. وَإِذَا أَصْبَحُوا يَنْدُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ.

۱۱۵۸- حضرت بکر بن مبشر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اصحاب رسول کی معیت میں عید فطر اور عید اضحیٰ کے روز عید گاہ کو جایا کرتا تھا۔ ہم لوگ وادی بطحان کے بطن سے گزرتے تھے حتیٰ کہ عید گاہ میں پہنچ جاتے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے پھر اسی وادی بطحان کے بطن سے گزر کر واپس اپنے گھروں کو لوٹ آیا کرتے تھے۔

۱۱۵۸- حَدَّثَنَا حَمْرَةُ بْنُ نُصَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْزُومٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ أَبِي يَحْيَى: أَخْبَرَنِي إِسْحَاقُ بْنُ سَالِمٍ مَوْلَى نَوْفَلِ بْنِ عَدِيٍّ: أَخْبَرَنِي بَكْرُ بْنُ مَبْشَرٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: كُنْتُ أَغْدُو مَعَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى، فَتَسْلُكُ بَطْنَ بَطْحَانَ حَتَّى نَأْتِيَ الْمُصَلَّى فَنُصَلِّيَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ نَرْجِعُ مِنْ بَطْنِ بَطْحَانَ إِلَى بُيُوتِنَا.

۱۱۵۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، العيدین، باب الخروج إلى العيدین من الفداء، ح: ۱۵۵۸ من حدیث شعبہ، ورواه ابن ماجہ، ح: ۱۶۵۳، وصححه البيهقي: ۳/۳۱۶ وغيره.

۱۱۵۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۱/۲۹۶، ۲۹۷ من حدیث سعید بن ابی مریم، ۵ إسحاق بن سالم مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.

🌞 توضیح: معنوی اعتبار سے اس حدیث کا تعلق سابقہ باب سے ہے۔ اور اشارہ ہے کہ عید گاہ سے راستہ بدل کر آنا مستحب ہے ضروری نہیں۔

(المعجم ۲۴۷، ۲۵۰) - باب الصَّلَاةِ
باب: ۲۴۷، ۲۵۰۔ نماز عید کے بعد نماز پڑھنا؟
بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيدِ (التحفة ۲۵۷)

۱۱۵۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: ۱۱۵۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے روز نکلے (عید کی) دو رکعتیں پڑھیں۔
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي عِدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اس سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی۔ پھر
خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ فِطْرِ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ لَمْ يَجْعَلِ الْمَرْأَةُ تَلْقَى خَيْرَ صَهَابَةٍ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَلْقَى خَيْرَ صَهَابَةٍ.
عورتوں کی طرف آئے آپ کے ساتھ بلال تھے۔ آپ نے ان (عورتوں) کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تو کوئی اپنی بالی اتار رہی تھی اور کوئی اپنا ہار۔

🌞 فائدہ: عید کے روز عید گاہ میں کوئی نفل نہیں عید سے پہلے نہ بعد۔

(المعجم ۲۴۸، ۲۵۱) - بَابُ: يُصَلِّي
باب: ۲۴۸، ۲۵۱۔ بارش کی وجہ سے مسجد میں عید پڑھنا
بِالنَّاسِ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ يَوْمُ مَطَرٍ (التحفة ۲۵۸)

۱۱۶۰ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا ۱۱۶۰۔ ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ ہمیں فردیوں میں سے
الْوَلِيدُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ: ایک آدمی نے بیان کیا..... ربیع نے اس کا نام عیسیٰ بن
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا عبد الاعلیٰ بن ابی فروہ لیا ہے..... کہ انہوں نے ابو یحییٰ عید
الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنَ الْفَرَوِیِّینَ اللہ تعالیٰ کو سنا وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے
- وَسَمَاءُ الرَّبِيعِ فِي حَدِيثِهِ عَيْسَى بْنُ کہ (ایک دفعہ) عید کے روز بارش ہو گئی تو نبی ﷺ نے

۱۱۵۹ - تخريج: أخرجه البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ۹۶۴، ومسلم، صلوة العيدين، باب ترك الصلوة، قبل العيد وبعدها، في المصلى، ح: ۸۸۴، بعد، ح: ۸۹۰ من حديث شعبة به.

۱۱۶۰ - تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في صلوة العيد في المسجد إذا كان مطر، ح: ۱۳۱۳ من حديث الوليد بن مسلم به * عيسى بن عبد الأعلى مجهول (تقريب) * وعبد الله بن عبد الله بن موهب مسنور، ورواه البيهقي ۳/ ۳۱۰ بإسناد قوي عن عمر من قوله: صلوة العيدين في المسجد، قال: "إذا كان هذا المطر فالمسجد أرقق".

عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ أَبِي قُرُوءَةَ - سَمِعَ أَبَا يَحْيَى
عُبَيْدَ اللَّهِ التَّمِيمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ
أَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ
ﷺ صَلَاةَ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ.

☀️ ملحوظہ: یہ حدیث مستاحج ہے، یعنی مسئلہ ای طرح ہے کہ عید کھلے میدان میں پڑھنا افضل ہے۔ تاہم عذر ہو تو مسجد میں بھی جائز ہے۔



[استسقاء] کے معنی ہیں ”پانی طلب کرنا“، یعنی خشک سالی ہو اور اس وقت بارش نہ ہو رہی ہو جب فصلوں کو بارش کی ضرورت ہو تو ایسے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے دعاؤں کے علاوہ باجماعت دو رکعت نماز پڑھنا بھی ثابت ہے جسے نماز استسقاء کہا جاتا ہے یہ ایک مسنون عمل ہے۔ اس کا طریق کار کچھ اس طرح سے ہے:

- اس نماز کو کھلے میدان میں ادا کیا جائے۔
- اس کے لیے اذان و اقامت کی ضرورت نہیں۔
- صرف دل میں نیت کرے کہ میں نماز استسقاء ادا کر رہا ہوں۔
- بلند آواز سے قراءت کی جائے۔
- لوگ عجز و اکسار کا اظہار کرتے ہوئے نماز کے لیے جائیں۔
- انفرادی اور اجتماعی طور پر توبہ، تنفیر ترک معاصی اور رجوع الی اللہ کا عہد کیا جائے۔
- کھلے میدان میں منبر پر خطبہ اور دعا کا اہتمام کیا جائے، تاہم منبر کے بغیر بھی جائز ہے۔
- سورج نکلنے کے بعد یہ نماز پڑھی جائے، بہتر یہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سورج نکلنے ہی پڑھا ہے۔

- جمہور علماء کے نزدیک امام نماز پڑھا کر خطبہ دے، تاہم قبل از نماز بھی جائز ہے۔
- نماز گاہ میں امام قبلہ رخ کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ اتنے بلند کرے کہ بظلوں کی سفیدی نظر آنے لگے۔
- دعا کیلئے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف اور ہتھیلیاں زمین کی طرف ہوں، تاہم ہاتھ سر سے اوپر نہ ہوں۔
- دعا منبر ہی پر قبلہ رخ ہو کر کی جائے۔
- لوگ چادریں ساتھ لے کر جائیں دعا کے بعد اپنی اپنی چادر کو الٹا دیا جائے یعنی چادر کا اندر کا حصہ باہر کر دیا جائے اور دایاں کنارہ بائیں کندھے پر اور بایاں کنارہ دائیں کندھے پر ڈال لیا جائے۔ یہ سارے کام امام کے ساتھ مقتدی بھی کریں۔
- ہاتھوں کی پشتوں کو آسمان کی طرف کرنا اور چادروں کو پلٹنا، یہ نیک فالی کے طور پر ہے، یعنی یا اللہ! جس طرح ہم نے اپنے ہاتھ اٹھائے کر لیے ہیں اور چادروں کو پلٹ لیا ہے، تو بھی موجودہ صورت کو اسی طرح بدل دے۔ بارش برسا کر قحط سالی ختم کر دے اور تنگی کو خوش حالی میں بدل دے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۳) - [کِتَابُ صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ] (التحفة . . .)

نماز استسقاء کے احکام و مسائل

(المعجم ۱) - [باب] جُمَاعُ اَبْوَابِ صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ وَتَفْرِيعُهَا
(التحفة ۲۵۹)

۱۱۶۱- عباد بن حمیم اپنے چچا (حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کیلئے لوگوں کی معیت میں باہر (میدان میں) نکلے۔ آپ نے انہیں دو رکعتیں پڑھائیں۔ ان میں قراءت اور بھی آواز سے کی آپ نے اپنی چادر کو الٹایا اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور بارش ماگی اور قبلہ رخ ہوئے۔

۱۱۶۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتِ الْمَرْوَزِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيهِمَا وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا وَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

۱۱۶۲- جناب عباد بن حمیم مازنی نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے چچا سے سنا جو کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے تھے وہ بیان کر رہے تھے: ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے لیے نکلے۔ آپ نے لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے اللہ عزوجل سے دعا مانگی۔ سلیمان بن داود کا بیان

۱۱۶۲- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَسَلِيمَانُ ابْنُ دَاوُدَ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ وَثُوْنُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ الْمَازِنِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۱۱۶۱- تخریج: [صحیح] اصلہ مضق علیہ، أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء قائماً، ح: ۱۰۲۳، ومسلم، الاستسقاء، باب: كتاب صلوة الاستسقاء، ح: ۸۹۴ من حديث الزهري به.
۱۱۶۲- تخریج: مضق علیہ، انظر الحديث السابق.

- یقول: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي، فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُو اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ. قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِذَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ. قَالَ ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ: وَقَرَأَ فِيهِمَا. زَادَ ابْنُ السَّرْحِ: يُرِيدُ الْجَهْرَ.

ہے: آپ نے قبلے کی طرف رخ کیا اور اپنی چادر کو الٹا یا پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ ابن ابی ذئب نے کہا: آپ نے ان میں قراءت کی۔ ابن سرح نے یہ اضافہ کیا ہے: مقصد یہ ہے کہ آپ نے جہری قراءت کی۔

۱۱۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ قَالَ: قَرَأْتُ فِي كِتَابِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ يَغْنِي الْجِمَصِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ - لَمْ يَذْكُرِ الصَّلَاةَ - : وَحَوَّلَ رِذَاءَهُ فَجَعَلَ عَطَافَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْسَرِ، وَجَعَلَ عَطَافَهُ الْأَيْسَرَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ دَعَا اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ.

۱۱۶۳- جناب محمد بن مسلم (ابن شہاب زہری) نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی مگر نماز کا ذکر نہیں کیا اور کہا: آپ نے اپنی چادر کو پلٹا یا اس طرح کہ اس کا دایاں کنارہ اپنے بائیں کندھے پر اور بائیں کنارہ دائیں کندھے پر کر لیا پھر اللہ عزوجل سے دعا فرمائی۔

۱۱۶۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: اسْتَسْقَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ لَهُ سَوْدَاءٌ، فَأَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَأْخُذَ بِأَسْفَلِهَا فَيَجْعَلَهُ أَعْلَاهَا، فَلَمَّا ثَقُلَتْ قَلْبُهَا عَلَى عَاتِقِهِ

۱۱۶۴- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز استسقاء پڑھائی آپ پر سیاہ رنگ کی اوٹی چادر تھی۔ آپ نے چاہا کہ اس کے نیچے والے کنارے کو پکڑ کر اوپر کر لیں مگر یہ آپ کے لیے مشکل ہو گیا تو آپ نے اسے کندھوں ہی پر پلٹ لیا۔

فائدہ: چادر پلٹنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں سے کمر کے نیچے سے چادر کا دایاں کنارہ بائیں ہاتھ سے

۱۱۶۳- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، أخرجه البيهقي: ۳/ ۳۵۰ من حديث أبي داود به.

۱۱۶۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ۱/ ۳۲۷ من حديث عبدالعزيز بن محمد به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۷۳۴.

اور بایاں کنارہ دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اوپر کولے آئیں۔ اس طرح چاروں طرف نیچے دائیں بائیں سب اطراف سے پلٹ جاتی ہے۔ چاروں طرف ہی کے ساتھ یہ عمل کر لے تاکہ سنت نبوی پر عمل کا ثواب حاصل ہو۔

۱۱۶۵- جناب اسحاق بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ مجھے امیر مدینہ ولید بن عقبہ نے..... عثمان نے اس کو ابن عقبہ کہا..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں بھیجا کہ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز استسقاء کے متعلق پوچھ کر آؤں۔ تو انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ معمولی حالت میں تواضع اور عاجزی کی کیفیت کے ساتھ نکلے۔ یہاں تک کہ نماز گاہ میں پہنچ گئے۔ عثمان نے اضافہ کیا کہ آپ نمبر پر چڑھے۔ پھر دونوں کا متفقہ بیان ہے: آپ نے تمہارے ان خطبوں کی مانند خطبہ نہیں دیا بلکہ مسلسل دعا اظہار عجز اور تکبر میں مشغول رہے۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں جیسے کہ عید میں پڑھی جاتی ہیں۔

۱۱۶۵- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، نَحْوُهُ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كِنَانَةَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: أَرْسَلَنِي الْوَلِيدُ بْنُ عُثْبَةَ. قَالَ: - عِثْمَانُ بْنُ عُثْبَةَ - وَكَانَ أَمِيرَ الْمَدِينَةِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْاسْتِسْقَاءِ فَقَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا، حَتَّى أَتَى الْمُصَلَّى - زَادَ عُثْمَانُ: فَرَفَعِي عَلَى الْمِنْبَرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - فَلَمْ يَخْطُبْ [خُطْبَتُكُمْ] هَذِهِ، وَلَكِنْ لَمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدِ.

امام ابو داؤد نے کہا: یہ روایت نفی کی ہے۔ اور ابن عقبہ (تاء کے ساتھ) صحیح ہے۔

قال أبو داؤد: والإخبار للثَّقَلِيِّ، وَالصَّوَابُ ابْنُ عُثْبَةَ.

فائدہ: عید سے مشابہت وقت عدم اذان عدم تکبیر عدد رکعات اور نماز مقدم کرنے اور خطبہ مؤخر کرنے میں ہے۔ استسقاء میں عید کی طرح زائد تکبیرات صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہیں۔

باب:..... استسقاء میں کس وقت اپنی چادر پٹائی جائے

(المعجم . . .) - بَابُ: فِي أَيِّ وَقْتٍ يُحَوَّلُ رِدَاءُهُ إِذَا اسْتَسْقَى (التحفة ۲۶۰)

۱۱۶۶- حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ

۱۱۶۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ:

۱۱۶۵- تخریج: [استادہ حسن] أخرجه الترمذی، الصلوة، باب ماجاء في صلوة الاستسقاء، ح: ۵۵۸ من حدیث حاتم بن إسماعیل به، وقال: "حسن صحیح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۰۵، وابن حبان، ح: ۶۰۳. ۱۱۶۶- تخریج: متفق علیه، انظر، ح: ۱۱۶۱.

رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے لیے نماز گاہ کی طرف نکلے۔ آپ نے جب دعا کا ارادہ فرمایا تو قبلے کی طرف رخ کر لیا اور اپنی چادر پلٹ لی۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَغْنِيٍّ ابْنُ بِلَالٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي، وَأَنَّهُ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ.

۱۱۶۷- حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز گاہ کی طرف نکلے اور نماز استسقاء پڑھی اور جب قبلے کی طرف رخ کیا تو اپنی چادر پلٹ لی۔

۱۱۶۷- حَدَّثَنَا الْقَنْبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ تَمِيمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ الْمَازِنِيَّ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

☀️ فائدہ: خطبے کے دوران میں دعا کے موقع پر یہ عمل بطور نیک فال مسنون ہے۔

باب ۲- استسقاء میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(المعجم ۲) - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي

الاستسقاء (التحفة ۲۶۱)

۱۱۶۸- حضرت عمیر موملی بنی آبی اللحم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو مقام زوراء کے قریب اجار زیت کے پاس بارش کی دعا کرتے دیکھا آپ اپنے چہرے کے سامنے ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے مگر ہاتھ سر سے اونچے نہ تھے۔

۱۱۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيَّوَةَ وَعُمَرَ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى بَنِي أَبِي اللَّحْمِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَسْقِي عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ قَرِيبًا مِنَ الزَّوْرَاءِ فَإِنَّمَا يَدْعُو يَسْتَسْقِي رَافِعًا يَدَيْهِ قَبْلَ وَجْهِهِ لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهُ.

۱۱۶۷- تخریج: متفق علیہ، انظر، ح: ۱۱۶۱، وهو في الموطأ (بھی): ۱۹۰/۱.

۱۱۶۸- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۵/۲۲۳ من حديث عبد الله بن وهب به.

۳- کتاب صلاة الاستسقاء نماز استسقاء کے احکام و مسائل

۱۱۶۹- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَلْفٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ يَزِيدَ الْقُفَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَوَاكِي فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ» "اے اللہ! ہمیں بارش عسایت فرما از حد مفید و گار بہترین انجام والی جو شادابی لائے، نفع آور ہو کسی ضرر کا باعث نہ بنے اور جلدی آئے ویر نہ کرے۔"

۱۱۶۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگ (بارش نہ برسنے کی وجہ سے) روتے ہوئے آئے تو آپ نے یوں دعا فرمائی: [اللَّهُمَّ! اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ] "اے اللہ! ہمیں بارش عسایت فرما از حد مفید و گار بہترین انجام والی جو شادابی لائے، نفع آور ہو کسی ضرر کا باعث نہ بنے اور جلدی آئے ویر نہ کرے۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ..... (اس دعا کے بعد فوراً) ان پر بادل چھا گیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① انسان کو اپنی انفرادی اور اجتماعی حاجات میں ہمیشہ اللہ ہی سے دعا کرنی چاہیے اور گزر اگر بہ تکرار دعا کرنی چاہیے۔ ② اپنے صالحین سے بھی دعا کرنی چاہیے جو کہ ایک شرعی اور مسنون وسیلہ ہے۔ ③ اس حدیث کے ایک نسخے میں یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں کہ [أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَوَاكِي] اس کا ترجمہ یوں ہے کہ "میں آپ کی خدمت میں آیا اور آپ اپنے ہاتھوں پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔"

۱۱۷۰- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَزْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الدُّعَاءِ إِلَّا فِي الِاسْتِسْقَاءِ فَإِنَّهُ كَانَ يَزْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

۱۱۷۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کسی دعا میں اپنے ہاتھ اتارنے بلند نہ کرتے تھے جتنے کہ استسقاء میں یہاں تک کہ آپ کی بظلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

🌞 فائدہ: دعا کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی جائے اور نبی ﷺ نے جن بعض مواقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا کی ہے ان میں ایک استسقاء کا موقع ہے۔ بلکہ اس موقع پر تو آپ نے ہاتھ اٹھانے میں مبالغے سے کام لیا یعنی خوب ہاتھ اٹھائے جیسا کہ اگلی روایت میں صراحت ہے۔

۱۱۶۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه عبد بن حميد في مسنده، ح: ۱۱۲۵۰ عن محمد بن عبيد بن، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۱۶، والحاكم على شرط الشيخين: ۳۲۷/۱، ووافقه الذهبي.

۱۱۷۰- تخریج: أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ۳۵۶۵ من حديث يزيد بن زريع، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، ح: ۸۹۶ من حديث سعيد بن أبي عروبة.

۱۱۷۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ

بارش کیلئے اس طرح دعا کرتے تھے اور انہوں نے ہاتھ لیے کر کے دکھائے اور تھیلیوں کو زمین کی طرف کیا (اودارتے) بلند کیے کہ میں نے ان کی بظلوں کی سفیدی دیکھی۔

۱۱۷۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ

الرَّغَفَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَفَّانٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَسْقِي هَكَذَا، يَغْنِي: وَمَدَّ يَدَيْهِ وَجَعَلَ يُطَوِّهُمَا مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

🌞 فائدہ: استسقاء میں اٹے ہاتھوں سے دعا کرنا نیک فال کے طور پر ہے اور مستحب عمل ہے۔

۱۱۷۳- جناب محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے ان

صاحب نے خبر دی جنہوں نے نبی ﷺ کو آٹھ روزیت کے پاس اپنی تھیلیاں پھیلائے دعا کرتے دیکھا تھا۔ (گزشتہ حدیث: ۱۱۶۸)

۱۱۷۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ:

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبِرَاهِيمَ: أَخْبَرَنِي مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ بِأَسْطَا كَفَّيْهِ.

۱۱۷۵- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ

لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ بارش نہیں ہو رہی تو آپ نے نماز گاہ میں منبر رکھنے کا حکم دیا اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ کیا کہ وہ اس میں باہر آئیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس روز (نماز استسقاء کے لیے) اس وقت نکلے جب سورج کی ٹکیر نکل آئی تھی آپ منبر پر بیٹھے اور اللہ عزوجل کی تکبیر و تحمید کی پھر فرمایا: ”تم نے شکایت کی ہے کہ تمہارے علاقے خشک ہو رہے ہیں اور بارش میں اپنی آمد کے وقت بے تاخیر ہو رہی ہے۔ تو اللہ عزوجل نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اسے پکارو اور تم سے اس کا وعدہ ہے کہ وہ قبول کرے

۱۱۷۶- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ

الْأَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مَبْرُورٍ عَنْ يُونُسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: شَكََا النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فُحُوطَ الْمَطَرِ فَأَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوُضِعَ لَهُ فِي الْمُصَلَّى، وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُونَ فِيهِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ بَدَأَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَذَبَ دِيَارِكُمْ وَاسْتِخَارَ الْمَطَرِ

۱۱۷۱- تخریج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح: ۸۹۶ من حديث حماد بن سلمة به.

۱۱۷۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴۲۷/۵ من حديث شعبة به، وانظر، ح: ۱۱۶۸.

۱۱۷۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳۴۹/۳ من حديث هارون بن سعيد به، وصححه ابن خيكان، ح: ۶۰۴، والحاكم: ۳۲۸/۱، ووافقه الذهبي.

گا۔“ پھر فرمایا: ”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بے انتہا رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔ روز جزا کا بادشاہ ہے۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ! تو ہی اللہ ہے تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں تو غنی اور بے پردا ہے اور ہم فقیر محتاج ہیں ہم پر بارش نازل فرما اور جو تو نازل فرمائے اسے ہمارے لیے قوت اور ایک وقت تک کے لیے گزران بنا دے۔“ پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اٹھاتے گئے حتیٰ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی۔ پھر آپ نے لوگوں کی طرف پیٹھ کر لی (یعنی قبلہ رخ ہو گئے) اور اپنی چادر پٹائی جب کہ آپ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ بعد ازاں لوگوں کی طرف منہ کیا اور منبر سے اتر آئے اور دو رکعتیں پڑھائیں۔ تب اللہ نے ایک بدلی پیدا فرمائی وہ کڑکی اور چمکی اور اللہ کے حکم سے برسنے لگی آپ اپنی مسجد تک نہ پہنچے کہ نالے بننے لگے۔ جب آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ سایوں اور چھپروں کی طرف جلدی جلدی بھاگ رہے ہیں تو آپ بنے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔“

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (یعنی اس کے رواۃ میں تفرّد ہے) اور سند کے اعتبار سے جید (عمدہ) ہے۔ (یعنی اس میں کوئی علت قاعدہ نہیں۔) اور یہ حدیث اہل مدینہ کی دلیل ہے کہ وہ لوگ ﴿مَلِکِ یَوْمَ الدِّینِ﴾ پڑھتے ہیں۔

عن إِبَّانٍ زَمَانِيهِ عَنْكُمْ وَقَدْ أَمَرَكُمُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ تَدْعُوهُ وَوَعَدَكُمْ أَنْ يَسْتَجِيبَ لَكُمْ. ثُمَّ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَلِكِ يَوْمَ الدِّينِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ، اللَّهُمَّ! أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ. أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى حِينٍ» ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ فِي الرَّفْعِ حَتَّى بَدَأَ بَيَاضُ إِبْطِيهِ، ثُمَّ حَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ، وَقَلَّبَ - أَوْ حَوَّلَ - رِدَاءَهُ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ، فَأَنْشَأَ اللَّهُ سَحَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ بِإِذْنِ اللَّهِ، فَلَمْ يَأْتِ مَسْجِدَهُ حَتَّى سَأَلَتْ السُّيُوفُ، فَلَمَّا رَأَى سُرْعَتَهُمْ إِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَقَالَ: «أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنَّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ».

قال أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ. أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَقْرَأُونَ (مَلِكِ يَوْمَ الدِّينِ)، وَإِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ حُجَّةٌ لَهُمْ.

۱۱۷۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ

ابن زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَيُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ قَحْطٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُنَا يَوْمَ جُمُعَةٍ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلَكَ الْكُرَاعُ، هَلَكَ الشَّاءُ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَسْقِيَنَا، فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا. قَالَ أَنَسٌ: وَإِنَّ السَّمَاءَ لَمِثْلُ الرُّجَاجَةِ فَهَاجَتْ رِيحٌ ثُمَّ أُنْشَأَتْ سَحَابَةٌ ثُمَّ اجْتَمَعَتْ ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّمَاءُ عَزَالِيهَا، فَخَرَجْنَا نَحْوُضِ الْمَاءِ حَتَّى أَتَيْنَا مَنَازِلَنَا، فَلَمْ يَزَلِ الْمَطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْآخِرَى، فَقَامَ إِلَيْهِ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَحْبِسَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا»، فَتَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ يَتَصَدَّعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ كَأَنَّهُ يُخْلِلُ.

۱۱۷۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اہل مدینہ کو قحط پیش آیا۔ جمعے کا روز تھا آپ ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! گھوڑے مر گئے، بکریاں ہلاک ہو گئیں اللہ سے دعا فرمائیں کہ ہمیں بارش عنایت فرمائے۔ آپ نے اپنے ہاتھ پھیلانے اور دعا کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آسمان شیشے کی مانند صاف تھا، سو ہوا چلنے لگی اور بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور پھیلتا چلا گیا، پھر آسمان نے اپنا دھانہ کھول دیا۔ ہم جو (نماز پڑھ کر) نکلے تو پانی میں سے گزرتے ہوئے اپنے گھروں کو پہنچے۔ پھر بارش ہوتی رہی اور اگلے جمعے تک ہوتی رہی۔ تب وہی آدمی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! گھر گرنے لگے ہیں اللہ سے دعا فرمائیں کہ اس بارش کو روک دے۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور دعا فرمائی: ”(اے اللہ! یہ بارش) ہمارے ارد گرد ہو ہمارے اوپر نہ ہو۔“ (انس نے کہا) میں نے بادل کو دیکھا کہ وہ مدینے کے ارد گرد پھٹنے لگا گیا کہ وہ (مدینہ) ایسے ہو گیا جیسے تاج۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جمعہ میں استسقاء کی دعا کرنا بالکل بجا اور سنت ہے۔ ② استسقاء یا دیگر اجتماعی امور کے لیے

اثناے خطبہ اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔ (صحیح بخاری حدیث: ۱۰۲۹) ③ انسان از حد کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ خشکی و گرمی برداشت کر سکتا ہے نہ بارش اور پانی۔

۱۱۷۵- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ: شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ

۱۱۷۴- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب رفع اليدين في الخطبة، ح: ۹۳۲ عن مسدد به مختصراً.

۱۱۷۵- تخریج: أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الاستسقاء في المسجد الجامع، ح: ۱۰۱۳، ومسلم، صلوة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، ح: ۸۹۷ من حديث شريك بن أبي نمره.

ﷺ کو کہتے ہوئے سنا اور حدیث عبدالعزیز (یعنی سابقہ حدیث) کی مانند ذکر کیا اور (اس میں اضافہ بیان کرتے ہوئے) کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے برابر اٹھائے اور دعا فرمانے لگے: اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا الخ [اور اسی کے مثل حدیث بیان کی۔

أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَعْمٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ بِحِذَاءِ وَجْهِهِ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اسْقِنَا» وَسَاقَ نَحْوَهُ.

۱۱۷۶- عمرو بن شعيب اپنے والد (شعيب) سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش کیلئے دعا فرماتے تو یوں کہتے تھے: اَللّٰهُمَّ! اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَاَنْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَخِي بَلَدَكَ الْمَيِّتَ [اے اللہ! اپنے بندوں اور اپنے جانوروں کو پانی پلا۔ اپنی رحمت عام کر دے اور اپنی خشک زمین کو تروتازہ کر دے۔] یہ مالک کی حدیث کے لفظ ہیں۔

۱۱۷۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اسْتَسْقَى قَالَ: «اللَّهُمَّ! اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَاَنْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَخِي بَلَدَكَ الْمَيِّتَ» هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ مَالِكٍ.

۱۱۷۶- تخریج: [إسناده ضعيف] وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۹۰، ۱۹۱، (والتمهيد: ۲۳/۴۳۲) * سفیان، تابعه حفص بن غیاث وغیره، هما مدلسان وعنعنا.

نماز کسوف و خسوف کے احکام و مسائل

سورج یا چاند کے بے نور ہو جانے کو کسوف اور خسوف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عظیم نمونہ اور نشانیاں ہیں ان کی روشنی اور حرارت کا مدھم پڑ جانا یا بالکل ہی ختم ہو جانا نظم کائنات میں بلا شرکت غیرے اللہ کے تعارف اور اختیار کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے موقعوں پر رسول اللہ ﷺ پر سخت گھبراہٹ طاری ہو جاتی اور اللہ کے خوف سے پریشان ہو جاتے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کے لیے نماز کا اہتمام فرماتے۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا۔ آپ نے باجماعت دو رکعتیں نماز پڑھی۔ آپ نے سورۃ بقرہ تلاوت کرنے کی مقدار کے قریب لمبا قیام کیا پھر لمبا رکوع کیا۔ پھر سر اٹھا کر لمبا قیام کیا پھر پہلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا۔ پھر دو سجدے کیے۔ پھر کھڑے ہو کر لمبا قیام کیا، پھر دو رکوع کیے پھر دو سجدے کیے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرا پھر خطبہ دیا جس میں اللہ کی حمد و ثنا اور جنت و جہنم کا تذکرہ کیا۔ (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۵۲ و صحیح مسلم، الکسوف، حدیث: ۹۰۷)

نماز کسوف و خسوف سے متعلق چند اہم احکام و مسائل

- یہ نماز مسجد میں ادا کی جاسکتی ہے۔
- اس میں قراءت لمبی اور بلند آواز سے کی جائے۔
- اس نماز کی دونوں رکعتوں میں دو تین یا چار رکوع کیے جاسکتے ہیں تاہم صحیح ترین احادیث میں ہر رکعت میں دو دو رکوع کا ذکر ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن عبد البر نے کہا ہے۔ دیکھیے: (تمہید ۳/۲۰۲، ۳۰۸، ۳۰۹) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر رکعت میں دو دو رکوع کیے ہیں اور آپ نے صرف ایک ہی مرتبہ سورج گرہن کی نماز ادا کی ہے دیکھیے: (التوسل والوسیلہ ۸۶) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام احمد، امام بخاری اور امام شافعی رحمہم اللہ جیسے کبار ائمہ ان روایات کی جن میں ہر دو

- رکعت میں دو سے زیادہ رکوع کا ذکر ہے، صحیح نہیں کرتے۔ دیکھیے: (زاد المعاد: ۱/۳۵۳-۳۵۵) علامہ صنعانی، علامہ شوکانی اور شیخ احمد شاہ رحمہ اللہ نے بھی ہر رکعت میں دو دو رکوع والی روایات کو لیا ہے۔
- رکوع کے بعد قومہ کرنے کی بجائے دوبارہ قراءت شروع کر دینا ایک ہی رکعت کا تسلسل ہے، لہذا اس موقع پر نئے سرے سے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔
- نماز کے بعد خطبہ دیا جائے کیونکہ صحیح احادیث میں بعد از نماز خطبہ دینے کا ذکر ہے۔ چاہے سورج گرہن اختتام نماز تک ختم ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اس میں وعظ و نصیحت اور خوف الہی کا تذکرہ ہو۔
- عورتیں بھی نماز کسوف و خسوف میں شامل ہو سکتی ہیں۔
- نماز کے بعد قبلہ رو ہو کر خوب گڑ گڑا کر دعا کی جائے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ رو ہو کر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ گرہن صاف ہو گیا۔ (تاریخ دمشق: ۱۲۹/۷)
- نماز اور خطبے سے فراغت تک بھی اگر گرہن صاف نہیں ہوتا تو پھر دعا اور ذکر و اذکار میں مشغول رہنا چاہیے یہاں تک کہ گرہن ختم ہو جائے۔
- احادیث میں اس موقع پر صدقہ کرنے، عذاب قبر سے پناہ مانگنے اور غلام آزاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اس موقع پر ذکر و دعا، بکسیر و جلیل، استغفار اور صدقہ وغیرہ کرنا چاہیے۔



باب ۳- نماز کسوف کا بیان

(المعجم ۳) - باب صَلَاةِ الْكُسُوفِ

(التحفة ۲۶۲)

۱۱۷۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ،
عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ: أَخْبَرَنِي
مَنْ أَصْدَقُ - وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ عَائِشَةَ -[قالت:] كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ
ﷺ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ قِيَامًا شَدِيدًا يَقُومُ
بِالنَّاسِ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ
ثُمَّ يَرْكَعُ، فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ، فِي كُلِّ رَكَعَةٍ
ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ يَرْكَعُ الثَّالِثَةَ ثُمَّ يَسْجُدُ،
حَتَّىٰ إِنَّ رِجَالًا يَوْمِئِذٍ لَيُغْشَىٰ عَلَيْهِمْ مِمَّا
قَامَ بِهِمْ حَتَّىٰ إِنَّ سَجَالَ الْمَاءِ لَيَنْصَبُ
عَلَيْهِمْ، يَقُولُ إِذَا رَكَعَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ» وَإِذَا
رَفَعَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» حَتَّىٰ تَجَلَّتِ
الشَّمْسُ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا
يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا
آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ يُخَوِّفُ بِهِمَا
عِبَادَهُ، فَإِذَا كُسِفَا فَافْزِعُوا إِلَى الصَّلَاةِ».۱۱۷۷- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ
نبی ﷺ کے زمانے میں سورج کہیں ہوا تو نبی ﷺ نے
خوب قیام کیا۔ آپ لوگوں کے ساتھ قیام فرماتے، پھر
رکوع کرتے، پھر کھڑے ہوتے۔ پھر رکوع کرتے، پھر
کھڑے ہوتے، پھر رکوع کرتے۔ چنانچہ آپ نے دو
رکعتیں پڑھائیں۔ ہر رکعت میں تین رکوع کیے تیسرا
رکوع فرماتے، پھر سجدہ کرتے۔ حتیٰ کہ کچھ لوگوں کو اس
دن طول قیام کی وجہ سے غشی ہونے لگی یہاں تک کہ پانی
کے ڈول ان پر ڈالے گئے۔ آپ جب رکوع کو جاتے تو
[اللہ اکبر] کہتے اور جب سر اٹھاتے تو [سمع اللہ
لمن حمدہ] کہتے۔ حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا۔ پھر
آپ نے فرمایا: ”سورج اور چاند کسی کی موت یا زندگی کی
وجہ سے بے نور نہیں ہوتے بلکہ یہ اللہ کی نشانیوں میں
سے دو نشانیاں ہیں۔ وہ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں
کو ڈراتا ہے سو جب یہ بے نور ہو جائیں تو نماز کی طرف
جلدی کیا کرو۔“

فوائد و مسائل: ① رکوع کے بعد قیام میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی صراحت نہیں ہے صرف دوبارہ قراءت شروع
کرنے کا ذکر ہے کیونکہ دوبارہ قراءت شروع کر دینا ایک ہی رکعت کا تسلسل ہے لہذا نئے سرے سے سورہ فاتحہ نہیں
پڑھنی چاہیے تاہم بعض ائمہ دوبارہ سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں لیکن یہ درست نہیں۔ ② نماز کسوف میں بھی خطبہ
دینا چاہیے جس میں اہم امور کی نشاندہی کی جائے۔ ③ کسی بڑے چھوٹے بشر کی موت و حیات کے ساتھ ان اجرام
فلکی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ④ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں تین رکوع کے الفاظ شاذ ہیں۔ محفوظ الفاظ ”دو
رکوع“ ہیں جیسا کہ صحیحین میں ہے۔ اور حدیث: ۱۱۸۰ میں بھی ہے۔

۱۱۷۷- تخریج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب صلوة الكسوف، ح: ۹۰۱/ب/۶ من حديث ابن جريج به.

(المعجم ۴) - باب مَنْ قَالَ: أَرْبَعُ

رَكَعَاتٍ (التحفة ۲۶۳)

۱۱۷۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنِفَتْ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ ذَلِكَ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ إِبْرَاهِيمُ [۱] بْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ النَّاسُ: إِنَّمَا كُشِفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ، كَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ دُونَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الثَّالِثَةَ دُونَ الْقِرَاءَةِ الثَّانِيَةِ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَانْحَدَرَ لِلسُّجُودِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَزَكَعَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ، لَيْسَ فِيهَا رَكْعَةٌ إِلَّا الَّتِي قَبْلَهَا أَطْوَلُ مِنَ الَّتِي بَعْدَهَا، إِلَّا أَنَّ رُكُوعَهُ نَحْوَ مِنْ قِيَامِهِ. قَالَ: ثُمَّ تَأَخَّرَ فِي صَلَاتِهِ فَتَأَخَّرَتِ الصُّفُوفُ مَعَهُ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقَامَ فِي مَقَامِهِ وَتَقَدَّمَتِ الصُّفُوفُ فَقَضَى الصَّلَاةَ وَقَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ!

۱۱۷۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہن ہوا اور یہ وہی دن تھا جس میں رسول اللہ ﷺ کے فرزند جناب ابراہیم فوت ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا: یہ ابراہیم کی وفات پر گہنایا ہے۔ سونبی رضی اللہ عنہ نے قیام فرمایا اور لوگوں کو چار سجدوں میں چھ رکوع کرائے۔ (یعنی ہر رکعت میں تین تین رکوع کیے۔) آپ نے اللہ اکبر کہا پھر لمبی قراءت کی پھر رکوع کیا اس قدر جتنا کہ قیام کیا تھا۔ پھر سر اٹھایا اور قراءت کی جو کہ پہلی قراءت سے کم تھی۔ پھر رکوع کیا جتنا کہ قیام کیا تھا۔ پھر سر اٹھایا اور تیسری بار قراءت کی جو کہ دوسری بار کی قراءت سے کم تھی۔ پھر رکوع کیا جس قدر کہ قیام کیا تھا۔ پھر سر اٹھایا اور سجدے میں چلے گئے اور دو سجدے کیے۔ پھر کھڑے ہوئے اور تین رکوع کیے سجدے سے پہلے۔ ہر پہلا رکوع دوسرے سے زیادہ لمبا ہوتا تھا البتہ ہر رکوع قیام کے برابر لمبا ہوتا تھا۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے) بیان کیا کہ پھر آپ اثنائے نماز میں پیچھے ہٹے تو صفیں بھی آپ کے ساتھ پیچھے ہو گئیں پھر آپ آگے بڑھے اور اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے تو صفیں بھی آگے بڑھ گئیں اس طرح آپ نے نماز پوری کی یہاں تک کہ سورج صاف نکل آیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”لوگو! سورج اور چاند اللہ عز و جل کی نشانیوں میں سے دو“

۱۱۷۸- تخریج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلوة الكسوف من أمر الجنة والنار، ح: ۹۰۴ من حديث عبد الملك بن أبي سليمان به، وهو في المسند لأحمد: ۳/ ۳۱۷، ۳۱۸ بتمامه.

۳- کتاب صلاة الاستسقاء۔ نماز کسوف وخسوف کے احکام ومسائل

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ بَشَرٍ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى تَنْجَلِيَ، وَسَاقِ بَقِيَّةُ الْحَدِيثِ.

نشانیاں ہیں۔ یہ کسی بشر کی موت کے باعث بے نور نہیں ہوتے۔ جب تم ان میں سے کچھ دیکھو تو نماز پڑھا کر حتیٰ کہ صاف ہو جائیں۔“ اور بقیہ حدیث بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کا باب سے تعلق واضح نہیں ہے الا یہ کہ نماز کسوف میں ہر پہلا قیام اور رکوع لمبا اور دوسرا اس سے کم ہونا چاہیے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا اپنے مصلے سے آگے بڑھنا جنت کے مشاہدے کی بنا پر تھا اور پیچھے ہٹنا جہنم کے دکھائے جانے کے باعث تھا۔ ③ شیخ البانی کے نزدیک اس میں بھی ”چھ رکوع“ کے الفاظ شاذ ہیں۔ محفوظ الفاظ ”چار رکوع“ ہیں۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں ہے۔

۱۱۷۹- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي يَوْمٍ شَدِيدٍ الْحَرِّ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَصْحَابِهِ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى جَعَلُوا يَخِرُّونَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِنْ ذَلِكَ فَكَانَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَسَاقِ الْحَدِيثِ.

۱۱۷۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک انتہائی گرم دن میں سورج گھٹن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی اور لمبا قیام کیا حتیٰ کہ لوگ گرنے لگے۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور لمبی دیر تک کھڑے رہے۔ پھر (دوسرا) رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور لمبی دیر کھڑے رہے پھر سجدہ کیا اور دو سجدے کیے پھر قیام کیا جیسے کہ پہلے کیا تھا۔ سو آپ نے چار رکوع اور چار سجدے کیے اور حدیث بیان کی۔

۱۱۸۰- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ؛ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

۱۱۸۰- نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سورج گھٹن ہوا تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور کھڑے ہوئے اور تکبیر کی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے

۱۱۷۹- تخریج: أخرجه مسلم من حديث إسماعيل به، انظر الحديث السابق.

۱۱۸۰- تخریج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح: ۹۰۱ من حديث عبدالله بن وهب، البخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف، ح: ۱۰۴۶ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

صفیں بتائیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے قراءت شروع کی اور لمبی قراءت کی۔ پھر آپ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا 'لبارکوع' پھر اپنا سر اٹھایا اور کہا: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] اور کھڑے رہے اور قراءت کی، لمبی قراءت، جو کہ پہلی قراءت سے کم تھی پھر آپ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا 'لبارکوع' مگر پہلے رکوع سے کم۔ پھر کہا: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا اور چار رکوع اور چار سجدے مکمل کیے اور آپ کے فارغ ہونے سے پہلے سورج صاف ہو گیا۔

عن عائشة زوج النبي ﷺ قالت: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ، فَأَقْرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ»، ثُمَّ قَامَ فَأَقْرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَذْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَذْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ»، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ.

۱۱۸۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گہن میں نماز پڑھی جیسے کہ عروہ عن عائشہ عن رسول اللہ ﷺ کی (مذکورہ بالا) حدیث میں گزرا ہے۔ یعنی آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں اور ہر رکعت میں دو رکوع کیے۔

۱۱۸۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنَبَسَةُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: كَانَ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ مِثْلَ حَدِيثِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ رَكْعَتَيْنِ.

۱۱۸۲۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

۱۱۸۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْفَرَاتِ بْنِ

۱۱۸۱۔ تخریج: أخرجه البخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف، ح: ۱۰۶۶ عن أحمد بن صالح، ومسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح: ۹۰۲ من حديث الزهري به.

۱۱۸۲۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد الله بن أحمد في زيادات المسند: ۱۳۴/۵ من حديث عمر بن شقيق

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہن ہوا اور نبی ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی اور لمبی سورتوں میں سے ایک سورت کی قراءت کی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کیے پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے اور لمبی سورتوں میں سے ایک سورت پڑھی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کیے پھر آپ قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور دعا کرتے رہے حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا۔

خَالِدِ أَبُو مَسْعُودٍ الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثْتُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شَقِيقٍ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ - وَهَذَا لَفْظُهُ وَهُوَ أَتَمُّ - عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فَقَرَأَ بِسُورَةِ مِنَ الطُّوْلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ سُورَةَ مِنَ الطُّوْلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةِ يَدْعُو حَتَّى انْجَلَى كُسُوفُهَا.

🌞 ملحوظہ: اس حدیث میں پانچ رکوع کا ذکر ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

۱۱۸۳- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے سورج گہن میں نماز پڑھائی تو قراءت کی اور رکوع کیا، پھر قراءت کی اور رکوع کیا، پھر قراءت کی اور رکوع کیا، پھر قراءت کی اور رکوع کیا۔ پھر سجدہ کیا اور دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا۔

۱۱۸۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي تَابِتٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ وَالْأُخْرَى مِثْلَهَا.

🌞 فائدہ: یعنی ہر دو رکعت میں چار چار رکوع کیے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک ہر رکعت میں دو دو رکوع کرنے والی روایات ہی صحیح ہیں۔

❖ بہ، وقال ابن حبان في ترجمة الربيع بن أنس: "الناس يتقون من حديثه ما كان من رواية أبي جعفر عنه، لأن في أحاديثه عنه اضطراباً كثيرة" وهذا الجرح مفسر.

۱۱۸۳- تخریج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب ذكر من قال إنه ركع ثمان ركعات في أربع سجعات، ج: ۹۰۹ من حديث يحيى القطان به.

۱۱۸۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ : حَدَّثَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ عِبَادٍ الْعَبْدِيُّ - مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ - أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةً يَوْمًا لِسُمْرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ : قَالَ سُمْرَةُ : بَيْنَمَا أَنَا وَعُغْلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي غَرَضِينَ لَنَا حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قَيْدَ رُمَحِينَ أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي عَيْنِ النَّاطِرِ مِنَ الْأَفْقِ اشْبَوَدَتْ حَتَّى أَصَبَتْ كَانَهَا تَنُومَةً ، فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ : انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَاللَّهِ ! لَيُحْدِثَنَّ شَأْنٌ هَذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي أُمِّيهِ حَدَّثَنَا . قَالَ : فَدَفَعْنَا فَإِذَا هُوَ بَارِزٌ فَاسْتَقْدَمَ فَصَلَّى فَقَامَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا . قَالَ : ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا . قَالَ : ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا سَجَدَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا . ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ : فَوَافَقَ تَجَلِّيَ الشَّمْسِ جُلُوسَهُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ . قَالَ : ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَشَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَشَهِدَ أَنَّهُ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ سَأَلَ أَحْمَدُ

۱۱۸۴- جناب ثعلبہ بن عباد عبدی اہل بصرہ میں سے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے ایک خطبے میں حاضر ہوئے سمرہ نے کہا: ایک دفعہ میں اور ایک انصاری نوجوان نشانہ بازی کر رہے تھے حتیٰ کہ دیکھنے والے کی آنکھ میں جب سورج افق سے دو یا تین نیزے پر تھا تو وہ سیاہ ہو گیا جیسے کہ تومہ (گھاس) ہو۔ ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: چلو آؤ مسجد کی طرف چلیں قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ سورج کی اس کیفیت میں امت کو ضرور کوئی نئی بات تعلیم فرمائیں گے۔ سو ہم فوراً وہاں پہنچ گئے (جیسے گویا ہمیں وحیل دیا گیا ہو) تو وہاں آپ گھر سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ پس آپ آگے بڑھے اور نماز پڑھا لی۔ آپ نے ہمیں نہایت طویل قیام کرایا ایسا کہ کسی بھی نماز میں آپ نے ہمیں نہیں کرایا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ پھر آپ نے ہمیں نہایت طویل رکوع کرایا جو کسی بھی نماز میں آپ نے ہمیں نہیں کرایا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ پھر آپ نے ہمیں نہایت طویل سجدہ کرایا جو کسی بھی نماز میں آپ نے ہمیں نہیں کرایا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ پھر دوسری رکعت میں بھی آپ نے ایسے ہی کیا۔ اور دوسری رکعت میں بیٹھنے کے دوران میں سورج صاف ہو گیا۔ پھر آپ نے سلام پھیرا۔ پھر کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثناء

۱۱۸۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب: كيف القراءة في الكسوف، ح: ۵۶۲، والنسائي، ح: ۱۴۸۵، وابن ماجه، ح: ۱۲۶۴ من حديث الأسود بن قيس به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۳۹۷، وابن حبان، ح: ۵۹۸، ۵۹۷، والحاكم على شرط الشيخين: ۳۳۱، ۳۲۹/۱، ووافقه الذهبي.

۳- کتاب صلاة الاستسقاء۔ نماز کسوف و خسوف کے احکام و مسائل

ابن یونس خُطْبَةُ النَّبِيِّ ﷺ۔
کی اللہ کی توحید اور اپنی عبدیت و رسالت کی شہادت دی۔ اور احمد بن یونس نے نبی ﷺ کا خطبہ بیان کیا۔

فائدہ: اس روایت میں ہر رکعت میں ایک رکوع کا ذکر ہے اور یہ کہ قراءت بھی سنائی نہ دیتی تھی اور احتلاف کے مسلک کی بنیاد بھی حدیث ہے۔ لیکن جن روایات میں ایک ایک رکعت میں دو دو رکوعوں کا ذکر ہے وہ صحیحین (بخاری و مسلم) کی روایات ہیں جو سند کے اعتبار سے ابو داؤد کی اس روایت سے زیادہ قوی ہیں۔ دوسرے ان میں یہ ایک زیادتی ہے جو ثقہ راویوں کی طرف سے ہو تو مقبول ہوتی ہے۔ اسی طرح جہری قراءت کا اضافہ بھی صحیح روایات سے ثابت ہے۔
باب میں نماز کسوف میں قراءت بھی جہری ہونی چاہیے اور رکوع بھی کم از کم دو ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔

۱۱۸۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ۱۱۸۵- حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہنا گیا۔ پس آپ گھبرائے ہوئے اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے نکلے۔ میں ان دنوں آپ کے ساتھ مدینے میں تھا۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھاں اور ان میں کافی لمبا قیام کیا فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ نشانیاں ہیں۔ اللہ عز و جل ان کے ذریعے سے (بندوں کو) ڈراتا ہے۔ سو جب تم یہ دیکھو تو نماز پڑھو جیسے کہ تم نے ابھی قرہی فرض نماز پڑھی ہے۔“

۱۱۸۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَهَبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ الْهَلَالِيِّ قَالَ: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجَ فَرَعًا يَجْرُ نَوْبُهُ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِينَةِ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَانْجَلَتْ فَقَالَ: «إِنَّمَا هَذِهِ الْآيَاتُ يُخَوِّفُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا كَمَا اخْدَثَ صَلَاةً صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ»۔

فائدہ: اس میں نماز کسوف کو فرض نماز کی طرح پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے یہ قابل حجت نہیں۔

۱۱۸۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: ۱۱۸۶- حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حَدَّثَنَا رِجْحَانُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ

۱۱۸۵- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الكسوف، باب: نوع آخر، ح: ۱۴۸۷ من حديث أيوب السخيتاني به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۳۳۳/۱، ووافقه الذهبي * وقال البيهقي: ۳۳۴/۳ هذا أيضًا لم يسمعه أبو قلابة عن قبيصة، إنما رواه عن رجل عن قبيصة *۔

۱۱۸۶- [تخریج: [ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۳۴/۳ من حديث أبي داود به * عبادة بن منصور ضعيف، مدلس، وتابعه أنيس بن سوار، روى عنه جماعة، ووثقه ابن حبان، فهو منجهول الحال۔

مَنْصُورٍ عَنْ أُيُوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ غَامِرٍ: أَنَّ قَيْصَةَ الْهَلَالِيِّ حَدَّثَتْ أَنَّ الشَّمْسَ كُشِفَتْ بِمَعْنَى حَدِيثِ مُوسَى قَالَ: حَتَّى بَدَتْ النُّجُومُ.

حدیث کی مانند بیان کیا۔ اس میں بیان کیا: حتی کہ ستارے ظاہر ہو گئے۔

☀ فائدہ: گزشتہ روایات میں رکوع کی تعداد دو دو تین تین چار چار بتائی گئی ہے۔ جب کہ بیشتر میں یہ صراحت بھی ہے کہ یہ اس دن بیٹھ آیا تھا جس دن نبی ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی تھی۔ اس لیے تعارض ظاہر ہے اور تطبیق کا کوئی امکان نہیں۔ اس لیے محققین کی رائے یہ ہے کہ ترجیح کی راہ اختیار کی جائے گی اور ترجیح دو رکوع والی روایات کو ہے کیونکہ یہ صحیحین اور بالخصوص صحیح بخاری میں مروی ہے۔ جبکہ اس سے زیادہ رکوع والی روایات صحیح مسلم اور کتب سنن کی ہیں۔ لہذا یہ روایات صحیحین کی روایت کے ہم پلہ نہیں ہو سکتیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (مرعاة المفاتیح، صلوۃ الکسوف، حدیث: ۱۳۹۶)

(المعجم ۵) - باب القراءة في صلاة الكسوف (التحفة ۲۶۴)

باب: ۵- نماز کسوف میں قراءت کا بیان

۱۱۸۷- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُزُورَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، كُلُّهُمُ قَدْ حَدَّثَنِي عَنْ عُزُورَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَقَامَ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهُ فَرَأَيْتُ أَنَّهُ قَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهُ فَرَأَيْتُ أَنَّهُ قَرَأَ بِسُورَةِ آلِ عِمْرَانَ.

۱۱۸۷- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہنا یا تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ پس میں نے آپ کی قراءت کا اندازہ لگایا تو محسوس کیا کہ آپ نے سورۃ بقرہ تلاوت فرمائی ہے۔ اور حدیث بیان کی۔ پھر آپ نے دو سجدے کیے پھر کھڑے ہوئے اور لمبی قراءت کی۔ میں نے آپ کی قراءت کا اندازہ لگایا تو میں نے سمجھا کہ آپ نے سورۃ آل عمران تلاوت کی ہے۔

☀ فائدہ: اس نماز میں قراءت حتی المقدور خوب لمبی ہونی چاہیے۔

۱۱۸۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي ۳/ ۳۳۵ من حديث عبيد الله بن سعد به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۲۳۳، ۲۳۴، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي: ۱۱۹۱.

۱۱۸۸- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَرْزُوقٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً فَجَهَرَ بِهَا - يَغْنِي فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ -

۱۱۸۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے لمبی قراءت کی اور اونچی آواز سے۔ یعنی نماز کسوف میں۔

☀️ فائدہ: مذکورہ بالا دونوں احادیث کے درمیان جمع و تطبیق یوں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ فاصلے پر تھیں اس لیے نبی ﷺ کی قراءت صاف سن نہ سکی تھیں۔ آواز سی اس لیے جانا کہ قراءت جہرا ہو رہی ہے۔ لیکن یہ نہ جان سکیں کہ قراءت کیا ہو رہی ہے اس لیے اس کا اندازہ لگایا۔^۱

۱۱۸۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا يَنْخُو مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۱۱۸۹- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: سورج گھن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے سورۃ بقرہ کے قریب لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا۔ اور باقی حدیث بیان کی۔

(المعجم ۶) - بَابٌ: يُنَادَى فِيهَا بِالصَّلَاةِ (التحفة ۲۶۵)

باب: ۶- نماز کسوف کے لیے اعلان

۱۱۹۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَمِيرٍ أَنَّهُ سَأَلَ الزُّهْرِيَّ فَقَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ

۱۱۹۰- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سورج گھنایا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا اس نے اعلان کیا: [الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ] یعنی نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔

۱۱۸۸- تخريج: [إسناده صحيح] وأصله عند البخاري، ح: ۱۰۶۶، ومسلم، ح: ۴/۹۰۱ من حديث الأوزاعي به.

۱۱۸۹- تخريج: أخرجه البخاري، الكسوف، باب صلوة الكسوف جماعة، ح: ۱۰۵۲ عن القعنبی، ومسلم، الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلوة الكسوف من أمر الجنة والنار، ح: ۹۰۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۱۸۷، ۱۸۶/۱.

۱۱۹۰- تخريج: أخرجه البخاري، الكسوف، باب الجهر بالقراءة في الكسوف، ح: ۱۰۶۶، ومسلم، الكسوف، باب صلوة الكسوف، ح: ۹۰۱ من حديث الزهري به، ورواه مسلم من حديث الوليد بن مسلم به.

فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا فَنَادَى أَنَّ
الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ.

☀️ فائدہ: نماز کسوف کے لیے اعلان عام تو مستحب ہے مگر معروف اذان و اقامت نہیں ہے۔

(المعجم ۷) - باب الصَّدَقَةِ فِيهَا
باب: ۷- سورج گہن کے موقع پر صدقہ کرنا
(التحفة ۲۶۶)

۱۱۹۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ
عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الشَّمْسُ
وَالْقَمَرُ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا
لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ، فَادْعُوا اللَّهَ
عَزَّوَجَلَّ وَكَبِّرُوا وَتَضَعُوا».

۱۱۹۱- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ
نبی ﷺ نے فرمایا: ”سورج اور چاند کسی کی موت یا
ولادت کی وجہ سے نہیں گہناتے۔ جب تم یہ (کیفیت)
دیکھو تو اللہ عزوجل سے دعا کیا کرو اس کی تکمیل بیان کرو
اور صدقہ دیا کرو۔“

☀️ فائدہ: کسوف کے موقع پر معروف نماز کے علاوہ مالی صدقہ کرنا بھی مستحب ہے۔

(المعجم ۸) - باب الْعِنَةِ فِيهَا
باب: ۸- اس موقع پر غلام آزاد کرنا
(التحفة ۲۶۷)

۱۱۹۲- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا
مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرِو: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ هِشَامِ،
عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ
ﷺ يَأْمُرُ بِالْعَتَاةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ.

۱۱۹۲- سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے مروی
ہے کہ نبی ﷺ نماز کسوف کے موقع پر غلام آزاد کرنے کا
حکم دیا کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: یہ امر استحباب و ترغیب ہے اور کسی انسان کو معاشرے میں اس کا حق اور مقام دلانا بڑا عظیم عمل ہے
بالخصوص مسلمان کے لیے۔

(المعجم ۹) - باب مَنْ قَالَ: يَرْكَعُ
رُكْعَتَيْنِ (التحفة ۲۶۸)
باب: ۹- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ
(کسوف میں معروف نماز کی طرح) دو رکعتیں پڑھے

۱۱۹۱- تخريج: أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصدقة في الكسوف، ح: ۱۰۴۴ عن القعني، ومسلم،
الكسوف، باب صلوة الكسوف، ح: ۹۰۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي) ۱/ ۱۸۶.

۱۱۹۲- تخريج: أخرجه البخاري، العتق، باب ما يستحب من العتاقة في الكسوف أو الآيات، ح: ۲۵۱۹ من
حديث زائدة بن قدامة به.

۱۱۹۳- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ نبی ﷺ کے دور میں سورج کو گھن لگا تو آپ دودو رکعتیں پڑھنے لگے اور سورج کے متعلق بھی دریافت فرماتے جاتے تھے حتیٰ کہ وہ صاف ہو گیا۔

۱۱۹۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ

الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ
الْبَصْرِيُّ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَّانِيِّ، عَنْ أَبِي
قِلَابَةَ، عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ:
كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ
فَجَعَلَ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ وَيَسْأَلُ عَنْهَا
حَتَّى انْجَلَتْ.

🌞 فائدہ: صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اس نماز میں رکعتیں تو دو ہی ہیں لیکن ہر رکعت میں کم از کم دو رکوع اور خوب لمبی قراءت ہونی چاہیے۔ (دیکھیے گزشتہ احادیث کسوف)

۱۱۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گھن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے قیام کیا (اتنا لمبا قیام کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ رکوع نہیں کریں گے۔ پھر رکوع کیا (اتنا لمبا رکوع کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ رکوع سے سر نہیں اٹھائیں گے پھر سر اٹھایا (اتنا لمبا قیام کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ سجدہ نہیں کریں گے پھر سجدہ کیا (اتنا لمبا سجدہ کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ سجدے سے سر نہیں اٹھائیں گے پھر سر اٹھایا اور (اتنی دیر بیٹھے رہے کہ) لگتا تھا کہ آپ سجدہ نہیں کریں گے پھر سجدہ کیا (اتنا لمبا سجدہ کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ سر نہیں اٹھائیں گے پھر سر اٹھایا اور دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا۔ اور آخری سجدے میں زور زور سے سانس لینے لگے اور ”اُف اُف“ کی آواز

۱۱۹۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ
أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ:
انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكْذُ بِرُكْعٍ، ثُمَّ
رَكَعَ فَلَمْ يَكْذُ بِرُفْعٍ، ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكْذُ
بِسُجْدٍ، ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكْذُ بِرُفْعٍ، ثُمَّ رَفَعَ
فَلَمْ يَكْذُ بِسُجْدٍ، ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكْذُ بِرُفْعٍ،
ثُمَّ رَفَعَ، وَفَعَلَ فِي الرُّكْعَةِ الْآخَرَى مِثْلَ
ذَلِكَ، ثُمَّ نَفَخَ فِي آخِرِ سُجُودِهِ فَقَالَ:

۱۱۹۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الكسوف، باب: ۱۶، نوع آخر، ح: ۱۴۸۶، وابن ماجه، ح: ۱۲۶۲ من حديث أبي قلابه به * وقال البيهقي: ۳/ ۳۳۳: "هذا مرسل، أبو قلابه لم يسمعه من الثعمان بن بشير، إنما رواه عن رجل عن الثعمان".

۱۱۹۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الكسوف، باب: ۱۴، نوع آخر، ح: ۱۴۸۳ من حديث عطاء بن السائب به، ورواه شعبه وغيره عن عطاء به.

حوادث کے موقع پر نماز اور سجدہ کرنے کے احکام و مسائل

«أَفْ أَفْ»، ثُمَّ قَالَ: «رَبِّ أَلَمْ تَعِزَّنِي أَنْ لَا تُعَذِّبَهُمْ وَأَنَا فِيهِمْ، أَلَمْ تَعِزَّنِي أَنْ لَا تُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ؟» فَقَرَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ صَلَاتِهِ وَقَدْ أَمَحَصَتِ الشَّمْسُ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

نکالی اور کہا: ”اے میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا ہے کہ جب تک میں ان میں موجود ہوں ان کو عذاب نہیں دے گا۔ کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا ہے کہ جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے تو ان کو عذاب نہ دے گا۔“ الغرض رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا..... اور حدیث بیان کی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز کسوف کی ہر رکعت میں ایک رکوع بھی جائز ہے تاہم دو رکوع والی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔ ② قیام رکوع اور سجود حسب ہمت لیے ہونے چاہئیں۔

۱۱۹۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا الْجَرِيرِيُّ عَنْ حَيَّانَ بْنِ عَمِيرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَتَرُمِي بِأَسْهُمٍ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَبَدَتْهُمْ وَقُلْتُ: لَا نَظَرَنَّ مَا أَحَدَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُشُوفُ الشَّمْسِ الْيَوْمَ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يُسَبِّحُ وَيُحَمِّدُ وَيَهْلُلُ وَيَدْعُو حَتَّى خَسِرَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَرَأَ بِسُورَتَيْنِ وَرَكَعَ رُكْعَتَيْنِ.

۱۱۹۵- حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو روایات کی بات ہے۔ میں حیر اندازی کی مشق کر رہا تھا کہ سورج گہن لگ گیا تو میں نے تیر پھینک دیے اور کہا: میں بالضرور دیکھوں گا کہ آج سورج گہن والے دن رسول اللہ ﷺ کی کیا نیا کام کرتے ہیں چنانچہ میں آپ کے پاس پہنچا اور دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ اٹھائے تسبیح تحمید اور تہلیل میں مشغول دعا کر رہے تھے حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا۔ اس موقع پر آپ نے دو رکعتوں میں دو سورتیں پڑھیں۔

(المعجم ۱۰) - باب الصلاة عند الظلمة ونحوها (التحفة ۲۶۹)

باب: ۱۰- تاریکی چھا جانے یا اس طرح کے دیگر حوادث کے موقع پر نماز پڑھنا

۲۱۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ أَبِي رَوَاحٍ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عِمَارَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْخَضِرِ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ:

۱۱۹۶- جناب عبید اللہ بن نضر سے روایت ہے کہ ان کے والد کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ایک روز (آندھی یا بادل کی وجہ سے) اندھیرا

۱۱۹۵- تخریج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب ذكر النداء بصلوة الكسوف "الصلوة جامعة"، ح: ۹۱۳ من حديث بشر بن المفضل به.

۱۱۹۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳/ ۳۴۲، ۳۴۳ من حديث حرمي بن عماره به، وصححه الحاكم: ۱/ ۳۳۴، ووافقه الذهبي.

۳- کتاب صلاة الاستسقاء حوادث کے موقع پر نماز اور سجدہ کرنے کے احکام و مسائل

كَانَتْ ظُلُمَةٌ عَلَى عَهْدِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - قَالَ :
- فَأَتَيْتُ أَنَسًا فَقُلْتُ : يَا أَبَا حُمْزَةَ ! هَلْ كَانَ
يُصِيبُكُمْ مِثْلُ هَذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ؟
قَالَ : مَعَادُ اللَّهِ ! إِنْ كَانَتِ الرِّيحُ تَشْتَدُّ فَنَبَادِرُ
الْمَسْجِدَ مَخَافَةَ الْقِيَامَةِ .

چھا گیا تو میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا:
اے ابو حمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی آپ
لوگوں کو ایسی کیفیت سے دوچار ہونا پڑتا تھا؟ انہوں نے
کہا: اللہ کی پناہ! اگر ہوا بھی تند ہو جاتی تو ہم جلدی جلدی
مسجد کا رخ کرتے تھے کہ کہیں قیامت نہ آجائے۔

🌅 ملحوظہ: اس حدیث میں بیان ہے کہ ان لوگوں میں قیامت کا ڈر اور خوف بہت زیادہ تھا مگر اب آفتوں پر آفتیں
گزر جاتی ہیں مگر قیامت کا خیال ہی نہیں آتا نہ اپنی اصلاح ہی کی کوئی فکر کرتے ہیں۔

(المعجم ۱۱) - باب السُّجُودِ عِنْدَ
الْآيَاتِ (التحفة ۲۷۰)

باب ۱۱- جب کوئی بڑا واقعہ یا حادثہ پیش
آئے تو سجدہ کرنا چاہیے

۱۱۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ
أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
كَثِيرٍ : حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ
أَبَانٍ ، عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ : قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ :
مَاتَتْ فُلَانَةٌ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَّ
سَاجِدًا ، فَقِيلَ لَهُ : تَسْجُدُ هَذِهِ السَّاعَةَ ؟
فَقَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً
فَاسْجُدُوا» ، وَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ
أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ .

۱۱۹۷- جناب عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ کو خبر دی گئی کہ نبی ﷺ کی ازواج میں سے فلاں
فوت ہو گئی ہیں تو آپ سجدے میں گر گئے۔ ان سے کہا
گیا کہ آپ اس موقع پر سجدہ کرتے ہیں؟ تو انہوں نے
جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب کوئی
بڑا واقعہ یا حادثہ دیکھو تو سجدہ کیا کرو۔“ اور بھلا زوجہ نبی
ﷺ کی وفات سے بڑھ کر بھی کوئی حادثہ ہوگا؟

🌅 فائدہ: کسی گھرانے یا معاشرے کا اپنے نیک اور صالح افراد سے محروم ہو جانا بہت بڑی آفت ہے۔ مگر کم ہی
لوگوں کو اس کا احساس ہوتا ہے۔ بہر حال واجب ہے کہ ہر حال میں اللہ عزوجل کی طرف رجوع کیا جائے۔

۱۱۹۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي 'المناقب' باب فضل أزواج النبي ﷺ ح: ۳۸۹۱ من حديث
يحيى بن كثير به وقال: "حسن غريب".

دین اسلام کا ایک ستون نماز ہے اور یہ اسلام کا ایک ایسا حکم ہے جس کا کوئی مسلمان انکاری نہیں قرآن مجید اور احادیث میں اسے ادا کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ نماز کسی بھی صورت میں معاف نہیں ہے خواہ جنگ ہو رہی ہو یا آدمی سفر کی مشکلات سے دوچار ہو یا بیمار ہو، ہر حال میں نماز فرض ہے تاہم موقع کی مناسبت سے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سفر میں نماز قصر کرنا یعنی چار فرض کی بجائے دو فرض ادا کرنا جیسے ظہر، عصر اور عشاء کی نمازیں ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر انعام ہے لہذا اس سے فائدہ اٹھانا مستحب ہے۔ سفر کی نماز سے متعلقہ چند اہم امور مندرجہ ذیل ہیں:

- ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں میں دو دفعہ پڑھے جائیں مغرب اور فجر کے فرضوں میں قصر نہیں ہے۔
- سفر میں سنتیں اور نوافل پڑھنا ضروری نہیں دو گنا ہی کافی ہے البتہ عشاء کے دو گانے کے ساتھ وتر ضروری ہیں۔ اسی طرح فجر کی سنتیں بھی پڑھی جائیں کیونکہ ان کی فضیلت بہت ہے اور نبی ﷺ سفر میں بھی ان کا اہتمام کرتے تھے۔

- نماز قصر کرنا کتنی مسافت پر جائز ہے؟ اس کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ”رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کا سفر اختیار فرماتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے۔“ (صحیح مسلم، صلاۃ

المسافرین و قصرھا“ حدیث: ۶۹۱) حافظ ابن حجر اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: ”یہ سب سے زیادہ صحیح اور سب سے زیادہ صریح حدیث ہے جو مدت سفر کے بیان میں وارد ہوئی ہے۔“ مذکورہ حدیث میں راوی کو شک ہے تین میل یا تین فرسخ؟ اس لیے تین فرسخ کو رائج قرار دیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے ۹ میل تقریباً 23,22 کلومیٹر مسافت حد ہوگی۔ یعنی اپنے شہر کی حدود سے نکل کر 22 کلومیٹر یا اس سے زیادہ مسافت پر دو گنا ادا کیا جائے۔

○ قصر کرنا اس وقت جائز ہے جب قیام کی نیت تین دن کی ہوگی اگر شروع دن ہی سے چار یا اس سے زیادہ دن کی نیت ہوگی، تو مسافر متصور نہیں ہوگا، اس صورت میں نماز شروع ہی سے پوری پڑھنی چاہیے، تاہم دوران سفر میں قصر کر سکتا ہے۔

○ نیت تین دن یا اس سے کم ٹھہرنے کی ہو لیکن پھر کسی وجہ سے ایک یا دو دن مزید ٹھہرنا پڑ جائے تو تردد کی صورت میں نماز قصر ادا کی جاسکتی ہے، چاہے اسے وہاں مہینہ گزر جائے۔

○ سفر میں دو نمازیں اکٹھی بھی پڑھی جاسکتی ہیں یعنی جمع تقدیم (عصر کو ظہر کے وقت اور عشاء کو مغرب کے وقت میں ادا کرنا) اور جمع تاخیر (ظہر کو عصر کے وقت اور مغرب کو عشاء کے وقت میں ادا کرنا) دونوں طرح جائز ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۴) - [كِتَابُ صَلَاةِ السَّفَرِ] (التحفة ...)

نماز سفر کے احکام و مسائل

(المعجم ۱) - باب صَلَاةِ الْمُسَافِرِ
(التحفة ۲۷۱)

۱۱۹۸- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ
صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ: فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ
رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُفِرَّتْ صَلَاةُ
السَّفَرِ وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ.

۱۱۹۸- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (شروع
میں) سفر اور حضر کی نماز دو دو رکعتیں ہی فرض ہوئی تھی پھر
سفر کی نماز بحال رکھی گئی اور مقيم کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

فائدہ: یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے اس کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں نماز فرض ہونے سے قبل لوگ
اپنے طور پر دو دو رکعت نماز ادا کرتے ہوں۔ واللہ اعلم۔

۱۱۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ
وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ ابْنِ
جُرَيْجٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا خُشَيْشٌ يَغْنِي ابْنَ

۱۱۹۹- جناب یحییٰ بن امیہ کہتے ہیں میں نے حضرت
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: بتائیے کہ لوگوں کا (سفر میں)
نماز قصر کرنا کیوں کر ہے؟ حالانکہ اللہ عز و جل نے فرمایا

۱۱۹۸- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: كيف فرضت الصلوة في الإسرائ، ح: ۳۵۰، ومسلم، صلوة
المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح: ۶۸۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۱/۱۴۶،
(والقنعني، ص: ۱۸۸، ۱۸۹)۔

۱۱۹۹- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح: ۶۸۶ من حديث يحيى
القطان به۔

۴- کتاب صلاة السفر

أَصْرَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابِيَّةٍ، عَنْ يَغْلَى بْنِ أُمَيَّةٍ قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَرَأَيْتَ إِفْصَارَ النَّاسِ الصَّلَاةَ وَإِنَّمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ فَقَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ الْيَوْمَ، فَقَالَ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «صَدَقَ تَصَدَّقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ».

ہے: ”اگر تمہیں ڈر محسوس ہو کہ کفار تمہیں فتنے میں ڈال دیں گے.....“ اور اب کفار سے ڈر خوف والی کیفیت تو ختم ہو چکی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بھی یہی تعجب ہوا تھا جو تمہیں ہوا ہے۔ پس میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا: ”یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے۔ سو اس کا صدقہ قبول کرو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یعنی سفر میں نماز قصر کرنا، صرف دو رکعت پڑھنا یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جو اس نے اپنے بندوں پر کیا ہے خواہ خوف ہو یا نہ ہو لہذا اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ حالت سفر میں قصر مسنون ہے۔ ① صحیح احادیث قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔

۱۲۰۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ أَبِي عَمَّارٍ يُحَدِّثُ ذِكْرَهُ نَحْوَهُ.

۱۲۰۰- جناب ابن جریر کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن ابی عمار کو سنا وہ بیان کرتے تھے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ وَحَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ كَمَا رَوَاهُ ابْنُ بَكْرٍ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ ابو عاصم اور حماد بن مسعدہ نے بھی ابن بکر کی مانند روایت کیا ہے۔

(المعجم ۲) - بَابُ: مَتَى يَقْصُرُ الْمُسَافِرُ (التحفة ۲۷۲)

باب: ۲- مسافر کب قصر کرے؟

۱۲۰۱- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۱۲۰۱- یحییٰ بن یزید ہنائی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت

۱۲۰۰- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۲۰۱- تخریج: أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ۶۹۱ عن ابن بشار به.

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ
يَزِيدَ الْهَنْدَاوِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ
قَصْرِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ أَنَسٌ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةِ
فَرَاسِخَ - شُعْبَةُ شَكَّ - يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

🌞 فائدہ: تین میل کی مسافت کو فرخ (فارسی میں فرسنگ) کہتے ہیں۔ اس طرح قصر کے لیے کم از کم مسافت نو میل
ہوئی۔ تین میل کی بات چونکہ مشکوک ہے اس لیے حجت نہیں اور تین فرخ کی مسافت احتیاط و یقین پر مبنی ہے۔ اس
لیے سفر کی مسافت (اپنے شہر کی حد چھوڑ کر) کم از کم نو میل یعنی 22، 23 کلومیٹر ہوگی۔

۱۲۰۲ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا
ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَإِبْرَاهِيمَ
ابْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ:
صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ
أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ.

🌞 فائدہ: یعنی سفر شروع ہو جانے کے بعد شہر سے نکل کر نماز قصر پڑھی جائے گی۔ ذوالحلیفہ موجودہ نام (آبار علی)
مدینے سے مکہ کی جانب پہلا پڑاؤ ہے اور فاصلہ چھ میل ہے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث نبی ﷺ کے سفر حج کی
بابت ہے جبکہ آپ مکہ مکرمہ کے قصد سے نکلے تھے اور کوئی بعید نہیں کہ کچھلی حدیث میں اسی واقعہ کو دوسرے
اسلوب میں بیان کیا گیا ہو۔

(المعجم ۳) - باب الْأَذَانِ فِي السَّفَرِ
(التحفة ۲۷۳)

۱۲۰۳ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ:
حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ؛
أَنَّ أَبَا عُسَّانَةَ الْمَعَاوِرِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ
۱۲۰۳ - حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں
نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”تمہارا رب
مکرموں کے اس چرواہے پر تعجب کرتا (خوش ہوتا) ہے

۱۲۰۲ - تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، باب: يقصر إذا خرج من موضعه، ح: ۱۰۸۹، ومسلم، صلوٰۃ
المسافرين، باب صلوٰۃ المسافرين وقصرها، ح: ۶۹۰ من حديث سفيان بن عيينة به.

۱۲۰۳ - تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأذان، باب الأذان لمن يصلي وحده، ح: ۶۶۷ من حديث
عبدالله بن وهب به، وصححه ابن حبان، ح: ۲۶۰.

۴- کتاب صلاة السفر ... نماز سفر کے احکام و مسائل

عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «يُعَجَّبُ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَطِئَةٍ بِجَبَلٍ يُؤَدِّنُ لِلصَّلَاةِ وَيُصَلِّي، فيقولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي هَذَا يُؤَدِّنُ وَيَقِيمُ لِلصَّلَاةِ يَخَافُ مِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ».

جو پہاڑ کی چوٹی پر (اکیلا ہوتے ہوئے) نماز کے لیے اذان کہتا اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: دیکھو میرے اس بندے کو جو نماز کیلئے اذان اور اقامت کہتا ہے (اور) مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا ہے اور جنت میں داخل کر دیا ہے۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ① اللہ عزوجل کا ”عجب کرنا“ اسی طرح ہے جو اس کی شانِ جلالت کے لائق ہے۔ یا پھر يَعْجَبُ يَرْضَى کے معنی میں ہے یعنی خوش ہوتا ہے۔ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ اہل السنۃ والجماعۃ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں وارد تمام صفات الہیہ پر ایمان رکھتے اور ان کا اثبات کرتے ہیں۔ کسی قسم کی تشبیہ، تمثیل، تاویل یا تعطیل کے قائل نہیں ہیں۔ ② امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ اکیلا چرواہا اپنی نماز کے لیے اذان اور اقامت کہہ سکتا ہے تو مسافر کے لیے بھی اذان و اقامت کہنی مستحب ہے۔

(المعجم ۴) - باب الْمُسَافِرِ يُصَلِّي وَهُوَ يَشْكُ فِي الْوَقْتِ (التحفة ۲۷۴) باب ۴- مسافر کو نماز کے وقت میں شک ہو اور وہ (امام کے ساتھ) نماز پڑھ لے تو؟

۱۲۰۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْمِسْحَاجِ بْنِ مُوسَى قَالَ: قُلْتُ لِأَنْسِ بْنِ مَالِكٍ: حَدَّثَنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَقُلْنَا زَالَتِ الشَّمْسُ أَوْ لَمْ تَزَلْ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ ارْتَحَلْ.

۱۲۰۴- مسحاج بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے جو سنا ہے بیان کیجیے! تو انہوں نے کہا: ہم جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوا کرتے تو آپ ظہر کی نماز پڑھتے پھر کوچ کرتے حالانکہ ہمیں شبہ سا ہوتا تھا کہ سورج ڈھلا بھی ہے یا نہیں۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① نماز کے اوقات کی معرفت اور اس کا وقت ہو جانا صحتِ نماز کی اہم شرطوں میں سے ہے اور اس سلسلے میں امام اور مؤذن ہی ذمہ دار ہیں۔ کسی ایک فرد کے شبہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو شبہ ظاہر کیا ہے وہ حقیقت میں شبہ ہی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز کبھی بھی زوال سے قبل نہیں پڑھی۔ اس لیے مقتدیوں کو اپنے امام پر اعتماد کرنا چاہیے۔ ② اس میں یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ سورج ڈھلتے ہی ازل وقت میں نماز پڑھا کرتے تھے اور سفر میں بھی اسی کا اہتمام فرماتے تھے۔

۱۲۰۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے رسول اللہ ﷺ جب کسی منزل پر پڑاؤ کرتے تو اس وقت تک کوچ نہ کرتے جب تک کہ ظہر کی نماز نہ پڑھ لیتے۔ ایک شخص نے ان سے کہا: اگر چہ نصف النہار ہی ہوتا؟ انہوں نے کہا کہ (ہاں!) اگر چہ نصف النہار ہی ہوتا۔

۱۲۰۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنِي حَمَزَةُ الْعَائِذِيُّ - رَجُلٌ مِنْ بَنِي ضَبَّةَ - قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا لَمْ يَرْتَحِلْ حَتَّى يُصَلِّيَ الظُّهْرَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ يَنْصِفُ النَّهَارَ؟ قَالَ: وَإِنْ كَانَ يَنْصِفُ النَّهَارَ.

 فائدہ: یہ اس صورت میں ہوتا جب زوال سے پہلے کوچ نہ کیا ہوتا۔ اگر زوال سے پہلے ہی سفر میں چل پڑتے تو ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ اکٹھا کر کے پڑھتے تھے۔ علاوہ ازیں اس حدیث کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ نصف النہار (زوال) سے قبل ہی نبی ﷺ ظہر کی نماز پڑھ لیتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ زوال کے ہوتے ہی فوراً ظہر کی نماز ادا کر لیتے اور پھر سفر شروع کرتے کیونکہ زوال سے قبل تو ظہر کا وقت ہی نہیں ہوتا۔

باب: ۵- دو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان

(المعجم ۵) - باب الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ (التحفة ۲۷۵)

۱۲۰۶- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک کے لیے نکلے تو رسول اللہ ﷺ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک دن نماز کو مؤخر کر دیا، پھر تشریف لائے اور ظہر اور عصر اکٹھی پڑھائیں، پھر اپنے خیمے میں چلے گئے، پھر تشریف لائے اور مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھائیں۔

۱۲۰۶ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ عَامِرِ بْنِ وَائِلَةَ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخْبَرَهُمْ: أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فَأَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا.

۱۲۰۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الواقيت، باب تعجيل الظهر في السفر، ح: ۴۹۹ من حديث يحيى القطان به.

۱۲۰۶- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب الجمع بين الصلوتين في الحضر، ح: ۷۰۶ من حديث أبي الزبير به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۴۳، ۱۴۴، (والقنعني، ص: ۱۸۳).

☀️ فائدہ: مسافر کسی منزل پر پڑاؤ کیے ہوئے ہو یا اثنائے سفر میں ہو دونوں صورتوں میں نمازوں کو جمع کر سکتا ہے اور زیادہ افراد ہوں تو وہ جماعت کے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں۔

۱۲۰۷- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو مکہ میں ان کی اہلیہ حضرت صفیہ کی بابت پکارا گیا۔ (یعنی ان کی وفات کی خبر دی گئی) تو آپ نے سفر کیا، حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور ستارے نکل آئے اور کہا: نبی ﷺ جب سفر میں جلدی میں ہوتے تو ان دونوں نمازوں (یعنی مغرب اور عشاء) کو جمع کر لیا کرتے تھے چنانچہ آپ چلتے رہے، حتیٰ کہ شفق غائب ہو گئی، تب اترے اور دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھا۔

۱۲۰۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ اسْتُضْرَخَ عَلَى صَفِيَّةٍ وَهُوَ بِمَكَّةَ، فَسَارَ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَبَدَتِ النُّجُومُ، فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا عَجَلَ بِهِ أَمْرٌ فِي سَفَرٍ جَمَعَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ، فَسَارَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ فَتَزَلَّ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

۱۲۰۸- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں اگر کوچ کرنے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کو جمع کر لیتے اور اگر سورج ڈھلنے سے پہلے ہی کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کر لیتے، حتیٰ کہ عصر کے وقت اترتے (اور انہیں جمع کر کے پڑھتے)۔ اور مغرب میں بھی ایسے ہی کرتے یعنی اگر سفر شروع کرنے سے پہلے سورج غروب ہو جاتا تو مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے۔ اور اگر سورج غروب ہونے سے پہلے ہی چل پڑتے تو مغرب کو مؤخر کر لیتے حتیٰ کہ عشاء کے لیے اترتے اور ان دونوں کو اکٹھے پڑھتے۔

۱۲۰۸- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبِ الرَّمْلِيِّ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَإِنْ يَرْتَحِلُ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعَصْرِ، وَفِي الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذَلِكَ: إِنْ غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ

۱۲۰۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱۵۹/۳ من حديث حماد بن زيد به، ورواه الترمذي، الجمعة، باب ما جاء في الجمع بين الصلوتين، ح: ۵۵۵ من حديث نافع به، وقال: "حسن صحيح".

۱۲۰۸- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱

وَالْعِشَاءُ، وَإِنْ يَرْتَحِلْ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ
الشَّمْسُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ
ثُمَّ جَمَعَ بَيْنَهُمَا.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ
عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ كُرَيْبٍ،
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ
حَدِيثِ الْمُفَضَّلِ وَاللَّيْثِ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ہشام بن
عروہ نے حسین بن عبد اللہ سے، انہوں نے کریب سے،
انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے نبی ﷺ سے
حدیث مفصل اور لیث کی مانند بیان کیا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اثنائے سفر میں جمع بین الصلواتین مسنون ہے۔ ② عصر کو ظہر کے وقت میں اور عشاء کو مغرب
کے وقت میں پڑھنا جمع تقدیم کہلاتا ہے اور ظہر کو عصر کے وقت میں اور مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھنا جمع تاخیر اور
حسب احوال دونوں ہی صورتیں جائز ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف جمع صوری جائز ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ
ظہر کو اس کے آخری وقت میں پڑھا جائے اور عصر کو اس کے ابتدائی وقت میں۔ اسی طرح مغرب، عشاء کو جمع کرنے کا
مسئلہ ہے۔ یعنی مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور عشاء کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھا جائے لیکن اس طرح جمع
کر کے پڑھنے کو کیا جمع کر کے پڑھنا کہا جاسکتا ہے؟ یہ تو ہر نماز اپنے اپنے وقت ہی پر ادا ہوئی ہے اسے جمع کہنا ہی غلط
ہے اسی لیے اس کا نام ہی انہوں نے جمع صوری رکھا ہے، یعنی دیکھنے میں جمع ہے لیکن حقیقت میں جمع نہیں۔ لیکن نبی
ﷺ نے جمع تقدیم یا جمع تاخیر کی ہے کیا وہ جمع صرف صورتاً اسی طرح تھیں جس طرح جمع صوری کا طریقہ بیان کیا گیا
ہے؟ ظاہر بات ہے حدیث کے الفاظ اس کو قبول نہیں کرتے۔ حدیث سے تو واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ جمع تقدیم
کی صورت میں نبی ﷺ نے ایک نماز کو اس کے اوّل وقت میں (ظہر یا مغرب کی نماز کو) پڑھا اور اس کے ساتھ ہی
فوراً دوسری نماز (عصر یا عشاء کی نماز) پڑھ لی۔ اور تاخیر کی صورت میں پہلی نماز کا وقت نکل جانے کے بعد دوسری نماز
کے وقت میں آپ نے دونوں نمازیں (عصر کے وقت میں عصر کے ساتھ نماز ظہر بھی۔ اور عشاء کے وقت میں عشاء
کی نماز کے ساتھ مغرب کی نماز بھی) پڑھیں۔ ان کو کسی طرح بھی جمع صوری نہیں کہا جاسکتا، یہ حقیقی جمع تھیں اس لیے
حالات کے مطابق جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں طریقے جائز ہیں اور یہ واضح طور پر نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔ یہ
اسلام کے ان محاسن میں سے ایک ہے جن کی بنا پر اسلام کو دین لیر (آسان دین) اور دین رحمت کہا جاتا ہے۔ اس کو
صرف جمع صوری کی شکل میں محدود کر دینے والے اس لیر (آسانی) اور رحمت سے مسلمانوں کو محروم کر دینا چاہتے
ہیں جو نبی ﷺ نے اپنے امتیوں کو عطا کی ہے۔ ھداهم اللہ إلى الصراط المستقیم۔

۱۲۰۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ۱۲۰۹ - حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ

۱۲۰۹ - تخریج: [سنادہ حسن] انفرادہ ابو داؤد۔

ﷺ نے نماز مغرب اور عشاء کو سفر میں صرف ایک ہی بار جمع فرمایا تھا۔

ابن نافع عن أبي مؤدود، عن سليمان بن أبي يحيى، عن ابن عمر قال: ما جمع رسول الله ﷺ بين المغرب والعشاء قط في السفر إلا مرة.

امام ابو داود کہتے ہیں کہ یہ روایت بواسطہ ایوب نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو صرف اسی رات دیکھا گیا تھا کہ انہوں نے مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا تھا، یعنی جس رات انہیں ان کی اہلیہ حضرت صفیہ کی تشویشناک خبر پہنچی تھی۔ جبکہ مکحول از نافع کی سند سے یہ مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک یا دو بار ایسے کیا تھا۔

قال أبو داود: وهذا يروى عن أيوب، عن نافع، عن ابن عمر موقوفاً على ابن عمر؛ أنه لم يَرِ ابن عمر جمع بينهما قط إلا تلك الليلة - يعني ليلة استُصرخ على صفية - وروى من حديث مكحول عن نافع: أنه رأى ابن عمر فعل ذلك مرة أو مرتين.

🌞 ملحوظہ: یہ روایت مرفوعاً صحیح ثابت نہیں ہے البتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ثابت ہے۔

۱۲۱۰- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں بغیر کسی خوف یا سفر کے اکٹھی پڑھیں۔

۱۲۱۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ. قَالَ مَالِكٌ: أَرَى ذَلِكَ كَانَ فِي مَطَرٍ.

امام مالک کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ بارش میں ایسے کیا تھا۔

امام ابو داود کہتے ہیں کہ حماد بن سلمہ نے ابو الزبیر سے اسی کی مانند روایت کیا ہے جبکہ قرہ بن خالد نے ابو الزبیر سے روایت کیا تو کہا: وہ سفر جو ہم نے تبوک کی جانب کیا تھا (اس میں آپ نے یہ نمازیں جمع کر کے پڑھی تھیں۔)

قال أبو داود: رواه حماد بن سلمة نحوه عن أبي الزُّبَيْرِ. وَرواه قره بن خالد عن أبي الزُّبَيْرِ قال: في سفرة سافرناها إلى تبوك.

۱۲۱۰- تخریج: أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلوتين في الحضر، ح: ۷۰۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۴۴، (والقنبي، ص: ۱۸۵).

۱۲۱۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۲۱۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں (مقیم ہوتے ہوئے) بغیر کسی خوف یا بارش کے ظہر و عصر کی اور مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کا اس سے کیا مقصد تھا؟ انہوں نے کہا: یہی کہ امت کو مشقت نہ ہو۔

۱۲۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ، فَقِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا أَرَادَ إِلَى ذَلِكَ، قَالَ: أَرَادَ أَنْ لَا يُخْرِجَ أُمَّتَهُ.

🌞 فائدہ: جمہور علمائے حدیث کا اس سے استدلال یہ ہے کہ خوف بارش اور مرض کے علاوہ اگر کبھی کوئی شخص کسی معقول عذر اور وجہ سے نمازیں اکٹھی پڑھے تو جائز ہے مگر عادت نہ بنائے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ اور اسوۂ صحابہ سے ثابت ہے۔

۱۲۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُجَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدٍ: أَنَّ مُؤَذِّنَ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: الصَّلَاةُ، قَالَ: سِرُّ سِرِّ، حَتَّى إِذَا كَانَ قَبْلَ غُيُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ انتظرَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا عَجَلَ بِهِ أَمْرٌ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتُ، فَسَارَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ مَسِيرَةَ ثَلَاثٍ.

۱۲۱۲- جناب نافع اور عبداللہ بن واقد سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مؤذن نے نماز کے لیے کہا، تو انہوں نے کہا: چلو چلو، حتیٰ کہ شفق غروب ہونے سے ذرا پہلے اترے اور مغرب کی نماز پڑھی، پھر انتظار کیا، حتیٰ کہ شفق غائب ہوگئی تو عشاء پڑھی، پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جب کسی کام میں جلدی ہوتی تو ایسے ہی کرتے تھے جیسے کہ میں نے کیا ہے۔ پھر آپ نے اس دن رات میں تین دن کی مسافت طے کی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ جَابِرٍ عَنْ نَافِعٍ نَحْوَ هَذَا بِإِسْنَادِهِ. امام ابوداؤد نے کہا: ابن جابر نے نافع سے اپنی سند سے اسی کی مانند روایت کیا۔

۱۲۱۱- تخریج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح: ۷۰۵ بعد ۷۰۶ من حديث أبي معاوية الضرير به. ۱۲۱۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۳۹۳، ح: ۱۴۵۲ من حديث محمد بن فضيل به، وانظر الحديث الآتي.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس واقعے میں بظاہر جمع بین الصلوٰتین کی یہ صورت ہے کہ پہلی نماز اپنے آخری وقت میں اور دوسری اپنے اوّل وقت میں پڑھی گئی، جسے ”جمع صوری“ کہا جاتا ہے۔ لیکن اس روایت میں شیخ البانی کے نزدیک قبل غیوب الشفق..... کے الفاظ شاذ ہیں، محفوظ الفاظ بعد غیوب الشفق..... ہی ہیں۔ جس سے جمع حقیقی یعنی جمع تاخیر ہی کا اثبات ہوتا ہے جیسا کہ خود نبی ﷺ سے بھی اس طرح جمع کرنا ثابت ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیے حدیث: ۱۲۰۸ کے فوائد) آگے آنے والی حدیث نمبر ۱۲۱۷ میں خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صحیح و مشہور ثابت شدہ عمل بھی یہی ہے کہ آپ نے مغرب کی نماز غروب شفق کے بعد پڑھی تھی۔ ② ”جب کسی کام میں جلدی ہوتی“ والی بات عام کاموں سے متعلق نہیں بلکہ سفر سے خاص ہے جیسے کہ صحیح احادیث میں آیا ہے۔

۱۲۱۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ ابْنِ جَابِرٍ بِهِذَا الْمَعْنَى: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ ذَهَابِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

۱۲۱۳- عیسیٰ نے ابن جابر سے اسی کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ عبداللہ بن علاء نے نافع سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے: جب شفق غروب ہونے لگی تو وہ (ابن عمر) اترے اور نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔

۱۲۱۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ ثَمَانِيًا وَسَبْعًا، الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَلَمْ يَقُلْ سُلَيْمَانُ وَمُسَدَّدٌ: «بِنَا».

۱۲۱۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ہم کو آٹھ رکعتیں اور سات رکعتیں یعنی ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں (جمع کر کے) پڑھائیں۔ سلیمان اور مسدد نے یہ نہیں کہا کہ ”ہمیں پڑھائیں“ (بلکہ یہ کہا کہ آپ نے پڑھیں)۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ صَالِحٌ مَوْلَى التَّوَّامَةِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فِي غَيْرِ مَطَرٍ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ صالح مولى التوامۃ کی روایت میں جو ابن عباس سے ہے، ”بغیر بارش“

۱۲۱۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، المواقيت، باب الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين المغرب والعشاء، ح: ۵۹۶ من حديث ابن جابر به مطولاً.

۱۲۱۴- تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب تأخير الظهر إلى العصر، ح: ۵۴۳، ومسلم، صلوة المسافرين، باب الجمع بين الصلوتين في الحضر، ح: ۵۶/۷۰۵ من حديث حماد بن زيد به.

کے۔“ (یہ نمازیں جمع کیں۔)

☀️ فائدہ: غرض اس سے یہی تھی جو حدیث نمبر ۱۲۱۱ میں بیان ہوئی ہے کہ ”امت کو مشقت نہ ہو۔“ صحابہ کرام اور جمہور امت نے اس کو عادت بنا لینے کی اجازت نہیں دی صرف نہایت ضرورت کے وقت اجازت دی ہے۔

۱۲۱۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: ۱۲۱۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سورج مکہ میں غروب ہو گیا۔ پھر آپ نے (مغرب عبد الغزیز بن محمد عن مالک، عن أبي الزبير، عن جابر؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَابَتْ لَهُ الشَّمْسُ بِمَكَّةَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بِسَرَفٍ.

۱۲۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ جَارُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: بَيْنَهُمَا عَشْرَةُ أَمْيَالٍ يَعْنِي بَيْنَ مَكَّةَ وَسَرَفٍ.

۱۲۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ: قَالَ رَبِيعَةُ يَعْنِي كَتَبَ إِلَيْهِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: غَابَتِ الشَّمْسُ وَأَنَا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَبَسَرْنَا فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ قَدْ أَمْسَى قُلْنَا: الصَّلَاةُ فَسَارَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ وَتَصَوَّوْتِ التَّجُومُ، ثُمَّ إِنَّهُ نَزَلَ فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ جَمِيعًا ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ صَلَّى صَلَاتِي هَذِهِ، يَقُولُ: يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا بَعْدَ لَيْلٍ.

۱۲۱۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الواقيت، باب الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين المغرب والعشاء، ح: ۵۹۴ من حديث يحيى بن محمد الجاري به ✳ أبو الزبير مدلس، ولم أجد تصريح سماعه.

۱۲۱۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱۶۴/۳ من حديث أبي داود به.

۱۲۱۷- تخریج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ۱۶۰/۳، ۱۶۱ من حديث الليث بن سعد به.

۴- کتاب صلاة السفر نماز سفر کے احکام و مسائل

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَخِيهِ، عَنْ سَالِمٍ. وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ذُوئِبٍ؛ أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَهُمَا مِنْ ابْنِ عُمَرَ كَانَ بَعْدَ غُيُوبِ الشَّفَقِ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس کو عاصم بن محمد نے اپنے بھائی سے انہوں نے سالم سے روایت کیا ہے۔ اور ابن ابی نجیح نے اسماعیل بن عبد الرحمن بن ذویب سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ان نمازوں کو جمع کرنا غروب شفق کے بعد تھا۔

🌞 فائدہ: مذکورہ آثار و دلیل ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل (جمع بین الصلوٰتین) غیوب شفق کے بعد تھا۔ بخلاف اس کے جو پیچھے (روایت: ۱۲۱۲) میں غیوب شفق سے قبل نمازوں کو جمع کرنا ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے جیسا کہ وہاں اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

۱۲۱۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ مُوَهَّبٍ -
الْمَعْنَى - قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنْ عُقَيْلٍ،
عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ:
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ
الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ، ثُمَّ
نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا، فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ
أَنْ يَرْتَحَلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ ﷺ.

۱۲۱۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر کر لیتے۔ پھر اترتے اور ان دونوں کو جمع کر کے پڑھتے۔ اور اگر سفر شروع کرنے سے پہلے ہی سورج ڈھل جاتا تو ظہر پڑھتے اور سوار ہو جاتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: كَانَ مُفَضَّلٌ قَاضِي مَضَرَ وَكَانَ مُجَابِبَ الدَّعْوَةِ وَهُوَ ابْنُ فَضَالَةَ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ مفضل (مذکورہ حدیث کے ایک راوی) مصر کے قاضی تھے۔ مجاب الدعوة تھے اور وہ فضالہ کے صاحبزادے ہیں۔

🌞 فائدہ: اس حدیث سے کچھ لوگوں کا استدلال یہ ہے کہ جمع تقدیم صحیح نہیں (یعنی عصر کو ظہر کے وقت میں نہ پڑھا جائے) مگر دیگر کئی صحیح احادیث سے جمع تقدیم ثابت ہے جیسے کہ سابقہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ (۱۲۰۸) میں گزرا ہے۔ ان مختلف احادیث کو مختلف احوال پر محمول کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۲۱۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ - جناب عقیل نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان

۱۲۱۸- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، باب: إذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس صلى الظهر ثم ركب، ح: ۱۱۱۲، ومسلم، صلوٰة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلوتين في السفر، ح: ۷۰۴، كلاهما عن قتيبة به. ۱۲۱۹- تخریج: متفق عليه، انظر الحديث السابق، أخرجه مسلم، ح: ۷۰۴ من حديث عبد الله بن وهب به.

کی انہوں نے کہا: اور مغرب کو مؤخر کر لیتے اور عشاء کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے، جبکہ شفق غروب ہو چکی ہوتی۔

المَهْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عُقَيْلٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: وَيُؤَخَّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ.

۱۲۲۰- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کرتے، حتیٰ کہ عصر کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے۔ اور جب سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کرتے تو ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھتے، پھر سفر شروع کرتے۔ اور جب مغرب سے پہلے روانہ ہوتے تو مغرب کو مؤخر کرتے، حتیٰ کہ عشاء کے ساتھ ملا کے پڑھتے۔ اور جب مغرب کے بعد کوچ کرتے تو عشاء کو جلدی کر کے مغرب کے ساتھ پڑھ لیتے۔

۱۲۲۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَائِلَةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَرِيعَ الشَّمْسُ آخَرَ الظُّهْرِ حَتَّى يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ فَيُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ سَارَ، وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ آخَرَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ.

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف قتیبہ نے روایت کیا ہے۔ (یعنی لیث سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا قُتَيْبَةُ وَخَدَهُ.

باب: ۶- سفر میں نماز کی قراءت مختصر کرنا

(المعجم ۶) - باب قَصْرِ قِرَاءَةِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ (التحفة ۲۷۶)

۱۲۲۱- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول

۱۲۲۱- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ:

۱۲۲۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في الجمع بين الصلوتين، ح: ۵۵۳ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب".

۱۲۲۱- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الجهر في العشاء، ح: ۷۶۷، ومسلم، الصلوة، باب القراءة في العشاء، ح: ۴۶۴ من حديث شعبة به.

نماز سفر کے احکام و مسائل

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ
الْبَرَاءِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي
سَفَرٍ فَصَلَّى بِنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَقَرَأَ فِي
﴿وَالْتَيْنِ وَالزَّيْتُونِ﴾ تلاوت فرمائی۔

🌞 فائدہ: امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کے احوال کا خاص خیال رکھے۔ ایسے ہی سفر میں نماز کی قراءت کو مختصر رکھنا
مستحب ہے۔

(المعجم ۷) - باب التطوع في السفر
(التحفة ۲۷۷)

۱۲۲۲- حضرت براء بن عازب انصاری رضی اللہ عنہ بیان

کرتے ہیں کہ میں اٹھارہ سفر میں رسول اللہ ﷺ
کے ساتھ رہا ہوں۔ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے
سورج ڈھل جانے کے بعد ظہر سے پہلے دو رکعتیں
چھوڑی ہوں۔

۱۲۲۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

اللَيْثُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي
بُسْرَةَ الْغِفَارِيِّ، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ
الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا فَمَا رَأَيْتُهُ تَرَكَ رَكْعَتَيْنِ
إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ.

۱۲۲۳- جناب حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب کا

بیان ہے کہ میں ایک سفر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے
ساتھ تھا انہوں نے ہم کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر (اپنی
منزل میں) آگے اور کچھ لوگوں کو قیام کرتے دیکھا اور
پوچھا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: یہ نفل پڑھ
رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: اگر مجھے نفل ہی پڑھنے ہوتے
تو میں اپنی (فرض) نماز پوری کر لیتا۔ اے بھتیجے! میں سفر
میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں آپ نے دو

۱۲۲۳- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا

عِيسَى بْنُ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ بْنِ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ
فِي طَرِيقٍ قَالَ: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ
فَرَأَى نَاسًا قِيَامًا فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟
قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا
أَتَمَمْتُ صَلَاتِي، يَا ابْنَ أَخِي! إِنِّي
صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ

۱۲۲۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في التطوع في السفر، ح: ۵۵۰ عن قتيبة
به، وقال: "غريب"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۳۱۵/۱، ووافقه الذهبي.

۱۲۲۳- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح: ۶۸۹ عن القعنبي،
والبخاري، التخصير، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلوة، ح: ۱۱۰۲ من حديث عيسى بن حفص به.

رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھیں، حتیٰ کہ اللہ نے ان کو قبض کر لیا۔ اور میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قبض کر لیا۔ اور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں، انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں، حتیٰ کہ اللہ نے ان کو قبض کر لیا۔ اور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں، انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں، حتیٰ کہ اللہ عز و جل نے ان کو قبض کر لیا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔“

عَلَى رَكَعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ، وَصَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكَعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ، وَصَحِبْتُ عُمَرَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكَعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ، وَصَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكَعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ، وَقَدْ قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب: ۲۱]۔

فائدہ: سفر میں فرائض سے پہلے یا بعد سنن راتبہ بحیثیت سنن مؤکدہ رسول اللہ ﷺ سے اور خلفائے راشدین کے عمل سے ثابت نہیں ہیں سوائے فجر کی سنتوں کے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی عام نفل کی حیثیت سے پڑھنا چاہے تو ممنوع نہیں ہے جیسے کہ اگلے باب کی احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ دوران سفر میں اپنی سواری پر بھی نوافل پڑھا کرتے تھے۔ اس مسئلے کا تعلق انسان کے اپنے شوق سے ہے۔

باب: ۸۔ سواری پر نفل اور وتر پڑھنا

(المعجم ۸) - باب التَطَوُّعِ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَالْوُتْرِ (التحفة ۲۷۸)

۱۲۲۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نفل اور وتر پڑھا کرتے تھے اس کا رخ خواہ کسی طرف ہی ہوتا مگر آپ فرض نماز اس پر نہ پڑھتے تھے۔

۱۲۲۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَيَّ وَجْهِ تَوَجَّهَ، وَيُؤَيِّرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ عَلَيْهَا.

۱۲۲۴۔ تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب جواز صلوٰۃ النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح: ۳۹/۷۰۰ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، التقصير، باب: ينزل للمكتوبة، ح: ۱۰۹۸ من حديث يونس ابن يزيد به.

۱۲۲۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور نفل پڑھنا چاہتے تو اپنی اونٹنی کو قبلہ رخ کرتے اور تکبیر تحریرہ کہہ کر نماز شروع کر لیتے، پھر نماز پڑھتے رہتے، خواہ اس کا رخ کسی بھی طرف ہوتا رہتا۔

۱۲۲۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا زُبَيْدُ

ابن عَبْدِ اللَّهِ بنِ الْجَارُودِ: حَدَّثَنِي عَمْرُو
ابنُ أَبِي الْحَجَّاجِ: حَدَّثَنِي الْجَارُودُ بنُ أَبِي
سَبْرَةَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بنُ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَأَرَادَ أَنْ يَتَطَوَّعَ
اسْتَقْبَلَ بِنَاقَتِهِ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ ثُمَّ صَلَّى حَيْثُ
وَجَّهَهُ رِكَابُهُ.

 فوائد و مسائل: ① دوران سفر میں نفل پڑھنا اپنے وقت کا بہترین مصرف اور اللہ ذوالجلال کے ہاں تقرب کا بہترین عمل ہے۔ ② سواری پر نفل ہی پڑھے جاسکتے ہیں، فرائض نہیں۔ مگر یہ اس وقت جب کہ سواری مسافر کے اپنے تصرف میں ہو۔ ہمارے دور کی سواریاں اور نظام سفر ریل گاڑی اور ہوائی جہاز وغیرہ چونکہ مسافروں کے اپنے تصرف میں نہیں ہوتے اس لیے ان پر فرض بھی ادا کر سکتے ہیں۔ بہر حال جہاں تک ممکن ہو فرائض قریب ترین پڑاؤ پر ادا کیے جائیں جیسے کشتی یا بحری جہاز میں اگر ساحل قریب نہ ہو تو بالاتفاق ان میں فرض نماز جائز ہے ایسے ہی بس اور ہوائی جہاز وغیرہ کا معاملہ ہے۔ گویا جس طرح بھی ممکن ہو فرض نماز کی ادائیگی کر لی جائے یا پھر جمع تقدیم یا جمع تاخیر پر عمل کر لیا جائے۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر فرض نہیں ہیں بلکہ تاکید نفل ہیں۔

۱۲۲۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے گدھے پر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کا منہ خیمہ کی طرف تھا۔

۱۲۲۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

عن عَمْرٍو بنِ يَحْيَى النَّمَازِيِّ، عن أَبِي
الْحُبَابِ سَعِيدِ بنِ يَسَارٍ، عن عَبْدِ اللَّهِ بنِ
عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي
عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلَى خَيْبَرَ.

 فائدہ: گدھا اس کا گوشت کھانا حرام ہے مگر اس کا جسم اگر اس پر نجاست نہ لگی ہو تو پاک ہے اور اس پر نماز بھی صحیح ہے۔

۱۲۲۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

۱۲۲۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۲۲۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۰۳/۳ من حديث زبيد بن عبد الله به.
۱۲۲۶- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز صلوة النافلة على الدابة... الخ، ح: ۷۰۰ من
حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۵۰، ۱۵۱، (والقنعني، ص: ۱۹۵).
۱۲۲۷- تخریج: [صحیح] أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة... الخ، ح: ۵۴۰ من
حديث أبي الزبير به.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ،
عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي
حَاجَةٍ. قَالَ: فَجِئْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى
رَأْسِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالشُّجُودُ أَخْفَضُ
مِنَ الرُّكُوعِ.

اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا۔ میں واپس آیا تو
دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی پر نماز پڑھ رہے تھے آپ کا رخ
مشرق کی طرف تھا اور آپ سجدے کے لیے رکوع سے
زیادہ جھکتے تھے۔

باب: ۹- عذر کی وجہ سے سواری پر فرض پڑھنا

(المعجم ۹) - باب الْفَرِيضَةِ عَلَى

الرَّاحِلَةِ مِنْ عُذْرٍ (التحفة ۲۷۹)

۱۲۲۸- جناب عطاء بن ابی رباح نے حضرت عائشہ
ؓ سے سوال کیا کہ کیا عورتوں کو اجازت ہے کہ اپنی
سواری کے جانوروں پر نماز پڑھ لیا کریں؟ انہوں نے
جواب دیا کہ کسی حال میں انہیں اس کی اجازت نہیں دی
گئی ہے پریشانی کی کیفیت ہو یا اطمینان کی۔

۱۲۲۸- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ:
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ الثُّعْمَانِ بْنِ
الْمُنْذِرِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ سَأَلَ
عَائِشَةَ: هَلْ رُخِّصَ لِلنِّسَاءِ أَنْ يُصَلِّيْنَ عَلَى
الدَّوَابِّ؟ قَالَتْ: لَمْ يُرَخِّصْ لَهُنَّ فِي ذَلِكَ
فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ.

محمد بن شعيب نے کہا: یہ فرائض کی بات ہے۔

قال مُحَمَّدٌ: هذا في المكتوبة.

☀️ فائدہ: جامع الترمذی، باب ماجاء في الصلوة على الدابة في الطين والمطر، حديث: ۳۱۱ کے
ذیل میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت انس بن مالک ؓ نے کچھ کے باعث اپنی سواری پر نماز ادا کی تھی اور کئی ایک علماء
اس کے قائل ہیں۔ امام احمد و اسحاق رحمہما کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ شرعی عذر کی صورت میں سواری پر نماز جائز ہے۔
اس بارے میں مرفوع حدیث ضعیف ہے۔

باب: ۱۰- مسافر کتنے دن تک قصر کرے؟

(المعجم ۱۰) - بَابُ: مَنَى يُتَمُّ

الْمُسَافِرُ (التحفة ۲۸۰)

۱۲۲۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ حَصِينٍ بِإِسْنَانٍ كَرْتِي هُنَّ
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: ح: وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَصَلِّي الْقَصْرَ فِي الْيَوْمِ الْوَاحِدِ

۱۲۲۸- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۷/۲ من حديث أبي داود به.

۱۲۲۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التقصير في السفر، ح: ۵۴۵ من
حديث علي بن زيد به، وقال: "حسن صحيح"، وسنده ضعيف ۵ علي بن زيد بن جعدان ضعيف، ولا أصل الحديث
شواهد كثيرة.

اور فتح مکہ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ مکہ میں اٹھارہ راتیں ٹھہرے۔ ان دنوں میں آپ دو دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے اور فرماتے: ”اے اہل شہر! تم چار رکعتیں پڑھو، ہم لوگ مسافر ہیں۔“

مُوسَى: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُثَيْبٍ - وَهَذَا لَفْظُهُ - قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَشَهِدْتُ مَعَهُ الْفَتْحَ، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِي عَشْرَةَ لَيْلَةً لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ، يَقُولُ: «يَا أَهْلَ الْبَلَدِ! صَلُّوا أَرْبَعًا فَإِنَّا قَوْمٌ سَفَرٌ».

۱۲۳۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں سترہ دن ٹھہرے اور نماز قصر کرتے رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جو شخص سترہ دن اقامت کرے وہ قصر کرے اور جو اس سے زیادہ ٹھہرے وہ پوری نماز پڑھے۔

۱۲۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ - الْمَعْنَى وَاحِدٌ - قَالَا: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غَاصِمٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقَامَ سَبْعَ عَشْرَةَ بِمَكَّةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَمَنْ أَقَامَ سَبْعَ عَشْرَةَ قَصَرَ وَمَنْ أَقَامَ أَكْثَرَ أَتَمَّ.

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ عباد بن منصور نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس دن قیام کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقَامَ تِسْعَ عَشْرَةَ.

۱۲۳۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ مکہ میں پندرہ دن رہے اور قصر کرتے رہے۔

۱۲۳۱- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ.

۱۲۳۰- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، باب ما جاء في التفسير... الخ، ح: ۱۰۸۰ من حديث عاصم به.

۱۲۳۱- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: كم يقصر الصلوة المسافر إذا أقام ببلدة، ح: ۱۰۷۶ من حديث محمد بن سلمة به، وسنده ضعيف، وله شاهد عند النسائي، ح: ۱۴۵۴، وسنده حسن.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ
عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَأَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ
الْوُهَيْبِيُّ وَسَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ ابْنِ
إِسْحَاقَ، لَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ ابْنَ عَبَّاسٍ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدہ بن سلیمان
احمد بن خالد وہب بنی اور سلمہ بن فضل نے ابن اسحاق سے
روایت کیا ہے۔ یہ لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر
نہیں کرتے۔

۱۲۳۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ:
أَخْبَرَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ ابْنِ
الْأَضْبَهَانِيِّ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقَامَ بِمَكَّةَ سَبْعَ
عَشْرَةَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

۱۲۳۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ
رسول اللہ ﷺ مکہ میں سترہ دن ٹھہرے اور دو رکعتیں
پڑھتے رہے۔

☀️ فائدہ: یہ روایت بھی بعض محققین کے نزدیک ضعیف منکر ہے اور صحیح ۱۹ دن ہی ہے۔ جن کے نزدیک یہ روایات
صحیح ہیں اور ان میں حج مکہ کے سفر میں رسول اللہ ﷺ کی مکہ میں اقامت انیس دن اٹھارہ دن سترہ دن اور پندرہ
دن مروی ہے۔ تو اس عدد میں اختلاف کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے یوں حل فرمایا ہے کہ جس راوی نے آپ کی آمد اور روانگی
کے دن شمار کیے اس نے انیس دن بتائے ہیں اور جس نے ان کو خارج کر دیا اس نے سترہ کہے اور جس نے آمد اور
روانگی میں سے کوئی ایک دن شمار کیا اس نے اٹھارہ دن کہے اور جس نے پندرہ دن کہے اس کے خیال میں اصل
اقامت مع ایام آمد و رفت سترہ دن ہوگئی اور پھر اس نے آمد و روانگی کے دو دن چھوڑ دیے تو پندرہ دن ہوئے۔ (ابھی
ملخصہ) خیال رہے کہ نبی ﷺ کا یہ سفر سفر جہاد تھا۔ اور مجاہدین کی اقامت کہیں بھی بالجزم نہیں ہوا کرتی۔ اس لیے
سفر جہاد میں کسی جگہ اقامت کو حالت امن کے عام سفر میں اقامت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اس بنا پر ہمارے مشائخ
رحمہم کافوقی یہی ہے کہ عام سفر میں تین یا چار دن کی اقامت تک قصر اور اس سے زیادہ میں اتمام ہے۔ جیسے کہ امام
شافعی رحمہ اللہ کافوقی ہے اور یہی رائج ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۲۳۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - الْمَعْنَى - قَالَا:
حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ حَدَنْثِي يَخْبِي عَنْ أَبِي

۱۲۳۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی
طرف روانہ ہوئے۔ آپ (اس سفر میں) دو دو رکعتیں

۱۲۳۲- تخریج: [صحیح] أخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ۱/ ۳۱۵، ح: ۲۸۸۶ عن نصر بن علي به،
وشاهده تقدم، ح: ۱۲۳۰.

۱۲۳۳- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، باب ماجاء في التفسير، وكم يقم حتى يقصر، ح: ۱۰۸۱،
ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح: ۶۹۳ من حديث يحيى بن أبي إسحاق به.

إِشْحَاقُ عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجْنَا
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ
فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى
الْمَدِينَةِ، فَقُلْنَا: هَلْ أَقَمْتُمْ بِهَا شَيْئًا؟
قَالَ: أَقَمْنَا عَشْرًا.

🌞 فائدہ: یہ حجۃ الوداع کا قصہ ہے۔ نبی ﷺ اور صحابہ کی اقامت مکہ اور اس کے مضافات میں عمل حج کی تکمیل کے سلسلے میں کل دس دن اور صرف مکہ میں چار دن ہے۔ اسی سے امام شافعی رحمہ اللہ کا استدلال و فتویٰ یہ ہے کہ جو شخص کہیں چار دن کی اقامت کا عزم رکھتا ہو تو وہ قصر کرے اور اگر اس سے زیادہ کا ارادہ ہو تو مکمل نماز پڑھے۔ اور تین دن کے قائلین کی بنیاد بھی یہی حدیث ہے وہ اس میں سے خروج اور دخول کا دن نکال دیتے ہیں جس کے بعد اقامت کے دن تین ہی ہوتے ہیں۔ بہر حال تین دن اور چار دن دونوں ہی مسلک صحیح ہیں۔

۱۲۳۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَأَبْنُ الْمُثَنَّى - وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ الْمُثَنَّى -
قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: ابْنُ الْمُثَنَّى
قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عُمَرَ
ابْنِ عَلِيٍّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
جَدِّهِ: أَنَّ عَلِيًّا كَانَ إِذَا سَافَرَ سَارَ بَعْدَ مَا
تَغَرَّبَ الشَّمْسُ حَتَّى تَكَادَ أَنْ تُظْلِمَ، ثُمَّ
يَنْزِلُ فَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَدْعُو بِعَشَائِهِ
فَيَتَعَشَّى، ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْجُلُ
وَيَقُولُ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ.

عثمان (بن ابی شیبہ) نے عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی سے بھیضہ [عن] روایت کیا ہے (جبکہ ابن شثی نے [اخبرنی] کہا ہے۔) (ابو علی نووی کہتے ہیں کہ) میں نے امام ابوداؤد کو سنا وہ کہتے تھے کہ اسامہ بن زید نے

۱۲۳۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ۱/ ۱۳۶، ح: ۱۱۴۳ من حديث أبي أسامة به.

۴- کتاب صلاۃ السفر نماز خوف کے احکام و مسائل

مَالِكٍ: أَنَّ أَنَسًا كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ وَيَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ ذَلِكَ. وَرَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

حَفْصُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ سَمِعَ قُلُوبًا كَمَا كَانَتْ حَضَرَتْ أَنَسٌ مَغْرِبًا وَأَمْرًا عِشَاءً كَمَا كَانَتْ تَجْمَعُ كَرْتِ وَأَمْرًا غُرُوبًا شَفَقًا كَمَا كَانَتْ تَجْمَعُ كَرْتِ. أَيْسَ هِيَ كَمَا كَرْتِ تَحْتِ. زَهْرِي كِي رَوَايَتِ اَزْ أَنَسٍ مَغْرِبًا اَزْ نَبِيِّ ﷺ اِسى كَمَا مِثْلُ هِىَ.

(المعجم ۱۱) - بَابُ: إِذَا أَقَامَ بِأَرْضِ الْعَدُوِّ يَقْصُرُ (التحفة ۲۸۱)

۱۲۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ قُوبَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِبَنِي عَشِيرَةٍ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ

۱۲۳۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں بیس دن ٹھہرے اور نماز قصر کرتے رہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: غَيْرُ مَعْمَرٍ [يُرْسَلُهُ] لَا يُسْنِدُهُ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ صرف معمر ہی نے اسے مندرجہ بیان کیا ہے۔ (دوسرے مرسل بیان کرتے ہیں۔)

☀️ فائدہ: مجاہدین جب سرحدوں پر حالت جنگ میں ہوں یا اس کا خطرہ ہو تو قصر نماز پڑھیں..... اس کی مدت خواہ کتنی ہی طویل ہو۔ لیکن جب سرحدوں پر حالت جنگ نہ ہو نہ دشمن کی طرف سے حملہ کا اندیشہ ہی ہو تو پھر سرحد پر متعین فوجوں اور مجاہدوں کے لیے مستقل طور پر قصر کرتے رہنا صحیح نہیں ہے۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ (التحفة ۲۸۲)

مَنْ رَأَى أَنَّ يُصَلِّيَ بِهِمْ وَهُمْ صَفَّانِ فَيَكْتَبُ بِهِمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَرْكَعُ بِهِمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَسْجُدُ الْإِمَامُ وَالصَّفَّ الَّذِي يَلِيهِ، (درج ذیل حدیث) ان حضرات کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ امام انہیں نماز پڑھائے جبکہ مجاہدین کی دو صفیں ہوں۔ امام ان سب کو اکٹھے ہی نماز شروع کرائے

۱۲۳۵- تخریج: [إسناده ضعيف] وهو في مسند أحمد: ۲۹۵/۳، ومسنود عبد الرزاق، ح: ۴۳۳۵، وللحديث شواهد * يحيى بن أبي كثير مدلس، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث.

اور تکبیر تحریمہ کہے۔ پھر یہ سب رکوع کریں۔ پھر امام اور اس کے ساتھ متصل صف کے لوگ سجدہ کریں، مگر پچھلی صف والے کھڑے رہیں اور ان کی نگرانی کریں۔ جب وہ (سجدے کر کے) کھڑے ہو جائیں تو دوسری صف والے جو ان کے پیچھے کھڑے تھے سجدہ کریں۔ پھر پہلی صف والے دوسری صف میں ہو جائیں اور دوسری صف والے پہلی صف میں آجائیں۔ پھر امام اور سب لوگ رکوع کریں۔ پھر امام اور اس سے متصل صف والے سجدہ کریں، پچھلی صف والے کھڑے نگرانی کرتے رہیں۔ جب امام اور اس سے متصل صف والے سجدہ کر کے بیٹھ جائیں تو (پھر) دوسری صف والے سجدہ کریں اور سب بیٹھ جائیں اور پھر مل کر سلام پھیریں۔

وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ يَخْرُسُونَهُمْ، فَإِذَا قَامُوا سَجَدَ الْآخَرُونَ الَّذِينَ كَانُوا خَلْفَهُمْ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ إِلَى مَقَامِ الْآخَرِينَ، وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الْأَخِيرُ إِلَى مَقَامِهِمْ، ثُمَّ يَزْعُمُ الْإِمَامُ وَيَزْعُمُونَ جَمِيعًا، ثُمَّ مَسْجُودٌ وَيَسْجُدُ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ، وَالْآخَرُونَ يَخْرُسُونَهُمْ، فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ سَجَدَ الْآخَرُونَ ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا۔

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ جناب سفیان کا یہی قول ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ - هَذَا قَوْلُ سُفْيَانَ۔

۱۲۳۶- حضرت ابو عیاش زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عسفان میں تھے جبکہ مشرکین کی قیادت خالد بن ولید کے ہاتھ میں تھی۔ ہم نے ظہر کی نماز پڑھی۔ مشرکین نے کہا: ہمیں دھوکے کا موقع ملا تھا، ہمیں غفلت کا موقع ملا تھا اگر ہم ان پر حملہ کر دیتے جبکہ یہ نماز پڑھ رہے تھے (تو یہ بہت اچھا موقع تھا) چنانچہ ظہر اور عصر کے درمیان آیت قصر (یعنی نماز خوف) نازل ہو گئی۔ جب عصر کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ قبلے کی جانب کھڑے ہو گئے اور مشرکین ان کے

۱۲۳۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ أَبِي عِيَّاشٍ الزَّرْقِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِعُسْفَانَ وَعَلَى الْمُشْرِكِينَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَصَلَّيْنَا الظُّهْرَ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: لَقَدْ أَصَبْنَا غَرَّةً، لَقَدْ أَصَبْنَا غَفْلَةً لَوْ كُنَّا جَمَلْنَا عَلَيْهِمْ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَتَزَلَّتْ آيَةُ الْقَصْرِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَامَ رَسُولُ

۱۲۳۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الخوف، باب: ۱، ح: ۱۵۵۱ من حديث منصور به، وصححه البيهقي (۲۵۷/۳)، والبغوي، شرح السنة: ۱۰۹۶، والدارقطني (۶۰/۲)، وابن حبان، ح: ۵۸۷، ۵۸۸، والحاكم (۳۳۸، ۳۳۷/۱) على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

سامنے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک صف کھڑی ہوئی اور دوسری اس کے پیچھے۔ سورسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا اور سب لوگوں نے بھی رکوع کیا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے متصل جو صف تھی اس نے سجدہ کیا۔ دوسری صف والے کھڑے ان کی نگرانی کرتے رہے۔ جب ان لوگوں (پہلی صف والوں) نے دو سجدے کر لیے اور کھڑے ہو گئے تو جو لوگ ان کے پیچھے تھے انہوں نے سجدہ کیا۔ پھر پہلی صف دوسری صف والوں کی جگہ پر آ گئی اور دوسری صف والے پہلی صف والوں کی جگہ پر ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں نے رکوع کیا۔ پھر آپ نے اور آپ سے متصل صف والوں نے سجدہ کیا اور پچھلی صف والے کھڑے ان کی نگرانی کرتے رہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ اور پہلی صف والے بیٹھ گئے تو دوسروں نے سجدہ کیا۔ پھر سب بیٹھے اور اکٹھے سلام پھیرا۔ آپ ﷺ نے عسافان اور غزوہ بنی سلیم کے موقع پر اس طرح نماز (خوف) پڑھائی۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ ابوب اور ہشام نے ابوالزبیر سے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔ ایسے ہی داؤد بن حصین نے عکرمہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی عبد الملک نے عطاء سے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح قتادہ نے حسن سے انہوں نے حطان سے انہوں نے ابوموسیٰ سے ان کا اپنا فعل نقل کیا ہے۔ اور اسی طرح عکرمہ بن خالد نے مجاہد سے انہوں نے نبی ﷺ سے۔

اللہ ﷻ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَالْمُشْرِكُونَ أَمَامَهُ، فَصَفَّ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَفًّا، وَصَفَّ بَعْدَ ذَلِكَ الصَّفِّ صَفًّا آخَرَ، فَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَكَعُوا جَمِيعًا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلُونَهُ وَقَامَ الْآخَرُونَ يَخْرُسُونَ، فَلَمَّا صَلَّى هَؤُلَاءِ السَّجْدَتَيْنِ وَقَامُوا سَجَدَ الْآخَرُونَ الَّذِينَ كَانُوا خَلْفَهُمْ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ إِلَى مَقَامِ الْآخَرِينَ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الْآخِرُ إِلَى مَقَامِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَكَعُوا جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الْآخَرُونَ يَخْرُسُونَ، فَلَمَّا جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ سَجَدَ الْآخَرُونَ، ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا، فَصَلَّاهَا بِعُسْفَانَ وَصَلَّاهَا يَوْمَ بَنِي سُلَيْمٍ.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَيُّوبُ وَهَشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ هَذَا الْمَعْنَى عَنْ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَذَلِكَ رَوَاهُ دَاوُدُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَكَذَلِكَ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ، وَكَذَلِكَ قَتَادَةُ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ عَنْ أَبِي مُوسَى فِعْلُهُ، وَكَذَلِكَ عِكْرَمَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَذَلِكَ هَشَامٌ بْنُ غَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

۴- کتاب صلاة السفر - نماز خوف کے احکام و مسائل

عن النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ. اور ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور ثوری کا بھی یہی قول ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز ایک ایسا فریضہ ہے جو دوران جنگ میں بھی معاف نہیں۔ ② ایسے مواقع پر نماز کے دوران میں عمل کثیر بھی جائز اور مطلوب ہے۔ اس سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ③ نماز خوف کے متعدد طریقوں میں سے ایک طریقہ یہی ہے امام اور مجاہدین کو حسب احوال کوئی ساطریقہ اختیار کر لینا چاہیے۔

(المعجم ۱۳) - باب مَنْ قَالَ: يَقُومُ
صَفَّ مَعَ الْإِمَامِ وَصَفَّ وَجَاهَ الْعَدُوَّ
باب: ۱۳- (نماز خوف کی ایک اور کیفیت) ایک
صف امام کے ساتھ ہو اور دوسری دشمن کے سامنے
(التحفة ۲۸۳)

فَيُصَلِّي بِالَّذِينَ يَلُونَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَقُومُ قَائِمًا
حَتَّى يُصَلِّيَ الَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً أُخْرَى ثُمَّ
يَنْصَرِفُوا فَيُصَلُّوا وَجَاهَ الْعَدُوَّ، وَتَجِيءُ
الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَيُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَةً وَيَنْبُتُ
جَالِسًا فَيَتِمُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَى ثُمَّ
يُسَلِّمُ بِهِمْ جَمِيعًا.

چنانچہ امام اپنے ساتھ والے لوگوں کو ایک رکعت پڑھائے پھر امام کھڑا انتظار کرے حتیٰ کہ یہ لوگ (اپنے طور پر) دوسری رکعت پڑھ لیں اور دشمن کے سامنے چلے جائیں پھر دوسرا گروہ آجائے اور امام انہیں ایک رکعت پڑھائے پھر وہ بیٹھ کر انتظار کرے حتیٰ کہ یہ لوگ اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھ لیں۔ پھر امام ان سب کے ساتھ مل کر سلام کہے۔

۱۲۳۷- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ:
حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ
خَوَاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَنْمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي خَوْفٍ فَجَعَلَهُمْ خَلْفَهُ
صَفَيْنِ، فَصَلَّى بِالَّذِينَ يَلُونَهُ رَكْعَةً ثُمَّ قَامَ فَلَمْ
يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً،
ثُمَّ تَقَدَّمُوا وَتَأَخَّرَ الَّذِينَ كَانُوا قُدَّامَهُمْ فَصَلَّى

۱۲۳۷- حضرت سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز خوف پڑھائی۔ آپ نے اپنے پیچھے ان لوگوں کی دو صفیں بنائیں۔ تو جو لوگ آپ کے ساتھ کھڑے تھے آپ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور مسلسل کھڑے رہے حتیٰ کہ انہوں (پہلی صف والوں) نے اپنی دوسری رکعت پڑھ لی۔ پھر دوسرے گروہ والے آگے آگئے اور جو آگے تھے وہ پیچھے چلے گئے۔ پس نبی

۱۲۳۷- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب صلوٰۃ الخوف، ح: ۸۴۱ عن عبيد الله بن معاذ، والبخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ۴۱۳۱ من حديث شعبة به.

بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رُكْعَةً، ثُمَّ قَعَدَ حَتَّى صَلَّى
الَّذِينَ تَخَلَّفُوا رُكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ.
ﷺ نے ان لوگوں کو بھی ایک رکعت پڑھائی پھر بیٹھے
رہے حتیٰ کہ انہوں (دوسرے گروہ والوں) نے اپنی
دوسری رکعت پڑھ لی، پھر سلام پھیرا۔

(المعجم ۱۴) - باب مَنْ قَالَ: إِذَا صَلَّى
رُكْعَةً (التحفة ۲۸۴)

وَبِتَ قَائِمًا، أَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ رُكْعَةً
ثُمَّ سَلَّمُوا، ثُمَّ انْصَرَفُوا فَكَانُوا وَجَاهَ
الْعَدُوِّ، وَاخْتَلَفَ فِي السَّلَامِ.
امام جب ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائے تو پھر کھڑا
انتظار کرے حتیٰ کہ یہ لوگ دوسری رکعت مکمل کر لیں اور
سلام پھیر لیں اور پھر دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں۔
اس صورت میں سلام میں اختلاف کیا گیا ہے۔

۱۲۳۸ - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ
يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَاتٍ عَمَّنْ
صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ
صَلَاةَ الْخَوْفِ: أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ
وَجَّاهُ الْعَدُوَّ فَصَلَّى بِالنَّبِيِّ مَعَهُ رُكْعَةً ثُمَّ بَتَتْ
قَائِمًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ انْصَرَفُوا
وَصَفُّوا وَجَّاهُ الْعَدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ
الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرُّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ
صَلَاتِهِ، ثُمَّ بَتَتْ جَالِسًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ
ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ.
۱۲۳۸- صالح بن خوات اس شخص سے روایت کرتے
ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات
الرقاع میں نماز خوف پڑھی تھی اس نے بیان کیا کہ ایک
گروہ نے آپ ﷺ کے ساتھ صف بنائی اور دوسرا گروہ
دشمن کے سامنے رہا۔ پھر آپ نے اس گروہ کو جو آپ
کے ساتھ تھا ایک رکعت پڑھائی، پھر کھڑے رہے اور
انہوں نے اپنی دوسری رکعت مکمل کی۔ پھر یہ لوگ دشمن
کے سامنے چلے گئے اور دوسرا گروہ آ گیا۔ آپ نے ان
کو اپنی باقی ماندہ دوسری رکعت پڑھائی، پھر آپ بیٹھے
رہے اور ان لوگوں نے اپنے طور پر اپنی نماز مکمل کی۔ پھر
آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

قال مَالِكٌ: وَحَدِيثُ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ
أَحَبُّ - مَا سَمِعْتُ - إِلَيَّ.
امام مالک کہتے ہیں کہ (نماز خوف کے سلسلے
میں) جو میں نے سنا ہے (ان میں سے یہی) حدیث
یزید بن رومان مجھے زیادہ پسند ہے۔

۱۲۳۸- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ۴۱۲۹، ومسلم، ح: ۸۴۲ من حديث
مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱۸۳/۱.

۱۲۳۹- صالح بن خوات انصاری سے روایت ہے کہ حضرت سہل بن ابی حمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نماز خوف (کا طریقہ) یہ ہے کہ امام اور اس کے ساتھیوں کا ایک گروہ (نماز کے لیے) کھڑے ہو جائیں اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہے۔ امام اپنے ساتھ والوں کے ساتھ رکوع کرے اور سجدہ کرے پھر جب اٹھے تو کھڑا ہی رہے اور مقتدی اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھیں پھر سلام پھیریں اور امام کھڑا رہے اور یہ دشمن کے مقابل چلے جائیں۔ پھر دوسرا گروہ آجائے جنہوں نے ابھی نماز شروع نہیں کی تھی پس وہ امام کے پیچھے تکبیر کہہ کر (نماز شروع کریں) پھر امام ان کو رکوع اور سجدہ کرائے پھر سلام پھیرے اور یہ لوگ کھڑے ہو کر اپنی بقیہ رکعت پڑھیں اور پھر سلام پھیریں۔

۱۲۳۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَاتٍ الْأَنْصَارِيِّ؛ أَنَّ سَهْلَ بْنَ أَبِي حَتْمَةَ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّ صَلَاةَ الْخَوْفِ: أَنَّ يَقُومَ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَطَائِفَةٌ مُوَاكِفَةٌ الْعَدُوِّ، فَيَرْكَعُ الْإِمَامُ رَكْعَةً وَيَسْجُدُ بِالَّذِينَ مَعَهُ ثُمَّ يَقُومُ، فَإِذَا اسْتَوَى قَائِمًا ثَبَتَ قَائِمًا، وَاتَّمُوا لِأَنفُسِهِمُ الرُّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ سَلَّمُوا وَانصَرَفُوا، وَالْإِمَامُ قَائِمٌ، فَكَانُوا وَجَاهَ الْعَدُوِّ، ثُمَّ يُقْبِلُ الْآخَرُونَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُكَبِّرُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ فَيَرْكَعُ بِهِمْ وَيَسْجُدُ بِهِمْ ثُمَّ يَسْلَمُ، فَيَقُومُونَ فَيَرْكَعُونَ لِأَنفُسِهِمُ الرُّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ يَسْلَمُونَ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید کی قاسم سے روایت یزید بن رومان کی روایت کی مانند ہے صرف سلام کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ اور عبید اللہ کی روایت یحییٰ بن سعید کی روایت کی مانند ہے۔ اس (یحییٰ) کے لفظ ہیں [وَيَثْبُتُ قَائِمًا] (یعنی امام کھڑا رہے)۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَأَمَّا رِوَايَةُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ الْقَاسِمِ نَحْوُ رِوَايَةِ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ إِلَّا أَنَّهُ خَالَفَهُ فِي السَّلَامِ، وَرِوَايَةُ عُبَيْدِ اللَّهِ نَحْوُ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ: وَيَثْبُتُ قَائِمًا.

باب: ۱۵- (ایک اور کیفیت) سب اکٹھے تکبیر (تحریمہ) کہیں

(المعجم ۱۵) - باب مَنْ قَالَ: يُكَبِّرُونَ جَمِيعًا (التحفة ۲۸۵)

تمام مجاہدین مل کر تکبیر (تحریمہ) کہیں۔ اگر ان کی پشت قبلے کی طرف ہو تو امام اپنے ساتھ ایک گروہ کو ایک

وَأِنْ كَانُوا مُسْتَبِيرِينَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ يُصَلُّونَ بِمَنْ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ يَأْتُونَ مَصَافً

رکعت پڑھائے پھر یہ لوگ اپنے ساتھیوں کی جگہ چلے آئیں۔ پھر دوسرے (امام کے پیچھے) آ کر اپنی پہلی رکعت اپنے طور پر پڑھیں پھر امام انہیں دوسری رکعت پڑھائے پھر وہ گروہ بھی آ جائے جو دشمن کے مقابل ہو اور اپنے طور پر ایک رکعت پڑھیں اور امام بیٹھا رہے پھر ان سب کے ساتھ مل کر سلام پھیرے۔

أَصْحَابِهِمْ، وَيَجِيءُ الْآخَرُونَ فَيَرْكَعُونَ لِنَفْسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ تُقْبِلُ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ تُقَابِلُ الْعَدُوَّ فَيُصَلُّونَ لِنَفْسِهِمْ رَكْعَةً، وَالْإِمَامُ قَاعِدٌ، ثُمَّ يَسْلُمُ بِهِمْ كُلَّهُمْ.

۱۲۴۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:

حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِي: حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ وَابْنُ لَهْبَعَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ: هَلْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ. فَقَالَ مَرْوَانُ: مَتَى؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: عَامَ غَزْوَةِ نَجْدٍ، قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ فَقَامَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ وَطَائِفَةٌ أُخْرَى مُقَابِلَ الْعَدُوِّ وَظَهَرُوا لَهُمْ إِلَى الْقِبْلَةِ، فَكَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَبَّرُوا جَمِيعًا: الَّذِينَ مَعَهُ وَالَّذِينَ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ، ثُمَّ رَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَةً وَاحِدَةً وَرَكَعَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيهِ، وَالْآخَرُونَ قِيَامًا مُقَابِلِي الْعَدُوِّ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَامَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ

۱۲۴۰- مروان بن حکم سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز خوف پڑھی ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! مروان نے پوچھا کب؟ انہوں نے کہا: غزوہ نجد کے سال۔ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ ایک گروہ تھا جبکہ دوسرا دشمن کے مقابل تھا اور قبلہ کی طرف ان کی پشت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر (تحریمہ) کہی اور سب نے آپ کے ساتھ تکبیر کہی آپ کے ساتھ والوں نے بھی اور انہوں نے بھی جو دشمن کے بالمقابل تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ والے گروہ کو ایک رکعت پڑھائی۔ اس گروہ نے آپ کے ساتھ رکوع کیا پھر آپ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی سجدہ کیا۔ جبکہ دوسرے لوگ دشمن کے سامنے کھڑے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ والا گروہ بھی کھڑا ہو گیا۔ پھر یہ چلے گئے اور دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور دوسرا گروہ جو پہلے دشمن کے سامنے تھا (آپ

۱۲۴۰- تخریج: [سنادہ حسن] أخرجه النسائي، صلوۃ الخوف، ح: ۱۵۴۴ من حديث أبي عبد الرحمن المقرئ به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، وابن حبان، ح: ۵۸۵ من طريق آخر، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۳۳۸، ۳۳۹، ووافقه الذهبي.

کے پیچھے) آ گیا۔ انہوں نے (اپنے طور پر) رکوع اور سجود کیا اور رسول اللہ ﷺ بدستور کھڑے رہے۔ پھر (جب یہ لوگ پہلی رکعت سے) کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دوسری رکعت پڑھائی۔ انہوں نے آپ کے ساتھ رکوع اور سجود کیا۔ پھر وہ گروہ بھی آ گیا جو دشمن کے سامنے تھا انہوں نے (اپنے طور پر) رکوع اور سجود کیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ والے بیٹھے رہے۔ پھر سلام پھرا تو رسول اللہ ﷺ نے اور سب نے اکٹھے سلام پھیرا۔ پس (اس طرح) رسول اللہ ﷺ کی (جماعت کے ساتھ) دو رکعتیں ہوئیں اور دونوں گروہوں میں سے ہر شخص کی ایک ایک رکعت۔

فَذَهَبُوا إِلَى الْعَدُوِّ فَقَابَلُوهُمْ، وَأَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ، فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ كَمَا هُوَ، ثُمَّ قَامُوا، فَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَةً أُخْرَى وَرَكَعُوا مَعَهُ وَسَجَدُوا مَعَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ، ثُمَّ كَانَ السَّلَامُ فَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَلَّمُوا جَمِيعًا، فَكَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةٌ رَكْعَةً.

۱۲۴۱- جناب عروہ بن زبیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی جانب نکلے۔ یہاں تک کہ جب ہم مقام نخل کے ذات الرقاع میں پہنچے تو بنو غطفان کی ایک جماعت سے ٹکھیر ہو گئی۔ اور مذکورہ روایت کے ہم معنی بیان کیا۔ اس کے الفاظ حیوہ کے الفاظ سے مختلف ہیں۔ اس میں کہا: جب آپ نے اپنے ساتھ والوں کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا اور کھڑے ہوئے تو یہ لوگ اٹھنے پاؤں چلتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی جگہ جا کھڑے ہوئے۔ اور قبلے کی طرف پشت کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

۱۲۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو الرَّاذِي: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى نَجْدٍ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرُّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ، لَقِيَ جَمْعًا مِنْ غُطَفَانَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، وَلَفْظُهُ عَلَى غَيْرِ لَفْظِ حَيَوَةٍ. وَقَالَ فِيهِ: حِينَ رَكَعَ بَيْنَ مَعَهُ وَسَجَدَ قَالَ: فَلَمَّا قَامُوا مَشَوْا الْقَهْقَرَى إِلَى مَصَافٍ أَصْحَابِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرِ اسْتِذْبَارَ الْفِيلَةِ.

۱۲۴۲- امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن سعد نے

۱۲۴۲- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَمَّا عُبَيْدُ اللَّهِ

۱۲۴۱- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۱۲۴۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۷۵/۶ من حديث عمه يعقوب بن إبراهيم بن سعد به، وصححه

«ابن خزيمة، ح: ١٣٦٣، وابن حبان، ح: ٥٨٩، والحاكم على شرط مسلم: ١/٣٣٦، ٣٣٧، وواقعه الذهبي.

(المعجم ۱۶) - **بَاب مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُومُ كُلَّ صَفٍّ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً** (التحفة ۲۸۶)

۱۲۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى بِأَحَدِي الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً، وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى مُوَاكِفَةٌ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَقَامُوا فِي مَقَامٍ أَوْلَيْكَ وَجَاءَ أَوْلَيْكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَى ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ نَافِعٌ وَخَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَذَلِكَ قَوْلُ مَسْرُوقٍ وَيُوسُفَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَكَذَلِكَ رَوَى يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّهُ فَعَلَهُ.



فائدہ: اس صورت میں گویا امام اپنے مجاہد مقتدیوں کا محافظ بنا کر وہ اپنی نماز مکمل کر لیں۔

(المعجم ۱۷) - **بَاب مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً ثُمَّ يُسَلِّمُ، فَيَقُومُ الَّذِينَ خَلْفَهُ فَيُصَلُّونَ رَكْعَةً ثُمَّ يَجِيءُ الْآخَرُونَ إِلَى مَقَامٍ هَؤُلَاءِ فَيُصَلُّونَ رَكْعَةً** (التحفة ۲۸۷)

باب: ۱۶- (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک ایک رکعت پڑھائے پھر سلام پھیر دے اور ہر صف (گروہ) کے لوگ اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھیں ۱۲۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی جب کہ دوسرا گروہ دشمن کے سامنے تھا۔ پھر یہ لوگ چلے گئے اور دوسروں کی جگہ پر (دشمن کے مقابل) کھڑے ہو گئے۔ پھر وہ لوگ (رسول اللہ ﷺ کے پیچھے) آ گئے تو آپ نے ان کو دوسری رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا۔ پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے اور اپنی رکعت ادا کی اور دوسرے گروہ والے بھی کھڑے ہوئے اور اپنی رکعت ادا کی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نافع اور خالد بن معدان نے ابن عمر سے انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ مسروق اور یوسف بن مہران کا بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی قول ہے۔ نیز یونس نے حسن سے انہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کا فعل بیان کیا ہے۔

باب: ۱۷- (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک رکعت پڑھائے پھر سلام پھیر دے تو جو لوگ اس کے پیچھے ہوں وہ کھڑے ہو کر اپنی (دوسری) رکعت پڑھ لیں پھر دوسرے لوگ ان کی جگہ پر آ جائیں اور اپنی ایک رکعت پڑھ لیں

۱۲۴۳- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ۴۱۳۳ عن مسدد، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الخوف، ح: ۸۳۹ من حديث معمر به.

۱۲۴۴- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ:

حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ: حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَقَامُوا صَفًّا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَفٌّ مُسْتَقْبِلَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَةً، ثُمَّ جَاءَ الْآخَرُونَ فَقَامُوا مَقَامَهُمْ- وَاسْتَقْبَلَ هَؤُلَاءِ الْعَدُوِّ- فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ هَؤُلَاءِ فَصَلُّوا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمُوا، ثُمَّ ذَهَبُوا فَقَامُوا مَقَامَ أُولَئِكَ مُسْتَقْبِلِي الْعَدُوِّ وَرَجَعَ أُولَئِكَ إِلَى مَقَامِهِمْ فَصَلُّوا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمُوا.

۱۲۴۵- حَدَّثَنَا تَمِيمٌ بْنُ الْمُثَنِّصِ:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَعْنَى ابْنُ يُونُسَ، عَنْ شَرِيكَ، عَنْ خُصَيْفٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: فَكَبَّرَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فَكَبَّرَ الصَّفَّانِ جَمِيعًا.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ بِهَذَا الْمَعْنَى عَنْ خُصَيْفٍ: وَصَلَّى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ هَكَذَا، إِلَّا أَنَّ الطَّائِفَةَ الَّتِي صَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ مَضَوْا إِلَى مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ، وَجَاءَ هَؤُلَاءِ فَصَلُّوا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى مَقَامِ

۱۲۴۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف پڑھائی۔ (مجاہدین نے دو صفیں بنائیں) ایک صف رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑی ہوئی اور دوسری دشمن کے سامنے رہی۔ آپ نے ان کو (جو آپ کے پیچھے تھے) ایک رکعت پڑھائی پھر دوسرے آگئے اور ان لوگوں کی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور یہ دشمن کے مقابلے میں چلے گئے۔ نبی ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی اور خود سلام پھیر دیا تو ان لوگوں نے اٹھ کر اپنی ایک رکعت پڑھی اور سلام پھیرا پھر چلے گئے اور ان لوگوں کی جگہ پر جا کھڑے ہوئے۔ جو دشمن کے سامنے تھے۔ پھر دوسرے ان لوگوں کی جگہ پر آ گئے اور اپنی اپنی ایک رکعت پڑھی اور سلام پھیرا۔

۱۲۴۵- جناب خصیف نے اپنی سند سے اس کے ہم

معنی بیان کیا۔ اس روایت میں ہے: اللہ کے نبی ﷺ نے تکبیر کہی تو دونوں صفوں نے ان کے ساتھ مل کر تکبیر کہی۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ ثوری نے بھی خصیف سے اسی کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ اور حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی پڑھائی تھی سوائے اس کے کہ جس گروہ نے اخیر میں ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی وہ امام کے سلام کے بعد دشمن کے سامنے چلے گئے۔ پھر پہلا گروہ آیا اور اس نے اپنے طور پر ایک رکعت پڑھی

۱۲۴۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۳۷۵ عن محمد بن فضيل بن غزوان به * خصيف ضعيف،

تقدم، ح: ۱۰۲۸، وأبو عبيدة عن أبيه منقطع، تقدم، ح: ۹۹۵.

۱۲۴۵- تخریج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

نماز خوف کے احکام و مسائل

(جو باقی تھی) پھر یہ دوسرے گروہ کی جگہ پر لوٹ گئے بعد ازاں دوسرا گروہ آیا اور اس نے ایک رکعت پڑھی۔

امام ابو داؤد نے کہا: ہمیں یہ مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہمیں عبدالصمد بن حبیب نے بیان کیا وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کابل میں جہاد کیا اور انہوں نے ہم کو نماز خوف پڑھائی۔

قال أبو داؤد: حدثنا بذلك مسلم بن إبراهيم: حدثنا عبد الصمد بن حبيب: أخبرني أبي أنهم عَزَوْا مع عبد الرحمن بن سمرَةَ كابلَ فَصَلَّى بنا صلاةَ الخوفِ.

فائدہ: اس باب کی دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔ اس لیے ان میں بیان کردہ صورتیں غیر مستند ہیں۔

باب: ۱۸- (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک رکعت پڑھائے اور وہ (بعد میں خود) کوئی ادائیگی نہ کریں

(المعجم ۱۸) - باب مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً وَلَا يَقْضُونَ (التحفة ۲۸۸)

۱۲۴۶- جناب ثعلبہ بن زہد بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ طبرستان میں تھے وہ کھڑے ہوئے اور پوچھا: تم میں سے کون ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز خوف پڑھی ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسرے کو ایک اور پھر ان لوگوں نے کوئی ادائیگی نہیں کی (دوسری رکعت ادا نہ کی)۔

۱۲۴۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي الْأَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ هَلَالٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زُهْدٍ قَالَ: كُنَّا مع سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ بِطَبْرِسْتَانَ فَقَامَ فَقَالَ: أَيُّكُمْ صَلَّى مع رسولِ الله ﷺ صلاةَ الخوفِ؟ فقال حُذَيْفَةُ: أَنَا، فَصَلَّيْ بِهَؤُلَاءِ رَكْعَةً وَبِهَؤُلَاءِ رَكْعَةً، وَلَمْ يَقْضُوا.

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ عید اللہ بن عبد اللہ اور مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور عبد اللہ بن شقیق نے

قال أبو داؤد: وكذا رواه عبيد الله بن عبد الله ومجاهد عن ابن عباس عن النبي ﷺ، وعبد الله بن شقيق عن أبي

۱۲۴۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، صلوۃ الخوف، باب: ۱، ح: ۱۵۳۱ من حديث يحيى القطان، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۳۴۳، وابن حبان، ح: ۵۸۶، والحاكم، ۳۳۵/۱، ووافقه الذهبي.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اور یزید الفقیر اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ یہ ایک تابعی ہیں (صحابی رسول ابو موسیٰ) اشعری نہیں ہیں۔ یہ سب حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے۔ بعض نے شعبہ سے یزید الفقیر کی روایت میں کہا ہے: انہوں نے ایک رکعت ادا کی تھی۔ اور ایسے ہی اس کو ساک خفی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی اس کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اس صورت میں قوم کے لیے ایک ایک رکعت ہوئی اور نبی ﷺ کے لیے دو رکعتیں۔

هَرِيرَةُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ، وَيَزِيدُ الْفَقِيرُ وَأَبُو مُوسَى. - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَجُلٌ مِنَ التَّابِعِينَ لَيْسَ بِالْأَشْعَرِيِّ - جَمِيعًا عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ شُعْبَةَ فِي حَدِيثِ يَزِيدَ الْفَقِيرِ: أَنَّهُمْ قَضَوْا رَكْعَةً أُخْرَى. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ سِمَاكُ الْحَقَفِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَكَانَتْ لِلْقَوْمِ رَكْعَةً وَلِلنَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَكْعَتَيْنِ.

۱۲۴۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے تمہارے نبی ﷺ کی زبان پر نماز فرض کی ہے۔ اقامت میں چار رکعتیں سفر میں دو رکعتیں اور خوف میں ایک رکعت۔

۱۲۴۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ، فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً.

🌞 فائدہ: علامہ سندھی کہتے ہیں کہ اس بات میں کوئی تعارض نہیں کہ خوف میں ایک رکعت واجب ہو اور دو پڑھ لی جائیں۔ مذکورہ روایات میں جو آیا ہے وہ احب اور اولیٰ کا مسئلہ ہے۔ یا حدیث کا یہ مقصود ہو کہ سخت خوف کی حالت میں کم از کم ایک رکعت فرض ہے۔

باب: ۱۹- (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو دو دو رکعتیں پڑھائے

(المعجم ۱۹) - بَابُ مَنْ قَالَ: بُصِّلِي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ (التحفة ۲۸۹)

۱۲۴۸- حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی

۱۲۴۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ:

۱۲۴۷- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح: ۶۸۷ عن سعيد بن منصور به. ۱۲۴۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الإمامة، باب اختلاف نية الإمام والمأموم، ح: ۸۳۷ من حديث الأشعث به * الحسن البصري عن، وحديث يحيى بن أبي كثير رواه مسلم، ح: ۸۴۳، وهو يفتي عنه.

نماز خوف کے احکام و مسائل

ﷺ نے خوف میں ظہر کی نماز پڑھائی۔ بعض نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بعض دشمن کے سامنے رہے۔ آپ نے ان لوگوں کو (جو آپ کے پیچھے تھے) دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر دیا۔ تب یہ لوگ اپنے ساتھیوں کی جگہ چلے گئے اور وہ آگئے اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نے ان کو دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیرا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کی چار رکعتیں ہوئیں اور آپ کے اصحاب کی دو دو۔ جناب حسن اسی کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي خَوْفِ الظُّهْرِ، فَصَفَّ بَعْضُهُمْ خَلْفَهُ وَبَعْضُهُمْ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَاَنْطَلَقَ الَّذِينَ صَلَّوْا مَعَهُ فَوَقَفُوا مَوْقِفَ أَصْحَابِهِمْ، ثُمَّ جَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّوْا خَلْفَهُ، فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعًا وَلَا أَصْحَابِهِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، وَبِذَلِكَ كَانَ يُفْتَى الْحَسَنُ.

امام ابو داؤد فرماتے ہیں اور ایسے ہی نماز مغرب میں (ہو گا کہ) امام کی چھ رکعتیں ہوں گی اور قوم کی تین تین۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ فِي الْمَغْرِبِ يَكُونُ لِلْإِمَامِ سِتُّ رَكَعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ ثَلَاثًا.

امام ابو داؤد نے کہا: یحییٰ بن ابی کثیر نے ابو سلمہ سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی سلیمان بن یحکرم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے کہا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَذَلِكَ قَالَ سُلَيْمَانُ الْبُسْكُرِيُّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

فائدہ: یہ روایت سداضعیف ہے تاہم صحیح مسلم کی حدیث (۸۴۳) سے یہ صورت ثابت ہے۔ بہر حال صلوٰۃ خوف کی یہ مختلف صورتیں ہیں۔ امام حسب احوال کوئی بھی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ قابل غور یہ ہے کہ اس پریشان کن حالت میں بھی نماز باجماعت کا اہتمام والتزام ہونا چاہیے۔

باب: ۲۰- دشمن کو ڈھونڈنے نکلے تو نماز کس طرح پڑھے؟ (یعنی اگر اندیشہ ہو کہ نماز پڑھنے کے لیے رک گئے تو دشمن چل دے جائے گا یا کوئی اور مشکل پیش آجائے گی تو اس صورت میں کیسے کرے؟)

باب صَلَاةِ الطَّالِبِ (المعجم ۲۰) -
(التحفة ۲۹۰)

www.minhajusunat.com